شرح نسائی شریف

جلد 4

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

اُستاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو القادر

نام کتاب	شرح سنن نسائی شریف
مترجم	ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
کمپوزنگ	ورڈز میکر
باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	ستمبر 2015ء
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212
طباعت	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

كِتَابُ النِّكَاحِ

باب الظِّهَارِ

باب مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

كِتَابُ الْخَيْلِ

كِتَابُ الْأَحْبَاسِ

كِتَابُ الْوَصَايَا

كِتَابُ النُّحْلِ

كِتَابُ الْهِبَةِ

مقدمہ رضویہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على نبى رحمة العالمين وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين اجمعين اما بعد فانى رتبت الكتاب باسم "شرح السنن النسائى "لان جاء فى الحديث يعنى عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بَعْدِى عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، (الترمذى وابن ماجه ،ابن حبان وغيره)

حدیث مرسل سے متعلق بحث کا بیان

محدثین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں جس میں صحابی رضی اللہ عنہ کا نام چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ کوئی تابعی کہے، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ لیکن اصولیین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں۔ جس میں کوئی ثقہ عادل راوی خواہ وہ تابعی ہو یا غیر تابعی وہ کہے " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (تدریب الراوی، ص ۱۹۵، بیروت)

اصولیین کی تصریح کے مطابق حدیث مرسل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم (۲) مراسیل غیر صحابہ رضی اللہ عنہم۔

مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

یعنی صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرنا اور بغیر اُن کے نام کی صراحت کیے کہنا قال رسول اللہ ﷺ۔

مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور ائمہ کے نزدیک مقبول ہیں، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جمہور علماء مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قبول کرنے پر متفق ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عادل قرار دیا ہے اور ان کی اقتداء کی ترغیب دی ہے۔ (نووی مع مسلم، ج۱، ص۳۰، بیروت)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ۔ (مشکوۃ شریف)

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی اقتداء کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔

علامہ ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مراسیل صحابہ کو خاص طور پر لائق استدلال شمار کرتے تھے۔ (المعتمد)

ابن قدامۃ کہتے ہیں کہ مراسیل صحابہ کرام جمہور علماء کے نزدیک مقبول ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام صحابی ہی سے روایت کرتے تھے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معلوم العدالۃ ہیں اور اگر وہ غیر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے تو جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جاتا تھا کہ یہ شخص بھی عادل اور ثقہ ہے اس وقت تک ان سے روایت نہیں لیتے تھے اور ان کی شانِ صحابیت سے یہ بات بعید بھی تھی کہ وہ ایسے اشخاص سے روایت لیں جو غیر ثقہ اور دینی امور میں غیر ذمہ دار ہوں۔ (روضۃ الناظر مع شرحها)

ابنِ صلاح رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ صحابہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے حضرات کی حدیث، حدیثِ متصل کے حکم میں ہے؛ کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کرتے ہیں اور تمام صحابہ عادل ہیں۔ (مقدمہ ابن صلاح، النوع العاشر معرفۃ المنقطع)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم مقبول ہیں۔ (فتح القدیر)

مراسیلِ غیر صحابہ

صحابی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ارسال ہو تو اس کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

الف: مرسل غیر صحابی مطلقاً مقبول ہے، علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔

ب: غیر صحابی اگر ثقہ ہوں تو ان کے ارسال کو قبول کیا جائے گا؛ ورنہ نہیں، یہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

ج: مرسل غیر صحابی اگر "قرون مشهود لها بالخیر" میں ہو تو قبول کیا جائے گا اور اگر اس کے بعد کے دور میں ہوا ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، یہ رائے عیسیٰ بن ابان کی ہے۔

د: مرسل غیر صحابی کا بالکل اعتبار نہیں ہے؛ لیکن جمہور علماء کا راجح قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی سے استدلال کرنے میں توقف کریں گے؛ حتیٰ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ثقہ کا ارسال ہوا ہے یا غیر ثقہ کا؟ ثقہ کا ارسال ہو تو قبول کریں گے؛ ورنہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ (تدریب الراوی)

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہو تو ایسے مرسل غیر صحابی کو بالاتفاق قبول نہیں کیا جائے گا۔ (نخبۃ الفکر)

ائمہ اربعہ کا مسلک

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ جمہور محدثین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی حدیث ضعیف کے حکم میں ہے۔ (تدریب الراوی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی کو پانچ امور میں سے کسی ایک کی بنا پر قبول کریں گے۔

(۱) اس مرسل کو کوئی دوسرا راوی مسند بیان کرے۔

(۲) دوسرا راوی اس کو مرسل ہی روایت کرے مگر دوسرے شیخ سے۔

(۳) یا اس مرسل روایت کی تائید میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔

(۴) یا اکثر علماء کا قول ہو۔

(۵) یا وہ ارسال کرتا ہو صرف عادل راوی سے، ان وجوہ میں سے کوئی وجہ جب پائی جائے گی تب تو قبول کریں گے؛ ورنہ قبول نہیں کریں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح کے مرسل غیر صحابی کا درجہ مسند جیسا ہے؛ البتہ اگر مسند و مرسل کے درمیان تعارض ہو جائے تو مسند کو مقدم کریں گے۔ (الرسالہ)

مرسل غیر صحابی غیر معتبر کیوں؟

یہ بات تو طے ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور دینی معاملہ میں جس قدر انہیں احتیاط تھا وہ بعد کے ادوار میں نہ رہا؛ اسی لیے بعد والوں میں دینی لحاظ سے مختلف خرابیاں پائی جانے لگیں اور ان خرابیوں کے لحاظ سے محدثین کو حدیث کی صحت و ضعف کے متعلق زمرہ بندی کی ضرورت پیش آئی، بسا اوقات متصل السند حدیث میں بھی غیر ثقہ راوی آ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے حدیث درجہ صحت سے نکل جاتی ہے اور ضعیف احادیث کے زمرہ میں داخل ہو جاتی ہے، جب سند میں مذکور راویوں کی وجہ سے بھی ساری احادیث قبول و اعتبار کا درجہ حاصل نہیں کر پاتی تو جس سند میں راوی حذف کر دیا گیا ہو وہ حدیث کیسے لائق احتجاج بن سکتی ہے؛ لہٰذا مرسل غیر صحابی معتبر اور لائق استدلال نہیں ہے۔ (التدریب)

احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی بھی اگر وہ ثقہ ہو تو قابل قبول ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثقہ راوی کا کسی راوی کے ذکر کرنے سے خاموشی اختیار کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس راوی کو ثقہ جانتا ہے؛ گویا اس کا سکوت کرنا اس کی عدالت کی خبر دینا ہے؛ اسی لیے علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب عادل ثقہ کہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا، تو اس کے اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے جب تک اس قول کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہونے کا یقین نہ ہوا ہوتا تو ایسے جزم و یقین کے ساتھ وہ نقل نہ کرتے۔ (الاحکام)

لیکن اگر راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہے تو احناف میں سے ابوبکر رازی اور مالکیہ میں سے ابوالولید باجی اس کے غیر معتبر ہونے کے قائل ہیں۔ (قفو الاثر)

شیخ ابو زہرہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مرسل غیر صحابی کو قبول کیا ہے اس کی وجہ

روایت میں تساہل برتا نہیں ہے؛ کیونکہ انہوں نے ہر شخص کے ارسال کو جائز قرار نہیں دیا ہے؛ بلکہ وہ صرف ایسے ثقات کے ارسال کو قبول فرماتے ہیں، جن کے بارے میں اُن کو صدق سے متصف ہونے کا علم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ بھی ان کے قبول کرنے کا سبب اس کی شہرت ہوتی ہے، ارسال تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں زیادہ تھا؛ کیونکہ وہ زمانہ خیر القرون کا تھا اور مجموعی طور پر آپ کا ارشاد ہے "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (مشکوٰۃ شریف) سامنے رہا کرتا تھا اس لیے حضور ﷺ کی طرف غلط بات کے منسوب کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی؛ لیکن جب دین کی گرفت ڈھیلی ہونے لگی اور آپ ﷺ کی طرف غلط باتوں کو منسوب کیا جانے لگا تو علماء اس کے سند کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ راوی کو پہچانا جاسکے اور اس کی حالت کے مطابق حدیث کی صحت وسقم کا اندازہ کیا جائے؛ اسی لیے ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حدیث کی سند فتنہ کی وجہ سے بیان کرنے لگے۔ (اصول مذہب الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

اسی لیے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین میں سے ہیں ان کے مراسیل کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراسیل شعبی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ صرف ثقہ راوی ہی کا ارسال کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اور ابن عدی یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ مراسیل ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ صحیح ہیں۔ (نصب الرایہ)

اسی طرح حضرت سعید بن مسیب کے مراسیل کو بھی محدثین نے حجت گردانا ہے۔ (نصب الرایہ)

قاضی شریح کے مراسیل بھی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ بھی ثقہ ہیں اور کبار تابعین میں سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عہدہ قضا پر فائز تھے۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل کے بارے میں ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ثقات سے روایت کرتے ہیں اور ابوزرعۃ کا کہنا ہے کہ حسن بصری جس حدیث کو قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر روایت کرتے ہیں اس کی کوئی نہ کوئی اصل مجھے ضرور ملی ہے۔ (القاصد الحسنہ) مراسیل محمد بن سیرین بھی صحیح ہیں۔ (الجوہر النقی، کتاب الحج)

مراسیلِ صحابہ کرام کی مثال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ (مشکوٰۃ شریف) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں نے یہ اسامۃ بن زید سے سنی ہے؟ اسی طرح حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فَلَا صَوْمَ لَهُ" (اتحاف السادۃ المتقین) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے حضور ﷺ سے براہ راست سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں اس کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہوں۔

مراسیلِ تابعی وتبع تابعین

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابی اسحاق الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات سعید بن جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل بھی حجت ہیں؛ کیونکہ یہ حضرات

بھی ثقہ راوی کا ہی ارسال کرتے ہیں۔

حدیث مرسل کا ایک اور مفہوم

محدثین کے نزدیک مرسل کا ایک عام مفہوم بھی ہے کہ کبھی مرسل سے مطلق انقطاع مراد لیتے ہیں؛ خواہ وہ بصورت معلق ہو یا معضل یا منقطع اور صحاح ستہ میں لفظ مرسل اسی معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے، اس عام مفہوم کے اعتبار سے مرسل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرسل ظاہر (۲) مرسل خفی۔

مرسل ظاہر کا بیان

وہ روایت ہے جس کا انقطاع واضح ہو اس طور پر کہ راوی ایسے شیخ سے روایت کرتا ہو جو ان کا ہمعصر نہ ہو۔

مرسل خفی کا بیان

ایسے راوی کا شیخ کی طرف روایت منسوب کرنا جس سے اس راوی کی ملاقات تو ہو؛ لیکن مطلق سماع نہ ہو یا سماع تو ہو؛ لیکن اس حدیث کا سماع ثابت نہ ہو، وہ تابعین جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا؛ لیکن کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے، مثلاً ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن حازم وغیرہ تو یہ حضرات اگر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو اس روایت کو بھی مرسل خفی کہیں گے۔

محمد لیاقت علی رضوی

چک سٹیکا بہاولنگر

كِتَابُ الْجِهَادِ

یہ کتاب جہاد کے بیان میں ہے

جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام کا بیان

جہاد کا لغوی معنی ہے: اللہ کے دشمنوں سے جہاد جنگ کرنے میں اپنی پوری وسعت اور طاقت کو خرچ کرنا اور جہاد کا شرعی معنی ہے: اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں: فرض عین اور فرض کفایہ اسلام کی تبلیغ کے لیے کافروں کو اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو پھران کو جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا اور اگر وہ اس کو بھی قبول نہ کریں تو پھران سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کسی اسلامی شہر پر کافر حملہ کریں تو اس شہر کے مسلمان پر اپنے شہر کے دفاع کے لیے جہاد کرنا فرض عین ہے اور اگر اس شہر کے مسلمان اپنا دفاع نہ کر سکیں تو اس کے قریب کے شہر والوں پر جہاد کرنا فرض عین ہو جائے گا۔ علی ھذا القیاس اگر ایک اسلامی ملک اپنے دفاع کی استطاعت نہ رکھے تو اس کے قریب کے ملک پر جہاد کرنا فرض عین ہوگا۔

علامہ کاسانی حنفی نے لکھا ہے: اگر جہاد کے لیے روانہ ہونے کا مسلمانوں کو عام حکم دیا جائے تو جہاد فرض عین ہے اور اگر عام حکم نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے اور بعض مسلمانوں کے جہاد کرنے سے باقی مسلمانوں سے جہاد کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۷ص ۹۸مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ)

جہاد کرنے میں عزت اور جہاد ترک کرنے میں ذلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ میں توحید کا حکم دیا اور نماز پڑھنے کا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے منع کیا اور جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو باقی فرائض نازل ہوئے اور مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی گئی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر قتال (جہاد) فرض کر دیا گیا ہے اور قتال سے ممانعت کے بعد تم کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے اور اگرچہ یہ طبعاً تم پر گراں اور بھاری ہے لیکن انجام کار تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ کافروں کو مغلوب کر کے تم ایک اسلامی ریاست قائم کر سکو گے اور آزادی کے ساتھ باعزت طریقہ سے زندگی گزار سکو گے اور اسلام کے تمام احکام پر بے خوف وخطر عمل کر سکو گے اور جنگ کے ذریعہ تم کو دشمنوں کا جو مال غنیمت حاصل ہوگا اس سے تم پر خوش حالی آئے گی اور اگر تم راہ حق میں شہید ہو گئے تو تمہارے لیے بے پناہ اجر ہے اور اگر تم کافروں سے جہاد نہیں کرو گے تو وقتی طور پر تمہیں آرام ملے گا

لیکن مآل کار تمہارے ملک پر کافر قبضہ کر کے تمہیں آزادی سے محروم کر دیں گے۔ تمہیں اپنا غلام بنائیں گے اور پھر تم کو ذلت اور خواری کی زندگی گزارنی ہوگی۔

جہاد کے درجات اور اجر وثواب کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام احمد امام بخاری امام مسلم امام نسائی امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا آپ سے کہا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا آپ سے عرض کیا گیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: حج مبرور۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل عمل نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام ترمذی امام بزار امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کا جنگل میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ سے گزر ہوا اس نے سوچا: کاش میں لوگوں کو چھوڑ کر یہیں رہ جاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر یہیں آ جاؤں گا جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو ساٹھ سال اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے تمہارا ایک وقت اللہ کی راہ میں گزارنا افضل ہے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے! اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے جتنے وقت برابر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام طبرانی نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے تین درجے ہیں: ادنیٰ اوسط اور اعلیٰ ادنیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے کہ جس میں عام مسلمان ہیں تم جس سے بھی سوال کرو گے وہ کہے گا: میں مسلمان ہوں اور اوسط درجہ میں بعض مسلمانوں کے عمل بعض سے افضل ہوتے ہیں اور سب سے اعلیٰ درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے آٹھ حصے ہیں اسلام (قبول کرنا) ایک حصہ ہے نماز ایک حصہ ہے زکوٰۃ ایک حصہ ہے روزہ ایک حصہ ہے حج بیت اللہ کا حصہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے برائی سے روکنا ایک حصہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے اور وہ شخص نامراد ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

امام مسلم امام ابوداؤد امام نسائی امام حاکم اور امام بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جہاد کرنے کی تمنا کیے بغیر مر گیا وہ نفاق کے ایک حصہ کے ساتھ مرا ہے۔

امام احمد امام بخاری امام ترمذی اور امام نسائی نے عبدالرحمان بن جبران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پیر اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوئے اللہ ان پیروں پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

امام حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی

ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں نکال دی گئی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

امام عبدالرزاق امام احمد امام ابوداؤد امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ امام ابن حبان امام حاکم اور امام بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے برابر وقت میں جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص نے صدق دل سے شہادت کے حصول کی دعا کی وہ مر جائے یا قتل ہو جائے اس کو شہادت کا اجر ملے گا اور جو اللہ کی راہ میں زخمی ہو وہ قیامت کے دن اسی طرح زخمی اٹھے گا اس کے خون کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

امام مسلم امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ اس پر عام عذاب بھیجتا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ دنیا داری روپے پیسے اور کھیتی باڑی میں منہمک ہو جائیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیں اور بیع عینہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل فرماتا ہے اور جب تک وہ اپنے دین کی طرف رجوع نہ کریں وہ مصیبتیں ان سے دور نہیں کرتا۔

(الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۴۹۔۲۴۴ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ نجفی ایران)

باب وُجُوبِ الْجِهَادِ

یہ باب جہاد کے وجوب کے بیان میں ہے

اجازت جہاد کا بیان

3085 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ . فَنَزَلَتْ (اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ) فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهِيَ اَوَّلُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے. ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے' بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے' یہ لوگ ضرور ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

3085-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الحج) (الحديث 3171) . و اخرجه النسائي في التفسير سورة الحج تحفة الاشراف (5618) .

"وہ لوگ جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے انہیں یہ اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے
اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے"۔
(اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اس سے مجھے پتا چل گیا کہ عنقریب جنگ ہوگی۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ وہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں نازل ہوئی۔

شرح

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. (الحج: ۳۹)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کو مکہ میں مشرکین بہت سخت ایذائیں پہنچاتے تھے۔ مسلمان آپ کے پاس آتے، کسی کا سر پھٹا ہوا ہوتا، کسی کو کوڑوں سے مارا ہوا ہوتا، کسی کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا ہوا ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: صبر کرو، ابھی مجھے ان سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا حتیٰ کہ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر لی۔ ستر سے زیادہ آیتیں کفار کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرنے کے متعلق نازل ہوئی تھیں اور یہ پہلی آیت ہے جس میں کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وہ تمام آیتیں منسوخ ہو گئیں جن میں کافر کی زیادتیوں پر عفو اور درگزر کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ ستر سے زیادہ آیات درحقیقت ایک آیت کے حکم میں ہیں جن میں کفار کی زیادتیوں پر صبر کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور جب یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون الآیہ تو میں نے جان لیا کہ اب جنگ ہوگی۔ (جامع البیان رقم الحدیث 19098)

اس آیت کی تفسیر میں ابن زید نے کہا مشرکین کو معاف کرنے کا حکم دینے کے دس سال بعد یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو ان سے قتال کی اجازت دی گئی۔ (جامع البیان رقم الحدیث:19100)

قتادہ نے کہا یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث 19105)

مسلمانوں کو قتال کی اجازت ملنے کا بیان

ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پہلی آیت قتال کے بارے میں نازل ہوئی جب مسلمان کفار کے ہاتھوں تکلیف میں پڑے مکہ میں۔ ان کے خاندان کے لوگ ہی ان کے درمیان حائل ہوئے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیں اور ان پر غلبہ حاصل کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا۔ اور یہ حکم اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی اجازت دی اور ان کو لڑنے کی بھی اجازت دی۔

عبدالرزاق وابن المنذر رابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ پہلی آیت تھی جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں روایت کیا کہ ان کو ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ ان سے دس سال درگذر کرنے کے بعد۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔ آیت بانہم ظلموا۔ یعنی ان پر مکہ والوں نے ظلم کیا اور جب ان کو ان کے گھروں سے نکالا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے محل سے باغیوں کو دیکھتے جھانکا اور فرمایا میرے پاس ایک آدمی کو لے آؤ جو کتاب اللہ کا قاری ہو۔ تو انہوں نے صعصعہ بن صوحان کو بھیجا۔ اس نے ان سے بات کی اور انہوں نے اپنے حق میں یہ آیت۔ آیت اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا ۔ وان اللہ علی نصرھم لقدیر پڑھی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو نے جھوٹ کہا یہ تیرے اور تیرے اصحاب کے متعلق نہیں ہے لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے متعلق ہے۔ (تفسیر در منثور، سورہ حج، بیروت)

اس آیت میں دلیل ہے کہ اباحت شرع سے ہے جبکہ معتزلہ کا نظریہ اس کے خلاف ہے کیونکہ اذن کا معنی اباحۃ ہے یہ لفظ ہر ممنوع چیز کی اباحت کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ مفہوم سورہ بقرہ اور دوسرے مقام پر گزر چکا ہے۔ یہ اذن ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی اللہ نے اجازت دی۔ یقاتلون تا کے کسرہ کے ساتھ ہے، یعنی مشرک ان سے لڑتے ہیں اور وہ مومنین ہیں اسی لیے فرمایا: بانھم ظلموا انہیں اپنے شہروں سے نکال کر ان پر ظلم کیا گیا۔

حکم جہاد کی مشروعیت کا بیان

3086 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِي قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّاَصْحَابًا لَّهُ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ عِزٍّ وَّنَحْنُ مُشْرِكُوْنَ فَلَمَّا اٰمَنَّا صِرْنَا اَذِلَّةً . فَقَالَ "اِنِّيْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا" . فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللّٰهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَمَرَنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ جب مشرک تھے' اُس وقت ہم برتر حیثیت کے مالک تھے اور اب جب ہم ایمان لے آئے' تو ہماری حیثیت کم تر ہوگئی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'

مجھے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے' تم لوگ ان کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔

3086- اخرجه النسائي في التفسير - سورة النساء، قوله تعالى (الم تر الى الذين قيل لهم كفوا ايديكم) (الحديث 132)۔ تحفة الاشراف (6171) .

جب اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ لے گیا اور اس نے ہمیں جنگ کرنے کا حکم دیا تو اس وقت لوگوں نے جنگ نہیں کی تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''کیا تم نے ان لوگوں کا جائزہ نہیں لیا' جنہیں یہ کہا گیا' کہ تم لوگ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو''۔

3087 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قُلْتُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ نَعَمْ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ يَدِیْ" . قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے جامع ترین کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے' رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور وہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے ہیں اور تم ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3088 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ نِزَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُوْرٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3089 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ يَدِیْ" . فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجھے جامع ترین کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا' میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں' وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے ہیں اور تم لوگ ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3090 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ

3087-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، (الحديث 6) . تحفة الاشراف (13281 و 13342) .

3088-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15346) .

3089-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، (الحديث 6م) تحفة الاشراف (13256) .

اَخْبَرَنِی یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

3091 - اَخْبَرَنَا كَثِیْرُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَیْدِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ یَا اَبَا بَكْرٍ كَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے' تو کچھ عرب کافر ہوگئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کرسکتے ہیں' جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرلیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے' اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کردیں' جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

3090-اخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة و يوتوا الزكاة و يومنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و وكلت سريرته الى الله تعالى و قتال من منع الزكاة او غيرها من حقوق الاسلام و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 33) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، (الحديث 3982) تحفة الاشراف (13344) .

3091-تقدم (الحديث 2442) .

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ بعد میں مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ اس بارے میں جنگ کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چلی تھی کہ ان کا موقف درست ہے۔

3092 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغِيرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَاَنْبَاَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ". قَالَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَحَ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ. وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد خلیفہ بن گئے تو کچھ عرب کافر ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ صرف اس وقت تک لڑائی کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ان لوگوں کے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا' کہ اس بارے میں جنگ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چل گئی کہ ان کا موقف درست ہے۔

روایت کے یہ الفاظ احمد بن محمد نامی راوی کے ہیں۔

3093 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا جَمَعَ اَبُو

3092-تقدم (الحديث 2442) .

3093-تقدم (الحديث 2442) .

بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا". قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (منکرین زکوۃ کے ساتھ) جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کرسکتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرلیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ایسے لوگوں کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار کرنے پر ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے یہ اندازہ ہوگیا' کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتا چل گیا ہے' ان کا موقف درست ہے۔

3094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ قَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ". وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا مِمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَاْىَ اَبِىْ بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ فِى الْحَدِيْثِ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ خَطَاٌ وَالَّذِىْ قَبْلَهُ الصَّوَابُ حَدِيْثُ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا تو کچھ عرب مرتد ہوگئے' تو حضرت

3094- انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 3979) . تحفة الأشراف (6585) .

عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ عربوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ نماز ادا کریں اور وہ زکوٰۃ ادا کریں' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کے کسی ایسے بچے کو دینے سے انکار کردیں جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس بات پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس رائے پر غور کیا' کہ انہیں اس حوالے سے شرح (صدر) حاصل ہے' تو مجھے پتا چل گیا' کہ ان کا موقف درست ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمران قطان نامی راوی علم حدیث میں قوی نہیں ہے' البتہ یہ روایت درست نہیں ہے' اس سے پہلے والی روایت درست ہے' جو زہری نے عبیداللہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

3095 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَاَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو جو شخص یہ اعتراف کرلے گا وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

3096 - اَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَيْدِيكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اپنے مال اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ذریعے مشرکین کے ساتھ جہاد کرو۔

3095-اخرجه البخاري في الجهاد، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس الى الاسلام و النبوة (الحديث 2946)، و اخرجه النسائي في تحريم الدم، 1 ، (الحديث 3984) . تحفة الاشراف (13152) .

3096-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب كراهية ترك الغزو (الحديث 2504) . و اخرجه النسائي في الجهاد، من خان غازيا في اهله (الحديث 3192) . تحفة الاشراف (617) .

جہاد میں سواری وغیرہ نہ ہونے کے سبب غمگین ہونے والوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آئے تا کہ آپ انہیں جہاد کے لیے سواری مہیا کریں تو آپ نے فرمایا تمہارے لیے میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، وہ اس حال میں واپس گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ ان کے پاس جہاد میں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے (التوبہ: ۹۲)

عبادت سے محروم ہونے کی بناء پر رونے کا بیان

امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت آئی جن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کوئی سواری عطا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ جہاد سے رہ جانا ان پر بہت شاق تھا۔ اور ان کے پاس زادِ راہ تھا نہ سواری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جہاد پر حرص کی وجہ سے ان کے عذر میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج ۶ص ۱۸۶۲۔۱۸۶۳، رقم الحدیث ۱۰۲۰۰، مطبوعہ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)۔

زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ مرغی کا ذکر چل پڑا۔ ان کے پاس بنو تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ والا شخص تھا گویا کہ وہ آزاد شدہ غلاموں میں سے تھا۔ اس کو کھانے کے لیے بلایا۔ اس نے کہا: میں نے اس مرغی کو کوئی چیز کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجھے اس سے گھن آئی اور میں نے اس کو نہ کھانے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: آؤ میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سناؤں: میں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سوار نہیں کروں گا اور نہ میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت سے اونٹ آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا: اشعریوں کی جماعت کہاں ہے؟ پھر ہمارے لیے پانچ اونٹوں کا حکم دیا جو سفید کوہان والے اور فربہ تھے۔ جب ہم چل پڑے تو ہم نے آپس میں کہا: یہ ہم نے کیا کیا؟ ہمیں برکت نہ دی جائے، ہم دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ہم نے عرض کیا: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا سوال کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سواری نہیں دیں گے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو سواری نہیں دی تھی۔ یہ سواری تم کو اللہ نے دی تھی۔ اور اللہ کی قسم! میں جس کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھاؤں پھر اس کام کے کرنے میں خیر دیکھوں تو میں اس کام کو کروں گا اور اس قسم کا کفارہ دوں گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۱۳۳، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۶۴۹)

اس آیت میں اور اس کے شانِ نزول میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں مذکور ہے کہ جہاد میں شرکت سے محروم ہونے کی وجہ سے صحابہ شدتِ غم سے رو رہے تھے۔ ہم لوگ جان، مال اور اولاد کے نقصان کے غم میں روتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے نماز قضاء ہونے پر ہم روئے ہوں یا حج سے یا جہاد سے محروم ہونے پر ہم روئے ہوں۔

باب التَّشْدِيدِ فِيْ تَرْكِ الْجِهَادِ -

یہ باب ہے کہ جہاد نہ کرنے کی شدید مذمت

3097 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا وُهَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ - قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةِ نِفَاقٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے کسی جنگ میں شرکت نہ کی ہو اور اس کے دل میں جنگ میں شرکت کی خواہش بھی نہ ہو تو وہ شخص نفاق کی ایک قسم پر مرے گا۔

شرح

اور نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا ہو کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ اپنی پوری زندگی میں کبھی جہاد نہیں کیا بلکہ کبھی جہاد کرنے کا قصد و ارادہ بھی نہیں کیا اور نہ کسی موقع پر یہ کہا کہ کاش! میں بھی جہاد کرتا اور چونکہ یہ منافقین کی خصلت ہے کہ وہ بلکہ کبھی جہاد کے وقت منہ چھپا کر گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے دل میں جہاد کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا لہذا حدیث (من تشبہ بقوم فھو منھم) کے مطابق ایسا مؤمن بھی منافق کے مشابہ ہوا۔

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی واجب عبادت کے نہ کرنے کا وبال اتنا زیادہ اس کے حق میں ظاہر نہیں ہوگا۔ جتنا اس صورت میں ظاہر ہوتا کہ وہ اس عبادت کے کرنے کی نیت بھی نہ کرتا اور مر جاتا۔ نیز نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے علماء شوافع کا اس شخص کے بارے میں اختلاف اقوال ہے جو نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنے پر قادر ہو اور اس کو پڑھنے کی نیت بھی رکھتا ہو مگر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور اس نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے مر جائے اسی طرح حج کا معاملہ ہے کہ اس پر حج فرض ہوا اور وہ شروع ہی میں اس فرض کی ادائیگی پر قادر تھا مگر اس میں تاخیر کی یہاں تک کہ مر گیا تو بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ نماز و حج دونوں صورتوں میں گناہگار ہوگا۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہی صورتوں میں وہ گناہگار نہیں ہوگا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ حج کی صورت میں تو گنہگار ہوگا لیکن نماز کی صورت میں گناہگار نہیں ہوگا۔ حنفی علماء کا مسلک بھی اسی آخری قول کے مطابق ہے۔ (شرح مسلم، نووی)

3097-اخرجه مسلم في الامارة، باب ذم من مات و لم يغز و لم يحدث نفسه بالغزو (الحديث 158) ۔ و اخرجه ابو داؤد في الجهاد باب كراهية ترك الغزو (الحديث 2502) ۔ تحفة الاشراف (12567) ۔

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ چھوٹی مہم میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3098 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُفَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي اُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ صورت حال نہ ہوتی کہ کچھ مؤمنین (جنگ میں شریک نہ ہونے) اور مجھ سے پیچھے رہ جانے سے خوش نہیں ہوں گے اور میرے پاس ان سب کو فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں تو میں کسی بھی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا' جو اللہ کی راہ میں لڑی جا رہی ہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری یہ خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کر دیا جائے۔

شرح

اس ارشاد گرامی سے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا اظہار ہوتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کفار سے جتنی بھی جنگیں ہوئیں آپ چند کے علاوہ اور سب میں بنفس نفیس شریک کیوں نہ ہوئے۔ چنانچہ آپ نے اس کی علت بیان فرمائی کہ میں کفار سے جنگ کرنے کے لئے جانے والے ہر لشکر اور ہر فوج میں اس لئے شریک نہیں ہوتا کہ اگر میں جنگ میں شریک ہونے کے لئے ہر لشکر کے ہمراہ جاؤں تو یقیناً وہ بہت سے مسلمان جو نادار اور بے سروسامان ہونے کی وجہ سے اپنی سواری نہیں رکھتے جنگ میں شریک ہونے سے محروم بھی رہ جائیں گے اور میری جدائی کا غم بھی اٹھائیں گے۔

اور خود میں اتنی سواریوں کا انتظام کرنے پر قادر نہیں ہوں کہ ان سب مسلمانوں کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لے جاؤں اس لئے اگر مجھے یہ لحاظ نہ ہو کہ بہت سے مسلمان جنگ میں شریک ہونے سے محروم رہ جانے اور پھر مجھ سے جدا ہونے کی وجہ سے افسردہ دل اور شکستہ خاطر ہوں گے اور وہ اس کا بہت زیادہ غم محسوس کریں گے تو میرے اندر جہاد کا جذبہ اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے کا شوق اتنا زیادہ ہے کہ میں کسی بھی لشکر کے ہمراہ جانے سے باز نہیں رہنا چاہتا اور اس بات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں بار بار زندہ کیا جاؤں اور ہر بار اللہ کی راہ میں مارا جاؤں۔

3098-اخرجه البخاري في التمني، باب ما جاء في التمني الحديث 7226 . تحفة الاشراف (13186)

عذر کے سبب جہاد پر نہ جاسکنے کا بیان

ان معذورین کی اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں بیان فرمائیں: (۱) اول وہ ہیں جو بدن کے اعتبار سے تو تندرست ہوں لیکن بوڑھے ہونے کی وجہ سے کمزور ہوں۔ یا وہ لوگ جو اپنی اصل خلقت کے اعتبار سے کمزور اور نحیف ہوں۔ (۲) ثانی وہ ہیں جو بیمار ہوں۔ ان میں اندھے، لنگڑے، لولے اور اپاہج بھی داخل ہیں۔ (۳) ثالث وہ ہیں جو طاقتور اور تندرست ہوں لیکن ان کے پاس سواری اور زادِ راہ نہ ہو جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے سفر پر نہ جاسکیں۔

جہاد اور نماز میں معذورین کے متعلق احادیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ (تبوک) کے دوران فرمایا: ہم مدینہ میں کچھ لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں۔ ہم جس وادی اور گھاٹی بھی گئے وہ ہمارے ساتھ رہے۔ وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۳۹، مطبوعہ دار ارقم بیروت)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم نے جو سفر بھی کیا یا جو خرچ بھی کیا یا تم جس وادی بھی گئے وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوں گے حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۵۰۸، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۲۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۶۴)۔ ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ انصار میں سے آخر میں اسلام لائے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوہ بدر میں شرکت کے لیے بلایا اور انہوں نے دیگر صحابہ کے ساتھ غزوہ بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے ان کو منع کیا کیونکہ ان کی ٹانگ میں شدید لنگ تھا۔ پھر جنگ احد کا دن آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے غزوہ بدر کی طرف نکلنے نہیں دیا تھا۔ سو اب تم مجھے غزوہ احد کی طرف نکلنے سے منع نہیں کرنا۔ انہوں نے کہا: اللہ نے آپ کو جہاد میں شرکت سے معذور رکھا ہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے مجھے اس لنگ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلوں گا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو اللہ نے جہاد سے معذور قرار دیا ہے اور تم پر جہاد فرض نہیں ہے اور ان کے بیٹوں سے کہا: تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ان کو منع نہ کرو۔ شاید کہ اللہ انہیں شہادت عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمرو بن الجموح نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور احد کے لیے روانہ ہوگئے اور دعا کی: اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما! اور مجھے اپنے اہل کی طرف نامراد واپس نہ کر۔ اور جب یہ جنگ احد میں شہید ہوگئے تو ان کی بیوی ہند بنت عمرو جو حضرت جابر کی پھوپھی تھیں وہ آئیں اور انہوں نے ان کو اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) کی لاشوں کو اٹھایا اور ان دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں نے اس کو دیکھا وہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہا تھا۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۶-۱۹۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۶، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۲۴۲)

باب فَضْلِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ ۔

یہ باب ہے کہ جہاد کرنے والوں کی گھر بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت

3099 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِى ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . فَجَاءَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ يُمِلُّهَا عَلَىَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِىْ فَثَقُلَتْ عَلَىَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنْ سَتَرُضُّ فَخِذِىْ ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ (غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ)

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ هٰذَا لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ يَرْوِىْ عَنْهُ عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ لَّيْسَ بِثِقَةٍ .

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے مروان بن حکم کو بیٹھے ہوئے دیکھا' میں آیا اور اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

''مؤمنین میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ اُسی وقت آ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ آیت مجھے املاء کروا رہے تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا' تو وہ مجھے اتنا بوجھل محسوس ہوا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے یہ الفاظ املاء کروائے:)

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہ ہو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی کے حوالے سے علی بن مسہر اور ابومعاویہ نامی راوی نے حدیث روایت کی ہے۔

3099-اخرجه البخاري في الجهاد، باب قول الله عز وجل: (ولا يستوي القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر و المجاهدون في سبيل الله باموالهم و انفسهم فضل الله المجاهدين باموالهم و انفسهم على القاعدين درجة، وكلا و عد الله الحسنى و فضل الله المجاهدين على القاعدين الى قوله ـ غفورًا رحيمًا) (الحديث 2832)، و في التفسير، باب (لا يستوي القاعدون من المؤمنين و المجاهدون في سبيل الله) (الحديث 4592) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (و من سورة النساء) (الحديث 3033) . و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل المجاهدين على القاعدين (الحديث 3100) . تحفة الاشراف (3739) .

جبکہ عبد الواحد بن زیاد نے نعمان بن سعد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے لیکن وہ مستند نہیں ہے۔

شرح

(۱) بخاری ونسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکین کے ساتھ تھے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے کوئی تیر پھینکا ہوا ان میں سے کسی کو لگ جاتا تو وہ قتل ہو جاتا یا اس پر تلوار کا وار کیا جاتا تو وہ مارا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت: ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم نازل فرمائی۔

(۲) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک قوم مکہ والوں میں سے مسلمان ہو گئی تھی اور وہ اسلام کو چھپاتے تھے تو ان کو مشرک انہیں بدر کے دن اپنے ساتھ لے آئے کچھ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ قتل ہوئے مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان ہمارے ساتھ تھے ان کو مجبور کیا گیا تو ان کے لئے مسلمانوں نے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم آخری آیت تک اور مکہ مکرمہ میں جو مسلمان باقی تھے ان کو یہ آیت لکھ کر بھیجی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں ہے تو وہ نکلے ان سے مشرکین نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو آزمائش میں ڈال دیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (عنکبوت آیت ۱۰) آیت کے آخر تک مسلمانوں نے ان کی طرف اس آیت کو لکھ بھیجا وہ غمگین ہو گئے اور ہر خیر سے مایوس ہو گئے ان کے بارے میں (یہ آیت) نازل ہوئی ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم (سورۃ النحل) اس آیت کو انہوں نے ان کی طرف لکھ بھیجا۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیا تو وہ نکل پڑے (جب وہ نکلے تو مشرکون نے ان کو پالیا اور ان سے لڑے یہاں تک کہ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔

ظالمین کے تعین میں مختلف اقوال کا بیان

(۳) عبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن جریر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم سے لے کر وساءت مصیرا تک کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ آیت) قیس بن الفاکہ بن المغیرہ، الحارث بن رفعہ ابن الاسود، قیس بن الولید بن المغیرہ، ابوالعاص بن منبہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب قریش کے قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے تا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو جوان کے آدمی مارے گئے تھے ان کا بدلہ لیں۔ ان کے ساتھ کچھ نوجوان مجبوراً بھی نکلے حالانکہ وہ اسلام لا چکے تھے اور یہ لوگ مقام جنگ کی بجائے ایک اور جگہ جمع ہو گئے پھر بدر میں کافر بن کر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے پھر گئے اور یہ وہ لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے۔

(۴) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے محمد بن اسحق رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذین

توفهم الملئكة کے بارے میں روایت کیا کہ یہ قریش میں سے پانچ نوجوان تھے علی بن امیہ ابوقیس بن الفاکہ، رفعہ بن الاسود، ابوالعاص بن منیہ بن الحجاج۔ راوی نے کہا کہ میں پانچویں کو بھول گیا۔

(۵) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد پیچھے رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ ان لوگوں نے نکلنا ترک کر دیا تھا ان میں سے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے سے پہلے مر گیا تو فرشتوں نے ان کو منہ پر مارا اسے پیٹھ کی طرف پھیر دیا۔

(۶) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو مکہ میں اسلام لا چکے تھے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو انہوں نے ہجرت کرنے کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نازل فرمایا لفظ آیت ان الذین توفهم الملئكة ظالمي انفسهم سے لے کر الا المستضعفين تک۔

(۷) ابن جریر وابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ لوگ منافقین میں سے تھے مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کی اور یہ لوگ قریش کے مشرکین کے ساتھ بدر کی طرف نکلے۔ اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔

(۸) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب حضرت عباس عقیل اور نوفل قید ہو گئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف فدیہ دیجئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور ہم آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا اے عباس! بے شک تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آپ نے ان پر یہ آیت پڑھی لفظ آیت قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها فاولئك ماوهم جهنم وساء ت مصيرا پس جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی تو وہ کافر رہے جب تک ہجرت نہ کی۔ الا المستضعفين الى لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راستہ نہ پاتے، حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی انہیں بچوں میں سے ایک تھا (جو ضعیف تھے)۔

(۹) عبد بن حمید وابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں روایت کیا کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ والوں میں سے اسلام لے آئے تھے اور وہ اللہ کے دشمن ابو جہل کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے غزوہ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بغیر عذر کے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذروں کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور فرمایا الا المستضعفين یعنی اہل مکہ میں سے وہ لوگ جن کے عذر کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ان کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے تھے اور سفر کا راستہ معلوم تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ جب نبی (صلی

اور نفاق بھی ابھرا کچھ لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایمان بھی ابھرا
اللہ علیہ وسلم) بھیجے گئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے اس کے ساتھ ایمان بھی ابھرا اور نفاق بھی ابھرا کچھ لوگ رسول اللہ (صلی
کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم اس بات کا خوف نہ کرتے کہ (کافر) قوم ہم کو عذاب دے گی تو ہم ضرور اسلام
لاتے لیکن ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے رسول ہیں اور یہ لوگ اس بات کو آپ سے کہتے رہتے تھے
جب بدر کا دن ہوا تو مشرک کھڑے ہوگئے اور انہوں نے کہا ہم سے کوئی پیچھے نہ رہے ورنہ ہم اس کے گھر کو گرادیں گے اور اس کا مال
لے لیں گے تو اس پر وہ لوگ (کافروں کے ساتھ) نکل کھڑے ہوئے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ باتیں کرتے تھے ان میں
سے کچھ قتل ہوئے اور کچھ ان میں سے قید ہوئے جو لوگ قتل کیے گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الذین
توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم پھر فرمایا قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو
تم میں سے کمزور جانتے ہیں (پھر فرمایا) فاولئک ماوھم جھنم وساء ت مصیرا پھر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کو عذر قبول
فرمالیا۔ اور فرمایا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا یعنی وہ
لوگ اگر نکلنے کا ارادہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم یعنی مشرکین کے درمیان ان کے رہنے کو
(معاف کردیں گے) اور جو لوگ قید ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس آئے تھے اور ہم نے
اس بات کی گواہی دی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور ہم خوف کے مارے اس قوم کے ساتھ نکلے تھے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم فی قلوبکم
خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (الانفال آیت ۷۰) یعنی تمہارا یہ نکلنا مشرکین کے ساتھ نبی (صلی اللہ علیہ
وسلم) کے خلاف اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے پھر فرمایا وان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللہ من قبل (الانفال آیت ۷۱) یعنی
مشرکین کے ساتھ ان کا نکلنا اور ان میں رہنا۔

(۱۲) عبدالرزاق وعبد بن حمید و بخاری وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا کہ میں اور میری ماں کمزور لوگوں میں سے تھے میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی۔

(۱۳) عبد بن حمید و بخاری وابن جریر وطبرانی وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے یہ
آیت پڑھی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان اور فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی
جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا۔

(۱۴) ابن جریر وابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر نماز کے بعد یہ دعا
کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! نجات دے الولید وسلمہ بن ہشام وعیاش بن ابی ربیعہ اور ضعیف مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں سے جو
نہ کوئی حیلہ کرسکتے ہیں اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔

(۱۵) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) عشاء کی نماز پڑھا رہے
تھے جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے دعا کی اے اللہ کی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اے اللہ نجات

دے سلمہ بن ہشام کو اے اللہ نجات دے الولید کو اے اللہ نجات دے ایمان والوں میں سے کمزور لوگوں کو اے اللہ مضر کے لوگوں پر پکڑ سخت کر دے اے اللہ ان پر قحط کو مسلط کر دے یوسف (علیہ السلام) کے قحط کی طرح۔

(۱۶) ابن جریر وابن المنذر رنے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ الا المستضعفین سے مراد بوڑھی عورتیں چھوٹی لڑکیاں اور چھوٹے لڑکے ہیں۔

(۱۷) ابن ابی شیبہ نے محمد بن یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) چالیس دن صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے اور اپنی قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ! نجات دے الولید بن الولید کو، عیاش بن ابی ربیعہ، العاص بن ہشام کو اور ان کمزور ایمان والوں کو جو مکہ میں ہیں وہ لوگ لفظ آیت لا یستطیعون حیلہ ولا یھتدون سبیلا (جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں)۔

(۱۸) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم سے لے کر وساءت مصیرا تک ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور یہ لوگ مشرکین میں سے اپنی قوم کے ساتھ لڑائی میں نکلے اور ان کے ساتھ قتل کئے گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان جو ان میں سے کمزور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول فرمایا اور جن کا عذر نہیں تھا وہ ہلاک ہو گئے ابن عباس نے فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی جن کا عذر تھا۔

(۱۹) ابن المنذر رنے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لا یستطیعون حیلۃ سے قوت مراد ہے۔

(۲۰) عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر رنے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لا یستطیعون حیلۃ یعنی مدینہ منورہ کی طرف وہ جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ولا یھتدون سبیلا سے مراد ہے کہ نہ وہ راستہ کو جانتے تھے۔

(۲۱) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر رنے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولا یھتدون سبیلا سے مراد ہے کہ وہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف جانے کا راستہ ہی نہیں جانتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (تفسیر در منثور، سورہ نساء، لاہور)

معذور کا عذر کے باوجود جہاد کی تمنا کرنے کا بیان

3100 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ جَالِسًا فِى الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . قَالَ فَجَآءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ يُمِلُّهَا عَلَىَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ . وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِىْ حَتّٰى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِىْ ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ) .

3100-تقدم في الجهاد، فضل المجاهدين على القاعدين (الحديث 3099) .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں' حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ میں نے مروان کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا' میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ بات بتائی: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ آیت املاء کروا رہے تھے:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

حضرت زید بیان کرتے ہیں' اسی دوران حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آیت کے یہ الفاظ مجھے لکھوا رہے تھے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔ حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آدمی تھے' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا' یہاں تک کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے یہ الفاظ نازل کیے:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

3101 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ "ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَاللَّوْحِ" . فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) وَعَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَهُ فَقَالَ هَلْ لِي رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے) تم میرے پاس کسی جانور کے کندھے کی ہڈی یا تختی لے آؤ۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تحریر کروائی:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

اس وقت حضرت عمرو بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے' انہوں نے دریافت کیا: کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

3102 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) جَآءَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ وَّكَانَ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ فِيَّ وَاَنَا اَعْمٰى قَالَ فَمَا بَرِحَ حَتّٰى نَزَلَتْ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

3101-اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرخصة لاهل العذر في القعود (الحديث 1670) . و اخرجه النسائي في التفسير سورة النساء قوله (غير اولي الضرر) (الحديث 138) . تحفة الاشراف (1859) .

3102-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1909) .

تو حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ آئے وہ نابینا شخص تھے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے بارے میں کیا حکم ہوگا' جبکہ میں تو نابینا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: اس کے کچھ ہی دیر بعد یہ الفاظ نازل ہوگئے:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: بلا عذر اور بلا ضرر (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے (کافروں کے خلاف) جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اپنے جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدوں کو اللہ نے بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھی عاقبت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے، اللہ کی طرف سے درجات ہیں اور بخشش اور رحمت اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (نساء، ۹۵)

بلا عذر جہاد میں شریک نہ ہونے والے مجاہدین کے برابر نہیں ہیں

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتے ہیں سفر میں سختیاں اور بھوک اور پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ میں زخم کھاتے ہیں ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہوسکتے جو بغیر کسی جسمانی عذر کے جہاد کے لیے نہیں جاتے اور اپنی جان اور مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لا یستوی القاعدون من المومنین. الایہ تو حضرت عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے وہ نابینا تھے انہوں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نابینا ہوں۔ آپ مجھے جہاد کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) غیر اولی الضرر. نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (چوڑی) ہڈی اور دوات لاؤ یا فرمایا لوح اور دوات لاؤ۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۲۲ صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۵۹۴ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (آیت) غیر اولی الضرر. سے مراد وہ مسلمان ہیں جو بغیر کسی ضرر یا عذر کے جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے اور جہاد کرنے والوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جو جنگ بدر میں جہاد کے لیے گئے تھے۔ جب غزوہ بدر میں شریک ہونے کا حکم آیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نابینا ہیں کیا ہمارے لیے رخصت ہے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۲۳ سنن کبری للنسائی ج ۶ رقم الحدیث: ۱۱۱۱۷)

عذر کی وجہ سے جہاد نہ کرنے والے مجاہدین کے برابر ہیں۔

اس آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شامل ہونے کی نیت رکھتے ہوں لیکن جسمانی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہوسکیں وہ اجر و ثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے وہ مجاہدوں کے برابر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عذر والے مجاہدین کے برابر ہیں اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک غزوہ میں فرمایا ہم مدینہ میں کچھ مسلمانوں کو چھوڑ آئے ہیں اور ہم نے جب بھی کسی گھاٹی یا وادی کو عبور کیا تو مدینہ کے کچھ مسلمان تمہارے ساتھ ہوتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں لیکن عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے۔ (امام مسلم نے یہ حدیث اختصار کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کی ہے) (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۶۵ ۴۴۲۳ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۹۰۹ مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۲۳۰)

غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بھی فضیلت بیان کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو مال دار لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیگر فرائض اور واجبات کو بجالاتے ہیں اور جن کاموں سے شریعت میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہتے ہیں ان کو نفلی عبادت کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ اپنے مال کو جہاد اسلام کی ترویج واشاعت اور دیگر نیکی کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں بحث کی گئی ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے یا فقیر صابر افضل ہوتا ہے بعض علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کو فضیلت اور درجہ حاصل ہے نیز غنی کو قدرت حاصل ہوتی ہے اور فقیر عاجز ہوتا ہے اور قدرت عجز سے افضل ہے اور بعض نے کہا فقیر صابر افضل ہوتا ہے کیونکہ غنی شاکر کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے جو اجر ملتا ہے وہ دس گنا ہے سات سو گنا ہے یا چودہ سو گنا ہے اور بہر حال حد اور حساب سے ہے اور صبر کرنے والوں کو اللہ بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: (آیت) انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ۔ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: صرف صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غنی شاکر سے صابر افضل ہے نیز غنی دنیا کی طلب میں رہتا ہے جب کہ فقیر دنیا کو ترک کرتا ہے اور دنیا کو طلب کرنے سے دنیا کو ترک کرنا افضل ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ فقیر صبر غنی شاکر سے افضل ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں بھی یہ بحث رہتی تھی کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر افضل ہے اور ہر ایک اجر وثواب میں دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مالدار لوگ تو بڑے بڑے درجات اور جنت کی نعمتیں لے گئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کر سکتے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی تعلیم نہ دوں جس سے تم ان سے بڑھ جاؤ گے جو تم پر سبقت کرتے ہیں

اورتم اپنے بعد والوں سے بھی بڑھ جاؤ گے؟ اور تم سے کوئی شخص افضل نہیں ہو سکے گا مگر وہ جو تمہاری طرح اس کام کو کرے فقراء مہاجرین نے کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو (دوسری روایت میں ہے سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھو) فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس کام کو سن لیا اور وہ بھی اس طرح کرنے لگے تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۹۵)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر صابر سے غنی شاکر افضل ہے کیونکہ اس کو اپنی عبادات انجام دینے کا موقع ملتا ہے جو فقراء کی پہنچ میں نہیں ہوتیں یہ بھی واضح رہے کہ فقیر صابر سے مراد آج کل کے گداگر نہیں ہیں اور نہ غنی شاکر سے مراد آج کل کے سرمایہ دار ہیں بلکہ فقراء سے مراد ایسے فقراء ہیں جیسے فقراء مہاجرین تھے مثلاً حضرت بلال حضرت سلمان فارسی اور حضرت صہیب رومی وغیرہ اور اغنیاء سے مراد ایسے اغنیاء ہیں جیسے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ تھے اور فقیر صابر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ شاکر نہ ہو اور غنی شاکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صابر نہ ہو بلکہ ہر دو کو جب کوئی نعمت ملے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور جب کوئی مصیبت آئے تو وہ اس پر صبر کریں لیکن غنی کا غالب حال یہ ہے کہ اس شکر کرنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں اس لیے اس کو غنی شاکر سے تعبیر کرتے ہیں اور فقیر کا غالب اور شکر کرنا بھی عبادت ہے تاہم اگر اغنیاء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کو ایسی عبادت کرنے کے زیادہ مواقع ملتے ہی جو فقراء کی دسترس میں نہیں ہیں تو فقراء کے لیے یہ فضیلت کچھ نہیں ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو زندگی گزاری ہے وہ عیش نعمت اور اغنیاء کی زندگی نہیں ہے وہ فقراء کی زندگی ہے اگر اغنیاء کو عبادت میں سبقت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات اپنانے کی فضیلت حاصل ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی! وہ کہے گا اے میرے رب میں تیری کیسے عیادت کرتا تو رب العلمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھ کو علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا تو رب العلمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا! وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۶۹)

فقراء کے لیے یہ کچھ کم اعزاز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے اگر اغنیاء کو کثرت عبادت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کے لیے یہ کم فضیلت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال کو اپنا حال فرماتا ہے، ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے۔

عذر کے سبب جہاد پر نہ جانے والوں سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) ابن سعد وعبد بن حمید وبخاری وترمذی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری نے مصاحف میں والبغوی نے اپنی معجم میں والبیہقی نے اپنی سنن میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لایستوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو نبی نے فرمایا فلاں کو بلاؤ اور دوسرے لفظ میں یوں ہے زید کو بلاؤ وہ آئے اور ان کے ساتھ ایک دوات ایک تختی اور ایک کندھا تھا آپ نے فرمایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابن ام کلثوم کو اپنا نائب بنایا انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! میں نابینا ہوں تو اس کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی۔ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ۔

معذورین پر جہاد فرض نہ ہونے کا بیان

(۲) ابن سعد واحمد وعبد بن حمید وبخاری ابوداؤد وترمذی وابن جریر وابن المنذر وابو نعیم نے دلائل میں والبیہقی نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے فرمایا کہ مجھ کو سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے ان کو بتایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو یہ لکھوایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ ابن ام کلثوم آئے اور آپ مجھ لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اگر جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ پر وحی فرمائی اور آپ کی ران میری ران پر تھی اور مجھ پر اتنا بوجھ پڑھا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر آپ سے یہ کیفیت دور ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ آخری آیت تک۔ ابن ام کلثوم نے فرمایا اور وہ نابینا آدمی تھے جب انہوں نے مجاہدین کی فضیلت کو سنا تو کہا یا رسول اللہ صلی کس طرح ہوگا جو مومنین میں سے جہاد کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ جب اس کی بات ختم ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (دوبارہ) سکینہ چھا گیا آپ کی ران میری ران پر واقع ہوگئی دوسری مرتبہ بھی میں نے اس کا بوجھ پہلی مرتبہ کی طرح پایا پھر یہ کیفیت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جاتی رہی تو آپ نے فرمایا: اے زید پڑھو تو میں نے پڑھا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ بھی لکھو غیر اولی الضرر اور زید نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو الگ نازل فرمایا میں نے اس آیت کے ساتھ ملا دیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں۔

(۳) ابن فہر نے کتاب فضائل مالک میں وابن عساکر نے عبد اللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہارون الرشید مدینہ منورہ میں آئے تو برمکی کو امام مالک کی طرف بھیجا اور ان سے (خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے پیغام دیتے ہوئے) کہا کہ میرے پاس وہ کتاب لے آئے جو آپ نے تصنیف کی ہے یہاں تک کہ آپ سے اس کو سن لوں امام ابن مالک نے برمکی سے کہا

میرا ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے علم زیارت کے لئے نہیں آتا اور علم کے پاس آیا جاتا ہے وہ خود چل نہیں آتا برمکی ہارون کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا اے امیر المومنین اہل عراق کو یہ بات پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا مگر اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے تا کہ وہ آپ کے پاس آجائے اچانک امام مالک (امیر المومنین کے پاس) داخل ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب نہیں تھی اور آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور فرمایا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا ہے آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو کہ علم کو گرائے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی آپ کو گرا دے میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو حسب ونسب سے تعلق نہیں رکھتے وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عطا کردہ غلام کی عزت کرو امام مالک لگاتار ایسی باتیں کرتے رہے اور یہاں تک کہ ہارون رو پڑے پھر فرمایا فرمایا مجھے زہری نے خبر دی خارجہ ابن زید کی طرف سے کہ زید بن ثابت نے فرمایا میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ہڈی پر آیت لکھ رہا تھا۔ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون وابن ام مکتوم جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں نازل فرمایا اور میں نابینا آدمی ہوں کیا میرے لئے رخصت ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نہیں جانتا زید بن ثابت نے فرمایا میرا قلم (ابھی) خشک نہیں ہوا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غشی طاری ہوگئی اور آپ کی ران میری ران پر واقع ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے ٹوٹ جاتی پھر یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے زید لکھو لفظ آیت غیر اولی الضرر پس اے امیر المومنین! اس ایک حرف کے لئے جبرئیل اور فرشتے پچاس ہزار سال کے سفر سے بھیجے گئے تا کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ لائق نہیں کہ میں اس کی تعظیم کروں؟

(۵) ترمذی (نے اس کو حسن کہا) ونسائی وابن جریر وابن المنذر والبیہقی نے اپنی سنن میں مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (یہ آیت) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب غزوہ بدر ہوا تو عبد اللہ بن جحش اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم دونوں نابینا ہیں کیا ہمارے لئے رخصت ہے؟ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو قاعدین پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی۔ اور بیٹھنے والے بغیر عذر والے تھے (پھر فرمایا) لفظ آیت وفضل اللہ المجھدین علی القعدین اجرا عظیما یعنی مجاہدوں نے معذوروں کے علاوہ گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر کئی درجے فضیلت دی ہے۔

(۶) عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لا یستوی القعدون من المؤمنین کہ یہ آیت غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں میں نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر وطبرانی نے الکبیر میں اپنی سند کے ساتھ جس کے رجال ثقہ ہیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب (یہ آیت) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم

آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے لئے رخصت ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا اے اللہ! میں نابینا ہوں میرے لئے رخصت فرمائیے" تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو لکھنے کا حکم فرمایا۔

(۸) عبد بن حمید والبزار وابویعلی وابن حبان وطبرانی نے فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تھے کہ ان پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کی نظر ایک جگہ ٹھہر جاتی اور آنکھیں کھلی ہوئیں اور آپ کے کان اور آپ کا دل (اس کے سننے کے لئے) خالی ہوجاتے جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم آپ سے پہچان لیتے (کہ آپ کے پاس وحی آرہی ہے) تو آپ نے کاتب سے فرمایا کہ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ تو ایک نابینا کھڑا ہوگیا اور کہا یارسول اللہ! ہمارا کیا گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی۔ اور ہم نے نابینا سے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ وہ ڈرا کہ میرے معاملے میں پتہ نہیں کون سی چیز نازل ہوگی وہ کھڑا رہا اور کہتا رہا میں پناہ مانگتا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غضب سے آپ نے کاتب سے فرمایا لکھو غیر اولی الضرر۔

(۹) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (جب یہ آیت نازل ہوئی) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ تو عبداللہ بن ام مکتوم نابینا نے اس کو سنا تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں نازل فرمایا میں نے جان لیا اور میں نابینا آدمی ہوں جہاد نہیں کر سکتا میرے لئے اللہ کی طرف سے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ میں نہیں جانتا کہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بارے میں رخصت ہوگی یا نہیں ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ! میں آپ کو اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر۔

(۱۰) عبد بن حمید وطبرانی وبیہقی نے ابونضرہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہوئی کہ جن کو امراض اور دردوں نے جہاد سے روک دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو آسمان سے نازل فرمایا۔

(۱۱) سعید بن منصور وعبد بن حمید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی غیر اولی الضرر اور میں مسلمانوں کو بعض جگہوں میں دیکھا کہ ان کے اس جھنڈا ہوتا تھا۔

(۱۲) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر نے عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں نابینا ہوں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے غیر اولی الضرر کو نازل فرمایا۔

(۱۳) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام

مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا عذر ہے (اس کا کیا بنے گا) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت غیر اولی الضرر۔

(۱۴) ابن جریر نے سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! میں جہاد کو محبوب رکھتا ہوں لیکن میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۵) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے فرمایا یا رسول اللہ میں نابینا ہوں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر۔

(۱۶) ابن سعد وعبد بن حمید وابن جریر نے زیاد بن فیاض کے طریق سے ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام مکتوم نے فرمایا اے میرے رب! میں تو آزمائش میں ڈالا گیا ہوں اب میں کیا کروں؟ تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۷) ابن سعد وابن المنذر نے ثابت کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا اے میرے رب میرا عذر اے میرے رب میرے عذر کا کیا بنے گا تو یہ آیت نازل ہوئی غیر اولی الضرر تو ان کو درمیان میں رکھ دیا گیا اس کے بعد وہ جنت میں شریک ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو جھنڈا دے دو اور مجھ کو کھڑا کر دو صفوں کے درمیان میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

(۱۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ چار آیات ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور ان کے بارے میں نازل ہوا لیس علی الاعمی حرج (النور آیت ۶۱) ان کے بارے میں نازل ہوا فانھا لا تعمی الابصار (الحج آیت ۴۶) اور ان کے بارے میں نازل ہوا عبس وتولی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو بلایا اور ان کو اپنے قریب کر کے فرمایا کہ تو وہ ہے کہ تیرے بارے میں مجھے میرے رب نے عتاب فرمایا۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ گھر میں بیٹھنے والا دشمن کے مقابلہ میں مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں وکلا اور سب یعنی المجاہد اور قائد معذور (اور) فرمایا وفضل اللہ المجھدین علی القعدین کہ وہ لوگ جن کا کوئی عذر نہیں تھا اجرا عظیما (۹۵) درجت یعنی فضائل میں وکان اللہ غفورا رحیما یعنی ان درجوں کی فضیلت۔

(۲۰) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غیر اولی الضرر سے عذر والے مراد ہیں۔

(۲۱) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فضل اللہ المجھدین

بأموالهم وانفسهم على القعدين درجة یعنی عذر والوں پر مجاہدین کو فضیلت عطا فرمائی۔

(۲۲) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وكلا وعد الله الحسنى یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ ہر فضل والے کو اپنا فضل عطا فرماتے ہیں۔

(۲۳) ابن جریر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما.درجت منه ومغفرة ورحمة یعنی اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں لفظ آیت غير اولى الضرر یعنی جو معذور نہ ہوں۔

(۲۴) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے درجت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کے بارے میں روایت کیا کہ کہا جاتا ہے اسلام ایک درجہ ہے اور ہجرت ایک درجہ ہے اسلام میں اور جہاد ہجرت میں ایک درجہ ہے اور جہاد میں (دشمن کو) قتل کرنا ایک درجہ ہے۔

(۲۵) ابن جریر نے ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت منہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا درجات سات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ براۃ میں ذکر فرمایا یعنی ما كان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولا يرغبوا بانفسهم عن نفسه ذلك بانهم لا يصيبهم ظما ولا نصب ان کو انہوں نے پڑھا اور یہاں تک کہ پہنچے احسن ما كانوا يعملون پوچھا کیا یہ سات درجات ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی جہاد کا درجہ مجمل تھا وہ شخص جس نے جہاد کیا اپنے مال کے ساتھ اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ نفقہ رہ گیا پھر اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ نفقہ رہ گیا پھر یہ آیت تلاوت کی لا يصيبهم ظما ولا نصب اور فرمایا کہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں ہے پھر یہ پڑھا وما انفقتم من نفقة اور فرمایا یہ قائد کا نفقہ ہے۔

(۲۶) عبد بن حمید، وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن محیریز رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصلہ ہے۔

(۲۷) عبد الرزاق نے مصنف میں ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصلہ ہے۔

شہید کے لئے چھ بھلائیاں ہیں

(۲۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ درجت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کے بارے میں روایت کیا کہ ہم کو یہ

ذکر کیا گیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں مقتول کے لئے چھ بھلائیاں ہیں خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے اور اس کو ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ پھر عذاب سے محفوظ کیا جاتا ہے پھر بڑی گھبراہٹ سے امن دیا جاتا ہے پھر جنت میں ٹھہرایا جاتا ہے پھر حور عین سے اس کی شادی کی جاتی ہے۔

(۲۹) بخاری و بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار فرمایا ہے دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے بہترین اور اونچی جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

(۳۰) عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے تیار کیا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کرتے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۱) مسلم، ابوداؤد و نسائی اور حاکم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص راضی ہو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر اس کے لئے جنت واجب ہوگئی ابو سعید نے تعجب فرمایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو دوبارہ بتایئے تو آپ نے ان کو دوبارہ بتایا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بندہ کے سو درجے جنت کے بلند کر دے گا اور دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(۳۲) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس کو ایک تیر اللہ کے راستہ میں پہنچا اس کے لئے درجہ ہے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خبردار یہ تیر ماں کی چوکھٹ نہیں ہے بلکہ دو درجوں کے درمیان سو سال کا سفر ہے۔

(۳۳) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۴) ابن ابی حاتم نے یزید بن ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کہا جاتا تھا جنت میں دو سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے اس میں یاقوت ہیں، گھوڑے ہیں، ہر درجہ میں ایک امیر ہوگا وہ دیکھتے ہیں جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، ۹۵، لاہور)

بَاب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ ـ

یہ باب ہے کہ جس شخص کے والدین موجود ہوں اس کے لیے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3103 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَاذِنُهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ "اَحَیٌّ وَّالِدَاكَ" ـ قَالَ نَعَمْ ـ قَالَ "فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ" ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کی اچھی طرح سے خدمت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے متصل ماں باپ کی اطاعت کا حکم دینے کی توجیہ

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا پھر اس کے بعد متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے حکم میں حسب ذیل حکمتیں ہیں۔

۱۔ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی ایجاد ہے اور اس کا ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے سبب حقیقی ہی کی تعظیم کا حکم دیا اور اس کے متصل بعد سبب ظاہری کی تعظیم کا حکم دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ قدیم موجد ہے اور ماں باپ حادث موجود ہیں اس لیے قدیم موجد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی عبودیت کے ساتھ تعظیم کی جائے اور ماں باپ حادث موجد ہیں اس لیے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کی شفقت کے ساتھ تعظیم کی جائے۔

۳۔ منعم کا شکر کرنا واجب ہے، منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے سو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا، اور مخلوق میں سے اگر کوئی اس کے لیے منعم ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں سو ان کا شکر کرنا بھی واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۵۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۵۰۱، شرح السنہ ج ۷ ص ۲۶۱، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث ۲۱۲۲، المعجم الاوسط رقم الحدیث ۳۶۰۶، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۳۰۲۵، کنز العمال رقم الحدیث ۶۴۴۳)

اور مخلوق میں جتنی نعمتیں اور احسانات ماں باپ کے اولاد پر ہیں اتنی نعمتیں اور احسانات اور کسی کے نہیں ہیں، کیونکہ بچہ ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمة بضعة منی۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۷۱۴، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۰۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۶۷) فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ ماں باپ کی بچہ پر بہت زیادہ شفقت ہوتی ہے، بچہ کو ضرر سے دور رکھنا اور اس کی طرف خیر کو پہنچانا ان کا فطری اور طبعی وصف ہے۔ وہ خود تکلیف اٹھا لیتے ہیں بچہ کو تکلیف نہیں پہنچنے دیتے اور ان کو جو خیر بھی حاصل ہو وہ چاہتے ہیں کہ یہ خیر ان کے بچے کو پہنچ جائے۔ جس وقت انسان انتہائی کمزور اور انتہائی عاجز ہوتا ہے اور وہ سانس لینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا اور وہ اپنے چہرے سے مکھی بھی نہیں اڑا

3103-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الجهاد باذن الابوين (الحديث 3004)، و في الادب، باب لا يجاهد الا باذن الابوين (الحديث 5972). و اخرجه مسلم في البر و الصلة و الاداب، باب بر الوالدين و انهما احق به (الحديث 5 و 6). و اخرجه ابو داود في الجهاد، باب في الرجل يغزو و ابواه كارهان (الحديث 2529). و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء فيمن خرج في الغزو و ترك ابويه (الحديث 1671). تحفة الاشراف (8634).

سکتا، اس وقت اس کی تمام ضروریات کے کفیل اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ پس واضح ہوگیا کہ انسان پر جتنی نعمتیں اور جتنے احسانات اس کے ماں باپ کے ہیں اتنی نعمتیں اور اتنے احسانات اور کسی کے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کے بعد انسان پر اگر کسی کی نعمتوں اور احسانات کے شکر کا حق ہے تو وہ اس کے ماں باپ کا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مربی ہے اور ظاہری طور پر اس کے ماں باپ اس کے مربی ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کی برائیوں کے باوجود اس سے اپنی نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں کرتا اسی طرح اس کے ماں باپ بھی اس کی غلط کاریوں اور نالائقیوں کے باوجود اس پر اپنے احسانات کو کم نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کا بندے سے کوئی عوض طلب نہیں کرتا، اسی طرح ماں باپ بھی اولاد پر اپنے احسانات کا عوض طلب نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو غلط رستوں میں بھٹکنے اور برائیوں سے بچانے کے لیے ان کو سرزنش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ بھی، بری راہوں سے بچانے کے لیے سرزنش کرتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

ماں باپ کے حصول لذت کے نتیجہ میں اولاد ہوئی پھر ان کا کیا احسان ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ماں باپ نے اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے یا حصول لذت کے لیے ایک عمل کیا جس کے نتیجہ میں اولاد پیدا ہوگئی اور اس کی پرورش کا بار ان پر پڑ گیا تو ماں باپ کا اولاد پر کون سا احسان ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کا مقصود صرف حصول لذت ہوتا تو وہ جنسی عمل کرنے کے بعد عزل کر لیتے تاکہ استقرار حمل نہ ہوتا اور اب تو خاندانی منصوبہ بندی نے بہت سارے طریقے بتا دیے ہیں جن کے ذریعہ ماں باپ اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں، اور ان کو اولاد کے جھنجھٹ میں مبتلا نہیں ہونا پڑے گا، لیکن جب انہوں نے ضبط تولید کے کسی طریقہ پر عمل نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصود صرف حصول لذت نہیں تھا بلکہ حصول اولاد تھا اور اس مقصد کے لیے ان کے والد نے کسب معاش کے لیے اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کیے، دہری، تہری ملازمتیں کیں، اور اپنی اولاد کے کھانے پینے، لباس دواؤں اور دیگر ضروریات زندگی کا خرچ اٹھانے کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کی۔ اولاد کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دی، وہ خود چاہے بھوکے رہ جائیں، خواہ ان کے لیے دوا نہ ہو لیکن اولاد کے لیے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو وقت پر کھانا اور وقت پر دوا مل جائے، باپ خواہ ان پڑھ ہو لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، اور ماں کے اولاد پر جس قدر احسانات ہیں وہ بے حد وحساب ہیں، اگر اس کا مقصد صرف فطری تقاضا پورا کرنا ہوتا اور حصول لذت ہوتا تو وہ استقرار حمل سے پہلے اسقاط کرا سکتی تھی، وہ ایام حمل اور وضع حمل کی تکلیفیں نہ اٹھاتی، پھر وہ دو سال تک بچہ کو دودھ پلاتی ہے اس کے بول و براز کو صاف کرتی ہے، اس کے بستر کو صاف رکھتی ہے، اس کا گوہ موت اٹھاتے ہوئے اس کو کوئی گھن نہیں آتی، کوئی کراہت محسوس نہیں ہوتی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کو دودھ پلاتی ہے، خود گیلے بستر پر لیٹ کر اس کو سوکھے بستر پر سلاتی ہے، اور یوں بالغ ہونے تک اس کی پرورش کرتی رہتی ہے۔ اگر گھر میں کھانا کم ہو تو خود بھوکی رہتی ہے اور بچوں کو کھلا دیتی ہے۔ غرض ماں کے اولاد پر اتنے احسانات ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور ماں باپ جو اولاد کی خدمت کرتے ہیں یہ بالکل

بے غرض اور بے لوث ہوتی ہے یہ نہ کہا جائے کہ وہ اس لیے بچہ کی پرورش کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر ان کا سہارا اور دست و بازو بنے گا، کیونکہ لڑکے کے متعلق تو یہ امید کی جاسکتی ہے، لڑکی کو تو اس کی شادی سے پہلے بھی پالنا پڑتا ہے اور شادی کے بعد بھی پالنا پڑتا ہے اور رہا لڑکا تو ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ جوانی کی عمر تک پہنچے گا بھی یا نہیں، کسی کام کے لائق بنے گا یا نہیں، پھر پڑھا لکھا کر کسی کام کے لائق تو ماں باپ بناتے ہیں اور یہ چیز ان کے مشاہدہ میں ہوتی ہے کہ شادی کے بعد عموماً لڑکے اپنی بیویوں کے کہنے پر چلتے ہیں اور ماں باپ کو کوئی حیثیت نہیں دیتے، وہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ نے ان کو کس طرح پالا پوسا تھا اور کس طرح اس مقام تک پہنچایا تھا، یہ سب ماں باپ کے پیش نظر ہوتا ہے، اس کے باوجود وہ اولاد کی بے غرضی اور بے لوث خدمت اور پرورش کرتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی بے غرض پرورش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ اولاد کی بے لوث پرورش کرتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

ماں باپ کے حقوق کے متعلق قرآن مجید کی آیات

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا. (بنی اسرائیل: ۲۳) اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

ووصينا الانسان بوالديه، حملته امه وهنا على وهن وفصاله في عامين ان اشكرلي ولوالديك الى المصير. (لقمان: ۱۴) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ (نیک سلوک کی) وصیت کی، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اس کو حمل میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے (ہم نے یہ وصیت کی کہ) میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، تم سب نے میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

ووصينا الانسان بوالديه احسانا، حملته امه كرها ووضعته كرها. (الاحقاف: ۱۵) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے دکھ جھیل کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دکھ برداشت کر کے اس کو جنا۔

واذ اخذنا ميثاق بني اسرائيل لا تعبدون الا الله، وبالوالدين احسانا. (البقرۃ: ۸۳) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

يسئلونك ماذا ينفقون، قل ما انفقتم من خير فللوالدين والاقربين واليتمى والمسكين وابن السبيل. (البقرۃ: ۲۱۵) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہیے کہ تم جو بھی پاک مال خرچ کرو وہ والدین کے لیے اور رشتہ داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے (خرچ کرو)۔

ماں باپ کے حقوق کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا، میں نے پوچھا پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا آپ نے مجھے یہ

احکام بیان فرمائے اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بتا دیتے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٥٢٧، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٨٥، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ١٧٣، سنن النسائی، رقم الحدیث ٦١٠)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو جہاد پر مقدم کیا ہے۔

ماں باپ کی خدمت اور ان کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے کہ نہ براہ راست ان کی گستاخی کرے اور نہ کوئی ایسا کام کرے جو ان کی گستاخی کا موجب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، یا لعنت کرے۔ کہا گیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرے گا، فرمایا ایک شخص دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٥٩٧٣، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٩٠، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ٥١٤١، سنن الترمذی رقم الحدیث ١٩٠٢)

اغراض صحیحہ اور جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی کرنا حرام ہے اور جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ جبکہ ان کا حکم کسی معصیت کو مستلزم نہ ہو۔

حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آپ سہارے سے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اور جھوٹی بات کہنا، اس کا آپ نے تین بار تکرار فرمایا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٢٦٥٤، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٨٧، سنن الترمذی، رقم الحدیث ١٩٠١)

ماں باپ کی اطاعت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اگر اس کا باپ اس کو یہ حکم دے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو اس پر بیوی کو طلاق دینا واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، اور میرے والد اس کو ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کو طلاق دے دو میں نے انکار کر دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ١١٨٩، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٥١٣٨، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ٢٠٨٨، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

ماں اور باپ دونوں کی اطاعت واجب ہے لیکن ماں کی اطاعت کا حق چار میں سے تین حصہ ہے اور باپ کی اطاعت کا حق ایک حصہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٥٩٧١، صحیح مسلم، رقم الحدیث ٢٥٤٨)

اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ نیک سلوک واجب ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرکہ تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحم کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم ان کے ساتھ صلہ رحم کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۲۶۲۰، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۰۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۶۶۸)

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ نے پوچھا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔ (صحیح بخاری رقم حدیث ۳۰۰۴، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۴۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۲۵۲۹، سنن الترمذی رقم الحدیث ۱۶۷۱، سنن النسائی رقم الحدیث ۳۱۰۳، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۲۸۴، مسند حمیدی رقم الحدیث ۵۸۵، مسند احمد رقم الحدیث ۶۵۴۴، عالم الکتب، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۴۷۳)

معاویہ بن جاہمہ السلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی گئے اور عرض کیا میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا پھر اس کے ساتھ لازم رہو، کیونکہ جنت اس کے پیروں کے پاس ہے وہ پھر دوبارہ کسی اور وقت گئے، پھر سہ بارہ کسی اور وقت گئے تو آپ نے یہی جواب دیا۔ (سنن النسائی رقم الحدیث ۳۱۰۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۷۸۱، مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۹، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۶۲۳، عالم الکتب، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۲۹۰، مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۹۳۵، تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۳۴)

ایک روایت میں ہے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (سنن النسائی رقم الحدیث ۳۱۰۴)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (کنزالعمال رقم الحدیث ۴۵۴۳۹، بحوالہ تاریخ بغداد)

امام ابن ابی شیبہ محمد بن المنکدر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری ماں تم کو (نفل) نماز میں بلائے تو چلے جاؤ اور جب تمہارا باپ بلائے تو نہ جاؤ۔ (الدرالمنثور ج ۵ ص ۲۶۴، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

ماں باپ کے بڑھاپے اور ان کی موت کے بعد ان سے نیک سلوک کرنا

اس آیت میں یہ بھی فرمایا: اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ اس کو جھڑکنا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، آپ سے کہا گیا کس کی یا رسول اللہ! فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کو پایا، یا ان میں سے کسی ایک کے یا دونوں کے، پھر وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۱)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے پھر فرمایا: آمین، آمین، آمین۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ نے کس چیز پر آمین کہی؟ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا یا محمد! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اس کی مغفرت کے بغیر وہ مہینہ گزر گیا آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۴۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۹۰۸، المستدرک ج ۱ ص ۵۴۹)

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، حدیث میں ہے: حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۵۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۳)

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، چار قسم کی نیکیاں ہیں۔ (۱) ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔ (۲) ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے عہد کو پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (۴) اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم کرنا، یہ ان کے ساتھ وہ نیکیاں ہیں جو ان کی موت کے بعد تم پر باقی ہیں۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۴، ج ۴ ص ۱۵۴، مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۱۵۶، عالم الکتب بیروت، حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۰۰۴، مطبوعہ معارف الحدیث قاہرہ، المستدرک ج ۴ ص ۱۵۴، حافظ ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے)۔

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو اس کی ایک بار خندہ پیشانی کا بھی بدل نہیں ہے۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۸۷۳، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۷)

ماں باپ کو جھڑکنے اور ان کو اف کہنے کی ممانعت

اس کے بعد فرمایا: اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

یعنی اپنے ماں باپ سے گھن نہ کھانا، جس طرح ان کو تم سے گھن نہیں آتی تھی، وہ تمہارا بول و براز اٹھاتے تھے اور اس کی بدبو سے ناک چڑھاتے تھے نہ تیوری پر بل ڈالتے تھے وہ تم کو نجاست سے صاف کرتے تھے اور ان کو برا نہیں لگتا تھا، اسی طرح بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ان کے جسم سے کوئی ناگوار بو آئے تو تم ناگواری سے اف تک نہ کرنا۔

اور جب ماں باپ کو اف تک کہنا منع ہے تو ان کے ساتھ سخت لہجہ میں بات کرنا اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا ان کو مارنا بہ طریق اولیٰ منع ہے۔ انسان جب ماں باپ سے بات کرے تو نظر نیچی رکھ کر بات کرے اور پست آواز میں بات کرے، ایسے لہجہ میں بات نہ کرے جو توہین آمیز ہو اور نہ کوئی ایسی بات کرے جس سے ان کی دل شکنی ہو، البتہ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ کہیں کہ اپنی بہن سے بات نہ کرو یا اپنے بھائی یا اپنی خالہ یا اپنے ماموں سے بات نہ کرو تو اس میں ان کا حکم نہ مانے، کیونکہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی شریعت میں ممانعت ہے، تاہم ان سے اس طرح بات کریں کہ ماں باپ کو پتہ نہ چلے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کی صرف والدہ موجود ہو اس کے لیے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3104 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ اَبِيهِ طَلْحَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيرُكَ . فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا" .

☆☆ معاویہ بن جاہمہ سلمی بیان کرتے ہیں' حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حوالے سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری والدہ موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم ان کے ساتھ رہو' کیونکہ جنت ان کے پاؤں کے نیچے ہے۔

شرح

شرح السنہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کا تعلق نفل جہاد سے ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اور مسلمان ہوں وہ ان کی اجازت کے بغیر نفل جہاد میں شرکت کے لئے گھر سے نہ جائے ہاں اگر جہاد فرض ہو تو پھر اس صورت میں اس کو والدین کی اجازت کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ منع بھی کریں اور جہاد میں جانے سے روکیں تو ان کا حکم نہ مانا جائے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنا فرض ادا کیا جائے نیز اگر والدین کو اللہ نے اسلام کی ہدایت نہ بخشی ہو اور وہ کافر ہوں تو جہاد میں شریک ہونے کے لئے ان کی اجازت کی کسی حال میں بھی حاجت نہیں ہے خواہ جہاد فرض ہو یا نفل اسی طرح علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسلمان ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو ناگوار خاطر ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی نفل عبادت جیسے حج وعمرہ کے لئے نہ جائے اور نہ نفل روزہ رکھے۔

3104-اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان (الحديث 2781) مطولاً . تحفة الاشراف (11375) .

باب فَضْلِ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی جان اور مال کے ہمراہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اُس کی فضیلت

3105 - اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

اس شخص نے عرض کی: پھر کون سا شخص؟ یارسول اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ مؤمن جو کسی گھاٹی میں رہتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی پہاڑی کے درہ میں سے گزرے جس میں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا تو وہ چشمہ ان کو بہت اچھا لگا وہ کہنے لگے کہ کاش میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلوں اور اس درے میں آ رہا؟ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرنا کیونکہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ یعنی جہاد میں قیام کرنا اس کا گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کامل طور پر بخش دے اور تمہیں ابتداء ہی میں جنت میں داخل کردے اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے فواق کے بقدر یعنی تھوڑی دیر کے لئے بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔"

(ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 944)

ستر برس سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے چنانچہ یہ ارشاد گرامی اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: حدیث (مقام الرجل فی الصف فی سبیل اللہ افضل عند اللہ من عبادہ الرجل ستین سنہ)۔" کسی شخص کا اللہ کی راہ میں دشمن کے مقابلہ پر صف میں کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک کسی شخص کی ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے چونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے گوشہ گزینی اختیار کرنے اور جنگل وکوہستان میں عبادت

3105-اخرجه البخاري في الجهاد، باب افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله في سبيل الله (الحديث 2786)، و في الرقاق، باب العزلة راحة من خلاط السوء (الحديث 6494) . و اخرجه مسلم في الامارة، با فضل الجهاد و الرباط (الحديث 122 و 123 و 125) . و اخرجه ابو داود في الجهاد، باب في ثواب الجهاد (الحديث 2485) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء اي الناس افضل (الحديث 1660) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب العزلة (الحديث 3978) . تحفة الاشراف (4151) .

النبی میں مشغول رہنے سے بخشش و مغفرت حاصل نہیں ہوتی اس لئے علماء اس ارشاد گرامی کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ چونکہ اس زمانے میں جہاد واجب تھا۔ اور کسی نفل کے لئے واجب کو ترک کرنا گناہ ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ ان صحابی پر گویا یہ واضح کیا کہ اگر تم نے دنیا اور دنیا والوں سے ترک تعلق کر کے اس پہاڑی درے میں گوشہ گزینی اختیار کی اور اگرچہ اس کا مقصد محض مکمل تنہائی و خلوت میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا ہو تو اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ تم ان بہت سی سعادتوں اور فضیلتوں سے محروم رہ جاؤ گے جو دنیا والوں کے درمیان رہ کر دینی فرائض و ذمہ داریوں کو انجام دینے کی صورت میں حاصل ہوتی ہیں بلکہ تمہارا یہ نفل عمل ایک واجب عمل اور ایک اہم دینی فریضہ یعنی جہاد کے ترک کا باعث بھی ہوگا جس سے تم گنہگاروں کے زمرے میں شامل ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ترجمہ میں واضح کیا گیا ہے اس ارشاد گرامی سے کامل مغفرت اور ابتداء جنت میں جانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں کے درمیان رہنا گوشہ گزینی سے افضل ہے خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت نشان میں تو یہ افضلیت کہیں زیادہ تھی البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد کبھی کبھی گوشہ گزینی ہی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے جب کہ لوگوں کے درمیان رہنے سے فتنہ و شر کے غلبہ کا خوف ہو۔

باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلٰى قَدَمِهِ .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں پیدل (جہاد میں شریک ہوتا ہے)

3106 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ اَبِي الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوْكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلٰى رَاحِلَتِهِ فَقَالَ "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ اِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهِ اَوْ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهِ اَوْ عَلٰى قَدَمِهِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمَوْتُ وَاِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَاُ كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَرْعَوِيْ اِلٰى شَيْءٍ مِنْهُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو خطبہ دیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک اپنی سواری کے ساتھ لگائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں سب سے بہترین شخص اور سب سے برے شخص کے بارے میں بتاؤں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر یا اپنے اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔

سب سے برا شخص وہ گنہگار شخص ہے جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور پھر بھی گناہوں سے باز نہیں آتا۔

3106-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4412) .

اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب رونے کا بیان

3107 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا يَبْكِيْ اَحَدٌ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَتَطْعَمُهُ النَّارُ حَتّٰى يُرَدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِيْ مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ اَبَدًا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے روتا ہے اُسے جہنم کی آگ اُس وقت تک نہیں کھا سکتی جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی یہ بات عملی طور پر ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی جہاد میں حصہ لینے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا)۔

شرح

یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے یہ جملہ تعلیق بالمحال کے طور پر ہے یعنی جس طرح دوہے ہوئے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا محال ہے۔ اسی طرح اس شخص کا دوزخ میں جانا محال ہے۔ اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ چھو بھی نہ سکے گی ایک تو وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو۔ اور دوسری وہ آنکھ ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں کفار سے مجاہدین کی نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری ہو۔ (ترمذی)

راہ جہاد کے غبار اور جہنم کی آگ کا بیان

3108 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ نَارِ جَهَنَّمَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رونے والا شخص جہنم میں اُس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی ایسا عملی طور پر ممکن نہیں ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی آگ کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے (یعنی مجاہد جہنم میں نہیں جائے گا)۔

جہنم میں دو آدمیوں کے جمع نہ ہو سکنے کا بیان

3109 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ

3107- اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله، و في الزهد، باب ما جاء في فضل البكاء من خشية الله (الحديث 2311)؛ و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3108) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الخروج في النفير (الحديث 2774) مختصراً . تحفة الاشراف (14285) .

3108- تقدم في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3107) .

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيْمَانُ وَالْحَسَدُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جہنم میں دو آدمی اکٹھے نہیں ہوں گے' وہ مسلمان جس نے کافر کو قتل کیا ہو اور اُس نے اس حوالے سے کسی افراط و تفریط سے کام نہ لیا ہو اور مؤمن کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی تپش اکٹھے نہیں ہو سکتے' اور کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3110 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ہی شخص کے اندر اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی بھی بندے کے دل میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

بخل اور ایمان کے جمع نہ ہونے کا بیان

3111 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي وَجْهِ رَجُلٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے چہرے میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی شخص کے دل میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3112 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ

3109-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12749) .

3110-انفرد به النسائي . و سيأتي في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3111 و 3112 و 3113 و 3114 و 3115) . تحفة الاشراف (12262) .

3111-تقدم في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3110) .

3112-تقدم (الحديث 3110) .

سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِىْ جَوْفِ عَبْدٍ وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِىْ جَوْفِ عَبْدٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے اندر جمع نہیں ہوسکتے اور بخل اور ایمان کسی بندے کے اندر جمع نہیں ہوسکتے۔

3113 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَرْعَرَةُ بْنُ الْبِرِنْدِ وَابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِىْ مَنْخَرَىْ مُسْلِمٍ اَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں کبھی اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

3114 - اَخْبَرَنِىْ شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِىْ مَنْخَرَىْ مُسْلِمٍ وَّلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَّاِيْمَانٌ فِىْ قَلْبِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں اکٹھے نہیں ہوسکتے اور بخل اور ایمان کسی مسلمان کے دل میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

3115 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِى الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ غُبَارًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانَ جَهَنَّمَ فِىْ جَوْفِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ وَّلَا يَجْمَعُ اللّٰهُ فِىْ قَلْبِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ الْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ وَالشُّحَّ جَمِيْعًا.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ اپنی راہ کے غبار اور جہنم کے دھوئیں کو کسی مسلمان کے اندر اکٹھا نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے دل میں ایمان باللہ اور بخل کو ایک ساتھ جمع نہیں کرے گا۔

باب ثَوَابِ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں' اس کا ثواب

3113-تقدم (الحديث 3110) .

3114-تقدم (الحديث 3110) .

3115-تقدم (الحديث 3110) .

3116 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ لَحِقَنِيْ عَبَايَةُ بْنُ رَافِعٍ وَّاَنَا مَاشٍ اِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ خُطَاكَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا عَبْسٍ يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ".

☆☆ یزید بن ابومریم بیان کرتے ہیں: میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جا رہا تھا' میری ملاقات عبایہ بن رافع سے ہوئی تو وہ بولے: تمہارے لیے خوشخبری ہے! کیونکہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں شمار ہوں گے' میں نے حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں' تو وہ شخص جہنم پر حرام ہو جاتا ہے۔

شرح

یعنی جو شخص رضائے الہی کے لیے کوئی راستہ طے کرے اور راستہ طے کرنے میں اس کے قدموں پر گرد و غبار پڑے۔ خیال رہے کہ اللہ کی راہ حج، طلب علم، جنازہ کی حاضری، بیماری، بیمار پرسی، جماعت نماز میں حاضری سب ہی کو شامل ہے مگر مطلقاً اللہ کی راہ سے مراد سفر جہاد ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ فی سبیل اللہ وقف کیا ہے وہ کہاں استعمال کیا جائے گا، فرمایا حج میں، قرآن کریم میں جو مصرف زکوۃ میں فی سبیل اللہ واقعہ ہے امام ابو یوسف کے ہاں اس سے مجبور غازی مراد ہے، امام محمد کے ہاں مجبور حاجی۔ (مرقات)

یعنی ایسے شخص کو دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی جب راہ خدا کے غبار کا یہ عالم ہے تو غور کرو کہ خود جہاد کا فائدہ کیا ہوگا خوف خدا سے آنکھ کے آنسو، راہ خدا کا غبار، دوزخ کی آگ بجھانے میں اکسیر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تمہارا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے (یعنی قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیاں، مبدأ و معاد کی حقیقت گنہگاروں کے تئیں اللہ تعالیٰ کا عتاب و عذاب یوم حساب کی شدت پرسش اور باری تعالیٰ کی صفات قہریہ و جلالیہ کو، جو خوف مصیبت کا باعث ہیں جس قدر میں جانتا ہوں اور پھر ان چیزوں کے تعلق سے تمہارے انجام کار کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل پر ہر وقت غم و خوف طاری رہتا ہے اگر تم بھی ان سب چیزوں سے پوری طرح آگاہ ہو جاؤ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خوف و ہیبت کے مارے تم ہنسنا بھول جاؤ اور اپنا زیادہ وقت رونے اور غم کھانے میں صرف کرو، کیونکہ اس صورت میں تم رجا یعنی رحمت الہی کی امید کے مقابلہ پر عذاب الہی کے خوف کو زیادہ ترجیح دینے لگو)۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: رقم الحدیث، 1269)

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی

3116- اخرجه البخاري في الجمعة، باب المشي الى الجمعة (الحديث 907)، و في الجهاد، باب من اغبرت قدماه في سبيل الله (الحديث 2811). و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من اغبرت قدماه في سبيل الله (الحديث 1632). تحفة الاشراف (9692).

چاہیے جو رونے دہلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الٰہی کا احساس اور عظمت وجلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل وغافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ ہنسنے اور راحت چین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

باب ثَوَابِ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ کا ثواب

3117 - اَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شُمَيْرٍ الرُّعَيْنِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا عَلِيٍّ التُّجِيبِيَّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "حُرِمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ".

☆☆ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایسی آنکھ جہنم پر حرام قرار دے دی جاتی ہے جو اللہ کی راہ میں رات بھر جاگتی رہتی ہے۔

باب فَضْلِ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت

3118 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا".

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا' دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

باب فَضْلِ الرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شام کے وقت جانے کی فضیلت

3119 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

3117- تفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12040) .

3118- اخرجه البخاري في الجهاد، باب الغدوة و الروحة في سبيل الله (الحديث 2794) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغدوة و الروحة في سبيل الله (الحديث 114) . تحفة الاشراف (4682) .

3119- اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغدوة و الروحة في سبيل الله (الحديث 115) . تحفة الاشراف (3466) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ".

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا' ہر اس چیز سے بہتر ہے' جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جس پر سورج غروب ہوتا ہے (یعنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے)۔

3120 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین آدمی ایسے ہیں' کہ ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے' اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص

پاک دامنی کے حصول کے لیے نکاح کرنے والا شخص اور ایسا مکاتب غلام جو اپنے ذمے لازم ادائیگی کو ادا کرنا چاہتا ہو۔

باب الْغُزَاةِ وَفْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ جنگ میں حصہ لینے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں

3121 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَفْدُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةٌ الْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تین طرح کے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں: جنگ میں حصہ لینے والا شخص' حج کرنے والا شخص اور عمرہ کرنے والا شخص۔

باب مَا تَكَفَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے' اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے

3122 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3120-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في المجاهد و الناكح و المكاتب و عون الله اياهم (الحديث 1655) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب معونة الله الناكح الذي يريد العفاف (الحديث 3218) . و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب المكاتب (الحديث 2518) تحفة الاشراف (13039) .

3121-تقدم (الحديث 2624) .

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَكَفَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهِ بِاَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذمہ لے لیا ہے' جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے' (ذمہ یہ لیا ہے) کہ اگر وہ شخص صرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا ہے اور اُس کے دین کی سربلندی کے لیے نکلا ہے' تو اللہ تعالیٰ یا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا یا اُس کے گھر اُسے واپس لے آئے گا' جہاں سے وہ گیا تھا' اور اُس کے ہمراہ اُسے اجر وثواب بھی حاصل ہوگا اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3123 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ مَوْلَى بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَخْرُجُ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الْاِيْمَانُ بِيْ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِيْ اَنَّهُ ضَامِنٌ حَتّٰى اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِاَيِّهِمَا كَانَ اِمَّا بِقَتْلٍ اَوْ وَفَاةٍ اَوْ اَرُدَّهُ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ اُس شخص کا ذمہ لے لیتا ہے' جو اس کی راہ میں نکلتا ہے' جو شخص صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے نکلتا ہے اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے' تو میں اُس کے بارے میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اُسے جنت میں داخل کر دوں گا' یعنی اگر وہ قتل ہو جاتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے یا پھر میں اُس کے گھر اُسے واپس لے آؤں گا جہاں سے وہ گیا تھا' اور اس کے ہمراہ اُسے اجر وثواب بھی حاصل ہوگا اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3124 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهِ بِاَنْ يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3122-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم الغنائم) (الحديث 3123)، و في التوحيد باب قوله تعالى (ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين ، (الحديث 7457)، و باب قول الله تعالى (قل لو كان البحر مدادًا لكلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي و لو جئنا بمثله مددًا) ، (ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام و البحر يمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت كلمات الله)، (ان ربكم الله الذي خلق السماوات و الارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثًا و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره الا له الخلق و الامر تبارك الله رب العالمين) (الحديث 7463) . تحفة الاشراف (13833) .

3123-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 5044) . تحفة الاشراف (14211) .

3124-اخرجه البخاري في الجهاد، افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله في سبيل الله (الحديث 2787) . تحفة الاشراف (13153)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شبہ ہے) نفلی روزہ رکھنے اور نفلی قیام کرنے والے شخص کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لیے یہ ضمانت دی ہے اگر وہ مجاہد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا یا پھر اُسے صحیح وسالم اس کے گھر واپس لے آئے گا اور ساتھ میں اُسے اجر وثواب اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

بَاب ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تُخْفِقُ

یہ باب ہے کہ اُس چھوٹی جنگی مہم کا بیان جو مال غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آتی ہے

3125 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُصِيْبُوْنَ غَنِيْمَةً اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اَجْرِهِمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَيَبْقٰى لَهُمُ الثُّلُثُ فَاِنْ لَّمْ يُصِيْبُوْا غَنِيْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے جاتا ہے اور لوگوں کو مال غنیمت حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آخرت کے دو تہائی اجر کو جلدی حاصل کر لیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے لیکن اگر انہیں مال غنیمت حاصل نہیں ہوتا تو (آخرت میں انہیں ان کا مکمل اجر ملے گا)۔

3126 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْهِ عَنْ رَّبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ ضَمِنْتُ لَهُ اَنْ اَرْجِعَهُ اِنْ اَرْجَعْتُهُ بِمَا اَصَابَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَّاِنْ قَبَضْتُهُ غَفَرْتُ لَهُ وَرَحِمْتُهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ان کے پروردگار کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

میرا جو بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے اور وہ صرف میری رضامندی چاہتا ہے تو میں اُس کے لیے یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اُسے واپس لے آؤں گا اور میں اُسے اجر اور مال غنیمت کے ہمراہ واپس لاؤں گا اگر میں نے اس کی جان کو قبض کر لیا تو میں اُس کی مغفرت کر دوں گا اور اس پر رحم کروں گا۔

3125-اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم يغنم (الحديث 153 و 154) و اخرجه ابو داود في الجهاد، باب في السرية تخفق (الحديث 2497) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2785) . تحفة الاشراف (8847)

3126-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6688) .

بَاب مَثَلِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال

3127 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیلِه - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال (یہاں کچھ الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے' لیکن اس کا مفہوم یہی ہے) اس شخص کی مانند ہے' جو نفلی روزہ رکھتا ہے' نفلی قیام کرتا ہے' خشوع و خضوع کرتا ہے' رکوع و سجدہ کرتا ہے۔

بَاب مَا یَعْدِلُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ کون سی چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے

3128 – اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حُصَیْنٍ اَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ "لَا اَجِدُهٗ هَلْ تَسْتَطِیعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ تَدْخُلُ مَسْجِدًا فَتَقُوْمُ لَا تَفْتُرُ وَتَصُوْمُ لَا تُفْطِرُ" . قَالَ مَنْ یَسْتَطِیعُ ذٰلِكَ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا' کیا تم یہ استطاعت رکھتے ہو کہ جب کوئی مجاہد (جہاد میں شرکت کے لیے) نکلے تو تم مسجد چلے جاؤ اور مسلسل نفلی نمازیں پڑھتے رہو اور مسلسل نفلی روزے رکھتے رہو (اس وقت تک ایسا کرتے رہو جب تک وہ مجاہد واپس نہیں آ جاتا)۔

اس شخص نے عرض کی: ایسا کون کر سکتا ہے۔

3129 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ اللَّیْثِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ اَبِیْ مُرَاوِحٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَاَلَ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ خَیْرٌ قَالَ

3127-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13308) .

3128-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2785) . تحفة الاشراف (12842) .

3129-اخرجه البخاري في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 2518) مطولًا واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال (الحديث 136) مطولًا . و الحديث عند: ابن ماجه في العتق، باب العتق (الحديث 2523) . تحفة الاشراف (12004) .

"اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3130 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ". قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ". قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "حَجٌّ مَبْرُوْرٌ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبرور حج۔

باب دَرَجَةِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کا درجہ

3131 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا اَبَا سَعِيْدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ". قَالَ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَاُخْرٰى يَرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ". قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے سے راضی ہو' اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہو (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہو) تو اُس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بات بڑی حیران کن تھی' انہوں نے عرض کی. یارسول اللہ! آپ یہ بات دوبارہ ارشاد فرمایئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3130-تقدم (الحديث 2623) .

3131-اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان ما اعده الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات (الحديث 116) . و الحديث عند النسائي في عمل اليوم والليلة، ذكر اختلاف عبد الرحمن بن شريح و عبد الله بن وهب عن ابي هانيء في خبر ابي سعيد الخدري فيه (الحديث 6)، تحفة الاشراف (4112) .

ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے جنت میں انسان کے ایک سو درجے بلند ہو جاتے ہیں اور ان میں سے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3132 – اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَمَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ هَاجَرَ اَوْ مَاتَ فِيْ مَوْلِدِهٖ". فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا بِهَا فَقَالَ "اِنَّ لِلْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَّلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ".

☆☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس حالت میں مرتا ہے' وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ بات لازم ہے' وہ اس کی مغفرت کردے اور اُسے مہاجر قرار دے' خواہ وہ شخص اپنی پیدائش کے علاقے میں فوت ہوا ہو' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس بارے میں نہ بتائیں تاکہ وہ اس خوشخبری کو حاصل کرلیں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں ایک سو درجے ایسے ہیں' کہ جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے' اگر مجھے مؤمنین کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا' انہیں فراہم کرنے کے لیے میرے پاس سواریاں بھی نہیں ہیں اور وہ اس بات پر بھی خوش نہیں ہوں گے کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد میں شرکت کے لیے چلا جاؤں' تو میں کسی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا' میری تو یہ خواہش ہے' مجھے (جہاد کے دوران اللہ کی راہ میں) شہید کردیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کردیا جائے۔

باب مَا لِمَنْ اَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرلینے کے بعد ہجرت کرلے' اور جہاد میں بھی حصہ لے (اس کا اجر و ثواب)

3133 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِءٍ عَنْ عَمْرِو

3132-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في عمل اليوم و الليلة، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي الدرداء في ذلك (الحديث 127) . تحفة الاشراف (10943) .

نِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "أَنَا زَعِيمٌ - وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ - لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَأَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ".

☆☆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اسلام قبول کر لیتا ہے اور ہجرت کرتا ہے میں اُسے جنت کے ایک طرف موجود ایک گھر کی اور جنت کے درمیان موجود ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور میں اس شخص کو بھی ضمانت دیتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اسلام قبول کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اُسے جنت کے کنارے پر بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور جنت کے درمیان میں بھی گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور جنت کے بالائی بالا خانوں میں بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں' جو شخص ایسا کرے گا اس نے بھلائی کے حصول کے لیے طلب کی کوئی چیز نہیں چھوڑی اور برائی سے بچنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اب وہ جہاں چاہے وہ مر سکتا ہے۔

3134 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيكَ فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ فَقَالَ تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ". فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ".

☆☆ حضرت سبرہ بن ابوفاکہہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شیطان انسان کے راستوں میں آ کر بیٹھ جاتا ہے' وہ اسلام کے راستے پر بھی آ کر بیٹھ جاتا ہے' اور اس سے کہتا ہے' کیا تم اسلام قبول کر لو گے' اپنے دین کو اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر دو گے' تو بندہ اس کی بات نہیں مانتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اُسے (پھنسانے کے لیے) ہجرت کے راستے میں آ کر بیٹھ جاتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیا تم ہجرت کر و گے' تم اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دو گے' ہجرت کر کے جانے والے شخص کی مثال تو بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہوتی ہے' لیکن بندہ اس

3133-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11037) .

3134-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3808) .

کی بات نہیں مانتا اور ہجرت کر کے چلا جاتا ہے۔ پھر شیطان جہاد کے راستے میں اُس کے سامنے آتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیا تم جہاد کرو گے حالانکہ اس کے نتیجے میں جان اور مال دونوں کو خرچ کرنا پڑے گا' تم جنگ میں حصہ لیتے ہوئے مارے جاؤ گے' تمہاری بیوی کے ساتھ کوئی اور شادی کر لے گا' تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا' تو آدمی اس کی بات نہیں مانتا اور جہاد میں حصہ لیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص ایسا کر لیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اس شخص کو جنت میں داخل کر دے اور جو شخص شہید ہو جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اُس شخص کو جنت میں داخل کرے' اگر کوئی شخص ڈوب کر مرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اُسے جنت میں داخل کرے' اگر کوئی شخص اپنی سواری سے گر کر مر جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے' وہ اُسے جنت میں داخل کرے (یعنی اللہ تعالیٰ ڈوب کر مرنے والے' اور سواری سے گر کر مرنے والے شخص کو بھی شہید کا سا اجر و ثواب عطا کرتا ہے)۔

باب فَضْلِ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے' اس کی فضیلت

3135 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ" . فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا عَلَى الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا مِنْ ضَرُوْرَةٍ هَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ "نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے' تو جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ چیز بہتر ہے۔

جو شخص نمازی ہوگا' اُسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص مجاہد ہوگا اُسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' اور جو شخص صدقہ و خیرات کرنے والا ہوگا اُسے صدقہ و خیرات کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص روزہ دار ہوگا اُسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے (تو کیا بات ہے؟) کیا کسی

3135- تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2237)

شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! مجھے امید ہے تم ان لوگوں میں سے ایک ہو گے۔

بَاب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرے

3136 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ اَخْبَرَهُمْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: کوئی شخص مشہور ہونے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' کوئی شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' کوئی شخص بہادری ظاہر کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' تو اللہ کی راہ میں کون شمار ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لیے جہاد میں حصہ لے گا تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہو' وہ اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

بَاب مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيْءٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اس لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے تا کہ یہ کہا جائے: فلاں شخص بہادر ہے

3137 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اَوَّلُ النَّاسِ يُقْضٰى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ . قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ

3136-اخرجه البخاري في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2810)، و باب من قاتل للمغنم هل ينقص من اجره (الحديث 3126)، و في التوحيد، باب قوله تعالى: (ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين) (الحديث 7458) و اخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله (الحديث 149 و 150) . و اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2517 و 2518) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يقاتل رياء و للدنيا (الحديث 1646) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2783) . تحفة الاشراف (8999) .

3137-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل للرياء و السمعة استحق النار (الحديث 152) . تحفة الاشراف (13482) .

فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ ۔ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ مَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ".

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ أَفْهَمْ تُحِبُّ كَمَا أَرَدْتُ "أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ ۔ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنْ لِيُقَالَ إِنَّهُ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ فَأُلْقِيَ فِي النَّارِ" .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اُٹھ کر گئے' تو اہل شام میں سے کسی شخص نے ان سے کہا: اے بزرگ! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن سب سے پہلے تین طرح کے آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے' ایک وہ شخص جو شہید ہو گیا تھا' اُسے بلایا جائے گا' اُسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی' وہ انہیں پہچان لے گا' تو اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا' تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا' وہ جواب دے گا' میں نے تیری راہ میں جہاد میں حصہ لیا' یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے' تم نے جنگ میں اس لیے حصہ لیا تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کتنا بہادر ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا وہ شخص ہے' جس نے علم حاصل کیا' اس کی تعلیم دی' اس نے قرآن سیکھا' اُسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے علم حاصل کیا' اُس کی تعلیم دی' میں نے تیری رضا کے لیے قرآن کا علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے' تم نے علم اس لیے حاصل کیا تاکہ یہ کہا جائے کہ یہ عالم ہے اور قرآن اس لیے سیکھا تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ یہ قاری ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہو گا' تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے گنجائش عطا کی تھی اور اُسے مختلف اقسام کا مال و متاع عطا کیا تھا' اس شخص کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا' وہ پہچان لے گا' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کے بدلے میں تم نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: میں نے تیری پسند کے کسی بھی راستے کو ترک نہیں کیا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہاں اس لفظ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا) یعنی جس جگہ مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے' میں نے ہر اُس جگہ پر مال کو خرچ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے' تم نے ایسا اس لیے کیا تاکہ یہ کہا جائے کہ یہ شخص کتنا سخی ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہو گا' تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

بَاب مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَمْ یَنْوِ مِنْ غَزَاتِہٖ اِلَّا عِقَالاً .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں اس لیے حصہ لیتا ہے تا کہ ایک رسّی حاصل کر لے۔

3138 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِیَّةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَمْ یَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَہٗ مَا نَوٰی" .

☆☆ یحییٰ بن ولید اپنے دادا (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (ہونے والی کسی جنگ) میں حصہ لیتا ہے اور اُس کی نیت صرف ایک رسّی کا حصول ہے تو اُسے وہی چیز ملے گی جس کی اُس نے نیت کی تھی۔

3139 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِیَّةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْوَلِیْدِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ غَزَا وَهُوَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا عِقَالًا فَلَہٗ مَا نَوٰی" .

☆☆ یحییٰ بن ولید حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص جنگ میں حصہ لیتا ہے اور اس کا مقصد صرف رسّی حاصل کرنا ہو تو اُسے وہی چیز ملے گی جس کی اُس نے نیت کی تھی۔

بَاب مَنْ غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اجر کے حصول اور شہرت کے حصول کے لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے

3140 - اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ هِلَالٍ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْیَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عِکْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ شَدَّادٍ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ رَجُلًا غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ مَا لَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا شَیْءَ لَہٗ" . فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَقُوْلُ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا شَیْءَ لَہٗ" . ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْهُہٗ" .

☆☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی

3138-انفرد بہ النسائی . و سیاتی فی الجہاد، من غزا فی سبیل اللہ و لم ینو من غزاتہ الا عقالًا (الحدیث 3139) . تحفۃ الاشراف (5120)

3139-تقدم فی الجہاد، من غزا فی سبیل اللہ و لم ینو من غزاتہ الا عقالًا (الحدیث 3138) .

3140-انفرد بہ النسائی . تحفۃ الاشراف (4881) .

ایسے شخص کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ جو جنگ میں اجر کے حصول کے لیے اور شہرت کے حصول کے لیے حصہ لیتا ہے اُسے کیا ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُسے کچھ بھی نہیں ملے گا' اُس شخص نے اپنے سوال کو تین مرتبہ دہرایا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے یہی فرمایا: اسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے' جو صرف اس کے لیے کیا جائے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا جائے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے جہاد کرتا ہے' اس کا ثواب

3141 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهٖ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ اَوْ قُتِلَ فَلَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ وَّمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ" .

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے حصہ لیتا ہے' اس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگتا ہے' پھر وہ طبعی موت فوت ہوتا ہے یا شہید ہوتا ہے (ہر صورت میں) اُسے شہید کا سا اجر و ثواب حاصل ہوگا' اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں زخم لگ جاتا ہے یا اُسے نیچے گرا دیا جاتا ہے' تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا' تو اُس (زخم) کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی' جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگتا ہے' اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تیر چلائے' اس کا ثواب

3142 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ يَا عَمْرُو حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

3141- اخرجه ابو داود في الجهاد، باب فيمن سال الله تعالى الشهادة (الحديث 2541) واخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يكلم في سبيل الله (الحديث 1657) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب القتال في سبيل الله سبحانه و تعالى (الحديث 2792) مختصراً و الحديث عند الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن سال الشهادة (الحديث 1654) . تحفة الاشراف (11359)

3142- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10756) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَلَغَ الْعَدُوَّ اَوْلَمْ يَبْلُغْ كَانَ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَائَهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ" .

☆☆ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں شرحبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت عمرو! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو؟ تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے بوڑھا ہو جائے' تو یہ چیز قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی' جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی تیر چلائے' خواہ وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے تو یہ چیز اُس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہوگی اور جو شخص کسی مؤمن غلام کو آزاد کر دیتا ہے' تو اس غلام کا ہر ایک عضو آزاد کرنے والے کے ہر ایک عضو کا فدیہ ہو جائے گا (یعنی اس کی وجہ سے آزاد کرنے والا شخص جہنم سے بچ جائے گا)۔

3143 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ" . فَبَلَغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا . قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ" .

☆☆ حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (دشمن تک) تیر پہنچا دے (یعنی اس طرح تیر چلائے کہ دشمن تک پہنچ جائے) تو یہ چیز اُس کے لیے جنت میں ایک درجے کے حصول کا ذریعہ بنے گی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اُس دن سولہ تیر (دشمن کو) مارے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے' تو یہ اُس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہے۔

3144 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبُ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ . قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

3143-اخرجه ابو داؤد في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 3965) مطولاً . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرمي في سبيل الله (الحديث 1638) مختصراً . تحفة الاشراف (10768) .

3144-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 3967) و ابن ماجه في العتق، باب العتق (الحديث 2522) . تحفة الاشراف (11163) .

قَالَ لَهُ حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ . قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ "ارْمُوا مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً" . قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الدَّرَجَةُ قَالَ "اَمَا اِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ اُمِّكَ وَلٰكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ" .

☆☆ سالم بن ابوجعد شرحبیل بن سمط کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت کعب! آپ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے احتیاط کے ساتھ کوئی حدیث سنائیے (یعنی کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو) تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز اُس کے لیے قیامت کے دن نور کی حیثیت رکھے گی۔

شرحبیل نے حضرت کعب سے کہا کہ آپ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے محتاط طور پر کوئی حدیث سنائیے (یعنی کوئی ایسی حدیث جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور سے نہ سنی ہو بلکہ بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو) تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم لوگ تیراندازی کرو جس کا تیر دشمن کو جا کر لگ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ تو حضرت ابن نحام نے عرض کی: یارسول اللہ! درجہ کتنا ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ جتنا نہیں ہوتا بلکہ دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔

3145 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشَّامِيَّ - يُحَدِّثُ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيهِ نِسْيَانٌ وَلَا تَنَقُّصٌ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَلَغَ الْعَدُوَّ اَخْطَاَ اَوْ اَصَابَ كَانَ لَهُ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ وَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَ فِدَاءُ كُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ شرحبیل بن سمط بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے (حضرت) عمرو بن عبسہ! آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو اور اس میں سے کوئی بات بھولے نہ ہوں یا اس میں سے آپ کوئی لفظ کم نہ کریں تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) تیر پھینکتا ہے اور وہ تیر دشمن تک پہنچ جاتا ہے خواہ وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اُس شخص

3145-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (10754) ـ

کے لیے یہ غلام آزاد کرنے کی مانند ہے اور جو شخص کسی مسلمان غلام (یا کنیز) کو آزاد کرتا ہے تو اس غلام کے جسم کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے ہر عضو کا فدیہ بن جائے گا (یعنی آزاد کرنے والے کے جسم کو جہنم سے بچائے گا) اور جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز قیامت کے دن اُس کے لیے نور کی حیثیت رکھے گی۔

3146 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَّامٍ الْاَسْوَدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِىْ صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِىَ بِهِ وَمُنَبِّلَهُ".

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا، اسے بنانے والا جو اُسے بناتے ہوئے ثواب کی امید رکھتا ہو اُسے پھینکنے والا اور اُسے پکڑانے والا۔

باب مَنْ كُلِمَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخمی ہو جائے

3147 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِىْ سَبِيْلِهِ - اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخم آ جائے ویسے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کسے اُس کی راہ میں زخم آیا ہے تو ایسا شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا جس کا رنگ خون کے رنگ کی مانند ہو گا لیکن اُس کی خوشبو مشک کی مانند ہو گی۔

3148 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَاِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِى اللّٰهِ اِلَّا اَتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْحُهُ يَدْمٰى لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَّرِيْحُهُ رِيْحُ الْمِسْكِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3146- اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرمي (الحديث 2513) مطولاً ۔ و اخرجه النسائي في الخيل، تاديب الرجل فرسه (الحديث 3580) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (9922) ۔

3147- اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله (الحديث 105) ۔ تحفة الاشراف (13690)

3148- تقدم (الحديث 2001) ۔

انہیں ان کے خون میں لپیٹ دو (یعنی غسل دیئے بغیر دفن کردو) چونکہ اللہ کی راہ میں آنے والا زخم (ساتھ لے کر) آدمی قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا' جس کی رنگت خون کی رنگت جیسی ہوگی' لیکن اُس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔

بَاب مَا يَقُوْلُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ .

یہ باب ہے کہ دشمن جس شخص کو نیزہ مارد ے' وہ شخص کیا' کہے؟

3149 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَّوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَاحِيَةٍ فِیْ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفِيْهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَاَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَمَا اَنْتَ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ "اَنْتَ" .

فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . قَالَ "كَمَا اَنْتَ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا . فَقَالَ "اَنْتَ" . فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتّٰى يُقْتَلَ حَتّٰى بَقِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْاَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ اَصَابِعُهُ فَقَالَ حَسِّ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ" . ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ اُحد کے موقع پر کچھ لوگ پیچھے ہٹ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بارہ انصاریوں کے درمیان موجود تھے' اُن میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکین وہاں تک پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور دریافت کیا: کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی جگہ رہو! ایک اور انصاری نے عرض کی: میں (مقابلہ کرتا ہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! تم کرلو۔ اُس شخص نے لڑائی کی' یہاں تک کہ شہید ہوگیا' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرماتے رہے اور انصار کا کوئی ایک فرد ان دشمنوں سے لڑنے کے لیے جاتا رہا' وہ اپنے پہلے ساتھی کی طرح مقابلہ کرتا رہتا' یہاں تک کہ شہید ہو جاتا۔ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! پھر حضرت طلحہ نے اس طرح لڑائی کی جیسے گیارہ افراد لڑائی کررہے ہوں۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر ضرب لگی اس کی وجہ سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں' اس پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ہائے کہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3149-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2893) .

اگر تم اس وقت بسم اللہ کہہ دیتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور یہ بات لوگوں کو بھی نظر آتی۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پسپا کر دیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنی ہی تلوار کے ذریعے شہید ہو جائے

3150 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ اَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَّعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ قَالَ سَلَمَةُ فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِي اَنْ اَرْتَجِزَ بِكَ فَاَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَعْلَمْ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَدَقْتَ" . فَاَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ هٰذَا" . قُلْتُ اَخِي .

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَرْحَمُهُ اللّٰهُ" . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا" .

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ اَبِيهِ مِثْلَ ذٰلِكَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ حِينَ قُلْتُ اِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ" . وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ خیبر کے موقع پر میرے بھائی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں بھرپور حصہ لیا' (لڑتے ہوئے) انہیں اپنی ہی تلوار لگی' جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب نے اس پر کچھ تبصرہ کیا' اور انہوں نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا' کہ جو شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مر جاتا ہے (کیا وہ شہید شمار ہوگا یا نہیں ہوگا)۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے' تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سامنے جنگی اشعار پیش کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: سوچ سمجھ کے بات کہنا! میں نے یہ اشعار پیش کیے:

3150-اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب غزوة خيبر (الحديث 124) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرجل يموت بسلاحه (الحديث 2538) مختصراً . تحفة الاشراف (4532) .

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے' ہم (نبی اکرم ﷺ کی) تصدیق نہ کرتے' اور نماز ادا نہ کرتے''۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کہا ہے۔ (میں نے اگلا شعر سنایا)

''اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل کرنا اور جب ہمارا دشمنوں سے سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا' کیونکہ مشرکین نے ہم پر حملہ کر دیا ہے''۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسی طرح اپنے یہ اشعار مکمل کر لیے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس کے اشعار ہیں؟ میں نے عرض کی: میرے بھائی کے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کچھ لوگ اس کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں' وہ یہ کہتے ہیں: وہ شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مرا ہے (اس لیے وہ شہید نہیں ہو گا)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں' بعد میں' میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے سوال کیا' تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث مجھے سنائی' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے عرض کی کہ کچھ لوگ ان کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ غلط کہہ رہے ہیں وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے اور اُسے دو مرتبہ اجر ملے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

باب تَمَنِّي الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو کرنا

3151 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ - عَنْ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ - قَالَ حَدَّثَنِي ذَكْوَانُ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ سَرِيَّةٍ وَّلٰكِنْ لَا يَجِدُوْنَ حَمُوْلَةً وَّلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ اُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ" . ثَلَاثًا .

3151-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الجعائل و الحملان في السبيل (الحديث 2972) و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله (الحديث 106م) . تحفة الاشراف (12885) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں کسی بھی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا' لیکن ان لوگوں کے پاس سواری کے جانور بھی نہیں ہیں اور میرے پاس بھی انہیں سواریاں فراہم کرنے کا انتظام نہیں ہے' اور ان کے لیے یہ بات مشکل کا باعث ہوتی ہے' وہ میرے پیچھے رہ جائیں' میری یہ خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین مرتبہ استعمال کیے۔

3152 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ بِاَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّىْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ اَنِّىْ اُقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے'
اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر اہل ایمان میں سے بعض ایسے لوگ نہ ہوتے جو جہاد میں مجھ سے پیچھے رہ جانے کو ناپسند کرتے ہیں اور میرے پاس انہیں فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں' تو میں کسی بھی چھوٹی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا' جو اللہ کی راہ میں لڑی جاتی ہے' اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کیا جائے' پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔

3153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ عَمِيرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ نَّفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَّقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ". قَالَ ابْنُ اَبِىْ عَمِيرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَلَاَنْ اُقْتَلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِىْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ".

☆☆ حضرت ابن ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔
جس بھی مسلمان بندے کی جان اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے' اس میں سے کوئی بھی تمہاری طرف واپس آنے کو پسند نہیں کرتا' اگرچہ اُسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز مل جائے' البتہ شہید کا حکم مختلف ہے۔
حضرت ابن ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے' مجھے دنیا کی ہر چیز مل جائے۔

3152- اخرجه البخاري في الجهاد، باب تمني الشهادة، الحديث 2797. تحفة الاشراف (13154)

3153- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (11227)

باب ثَوَاب مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اس کا ثواب

3154 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ اُحُدٍ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَنَا قَالَ "فِي الْجَنَّةِ" ۔ فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ احد کے موقع پر ایک شخص نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے تو میں کہاں جاؤں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں! تو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں ایک طرف رکھ دیں اور پھر جنگ کرنے لگا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جائے حالانکہ اس کے ذمے قرض ہو

3155 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ" ۔ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ "اَيْنَ السَّائِلُ اٰنِفًا" ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ هَا اَنَا ذَا ۔ قَالَ "مَا قُلْتَ" ۔ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِي بِهٖ جِبْرِيلُ اٰنِفًا" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت منبر پر خطبہ دے رہے تھے اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ نے دریافت کیا: یہ سوال کس شخص نے کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران شہید کر دیا جائے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے سرگوشی میں یہ بات بتائی ہے۔

3156 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3154- اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة احد (الحديث 4046) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد (الحديث 143) تحفة الاشراف (2530) .

3155- تفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13056) .

حَدَّثَنِی مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ". فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ قُلْتَ". فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے' دشمن کا سامنا کرتے ہوئے' پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے (جہاد کے دوران) اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کردے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص واپس چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے بلایا' یا نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اُسے بلایا گیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا' کہا تھا؟ اُس نے اپنے الفاظ دہرائے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔

3157 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ "أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالإِيمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الأَعْمَالِ". فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذٰلِكَ".

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ آپ ﷺ ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے' آپ نے ان کے سامنے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے' اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے سب سے افضل عمل ہونے کا تذکرہ کیا' تو ایک شخص کھڑا ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کردے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر تمہیں اللہ کی راہ میں شریک کردیا جاتا ہے اور تم صبر کررہے ہو اور دشمن کا مقابلہ کررہے ہو' پیٹھ نہ پھیری ہو (تو تمہیں یہ اجر و ثواب حاصل ہوگا) البتہ قرض کا حکم مختلف ہے' جبریل علیہ السلام نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

3156-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين (الحديث 117) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء فيمن يستشهد و عليه دين (الحديث 1712) . و اخرجه النسائي في الجهاد، من قاتل في سبيل الله تعالى و عليه دين (الحديث 3157) . تحفة الاشراف (12098) .

3157-تقدم في الجهاد، من قاتل في سبيل الله تعالى و عليه دين (الحديث 3156) .

3158 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ حَتّٰى اُقْتَلَ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ قَالَ "نَعَمْ" . فَلَمَّا اَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ "هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَلَيْكَ دَيْنٌ" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت منبر پر موجود تھے' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر میں صبر کرتے ہوئے' ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے' دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے' پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے' اپنی تلوار کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں' یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے بلوایا اور فرمایا: جبریل یہ کہہ رہے ہیں' کہ اگر تم پر قرض ہوا تو حکم مختلف ہوگا (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا)۔

باب مَا يُتَمَنّٰى فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا شخص) کیا آرزو کرتا ہے؟

3159 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَلَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا اِلَّا الْقَتِيْلُ فَاِنَّهُ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰى" .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
روئے زمین پر مرنے والا ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتری نصیب ہو جائے' وہ یہ آرزو نہیں کرتا کہ اُسے تمہارے پاس دوبارہ بھیج دیا جائے' اگرچہ اُسے ساری دنیا مل جائے' صرف شہید کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ یہ پسند کرتا ہے' اُسے دوبارہ بھیجا جائے اور اُسے دوبارہ شہید کیا جائے۔

شہداء زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ البقرہ۔ **154**)
اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

3158-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين (الحديث 118) . تحفة الاشراف (12104) .
3159-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5108) .

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران۔169-171)

جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی اور جولوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک محل میں رہتے ہیں اور ان کے لیے صبح شام جنت سے رزق لایا جاتا ہے۔

(مسند احمد۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ المستدرک۔ صحیح علی شرط مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندے قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے ان سے خون بہہ رہا ہوگا وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے پوچھا جائے گا یہ کون ہیں۔ جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی ملتی تھی۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب زمین پر شہید پڑے تھے اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب۔23)

ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر لیا اور بعض ان میں سے (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے کے لیے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم ان کے پاس آیا کرو ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اسے جواب دیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک مرسلا)

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کیا کرتے تھے احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچا دیا چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لیے جہاد کرو پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہ وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری یہ حالت بتا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمھارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ولاتحسبن سے آخر تک۔ (اخرجہ المنذری فی تفسیرہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکر مند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل وعیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمھارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمھارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تاکہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمھارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ولاتحسبن الذین سے آخر تک۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المستدرک)

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(1) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روحیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لیے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لیے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(2) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ عیش و آرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(3) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیے ہر سال ایک جہاد کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ اپنے بعد قیامت کے دن تک کے جہاد میں شریک رہتے ہیں۔

(5) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روحیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی روحیں جو باوضو سوتے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔

شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قندیلوں میں بیٹھتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آئے گا اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح اور شام ان کی روزی آتی ہے جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا اور کچھ ان میں سے جنت کی اونچی مسہریوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا ان کے مقامات کا یہ فرق دنیا میں ان کے ایمان اخلاص اور جان دینے کے جذبے کے فرق کی وجہ سے ہوگا شہادت سے پہلے جس کا ایمان و اسلام میں جتنا بلند مقام ہوگا شہادت کے بعد اللہ کے ہاں اس کا اتنا بلند مقام ہوگا آئیے اب شہداء کی جسمانی زندگی پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جا سکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ (مؤطا امام مالک رحمہ اللہ۔ سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے گئے تو وہ بالکل تر و تازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہو گیا۔

(کتاب الجہاد لابن المبارک)

عبدالصمد بن علی رحمہ اللہ (جو بنو عباس کے خاندان میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنے (رشتے کے) چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا قریب تھا کہ سیلاب کا پانی ان کو ظاہر کر دیتا میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر تھے اور ان پر وہ چادر تھی جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنایا تھا اور ان کے قدموں پر اذخر (گھاس) تھی۔ میں نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا تو وہ پیتل کی ہانڈی کی طرح (چمک رہا) تھا میں نے گہری قبر کھدوائی اور نیا کفن دے کر انہیں دفنا دیا۔ (ابن عساکر)

قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتے داروں نے قبر کھودی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

(مصنف عبدالرزاق)

ترمذی (حدیث کی کتاب) میں اصحاب الاخدود (خندقوں میں شہید کیے جانے والے جن کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ بروج میں ہے) کا واقعہ مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے کہ لڑکا جسے بادشاہ نے شہید کر کے دفن کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کنپٹی پر تھی (کیونکہ یہیں اس کو تیر لگا تھا)۔ (ترمذی)

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی فترۃ والے زمانے کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی دیوار گر گئی اور یہ ولید بن عبدالمالک کا دور حکومت تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو روضہ مبارک سے ایک پاؤں کھل گیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے چنانچہ لوگ سخت غمگین ہوئے اس وقت حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے آکر وہ پاؤں دیکھا تو فرمایا یہ میرے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (التذکرۃ للقرطبی)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام اور مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ (اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

(الحجرات۔2)

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت مریں گے ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (کہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

(لقمان۔18)

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کر دیا گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت

سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔ پھر دونوں حضرات نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔ اگلے دن ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی وہ شخص لوگوں میں سب سے دور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کود رہا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہوا ہے تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے ذمے اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔ چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدمی بھیج کر زرہ وصول فرمالی۔ پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرما دیا۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔ (المستدرک)

جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم (اور مقام) دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔ (بخاری، مسلم)

شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا قرض کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (مسلم شریف)

لیکن علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ شہید کے لیے قرض کا معاف نہ ہونا ابتداء اسلام میں تھا بعد میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالی اس کا قرضہ ادا کر دے گا۔ (مقدمات ابن رشد)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جو قرضہ جنت میں جانے سے روکتا ہے وہ قرضہ ہے جو کسی نے لیا ہو اور اس کے پاس ادائیگی کی گنجائش بھی ہو مگر نہ وہ اسے ادا کرے اور نہ مرنے کے بعد ادا کرنے کی وصیت کرے یا وہ قرضہ ہے جو بے وقوفی اور اسراف کے

کاموں کے لئے لیا ہو اور پھر بغیر اداء کئے مرگیا ہو لیکن اگر کسی نے کوئی حق واجب اداء کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو مثلاً فاقے سے بچنے کے لئے یا زیادہ تنگ دستی کی وجہ سے قرضہ لیا اور اس نے ادائیگی کے لیے بھی کچھ نہ چھوڑا ہو تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرضہ اس کے لئے جنت سے روکنے کا باعث نہیں بنے گا وہ مقروض شہید ہو یا غیر شہید کیونکہ مسلمانوں کے حاکم کے ذمے اس طرح کے قرضے اجتماعی مال سے اداء کرنا لازم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے کوئی قرضہ یا حق چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ (بخاری)

اور اگر مسلمانوں کے حاکم نے یہ قرضے ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ خود یہ قرضہ قیامت کے دن اداء فرمائے گا اور قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کردے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں سے مال لیا اور وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اداء فرمادے گا اور جس نے مال لیا اور وہ اسے ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع کردے گا۔ (بخاری)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی دلائل لکھے ہیں۔ (التذکرہ للقرطبی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے اس فرمان کی تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واقعے سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب وہ غزوہ احد کے دن نکلے تھے تو ان پر قرضہ تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو پریشان دیکھا تو خوشخبری سنائی کہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے بغیر پردے کے بات کی ہے۔ اب اگر ہر قرضہ جنت سے روکنے کا باعث ہوتا ہے تو حضرت جابر بن عبداللہ کے مقروض والد کو اتنا بڑا مقام کیسے ملتا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت بائیس لاکھ کا قرضہ چھوڑا تھا۔

فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے شہید والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دوں تو لوگوں نے مجھے منع کردیا اسی دوران ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنائی دی لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں روتی ہو ابھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شہید کے لئے جنت میں داخل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ۔۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے خرید لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ. (محمد۔4۔5۔6)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ کے ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوارے گا جس کی ان کو پہچان کرادے گا۔ (یا وہ جنت ان کے لیے خوشبو سے مہکادی گئی ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو میں نے دیکھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو بہت حسین اور بہت اعلیٰ تھا میں نے اس جیسا حسین محل پہلے نہیں دیکھا ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے ان تین آدمیوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (1) شہید (2) حرام سے اور شبہات سے بچنے والا (3) وہ غلام جس نے اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے مالک کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر (خوشی سے) ہنستا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے صحابہ کرام نے پوچھا وہ کس طرح اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا پھر دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (بخاری۔مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دیگا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں۔ اس محل میں نبی، صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ موقوفا رجالہ ثقات)

حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون جائیگا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں جائیں گے شہید جنت میں جائیں گے وہ بچہ جسے زندہ درگور کر دیا گیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بن براء رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گمنام تیر سے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں گی اور اگر اس

کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ (یعنی جنت کے اعلیٰ ترین درجے) میں ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بدبودار جسم والا بدصورت کالا آدمی ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر میں ان (کافروں) سے لڑتا ہوا مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ ان کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہارے چہرے کو سفید جسم کو خوشبودار اور مال کو زیادہ فرما دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یا کسی اور کے لیے فرمایا میں نے اس کی بیوی حور عین کو دیکھا کہ ان کے اونی جبے کو کھینچ رہی تھی اور ان کے اور جبے کے درمیان داخل ہو رہی تھی۔ (المستدرک۔ بیہقی)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کالے شخص کا نام جعال رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابو طالب کو جنت میں دو پروں والا فرشتہ دیکھا جو جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں اور ان کے پروں کے اگلے حصے پر خون لگا ہوا ہے۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی (احد کے دن) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں میں داخل فرما دیں وہ جنت میں نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں اور وہ عرش کے سائے کے نیچے سونے کی قندیلوں پر بیٹھتے ہیں جب انہوں نے بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پالی تو انہوں نے کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھا پی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ الی آخرہ۔ (ابوداؤد۔ مستدرک)

صحیح مسلم شریف میں ایسی ہی روایت موجود ہے اور دوسری کتابوں میں اس مفہوم کی کئی احادیث موجود ہیں۔

قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات

احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی سرحدوں کی پہرے داری کرنے والا (مرابط) قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا جب اس کے لیے یہ نعمت ہے تو شہید اس نعمت کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ کیونکہ وہ مرابط سے افضل ہے، مرابط کو یہ نعمت اس وجہ سے ملتی ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے راستے میں قربانی کے لیے پیش کرتا ہے تو وہ شخص جس کی جان قبول کر لی گئی ہو وہ اس نعمت کا کس طرح سے مستحق نہیں ہوگا۔

راشد بن سعد کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قبر کے فتنے کا سامنا ہوتا ہے سوائے شہید کے (کہ اسے قبر کے فتنے سے نجات مل جاتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے سر پر تلواروں کی چمک اسے ہر فتنے سے بچانے والی ہے۔ (نسائی)

اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ قبر میں دو فرشتوں کا آدمی سے سوال کرنا قبر کا فتنہ ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے تا کہ مؤمن کے ایمان اور یقین کا امتحان لیا جاسکے لیکن وہ شخص جو میدان قتال میں نکلتا ہے اور وہ تلواروں کو چمکتا اور کاٹتا، نیزوں کو کودتا اور پھرتا تیروں کو چلتا اور جسموں سے پار ہوتا دیکھتا ہے اور اس کے سامنے سر جسموں سے اڑائے جاتے ہیں اور خون کے فوارے بہتے ہیں اور جسموں کے ٹکڑے بکھیرے جاتے ہیں اور ہر طرف مقتول اور زخمی پڑے ہوئے لوگ اسے نظر آتے ہیں مگر پھر بھی وہ میدان میں ڈٹا رہتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی بجائے اپنی جان اللہ کو سپرد کرنے کے لئے مکمل ایمان اور یقین کے ساتھ جما رہتا ہے تو یہی اس کے ایمان کے امتحان کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر اس کے دل میں شک یا تردد ہوتا تو وہ میدان سے بھاگ جاتا اور ثابت قدمی سے محروم ہو جاتا اور منافقوں کی طرح شکوک میں پڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ اس کا ایمان مکمل اور یقین مضبوط ہے تو پھر ایسے شخص سے مزید کسی پوچھ تاچھ کی کیا ضرورت ہے۔

(اسی طرح قبر میں فرشتے جو کچھ پوچھتے ہیں شہید تو انہیں چیزوں کی عظمت اور حفاظت کے لیے جان کی قربانی دیتا ہے اور توحید، رسالت اور دین اسلام کی خاطر مرتا ہے جب اس کی یہ حالت ہے تو پھر اس سے قبر میں کسی طرح کی پوچھ تاچھ کی ضرورت ہی نہیں رہتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، (الزمر۔68)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے بچائے گا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے۔ (المستدرک)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ) جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کھڑا فرمائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لئے اللہ کے عرش کے اردگرد ہوں گے فرشتے ان کے لیے یاقوت کے بنے ہوئے عمدہ گھوڑے لائیں گے جن کی لگام سفید موتی کی اور زین سونے کی ہوگی ان کی لگام کی رسی باریک اور موٹے ریشم کی ہوگی ان پر ریشم سے نرم کپڑے بچھے ہوں گے ان گھوڑوں کا قدم تاحد نظر پڑتا ہوگا شہداء ان گھوڑوں پر جنت میں گھومیں پھریں گے

پھر لمبی تفریح کے بعد کہیں گے چلو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا کس طرح فیصلہ فرماتا ہے (جب وہ آئیں گے تو) اللہ تعالیٰ ان پر (خوشی سے) ہنسے گا اور حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جس کے لیے ہنسے گا اس سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا۔ الجامع الصغیر للسیوطی)

شہر بن حوشب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے گا پھر ایک پکارنے والا آواز لگائے گا تمام اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ آج اللہ کا کرم کن پر ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کے لیے اپنا خون بہایا تھا پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سات انعامات ہیں (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (2) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے (3) عذاب قبر سے اسے بچا دیا جاتا ہے (4) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے (5) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (6) بہتر حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (7) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

(1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے (2) اسے عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے (3) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے (4) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (5) بہتر (72) حورعین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے (6) اور اس کے اقارب میں ستر (70) کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی۔ مصنف عبدالرزاق۔ ابن ماجہ)

خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں کے سامنے ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا

پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے پھر اس کی طرف جنت کا رومال بھیجا جاتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال کر ایک جنتی جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر وہ فرشتوں کے ساتھ اس طرح اوپر چڑھتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہوتے وقت سے فرشتوں کے ساتھ رہتا ہو پھر اسے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے وہ آسمانوں کے جس دروازے سے گزرتا ہے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء اور استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے جہاں پہنچ کر وہ فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش اور پاکی عطاء فرمائی جاتی ہے پھر اسے دوسرے شہداء کے پاس لایا جاتا ہے وہ ان شہداء کو ہرے بھرے باغات میں سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہے ان شہداء کے پاس ایک بیل اور مچھلی ہوتی ہے جس سے وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اور انہیں ہر دن کھینے کے لیے نئی چیزیں دی جاتی ہیں دن کو مچھلی جنت کے نہروں میں تیرتی رہتی ہے شام کے وقت بیل اسے سینگ مار کر کاٹ دیتا ہے اور شہداء اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کے گوشت میں جنت کی تمام نہروں کا مزہ پاتے ہیں اور بیل رات کو جنت میں چرتا رہتا ہے اور وہاں کے پھل کھاتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اسے اپنی دم سے ذبح کر دیتی ہے شہداء اس کا گوشت کھاتے ہیں اور جنت کے سب پھلوں کا مزہ اس میں پاتے ہیں وہ اپنے مقامات کو دیکھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

خون خشک ہونے سے پہلے حورعین کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (یعنی حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کے ہاں پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں مجاہد کا گھوڑا بھی مارا جائے اور خود اس کا خون بھی بہہ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) (مسند احمد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ جہاد میں غالب رہنے والا شہید ہونے والے سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ہشام ابن العاص؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں (بھائی) غزوہ یرموک میں شریک تھے رات کو میں بھی شہادت کی دعاء مانگتا رہا اور وہ بھی جب صبح ہوئی تو انہیں

شہادت نصیب ہوگئی جبکہ میں محروم رہ گیا۔ پس اسی سے تمہیں ان کی فضیلت معلوم ہو جانی چاہئے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ بیہقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (شفاء الصدور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کا درد تلوار کی دس لاکھ ضربوں سے زیادہ سخت اور فلاں پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے زیادہ بھاری ہے اور یہ (موت) شہید پر اور مظلوم قتل کئے جانے والے پر مچھر کے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات سحری کے وقت آواز لگاتا ہے۔ اے قبر والو! تم کس پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں شہید پر اور شہید ہر روز دو بار اپنے رب عزوجل کی زیارت کرتا ہے اسے نہ دنیا کی رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے چھوٹنے کا غم۔ (ابن عساکر)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف منسوب کتاب مجموع اللطائف میں پڑھا ہے کہ ایک شخص یہ دعاء کیا کرتا تھا کہ یا اللہ میری روح جلدی سے قبض فرمایئے گا اور مجھے درد سے بچایئے گا ایک دن وہ شخص تفریح کے لیے نکلا اور ایک باغ میں جا کر سو گیا اچانک وہاں کافروں کا ایک گروہ آ گیا اور انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس شخص کے جاننے والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا میں باغ میں سویا تھا جب میں نے آنکھ کھولی تو میں جنت میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اس حکایت کو کچھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان

پہلے روایت گزر چکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرما دے گا تو فرشتے آ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم رات دن آپ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے تھے یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں پھر (یہ سن کر) فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد۔ المستدرک صحیح الاسناد)

مطلب بن حنطب فرماتے ہیں کہ شہید کے لیے جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو صنعا (یمن) سے جابیہ (شام) کی مسافت جتنا ہے اس کے اوپر کا حصہ موتیوں اور یاقوت سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مشک اور کافور ہے۔ فرشتے شہید کے پاس اللہ تعالیٰ کا

ہدیہ لے کر آئیں گے اور ابھی یہ فرشتے وہاں سے نہیں نکلے ہوں گے کہ مزید فرشتے دوسرے دروازے سے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آ جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر (70) حضرات جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیئے ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے (مدینہ منورہ میں) یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور راتوں کو قرآن مجید سیکھتے سکھاتے تھے اور صبح کے وقت مسجد میں آ کر پانی ڈالتے تھے پھر لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اصحاب صفہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرما دیا راستے میں ان پر حملہ کر دیا گیا اور انہیں اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے شہید کر دیا گیا انہوں نے (شہادت کے بعد) عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کافروں میں سے ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر (ستر 70 قراء) حضرات شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے تو کافروں کے سردار عامر بن طفیل نے ان سے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے انہیں قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آسمان ان کے اور زمین کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ پھر انہیں واپس زمین پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ پر شہید ہونے والے (ستر 70) حضرات کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کا شرف پا چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے راضی ہو چکا ہے اور ہم اس سے راضی ہو چکے ہیں۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ (بخاری)

شہادت کی قبولیت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لوہے کی (جنگی)

ٹوپی پہن کر آئے اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ پھر قتال کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) جہاد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پا گیا۔ (بخاری)

(یہ وہ خوش قسمت شخص تھے جنہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت کے اعلیٰ مقامات کے مستحق بن گئے۔ رضی اللہ عنہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے اسلام قبول کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا کیا میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا اگرچہ میں نے اللہ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (کتاب السنن لسعید بن منصور)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد میں تشریف لے گئے۔ مشرکوں کی طرف سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لیے نکلے تو مشرک نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر دوسرے مسلمان شخص نکلے مشرک نے انہیں بھی شہید کر دیا پھر وہ مشرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ کس بات پر قتال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا دین یہ ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتے ہیں۔ جب تک وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرتے ہیں اس شخص نے کہا بخدا یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اس نے مشرکوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا (شہادت کے بعد) اسے اٹھا کر ان دو مسلمانوں کے ساتھ رکھا گیا جن کو اس نے شہید کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد)

کیونکہ مقتول یہ سمجھے گا کہ یہ قاتل اس کے لیے بلند مقامات اور عظیم نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا تو واپسی پر اپنے ساتھ ایک چرواہے کو لے آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے سے اللہ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اب میں ان بکریوں کا کیا کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک ایک دو دو بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے چہروں پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ پھر وہ چرواہا میدان جہاد میں آیا جہاں اسے تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے خیمے میں لے آؤ چنانچہ اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں لایا گیا آپ اس کے پاس گئے ،، پھر وہاں سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی کا اسلام بہت خوب رہا ابھی جب میں اس کے پاس گیا تو اس کی دو بیویاں حور عین اس کے پاس تھیں۔ (المستدرک صحیح الاسناد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شہید کا نام یسار تھا اور وہ عامر یہودی کا غلام تھا البتہ ابن اسحق نے اس کا نام اسلم بتایا ہے۔ (واللہ اعلم)

شہید کی فضیلت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء تین طرح کے ہیں (1) وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا وہ نہ لڑنا چاہتا ہے اور نہ شہید ہونا وہ تو مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لیے آیا ہے اگر وہ (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور حور عین سے اس کی شادی کرائی جائے گی اور اعزاز واکرام کا لباس اسے پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا (2) دوسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے لیکن خود قتل نہ کیا جائے یہ شخص اگر (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کا گھٹنہ اللہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ (قمر۔55) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

تیسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو اگر (دوران جہاد) اس کا انتقال ہو گیا یا وہ شہید ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اپنی کھلی تلوار اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا اور لوگ اس وقت گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ وہ کہے گا ہمارے لیے راستہ کھول دو ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنا خون اور مال اللہ کے لیے لٹا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی سے کہیں گے تو وہ بھی ان کے حق کو لازم سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ وہ شہید عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آئیں گے اور ان پر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ فرماتے ہیں انہیں نہ موت کا غم ہوگا اور نہ برزخ کی تنگی، انہیں نہ صور کی آواز خوفزدہ کرے گی،

اور نہ انہیں حساب کتاب، میزان اور پل صراط کی فکر ہوگی وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں دیا جائے گا اور جس چیز کی سفارش کریں گے وہ قبول کی جائے گی وہ جنت میں جو پسند کریں گے اسے لیں گے اور جہاں رہنا چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ (البزار۔ بیہقی۔ الترغیب والترہیب)

حور عین سے شادی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لئے جنت سے بہت حسین جسم لایا جاتا ہے اور اس کی روح کو اس جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے شہید اس جسم میں داخل ہو کر اپنے پرانے جسم کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا اچھا کیا یا برا کیا جاتا ہے اور کون اس پر غمگین ہوتا ہے اور کون غمگین نہیں ہوتا اور وہ باتیں کرتا ہے اور

سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھ رہے ہیں پھر اس کی بیویاں حورعین آجاتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (شفاء الصدور)

خوب اچھی طرح سے یاد رکھئے کہ کبھی کبھار حورعین جہاد میں زخمی ہونے والوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں نظر آجاتی ہیں تاکہ اسے یہ بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شہادت کی خلعت فاخرہ تیار کر رکھی ہے۔ اس بارے میں کچھ سچے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجہاد میں کئی واقعات اس بارے میں ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ابوادریس نامی بزرگ کا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے ساتھ جہاد میں مدینہ منورہ کے دو مجاہد تھے ان میں سے ایک کا نام زیاد تھا ایک دن محاصرے کے دوران انہیں منجنیق کے گولے کا ایک ٹکڑا گھٹنے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو گئے اور پھر بے ہوشی میں کبھی ہنستے اور کبھی روتے تھے جب انہیں ہوش آیا تو ہم نے ہنسنے اور رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جنت کا نقشہ اور حورعین کا حلیہ بیان کر کے بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس پر میں ہنسا پھر جب میں نے حور کا قرب پانے کی کوشش کی تو اس نے کہا ظہر تک انتظار کرو اور اس پر میں رو پڑا۔ ابوادریس کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا بات چیت کر رہا تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

بَاب مَا يَتَمَنَّى أَهْلُ الْجَنَّةِ

یہ باب ہے کہ اہل جنت کس بات کے آرزومند ہوتے ہیں؟

3160 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ آدَمَ كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ خَيْرَ مَنْزِلٍ. فَيَقُولُ سَلْ وَتَمَنَّ فَيَقُولُ أَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

(جنت میں) ایک جنتی شخص کو لایا جائے گا' اس کا پروردگار دریافت کرے گا:

اے ابن آدم! تم نے اپنی رہائش کو کیسا پایا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ سب سے بہترین رہائش ہے' تو پروردگار فرمائے گا: تم مانگو کچھ آرزو کرو (تاکہ اُسے بھی پورا کر دیا جائے) تو وہ بندہ کہے گا: میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے تیری راہ میں شہید کر دیا جائے۔ (یہ مکالمہ دس مرتبہ ہوگا یا شاید اس شخص کے یہ الفاظ تھے کہ مجھے دس مرتبہ شہید کیا جائے)۔

3160-اخرجه مسلم في صفات المنافقين و احكامهم،باب صبغ انعم اهل الدنيا في النار وصبغ اشدهم بوسًا في الجنة (الحديث 55) . تحفة الاشراف (336) .

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) اس کی وجہ یہ ہے وہ شخص شہادت کی فضیلت کو دیکھ لے گا۔

باب مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْأَلَمِ ۔

یہ باب ہے کہ شہید کو کیسا درد محسوس ہوتا ہے؟

3161 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يُقْرَصُهَا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شہید کو قتل کے وقت صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے' جتنی کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے ۔ (البقرہ:۱۵۴)

اللہ کے نزدیک موت اور حیات کا معنی اور شان نزول کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

(آیت) **ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احيآء عند ربهم يرزقون . فرحين بما اتهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون .** (آل عمران:۱۷۰-۱۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں اور اپنے بعد کے مسلمانوں کے متعلق جو ان سے ابھی نہیں ملے یہ بشارت پا کر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر (بھی) نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ زندہ ہے اور جو زمین کے نیچے دفن کر دیا جائے وہ مردہ ہے لیکن ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک زندہ وہ ہے جس کی زندگی کی اللہ راہ میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر ہو پھر بھی زندہ ہے اور زمین کے نیچے ہو پھر بھی زندہ ہے اور جس کی زندگی لہو ولعب اور کفر میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر بھی مردہ ہے اور زمین کے نیچے بھی مردہ ہے اسی لیے فرمایا: (آیت) انک لاتسمع الموتی (النمل:۸۰) آپ مردوں کو تو نہیں سناتے کافر زمین پر چلتے پھرتے تھے ان کو مردہ فرمایا اور شہید زمین کے نیچے دفن ہو گئے لیکن ان کو زندہ فرمایا:

3161-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط (الحديث 1668) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب فضل الشهادة في سبيل الله (الحديث 2802) . تحفة الاشراف (12861) .

امام رازی سورۃ بقرہ کی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت شہداء بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے جنگ بدر کے دن چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے مہاجرین میں سے عبیدہ بن حارث عمر بن ابی وقاص ذوالشمالین عمرو بن نفیلہ عامر بن بکر اور مجمع بن عبداللہ اور انصار میں سے سعید بن خیثمہ قیس بن عبدالمنذ رزید بن حارث تمیم بن ہمام رافع بن معلی حارثہ بن سراقہ معوذ بن عفراء اور عوف بن عفراء اس وقت لوگ یہ کہتے تھے کہ فلاں مرگیا اور فلاں مرگیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ راہ خدا میں مرنے والوں کو مردہ نہ کہو اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ کفار اور منافقین یہ کہتے تھے کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی رضا کی خاطر مسلمان بے فائدہ اپنے آپ کو قتل کرا رہے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

برزخ میں حیات کا بیان

اس آیت میں شہداء کی حیات کو بیان کیا گیا ہے قبر میں حیات کئی قسم کی ہے:

حیات کی ایک قسم برزخی حیات ہے یہ حیات ہر مومن اور کافر کو حاصل ہے دو چیزوں کے درمیان حد اور حجاب کو برزخ کہتے ہیں اور یہاں برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت تک کا وقت ہے قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ومن ورآئہم برزخ الی یوم یبعثون۔۔ (المؤمنون: ۱۰۰)

ترجمہ: اور ان کے آگے اس دن تک ایک حجاب ہے جس دن میں وہ اٹھائے جائیں گے۔

حیات برزخی پر دلیل یہ ہے کہ کافروں اور فاسقوں پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اور نیک مسلمانوں کو قبر میں ثواب ہوتا ہے اور حیات کے بغیر عذاب اور ثواب متصور نہیں ہے انسان کا جسم تو کچھ عرصہ بعد گل سڑ جاتا ہے اور ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاک ہو جاتی ہیں پھر عذاب اور ثواب کیا صرف روح کو ہوتا ہے؟ اس میں تحقیق یہ ہے کہ انسان کے بدن کے اصلی جز کو اللہ تعالیٰ ہر حال میں قائم رکھتا ہے اور اس جز کے ساتھ روح متعلق ہو جاتی ہے اور عذاب اور ثواب کا ترتب روح اور بدن کے اس جز پر ہوتا ہے لیکن دنیاوی احکام میں یہ مردہ ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی جسمانی حیات کا بیان

اولیاء اللہ کو قبر میں جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ مومن جب فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دے دیتا ہے تو اس کی قبر میں ستر در ستر وسعت کر دی جاتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اس عروس (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کے محبوب اھل (زوج) کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا حتی کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو قبر سے اٹھائے۔ (جامع ترمذی ص ۱۴۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن قیامت تک قبر میں سوتا رہے گا اور سونا حیات کی فرع ہے اور جب کہ عام مشاہدہ یہ ہے کہ قبر میں بالعموم مسلمانوں کے اجسام گل سڑ جاتے ہیں اس لیے اس حدیث کو خواص مومنین یعنی اولیاء اللہ کی قبر میں حیا کے متعلق

بہ کثرت منقول موجود ہیں۔ شیخ رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احیاء عند ربھم (البقرہ ۱۶۹) کے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ کامل مبوب ص ۷۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لتھڑا ہوا ہو اگر وہ مرگیا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو مومن ثواب کی نیت رکھتا ہو اس کو بھی زمین نہیں کھاتی۔ (علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۱۸۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) یہ حدیث اولیاء اللہ کی جسمانی حیات پر واضح دلیل ہے۔

شہداء کی حیات کا بیان

شہداء کی حیات بھی جسمانی ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت: ۱۷۰ میں ذکر ہے شہداء کو رزق بھی دیا جاتا ہے اور سورۂ بقرہ کی اس آیت میں فرمایا ہے کہ تم ان کی حیات کا شعور نہیں رکھتے یعنی تم اپنے حواس سے ان کی حیات کا ادراک نہیں کر سکتے بایں طور کہ ہم ان کو رزق کھاتا ہوا دیکھیں یا چلتا پھرتا ہوا دیکھیں جس طرح ہم دنیا میں اور زندہ لوگوں میں آثار حیات دیکھتے ہیں اس طرح شہداء میں ہم کو آثار حیات دکھائی نہیں دیں گے لیکن شہداء بھی دنیاوی احکام میں مردہ ہیں کیونکہ ان کی شہادت کے بعد ان کی بیویوں سے عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شہادت کے بعد بعض جسموں کے تغیر سے ان کی حیات پر معارضہ کا جواب

حیات شہداء پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کئی بار میدان جنگ میں مسلمان مقتولین کو دیکھتے ہیں چند دن گزرنے کے بعد ان کا جسم پھول اور پھٹ جاتا ہے اور اس سے بدبو آنے لگتی ہے قبروں میں ان کا جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں اور یہ جسمانی حیات کے منافی ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میدان جہاد میں مقتول ہوئے لیکن ان کی نیت صحیح نہیں تھی یہ لوگ صرف روزی کمانے کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے یا شہرت اور ناموری کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے ان کے دلوں میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جان دینا یا راہ خدا میں قتل ہونے کا جذبہ نہیں تھا اس لیے باوجود میدان جہاد میں مارے جانے کے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید نہیں تھے اس لیے ان کو جسمانی حیات سے بھی نہیں نوازا گیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر کہا: یارسول اللہ! ایک شخص مال غنیمت کی خاطر لڑتا ہے ایک شخص نام آوری کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اظہار شجاعت کے لیے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کے لیے لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرے وہی (درحقیقت) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص دنیا کو حاصل کرنے کے لیے جہاد کا ارادہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔

اور جن مسلمانوں کی نیت صحیح ہوتی ہے ان کو شہادت کے بعد جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے: امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ان کو یہ حدیث پہنچی ہے:

حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی قبروں کو سیلاب نے اکھاڑ دیا تھا ان کی قبریں سیلاب کے قریب تھیں یہ دونوں ایک قبر میں مدفون تھے یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جا سکے جب ان کے جسموں کو قبر سے نکالا گیا تو ان کے جسموں میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ کل فوت ہوئے ہوں ان میں سے ایک زخمی تھا اور اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اس کو اسی طرح دفن کیا گیا تھا اس کے ہاتھ کو اس کے زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ پھر اپنے زخم پر آ گیا جنگ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس (۴۶) سال کا عرصہ تھا۔ (موطا امام مالک ص ۴۸۳۔۴۸۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۴ ص ۵۸۔۵۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کاملین کو اصلی جسم کے ساتھ حیات عطا کی جائے اور عام مسلمانوں کو اس جسم معروف کے ساتھ حیات عطا نہ کی جائے بلکہ جسم مثالی کے ساتھ حیات عطا کی جائے اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بیان کیا ہے۔

سبز پرندوں میں شہید کی روح کے متمثل ہونے سے تناسخ کا جواب

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام مالک امام احمد اور امام ترمذی نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں وہ جنت کے پھلوں یا درختوں پر ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورتوں میں جنت کی قندیلوں سے معلق ہوتی ہیں حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ انہیں (ان کے بدنوں میں) لوٹا دے گا۔ (الدر منثور ج ۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

امام عبدالرزاق کی اس ثانی الذکر روایت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد شہید کی روح کا سبز پرندہ کی صورت میں متمثل ہو جانا بعینہ تناسخ ہے اس اعتراض کا ایک یہ ہے کہ تناسخ انکار معاد پر مبنی ہے اور اس حدیث میں معاد کو بیان کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور زیادہ قوی اول الذکر حدیث ہے جس کی صحت کی امام ترمذی نے تصریح کی ہے اور اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہے کیونکہ شہید کی روح پرندہ کے پوٹے میں حلول نہیں کرتی بلکہ پرندہ میں اپنی روح ہوتی ہے اور شہید کی روح بہ منزلہ سوار اور پرندہ اس کی سواری ہے اور اس روح کا اپنے اصل جسم یا جسم مثالی کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے لہٰذا یہ حدیثیں شہید کی جسمانی حیات کے منافی نہیں ہیں اور ان سے تناسخ ثابت نہیں ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان

انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی قبر میں جسمانی ہے اور یہ سب سے اعلیٰ افضل اور قوی حیات ہے اور انبیاء علیہم السلام دنیاوی احکام میں بھی زندہ ہوتے ہیں ان کی وفات کے ان کی میراث تقسیم نہیں کی جاتی اور وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے کسی شخص کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات پر قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے:

(آیت) فلما قضینا علیه الموت مادلهم علی موته الا دآبة الارض تاکل منساته فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المهین . (سبا:۱۴)

ترجمہ: تو جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم نافذ کردیا تو جنات کو ان کی موت پر سوائے زمین کی دیمک کے کسی نے مطلع نہیں کیا جو سلیمان کے عصا کو کھاتی رہیں پھر جب سلیمان زمین پر آرہے تو جنوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اگر یہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) جنوں سے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کی تجدید کرا رہے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت سے مطلع کردیا تو آپ نے جنوں کو نقشہ بنا کر دیا اور خود ایک شیشہ کے مکان میں دروازہ بند کر کے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے اسی حالت میں فرشتے نے روح قبض کرلی اور آپ کا جسم مبارک اس عصا کے سہارے کھڑا رہا اور کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہوسکا وفات کے بعد مدت دراز تک جن بدستور تعمیر کرتے رہے جب تعمیر پوری ہوچکی تو وہ عصا دیمک کے گھن لگنے کی وجہ سے گر پڑا تب سب کو آپ کی وفات کا حال معلوم ہوا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء پر موت طاری ہونے کے بعد ان کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے پھولنے پھٹنے گلنے اور سڑنے سے محفوظ رہتا ہے لیکن ان کی جسمانی حیات کی کیفیت ہمارے دائرہ احساس اور شعور سے خارج ہے۔ عصا میں جب گھن لگ گیا اور وہ زمین پر گر گیا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم مبارک بھی زمین پر آرہا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی ہوتی ہے لیکن اس پر دنیاوی حیات کے آثار مرتب نہیں ہوتے ورنہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم اپنے قیام میں عصا کا محتاج نہ ہوتا اور عصا گرنے کے باوجود آپ کا جسم مبارک قائم رہتا۔ انبیاء علیہم السلام زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور جو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ان کی شفاعت کرتے ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں اور احوال برزخ پر بھی نظر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات میں تصرف بھی کرتے ہیں لیکن یہ تمام امور متشابہات میں سے ہیں یہ امور ایسے نہیں ہیں جیسے دنیا میں کسی انسان سے صادر ہوتے ہیں ان کی کیفیت ہم ایسے عام لوگوں کے دائرہ ادراک اور شعور سے خارج ہے احادیث میں بھی انبیاء علیہم السلام کی جسمانی حیات اور ان کے جسمانی تصرفات پر دلیل ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق میں

گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ باواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے اتر رہے ہیں پھر آپ وادی ہرشی سے گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ وادی ہرشی ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) یونس بن متی کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ ایک سرخ رنگ کی فربہ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی مہار کھجور کی چھال کی ہے انہوں نے ایک اونی جبہ پہنا ہوا ہے اور وہ لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پاچکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہ منزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اس لیے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(شرح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اس لیے ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں مانع نہیں ہے (الی قولہ) اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے ان کی روح کو دیکھا تھا آپ کے لیے ان کی روحوں کو اس طرح متمثل کردیا گیا جس طرح شب معراج انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو متمثل کردیا گیا تھا اور ان کے اجسام قبروں میں تھے علامہ ابن منیر وغیرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نبی کی روح کے لیے ایک جسم مثالی بنا دیتا ہے پھر وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتے ہیں اسی طرح بیداری میں دکھائی دیتے ہیں۔

(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا اس وقت وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں پایا میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے بال قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے تھے اور اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے ان سب نبیوں کی امامت کی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کیسے دیکھا حالانکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی اور آپ نے ان کو آسمانوں میں بھی اپنے اپنے مراتب میں دیکھا اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں بیت المقدس جاتے ہوئے آسمانوں پر چڑھنے سے پہلے دیکھا ہو پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آپ سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کو پہلے نماز پڑھائی ہو اور پھر ان کو آسمانوں پر دیکھا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے

ہے لیے ان کے اجسام میں آثار حیات جاری فرما دیتا ہے جیسے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لیے شب معراج آپ کی اقتداء میں سب نبیوں نے نماز پڑھی اور عبادت میں ان کا شغف [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں نماز پڑھتا ہوا اور حج کرتا ہوا دکھایا۔

وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے دکھائی دینے کی کیفیت کا بیان

امام غزالی لکھتے ہیں: صوفیاء کی پہلی منزل مکاشفات اور مشاہدات سے شروع ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ بیداری میں فرشتوں اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

(المنقذ من الضلال [illegible])

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: آیا ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے جسم اور روح کے ساتھ ہوتی ہے یا جسم مثالی کے ساتھ؟ امام غزالی نے کہا ہے کہ ارباب احوال آپ کے جسم اور روح کو نہیں دیکھتے بلکہ مثال کو دیکھتے ہیں (علامہ سیوطی فرماتے ہیں) آپ کی ذات مبارکہ کی جسم اور روح کے ساتھ زیارت ممتنع نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور آپ سب کی روحیں آپ کے جسموں میں لوٹا دی گئی ہیں اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں سے باہر آنے کا اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے اور امام بیہقی نے حیات انبیاء میں ایک رسالہ لکھا ہے اور دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: یا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح دکھائی دیتی ہے بایں طور کہ وہ مختلف صورتوں میں دکھائی دیتی ہے اور اس کا تعلق جسد انور کے ساتھ باقی رہتا جیسا کہ جبرائیل (علیہ السلام) حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے اور سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہیں ہوتے تھے اور یا آپ کا جسم مثالی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح متعلق ہوتی ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ بے شمار اجسام مثالیہ ہوں اور ان سب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح واحد متعلق ہو جیسا کہ ایک جسم کے متعدد اعضاء کے ساتھ روح واحد متعلق ہوتی ہے۔

(روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے تصحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے آپ کی بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مطبع حجازی مصر ۱۳۵۷ھ)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور مبارکہ میں اپنے جسد خصوصی کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں ان پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال دیکھ کر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال دیکھ کر امت کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اہل اللہ اور خاص بندگان خدا ان کی

زیارت سے مستفید ہوتے ہیں ان کا کلام سنتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان ...
تشریف لے جاتے ہیں ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں اس وقت ان کی روح کی صورتیں ...
ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حاضر ناظر کہا جاتا ہے اس ...
ناظر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنے جسم معروف اور جسد عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں ...

شہید کے معنی و مفہوم کا بیان

شہید کا معنی گواہ اور حاضر ہے۔ اللہ کی راہ میں مارے جانے والے کو شہید کہتے ہیں اس کو شہید اس ...
لیے جنت کی شہادت دی گئی ہے ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ایک قول یہ ہے ...
بعد شہید کی روح جنت میں حاضر ہو جاتی ہے جب کہ دوسروں کی روحیں فوراً جنت میں نہیں جاتی ایک قول یہ ہے کہ شہید ...
جان دے کر اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اس نے خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ (التوبہ ۱۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت بدلہ میں خرید لیا۔

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی کو خوب علم ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

علامہ قرطبی التذکرہ میں لکھتے ہیں: امام آجری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر ہو سکے تو تم ہمیشہ باوضو رہو کیونکہ ملک الموت جس بندہ کی روح قبض کرے اور وہ اس وقت با وضو ہو
اس کے لیے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔

امام شعبی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چاشت کی نماز پڑھی
تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں وتر کو ترک نہیں کیا اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اس حدیث کو امام ...
سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام حکیم ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شخص کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا پسندیدہ جانور ہوتا ہے جس کے ذبح کرنے وہ انکار کرتا ہے اور اللہ کی بھی ایک ایسی مخلوق ہے جس
ذبح کرنے سے وہ انکار ہے کچھ لوگ بستروں پر مرتے ہیں ان کے لیے شہداء کا اجر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ التذکرہ ص ۱۸۲۔ ۱۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

شہید کے متعلق فقہی احکام کا بیان

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص کو مشرکین قتل کر دیں یا جو میدان جنگ میں مردہ پایا جائے اور اس پر زخم کے نشانات
ہوں یا جس کو مسلمان ظلماً قتل کر دیں اور اس کے قتل کرنے پر ان پر دیت واجب نہ ہو وہ شہید ہے اس کو کفن دیا جائے گا اور
جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ شہداء احد کے معنی میں ہے جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ".

☆☆ سہل بن ابوامامہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے مرتبے پر فائز کر دے گا' اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہو۔

3163 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيْدٌ الْمَقْتُوْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَالنُّفَسَاءُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ".

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ صورتیں ایسی ہیں' کہ ان میں سے کسی ایک صورت میں بھی جو آدمی فوت ہو گا وہ شہید شمار ہو گا' اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں ڈوبنے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں طاعون کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے' اور اللہ کی راہ میں نفاس کے دوران فوت ہونے والی عورت شہید ہے (یہاں اللہ کی راہ سے مراد مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا ہے)۔

حکمی شہداء کے متعلق احادیث و آثار کا بیان

امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہونے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل فی سبیل اللہ کے سوا شہادت کی سات قسمیں اور ہیں طاعون میں مرنے والا شہید ہے نمونیہ میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے جل کر مرنے والا شہید ہے کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور حاملہ دردزہ میں مبتلا ہو کر مر جائے تو وہ شہید ہے۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۸۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے جو دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ

3162-اخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى (الحديث 157) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة باب في الاستغفار (الحديث 1520) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن سأل الشهادة (الحديث 1653) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب القتال في سبيل الله سبحانه و تعالى (الحديث 2797) . تحفة الاشراف (4655) .

3163-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9931) .

شہید ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مر جائے وہ شہید ہے (مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اللہ کی راہ میں (طبعی موت) مرنے والا شہید ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۶۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑ کی چوٹیوں سے گر کر مر جائے اور جس کو درندے کھا جائیں اور جو سمندر میں ڈوب جائے وہ سب اللہ کے نزدیک شہید ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حالت نفاس میں مرنا شہادت ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ٹیلہ کی چوٹی سے قریش کے ایک آدمی کو آتے دیکھا صحابہ نے کہا یہ شخص کتنا طاقت ور ہے! کاش اس کی طاقت اللہ کے راستہ میں خرچ ہوتی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا صرف وہی شخص اللہ کے راستہ میں ہے جو قتل کر دیا جائے؟ پھر فرمایا جو شخص اپنے اہل کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے البتہ جو شخص مال کی کثرت کی طلب میں نکلے وہ شیطان کے راستہ میں ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۷۱-۲۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: مسروق بیان کرتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مصیبت (حادثہ) میں فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۳۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶)

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کی دعا کی اللہ اس کو شہید کا اجر عطا فرمائے گا امام مسلم امام دارمی امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے: خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔

(المستدرک ج ۲ ص ۷۷ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

حافظ الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ بیان کرتے ہیں: عبدالملک بن ہارون بن عنترہ اپنے والد سے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھیپھڑوں کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور سفر میں مرنے والا شہید ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کی

اللھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت اس کو اللہ تعالیٰ شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ)

امام علی متقی متوفی ۹۷۵ھ بیان کرتے ہیں: حضرت ربیع انصاری بیان کرتے ہیں کہ نیزہ کی ضرب سے مرنا اور زہر کھانے سے مرنا یہ شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو حرام کاری سے بچایا وہ شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

امام علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخار (میں مرنا) شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گڑھے میں گر کر مرنا شہادت ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے وہ لڑے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں بستر پر مرے وہ شہید ہے اور سانپ یا بچھو سے ڈسا جانے والا شہید ہے اچھو سے مرنے والا شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اوپر گھر گر جائے وہ شہید ہے جو شخص چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے وہ شہید ہے جس پر پتھر گرے اور وہ مر جائے وہ شہید ہے جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس کے لیے شہید کا اجر ہے جو اپنے بھائی کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے وہ شہید ہے جو اپنے پڑوسی کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سرحد کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۸ مطبوعہ بیروت)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں نکلا پھر مر گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے یا جس شخص کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا جس شخص کو حشرات الارض میں سے کسی نے ڈس لیا یا جو شخص (اللہ کی راہ میں) بستر پر مر گیا یا جس طرح بھی اللہ نے چاہا اس کو موت آ گئی وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔ (سنن ابوداود ج ۱ ص ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس قوم پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور مسلمانوں کے لیے طاعون کو رحمت بنا دیا سو جو مسلمان کسی ایسے شہر میں ہو جس میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہ اسی شہر میں ٹھہرا رہے اور صبر و استقامت کی نیت کرکے

اس شہر سے نہ نکلے اور اس پر یقین رکھے کہ جو چیز اللہ نے اس کے لیے مقرر کردی ہے وہ ہو کر رہے گی تو وہ شہید ہے۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری میں فوت ہو گیا وہ شہید ہے اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کو صبح و شام رزق دیا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح اٹھ کر تین مرتبہ پڑھا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتوں کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اگر وہ اس دن فوت ہو گیا تو وہ شہادت کی موت مرے گا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔
(الجامع الصحیح ج ۵ ص ۱۸۲ مطبوعہ بیروت سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۹ مطبوعہ ملتان مسند احمد ج ۵ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت)

امام ابونعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چاشت کی نماز پڑھی اور ہر ماہ تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں کبھی وتر کو نہیں چھوڑا اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۳۲ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ھ الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۰۷ مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ھ مجمع الزوائد طبع بیروت ۱۴۰۲ھ ج ۲ ص ۲۴۱ کنز العمال ج ۷ ص ۸۱۰-۸۰۹ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ امام آجری متوفی ۳۶۰ھ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر تم سے ہو سکے تو ہمیشہ باوضو رہو کیونکہ جب فرشتہ کسی بندہ کی روح قبض کرے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام احمد متوفی ۲۴۱ھ سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں: راشد بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کا خادم شہید ہے اور زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۴۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الترغیب والترہیب مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ھ ج ۲ ص ۳۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری امت کے فساد (بدعت اور جہالت کے غلبہ) کے وقت میری سنت پر عمل کیا اس کو سو شہیدوں کا اجر ہو گا امام بیہقی نے اس حدیث کو کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ ص ۳۰ مطبوعہ دہلی مصابیح السنہ ج ۱ ص ۶۳)

امام ابن عدی نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند کے متعلق لکھا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے (کامل ابن عدی ج ۲ ص ۷۳۹)

حافظ منذری نے اس کو امام بیہقی اور امام طبرانی کے حوالے سے درج کیا ہے اور اس کی سند پر اعتماد کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۔۔)

امام طبرانی کی روایت میں ایک شہید کا اجر ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۲ ص ۱۹۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۰۵ھ) نیز یہ حدیث امام ابو نعیم نے بھی روایت کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۲۰۰ مطبوعہ بیروت) علامہ ہیثمی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۲)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ہر مومن شہید ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (آیت) والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھدآء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (الحدید ۱۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے وہی اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اور ان کے رب کے پاس ان کا اجر اور نور ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حکمی شہداء کی تعداد کا بیان

مذکور الصدر احادیث میں جو حکمی شہادت کی اقسام بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) طاعون میں مرنے والا۔ (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا۔ (۳) ڈوبنے والا۔ (۴) دب کر مرنے والا۔ (۵) نمونیہ میں مرنے والا۔ (۶) جل کر مرنے والا۔ (۷) دردزہ میں مبتلا ہو کر مرنے والی حاملہ۔ (۸) اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۹) اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے والا۔ (۱۰) اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۱) دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۲) سواری سے گر کر مرنے والا۔

(۱۳) اللہ کے راستہ میں مرنے والا مثلاً علم دین کی طلب میں جانے والا نماز کو جانے والا حج کو جانے والا غرض ہر نیک کام کے لیے جانے والا اس دوران اگر مر جائے۔ (۱۴) پہاڑ سے گر کر مرنے والا۔ (۱۵) جس کو درندے کھا جائیں۔ (۱۶) نفاس میں مرنے والی عورت۔ (۱۷) اپنے لیے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا۔ (۱۸) اپنے اہل وعیال کے لیے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا۔ (۱۹) کسی مصیبت یا حادثہ میں مرنے والا۔ (۲۰) صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا۔ (۲۱) پھیپھڑوں کی بیماری مثلاً دمہ کھانسی یا تپ دق میں مرنے والا۔

(۲۲) سفر میں مرنے والا۔ (۲۳) جو شخص ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کرے اللّٰھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت۔ (۲۴) نیزہ کی ضرب سے مرنے والا۔ (۲۵) جو عاشق پاک دامن رہا۔ (۲۶) بخار میں مرنے والا۔ (۲۷) سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا۔ (۲۸) گڑھے میں گر کر مرنے والا۔ (۲۹) ظلماً قتل کیا جانے والا۔

(۳۰) اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۳۱) اللہ کی راہ میں بستر پر فوت ہونے والا۔ (۳۲) جس کو سانپ یا بچھو ڈس لے۔ (۳۳) جو اچھو سے مر جائے۔ (۳۴) پڑوسی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ (۳۵) جو چھت سے گر کر یا ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے۔ (۳۶) جو پتھر گرنے سے مر جائے۔ (۳۷) جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہوئی مر

ہے۔(۳۸) نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے روکتے ہوئے مرجائے(۳۹) اپنے بھائی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔(۴۰) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔(۴۱) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔(۴۴) جو شخص کسی بھی بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے۔(۴۵) صبح وشام سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھنے والا شہید ہے۔(۴۶) چاشت کی نماز پڑھنے والا ہر ماہ تین روزے رکھنے والا اور وتر قضا نہ کرنے والا شہید ہے۔(۴۷) ہمیشہ باوضو رہنے والا شہید ہے۔(۴۸) بیت المقدس کا خادم شہید ہے۔(۴۹) زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔(۵۰) غلبہ بدعت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہید ہے۔(۵۱) ہر مومن کامل شہید ہے۔

3164 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِي بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِلٰى رَبِّنَا فِي الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَيَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ اِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا . وَيَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مُتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا انْظُرُوْا اِلٰى جِرَاحِهِمْ فَاِنْ اَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ فَاِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَاِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ اَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ" .

☆☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
شہداء اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے (یعنی طبعی موت مرنے والے) لوگ ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ان لوگوں کے بارے میں گزارش کریں گے' جو طاعون کی وجہ سے فوت ہوگئے ہیں' شہداء یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں' یہ اسی طرح مارے گئے ہیں' جس طرح ہم مارے گئے تھے جبکہ طبعی موت مرنے والے یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو طبعی موت مرے ہیں' جس طرح ہم فوت ہوئے تھے تو ہمارا پروردگار فرمائے گا: ان کے زخموں کا جائزہ لو' اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی مانند ہیں' تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ ہوں گے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو ان لوگوں کے زخم ان (شہداء) کے زخموں کی مانند ہوں گے۔

بَاب اجْتِمَاعِ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُوْلِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فِي الْجَنَّةِ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے شخص اور اُسے شہید کرنے والے کا جنت میں اکٹھے ہونا

3165 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْجَبُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ - وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى لَيَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ - ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3164- تفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9889) .

3165- اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان الرجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة (الحديث 128) مطولاً . تحفة الاشراف (13685) .

اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد سے بہت خوش ہوتا ہے' جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے۔ (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) ایسے دو افراد پر ہنس دیتا ہے' جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور پھر وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

باب تَفْسِيرِ ذٰلِكَ ۔

یہ باب (مذکورہ بالا حدیث) کی وضاحت کے بیان میں ہے

3166 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد پر ہنس دیتا ہے' جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں چلے جاتے ہیں' یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ کی توفیق دیتا ہے' پھر وہ بھی جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الرِّبَاطِ ۔

یہ باب پہرہ دینے کی فضیلت میں ہے

3167 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ كَاَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا اُجْرِيَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَجْرِ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَاَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ" ۔

☆☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک رات اور ایک دن (سرحد پر) پہرہ دیتا ہے' اُسے ایک ماہ تک نفلی روزے رکھنے اور نفلی قیام کرنے کا سا اجر ملتا ہے اور جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جاتا ہے' اُسے اس کی مانند مسلسل اجر ملتا رہتا ہے اور اُسے رزق نصیب ہوتا ہے اور وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

3168 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اَيُّوبُ

3166 اخرجه البخاري في الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد و يقتل (الحديث 2826). تحفة الاشراف (13834).

3167 اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل (الحديث 163). و اخرجه النسائي في الجهاد فضل الرباط (الحديث 3168). تحفة الاشراف (4491).

3168-تقدم في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3167).

بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَابَطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً كَانَتْ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ فَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ" .

☆☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات پہرہ دیتا ہے اُسے ایک ماہ کے نفلی روزے رکھنے اور نفلی قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر وہ اس دوران فوت ہو جائے تو اس کا عمل جاری رہتا ہے جو وہ کرتا ہے وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اُسے (قبر میں بھی) رزق نصیب ہوتا ہے۔

3169 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" .

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔
اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک نفلی عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

3170 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ" .

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اللہ کی راہ میں ایک دن (پہرہ دینا یا جنگ کرنا) اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ .

یہ باب بحری جہاد کی فضیلت میں ہے

3171 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3169-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط (الحديث 1667) و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3170) . تحفة الاشراف (9844) .

3170-تقدم في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3169) .

3171-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الدعاء بالجهاد و الشهادة للرجال و للنساء (الحديث 2788 و 2789)، و في الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندهم (الحديث 6282 و 6283)، و في التعبير، باب رؤيا النهار (الحديث 7001) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 160)، و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 2491) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في غزو البحر (الحديث 1645) . تحفة الاشراف (199) .

ستدول کیے جو پہلے کیے تھے۔ سیدہ اُم حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر سیدہ اُم حرام رضی اللہ عنہا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں سمندری سفر پر روانہ ہوئی تھیں اور جب وہ سمندری سفر سے واپس آئیں' تو اپنی سواری سے گر گئیں اور اسی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

3172 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عِنْدَنَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِاَبِي وَاُمِّي مَا اَضْحَكَكَ قَالَ "رَاَيْتُ قَوْمًا مِّنْ اُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ" . قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ . قَالَ "فَاِنَّكِ مِنْهُمْ" . ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ يَعْنِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ . قَالَ "اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ" . فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَتْ قُدِّمَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا فَصَرَعَتْهَا فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' سیدہ اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے' آپ نے ہمارے ہاں دوپہر کے وقت قیلولہ کیا' جب آپ بیدار ہوئے' تو آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے اپنی اُمت کے کچھ افراد کو دیکھا ہے' جو اس سمندر پر یوں سوار تھے' جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم ان میں سے ہو۔ پھر آپ سو گئے' پھر آپ بیدار ہوئے' تو آپ پھر مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پھر دریافت کیا۔ (راوی کہتے ہیں: اس کے بعد پہلے والے مکالمہ کی مانند مکالمہ ہوا) میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر لی' وہ سمندری سفر پر روانہ ہوئے' تو سیدہ اُم حرام رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئیں' جب وہ وہاں سے واپس آئیں' تو ان کے سامنے ایک خچر

3172- اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم (الحديث 2799 و 2800)، و باب غزو المرأة في البحر (الحديث 2877 و 2878)، و باب ركوب البحر (الحديث 2894 و 2895) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 161 و 162). و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 2490 و 2492) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب فضل غزو البحر (الحديث 2776) . تحفة الاشراف (18307) .

لایا گیا' وہ اس پر سوار ہوئیں' پھر وہ اس سے گر گئیں' تو ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی (جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا)۔

باب غَزْوَةِ الْهِنْدِ .

یہ باب غزوہ ہند کے بیان میں ہے

3173 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَيْسَةَ عَنْ سَيَّارٍ ح قَالَ وَاَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيْدَةَ - وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ جُبَيْرٍ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ فَاِنْ اُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ غزوہ ہند کا وعدہ کیا تھا' اگر میں نے اسے پا لیا تو میں اپنی جان اور مال کے ہمراہ اس میں شریک ہوں گا' اگر میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید شمار ہوں گا' اگر میں واپس آ گیا تو میں وہ ابوہریرہ ہوں گا' جسے (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہو (یعنی غزوہ ہند میں شریک ہونے والے لوگ یا تو بہترین شہید ہوں گے یا اگر زندہ واپس آ گئے تو جہنم سے آزاد شمار ہوں گے)۔

3174 - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ اَبُو الْحَكَمِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ کیا تھا' اگر میں نے اسے پا لیا تو میں اس میں اپنی جان اور اپنا مال خرچ کروں' اگر میں شہید ہو گیا تو میں سب سے زیادہ فضیلت والا شہید ہوں گا' اگر میں واپس آ گیا تو ایسا ابوہریرہ ہوں گا جو (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہے۔

3175 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ الزُّبَيْدِیُّ عَنْ اَخِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِیِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ .

☆☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ رکھا ہے' ایک وہ گروہ ہے' جو ہند کے ساتھ جنگ

3173-اخرجه النسائي في غزوة الهند الحديث 3174) . تحفة الاشراف (12234) .

3174-تقدم في الجهاد، غزوة الهند الحديث 3173)

3175-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2096) .

کرے گا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔

بَاب غَزْوَةِ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ .

یہ باب ہے کہ ترکوں اور حبشیوں کے ساتھ جنگ (کا تذکرہ)

3176 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِي سُكَيْنَةَ - رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ - عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَائَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرْقَةٌ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْاٰخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رِدَائَهُ وَجَلَسَ . قَالَ سَلْمَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَاَيْتُكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً اِلَّا كَانَتْ مَعَهَا بَرْقَةٌ .

قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا سَلْمَانُ رَاَيْتَ ذٰلِكَ" . فَقَالَ اِيْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "فَاِنِّي حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْاُولٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ اَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِاَيْدِينَا بِلَادَهُمْ . فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِاَيْدِينَا بِلَادَهُمْ . فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ . وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرٰى حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ" .

☆☆ ابوسکینہ ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک چٹان لوگوں کے سامنے آ گئی جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ بن گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ نے کدال پکڑی آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک خندق کے ایک کنارے پر رکھی اور پھر یہ فرمایا:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے' وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

3176- اخرجه ابو داؤد في الملاحم، باب في النهي عن تهييج الترك و الحبشة (الحديث 4302) مختصراً ـ تحفة الاشراف (15689) .

(پھر نبی اکرم ﷺ نے ضرب لگائی) تو اس چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے' نبی اکرم ﷺ کے ضرب لگانے کے ساتھ ہی ایک بجلی سی چمکی تھی' پھر نبی اکرم ﷺ نے دوسری ضرب لگائی اور یہ پڑھا:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے' وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس چٹان کا ایک تہائی حصہ مزید ٹوٹ گیا' پھر ایک بجلی چمکی' اسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور یہ کلمات پڑھے:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس کا باقی رہ جانے والا ایک تہائی حصہ بھی ٹوٹ گیا' نبی اکرم (خندق سے) باہر تشریف لائے' آپ ﷺ نے چادر اور تشریف فرما ہوئے' حضرت سلمان نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے اس پر ضرب لگائی تو اس کے ساتھ ایک بجلی چمکی تھی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! تم نے اس کو دیکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یارسول اللہ! (میں نے اُسے دیکھا تھا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب میں نے پہلی مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے کسریٰ کے شہر اور اس کے آس پاس کے بہت سے شہر پیش کیے گئے' یہاں تک کہ میں نے ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھ لیا' اُس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس جو آپ کے اصحاب موجود تھے' ان میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لیے فتح کر دے اور وہ مال ہمیں مال غنیمت کے طور پر عطا کرے اور ہمارے ذریعے انہیں برباد کر دے (یعنی انہیں مفتوح کر دے)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کر دی۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:)

جب میں نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے قیصر کے علاقے اور اُس کے آس پاس کے علاقے پیش کیے گئے' میں نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے ان علاقوں کو بھی فتح کر دے اور ان کی آبادیوں کو ہمیں غنیمت کے طور پر عطا کر دے اور ان علاقوں کو ہمارے ذریعے برباد کر دے (یعنی فتح کر دے)۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

پھر جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے سامنے حبشہ کے علاقے اور اُس کے آس پاس کی بستیاں پیش کی گئیں' یہاں تک کہ میں نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا

تم لوگ حبشہ کو رہنے دو' جب تک وہ تمہیں رہنے دیتے ہیں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھتے

تے حق میں یہ تنبیہ تھی کہ غریب ونادار مسلمانوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کو جو فضیلت حاصل ہے وہ بڑے بڑے مالداروں کو بھی حاصل نہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالدار مسلمانوں کے مقابلہ پر غریب ونادار مسلمان کی فضیلت کیوں بیان فرمائی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر غریب ونادار مسلمان کا دل بہت صاف ہوتا ہے اور اس کے سبب وہ حق بہت جلد قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی بہت زیادہ کرتا ہے، اس کے برخلاف غنی و مالدار لوگ عام طور پر سب کی شقاوت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر سرکشی و بے نیازی اور تکبر کا وہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو انہیں قبول حق اور احکام الٰہی کی پیروی سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت (سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، الاعراف: 146) اور اس حقیقت کا اندازہ علماء کے شاگردوں اور صلحاء ومشائخ کے مریدوں کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے جو لوگ غریب ونادار ہوتے ہیں وہ حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ صاحب ثروت و مالدار ہوتے ہیں وہ ہر بات میں حیل وحجت کرتے ہیں۔

حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلے گزرنے والا شخص بھی مالدار مسلمانوں میں سے تھا نہ کہ کوئی کافر کیونکہ مفاضلہ (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی اخروی فضیلت کو ظاہر کرنے) کا تعلق کفار و مسلمین کے مابین ہو ہی نہیں سکتا (یعنی کسی مسلمان اور کسی کافر کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر رکھ کر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اخروی اجر وثواب کے اعتبار سے ان میں سے فلاں شخص زیادہ افضل ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار میں سے کسی بھی شخص کی طرف سرے سے خیر (یعنی اخروی سعادت وبھلائی) کی نسبت کی ہی نہیں جا سکتی (اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں "خیر" سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو سکتا ہو اس کی طرف اخروی فضیلت کی نسبت بھی کسی طرح نہیں کی جا سکتی چنانچہ بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جس مسلمان نے اپنی زبان سے یوں کہا کہ النصرانی خیر من الیہودی (یعنی عیسائی یہودی سے افضل ہے) تو اس کے بارے میں خوف ہے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل نہ ہو گیا ہو کیونکہ اس نے اس جملہ کے ذریعہ گویا ان لوگوں میں "خیر" کا وجود ثابت کیا جن میں سرے سے "خیر" کا وجود ہی نہیں ہو سکتا، تاہم اس پر کفر کا اطلاق، جزم کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ بعض موقعوں پر لفظ کے ذریعہ (اخروی سعادت وبھلائی کے بجائے) حق کے زیادہ قریب کا مفہوم بھی مراد لے لیا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مذکورہ جملہ ادا کرنے والے نے لفظ خیر کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہو۔

نبی کریم کے فقر اختیاری کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (یعنی ازواج مطہرات اور متعلقین) نے دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو (چہ جائیکہ گیہوں کی روٹی سے) یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1162)

دو روز مسلسل سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا معمول یہی تھا کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھا

دوسرے دن بھوکے رہے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی و ترفہ کی زندگی پر فقر و افلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیش کش ہوئی اور حکم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی ہی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، تاکہ جس دن پیٹ بھروں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

مذکورہ بالا حدیث سے بعض لوگوں کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری حصہ میں غنی و مالدار ہو گئے تھے، کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں واقعتاً غنی ہو گئے تھے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی معمول رہا کہ انہوں نے کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آخری زمانہ نبوی میں اسلام کو طاقت اور غلبہ ملا اور مجاہدین اسلام نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو اس صورت میں مال غنیمت کا مقررہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملا اور تھوڑا بہت مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا رہا مگر روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو بھی اپنے پاس کبھی نہیں رکھا، بلکہ جس طرح آتا اسی طرح اس کو اپنے پروردگار کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیتے اور خود ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ رہ جاتے، البتہ دل کا غنا اور بڑھ جاتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ مسلسل کئی کئی راتیں بھوک میں گزار دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً کھانا میسر ہونے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر عام طور سے جس چیز کی روٹی ہوتی تھی وہ جو تھا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے غریب و نادار لوگوں اور فقراء میں سے کوئی بھی شخص اتنی سخت زندگی نہ تو گزارتا ہے اور نہ گزار سکتا ہے جتنی سخت زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزارتے تھے اور یہ شان اس ذات گرامی کی تھی جو نہ صرف افضل البشر بلکہ افضل الانبیاء ہے جس کے چشم و ابرو کے اشارے پر دنیا بھر کی نعمتیں اس کے قدموں میں آ سکتی تھیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز زندگی میں غریب و نادار مسلمانوں کے لئے بڑی تسلی و اطمینان کا سامان پوشیدہ ہے۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر فقر و افلاس کی زندگی گزارنا اور بھوک کی صعوبت کو برداشت کرنا کوئی اضطرار و مجبوری کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ یہ اپنے قصد و اختیار کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا کی لذات اور نعمتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، قوت لایموت پر قناعت کرتے اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی ضروریات پر فقراء و مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات کو ترجیح دے کر ایثار نفس پر عمل پیرا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت زندگی گزارتے تھے۔

بَاب فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا .

یہ باب ہے کہ جو شخص غازی کو سامان (جنگ) فراہم کرے اس کی فضیلت

3180 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَهُ فِي اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" .

☆☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والے) کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے تو وہ شخص بھی گویا جہاد میں شریک ہوتا ہے اور جو شخص اس غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی گویا جنگ میں حصہ لیتا ہے''۔

3181 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" .

☆☆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے اور جو شخص غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے''۔

3182 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتَانَا اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوا . فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلٰى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فَاِنَّا لَكَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَاْسَهُ فَقَالَ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوا نَعَمْ . قَالَ فَاِنِّي اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" . فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ اَلْفًا اَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ اَلْفًا فَاَتَيْتُ

3180-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا او خلفه بخير (الحديث 2843) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل اعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره و خلافته في اهله بخير (الحديث 135 و 136) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما يجزيء من الغزو (الحديث 2509) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من جهز غازيًا (الحديث 1628 و 1631) . و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل من جهز غازيًا (الحديث 3181) . تحفة الاشراف (3747) .

3181-تقدم في الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا (الحديث 3180) .

3182-انفرد به النسائي . و سياتي في الاحباس، باب وقف المساجد (الحديث 3608 و 3609) . تحفة الاشراف (9781)

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ "اجْعَلْهُ فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهُ لَكَ" . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا قَالَ "اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَاَجْرُهَا لَكَ" . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِیْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَقَالَ "مَنْ يُّجَهِّزْ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" . يَعْنِیْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوْا عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا . فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ .

☆☆ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے ایک مرتبہ ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر موجود تھے ہم نے اپنے پالان سواریوں سے اتار لیے ہوئے تھے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہ لوگ خوفزدہ ہیں ہم لوگ مسجد میں گئے وہاں مسجد کے درمیان میں کچھ لوگ اکٹھے تھے۔ ان میں حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ابھی اسی طرح کی صورتِ حال تھی کہ اسی دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے انہوں نے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور چادر کے ذریعے سر کو بھی ڈھانپا ہوا تھا انہوں نے دریافت کیا: کیا یہاں حضرت طلحہ ہیں' کیا یہاں حضرت زبیر ہیں' کیا یہاں حضرت سعد ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے'

جو بنو فلاں کی جگہ خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا' تو میں نے بیس ہزار (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) پچیس ہزار کے عوض وہ جگہ خریدی' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

تم اسے ہماری مسجد کے لیے دے دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ کی قسم! جی ہاں! (ایسا ہی ہے) پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

جو شخص بئر رومہ کو خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا' تو میں نے اتنے اتنے پیسوں کے عوض میں اسے خرید لیا تھا پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے اس کو اتنی رقم کے عوض میں خریدا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے مخصوص کر دو اس کا اجر تمہیں مل جائے گا۔

تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی نے فرمایا میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے حاضرین کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا تھا جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔ (راوی کہتے ہیں اس سے مراد غزوہ تبوک کے موقع پر سامان فراہم کرنا تھا) تو میں نے ان لوگوں کو سامان فراہم کیا تھا یہاں تک کہ انہیں رسیاں اور نکیل تک فراہم کی تھیں تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا!

شرح

بئر رومہ کا کنواں" یہ مدینہ کے اس بڑے کنویں کا نام ہے جو وادی عقیق میں مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے اس کنویں کا پانی نہایت شیریں، لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس مناسبت سے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق اس کنویں کو خریدنے اور وقف کرنے کے سبب حضرت عثمان کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اس کنویں کا ایک نام "بئر جنت یعنی جنتی کنواں" بھی مشہور ہے اس زمانہ میں حضرت عثمان نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم کے عوض خریدا تھا۔ "اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنادے "یہ "وقف کرنے" سے کنایہ ہے یعنی جو شخص اس کنویں کو خریدے اور اس کو اپنی ذاتی ملک قرار نہ دے بلکہ رفاہ عام کے لئے وقف کر دے تاکہ جس طرح خود وہ شخص اس کنویں سے فائدہ اٹھائے اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اس سے معلوم ہوا کہ سقایات (یعنی کنواں، تالاب اور حوض وغیرہ) وقف کرنا جائز ہے اور یہ کہ وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کی ملکیت سے نکل جاتی ہے۔" ہاں، اے اللہ" ان الفاظ کے ذریعہ ان لوگوں نے حضرت عثمان کی تصدیق کی کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کی صداقت میں ہمیں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے پہلے اللّٰھم (اے اللہ) کا لفظ اسم الٰہی کے ساتھ حصول برکت کے لئے بھی تھا اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے بھی۔ "فلاں شخص کی اولاد" سے مراد انصار سے تعلق رکھنے والے خاندان کے وہ افراد تھے جو مسجد نبوی کے قریب آباد تھے اور ان کی ملکیت میں ایسی زمین تھی جس کو مسجد نبوی میں شامل کر دینے سے مسجد شریف وسیع اور کشادہ ہو جاتی، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو متوجہ کیا کہ جو شخص ہمت واستطاعت رکھتا ہو وہ اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دے۔

حضرت عثمان غنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دیا، مسجد نبوی کی اصل تعمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال صحابہ کرام کے ساتھ مل کر اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی تعمیر کی اور پھر ہجرت کے ساتویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں اضافہ فرما کر مربع شکل میں کر دیا۔ اس وقت اس کی دیواریں اینٹ کی تھیں اور چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی۔ اور اس کے ستون کھجور کے تنوں پر مشتمل تھے۔ حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں اس مسجد میں کوئی ترمیم وتوسیع نہ ہوئی، پھر ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق نے اس کی مرمت کرائی اور اضافہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۲۹ھ

میں حضرت عثمان نے اس کی ازسر نو تعمیر کرائی اور اس کے وسعت وکشادگی کو بھی بڑھایا۔ انہوں نے اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنوائے اور چھت ساگو کی لکڑی کی کروائی۔ حضرت عثمان کے بعد خلفاء اور بادشاہ اپنے اپنے دور میں اضافے اور مرمت کراتے رہے یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبدالمجید عثمانی نے بے انداز پر اس مسجد کی پرشکوہ تعمیر کرائی۔ اور پھر اس تعمیر کی دوبارہ تجدید اور توسیع ۱۳۷۲ھ میں شاہ ابن سعود مرحوم کے حکم سے کی گئی۔

اور دو (حقیقی) شہید ہیں" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا پیشین گوئی فرمائی کہ اس وقت یہاں پہاڑی پر جو چار آدمی موجود ہیں ان میں میرے اور ابوبکر صدیق کے علاوہ باقی دو آدمیوں یعنی عمر اور عثمان کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حقیقی معنی میں شہید ہوئے کہ ایک (حضرت عمر) نے تو قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں خنجر کے زخم سے شہادت پائی اور دوسرے (حضرت عثمان) کو باغیوں نے گھر میں گھس کر نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر کے جام شہادت پلایا۔

پس حدیث کے یہ الفاظ اس بات کے منافی نہیں ہیں کہ شہادت حکمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو حاصل ہوئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اس زہر کے اثر عود کرنے سے ہوئی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی عرصہ پہلے غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں ملا کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر کی موت اس سانپ کے زہر کے اثرات عود کرنے سے ہوئی تھی جس نے ان کو سفر ہجرت کے دوران غار ثور میں ڈس لیا تھا "اللہ اکبر کا نعرہ لگایا" یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر پہلے "اللہ اکبر" کہا اور پھر بعد میں مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور یہ "اللہ اکبر" کہنا اپنے باغیوں اور دشمنوں پر زیادہ سے زیادہ حجت قائم کرنے کی نیت سے بھی تھا اور اس امر پر اظہار تعجب کے لئے بھی کہ یہ لوگ ایک طرف تو میری باتوں کی تصدیق کر رہے ہیں اور خود زبان سے ان حقائق کو تسلیم کر رہے ہیں جن سے میری منقبت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف اپنی ملحدانہ اور باغیانہ کاروائیوں میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور فتنہ وفساد پھیلانے اور مجھے ہلاک کر دینے کے عزائم سے باز آنے پر تیار نہیں ہیں۔

بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت میں ہے

3107 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ". فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ "نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ".

زا د- مقدم ر لحدیث 8 و 24 .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرے گا تو جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے تو جو شخص نمازی ہے اسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص جہاد کرنے والا ہے اسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ کرنے والا ہے اسے صدقہ کرنے کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزے رکھنے والا ہے اسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے تو اس سے کیا کہتے ہیں؟ کیا کوئی شخص ان دروازوں سے بلایا جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور مجھے یہ امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔

جنت کے دروازوں سے بلائے جانے کا بیان

3184 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلَانُ هَلُمَّ فَادْخُلْ". فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ عَبْدٌ لَا تَوَى عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان اسے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے۔ کہیں گے اے فلاں شخص! آ جاؤ اور اندر داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کو تو کوئی خسارہ نہیں ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔

3185 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِي. قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَا عِنْدَهُ". قُلْتُ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ "إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ".

★★ صعصعہ بن معاویہ بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا: آپ مجھے

حدیث سنائیں انہوں نے فرمایا: اچھا!

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3184-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (14996) .

3185-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (11924) .

جو بھی مسلمان اپنے مال میں سے (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان (قیامت کے دن) اس شخص کا استقبال کریں گے وہ سب اُسے اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے۔

صعصعہ کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ہے: اگر اونٹ ہوں تو دو اونٹ اگر گائیں ہوں تو دو گائیں۔

3186 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِىُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ عَنِ الرُّكَيْنِ الْفَزَارِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ".

☆☆ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے سات سو گنا کے طور پر نوٹ کر لی جاتی ہے۔

دس گنا سے سات سو گنا اور بے حساب اجر دینے کی وجوہات کا بیان

قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے:

(آیت) من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ۔ (الانعام:١٦٠)

ترجمہ: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

اور یہاں البقرہ کی آیت: ٢٦١ میں فرمایا ہے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے گا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا اس اجر کو دگنا کر دے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔

(آیت) انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب ۔ ۔ (الزمر : ١٠)

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

کسی نیکی کا اجر دس گنا ہے کسی نیکی کا اجر سات سو گنا ہے اور کسی نیکی کا اجر بے حساب ہے اب سوال یہ ہے کہ اجر کے یہ مختلف مدارج کس حساب سے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے جو اللہ کی راہ میں حساب سے خرچ کرتا ہے اس کو اللہ حساب سے اجر دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کرتا ہے اس کو اللہ بے حساب اجر دیتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اجر و ثواب کے مدارج کا یہ فرق نیت اور خلوص کے مدارج کے اعتبار سے ہے مثلاً ایک کروڑ پتی کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے ایک متوسط آمدنی والا کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے اور جس کی کل کائنات دو روٹیاں تھیں وہ اگر بھوکے کو دو روٹیاں دے گا تو خود بھوکا رات گزارے گا اس کا بھوکے کو دو روٹیاں دینا بھی نیکی ہے لیکن یہ تینوں نیکیاں برابر نہیں ہیں تو ان کا اجر برابر کیسے ہوگا جس کی کل متاع دو روٹیاں ہیں اس کا دو روٹیاں دینا ایسے ہے جیسے ایک کروڑ پتی اپنی ساری دولت کسی کو دے دے اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ کروڑ پتی کو

3186-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل النفقة في سبيل الله (الحديث 1625) و اخرجه النسائي في التفسير سورة البقرة، قوله تعالى (وانفقوا في سبيل الله) (الحديث 47) . تحفة الاشراف (3526) .

اس نیکی کا اجر دس گنا ملے گا متوسط آمدنی والے کو سات سو گنا اجر ملے اور جس کے پاس تھیں ہی دو روٹیاں اس کو بے حساب اجر ملے.
چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اللہ کی راہ میں از خود خرچ کرنا آسان ہے اور کسی ناگہانی آفت اور نقصان پر شکوہ وشکایت نہ کرنا اور خاموشی سے اس نقصان کو برداشت کرنا مشکل ہے کیونکہ جب آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے منصوبہ اور پروگرام کے مطابق خرچ ہوتا ہے اس کو خرچ کرنے سے طمانیت اور تسکین حاصل ہوتی ہے کسی غریب اور فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر جو اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کی تکلیف سے اس کو جو تکلیف ہوتی ہے اس کا ازالہ ہوتا ہے لیکن اچانک اور ناگہانی نقصان ہو جائے جس میں اس کے پروگرام اور منصوبہ کا دخل نہ ہو جس میں کسی وجہ سے خوشی اور تسکین اور کوئی پہلو نہ ہو ماسوا اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس غم کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرلے اور کسی کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائے یہ عمل اپنے پروگرام اور منصوبہ کے مطابق خرچ کرنے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے۔

صدقات وخیرات کے آداب وشرائط کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ اجر وثواب تب حاصل ہوگا جب صدقہ دینے کے بعد احسان جتایا جائے نہ طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی جائے جس کو صدقہ دیا ہے امام رازی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے جب غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع کجاووں کے دیئے اور ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے میرے رب! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کیے تو یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر احسان جتاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ان پر کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۲۶۲)

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

اور تیسری آیت میں یہ فرمایا ہے: اگر کسی کو صدقہ دینے کے بعد طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو صدقہ نہ دیا جائے اور اس سے کوئی نیک اور اچھی بات کہہ دی جائے مثلاً سائل سے یہ کہہ دے کہ اس وقت ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اور اس سے معذرت کرے یا اس کی کسی اور دینے والے کی طرف رہنمائی کردے یا کسی مسلمان کو کوئی نصیحت کرنا اس کی خیر خواہی میں کوئی بات کرنا کسی کو نیک مشورہ دینا ایسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے جس کے بعد اس شخص کی دل آزاری کی جائے جس کو صدقہ دیا اور اس رکوع کی چوتھی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ صدقہ اور خیرات کرنے والے اخلاص کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے صدقہ دیں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے صدقہ نہ دیں وہ ضرورت مندوں سے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا اور ان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی چکنے پتھر پر مٹی جمع ہو گئی اور بارش نے اس کو بالکل صاف کر دیا خلاصہ یہ ہے

۳۔ صدقہ کی مقبولیت اور اس پر اجر ملنے کی تین شرطیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں:

(۱) احسان نہ جتایا جائے۔

(۲) جس کو صدقہ دیا ہو اس کو طعنہ دے کر اذیت نہ پہنچائی جائے۔

(۳) اخلاص کے ساتھ صدقہ دیا جائے لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے نہ دیا جائے۔

صدقات کے مصارف اجر وثواب اور آداب وشرائط کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام طبرانی نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے حسن اور اس کی تندرستی کو دیکھ کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش یہ شخص اللہ کی راہ میں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے جارہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کے لیے جارہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنی ضروریات میں خود کو سوال سے روکنے کے لیے جارہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ لوگوں کو دکھانے اور فخر کے لیے جارہا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔

امام احمد اور امام بیہقی نے سنن کبری میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی زائد چیز کو خرچ کیا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور جس نے اپنی ذات پر اور اپنے اہل پر خرچ کیا اور کسی مریض کی عیادت کی یا راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹادی تو اس کو دس گنا اجر ملے گا اور جب تک روزہ کو فاسد نہ کرے وہ اس کے لیے ڈھال ہے اور جس شخص کو اللہ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا کرے تو اس کو بھی اجر ملے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی سات قسمیں ہیں دو عمل واجب کرتے ہیں دو عملوں کا بدلہ ایک مثل ہے ایک عمل کا بدلہ دس گنا ہے ایک عمل کا بدلہ سات سو گنا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رہے وہ دو عمل جو واجب کرتے ہیں تو جو شخص اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ اس نے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی ہو اور شرک بالکل نہ کیا ہو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی ہو کہ اس نے شرک کیا ہو اس کے لیے دوزخ واجب ہے۔ (اور جن دو کاموں کا ایک مثل اجر ہے تو) جس نے برا کام کیا اس کو ایک برائی کی سزا ملے گی اور جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا (اور جن کاموں کا سات سو گنا اجر ہے تو) جس نے اللہ کی راہ میں ایک درہم خرچ کیا اس کو سات سو درہموں کا اجر ملے گا اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا اس کو سات سو دیناروں کا اجر ملے گا اور روزہ اللہ کے لیے ہے اس کے عامل کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ کسی آدم کو اللہ کی راہ میں بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر خرچ کرتے ہیں پھر اس پر احسان رکھتے ہیں اور اس کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: میں نے اللہ کی راہ میں اتنا اتنا خرچ کیا اللہ کے نزدیک اس عمل کا

شمار نہیں ہوگا اور جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو فلاں فلاں چیز نہیں دی تھی وہ اس کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ابن المنذر، اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان جتانے والا ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی جادو پر ایمان رکھنے والا اور کاہن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

امام بزار اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تین شخصوں کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا: ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۳۳۹-۳۴۰ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

3187 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيَاْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ" .

★★ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نے لگام سمیت ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں صدقہ کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن یہ شخص لگام والی سات سو اونٹنیوں کے ہمراہ آئے گا (یعنی اسے سات سو اونٹنیاں صدقہ کرنے کا اجر ملے گا)۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثل اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے جس پر زوردار بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنا لائے پھر اگر اس پر زوردار بارش نہ ہو تو اسے شبنم ہی کافی ہے۔ (البقرہ ۲۶۵)

جہاد اور اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ کی راہ (جہاد) میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے کہ ہر خوشے میں سات سو دانے ہیں اور اسی پر عطف کرتے ہوئے فرمایا: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے دنیا میں زراعت سے غلہ اور پھل حاصل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے اجر و ثواب کی مثال بھی دانوں (غلہ) اور پھلوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی راہ (جہاد) میں

3187-اخرجه مسلم في الاجارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله و تضعيفها (الحديث 132) . تحفة الاشراف (9987) .

خرچ کیا اس کے اجر کی مثال دانوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی اور اسلام پر اپنا دل مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کی مثال باغ کے ساتھ دینے میں یہ لطافت ہے کہ جس طرح باغ میں درختوں کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط ہوتی ہیں اسی طرح اس خرچ کرنے والے کے سینہ میں اسلام کی جڑیں پیوست اور مضبوط ہیں۔ اس کے برخلاف غلہ کے دانے کھیتوں سے حاصل ہوتے ہیں اور کھیت کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط نہیں ہوتیں نیز کھیت میں پانی لگانے کی ہر کھیتی کے وقت ضرورت ہوتی ہے اور باغ پانی لگانے سے مستغنی ہوتا ہے سو اسی طرح جہاد کے لیے ہر مرتبہ جہاد کے وقت مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور جو اللہ کی رضاء جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے لیے کسی وقت اور موقع کی قید نہیں ہے وہ ہر وقت اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے۔

ریا کار منافق اور مخلص مومن کے راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلی آیت (البقرہ:۲۶۴) میں اللہ تعالیٰ نے منافق کے خرچ کرنے کی مثال دی تھی کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا اور ریاکاری سے اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال اس چکنے پتھر کی طرح ہے جس پر (کچھ) مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہوئی جس نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا احسان جتانے والے ایذاء پہنچانے والے اور منافق کو چکنے پتھر سے تشبیہ دی ہے اور ان کے خرچ کرنے کے ظاہری عمل کو چکنے پتھر پر پڑی ہوئی تھوڑی سی مٹی سے تشبیہ دی ہے اور قیامت کے دن کو زوردار بارش سے تشبیہ دی ہے۔ اور قیامت کے دن ان کے نامہ اعمال سے وہ سب دھل کر صاف ہو جائے گا جیسا کہ اس آیت میں ہے:

(آیت) وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلنه هبآء منثورا ۔ (الفرقان:۲۳)

ترجمہ: اور (ان کافروں نے اپنے زعم میں جو بھی نیک) عمل کیے ہیں ہم ان کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں (فضاء میں) بکھرے ہوئے (غبار کے) باریک ذرے بنا دیں گے۔۔

اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص سے خرچ کرنے والے مومن کی مثال دی ہے جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر اپنے دل کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے اجر و ثواب کی مثال بلندی پر لگے ہوئے اس باغ کی طرح ہے جس پر زور کی بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر زور کی بارش نہ ہو تو اس باغ کی ثمر آوری کے لیے معمولی شبنم ہی کافی ہے سو اسی طرح اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی اور دین پر ثابت قدم رہنے کے لیے زیادہ خرچ کرے یا کم خرچ کرے اللہ کے ہاں اس کے اجر و ثواب کا جو باغ لگا ہوا ہے وہ پھلتا پھولتا رہے گا اس میں مخلص مسلمانوں کو یہ تسلی دینا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تنگ دست اور کم حیثیت ہے تو وہ یہ غم نہ کرے کہ اگر اس نے اللہ کی راہ میں اپنی تنگ دستی کی وجہ سے کم خرچ کیا تو اللہ کے نزدیک اس کم حیثیت ہوگی بلکہ یہ فرمایا کہ مومن اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی کے لیے حسب حیثیت کم خرچ کرنے یا زیادہ آخرت میں اس کے اجر و ثواب کا باغ پھلتا پھولتا رہے گا۔

اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے خرچ کرنے کی صورتیں

اس آیت (البقرہ ۲۶۵) میں اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو احکام شرع پر عمل کرنے کا عادی بنائیں اور اپنے نیک اعمال کو ایسی نیتوں اور ایسے اور کاموں سے محفوظ رکھیں جن سے وہ نیک اعمال فاسد ہو جائیں ایسی نیتوں میں ریا کاری اور دکھاوے کی نیت ہے اور ایسے کاموں میں صدقہ لینے والے پر احسان جتانا اور طعنہ دے کر اسے تکلیف پہنچانا ہے۔

(۲) دل کا ثابت قدم رہنا صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سنو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے تو جو شخص اس کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کا اسلام پر اس وقت تک مطمئن اور مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا خرچ کرنا محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہ ہو اسی وجہ سے حضرت علی نے خرچ کرتے وقت فرمایا: ہم ابوبکر نے حضرت بلال کو بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا اور مشرکوں نے کہا: ضرور بلال نے ابوبکر پر کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ چکانے کے لیے ابوبکر نے بلال کو اتنی گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی مدح میں فرمایا:

(آیت) وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی ، الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ، ولسوف یرضی (اللیل:۲۱-۱۹)
اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے (اپنا مال خرچ کرتا ہے) جو سب سے بلند ہے، اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا۔

اسی طرح حضرت صہیب رومی جب اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنا سارا مال و متاع مکہ میں چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔ (البقرہ:۲۰۷) اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے نفس فروخت کر دیتے ہیں سو جب انسان کی طبیعت میں یہ چیز راسخ ہو جاتی ہے کہ وہ محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اور اس خرچ سے کوئی نفسانی منفعت مطلوب نہیں ہوتی تو اس کے دل میں اسلام کی جڑیں پیوست ہو جاتی ہیں اور اسلام پر اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عثمان حضرت علی حضرت صہیب رومی اور دیگر صحابہ کرام اسی پائے کے مخلصین تھے۔

(۳) جب انسان بار بار اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے تو اللہ کی رضا جوئی اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور اگر کبھی اس سے کسی نیک کام میں غفلت بھی ہو جائے تو اس کا دل فوراً اللہ کی جانب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یہی اسلام پر ثابت قدم رہنے کا وہ مرتبہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

(۴) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کو یقین ہوتا ہے کہ اللہ ان کے عمل کو ضائع نہیں کرے گا اور ان کو جو اللہ سے ثواب کی امید ہے وہ پوری ہوگی کیونکہ ان کو یوم قیامت اور ثواب و عذاب کا یقین ہوتا ہے اس کے برعکس منافق جب خرچ کرتا

ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کا یہ عمل ضائع ہو رہا ہے کیونکہ اس کو آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اور مخلصین کا آخرت پر یقین رکھنا ہی اسلام پر ثابت قدمی سے عبارت ہے۔

(۵) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اپنے مال کو صحیح مصارف میں خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے راستہ میں لگاتے ہیں اور خوب چھان بین کر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کا مال کہیں اللہ کی نافرمانی اور کسی گناہ کے کام میں نہ لگ جائے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کی نیت سے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

جنگ کی دو اقسام کا بیان

3188 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ كَانَ نَوْمُهُ وَنُبْهُهُ اَجْرًا كُلُّهُ وَاَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً وَّعَصَى الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِي الْاَرْضِ فَاِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ".

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جنگ دو طرح کی ہے' ایک وہ شخص جو اللہ کی رضا چاہتا ہے اور امام کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اچھی چیز خرچ کرتا ہے' اپنے ساتھی کے ساتھ نرم رویہ رکھتا ہے' فساد کرنے سے بچتا ہے' اس کا سونا اور اس کا بیدار ہونا' ہر چیز اس کے لیے اجر ہوگی اور جو شخص دکھاوے اور ریاکاری کے لیے جنگ کرتا ہے' حاکم وقت کی نافرمانی کرتا ہے' زمین میں فساد کرتا ہے' تو وہ ایسی چیز بھی ساتھ لے کر واپس نہیں آئے گا جو ضرورت کے لیے کافی ہو۔

شہرت وریاکاری کی غرض سے عمل کرنے کا بیان

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا ذلیل ورسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاء کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1246)۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت ونا موری اور حصول عزت وجاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل ورسوا کر دے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کر دیتا ہے

3188-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في من يغزو و يلتمس الدنيا (الحديث 2515) . و اخرجه النسائي في البيعة، التشديد في عصيان الامام (الحديث 4206) . تحفة الاشراف (11329) .

اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھادے گا، دے گا نہیں تا کہ وہ حسرت وافسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھادے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر وثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر وثواب سے قطعاً محروم رہے گا۔

ریاکاری کے سبب اعمال کے باطل ہونے کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفریں وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر و منزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کار بلکہ دغا باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد و وظائف سے بلکہ ان بدنصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے سخت غضب وقہر کے نازل ہونے کا باعث ہے۔

اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی (دکھانے کی نیت) لیکن ریا کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث وآثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی نا قابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے

والا عمل نیت وارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ ونیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا، نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاکاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ ونیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاکاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی۔

اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاکاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد وعزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہوا اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔

اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہرصورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد وتوفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت وحالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت وطاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت وطاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی ومسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور لطف وعنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر یا عزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی۔

اور نیک اعمال واخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت وقصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین وطاعات کا چرچہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود ومستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

دین کے نام پر دنیا کو طلب کرنے والوں کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (میں تمہیں بتاتا ہوں) کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو دین کے نام پر دنیا کے طلب گار ہوں گے۔ ان کی زبانیں تو شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح ہوں گے (یعنی ان کی باتیں تو بڑی خوشگوار من پسند اور نرمی وملائمت سے بھرپور ہوں گی اور ان کی تقریر وگفتگو سن کر لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ ہمارے بڑے ہمدرد وبہی خواہ اور غم خوار دوست ہیں اور ان کے دل میں دین وملت کا بہت درد ہے، لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ اپنے ذاتی اغراض ومنافع کے لئے دوستی ودشمنی کرنے اور اہل تقویٰ اور دین وملت کے حقیقی خدمت

گاہوں کو نقصان وتکلیف پہنچانے اور دیگر بہیمانہ وحیوانی خصلتوں میں ان کے دل بھیڑیے کے دل کی طرح سخت اور شقی ہوں گے) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ کیا یہ لوگ میری طرف سے مہلت دیئے جانے اور میرے ڈھیل دیئے کے سبب سے مغرور ہو گئے ہیں اور فریب میں مبتلا ہیں (یعنی کیا یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں ان کا معین ومددگار ہوں اور اس دنیا میں جو کامرانیاں اور کامیابیاں نصیب ہیں وہ ان پر میری رحمت کے نازل ہونے کی بنا پر ہیں؟

کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم اس قسم کے لوگوں کو اسی طرح ڈھیل دیا کرتے ہیں یا اس جگہ "اغترا" سے مراد اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنا اور اپنے افعال بد سے توبہ نہ کرنا ہے اس صورت میں "یغترون" کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ لوگ میرے غضب اور میرے عذاب سے نہیں ڈرتے اور کیا ان میں اتنی جرات ہو گئی ہے کہ اعمال صالح کے ذریعہ اور دین کے نام پر لوگوں کو دھوکا دے کر گویا میری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ پس میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان لوگوں پر انہیں میں سے فتنہ وبلا مسلط کر دوں گا (یعنی انہیں لوگوں میں سے ایسے امراء وحکام اور ایسے افراد وگروہ متعین کر دوں گا۔

جو ان کو آفات ومصائب اور طرح طرح کے نقصان وضرر میں مبتلا کر دیں گے۔ اور وہ آفات مصائب بڑے سے بڑے دانشور عقلمند شخص کو بھی ان آفات مصائب کو دور کرنے، ان پر آشوب حالات سے گلوخلاصی پانے اور ان کے سلسلے میں کسی مناسب وموزوں اقدام وکاروائی کرنے سے "عاجز وحیران کر دیں گے۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1252)

یعنی ان اعمال کے ذریعہ کہ جو آخرت کے لئے کیے جاتے ہیں، دنیا حاصل کریں گے۔ یا یہ کہ وہ لوگ دین کے بدلہ میں دنیا کمائیں گے اور دینی واخروی مفاد ومصالح پر دنیاوی اور مادی مفاد ومنافع کو ترجیح دیں گے۔ اور زیادہ صحیح معنی یہ ہوں گے کہ وہ لوگ دین کا لبادہ اوڑھ کر دنیا والوں کو دھوکا دیں گے، بایں طور کہ وہ دنیا کمانے کی خاطر اپنی ظاہری وضع قطع اور اپنے ظاہری اعمال واخلاق کا ایسا دلفریب مظاہرہ کریں گے کہ دنیا والے ان کو سچا عابد زاہد اور دین وملت کا مخلص بہی خواہ سمجھ کر ان کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھیں گے اور سادہ لوح مسلمان ان کے مرید ومعتقد بن کر ان کی مراد پوری کریں گے۔ مثلاً وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے پابند نظر آئیں گے اوراد ووظائف ذکر وشغل کی محفلیں سجائیں گے اپنے اردگرد زہد وتقویٰ کی دیواریں کھڑی کئے نظر آئیں گے، موٹے جھوٹے کپڑوں کا لباس پہنیں گے۔

دینداروں کی سی شکل وصورت بنائیں گے ان کی تحریر وتقریر، دین وآخرت کی تلقین وتعلیم موعظت ونصیحت کی باتوں، ملت کی بہی خواہی مسلمانوں کے مفاد اور باہمی ہمدردی وغمگساری سے پر نظر آئے گی، لیکن یہ تمام چیزیں صدق واخلاص سے خالی ریا وسمعہ کے طور پر ہوں گی، جن کا واحد مقصد مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر دنیا سمیٹنا اور صرف ذاتی منافع حاصل کرنا ہوگا۔ پس ایسے لوگوں کی اس ریاء کارانہ زندگی کے خلاف یہ خدائی تنبیہ بیان فرمائی گئی کہ انہیں اس گھمنڈ میں ہرگز نہ رہنا چاہئے کہ ان کی یہ دھوکا دہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور وہ اپنی اس ریاء کارانہ زندگی کی سزا اسی دنیا میں نہیں بھگتیں گے۔

اللہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کو ضرور سزا چکھاؤں گا، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ میرا غضب وقہر ان پر یقیناً نازل ہوگا، میں ان پر ایسے امراء وحکام مسلط کردوں گا اور انہیں میں سے کچھ ایسے لوگ اور گروہ کھڑے کردوں گا، جو ان کی ناک کو آفات ومصائب،

ذلت وخواری اور تباہی وبربادی کے بھنور میں ڈال دیں گے ان کی ریاکارانہ زندگی کا پردہ چاک کریں گے اور ان وائیٹ ایسے فتنوں میں مبتلا کریں کہ وہ نجات کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے، وہ اپنی اس خودساختہ شان وشوکت، عزت وعظمت اور جاہ ومنصب کو بچانے کے لئے جس قدر ہاتھ پاؤں ماریں گے اسی قدر ذلت ورسوائی اور تباہی وبربادی کے حلقے ان کے گرد تنگ ہوتے جائیں گے اور بڑے بڑے دانشور، عقلمند لوگ بھی ان آفات ومصائب سے گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں نکال پائیں گے۔

باب حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ .

یہ باب ہے کہ جہاد پر جانے والے افراد کی خواتین کا احترام

3189 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ - وَاللَّفْظُ لِحُسَيْنٍ - قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ يَّخْلُفُ فِيْ امْرَاَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فَيَخُوْنُهُ فِيْهَا اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَخَذَ مِنْ عَمَلِهٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ" .

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جہاد کے لیے جانے والے مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اگر کوئی شخص مجاہدین میں سے کسی کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اس شخص کو مجاہد کے لیے روک دیا جائے گا اور وہ مجاہد اس شخص کے اعمال میں سے جو چاہے گا حاصل کرلے گا' تو تم کیا گمان کرتے ہو!

شرح

ایسی حالت میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ خیال کرسکتے ہو کہ ایسی حالت میں وہ مجاہد قیامت کے دن اس شخص کی نیکیوں کو لے لینے میں کم راغب ہوگا؟ نہیں، بلکہ وہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑے گا اور اس کی تمام ہی نیکیاں لے لے گا اس شخص نے اس مجاہد کے حق میں خیانت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ خیانت کرنے والے کے نیکیوں کی صورت میں مجاہد کو جو عوض وبدلہ دے گا اس میں تمہیں کوئی شک ہے؟ اگر تمہیں کوئی شک نہیں ہے اور تم یہ یقین رکھتے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ قطعی سچ ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم مجاہدین کی عورتوں کی عزت وآبرو میں خیانت کرنے سے احتراز کرو مبادا اس کی وجہ سے تمہیں آخرت میں اپنی ساری نیکیوں سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو جو یہ مرتبہ عظیم عطا فرمایا ہے اور اس کو اس فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ... مجاہد کو بس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس مرتبہ اور اس مخصوص فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس مجاہد کو بس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس

3189-اخرجه مسلم في الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين و اثم من خانهم فيهن (الحديث 139 و 140) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد باب حرمة نساء المجاهدين على القاعدين (الحديث 2496) . و اخرجه النسائي في الجهاد من خان غازيا في اهله (الحديث 3190 و 3191) . تحفة الاشراف (1933) .

مرتبہ اور اس مخصوص فضیلت کے علاوہ بھی اس کو اور بہت عظمتیں اور بزرگیاں ملیں گی اور اس سے بھی بڑے بڑے درجات اس کو نصیب ہوں گے۔

باب مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے

3190 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَإِذَا خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَخَانَهُ قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ فَمَا ظَنُّكُمْ" .

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جہاد میں حصہ لینے والوں کی خواتین کا احترام پیچھے رہنے والوں پر اُسی طرح لازم ہے' جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام کرنا لازم ہے' اور جب کوئی شخص کسی مجاہد کی بیوی کا نگران بنتا ہے اور اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے' تو قیامت کے دن اُس مجاہد سے کہا جائے گا: اس شخص نے تمہاری بیوی کے معاملے میں تمہارے ساتھ خیانت کی تھی' تم اس کی نیکیاں وصول کرلو جتنی چاہو۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر تمہارا کیا خیال ہے (کہ وہ کتنی نیکیاں لے گا)۔

3191 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَعْنَبٌ - كُوفِيٌّ - عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلاَّ نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ يَا فُلاَنُ هَذَا فُلاَنٌ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ" . ثُمَّ الْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ "مَا ظَنُّكُمْ تُرَوْنَ يَدَعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا" .

★★ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اُسی طرح لازم ہے' جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اور پیچھے رہنے والوں میں سے جو بھی شخص کسی مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے' تو قیامت کے دن اُس شخص کو اُس مجاہد کے لیے روک لیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں شخص! یہ فلاں شخص ہے تم اس کی نیکیاں جتنی چاہو وصول کرلو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے' اس وقت وہ مجاہد اس کی نیکیوں میں سے کوئی چیز باقی رہنے دے گا۔

3190 - تقدم في الجهاد، حرمة نساء المجاهدين (الحديث 3189) .

3191 - تقدم (الحديث 3189) .

3192 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جَاهِدُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں

"اپنے ہاتھوں زبانوں اور اموال کے ذریعے جہاد کرو"۔

3193 - أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الشَّامِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ الْأَصْبَغِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ "مَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ان کے انتقام سے ڈرتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سانپوں کو مار دینے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔

(احمد، ترمذی اور نسائی بالمعنی، مشکوۃ شریف۔ جلد اول۔ حدیث نمبر 968)

ابن ملک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آجائے تو ان کو ایک چوٹ یا دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔

امام سرخسی نے اسے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آجائے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں) زیادہ چلنے کی سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آجائے اور اس کا مارنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادرسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب

3192- تفرد به النسائي. الحديث (3096) .

3193- أخرجه أبو داؤد في الأدب، باب في قتل الحيات (الحديث 5249) . تحفة الأشراف (9357) .

جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہیے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے۔ اسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے اس چیز کو بچانے کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جا سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تخصیص محض تغلیباً کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی تخصیص نہیں ہے۔

شہادت کی مختلف اقسام کا بیان

3194 – أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ جَبْرًا فَلَمَّا دَخَلَ سَمِعَ النِّسَاءَ يَبْكِينَ وَيَقُلْنَ كُنَّا نَحْسُبُ وَفَاتَكَ قَتْلاً فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ "وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ إِلَّا مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ شُهَدَائَكُمْ إِذًا لَقَلِيلٌ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهَادَةٌ وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَالْحَرَقُ شَهَادَةٌ وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ وَالْمَغْمُومُ - يَعْنِي الْهَدِمَ - شَهَادَةٌ وَالْمَجْنُوبُ شَهَادَةٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ". قَالَ رَجُلٌ أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ "دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيْهِ بَاكِيَةٌ".

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت جبر رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' جب آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہوئے' تو آپ نے خواتین کو روتے ہوئے سنا' وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم تو یہ سمجھ رہی تھیں کہ آپ اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم لوگ صرف اُسی کو شہید سمجھتے ہو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے' اس صورت میں' تو تمہارے شہداء بہت کم ہوں گے' اللہ کی راہ میں قتل ہونا بھی شہادت ہے' پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرنا بھی شہادت ہے' جل کر مرنا بھی شہادت ہے' ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے' ملبے کے نیچے آ کر مرنا بھی شہادت ہے' جنون کی حالت میں مرنا بھی شہادت ہے زچگی کے وقت عورت کا فوت ہو جانا بھی شہادت ہے۔

ایک صاحب بولے: کیا تم خواتین رو رہی ہو' جبکہ نبی اکرم ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں (رونے) دو۔ جب واجب ہو جائے گی (یعنی جب بیمار شخص فوت ہو جائے گا) اس وقت کوئی عورت نہ روئے۔

3195 – أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - يَعْنِي الطَّائِيَّ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَبْرٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيِّتٍ فَبَكَى النِّسَاءُ فَقَالَ جَبْرٌ

3194-تقدم في الجنائز، النهي عن البكاء على الميت (الحديث 1845)

3195-تقدم (الحديث 1845 و 3194).

أَبْكِيْنَ مَا دَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا قَالَ "دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ مَا دَامَ بَيْنَهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ":

★★ عبدالملک بن عمیر حضرت جبر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک قریب المرگ شخص کے ہاں گئے خواتین رو رہی تھیں حضرت جبر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ رو رہی ہو جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رونے دو جب تک وہ شخص ان کے درمیان ہے یہ روتی رہیں جب وہ شخص فوت ہو جائے گا پھر کوئی نہ روئے۔

میت پر رونے کا بیان

کسی کے انتقال پر نوحہ اور چلائے بغیر رونا مکروہ نہیں ہے چلا کر اور نوحہ کے ساتھ رونا نیز میت کی زائد اور دور از حقیقت تعریف توصیف بیان کرنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا مکروہ ہے البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف و توصیف بطور بیان کے ذکر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے لواحقین سے اس کی تعزیت کرنی مستحب اور بڑی اچھی بات ہے اور تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر سکون کی تلقین کی جائے اور انہیں تسلی تشفی دی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیٹی کی موت پر اسے دفن کرنے کے دوران رو پڑے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، 1258)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے کی وفات کے وقت روئے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1284) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923)

اگر یہ کہا جائے کہ ہم میت پر رونے سے منع کرنیوالی احادیث اور دوسری میت پر رونے کی اجازت دینیوالی احادیث میں تطبیق کس طرح دے سکتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کر دیا ہے۔ بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک نواسے پر رونے لگے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رحمت اور نرم دلی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، (7377) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ کا خیال تھا کہ رونے کی ساری قسمیں حرام ہیں، اور آنسو بہانا بھی حرام ہے، اور انہوں نے گمان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں تو انہیں یاد دلایا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ صرف رونا اور آنسو بہانا حرام اور مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو رحمت اور فضیلت ہے، بلکہ حرام تو نوحہ کرنا اور بین کرنا ہے، اور وہ رونا جو بین اور نوحہ کے ساتھ ملا ہوا ہو حرام ہے۔

پھر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: بے شک اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہنے پر عذاب نہیں دیتا، اور نہ ہی دل کے غمگین ہونے پر، لیکن عذاب یا رحم تو اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، اور دل کا غمگین ہو جانے میں تو کوئی گناہ اور معصیت نہیں، لیکن نوحہ اور آہ و بکا کرنا اور پیٹنا برا ہے۔

کوئی شخص دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا اس قاعدہ کے بعض مستثنیات

کسی شخص کو دوسرے کے گناہ کی سزا نہیں ملے گی یہ قاعدہ اس صورت میں ہے جب وہ شخص دوسروں کو اس گناہ سے منع کرتا رہے لیکن اگر کوئی شخص خود نیک ہو اور اس کے سامنے دوسرے گناہ کرتے رہیں اور وہ ان کو منع نہ کرے تو اس نیک شخص کو اس لیے عذاب ہوگا کہ اس نے ان دوسروں کو برائی سے نہیں روکا۔ قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون (المائدہ، ۷۹)

ترجمہ۔ وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو انہوں نے کیے تھے وہ بہت برا کام کرتے تھے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے یہ فرماتے ہوئے بیدار ہوئے لا الہ الا اللہ عرب کے لیے تباہی ہو اس شر سے جو قریب آ پہنچا یاجوج ماجوج کی رکاوٹ کے ٹوٹنے سے آج روم فتح ہو گیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بنایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپ نے فرمایا ہاں جب برائیاں زیادہ ہو جائیں گی۔

(صحیح البخاری ج ۴ رقم الحدیث ۳۳۴۶، صحیح مسلم فتن ۱ (۲۸۸۰) ۷۱۶۴، سنن الترمذی ج ۴ رقم الحدیث ۲۱۸۷، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث ۲۰۷۴۹، مسند الحمیدی رقم الحدیث ۳۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۹۰۶۱، مسند احمد ج ۱۰ رقم الحدیث ۲۷۴۸۲، سنن کبری للبیہقی ج ۱۰ ص ۹۳)

اسی طرح اس قاعدہ سے بعض احکام بھی مستثنیٰ ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو خطاً قتل کر دے یا اس کا قتل شبہ عمد ہو (قتل شبہ عمد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو سزا دینے کے قصد سے لاٹھی کوڑے یا ہاتھ سے ضرب لگائے اور اس کا قصد قتل کرنا نہ ہو) تو اس کی دیت عاقلہ پر لازم آتی ہے تاکہ اس کا خون رائیگاں نہ ہو اب یہاں جرم تو ایک شخص نے کیا ہے اور اس کا تاوان اس کے عاقلہ ادا کریں گے۔ عاقلہ سے مراد مجرم کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہیں جن کو عصبات کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمہ کی ایک چوب سے مارا درآنحالیکہ وہ مضروبہ حاملہ تھی اور (اس ضرب سے) اس کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے ایک عورت بنو لحیان کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کے عصبات (باپ کی طرف سے رشتہ دار) پر مقتولہ کی دیت لازم کی اور اس کے پیٹ کے بچہ کے تاوان میں ایک باندی یا ایک غلام کا دینا لازم کیا۔

(صحیح مسلم القسامہ ۳۷ (۱۶۸۲) ۴۳۱۴، سنن ابو داود ج ۴ رقم الحدیث ۴۵۶۸، سنن الترمذی ج ۳ رقم الحدیث ۱۴۱۵، سنن النسائی ج ۸ رقم الحدیث ۴۸۳۰-۴۸۲۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۶۳۳)

اسی طرح اگر مسلمانوں کے محلہ میں کوئی مسلمان مقتول پایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قاتل کون ہے؟ تو اس محلہ سے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں گے کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اور ان کے قسم کھانے کے بعد اہل محلہ پر دیت لازم آئے گی تاکہ مسلمان کا قتل رائیگاں نہ جائے اس کو قسامت کہتے ہیں یہاں بھی قتل کسی اور نے کیا ہے اور اس کا تاوان یہ محلہ والے ادا کریں گے۔ حدیث میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص یہود کی رہٹ والی زمین میں مقتول پایا گیا۔ انہوں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے یہود کے پچاس چنے ہوئے لوگوں کو بلایا اور ہر ایک سے یہ قسم لی کہ اللہ کی قسم! نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے پھر ان پر دیت لازم کر دی۔ یہود نے کہا بخدا یہ وہی فیصلہ ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں تھا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ رقم الحدیث: ۳۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ)

كِتَابُ النِّكَاحِ

یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے

نکاح کے معنی ومفہوم کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا لیکن اس لفظ کا اطلاق مجامعت کرنے اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ مجامعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے لہٰذا اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی یعنی جمع ہونا بمعنی مجامعت کرنا مراد لینا چاہئے بشرطیکہ ایسا کوئی قرینہ نہ ہو جو اس معنی کے خلاف دلالت کرتا ہو۔

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد ومعاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ نکاح کا لغوی معنی جمع کرنا اور ملانا ہے۔ جیسے عربی کی ضرب المثل ہے

انکحنا الفری فسنری

یعنی ہم نے مذکر نیل گائے اور مؤنث نیل گائے کا ملاپ کرا دیا ہے اور اب ہم دیکھیں گے کہ ان کے ہاں کیا پیدا ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ان لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے' جو کسی معاملے پر اکٹھے ہو جائیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟

لفظ "نکاح"، وطی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' کیونکہ اس میں "ملانے" کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ البتہ مجازی طور پر یہ لفظ "عقد" کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ نکاح عقد کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے:

"فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ" (النساء:۲۵)

"یعنی تم ان خواتین کے گھر والوں کی اجازت سے ان کے ساتھ عقد نکاح کرو"۔ لفظ نکاح کے وطی کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے۔

حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء:۶)

"یہاں تک کہ وہ لوگ نکاح (کی عمر) تک پہنچ جائیں"۔ یہاں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "شرح اسبیجابی" میں یہ بات تحریر ہے۔ لغت میں نکاح کا مطلب مطلق جمع (اکٹھے کرنا) ہے۔ جبکہ شریعت میں مخصوص شرائط کے ہمراہ کیا جانے والا عقد "نکاح" کہلاتا ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، ج۵، ص۳، حقانیہ ملتان)

(علیہ السلام) فرماتے ہیں، نکاح، شرعی عقد کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے وطی مراد لی جاتی ہے۔ زیادہ صحیح رائے یہ ہے: اس سے مراد حقیقت میں وطی ہوتی ہے' کیونکہ وطی کرنے میں ضم کرنے کا مفہوم حقیقت کے اعتبار سے پایا جاتا ہے' جبکہ مجازی طور پر اس سے مراد عقد ہوگا۔ نکاح سے مراد حقیقت میں عقد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اس صورت میں لفظ نکاح کو وطی اور عقد دونوں معانی کے لیے مشترک ماننا پڑے گا' اور یہ بات اصل کے خلاف ہے۔

تعریف نکاح میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء احناف میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کسی کی ذات سے حصول نفع کا مالک بنادینا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ خاص شخص صرف مخصوص عضو سے نفع حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

بعض فقہاء احناف نے یہ لکھا ہے کہ کسی شخص کو ملک متعہ کا مالک بنادینا نکاح ہے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ نکاح صرف عضو خاص نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء سے نفع حاصل کرنے کے لئے ہے۔

فقہاء شوافع میں بعض نے نکاح کی تعریف یوں کی ہے کہ نکاح ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کے ہم معنی لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے مباشرت کی ملکیت حاصل ہو اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذت معلومہ سے نفع حاصل کرے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک محض جنسی لذت کے لئے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کی قیمت واجب الادا نہیں ہوتی۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ نکاح منفعت استمتاع کے لئے ایک معاملہ ہے جس میں انکاح یا تزویج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور استمتاع سے مراد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ مرد کا خود نفع حاصل کرنا ہے۔ (مذاہب اربعہ، ج ۴، ص ۴، اوقاف پنجاب)

قرآن کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (النساء، ۳)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (کنز الایمان)

(۲) وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّکَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔ (البقرہ، ۲۳۵)

اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں۔ یا وہ زیادہ دے۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(۳) وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔ (النساء، ۶)

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

احادیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے اس کے دین اس کے مال اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے لہٰذا تم دیندار عورت کو نکاح کے لیے اختیار کرو۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ اس باب میں عوف بن مالک، عائشہ، عبداللہ بن عمرو اور ابوسعید بھی روایت ہے کہ حدیث جابر حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۷۶، مرفوع)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین، تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہئے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے۔ (صحیح بخاری، ج ۳، رقم الحدیث ۸۲)

(۳) امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے (یعنی نکاح کر لینے سے اجنبی عورت کی طرف نظر مائل نہیں ہوتی اور انسان حرام کاری سے بچتا ہے) اور جو شخص جماع کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا (یعنی جس طرح خصی ہو جانے سے جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بھی جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم)

اس خطاب عام کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فائدے

ظاہر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں، حیاء کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح کرنا۔ اس باب میں حضرت عثمان، ثوبان، ابن مسعود، عائشہ، عبداللہ بن عمر، جابر، اور عکاف سے بھی روایت ہے حدیث ابی ایوب حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۰، مرفوع)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین واخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہوگا۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۰۸۴، مرفوع)

(۶) حضرت ابوحاتم مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ مفلس ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا اگر اس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو اسی سے نکاح کرو۔ یہی الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۰۸۵، مرفوع)

اہل فقہ کے نزدیک نکاح کی اہمیت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ علامہ حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم علیه السلام الی الآن ثم تستمر فی الجنة الا النکاح والایمان

(درمختار کتاب النکاح)

" کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے "

نکاح کی شرعی حیثیت کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یونہی جبکہ اجنبی

عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا۔تو نکاح واجب ہے۔ یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔(درمختار، کتاب النکاح)

نکاح کی فقہی حیثیت کا بیان

1- حنفی مسلک کے مطابق نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہوتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر پر اور اس کے نفقہ پر قدرت حاصل نہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بجائے اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کا برتاؤ ہو گا۔

2- نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ کا غلبہ نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو، نیز مہر و نفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ نکاح نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہو گا جب کہ مہر اور نفقہ پر قادر شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

3- اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اعتدال کی حالت سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت و مجامعت کی قدرت رکھتا ہو اور مہر و نفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو۔ لہٰذا اس صورت میں نکاح نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

4- نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب کہ بیوی پر ظلم کرنے کا خوف ہو یعنی اگر کسی شخص کو اس بات کا خوف ہو کہ میرا مزاج چونکہ بہت برا اور سخت ہے اس لئے میں بیوی پر ظلم و زیادتی کروں گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے

5- نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہو یعنی اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اپنے مزاج کی سختی و تندی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کر سکتا بلکہ اس پر میری طرف سے ظلم ہونا بالکل یقینی چیز ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہو گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے نکاح کے بارے میں مختلف حالات کی رعایت رکھی ہے بعض صورتوں میں تو نکاح کرنا فرض ہو جاتا ہے بعض میں واجب اور بعض میں سنت مؤکدہ ہوتا ہے جب کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں تو حرام ہو جاتا ہے لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: وہ شخص جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور بغیر شادی کے رہنے سے اسے اپنے نفس اور دین میں ضرر و نقصان کا اندیشہ ہو اور اس نقصان سے شادی کے بغیر بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر شادی کے وجوب میں کوئی بھی

اختلاف نہیں ہے۔

اور مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں کہا ہے کہ: جسے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہو اس کے حق میں نکاح کرنا واجب ہے اس میں ایک ہی قول ہے کوئی دوسرا قول نہیں، اور یہاں پر عنت سے مراد زنا ہے اور صحیح بھی یہی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زنا سے ہلاکت میں پڑنے کو العنت کہتے ہیں۔

دوم: اس سے مراد ہے کہ اسے اپنے آپ کو محظور غلط کام میں پڑنے کا خدشہ ہو، جب اسے یہ علم ہو یا اس کا گمان ہو کہ وہ اس میں پڑ جائے گا۔ (الانصاف، کتاب النکاح، احکام النکاح، بیروت)

ملت ابراہیمی میں نکاح کا طریقہ

اسلام سے پہلے اولاد اسماعیل اور ملت ابراہیمی میں نکاح کی یہ صورت تھی کہ مرد وعورت دونوں کے بڑے جمع ہو کر اپنے اپنے خاندانی فضائل پر روشنی ڈالتے تھے اور اس کے بعد مرد اور عورت کے درمیان ایک ساتھ زندگی گزارنے کا معاملہ طے پا جاتا تھا اور مہر کی ایک رقم یا کچھ سامان مرد کے ذمہ واجب کر دیا جاتا تھا، جو وہ ادا کر دیا کرتا تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اس قدیم رسم اور قدیم طریقہ کو قائم رکھا، کیوں کہ وہ طریقہ فطری طور پر معاملات کے طے ہونے کا مناسب طریقہ تھا، البتہ آپ نے خاندانی فضائل بیان کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تعریف وثنا کے ساتھ خطبہ دینے کا سلسلہ شروع کیا، موجودہ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی تاریخی نکاح میں حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور وکیل آپ کے چچا ابوطالب تھے اور حضرت خدیجہ کے وکیل ان کے چچا عمرو بن اسد تھے اور بیس اونٹ بطور مہر مقرر ہوئے تھے۔

اولاد اسماعیل پر جب تین سو سالہ جاہلیت کا عہد مسلط ہوا تو اس دور میں معاشرہ کے اندر کچھ خرابیاں پیدا ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرابیوں کی اصلاح کر دی، آپ نے ایک طرف نکاح کی اہمیت قائم کی اور دوسری طرف نکاح کو آسان سے آسان تر کر دیا، تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی بے نکاح نہ رہے، نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کو جو کردار کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور نسل انسانی کے سلسلہ میں، جو پاکیزگی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے، وہ پیدا ہو جائے۔

زمانہ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے

شادی جو خاندانی زندگی کے قیام وتسلسل کا ادارہ ہے، اہل عرب کے ہاں اصول وضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت وعصمت اور عفت وتکریم کا کوئی تصور کارفرما نہ تھا۔ اہل عرب میں شادی کے درج ذیل طریقے رائج تھے۔

(۱) زواج البعولۃ

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا۔ اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت (خاوند ہونا) سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال ومتاع جیسی ہوتی۔

زواج البدل

بدلے کی شادی، اس سے مراد دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ تھا۔ یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل لیتے۔ اس کا نہ عورت کو علم ہوتا، نہ اس کے قبول کرنے، مہر یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصر سی مجلس میں یہ سب کچھ طے پا جاتا۔

نکاح متعہ

یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر پر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خود بخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

نکاح الخدن

دوستی کی شادی، اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی۔ یہ طریقہ آج کل مغربی معاشرے میں بھی رائج ہے۔

نکاح الضغینہ

جنگ کے بعد مال اور قیدی ہاتھ لگتے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب مباح تھا یہ عورتیں فاتح کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا چاہتا تو یونہی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کر بک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مہر یا ایجاب وقبول کی ضرورت نہ تھی۔

نکاح شغار

دو نے سٹے کی شادی۔ یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیر سرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرما دی۔

نکاح الاستبضاع

فائدہ اٹھانے کے لیے عورت مہیا کرنے کا نکاح۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تا کہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہو جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آ جاتی۔

استمائی نکاح

استمائی نکاح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس و پیش کے آ جاتے پھر وہ جسے چاہتی (پسند کرتی یا اچھا سمجھتی) اسے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

نکاح البغایا

فاحشہ عورتوں سے تعلق، یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق تھے، ایک تو یہ کہ اس میں دس سے زیادہ افراد بھی ہو سکتے تھے جبکہ نکاح رہط میں دس سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا تھا۔

مذکورہ طریقہ ہائے زواج سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ عورت کی زمانہ جاہلیت میں حیثیت مال و متاع کی طرح تھی اسے خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ (۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب النکاح، 9: 185182 (۲) بخاری، کتاب النکاح 5: 1970، رقم 4834 (۳) ابوداود، السنن، کتاب الطلاق، 2: 281، رقم: 2272 (۴) دارقطنی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۵) بیہقی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۶) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3: 120 (۷) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3: 120) (اسلام میں خواتین کے حقوق)

نکاح کی اہمیت میں اخلاقی فوائد

نکاح یعنی شادی صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن، ایک شخصی ضرورت، ایک طبعی خواہش اور صرف ایک ذاتی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ انسانی کے وجود و بقاء کا ایک بنیادی ستون بھی ہے اور شرعی نقطہ نظر سے ایک خاص اہمیت و فضیلت کا حامل بھی ہے۔ نکاح کی اہمیت اور اس کی بنیادی ضرورت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی ایسی شریعت نہیں گزری ہے جو نکاح سے خالی رہی ہو اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ ایسی کوئی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے چنانچہ ہر شریعت میں مرد و عورت کا اجتماع ایک خاص معاہدہ کے تحت مشروع رہا ہے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کا باہمی اجتماع کسی بھی شریعت و مذہب نے جائز قرار نہیں دیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہی ہیں اور اس کے شرائط و احکام میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اسلام نے جو شرائط مقرر کی ہیں جو احکام نافذ کئے ہیں اور جو قواعد و ضوابط وضع کئے ہیں اس باب سے ان کی ابتداء ہو رہی ہے۔

نکاح کے فوائد و آفات کا بیان

نکاح کا جہاں سب سے بڑا عمومی فائدہ نسل انسانی کا بقاء اور باہم توالد و تناسل کا جاری رہنا ہے وہیں اس میں کچھ مخصوص فائدے اور بھی ہیں جن کو پانچ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1- نکاح کر لینے سے ہیجان کم ہو جاتا ہے یہ جنسی ہیجان انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک ہلاکت خیز مرحلہ ہوتا ہے جو اپنے سکون کی خاطر مذہب واخلاق ہی کی نہیں شرافت وانسانیت کی بھی ساری پابندیاں توڑ ڈالنے سے گریز نہیں کرتا، مگر جب اس کو جائز ذرائع سے سکون مل جاتا ہے تو پھر یہ پابند اعتدال ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جائز ذریعہ صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے۔

2- نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے خانہ داری کا آرام ملتا ہے گھریلو زندگی میں سکون واطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور گھریلو زندگی کے اس اطمینان وسکون کے ذریعہ حیات انسانی کو فکر وعمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے۔

3- نکاح کے ذریعہ سے کنبہ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط وزبردست محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں اپنے حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے اپنا رعب داب قائم رکھتا ہے۔

4- نکاح کرنے سے نفس مجاہدہ کا عادی ہوتا ہے کیونکہ گھربار اور اہل وعیال کی خبر گیری ونگہداشت اور ان کی پرورش وپرداشت کے سلسلہ میں جدوجہد کرنا پڑتی ہے اس مسلسل جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے جو اس کے لئے دنیاوی طور پر بھی نفع بخش ہے اور اس کی وجہ سے وہ دینی زندگی یعنی عبادات وطاعات میں بھی چاق وچوبند رہتا ہے۔

5- نکاح ہی کے ذریعہ صالح ونیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے گراں مایہ سرمایہ اس کی صالح اور نیک اولاد ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیا میں سکون واطمینان اور عزت ونیک نامی کی دولت حاصل کرتا ہے بلکہ اخروی طور پر بھی فلاح وسعادت کا حصہ دار بنتا ہے۔

یہ تو نکاح کے فائدے تھے لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو نکاح کی وجہ سے بعض لوگوں کے لیے نقصان وتکلیف کا باعث بن جاتی ہیں اور جنہیں نکاح کی آفات کہا جاتا ہے چنانچہ ان کو بھی چھ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1- طلب حلال سے عاجز ہونا یعنی نکاح کرنے کی وجہ سے چونکہ گھربار کی ضروریات لاحق ہو جاتی ہیں اور طرح طرح کے فکر دامن گیر رہتے ہیں اس لئے عام طور پر طلب حلال میں وہ ذوق باقی نہیں رہتا جو ایک مجرد وتنہا زندگی میں رہتا ہے۔

2- حرام امور میں زیادتی ہونا۔ یعنی جب بیوی کے آجانے اور بال بچوں کے ہو جانے کی وجہ سے ضروریات زندگی بڑھ جاتی ہیں تو بسا اوقات اپنی زندگی کا وجود معیار برقرار رکھنے کے لئے حرام امور کے ارتکاب تک سے گریز نہیں کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن وعمل سے حلال وحرام کی تمیز بھی اٹھ جاتی ہے اور بلا جھجک حرام چیزوں کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

3- عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا۔ اسلام نے عورتوں کو جو بلند وبالا حقوق عطا کئے ہیں ان میں بیوی کے ساتھ اچھے سلوک اور حسن معاشرت کا ایک خاص درجہ ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بیوی کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوں بلکہ بدقسمتی سے چونکہ بیوی کو زیردست سمجھ لیا جاتا ہے اس لئے عورتوں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ برے سلوک وبرتاؤ بھی ایک ذاتی معاملہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، حالانکہ یہ چیز ایک انسانی اور معاشرتی بداخلاقی ہی نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر بھی بڑے گناہ کی حامل ہے اور اس سے دین ودنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

4۔ عورتوں کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنا عام طور پر شوہر چونکہ اپنے آپ کو بیوی سے برتر سمجھتا ہے اس لئے اگر بیوی کی طرف سے ذرا سی بھی بدمزاجی ہوئی تو نا قابل برداشت ہو جاتی ہے اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے فوراً چھوٹ جاتا ہے۔

5۔ عورت کی ذات سے تکلیف اٹھانا بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی بدمزاجی و بداخلاقی کی وجہ سے اپنے شوہروں کے لئے تکلیف و پریشانی کا ایک مستقل سبب بن جاتی ہیں اس کی وجہ سے گھریلو ماحول غیر خوشگوار اور زندگی غیر مطمئن و اضطراب انگیز بن جاتی ہے۔

6۔ بیوی بچوں کی وجہ سے حقوق اللہ کی ادائیگی سے باز رہنا یعنی ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو اپنی گھریلو زندگی کے استحکام اور بیوی بچوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ ساتھ اپنی دینی زندگی کو پوری طرح برقرار رکھتے ہوں جب کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے بیوی بچوں اور گھر بار کے ہنگاموں اور مصروفیتوں میں پڑ کر دینی زندگی معطل و بے عمل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ ز عبادات وطاعات کا خیال رہتا ہے نہ حقوق اللہ کی ادائیگی پورے طور پر ہو پاتی ہے۔

نکاح کے ان فوائد و آفات کو سامنے رکھ کر اب یہ سمجھئے کہ اگر یہ دونوں متقابل ہوں یعنی فوائد و آفات برابر، برابر ہوں، تو جس چیز سے دین کی باتوں میں زیادتی ہوتی ہو اسے ترجیح دی جائے مثلاً ایک طرف تو نکاح کا یہ فائدہ ہو کہ اس کی وجہ سے جنسی ہیجان کم ہوتا ہے اور دوسری طرف نکاح کرنے سے یہ دینی نقصان سامنے ہو کہ عورت کی بدمزاجی پر صبر نہیں ہو سکے گا تو اس صورت میں نکاح کرنے ہی کو ترجیح دی جائے کیونکہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ چیز عورت کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنے سے کہیں زیادہ دینی نقصان کا باعث ہے۔

نکاح کرنے کا مستحب طریقہ

1۔ اعلانیہ ہونا۔ 2 نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو۔ 3 مسجد میں ہونا۔ 4 جمعہ کے دن۔ 5 گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6 عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور 7 چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں بیش ہو (درمختار) حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الفتح)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کر لے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بدخلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی

جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کر دے۔

یہ مستحبات نکاح بیان ہوئے، اگر اس کے خلاف نکاح ہو گا تب بھی ہو جائے گا۔ ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا الٹ بھی ہو سکتا ہے۔

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو چاہئے کہ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات کی اور عادات واطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبیعت و مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی و کشیدگی کا باعث بن جائے۔

یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات خوش سلیقگی و آداب حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو اور مرد کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ وہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کو نکاح سے پہلے دیکھ لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے گا۔ (ردمحتار، کتاب النکاح)

مستحب ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے گا اور نکاح کی مجلس اعلانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ واحباب نیز بعض علماء وصلحا بھی شریک ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ نکاح پڑھانے والا نیک بخت و صالح ہو اور گواہ عادل و پرہیزگار ہوں۔

بَابُ ذِكْرِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي النِّكَاحِ وَاَزْوَاجِهِ وَمَا اَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَظَرَهُ عَلٰى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيهًا لِفَضِيْلَتِهِ .

یہ باب ہے کہ نکاح اور ازواج کے معاملے میں نبی اکرم کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مباح قرار دیا اور ان کی بزرگی میں اضافے اور فضیلت پر متنبہ کرنے کے لیے آپ کو اپنی دیگر مخلوق پر فوقیت دی

3196- اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ مَيْمُوْنَةُ اِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ مَعَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ

3196-اخرجه البخاري في النكاح، باب كثرة النساء (الحديث 5067) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 51 و 52) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، القسم للنساء (الحديث 38) . تحفة الاشراف (5914)

تَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَّوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا .

✧✧ عطاء بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن عباس ﷠ کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ ﷞ کے جنازے میں ''سرف'' کے مقام پر شریک ہوئے۔ حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: یہ سیدہ میمونہ ﷞ ہیں جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو آرام سے اٹھانا اسے جھٹکا نہ دینا۔

نبی اکرم ﷺ کی نو (9) ازواج مطہرات ﷞ تھیں جن میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔

باری مقرر کرنے سے متعلق فقہی احکام کا بیان

ہر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ شب باشی کے لئے نوبت باری مقرر کرنا واجب ہے یعنی ان کے پاس باری باری سے جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1- جب باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے ہاں شب باشی جائز نہیں ہے مثلاً جس رات میں جس بیوی کے ہاں جانا ہو اس رات میں دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔

2- ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لئے تیار ہوں تو جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں ایک سے زائد بیویوں سے جماع کیا ہے تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا یا یہ کہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں کی اجازت حاصل تھی اس کے علاوہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ باری مقرر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم اور اپنی عنایت سے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں رہنے کی باری مقرر کر دی تھی۔

3- سفر کی حالت میں بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی بیوی کی باری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اس کا انحصار خاوند کی مرضی پر ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ سفر میں لے جائے اگرچہ بہتر اولیٰ یہی ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے اور جس کا نام قرعہ میں نکلے اس کو سفر میں ساتھ رکھے۔

4- مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر حق ہوتا ہے اور وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے اور مدت ایلاء کے بقدر یعنی چار چار مہینہ تک جماع نہ کرنا خاوند کے لئے مناسب نہیں ہے ہاں اگر بیوی کی مرضی سے اتنے دنوں جماع نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہر بیوی کے ہاں ایک ایک رات اور ایک ایک دن رہنا چاہئے لیکن برابری کرنا رات ہی میں ضروری ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے ہاں مغرب کے فوراً بعد چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں عشاء کے بعد گیا تو اس کا یہ فعل برابری کے منافی ہوگا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے باری کے حکم کو ترک کیا۔

کسی بیوی سے اس کی باری کے علاوہ یعنی کسی دوسری بیوی کی باری میں) جماع نہ کرے اسی طرح کسی بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی رات میں نہ جائے ہاں اگر وہ بیوی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے بلکہ اگر اس کا مرض شدید ہو تو اس کی باری کے علاوہ بھی اس کے پاس اس وقت تک رہنا جائز جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو یا اس کا انتقال ہو جائے لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اور تیمارداری اور غم خواری کے لئے نہ ہو اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں ہو تو وہ اپنی ہر بیوی کو اس کی باری میں بلاتا رہے۔ (درمختار، کتاب نکاح، بیروت)

عورت کا اپنے بعض حقوق کو ساقط کر کے مرد سے صلح کر لینا

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر عورت کو متعدد قرینوں سے معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر اس کی طرف رغبت نہیں کرتا مثلاً وہ اس کے ساتھ محبت آمیز سلوک نہ کرے اس کی ضروریات کا خیال نہ رکھے اس سے بات چیت کم کرے یا بالکل نہ کرے نہ اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے خواہ اس کی وجہ اس کی بدصورتی ہو یا وہ زیادہ عمر کی ہو یا اس کے مزاج میں شوہر کے ساتھ ہم آہنگی نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے شوہر کے معیار کی نہ ہو یا جہیز کم لائی ہو اور اب عورت کو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہی صورت حال رہی تو شوہر اس کو طلاق دے کر الگ کر دے گا اور عورت یہ چاہتی ہو نہ نکاح کا بندھن قائم رہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے بعض حقوق کو ساقط کر دے اور شوہر کو طلاق دینے منع کرے مثلاً وہ اس کو دوسری شادی کی اجازت دے دے اور اگر اس کی دوسری بیوی ہو جس سے شوہر کو دلچسپی ہو تو اپنی باری ساقط کر دے یا اس کا خرچ جو شوہر کے ذمہ ہے اس کو ساقط کر دے اور اس طرح شوہر کے ساتھ صلح کر لے شوہر اپنی پسند کی بیوی کے ساتھ وقت گزارے گا اور وہ مطلقہ ہونے سے بچ جائے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دے دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیں مجھے نکاح میں برقرار رکھیں۔ اور میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں آپ نے ایسا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: تو ان دونوں پر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح کرنا بہتر ہے۔ (النساء: ۱۲۸) حضرت ابن عباس نے فرمایا شوہر اور بیوی جس چیز پر صلح کر لیں وہ جائز ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۵۱)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں ایک

شخص کے نکاح میں کوئی عورت ہوتی وہ اس عورت سے زیادہ فائدہ حاصل نہ کرتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا تو وہ عورت کہتی میں اس معاملہ میں تمہارے لیے فلاں چیز کی اجازت دیتی ہوں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ امام نسائی نے اس میں یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ وہ عورت کہتی تم مجھے طلاق نہ دو مجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھو اور میں اپنا خرچ اور اپنی باری تم سے ساقط کرتی ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۲۰۱ ... سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث ...)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور دلوں میں مال کی حرص رکھی گئی ہے۔ اور اگر تم نیک کام کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔ (النساء: ۱۲۸)

صلح کرنے کے لیے اپنے بعض حقوق کو چھوڑنا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت اور طبیعت کا بیان فرمایا ہے کہ وہ فطرتاً بخل پر حرص کرتا ہے عورتیں اپنے حقوق پر حریص ہیں وہ چاہتی ہیں کہ ان کو اپنی باریوں سے حصہ ملتا رہے اور ان کو رہائش کھانے اور کپڑوں کا خرچ ملتا رہے اور شوہر ان کے ساتھ خوشگوار عائلی زندگی گزارے اور ان کا پورا مہر ادا کرے اور طلاق کی صورت میں عدت کا خرچ اٹھائے اسی طرح مرد مال کو اپنے پاس رکھنے پر حریص ہوتے ہیں وہ اپنی پسند کی بیوی کے پاس زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہیں اور جو بیوی ناپسند ہو اس کو طلاق دے کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مہر معاف کرالینا چاہتے ہیں سو دونوں میں سے ہر فریق اپنا حق زیادہ سے زیادہ لینا چاہتا ہے اور دوسرے کا حق کم سے کم دینا چاہتا ہے لیکن صلح کرنے کے لیے ہر فریق کو اپنے کچھ حقوق چھوڑنے پڑتے ہیں اور دوسرے فریق کو کچھ حقوق دینے پڑتے ہیں ہر چند کہ دلوں میں حرص رکھی گئی ہے لیکن صلح کرنے کے لیے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہونا ناگزیر ہے۔ جیسا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہونا نہیں چاہتی تھیں اور ان کو معلوم تھا کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہبہ کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کو طلاق نہ دیں۔

اپنا حق کسی دوسرے کو ہبہ کر دینے کا بیان

3197 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ يُصِيبُهُنَّ إِلَّا سَوْدَةَ فَإِنَّهَا وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ .

◇◇ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی نو ازواج تھیں۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے ہاں (رات کے وقت) رہا کرتے تھے صرف سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نہیں رہتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنا مخصوص دن اور مخصوص رات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھیں۔

3197- انفرد به النسائي ۔ تحفة الأشراف (5950) ۔

شرح

حضرت سودہ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس تھا پہلے ان کی شادی حضرت سکران کے ساتھ ہوئی تھی یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی ایام میں اسلام لے آئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جب ان کے خاوند حضرت سکران کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مکہ میں ان سے نکاح کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان کے نکاح کے بعد ہوا۔ حضرت عمر یا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی پیش کش کو واپس لے لے۔

ازواج مطہرات اور رشک کا بیان

3198- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج رضی اللہ عنہن کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے' آپ کی اس وقت نو ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔

3199- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَقُوْلُ اَوَتَهَبُ الْحُرَّةُ نَفْسَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ.

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مجھے ان خواتین پر بہت غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سے نکاح کے لئے) پیش کر دیتی تھیں' میں یہ کہا کرتی تھی' کیا کوئی آزاد عورت اپنے آپ کو (نکاح کے لئے) پیش کر سکتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''تم ان خواتین میں سے جسے چاہو پیچھے کر دو اور جنہیں چاہو اپنے پاس جگہ دے دو (یعنی ان کے ساتھ نکاح کر لو)''۔

3198-اخرجه البخاري في الغسل، باب الجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره (الحديث 284)، وفي النكاح، باب كثرة النساء (الحديث 5068)، و باب من طاف على نسائه في غسل واحد (الحديث 5215) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طواف الرجل على نسائه في الليلة الواحدة (الحديث 148) . تحفة الاشراف (1186) .

3199-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء و من ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك) (الحديث 4788) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 49) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، باب قول الله جل ثناؤه: (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء) (الحديث 41)، و في التفسير - سورة الاحزاب، قوله تعالى (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء) (الحديث 431) . تحفة الاشراف (16799) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کے پروردگار کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی خواہش بہت جلدی پوری کرتا ہے۔

ازواج مطہرات کے حالات زندگی کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر انکا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا، اور لوری بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آکر اقامت کی، عبدالدار بن ابن قصی کے جوان کے ابن عم تھے، حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے 15 سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، (طبقات ابن سعد ج8) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ (اصابہ ج8 ص60) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ کا نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج2 ص378) ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضا ص81 ج1 ق1)

تجارت کا بیان

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھی جسکا کوئی نگران نہ تھا تاہم اپنے اعزہ کو مال تجارت دیکر بھیجتی تھیں، ایک وقت مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تمکو خدیجہ (رضی اللہ عنہ) سے جا کر ملنا چاہیے، انکا مال شام جائے گا۔ بہتر ہے کہ تم بھی ساتھ لے جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمھارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپکے حسن معاملت، راست بازی، صدق ودیانت اور پاکیزہ اخلاق کا چرچا عام تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فورا پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اسکا مضاعف دونگی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر میسرہ (غلام خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ بصری تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع سال ہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا، (طبقات ج ا ق ا ص81) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

در مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہبا نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے، اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ نے کہا اپنے بھتیجے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سنو، بولے ابن الاخ تو نے کیا دیکھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمہاری وزنی مدد کرونگا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔ (صحیح بخاری ج اص 3،2)

اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھا کرتے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپکے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں، ابن سعد کہتے ہیں۔ (طبقات ج 8 ص 10)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کیے۔ عفیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے صبح کے وقت ایکدن کعبہ کی طرف نظر تھی۔ دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی، نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے، تو عفیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جوابدیا، ہاں، پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے، یہ دوسرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے، میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اسکا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے، دنیا میں جہاں تک مجھکو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں، (ایضاً ص 10، 11)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں، درایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں، روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طریق ہیں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے، بغوی، ابویعلی اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، حاکم، ابن خثیمہ، ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا۔ اوپر گزر چکا ہے۔ کہ آغاز نبوت میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھکو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا "آپ متردد نہ ہوں، خدا آپکا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی دی، استیعاب میں ہے، (طبقات ج 2 ص 740) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کتاب النکاح

کے پاس آ کر ختم ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں، "سن 7 نبوی میں جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ تدبیر سوچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہوئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں، سیرت ابن ہشام میں ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص 192)

اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابو طالب میں تھیں، "تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا۔ تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا، اتفاق سے ابو البختری کہیں سے آ گیا، وہ اگرچہ کافر تھا، لیکن اس کو رحم آیا، ابو جہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لیے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے، (ایضا)

وفات کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں اور 11 رمضان سن 10 نبوی (ہجرت سے تین سال قبل (بخاری ج ۱ ص 551) انتقال کیا، اس وقت ان کی عمر 64 سال 6 ماہ کی تھی، چنانچہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے، اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 11) اور زیارت گاہ خلائق ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا، اور وہ نہایت بیرحمی و بیباکی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے، اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے۔

اولاد کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی، ابو ہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے، جنکے نام ہالہ و ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اسکا نام بھی ہند تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں! نام حسب ذیل ہیں، (زرقانی جلد 3 ص 221)

(1) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انہی کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے، صغر سنی میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔

(2) حضرت زینب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، (3) حضرت عبد اللہ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (4) حضرت رقیہ

(5) حضرت ام کلثوم (6) حضرت فاطمہ زہرا، اس سب میں ایک ایک سال کا چھوٹا بڑا پایا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں، اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا یعنی صاحب ثروت تھیں، اس لیے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا، وہ انکو کھلاتی و دودھ پلاتی تھیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں، وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کے قریب تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوانبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

فضائل ومناقب کا بیان

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی، کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں نور الہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں، جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کردی تھی، چنانچہ مسند ابن حنبل میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "بخدا میں کبھی لات وعزیٰ کی پرستش نہ کرونگا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجیے، عزیٰ کو جانے دیجیے، یعنی انکا ذکر نہ کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے، ابن ہشام میں ہے، "وہ اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیر کار تھیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور دولت وثروت کے جو انکو حاصل تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کرتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لارہی ہیں۔ آپ انکو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجیے، (صحیح بخاری ج ا ص 539) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے سخت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو آزاد کرایا، اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کی بجائے شہنشاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپکا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھکو جس قدر ان پہ رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو ان کی محبت دی ہے، (صحیح مسلم ج2 ص 333،) ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور استیذ ان کے

قاعدے سے اُ آنے کی اجازت مانگی، ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی آپ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آ گئیں اور آپ جھجک اٹھے، اور فرمایا" کہ ہالہ ہونگی۔" حضرت عائشہ بھی موجود تھیں انکو نہایت رشک ہوا، بولیں کہ "آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں، جو مر چکیں، اور خدا نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں،" صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی، اور میری اولاد ان ہی سے ہوئی۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ "عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران ہے اور پھر عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں" "ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ آئیں تو فرمایا۔ "انکو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجیے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور وغل اور محنت ومشقت نہ ہوگی۔"

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

سودہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی، ماں کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، انکا پورا نام و نسب یہ ہے، سشموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجا۔

نکاح کا بیان

سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے جو ان کے والس کے ابن عم تھے، شادی ہوئی،

قبول اسلام کا بیان

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بنا پر انکو قدیم السلام ہونے کا شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے، لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو ان میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں، اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت پریشان و غمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ہاں، گھربار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپ کے ایما سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے والد کے پاس گئیں، اور جاہلیت کے طریقہ پر اسلام کیا، انعم صباحا، پھر نکاح کا پیغام سنایا، انہوں نے کہا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شریف کفو ہیں، لیکن سودہ رضی اللہ عنہ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہ کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبداللہ بن زمع (حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور انکو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ انکو افسوس آتا تھا۔ (زرقانی ج 3 ص 261)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا نکاح رمضان سن دس نبوی میں ہوا، اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے، اسلیئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے، ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج 8 ص 36-37-38-39، زرقانی ج 3 ص 360)

بعض روائتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا ان سے بیان کیا تو بولے کہ شائد میری موت کا زمانہ قریب ہے، اور تمھارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف بحرف پورا ہوا۔ (زرقانی ج 3 ص 260، طبقات ابن سعد ج 8 ص 38، 39۔)

عام حالات کا بیان

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو لے کر آئیں، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں،

سن دس ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھیں، چونکہ وہ بلند و بالا و فربہ اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل انکو چلا جانا چاہیے، کیونکہ انکو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی، (صحیح بخاری ج 1 ص 228)

وفات کا بیان

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا، فرمایا کہ جسکا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہرہ معنی سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا تھا، (طبقات ج 8 ص 37) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصد سخاوت وفیاضی تھی، بہرحال واقدی نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا سال وفات 54 ہجری بتایا ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 37، 39) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ

خلافت میں انتقال کیا۔ (اسد الغابہ ... باب النساء تہذیب ... حالات سودہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن 23 ہجری میں وفات پائی ہے اس لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال 22 ہجری ہوگا جس میں یہی روایت ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (زرقانی ج3 ص 262) اور اس کو امام بخاری، ذہبی، جزری ابن عبدالبر، خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جسکا نام عبدالرحمٰن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ (زرقانی ج2 ص 260)

حلیہ کا بیان

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بلند بالا نہ تھا، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جس نے انکو دیکھ لیا، اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ (صحیح بخاری ج3 ص 707) زرقانی میں ہے کہ انکا ذیل الا با تھا (زرقانی ص3 ص 459۔)

فضل وکمال کا بیان

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے،

اخلاق کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ (طبقات ج8 ص 37) سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

اطاعت وفرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے ممتاز تھیں، آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، (زرقانی ج3 ص 291) چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں، اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھونگی، (طبقات ج8 ص 38)

سخاوت وفیاضی بھی انکا ایک اور نمایاں وصف تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا، اس میں کیا ہے؟ بولا درہم، بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہکر اسی وقت سبکو تقسیم کر دیا، (اصابہ ج8 ص 118) وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں، (ایضاً ص 65 حالات سودہ)

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئیں تھیں لیکن چونکہ انکا

ن بہت زیادہ تھا۔ اس لیے جب بوڑھی ہوگئیں تو انکو سوءظن ہوا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں، اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں، اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی،

(صحیح بخاری و مسلم (کتاب النکاح جو زوجہ و نوبہا من جا)

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بیحد معترف تھیں، لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں،

ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لیے صحرا کو جارہی تھیں، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا قد نمایاں تھا، انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے، اس لیے بولے سودہ رضی اللہ عنہ تمکو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار ہوا،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج 1 ص 26)

بایں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں، کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھکو نکسیر پھوٹنے کا شبہہ ہوگیا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی، آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے، (سعد ج 8 ص 37)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آرہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہ یہ سنکر گھبرا گئیں، ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے، قریب تھا، فوراً اس کے اندر داخل ہوگئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ ہنستی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی، آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے، یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہ باہر آئیں۔ تو مکڑی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا، اس کو باہر آکر صاف کیا، (اصابہ ج 8 ص 6) (میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سند اضعیف ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا، ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے بارسال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں، صدیق اکبر کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئیں، اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے

والدین کو پہچانا انکو مسلمان پایا، (بخاری ج1 ص252)

حضرت عائشہ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا، وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی، وائل کے بھائی افلح، حضرت عائشہ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں، (ایضاً ص320) رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا، (ایضاً ص361)

نکاح کا بیان

تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں، لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا،

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خولہ کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا، پانچ سو درہم مہر قرار پایا، یہ سن دس نبوی کا واقعہ ہے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں،

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا، عطیہ رضی اللہ عنہا اسکا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں، ان کی انا آئی اور انکو لے گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھا دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو کچھ خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا"۔ (طبقات ابن سعد ج8 ص40)

نکاح کے بعد مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تین سال تک رہا، سن تیرہ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ اور اہل وعیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں، اشتداد مرض سے سر کے بال جھڑ گئے، (صحیح بخاری، باب الہجرۃ) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی، انکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئیں، انہوں نے منہ دھویا بال درست کیئے گھر میں لے گئیں انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی، تھوڑی دیر کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، (صحیح بخاری تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا وسیرۃ النبی جلد2) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی 1) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے حیرت سے کہا" کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے" لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انت اخی فی الاسلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو 2) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات کا بیان

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں (بخاری ج2 ص581)

غزوہ بنی مصطلق میں کہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں، واپسی میں انکا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلے کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ پریشان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، "اے آل ابو بکر رضی اللہ عنہ! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو۔"

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہے، کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ "بالکل افترا ہے" اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سن نو ہجری میں تحریم اور ایلاء و تخییر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے، ازواج مطہرات گو شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جنس سے ممتاز ہو گئیں تھیں۔ تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو گئی تھی، خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اسکا ادنیٰ حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لیے کافی ہو سکتا ہے، ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر قناعت کا جام لبریز ہو جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں، اور توسیع نفقہ کا تقاضہ ہے، دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے، لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دینگے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی، کہ آپ

نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ نے بالا خانے پر تنہا نشینی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ نے فرمایا "نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالا خانہ سے اتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھیں، بولیں "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا، ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں، "ارشاد ہوا" مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی، اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرما دیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمکو رخصتی جوڑے دیکر عزت واحترام کے ساتھ رخصت کر دوں، اور اگر تم خدا اور رسول اور ابدی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں، آپ نے انکو ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا، انہوں نے کہا "میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں، "تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جوابدیا۔ (صحیح بخاری (جلد 2 ص 793) صحیح مسلم الایلاء)

ربیع الاول سن گیارہ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تیرہ دن علیل رہے، جن میں آٹھ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی، خلق عظیم کی بنا پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہونگا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا، ازواج مطہرات نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں، ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا، حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں بازو تھام کر بمشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا، "عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا، جاؤ انکو خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔"

(مسند ابن حنبل ج 6 ص 49)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپ پر غشی طاری ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیھم اور کبھی یہ فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلی وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جما دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے

زم کی، اور خدمت اقدس میں پیش کی، آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخر یہ یہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ نے منہ میں لگایا۔"

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتہً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھ تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالم اقدس میں پرواز کر گئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا، اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپردخاک کی گئی۔ چونکہ ازواج مطہرات کے لیے خدا نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 48 سال بیوگی کی حالت میں بسر کیئے، اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن وحدیث کی تعلیم تھا، جسکا ذکر آئندہ آئے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو برس بعد سن تیرہ ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے جس قدر حضرت عائشہ کی دلجوئی کی وہ خود اسطرح بیان فرماتی ہیں۔ "ابن خطاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیئے، (مستدرک حاکم ج4 ص78) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وظیفہ بارہ ہزار تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، (مستدرک)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ جا کر انکو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے، جمل اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں، اور ان نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی، اسلیئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگئی، یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہمیشہ اسکا افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضہ نبوی میں آپکے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ازواج کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپکے بعد ایک جرم (کتاب الجنائز ومستدرک حاکم جلد4 ص8) کیا ہے" ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو۔" تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا، (طبقات ابن سعد ص59 جز ثانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں، بلکہ ...
انہوں نے جو تقریریں کی ہیں، وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں، ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

لوگو! خاموش، تم پر میرا مادری حق ہے، مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سوا اس شخص کے جو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے، مجھ ...
الزام نہیں دے سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے، میں آپ کی محبوب ترین بیوی ...
خدا نے مجھکو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب تم پر خدا نے تیمم ...
نازل فرمایا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا، نبی ...
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے ...
ڈولنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لیے، جس نے نفاق کی باگ روک دی، جس نے ارتداد کا سرچشمہ ...
خشک کر دیا، جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی، تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کیے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش ...
برآواز تھے۔ اس نے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا، دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا، جو پانی سے سیراب ہو ...
چکے تھے، انکو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے انکو گھاٹ پر لے آیا، اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انکو دوبارہ پانی پلایا جب وہ نفاق ...
سر کچل چکا، اور اہل شرک کے لیے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے ...
لیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے، جس ...
میں پامال کرنا چاہتی ہوں، جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لیے۔"

(عقد الفرید باب الخطب ... جمل ج ۲ ص ۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان ابن ثابت رضی ...
اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے، ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوئے تھے، امام بخاری نے ادب ...
المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا، اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس اشعار تھے، کعب ...
کے علاوہ انکو دیگر جاہلیت اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے، جنکو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں چنانچہ ...
احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں، بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں، چنانچہ ان کے دامن تربیت ...
میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے، اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جنکو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا، وہ حسب ...
ذیل ہیں،

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو سلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، عمرۃ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، معاذۃ عدویہ

اخلاق عادات کا بیان

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگرچہ خودستائی ناپسند تھی تاہم خوددار تھیں، شجاعت و دلیری بھی انکا خاص جوہر تھا۔

انکا سب سے نمایاں وصف جود و سخا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا، ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا، اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا، (مستدرک حاکم ج4 ص13)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان کے متبنی فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب انکا ہاتھ روکنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے انکا غصہ فرو ہوا، (صحیح بخاری باب مناقب قریش)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے، اور مجھکو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں، رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں، ذکوان انکا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں، غلاموں پر شفقت کرتیں، اور انکو خرید کر آزاد کرتی تھیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے، (شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

حفصہ نام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے، (حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی ہمشیرہ تھیں، اور خود بھی صحابیہ تھیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بھائی بہن ہیں۔ حضرت حفصہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے،

نکاح کا بیان

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا۔ جو خاندان بنو سہم سے تھے،

اسلام کا بیان

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں،

ہجرت اور نکاح ثانی کا بیان

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوہ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر انہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی، عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی، اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے کہا میں اس پر غور کرونگا، چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی، تو انہوں نے صاف انکار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا، اس کے بعد خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا، تو تمکو ناگوار گزرا، لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ذکر کیا تھا اور میں انکا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لیے آمادہ تھا، (صحیح بخاری ج 2 ص 571 اصابہ ج 8 ص 51)

وفات کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان سن پنتالیس ہجری میں مدینہ میں انتقال کیا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا، اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ جمادی الاول سن 41 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 59 سال کا تھا۔ لیکن اگر سن وفات 45 ہجری قرار دیا جائے۔ تو ان کی عمر 63 سال کی ہوگی، ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا، یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن 27 ہجری میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے، اس کو صدقہ کر کے وقف

کردیا، (زرقانی ج3 ص271)

اولاد کا بیان

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل وکمال کا بیان

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں، اور وہ ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت
ابوعبید رضی اللہ عنہ (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب ابی وادعہ، ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن
حارث بن ہشام، (ایضا)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں منقول ہیں، (ایضا) جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں،

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب
بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہونگے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے "تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہو
گا" آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔ "پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دینگے اور ظالموں کو اس پر زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ
دینگے" (مسند ابن حنبل ج6 ص285)

اسی شوق کا اثر تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر
آتا تھا، ایکدن وہ گھر میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھلا دو، (ایضا ص281)

اخلاق کا بیان

وہ (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا) صائم النہار اور قائم الیل ہیں۔" (اصابہ ج8 ص52)

دوسری روایت میں ہے۔ انتقال کے وقت تک صائم رہیں۔ "اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں، جنگ صفین کے بعد
جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھکر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حفصہ رضی
اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمھارا کوئی فائدہ نہیں، تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے، کیونکہ لوگوں کو تمھاری رائے کا انتظار ہوگا،
اور ممکن ہے کہ تمھاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ (صحیح بخاری ج2 ص589)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا، دجال کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
علامتیں بتائی تھیں، اس میں بہت سی موجود تھیں، اس سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایکدن راہ میں ملاقات ہوگئی، انہوں نے
اس کو بہت سخت سست کہا، اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہ کو خبر
ہوئی تو بولیں، تمکو اس سے کیا غرض، تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اسکا غصہ

ہوگا۔(مسند ج6 ص283۔مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیاد)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں ذرا تیزی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی دوبدو گفتگو کرتیں، اور برابر کا جواب دیتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "ہم لوگ جاہلیت میں عورت کو ذرا بھی وقعت نہ دیتے تھے، اسلام نے انکو درجہ دیا، اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں، تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی، ایک دن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھکو رائے دی، میں نے کہا، "تمکو رائے و مشورہ سے کیا واسطہ" بولیں، "ابن خطاب تمکو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برابر کا جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں،" میں اٹھا اور حفصہ کے پاس آیا، میں نے کہا "بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہو" بولیں "ہاں ہم ایسا کرتے ہیں" میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) کی ریس نہ کرو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔

(بخاری ج2 ص کتاب التفسیر و فتح الباری ج8 ص504)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ مجھکو حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ "تم یہودی کی بیٹی ہو" آپ نے فرمایا حفصہ (رضی اللہ عنہا) خدا سے ڈرو، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا "تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ (رضی اللہ عنہا) تم پر کس بات میں فخر کرسکتی ہے۔" (ترمذی باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہن بھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا، کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہوسکتی ہو، میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں جو تقریب نبوی میں دوش بدوش تھے، اس بنا پر حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں۔ چنانچہ واقعہ تحریم جو سن نو ہجری میں پیش آیا تھا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا، ایک دفعہ کئی دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے، جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آگیا تھا، انہوں نے آپ کو پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت مقررہ سے دیر ہوگئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، (مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں) (مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوتی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ

دیں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔(صحیح بخاری ج2 ص29)

"اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟" کبھی کبھی، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) میں باہم رشک ورقابت کا اظہار ہو جایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو عائشہ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے، ایکدن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تا کہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں،"خداوندا! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔" (صحیح بخاری (و سیرۃ النبی جلد دوم) یہ حضرت حفصہ سے رقابت کا اظہار نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ پسند کرتے تھے اس سے محرومی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کی بجائے حضرت حفصہ کو حضور کی مرضی کے خلاف اونٹ پر بٹھانا تھا۔ از صحیح امداد اللہ انور)

میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا بیوہ ہوئیں، اور ادھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کی۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (مفہوم) حفصہ کو وہ ملے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کو وہ ملے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کر دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

نکاح کا بیان

باپ نے ان صفت کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج2 ص378)

ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضا ص81 ج1 ق1)

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ، چونکہ

اور وہ مسکینوں کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسلیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح کرلیا، نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ انکا انتقال ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی، اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر 30 سال کی تھی۔ (اصابہ ج8 ص95،94)(سیر الصحابیات جلد دوم)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ بنو فراس سے تھیں اور انکا سلسلہ نسب یہ ہے، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ،

ابوامیہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیّر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لیے زادالراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ (اصابہ ج8 ص240) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہی کی آغوش تربیت میں نہایت ناز ونعمت سے پرورش پائی۔

نکاح کا بیان

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں، اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا،

اسلام کا بیان

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں،

ہجرت حبشہ کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کرکے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی، ہجرت میں انکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کرکے مدینہ آئیں۔

ہجرت مدینہ کا بیان

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (انکا بچہ سلمہ

بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اس لیے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ انکو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اور یہ اپنے گھر واپس آ گئیں تھیں (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چھین لے گئے) اس لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں۔ سات آٹھ دن تک یہی حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایکدن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو اسکا دل بھر آیا گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ "اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اسکا بچہ اس کے حوالے کر دو۔" روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا، تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے؟" کہا "مدینے کا" پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے، کہا "خدا اور یہ بچہ۔" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں" یہ کہکر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر پرے ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا۔ مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں" یہ ادھر روانہ ہوئیں، اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا، (زرقانی ج3 ص272، 273)

قبا پہنچیں تو لوگ انکا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو انکو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفا کی عورتیں اسطرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں، ابوامیہ قریش کے چونکہ نہایت مشہور اور معزز شخص تھے، اسلیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ (مسند ابن حنبل ج6 ص307)

وفات ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات کا بیان

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہ سوار تھے، بدر اور احد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں چند زخم کھائے، جنکے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی سن چار ہجری میں انکا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ (زرقانی ج3 ص273) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کہرام مچا تھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو، اور یہ کہو کہ خداوندا! ان سے بہتر انکا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھائی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں

کے مستحق تھے، وفات کے وقت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں، اوران کی مغفرت کی دعا مانگی،

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں 1)) میں سخت غیور ہوں۔ 2)) صاحب عیال ہوں 3)) میرا سن زیادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زحمتوں کو گوارہ فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہو سکتا تھا؟ اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمر تھا) کہا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کراؤ۔ (سنن نسائی ص 511) شوال سن چار ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا، خداوند تعالی نے اس کو ابدی مسرت میں تبدیل کر دیا، سنن ابن ماجہ میں ہے،

جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جسکو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے تو میں نے دعا شروع کی اور جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا! مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا ہے لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دو چکیاں، گھڑا، اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی، عنایت فرمایا، یہی سامان اور بیبیوں کو بھی عنایت ہوا تھا، (مسند ج6 ص295)

بہت حیادار تھیں، ابتدا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کو گود میں بٹھا لیتیں، آپ یہ دیکھ کر واپس جاتے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے، اور لڑکی کو چھین لے گئے، (ایضا)

لیکن بعد میں یہ بات ختم ہو گئی، اور جسطرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں، نکاح سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا رشک ہوا، ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے "یعنی مجھکو سخت غم ہوا،" (ج8 ص24)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بیحد محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر جب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا، تو انہوں نے حضرت ام سلمہ کو ہی اپنا سفیر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ، سودہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں، دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیہ بھیجتے تھے، حضرت ام سلمہ کی جماعت نے ان سے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کی خواہاں

ہیں، اس بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسکے بھی مکان میں ہوں۔ لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا، تیسری مرتبہ کہا "ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ، کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے، جسکے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو۔ (صحیح بخاری ج1 ص532) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔"

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب باش ہوتے تو انکا بچھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) (مسند ج6 ص322)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا بہت خیال رکھتی تھیں، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں، دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انکو آزاد کیا تو اس شرط پر کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی (ایضاً ص316)

عام حالات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں، غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں، تاہم اس قدر قریب تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اسطرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا "(افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" (ایضاً ص289)

محاصرہ بنو قریظہ سن پانچ ہجری میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تم لوگ قتل ہو جاؤ گے لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟" فرمایا "ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی" عرض کی "تو کیا میں انکو یہ مژدہ سنا دوں" فرمایا "ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا "ابولبابہ مبارک ہو تمھاری توبہ قبول ہو گئی،" اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (زرقانی ج2 ص153 وابن سعد ج2 ق1 ص54)

اسی سن میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے اعزہ واقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں، اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے، اس لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایکدن آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا، "ان سے فرمایا،" ان سے پردہ کرو "بولیں" وہ تو نابینا ہیں "فرمایا" تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو" (مسند ج6 ص296)

صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صلح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا، (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے تحت خلاف تھیں اس لیے تمام لوگ رنجیدہ اور غم سے بیتاب تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے عرض کی "آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں" آپ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایکدوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا،
(صحیح بخاری ج6 ص380)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں انکو کس درجہ کمال حاصل تھا، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کرسکتی۔ (زرقانی ج3 ص272)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں، مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کڑکڑاہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی، (استیعاب ج2 ص803)

سن نو ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں، ان سے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا،
(صحیح بخاری ج2 ص730)

عمر رضی اللہ عنہ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔"

چونکہ جواب نہایت خشک تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہوگئے اور اٹھ کر چلے آئے، رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے،

حجۃ الوداع میں جو سن دس ہجری میں ہوا۔ اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں، تاہم ساتھ آئیں، نبہا (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہوسکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہوجاتا ہے، (مسند ج6 ص308، ص289)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر ہو، تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر و چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، (صحیح بخاری ج1 ص219، 220)

سن 11 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ کو دیکھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، ایکدن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں، (طبقات ج2ق2ص13) ایکدن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارہ نہ تھی، آپ نے انکار فرمایا، لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے دوا پلادی (صحیح بخاری ج2ص641 طبقات ج2ق2ص32) (بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اسکا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے جو حبشہ ہو آئی تھیں، وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجے ہونگے) اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا، آپ نے فرما ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنالیتے ہیں، اور اسکا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں، قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہونگے، (صحیح بخاری صحیح مسلم)

وفات سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بیتابانہ پوچھنے لگیں، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا، (طبقات ج2ق2ص40)

سن اکسٹھ ہجری میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حال ہے، ارشاد ہوا، "حسین (رضی اللہ عنہ) کے مقتل سے واپس آرہا ہوں" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے (صحیح ترمذی ص224) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، خدا انکو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے، (مسند ج6ص98)

سن تریسٹھ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا، جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزیں تھے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہہ ہوا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیاباں میں وہیں دھنس جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کیئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں وہ بھی لیکن قیامت میں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے (حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا،

(صحیح بخاری ج2ص493،494)

وفات کا بیان

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی سن 63 ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا اس وقت 84 برس کا سن تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا (زرقانی ج3ص276) اس زمانہ میں ولید بن

عتبہ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا، چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز پڑھائے، اس لیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ (طبری کبیر ج3 ص2443)

اولاد کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ، حبشہ میں پیدا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہوں نے ہی کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس و بحرین کے حاکم تھے،

درہ، ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں" فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے، اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ کسی طرح میرے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ (صحیح بخاری ج2 ص764)

زینب رضی اللہ عنہا پہلے برہ نام تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔ (زرقانی ج3 ص272)

حلیہ کا بیان

اصابہ میں ہے، "یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں۔"

ابن سعد (ابن سعد ج8 ص66) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں، مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند ج6 ص389)

فضل وکمال کا بیان

علمی حیثیت اگرچہ تمام ازواج بلند مرتبہ تھیں، تاہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں، (طبقات ابن سعد ج6 ص317)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔ مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں،" (مسند ج6 ص317)

حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے، (ایضا ص312) تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سر بر تھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکر قرأت کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلا دیا۔

(ایضاً ص300،301)

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انکا کوئی حریف نہ تھا، ان سے 378 روایتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوا رہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے ایھا الناس (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا، (ایضاً ص301)

مجتہد تھیں، صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے،

"یعنی وہ کامل العقل اور صاحب الرائے تھیں۔" (اصابہ ج8 ص241)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کیئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، (اعلام الموقعین ج1 ص13) ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ چینی کا کرشمہ ہے، ان کی نکتہ چینی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے، چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی، مروان نے ان کے پاس تصدیق کیلیے آدمی بھیجا، انہوں نے کہا مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور انکو یہ قول نقل کیا تو بولیں، "یعنی خدا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی،" (مسند احمد ج6 ص299، یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج2 ص239)

کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(مسند احمد ج6 ص303)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے، ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا دونوں نے کہا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا، اسی خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو زیادہ علم ہے۔ (مسند احمد ج6 ص306،307) (اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا) (ایضاً ص306)

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق کچھ ارشاد کیجیے، فرمایا "آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔

(ایضاً ص309)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کی تشفی ہو جائے، ایک دفعہ کسی شخص نے مسئلہ بتایا، وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آ کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں، ہاں، ٹھیک! ذرا ٹھہرو میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق یہ حدیث سنی ہے۔ (ایضاً ص 297)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا، اور یہ وہ فن تھا جسکے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، علم مخصوص تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جنکو میں اپنے انتقال کے بعد دیکھونگا نہ وہ مجھکو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا، "خدا کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انہی میں ہوں۔" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں، لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو بری نہیں کرونگی۔ (مسند احمد ص 307 ج 6)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، ہند رضی اللہ عنہا بنت الحارث الفراسیہ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ، عمر رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا (اولاد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ (برادرزادہ) نبہان (غلام مکاتب) عبداللہ بن رافع، نافع رضی اللہ عنہ وشعبہ، پسر شعبہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، خیرۃ والدہ حسن بصری، سلیمان رضی اللہ عنہ بن یسار، ابوعثمان رضی اللہ عنہ النہدی، حمید رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، ابووائل، صفیہ بنت محصن، شعبی، عبدالرحمان، ابن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابوبکر بن عبدالرحمان، عثمان بن عبداللہ ابن موہب، عروہ بن زبیر، کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ، قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ، نافع مولا ابن عمر یعلے بن مالک۔

اخلاق وعادات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ (ایضاً ج 6 ص 323،319) ہر مہینے میں تین دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔ (ایضاً ص 389) ثواب کی متلاشی رہتیں، ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی، اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ مجھکو اسکا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ آپ نے فرمایا "ہاں"

(صحیح بخاری ج 1 ص 198)

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں، آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر کمبل اڑھایا اور کہا "خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر اور

انہیں پاک کر" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا سنی تو بولیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہوں۔ (صحیح ترمذی ص 530)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں، نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکو تنبیہ کی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (مسند ج 6 ص 289)

ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی، وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کے خلاف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، ترب وجھک اللہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (ایضاً ج 6 ص 301)

فیاض تھیں، اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے آ کر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں کہ جو مجھکو میری موت کے بعد پھر نہ دیکھیں گے! (ایضاً ص 290)

ایک مرتبہ چند فقراء، جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمکو اسکا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی کو کہا کہ انکو کچھ دیکر رخصت کرو۔ کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ (استیعاب ج 2 ص 803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی اسکا یہ اثر تھا کہ آپکے موئے مبارک تبرکاً رکھ چھوڑے تھے۔ جنکی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں، (مسند احمد ج 6 ص 296) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی

"ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات" (ایضاً ص 301)

مناقب کا بیان

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت جبرئیل آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا۔ "انکو جانتی ہو؟" بولیں وحیہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن جب اپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل تھے، (صحیح مسلم ج 2 ص 241 مطبوعہ مصر) (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے۔)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

نام ونسب:

زینب نام، ام الحکیم کنیت، قبیلہ قریشکے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت جحش بن رباب بن

یعمر بن صبرة بن مرة بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبد المطلب جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام کا بیان

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں، اسد الغابہ میں ہے۔ شروع دور اسلام میں اسلام قبول کیا تھا۔

(اسد الغابہ ج5 ص463)

نکاح کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ (آپکے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے) انکا نکاح کر دیا، اسلام نے مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جسطرح ایک جگہ لا کھڑا کر دیا ہے، اگر چہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے، قریش اور خصوصا خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا، اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقویٰ" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر وادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے، اس بنا پر اگرچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم وہ چونکہ (مسلمان اور مرد صالح تھے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک اور مقصد بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اسلیے کیا تھا کہ انکو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔"

(اسد الغابہ ج5 ص463)

تقریبا ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنج بڑھ گئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی (صحیح ترمذی ص531) اور طلاق دے دینا چاہا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب (رضی اللہ عنہا) مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں انکو طلاق دینا چاہتا ہوں۔" (فتح الباری ج8 ص403 تفسیر سورۃ احزاب)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انکو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں، قرآن مجید میں ہے "اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لیے رہو اور خدا سے خوف کرو۔"

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآنہ ہو سکے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انکو طلاق دے دی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں۔ اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپکے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ جوان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارہ نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی

بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس لیے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے، لیکن چونکہ محض یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اس کو مٹانا مقصود تھا، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسکو خدا ظاہر کر دینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، چاہا ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا "زینب (رضی اللہ عنہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں" جواب ملا "میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی" یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی۔ فلما قضیٰ زید منہا وطرا زوجنا کہا، اور نکاح ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے ولیمہ ہوا جو اسلام کی سادگی کی اصل تصویر تھا اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ 300 آدمی شریک ہوئے۔ کھانے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دیں تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جسکی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط مروت سے خاموش تھے، بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے، اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، اور انکا منہ دیوار کی طرف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے، اطلاع دی، آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اسطرح گویا ہوئی۔

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تمکو کھانے کے لے اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تمکو بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ سے باہر مانگو۔"

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا، اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی یہ ذوالقعدہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں، ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک اور رسم کہ متبنیٰ اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے، مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر سامنے آیا کہ آزاد کردہ غلام کی تمیز اٹھ گئی، پردہ

کا حکم ہوا۔ نکاح کے لیے وحی الہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ (ترمذی ص561، اسد الغابہ ج5 ص464)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعوی رکھتی تھیں، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں، خود حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

"ازواج میں سے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں،"

(صحیح مسلم باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی خاطرداری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حجرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اور وہ ناکام واپس آئیں، تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لیے حجرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں، انہوں نے بڑی دیدہ دلیری سے پیغام ادا کیا، اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہو کر سن رہی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لاجواب ہو کر رہ گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیوں نہ ہو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے"

(صحیح مسلم فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

وفات کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔ تم میں مجھ سے جلد وہ ملیں گی جسکا ہاتھ لمبا ہوگا۔"

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا سامان خود تیار کر لیا تھا۔ اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا، انہوں نے کہا وہ شخص جوان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا، چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے انکو قبر میں اتارا اور بقیع میں سپرد خاک کیا۔

(صحیح بخاری ج1 ص191، مسلم ص341 ج2، سد الغابہ ص465 ج5)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن بیس ہجری میں انتقال کیا اور 53 برس کی عمر پائی، واقدی نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت 35 سال کی تھیں لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے، عام روایت کے مطابق انکا سن 38 سال کا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا، جسکو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔ (طبری ص 2449 ج 13)

حلیہ کا بیان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ (زرقانی ص 283)

فضل وکمال کا بیان

روائتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روائتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش (برادرزادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) نیک خو، روزہ دار و نماز گزار تھیں۔"

(زرقانی بحوالہ ابن سعد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، مخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر انکو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔" (مسلم ج 2 ص 335 (فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تورع میں یہ حال تھا۔ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ شریک تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق و قرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ اَوّاہ ہیں (اصابہ ج 8 ص 93) (یعنی خاشع و متضرع ہیں۔)

نہایت قانع و فیاض طبع تھیں، خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تو مدینہ کے فقراء کو مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہوگئی اور وہ گھبرا گئے (اصابہ 113 ج 8 بحوالہ ابن سعد) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکا سالانہ نفقہ بھیجا، انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کردو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے، دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا

اسی سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ کے فائدہ نہ اٹھاؤ، دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہوگیا۔ (ابن سعد ج 8 ص 78)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج 2 ق 1 ص 45)

نکاح کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کو اشارے سے یا خود سے مدینے پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، 2 شعبان سن پانچ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے نو منزل ہے پہنچ کر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لیے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے، 11 آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے، جنکی تعداد تقریباً 600 تھی، مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے۔ ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی وغلام بنا کر تقسیم کر دیے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، ثابت نے 9 اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کے حسن وجمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمکو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "تمھاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم

سے نکاح کر لیتا ہوں" حضرت جویریہ راضی ہو گئیں آپ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی، اور ان سے شادی کر لی۔
لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں، تو حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھکو رسوانہ کرنا، انہوں نے کہا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انکا زرفدیہ کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ سے جب نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے، دفعتہ رہا کر دیے گئے، فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا،

(ابوداؤد کتاب العتاق ج2 ص105 طبقات ج2 ق1 ص46 صحیح مسلم ص61)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر گئے گئے، (اسد الغابہ ج5 ص420) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ (صحیح مسلم ج2 ص231)

وفات کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول سن 50 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 65 برس کا تھا، مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں،

حلیہ کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

کانت امرۃ حلوۃ ملاحۃ لا یراھا احد الا اخذت نبفسہ (اسد الغابہ ج5 ص420)

فضل وکمال کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبید بن السباق، طفیل، ابوایوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد،

کریب۔

اخلاق کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایکدن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت میں پایا۔ (صحیح ترمذی ص590)

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں، "نہیں" فرمایا "تو کل رکھو گی؟" جواب ملا "نہیں" ارشاد ہوا "تو پھر تمکو افطار کر لینا چاہیے۔"

(صحیح بخاری ج1 ص267)

دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لیے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، آئمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک سے بھی جواز کی روایت ہے۔ بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد 4 صفحہ 204۔

امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جایا کرے (بذل المجہود جلد صفحہ 169) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق ہے اور دنوں سے اسکا تعلق نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آکر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے؟" جواب ملا۔ "میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا "اسے اٹھا لاؤ، کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا" (صحیح مسلم ج1 ص400)

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

رملہ نام، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبدشمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں،

حضرت ام حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 17 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (اصابہ ج8 ص84)

نکاح کا بیان

عبیداللہ بن جحش سے کہ حرب امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ (ایضا) زرقانی ج3 ص276 بحوالہ ابن سعد)

اسلام کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں، اور حبش کو ہجرت کی، حبش میں جا کر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آگیا کہ انکو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا

شرف حاصل ہو۔ عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی، مے نوشی کی عادت ہو گئی، آخر انکا انتقال ہو گیا،

نکاح ثانی کا بیان

عدت کے دن ختم ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز میں بیٹھکر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ سن 6 ہجری کا واقعہ ہے (مسند ج 6 ص 427، تاریخ طبری واقعات سن 6 ہجری) اس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 یا 37 سال کی تھی،

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کئی روائتیں ہیں، ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روائتوں کے مطابق کی ہے، البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاجزادیوں کا مہر چار چار سو درہم تھا، اسی بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے، اس موقع پر ہمکو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے،

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیجیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 361) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ راوی کا وہم ہے چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی۔ ابن اثیر، بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روائتیں کی ہیں، اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سن 44 ہجری میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں، اس وقت 73 برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا، (استیعاب جلد 2 ص 750)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حجرت عائشہ وحضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ

سوتنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا، اس لیے مجھکو معاف کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تو بولیں تم نے مجھکو خوش کیا خدا تمکو خوش کرے،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جز نسا ص 71))

اولاد کا بیان

پہلے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے، عبد اللہ اور حبیبہ رضی اللہ عنہ، حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آغوش نبوت میں تربیت پائی، اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں، جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ کا بیان

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔ (صحیح مسلم جلد 2 ص 361) میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے۔

فضل وکمال کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں 65 روائتیں منقول ہیں، راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، بعض کے نام یہ ہیں، حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ پسران ابوسفیان عبد اللہ بن عتبہ، ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہرزادہ) سالم بن سوار (مولی) ابوالجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوصالح السمان، شہر بن حوشب۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ ابوسفیان کفر کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا، ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے۔ بولیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش ہے۔ اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں۔ اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تمکو وضو کرنا چاہیے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ (مسند ج 2 ص 326) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی نہیں رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے اور اگر پہلے سے وضو ہوتا تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے

اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ آئے گی۔)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے، البتہ شوہر کے لیے 4 مہینہ 10 دن سوگ کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری ج2 ص803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا، فرماتی ہیں فما برحت اصلیھن بعد! میں انکو ہمیشہ پڑھتی ہوں، اسکا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اویس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے رہے۔ (مسند ج6 ص327)

فطرۃً نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیجئے فرمایا" کیا تمہیں یہ پسند ہے۔" بولیں "ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں، اس لیے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔" (صحیح بخاری ج2 ص764) (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم و یحرم من الرضاعۃ مایحرم من النسب)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

اصلی نام زینب تھا لیکن وہ چونکہ جنگ خیبر میں خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں، یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ باپ کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں جسکا نام ضرو تھا، سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی۔ اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القریظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس اور خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا، لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہ کو دے دیا، وہ تو صرف آپکے لیے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو

آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا، (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب مایذکر فی الفخذ صحیح مسلم ج 1 ص 546) خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی، (اصابہ ج 8 ص 126) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا۔ اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی، وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے انکو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں۔ (طبقات ج 8 جزء النساء ص 86)

عام حالات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جو سن 35 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بیحد مدد کی تھی، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں، اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں میں واپس جاتی ہوں تم خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا، وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج 1 ص 127 بحوالہ ابن سعد)

وفات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان 50 ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا، اور ایک ثلث کے لیے اپنے یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئیں، (زرقانی ج 3 ص 296)

حلیہ کا بیان

کوتاہ قامت اور حسین تھیں۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 548)

فضل وکمال کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، جنکو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے، دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہ رضی اللہ عنہا بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں، صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا۔ اس لیے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے اور ایک فتوی نبیذ کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں، (مسند ج 6 ص 377)

اخلاق کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ میں ہے، (اسد الغابہ ج 5 ص 490) "وہ عقلمند

عورتوں میں نہایت عقلمند تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ (زرقانی ج3 ص296)

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عقل والی، فاضلہ اور حلم والی تھیں۔ حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی،

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکو یہودیہ کہا، انکو معلوم ہوا۔ تو رونے لگیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی، چنانچہ ایکدن کہا ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہمکو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا، (اصابہ ج8 ص127 و زرقانی ج3 ص296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش آپ کی بیماری مجھکو ہو جاتی۔" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ (زرقانی ج3 ص296 بحوالہ ابن سعد) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوئے اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ ضرورت سے زیادہ تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیدو۔ انہوں نے کہا، کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے، (اصابہ ج8 ص126 بحوالہ ابن سعد و زرقانی ج3 ص296) ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے (ابوداؤد ج2 ص193) (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہیں آپ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا کہ "عائشہ و حفصہ (رضی اللہ عنہما) کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں، ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچا زاد بہنیں بھی ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہدیا کہ "ہارون میرے باپ، موسیٰ میرے چچا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں اسلیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو،" (صحیح ترمذی ص638 باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،)

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر

سے گزرے تو دیکھا کہ زاروقطار رو رہی ہیں، آپ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں، چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

کھانا بہایت عمدہ پکاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفۃً بھیجا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اسکا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

3200 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَنَا فِي الْقَوْمِ اِذْ قَالَتِ امْرَاَةٌ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَاْ فِيَّ رَاْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيْهَا . فَقَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اس وقت حاضرین میں موجود تھا جب ایک خاتون نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں (یعنی آپ سے نکاح کے لئے خود کو پیش کرتی ہوں۔) آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' کیا آپ میری شادی اس خاتون کے ساتھ کر دیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور تلاش کرو اگرچہ (مہر میں دینے کے لئے) لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ صاحب گئے انہیں کوئی چیز نہیں ملی لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن پاک کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یاد قرآن پاک کی سورتوں کی وجہ سے ان کی شادی اس خاتون کے ساتھ کر دی۔

بَابُ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهُ عَلٰى خَلْقِهٖ لِيَزِيْدَهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قُرْبَةً اِلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور دیگر مخلوق کے لئے حرام قرار دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں نبی کے مرتبہ اور مقام کو زیادہ کرے

3200- اخرجه البخاري في النكاح، باب التزويج على القرآن و بغير صداق (الحديث 5149) مطولاً و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 77) مطولاً . و اخرجه النسائي في النكاح، باب الكلام الذي ينعقد به النكاح (الحديث 3280) . تحفة الاشراف (4689)

3201- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَائَهَا حِيْنَ اَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُخَيِّرَ اَزْوَاجَهُ - قَالَتْ عَائِشَةُ - فَبَدَاَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تُعَجِّلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ) فَقُلْتُ فِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دینے کے بارے میں کہا گیا تو آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز مجھ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلدی نہیں کرنی اور اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے علیحدگی کی ہدایت نہیں کریں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

"اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی چاہتی ہو اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ میں تمہیں مال ومتاع دے دوں (اور پھر طلاق دے دوں)"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: کیا میں اس معاملے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی' میں اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

3202- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نِسَائَهُ اَوَكَانَ طَلَاقًا .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہوگئی تھی۔

3203- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

3201-اخرجه البخاري في التفسير، باب (قل لا زواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا و زينتها فتعالين امتعكن و اسرحكن سراحًا جميلًا) (الحديث 4785)، و باب (وان كنتن تردن الله و رسوله و الدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرًا عظيمًا) (الحديث 4786) تعليقًا . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقًا الا بالنية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3204) واخرجه النسائي في الطلاق، باب التوقيت في الخيار (الحديث 3439) . تحفة الاشراف (17767) .

3202-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5262) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقًا الا بالنية (الحديث 28) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الخيار (الحديث 2203) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179 م) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3444 و 3445) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2052) . تحفة الاشراف (17634) .

مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

ترجمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرلیا تو یہ طلاق نہیں ہوئی تھی۔

3204- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ .

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ کے لئے خواتین کو حلال نہیں کر دیا گیا (یعنی آپ بیک وقت زیادہ خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے تھے)

3205- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ .

◇◇ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ بات حلال قرار دے دی کہ آپ جتنی چاہیں خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کی ترغیب کے بیان میں ہے

3206- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى فِتْيَةٍ - قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ اَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا اَرَدْتُ - فَقَالَ: "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ" .

◇◇ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' وہ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے امام عبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' مجھے لفظ فتیہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا جو میں نے ارادہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں)

3203-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5263) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امرأته لا يكون طلاقا الا بالنية (الحديث 24 و 25 و 26 و 27) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3441 و 3442 و 3443) . تحفة الاشراف (17614)

3204-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3216) . تحفة الاشراف (17389)

3205-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16328) .

3206 تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2242)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ پست رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو ایسا نہ کر سکتا ہو تو روزہ اس کے لئے شہوت کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے گا۔

شرح

اس حدیث کے ذریعے نبی اکرم ﷺ نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دی ہے اس کے دو بنیادی فوائد بیان فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنے سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ جوانی کی حد انسان بالغ ہونے کے بعد جوان ہوتا ہے لیکن جوانی کی یہ حد کہاں تک ہے؟ اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعی کے نزدیک جوانی کی حد تیس برس کی عمر تک ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک انسان چالیس برس کی عمر تک جوان کہلانے کا مستحق رہتا ہے۔

3207- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ هَلْ لَكَ فِيْ فَتَاةٍ اُزَوِّجُكَهَا . فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

علقمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو کسی لڑکی (کے ساتھ شادی) میں دلچسپی ہے تو میں آپ کی شادی اس کے ساتھ کروا دوں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو تو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکا کر رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

3208- اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَسْوَدُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے اور جو نہ کر سکتا ہو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دیں گے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اس حدیث میں "اسود" نامی راوی "محفوظ" نہیں ہے۔

3207- [illegible] ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم. تحفة الأشراف [illegible]

3208- [illegible] ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم. تحفة الأشراف [illegible]

3209- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ".

❖❖ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرسکتا ہوا سے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے جو ایسا نہ کرسکے اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کردے گا۔

3210- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ". وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

❖❖ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کرسکتا ہوا سے شادی کر لینی چاہئے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

3211- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا اُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً فَلَعَلَّهَا اَنْ تُذَكِّرَكَ بَعْضَ مَا مَضٰى مِنْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ".

❖❖ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور بات چیت کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہم آپ کی شادی کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ نہ کروادیں تاکہ وہ آپ کو گزرے ہوئے دنوں کی یاد تازہ کروے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں (تو ٹھیک ہے) ویسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا' اے نوجوانو! تم میں سے جو نوجوان شادی کرسکتا ہو؟ اسے شادی کر لینی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ.

یہ باب مجرد رہنے کی ممانعت میں ہے

3212- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

3209-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238).

3210-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238).

3211-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239).

الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا .

✧✧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجرد رہنے کی خواہش کو مسترد کر دیا تھا اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو پھر ہم سب (خود کو) خصی کروالیتے۔

تبتل کی ممانعت کا بیان

تبتل کے معنی ہیں عورتوں سے انقطاع اور ترک نکاح ،نصاری (حضرت عیسی علیہ السلام کے متبعین) کے ہاں تبتل ایک اچھا اور پسندیدہ فعل ہے کیونکہ ان کے نزدیک دینداری کی آخری حد یہ ہے کہ انسان عورتوں سے اجتناب کرے اور نکاح وغیرہ سے پرہیز کرے۔لیکن جس طرح عیسائیت یا بعض دوسرے مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت اور نیکی وتقوی کی آخری حد سمجھا جاتا ہے اس طرح کی کوئی بات اسلام میں نہیں ہے بلکہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کو انسانی زندگی کے لئے ایک ضرورت قرار دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ لذائذ زندگی سے مکمل کنارہ کشی اور خود ساختہ تکالیف برداشت کرنا عبادت نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسے اس دین فطرت میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ہاں امام شافعی اتنا ضرور کہتے ہیں کہ بغیر نکاح زندگی گزارنا افضل ہے لیکن امام شافعی کا یہ قول بھی نکاح کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے بنیادی منشاء کے منافی نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کا تعلق صرف فضیلت سے ہے اور دوسرے یہ کہ یہ فضیلت بھی نفس نکاح یعنی کرنے یا نہ کرنے) کے بارے میں نہیں ہے بلکہ صرف تخلی للعبادۃ (یعنی عبادت کے لئے مجرد رہنا) کے نکتہ نظر سے ہے گویا امام شافعی کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ عبادات میں مشغول رہنا نکاح کی مشغولیت سے افضل ہے۔

چنانچہ ملاعلی قاری نے مرقات میں امام شافعی کی دلیلیں نقل کرنے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ کی بہت سی دلیلیں نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ تجرد بغیر نکاح رہنے کے مقابلہ میں تاہل نکاح کرنا ہی افضل ہے۔بہر کیف حضرت عثمان بن مظعون نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تبتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ اسلام مسلمانوں کے ہاں نکاح کے ذریعہ افزائش نسل کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اللہ کے حقیقی نام لیوا موجود رہیں اور وہ ہمیشہ کفر وباطل کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔

اسی سلسلہ میں حدیث کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے تاکہ ہمیں عورتوں کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہمیں عورتوں سے متعلق کسی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس موقع کے مناسب تو یہ تھا کہ حضرت سعد یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم بھی تبتل کرتے۔مگر حضرت سعد نے یہ کہنے کی بجائے یہ کہا کہ ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے لہذا حضرت سعد نے یہ بات دراصل بطور مبالغہ کہی یعنی اپنی اس بات سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو

اجازت دے دیتے تو ہم بھی تبتل میں اتنا مبالغہ اور اتنی سخت کوشش کرتے کہ آخر کار خصی کی مانند ہو جاتے۔ گویا اس جملے سے حضرت سعد کی مراد حقیقۃً خصی ہو جانا نہیں تھا کیونکہ یہ فعل یعنی اپنے آپ کو خصی کروالنا جائز نہیں ہے۔

اور علامہ نووی کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے یہ بات اس وجہ سے کی کہ ان کا گمان یہ تھا کہ خصی ہو جانا جائز ہے حالانکہ ان کا یہ گمان حقیقت و واقعہ کے خلاف تھا کیونکہ خصی ہو جانا انسان کے لئے حرام ہے خواہ چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اس موقع پر جانوروں کے بارے میں جان لینا چاہئے کہ ہر اس جانور کو خصی کرنا حرام جو غیر ماکول یعنی کھایا نہ جاتا ہو اور جو جانور کھایا جاتا ہے اس کو خصی کرنا چھوٹی عمر میں تو جائز ہے لیکن بڑی عمر میں حرام ہے۔ جانوروں کو خصی کرنے کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیل علامہ نووی شافعی نے لکھی ہے جب کہ فقہ حنفی کی کتابوں اور مختار اور ہدایہ میں بڑی عمر اور چھوٹی عمر کی تفصیل کے بغیر صرف یہ لکھا ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے۔

3213 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

◈◈ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

3214 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . اَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَتَادَةُ اَثْبَتُ وَاَحْفَظُ مِنْ اَشْعَثَ وَحَدِيْثُ اَشْعَثَ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

◈◈ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: قتادہ اشعث سے زیادہ مستند اور زیادہ حافظ ہیں۔ تاہم اشعث سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

3215 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِى الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ طَوْلًا اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ اَفَاَخْتَصِىْ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى قَالَ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ

3212- اخرجه البخاري في النكاح، باب ما يكره من التبتل و الخصاء (الحديث 5073 و 5074) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مؤنه و اشتغال من عجز عن المؤن بالصوم (الحديث 6 و 7 و 8) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1083) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1848) . تحفة الاشراف (3856) .

3213- تفرد به النسائي، وسياتي في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 3216) موقوفاً . تحفة الاشراف (16100) .

3214- اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1082) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1849) . تحفة الاشراف (4590) .

3215- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15207) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لاَقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ دَعْ".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھے اپنی ذات کے حوالے سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور میں اتنا صاحب حیثیت بھی نہیں ہوں کہ خواتین سے شادی کرسکوں تو کیا میں خصی ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! قلم خشک ہو چکا ہے اس بارے میں جو تم نے کرنا ہے' اب تمہاری مرضی ہے تم خصی ہو جاؤ یا اسے چھوڑ دو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی نے اس حدیث کو زہری نے نہیں سنا ہے۔ تاہم یہ حدیث "صحیح" ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

3216 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو سَعِيدٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيهِ قَالَتْ فَلاَ تَفْعَلْ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً) فَلاَ تَتَبَتَّلْ.

✧✧ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپ سے مجرد رہنے کے بارے میں دریافت کروں' اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم ایسا نہ کرو' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

"اور ہم نے تم سے پہلے رسول مبعوث کیے تھے اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی تھی"۔

(تو جب رسولوں کی بیویاں اور اولاد تھی) تو تم مجرد نہ رہو۔

3217 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ بَعْضُهُمْ لاَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لاَ اٰكُلُ اللَّحْمَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لاَ اَنَامُ عَلٰى فِرَاشٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَصُومُ فَلاَ اُفْطِرُ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا لٰكِنِّي اُصَلِّي وَاَنَامُ وَاَصُومُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي".

3216-تقدم (الحديث 3213).

3217-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجود مؤنه و اشتغال من عجز عن المؤن بالصوم (الحديث 5). تحفة الاشراف (334).

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات نے یہ کہا کہ میں خواتین سے شادی نہیں کروں گا' کچھ نے یہ کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا' ایک نے یہ کہا: میں بستر پر سوؤں گا نہیں' ایک نے یہ کہا کہ میں نفلی روزے رکھتا رہوں گا کوئی روزہ ترک نہیں کروں گا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں' میں نفل نماز پڑھتا بھی ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (نفل) روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں اور میں نے خواتین سے شادی بھی کی ہے' جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَعُوْنَةِ اللّٰهِ النَّاكِحَ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامنی چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کا اس کی مدد کرنا

3218- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے ایک وہ مکاتب جو اپنی ادائیگی کرنا چاہتا ہو دوسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی چاہتا ہو اور ایک وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

شرح

مکاتب اس غلام کو کہتے تھے جس کا آقا اس سے یہ کہہ دیتا تھا کہ اگر تم مجھے اتنا روپیہ کما کر دیدو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اسی طرح روپیہ کی وہ مقدار جو اس غلام کا آقا آزادی کے لئے ضروری قرار دیتا تھا بدل کتابت کہلاتی تھی۔

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ .

یہ باب کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں ہے

3219- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3218-تقدم (الحديث 3120) .

3219-اخرجه البخاري في النفقات، باب عون المراة زوجها في ولده (الحديث 5367) مطولًا، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6387) مطولًا . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 56) مطولًا . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تزويج الابكار (الحديث 1100) مطولًا . و اخرجه النسائي في عشرة النساء في الكبرى، ملاعبة الرجل زوجه (الحديث 51) تحفة الاشراف (2512) .

وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ" . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا" . فَقُلْتُ ثَيِّبًا . قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" .

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے شادی کرلی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کرلی ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کنواری لڑکی کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ' میں نے عرض کی: بیوہ کے ساتھ' آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ تم اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی کرتی۔

3220 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "يَا جَابِرُ هَلْ اَصَبْتَ امْرَاَةً بَعْدِىْ" . قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: "اَبِكْرًا اَمْ اَيِّمًا" . قُلْتُ اَيِّمًا . قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ" .

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی مجھ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے بعد کسی خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے میں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ یا ثیبہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی: ثیبہ کے ساتھ! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی سے رہتی۔

شرح

تم اس کے ساتھ کھیلتے الخ، سے آپ کی بے تکلفی اور کمال الفت ورغبت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت ورغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے دوسرے یہ کہ اگر رہن سہن اور میل ملاپ میں اس دوسرے خاوند کو اپنے پہلے خاوند کی طرح نہیں پاتی تو اس کی طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جانے میں جلدی نہ کرو بلکہ کچھ دیر توقف کرو تاکہ تمہاری بیویاں رات سے پہلے اپنا بناؤ سنگھار کر کے تمہاری مجامعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں اور جب تم رات میں ان کے پاس پہنچو تو تمہیں کسی قسم کا کوئی تکدر اور کوئی بے لطفی نہ ہو۔ اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہو سکتا ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو اپنے گھر واپس آنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے جب کہ یہاں رات کے وقت گھروں میں داخل ہونے کو فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گھر لوٹنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ بغیر اطلاع کے یکایک گھر میں چلا جائے اور اگر گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جیسا کہ اس موقع پر ہوا تو اس

3220-انفرد به النسائی ۔ وسیاتی فی النکاح، علی ما تنکح المراۃ (الحدیث 3226) ۔ تحفۃ الاشراف (2465) ۔

عورت کو رات کے وقت اپنے گھر میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَرْاَةِ مِثْلَهَا فِى السِّنِّ .

یہ باب ہے کہ عورت کا اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ شادی کرنا

3221 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ خَطَبَ اَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا صَغِيرَةٌ" . فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ .

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کمسن ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ .

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا

3222 - اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِىِّ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِى اِمَارَةِ مَرْوَانَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَّاُمُّهَا بِنْتُ قَيْسٍ الْبَتَّةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَاْمُرُهَا بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَاَرْسَلَ اِلَى ابْنَةِ سَعِيدٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَى مَسْكَنِهَا وَسَاَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْاِنْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْتَدَّ فِى مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُخْبِرُهُ اَنَّ خَالَتَهَا اَمَرَتْهَا بِذٰلِكَ فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِى عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ فَلَمَّا اَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلِىَّ بْنَ اَبِى طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ هِىَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا وَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِى رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَاَرْسَلَتْ - زَعَمَتْ - اِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْاَلُهُمَا الَّذِى اَمَرَ لَهَا بِهِ زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللّٰهِ مَا لَهَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُونَ حَامِلًا وَّمَا لَهَا اَنْ تَكُونَ فِى مَسْكَنِنَا اِلَّا بِاِذْنِنَا فَزَعَمَتْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا . قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاَيْنَ اَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: "انْتَقِلِى عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى الَّذِى سَمَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِى كِتَابِهِ" .

3221- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1972) .

3222- اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 41)، و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2290) . و اخرجه النسائي في الطلاق، نفقة الحامل المبتوتة (الحديث 3554) . تحفة الاشراف (18031) .

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاعْتَدَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَكُنْتُ اَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ حَتَّى اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا مَرْوَانُ وَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَحَدٍ قَبْلَكِ وَسَاٰخُذُ بِالْقَضِيَّةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا ۔ مُخْتَصَرٌ ۔

◇◇ حضرت عبداللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی اہلیہ کو) طلاق دے دی وہ نوجوان آدمی تھے' یہ مروان کی حکومت کے زمانے کی بات ہے' ان کی اہلیہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور اس خاتون کی ماں حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں شوہر نے انہیں طلاق بتہ دی تھی اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ وہ عبداللہ بن عمرو کے گھر سے کہیں اور منتقل ہو جائے مروان کو اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو پیغام بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے سابقہ گھر میں واپس چلی جائے مروان کو یہ بات بری لگی جو اس خاتون نے اپنی عدت ختم ہونے سے پہلے اپنی رہائش سے دوسری جگہ اپنی رہائش منتقل کر دی تھی اس خاتون نے مروان کو پیغام بھیجا اور انہیں بتایا کہ ان کی خالہ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی تو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی' وہ حضرت ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کیا تو یہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گئے انہوں نے باقی رہ جانے والی ایک طلاق فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو بھجوا دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابوربیعہ کو ان کے لئے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کا خرچ ادا کر دیں تو اس خاتون نے حارث اور عیاش کو یہ پیغام بھیجا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو جو خرچ دینے کی ہدایت کی تھی اس کو وہ دیا جائے تو ان دونوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اس خاتون کو دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی خرچ نہیں ہے اگر یہ حاملہ ہوتی تو دے دیتے اسی طرح یہ ہمارے گھر میں ہماری اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی رائے کی تصدیق کی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم جو نابینا ہے اس کے ہاں منتقل ہو جاؤ (یا شاید راوی کے الفاظ ہیں) یہ وہ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے ان کے ہاں اپنی عدت بسر کی وہ صاحب ایسے تھے کہ ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی اس لئے میں ان کی موجودگی میں سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی تھی یہاں تک کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کر دی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور بولا ہم نے یہ حدیث آپ سے پہلے کسی سے نہیں سنی ہم اس بارے میں وہی فیصلہ کریں گے جو ہم نے لوگوں کو دیتے ہوئے دیکھا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت مختصر ہے۔

3223- اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ

3223-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5088) . تحفة الاشراف (16467) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - تَبَنّٰى سَالِمًا وَّاَنْكَحَهُ ابْنَةَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ فَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ) فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهُ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّاَخًا فِي الدِّيْنِ . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا' اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کے ساتھ اس کی شادی کردی تھی وہ شخص ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اسی طرح ان لوگوں نے اسے بنایا ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بناتے تھے تو لوگ اس بیٹا بنانے والے کے بیٹے کے طور پر اس شخص کو بلایا کرتے تھے اور وہ شخص اپنے منہ بولے باپ کی وراثت میں وارث ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ حکم نازل کیا۔

''تم ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ مطابق ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور آزاد کردہ غلام ہیں''۔

راوی بیان کرتے ہیں' جس شخص کے باپ کا پتہ نہیں چلتا تھا اسے ''مولیٰ'' کہا جاتا تھا' اور دینی بھائی قرار دیا جاتا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ روایت مختصر ہے)

3224 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قَالَ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - وَاَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَّاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَبَنّٰى سَالِمًا وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَاَنْكَحَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ سَالِمًا ابْنَةَ اَخِيْهِ هِنْدَ ابْنَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ) رُدَّ كُلُّ اَحَدٍ يَّنْتَمِيْ مِنْ اُولٰٓئِكَ اِلٰى اَبِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ يُّعْلَمُ اَبُوْهُ رُدَّ اِلٰى مَوَالِيْهِ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن عبدالشمس رضی اللہ عنہ ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا یہ صاحب ایک

3224-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16686) .

انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے بالکل اسی طرح جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے سالم کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کردی۔ ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ ابتدائی زمانے میں ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں اور یہ اس وقت قریش کی بیوہ عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

''ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے''۔

تو جن لوگوں کو (منہ بولے باپ کی طرف) منسوب کیا جاتا تھا ان میں سے ہر ایک کو اس کے باپ کی طرف منسوب کردیا گیا اگر کسی کے باپ کا علم نہیں ہوسکا تو اسے اس کے آزاد کرنے والے کی طرف منسوب کیا گیا۔

بَابُ الْحَسَبِ .

یہ باب حسب کے بیان میں ہے

3225- اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِیْ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ الْمَالُ" .

◇◇ حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' اہل دنیا کے نزدیک حسب کی بنیاد مال ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا دوم اس کا حسب نسب والی ہونا سوم اس کا حسین وجمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا لہذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔ (بخاری ومسلم)

حسب ونسب والی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے بیاہ کرے جو باحیثیت وباعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہو تا کہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔

بہرکیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں

3225-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (1970) ۔

بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین ومذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔

اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

بَابُ عَلٰی مَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ .

یہ باب ہے کہ کن خوبیوں کی وجہ سے کسی خاتون سے شادی کی جاسکتی ہے

3226- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ". قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا". قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ". قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّ لِيْ اَخَوَاتٌ فَخَشِيْتُ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُنَّ. قَالَ: "فَذَاكَ اِذًا اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ".

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کر لی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے عرض کی' جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی بلکہ ثیبہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ کھیلتی؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری بہنیں ہیں مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ میرے اور بہنوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: پھر ٹھیک ہے' عورت سے اس کے دین' اس کے مال' اس کی خوبصورتی (میں سے کسی ایک وجہ سے) نکاح کیا جاتا ہے تم پر لازم ہے کہ تم دین دار عورت کو ترجیح دو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ .

یہ باب ہے کہ بانجھ عورت کے ساتھ شادی کا مکروہ ہونا

3227- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

3226- اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 54). و الحديث عند ابن ماجه في النكاح، باب تزويج الابكار (الحديث 1860). تحفة الاشراف (2436).

مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ "تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ".

✧✧ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: مجھے ایک ایسی عورت کے ساتھ شادی کا موقع مل رہا ہے جو صاحب حیثیت ہے البتہ وہ بچے پیدا نہیں کر سکتی' کیا میں اس کے ساتھ شادی کر لوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس سے منع کیا وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر منع کر دیا وہ تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے اسے منع کر دیا اور فرمایا: اولاد پیدا کرنے کے قابل اور محبت کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) فخر کروں گا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الزَّانِيَةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرنا

3228- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا - وَكَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارَى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . قَالَ فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِأَحْمِلَهُ وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ خَرَجَتْ فَرَأَتْ سَوَادِي فِي ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ مَنْ هَذَا مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا مَرْثَدُ انْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ . قُلْتُ يَا عَنَاقُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَرَّمَ الزِّنَا . قَالَتْ يَا أَهْلَ الْخِيَامِ هَذَا الدُّلْدُلُ هَذَا الَّذِي يَحْمِلُ أُسَرَاءَكُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . فَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَطَلَبَنِي ثَمَانِيَةٌ فَجَاءُوا حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوا فَطَارَ بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَأَعْمَاهُمُ اللهُ عَنِّي فَجِئْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى الْأَرَاكِ فَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْكِحُ عَنَاقَ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتِ (الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ) فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: "لَا تَنْكِحْهَا".

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک صحت مند آدمی تھے یہ مکہ مکرمہ کے قیدیوں کو اونٹ پر سوار کروا کے مدینہ منورہ لایا کرتے تھے وہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو بلایا تاکہ میں اسے سوار کر کے لے جاؤں مکہ میں ایک بدکار عورت موجود تھی جس کا نام عناق تھا یہ اس شخص کی سہیلی تھی ایک دن وہ نکلی اور اس نے دیوار کے سائے میں میرا ہیولیٰ دیکھا وہ عورت بولی کون ہے؟ مرثد ہو؟ تمہیں خوش آمدید اے مرثد! آج

3227-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (11477) .

3228-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في قوله تعالى (الزاني لا ينكح الا زانية) (الحديث 2051) مختصراً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (و من سورة النور) (الحديث 3177) . تحفة الاشراف (8753) .

رات آجاؤ اور رات ہمارے ساتھ خیمے میں رہو میں نے کہا: اے عناق! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنے کو حرام قرار دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے میں رہنے والو! تم اس پرندے کو دیکھو یہ جو تمہارے قیدیوں کو مکہ سے سوار کروا کے مدینے تک لے جائے گا (یہ میرے ساتھ زنا بھی نہیں کرسکتا) میں خندمہ میں چل پڑا آٹھ آدمی میرے پیچھے آئے وہ آئے یہاں تک کہ وہ میرے سر پر کھڑے ہوئے (میں اس وقت سو رہا تھا) انہوں نے پیشاب کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت چھین لی میں اپنے ساتھی کے پاس آیا تاکہ اسے سوار کر کے لے کر آؤں جب میں اسے لے کر "اراک" پہنچا تو میں نے اس کی بندش کو کھول دیا اس کے بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں عناق کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

"زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا شخص یا مشرک شخص شادی کریں گے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور ان آیات کو میرے سامنے تلاوت کیا اور فرمایا تم اس کے ساتھ شادی نہ کرو۔

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کا عدم جواز

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ مخالطت کا جواز بیان فرمایا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ یتیم کے مال کے ساتھ اپنا مال مخلوط کرنا بھی جائز ہے اور یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی کے ساتھ اپنا یا اپنی اولاد کا نکاح کرنا بھی جائز ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعض مسائل بیان فرمائے کہ مشرک مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے شوہر اور بیوی کے ساتھ جسمانی اور ذہنی قرب ہوتا ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے عقائد نظریات افکار اور خیالات سے متاثر ہوتے ہیں اس لیے یہ خدشہ ہے کہ مشرک شوہر کے عقائد سے بھی ہوسکتا تھا کہ مسلمان بیوی متاثر ہو یا مشرک عورت کے نظریات سے مسلمان شوہر متاثر ہو اس لیے اسلام نے یہ راستہ ہی بند کر دیا اگر چہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ مسلمان شوہر یا بیوی سے مشرک بیوی یا شوہر متاثر ہو جائے لیکن جب کوئی چیز نفع اور نقصان کے درمیان دائر ہو تو نقصان سے بچنے کو نفع کے حصول پر مقدم کیا جاتا ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مناکحت کا معاملہ کلیۃً منقطع کر دیا۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے اس لیے ملحد مجوسی بت پرست اور کسی قسم کے بھی کافر سے نکاح جائز نہیں ہے مسلمان مرد کا نہ مسلمان کا عورت کا۔

حافظ جلال الدین سیوطی اس آیت کے شان نزول متعلق لکھتے ہیں: امام ابن ابی حاتم اور امام ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابومرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیں جو نہایت ہوئی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیں جو نہایت حسین وجمیل عورت تھی اور حضرت ابومرثد مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے کہا یارسول اللہ! وہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی: اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ الآیۃ

(الدرالمنثور ج ۱ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

س آیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آزاد مشرک کی بہ نسبت مسلمان غلام بہتر ہے اور کسی آزاد مسلمان عورت کا نکاح مسلمان غلام سے کردینا اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اس کا نکاح آزاد مشرک سے کیا جائے حالانکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے سو غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے یہ آیت صریح حجت ہے۔

مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود اہل کتاب سے نکاح کے جواز کی توجیہ

سلام میں یہ جائز ہے کہ اہل کتاب عورتوں کے ساتھ مسلمان مرد نکاح کرلیں لیکن اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے قرآن مجید نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے۔

(آیت) وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان۔ (المائدہ:۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور (تمہاری) آزاد پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان سے نکاح کر کے ان کا مہر ادا کرو نہ ان سے ظاہراً بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔

اب یہ سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کردی تھی تو پھر کتابیہ سے نکاح کی اجازت کیوں دی جب کہ اہل کتاب یہودی اور عیسائی بھی مشرک ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ۔ (التوبہ:۳۰)

ترجمہ: اور یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہود و نصاریٰ دونوں مشرک ہیں لیکن قرآن مجید کی اصطلاح ہے کہ اس نے بت پرستوں پر مشرکین کا اطلاق کیا ہے اور یہود و نصاریٰ پر اہل کتاب کا قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ما یود الذین کفروا من اھل الکتب ولا المشرکین۔ (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: کافروں میں سے اہل کتاب اور مشرکین یہ پسند نہیں کرتے کہ

(آیت) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ۔ (البینہ:۱)

ترجمہ: کافر اہل کتاب اور مشرکین بغیر واضح دلیل کے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہ تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکات کے عموم سے اہل کتاب عورتوں کو مستثنیٰ کرلیا اور یہ اصطلاح میں عام مخصوص عنہ البعض ہے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر امام ابن المنذر امام ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (آیت) ولا تنکحوا المشرکت۔ (البقرہ ۲۲۱) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اہل کتاب کی عورتوں کو مستثنیٰ کر لیا ہے اور دلیل استثناء یہ آیت ہے۔

(آیت) والمحصنت من الذین اوتوا الکتب۔ (المائدہ ۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں)

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

باقی رہی یہ بحث کہ خالص مشرک عورتوں اور اہل کتاب میں نکاح کے جواز کا فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک نہ خدا کو مانتا ہے نہ کتاب کو نہ رسول اللہ کو نہ قیامت اور جزاء اور سزاء کو نہ حلال اور حرام کا قائل ہوتا ہے اس کے برعکس اہل کتاب ان تمام امور کو مانتے ہیں ان کے کفر کی صرف یہ وجہ ہے کہ انہوں نے غلو محبت میں اپنے اپنے رسول کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ مسلمان مردوں کا اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا ہے اور مسلمان عورتوں کا اہل کتاب مردوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں کیا اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عائلی اور گھریلو زندگی میں مرد حاکم ہوتا ہے اور اس کا گھر میں قبضہ اور اقتدار ہوتا ہے اور عورت فطرۃً منفعل مزاج اور گھر میں محکوم ہوتی ہے۔ اگر کسی یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کے معتقدات اور خیالات سے متاثر ہو جاتی اور اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتی۔ اس کے برعکس جب شوہر مسلمان ہو اور بیوی یہودی یا عیسائی ہو تو چونکہ گھر میں حاکم اور مقتدر شوہر ہوتا ہے اس لیے گھر میں اسلامی ماحول اور لٹریچر فراہم ہوگا اور اس اہل کتاب عورت کو اسلام کو قریب سے دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا اسلامی معاشرہ اسلام کی تہذیب اور مسلمان خاندان سے میل جول اور ربط وضبط کی وجہ سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بہت ذرائع میسر ہوں گے اور وہ جلد یا بہ دیر مسلمان ہو جائے گی اور اگر بالفرض وہ مسلمان نہ بھی ہو تو بچے بہرحال باپ کے دین کے تابع رہیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام مواقع دارالاسلام میں ہی میسر ہوتے ہیں اس لیے ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ دار الکفر میں اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں کفر کا غلبہ ہوتا ہے اور جس حکمت کی وجہ سے اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اس کے پورے ہونے کے مواقع وہاں میسر نہیں ہیں۔

اہل کتاب باندیوں سے نکاح میں فقہاء کے مذاہب کا بیان

امام ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی یا کتابیہ باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے کیونکہ باندی کی اولاد بھی اس کے مالک کی غلام ہوتی ہے اور آزاد شخص کے لئے یہ باعث عار ہے کہ اس کی اولاد باندی اور غلام بن جائے۔

اس آیت میں باندیوں کے ساتھ مسلمان ہونے کی صفت کو ذکر کیا ہے امام شافعی کے نزدیک چونکہ مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے

اس لئے ان کے نزدیک یہ صفت بمنزلہ شرط ہے اور جو شخص آزاد (کنواری) مسلمان عورت سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ باندی سے اسی وقت نکاح کرسکتا ہے جب باندی مسلمان ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک باندی کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مستحب ہے باندی اگر اہل کتاب ہو پھر بھی وہ اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (النکت والعیون ج ا ص ۴۷۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک جو شخص آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ بھی باندی سے نکاح کرسکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک آزاد مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں (الجامع احکام القرآن ج ۵ ص ۱۳۶) اہل کتاب باندیوں سے نکاح کے جواز پر امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کے علاوہ ہر عورت سے نکاح کرنے کو حلال قرار دیا ہے ماسوا ان کے جن کی کتاب اللہ میں تخصیص کرلی گئی ہے اور اہل کتاب باندی کی تخصیص نہیں کی گئی وہ آیتیں یہ ہیں۔

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء

ترجمہ: تو اپنی پسند کے موافق عورتوں سے نکاح کرلو۔

(آیت) واحل لکم ما وراء ذالکم . (النساء:۲۴)

اور محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال کردی گئی ہیں۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ان آیات کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اہل کتاب باندی کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

3229 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - عَبْدُ الْكَرِيمِ يَرْفَعُهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُونُ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً هِيَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَهِيَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ . قَالَ: "طَلِّقْهَا" . قَالَ لَا أَصْبِرُ عَنْهَا . قَالَ: "اسْتَمْتِعْ بِهَا" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَهَارُونُ بْنُ رِئَابٍ أَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ وَهَارُونُ ثِقَةٌ وَحَدِيثُهُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' میری بیوی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے طلاق دے دو اس نے کہا: میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا آپ نے فرمایا: پھر تم اس کے ساتھ گزارا کرو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث مستند نہیں ہے۔ عبدالکریم نامی راوی قوی نہیں ہے۔ ہارون بن رئاب اس سے زیادہ مستند

3229-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 3465) . تحفة الاشراف (5807) .

ہے۔اس نے حدیث میں "ارسال" کیا ہے۔ہارون ثقہ ہے۔اوراس کی روایت کردہ حدیث عبدالکریم سے منقول روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مکروہ ہے

3230- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "تُنْكَحُ النِّسَآءُ لِاَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" .

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی خاتون سے چار خوبیوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے شادی کی جاسکتی ہے؟اس کے مال کی وجہ سے،اس کے حسب کی وجہ سے،اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اوراس کے دین کی وجہ سے۔تم دیندار عورت کو ترجیح دو!تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ اَىُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ .

یہ باب ہے کہ کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟

3231- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَىُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ قَالَ: "الَّتِىْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ" .

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہ جب آدمی اسے دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے جب اسے حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور وہ عورت اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں شوہر کی ایسی مخالفت نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الصَّالِحَةِ .

یہ باب نیک عورت کے بیان میں ہے

3230-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5090) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 53) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يؤمر به من تزويج ذات الدين (الحديث 2047) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تزويج ذات الدين (الحديث 1858) . تحفة الاشراف (14305) .

3231-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طاعة المراة زوجها (الحديث 75) . تحفة الاشراف (13058) .

3232- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ اَنْبَاَنَا شُرَحْبِيْلُ بْنُ شَرِيْكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ دنیا ساری کی ساری مال و متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الْغَيْرَاءِ .

یہ باب رشک کرنے والی عورت کے بیان میں ہے

3233- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ قَالَ: "اِنَّ فِيْهِمْ لَغَيْرَةً شَدِيْدَةً" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم انصار کی خواتین کے ساتھ شادی نہ کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں رشک کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ .

یہ باب ہے کہ شادی سے پہلے (خاتون کو) دیکھنے کا مباح ہونا

3234- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ - عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَجُلٌ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا" . قَالَ لَا . فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک (مہاجر) صاحب نے ایک انصاری خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے دریافت کیا: کیا تم نے اس خاتون کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو دیکھ لے۔

3235- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِیْ رِزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3232-اخرجه مسلم في الرضاع، باب خير متاع الدنيا المراة الصالحة (الحديث 64) واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب افضل النساء (الحديث 1855) . تحفة الاشراف (8849) .

3233-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (171) .

3234-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) مطولاً . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلاً في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246 و 3247) . تحفة الاشراف (13446) .

فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا" . قُلْتُ لَا . قَالَ: "فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا".

✧✧ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت پیدا کرنے میں زیادہ مناسب ہوگا۔

شرح

اپنی منسوبہ کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے ایک نظر دیکھ لینا مستحب ہے کیونکہ اگر وہ عورت پسند آ گئی اور طبیعت کو بھا گئی تو اس نکاح کے بعد وہ اس عورت کی وجہ سے بدکاری سے بچا رہے گا جو نکاح کا اصل مقصود ہے اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایک موقع پر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کیا جائے تو اس حکم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ حسن و جمال کو ملحوظ ہی نہ رکھا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی حسین وجمیل عورت سے نکاح کرنے میں کوئی دینی نقصان وفساد ہو تو اس دینی نقصان کوتاہی سے بالکل صرف نظر کر کے اس سے محض اس بناء پر نکاح نہ کیا جائے کہ وہ حسن و جمال کی حامل ہے۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کا ارادہ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس عورت کو ایک نظر دیکھ لو کیونکہ دیکھ لینا بہت مناسب و بہتر ہے (احمد ترمذی نسائی (ابن ماجہ دارمی)

یعنی اگر تم اپنی منسوبہ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس سے نکاح کرو گے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، الفت بہت زیادہ ہوگی کیونکہ جب منسوبہ کو دیکھ لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے تو عام طور پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا اور نہ اپنے اس انتخاب پر کوئی شرمندگی و پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

منگیتر کو دیکھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مخطوبہ سے مراد وہ عورت ہے جس سے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو عورت سے مراد جس کے وہ اعضاء ہیں جن جن کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ منسوبہ کو دیکھنے کا مسئلہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور اکثر علماء کے نزدیک اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے خواہ منسوبہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔ حضرت امام مالک کے ہاں اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا اسی صورت میں جائز ہے جب کہ اس کی اجازت حاصل ہو اس کی اجازت کے بغیر دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک کے ہاں منسوبہ کو دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ بھی ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی بجائے کسی تجربہ کار اور معتمد عورت کو بھیج دے تا کہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کر دے۔

3235-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النظر الى المخطوبة (الحديث 1087) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

بَابُ التَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ

یہ باب ہے کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا

3236- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ

ن بعروجها (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِىْ شَوَّالٍ وَّاُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِىْ شَوَّالٍ وَّكَانَتْ عَائِشَةُ تُحِبُّ اَنْ تُدْخِلَ نِسَائَهَا فِىْ شَوَّالٍ فَاَىُّ نِسَائِهٖ كَانَتْ اَحْظٰى عِنْدَهٗ مِنِّىْ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شوال کے مہینے میں شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں ہی میں آپ کے ہاں (رخصت ہوکر) آئی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ خواتین کی رخصتی شوال کے مہینے میں ہو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت اور کون سی زوجہ محترمہ کی تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ شوال کے ماہ میں شادی بیاہ کرنے کو جو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ اس مہینہ میں شادی بیاہ کرنا یا دولہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ چنانچہ عرب میں بھی زمانہ جاہلیت کے لوگ یہی عقیدہ رکھتے تھے اور شوال میں نکاح کرنے اور دولہن کو گھر میں لانے کو برا سمجھتے تھے۔ اسی غلط عقیدہ کی تردید میں حضرت عائشہ نے یہ بات فرمائی کہ اگر شوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا اپنے اندر کوئی نحوست رکھتا ہے تو پھر آخر میں شادی میرے حق میں منحوس کیوں نہیں رہی جب کہ شوال ہی میں میرا نکاح ہوا اور شوال ہی کے مہینہ میں رخصت کرا کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی اور اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں جو خوش نصیبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے نصیب ہوئی وہ کسی بھی زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

بَابُ الْخِطْبَةِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کا پیغام بھیجنے کے بیان میں ہے

3237- اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ

3236-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب التزوج و التزويج في شوال واستحباب الدخول فيه (الحديث 73) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الاوقات التي يستحب فيها النكاح (الحديث 1093) . و اخرجه النسائي في النكاح، البناء في شوال (الحديث 3377) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب متى يستحب البناء بالنساء (الحديث 1990) . تحفة الاشراف (16355) .

3237-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18028 و 18384) .

أَبِی قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِی عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِیُّ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ - قَالَتْ خَطَبَنِی عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَخَطَبَنِی رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ أَحَبَّنِی فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ". فَلَمَّا كَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ أَمْرِی بِيَدِكَ فَأَنْكِحْنِی مَنْ شِئْتَ. فَقَالَ: "انْطَلِقِی إِلٰى أُمِّ شَرِيكٍ". وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ فَقُلْتُ سَأَفْعَلُ. قَالَ: "لَا تَفْعَلِی فَإِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ فَإِنِّی أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِی إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ". وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی فِهْرٍ فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

◆◆ حضرت عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' یہ پہلی ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں' وہ بیان کرتی ہیں' حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھے نکاح کا پیغام بھیجا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے بھی مجھے نکاح کا پیغام بھیجا اس سے پہلے مجھے یہ بات پتہ چل چکی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو وہ اسامہ سے بھی محبت کرے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تو میں نے عرض کی: میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ام شریک کے پاس چلی جاؤ (راوی کہتے ہیں) سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا خوشحال خاتون تھیں یہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کیا کرتی تھیں ان کے ہاں مہمان بہت زیادہ آیا کرتے تھے (فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: میں ایسا کرلوں گی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ شریک کے ہاں مہمان بہت زیادہ آتے ہیں مجھے یہ اچھا نہیں لگتا اس دوران تمہارے سر سے چادر اتر جائے یا تمہاری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تمہارے جسم کے اس حصے کو دیکھیں جو تمہیں اچھا نہ لگے تم اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ! وہ بنو فہر سے تعلق رکھتے تھے تو میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی (یہ روایت مختصر ہے)

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقا مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقا مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔ خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں

زنی یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ النَّهْيِ اَنْ يَّخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ .

یہ باب ہے کہ ایک شخص کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں دوسرے شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنے کی ممانعت

3238- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ".

◇◇ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص دوسرے کے پیغام میں نکاح کی موجودگی کا پیغام نہ بھیجے۔

3239- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي اِنَائِهَا".

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی بھی شہری شخص

3238-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 49) مطولاً . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن البيع على بيع اخيه (الحديث 1292) . و الحديث عند: النسائي في البيوع بيع الرجل على بيع اخيه (الحديث 4515) . تحفة الاشراف (8284) .

3239-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك (الحديث 2140) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 51) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 2080) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1134) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1867) مختصراً . و الحديث عند مسلم في البيوع ، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 18) . و ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي عن النجش (الحديث 3438) . و الترمذي في الطلاق، باب ما جاء لا تسال المراة طلاق اختها (الحديث 1190)، و في البيوع ، باب ما جاء لا يبيع حاضر لباد (الحديث 1222)، و باب ما جاء في كراهية النجش في البيوع (الحديث 1304) و ابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه (الحديث 2172)، وباب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2174)، وباب النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 2175) . تحفة الاشراف (13123) .

(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) دیہاتی کے ساتھ سودا نہ کرے کوئی شخص دوسرے کے سودے کے مقابلے میں سودا نہ کرے اور کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ اس کے حصے کا رزق بھی اسے حاصل ہو جائے۔

3240 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

❖❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

3241 - اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ".

❖❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ شخص شادی کر لے یا وہ اس معاملے کو ترک کر دے۔

3242 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

❖❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا پیغام نہ بھیجے۔

بَابُ خِطْبَةِ الرَّجُلِ اِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ اَوْ اَذِنَ لَهٗ.

یہ باب ہے کہ جب پہلے نکاح کا پیغام بھیجنے والا شخص اس کو ترک کر دے یا دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو کسی شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنا

3243 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ

3240-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13968) .

3241-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13372) .

3242-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14545) .

3243-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح او يدع (الحديث 5142) . تحفة الاشراف (7778) .

بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اور کوئی ایک شخص دوسرے کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا نکاح کا پیغام بھیجے البتہ اگر دوسرا شخص نکاح کا پیغام ترک کر دے یا اسے اجازت دیدے تو وہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔

3244 - اَخْبَرَنِىْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّهُمَا سَاَلَا فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَنْ اَمْرِهَا فَقَالَتْ طَلَّقَنِىْ زَوْجِىْ ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِىْ طَعَامًا فِيْهِ شَىْءٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ لِىَ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لَاَطْلُبَنَّهَا وَلَا اَقْبَلُ هٰذَا . فَقَالَ الْوَكِيْلُ لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ . قَالَتْ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ فَاعْتَدِّىْ عِنْدَ فُلَانَةَ" . قَالَتْ وَكَانَ يَاْتِيْهَا اَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: "اعْتَدِّىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰى فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ اٰذَنْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَمَنْ خَطَبَكِ" . فَقُلْتُ مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ اٰخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ . فَقَالَ النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَاِنَّهُ غُلَامٌ مِّنْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَىْءَ لَهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيْهِ وَلٰكِنِ انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ . فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَكَحَتْهُ .

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں' اس نے مجھے کھانے کے لئے بھی کچھ دیا جس میں کچھ کمی تھی' میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر خرچ اور رہائش میرا حق ہے تو میں اس کو ضرور طلب کروں گی اور میں اس کو قبول نہیں کروں گی۔ وکیل نے کہا: تمہیں خرچ' رہائش کا حق نہیں ملے گا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں رہائش اور خرچ کا حق نہیں ملے گا تم فلاں خاتون کے ہاں عدت بسر کرو وہ خاتون بیان کرتی ہیں' ان خاتون کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیا کرتے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہو گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3244-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 36 و 37 و 38 و 39 و 40) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2284 و 2235 و 2236 و 2237 و 2239) . واخرجه النسائي في النكاح، باب اذا استشارت المراة رجلاً فيمن يخطبها هل يخبرها بما يعلم (الحديث 3245) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 37 و 38 و 39 و 40) . و ابي داؤد في الطلاق، باب نفقة المبتوتة (الحديث 2289) . و النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3405) . و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3548)، و في عشرة النساء من الكبرى، وضع المراة ثيابها عند الاعمى (الحديث 361) . تحفة الاشراف (18036 و 18038) .

تمہیں نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور قریش سے تعلق رکھنے والے ایک اور شخص نے (راوی نے اس کا نام ذکر نہیں کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ قریش کا لڑکا ہے اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو وہ اچھا آدمی نہیں ہے اور اس میں بھلائی نہیں ہے البتہ تم اسامہ کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) مجھے یہ اچھا نہیں لگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ کہی تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا فِيْمَنْ يَّخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی خاتون کسی مرد سے مشورہ کرے اس شخص کے بارے میں جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو کیا وہ مرد اپنے علم کے مطابق اسے بتائے گا

3245 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلُهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ . فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَىْءٍ . فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ" . فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: "تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِيْ فَاعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ وَلٰكِنِ انْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "انْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" .
فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ .

✧✧ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دے دی وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے' انہوں نے اس خاتون کو اپنے وکیل کے ذریعے کچھ "جو" بھجوائے وہ خاتون اس وکیل پر ناراض ہوئیں تو وہ وکیل بولا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے آپ کو کوئی ادائیگی لازم نہیں ہے وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خرچ کا حق حاصل نہیں ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی' تم ام شریک کے ہاں عدت بسر کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے اصحاب بکثرت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں تم وہاں اپنے سر سے چادر اتار بھی دوگی تو کوئی بات نہیں ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے' تو تم مجھے بتادینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہوگئی

3245-تقدم في النكاح، خطبة الرجل اذا ترك الخاطب او اذن له (الحديث 3244) .

میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے تو وہ اپنی لاٹھی کندھے سے نیچے نہیں رکھتا جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون کہتی ہیں) مجھے وہ اچھے نہیں لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کرلو! تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں میرے لئے بھلائی رکھ دی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِی الْمَرْاَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے خاتون کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اسے اپنے علم کے مطابق اطلاع دے گا

3246 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً . فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَلَا نَظَرْتَ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَ وَالصَّوَابُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہی حدیث میں نے ایک اور مقام پر یزید بن کیسان کے حوالے سے دیکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے جبکہ درست روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

3247 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَاَةً فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "انْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا" .

3246-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلًا في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3247) و الحديث عند: النسائي في النكاح، اباحة النظر قبل التزويج (الحديث 3234) تحفة الاشراف (13446) .

3247-تقدم في النكاح، اذا استشار رجل رجلًا في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246) .

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے۔

بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلٰى مَنْ يَّرْضَى -

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی (کے ساتھ شادی کے لئے) اپنے پسندیدہ شخص کو پیشکش کرنا

3248- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسٍ - يَعْنِى ابْنَ حُذَافَةَ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ . فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِيْ ذٰلِكَ . فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَلَقِيْتُهُ فَقَالَ مَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَخَطَبَهَا اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ شَيْئًا اِلَّا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُهَا وَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا لَنَكَحْتُهَا .

❖❖ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' (ان کی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا خنیس رضی اللہ عنہ یعنی ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کے (انتقال کی) وجہ سے بیوہ ہوگئیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میری ملاقات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے انہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی' میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کروا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس بات کا جائزہ لوں گا کچھ دن گزرنے کے بعد جب میں ان سے ملا تو انہوں نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جتنا غصہ آیا تھا اس سے زیادہ ان پر آیا' کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے مجھے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم ﷺ سے کردی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو انہوں نے فرمایا: شاید جب تم نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تھی اور میں نے جواب نہیں دیا تھا تو اس وجہ سے تمہیں مجھ پر غصہ آیا تھا' میں نے جواب دیا: جی ہاں انہوں نے فرمایا: میں

3248-اخرجه البخاري في المغازي، باب 12 . (الحديث 4005)، و في النكاح، باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5122) . و باب من قال: لا نكاح الا بولي (الحديث 5129) مختصراً، و باب تفسير ترك الخطبة (الحديث 5145) مختصراً . و اخرجه النسائي في النكاح، انكاح الرجل ابنته الكبيرة (الحديث 3259) . تحفة الاشراف (10523) .

نے اس وقت اس لئے جواب نہیں دیا تھا جب تم نے میرے سامنے پیشکش کی تھی کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا اس لئے میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اگر نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ شادی نہ کرتے تو میں کر لیتا۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضَى .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے پسندیدہ شخص کے سامنے اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کرنا

3249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْعَطَّارُ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِیَّ یَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَّهُ فَقَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَعَرَضَتْ عَلَیْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ فِیَّ حَاجَةٌ

❖❖ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ اس وقت ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئی اور اس نے اپنے آپ کو (نکاح کے لیے) نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کی۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہیں گے۔

3250 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِیِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَضَحِكَتِ ابْنَةُ اَنَسٍ فَقَالَتْ مَا كَانَ اَقَلَّ حَیَاءَهَا . فَقَالَ اَنَسٌ هِیَ خَیْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِیِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ شادی کی پیشکش کی۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہنس پڑیں اور بولی: وہ عورت کتنی کم حیا والی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خود سے نکاح کی پیشکش کی تھی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ اِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتِهَا رَبَّهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے تو اس کا نماز ادا کرنا اور اپنے پروردگار سے استخارہ کرنا

3251 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

3249-اخرجه البخاري في النكاح، باب عرض المراة نفسها على الرجل الصالح (الحديث 5120) مطولاً، و في الادب، باب ما لا يستحيا من الحق للتفقه في الدين (الحديث 6123) مطولاً . و اخرجه النسائي في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3250) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب التي وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2001) . تحفة الاشراف (468) .

3250-تقدم في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3249) .

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِزَيْدٍ "اذْكُرْهَا عَلَيَّ" . قَالَ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ أَبْشِرِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكِ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُكِ . فَقَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُسْتَأْمِرَ رَبِّي فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرٍ .

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے سامنے میرے نکاح کے پیغام کا ذکر کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں آیا اور میں نے کہا: اے زینب! آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے۔ انہوں نے (نکاح کے لیے) آپ کا ذکر کیا ہے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک میں اپنے پروردگار کا حکم معلوم نہ کرلوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوئیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں قرآن نازل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی ان کے گھر میں اجازت لیے بغیر اندر آگئے۔

آسمان سے حکم نکاح کے آنے کا بیان

3252 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ . وَفِيهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ .

◇◇ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج کے سامنے فخر کا اظہار کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میرا نکاح کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) انہی کے بارے میں حجاب کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی۔

استخارہ کے معنی ومفہوم کا بیان

استخارہ کے معنی ہیں خیر طلب کرنا، اور شریعت کی زبان میں اس سے خاص دعا مراد ہے۔ جب کسی معاملے کے مفید یا مضر ہونے میں تردد ہو اور کوئی ایک فیصلہ انسان کے لئے مشکل ہو جائے تو اس مشکل اور تردد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگنا تاکہ اس معاملے میں تردد دور ہو جائے اور مفید پہلو متعین ہو جائے، یہ دعاء استخارہ کہلاتی ہے اور نماز استخارہ وہ نفل نماز ہے جو اس دعاء سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

استخارہ درحقیقت مشورے کی ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ ترین شکل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مشورہ اپنے ہم جنس افراد سے کیا جاتا ہے تاکہ ان کے علم وتجربے سے فائدہ اٹھا کر مفید سے مفید تر قدم اٹھایا جائے، جبکہ استخارہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا جاتا ہے

3251-اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات وليمة العرس (الحديث 89) مطولاً . تحفة الاشراف (410)

3252-اخرجه البخاري في التوحيد، باب (و كان عرشه على الماء) (و هو رب العرش العظيم) (الحديث 7421) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الافتخار (الحديث 32) . تحفة الاشراف (1124) .

کہ اے اللہ! ہمارے اس معاملے کے مفید اور مضر تمام پہلوؤں سے آپ بخوبی واقف ہیں، آپ کے علم میں جو پہلو ہمارے لئے مفید اور بہتر ہو اسے ہمارے سامنے روشن کر کے، ہمارے دلوں کو اس کی طرف مائل و مطمئن کر دیجئے۔

اسلامی تعلیمات جو تمام کی تمام انسان کی دنیا و آخرت اور معاش و معاد کی درستی و صلاح کی کفیل ہیں، استخارہ بھی انہیں میں سے ایک زریں اصول ہے، جو تردد اور مشکلات میں انسان کی درست رہنمائی اور سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا ہے۔ در اصل انسان کتنا ہی عقلمند، زیرک، و دانا اور تجربہ کار و ہوشیار ہو، بہر حال اس کا علم حد درجہ ناقص، معلومات انتہائی محدود، تجربات کا دائرہ تنگ اور وہ بھی غیر یقینی، فہم میں نہایت کمزوری اور بے انتہاء تفاوت اور سب سے بڑھ کر اس کی بشری درماندگیاں اور عیوب و نقائص ایسا داغ ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ ہیں، اس لئے انسان کا اپنی آراء و افعال میں غلطی کر جانا اور مفید کو مضر یا مضر کو مفید سمجھ لینا ایک ایسی مشاہداتی، تجرباتی اور واقعاتی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا وسیع و محیط علم اور بے مثال قدرت و بصیرت ایسی کامل و مکمل اور ہر شئی کو شامل و محیط ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ، ماضی و مستقبل سب اس کے احاطہ علم میں ہیں اور زیر قدرت ہیں اور وہ ہر چیز کے ہر پہلو سے بخوبی و بکمال واقفیت رکھتا ہے۔ اب ایسی علیم و خبیر اور قادر و بصیر ذات عالی سے اگر کسی معاملے میں رہنمائی لی جائے اور خیر طلب کی جائے تو کیا اس سے بڑھ کر کسی اور کی رہنمائی ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔

استخارہ انسان کی عملی زندگی کی ایک اہم ضرورت اور لازمی جزو ہے، کیوں کہ انسانی زندگی صبح و شام ایسے نو بنو حادثات اور تغیر پذیر حالات سے دوچار ہوتی ہے جہاں وہ لاچار ہو جاتا ہے کہ کسی نہایت باخبر ذات سے رہنمائی لے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے ان حادثات و تغیرات کا بڑا صاف نقشہ پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ہر فرد بشر کو اپنی اپنی حیثیت و مرتبہ کے لحاظ سے دنیا کی کیسی کیسی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اختیار و اضطرار دونوں کی کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ رنج و راحت، غم و مسرت، ضعف و قوت، محبت و عداوت، تنگ دستی و فراخت، افسردگی و نشاط، بخل و جود، حلم و غضب، شقاوت و سعادت کی کیسی کیسی وادیوں میں سے ہو کر گزرنا ہوتا ہے۔ اپنے ضمیر سے کبھی دباؤ، کبھی مروت کے ماتحت کیسے کیسے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ شاعر ہو کہ ادیب، مورخ ہو کہ مفسر، صوفی ہو کہ فقیہ، زندگی کے اس اتار چڑھاؤ سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ ان ہوش ربا، دلخراش اور مدہوش کن حالات سے سابقہ پڑنے پر جو شخص، اللہ علیم و خبیر سے رہنمائی کا سوال کرلے اور سوال کا ڈھنگ بھی وہ ہو جو اس کے عظیم و جلیل پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھلایا ہوا ہو تو بتلایا جائے کیا ایسا شخص کبھی ندامت و پشیمانی اٹھائے گا؟ یقین نہ آئے تو صادق و امین آمنہ کے در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنیئے!

ترجمہ: جس نے استخارہ کیا وہ ناکامی سے دور رہا، جس نے مشورہ کیا وہ ندامت سے محفوظ رہا اور جس نے (معاشرت و معیشت میں) متوسط راہ اپنائی وہ محتاجی اور فقر سے بچ گیا۔ (کنز)

سر دست اس موضوع پر چند مزید احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں تا کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے عمل کی اصل حقیقت و اہمیت اور قدر و منزلت سے آگاہی ہو جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اور اس کے حکم پر راضی رہنا انسان کی نیک بختی اور بڑی سعادت ہے جبکہ استخارہ نہ کرنا اور اللہ

کے حکم پر ناراض ہونا بدبختی اور بڑی شقاوت ہے (ترمذی)

(۲) جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے اس کے بارے میں استخارہ کرو پھر دیکھو کہ سب سے پہلے دل میں کیا خیال آتا ہے جو خیال پہلے آئے اسی میں خیر ہے (عمل الیوم واللیلۃ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی دعا اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے اور تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تاکید فرماتے تھے (احیاء العلوم)

بعض حکماء کا مقولہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ چار چیزوں کی توفیق عطاء فرمادیں وہ چار چیزوں سے محروم نہ رہے گا 1) جس کو شکر کی توفیق عطا ہو وہ نعمتوں کی بڑھوتری سے محروم نہ ہوگا 2) جس کو توبہ کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا 3) جس کو استخارہ کی طرف متوجہ کردیا جائے وہ درست رائے اور مفید نتیجہ سے محروم نہ کیا جائے گا 4) جس کو مشورہ کرنے کی عادت ہو وہ درست مشورہ سمجھنے میں دھوکہ نہ کھائے گا۔

یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ استخارہ کن کاموں میں کیا جاتا ہے؟ آیا اس بارے میں کوئی تخصیص ہے یا ہر کام میں استخارہ کیا جاسکتا ہے اس کا مختصر اور آسان سا جواب یہ ہے کہ استخارہ صرف ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مفید یا مضر دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو، کیوں کہ ایسے موقع پر انسان متردد اور شش و پنج میں پڑ جاتا ہے، اور اس تردد کو ختم کرنے اور مفید پہلو جاننے کیلیے ہی استخارہ کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً معاشی ضروریات کے لئے تجارت و ملازمت یا زراعت و مزدوری وغیرہ امور میں تردد ہو کہ آیا تجارت کی جائے یا ملازمت؟ اسی طرح یہ تردد کہ تجارت اپنے شہر میں کی جائے یا کسی دوسرے شہر کا سفر کیا جائے؟ وغیرہ۔ الغرض تمام وہ معاملات خواہ ان کا تعلق معاشرے سے ہو، معاملات سے ہو یا معیشت سے ہو جن کو اسلام نے جائز کہا ہو جب ان کے مختلف پہلوؤں میں تردد پیدا ہو جائے تو اس تردد کو دور کرنے کے لئے استخارہ مسنون اور مبارک و پسندیدہ عمل ہے۔

بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں شریعت نے فرض و واجب یا حرام قرار دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، جہاد اور حج عبادات میں، صداقت، امانت، دیانت، اخلاص وغیرہ اخلاق میں فرض اور مطلوب و پسندیدہ ہیں۔ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں استخارہ نہیں ہوتا کیوں کہ ان کا کرنا ہی مطلوب ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اسی طرح جو چیزیں حرام اور گناہ ہیں مثلاً ناحق قتل کرنا، زناء کاری، شراب نوشی، ڈکیتی وغیرہ جرائم میں، اور سود خوری، ناجائز ملاوٹ، ناپ تول میں کمی بیشی، ناجائز ذخیرہ اندوزی خرید و فروخت میں حرام اور گناہ ہیں تو ان میں استخارہ نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ اوپر جو چیزیں ذکر کی گئیں جن میں استخارہ نہیں ہوسکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں شریعت نے جو پہلو متعین کردیا اس پر عمل ضروری ہے اور خاص اسی پہلو میں استخارہ نہیں ہوسکتا، کسی اور حیثیت سے استخارہ ممکن ہوسکتا ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو اس کے لئے اس کی ادئیگی لازمی ہے اب یہ استخارہ نہیں ہوسکتا کہ حج کروں یا نہ کروں کیوں کہ کرنا ضروری ہو چکا ہے البتہ اس میں استخارہ ہوسکتا ہے کہ رفیق سفر کس کو بنایا جائے اور راستہ کون سا اختیار کیا جائے؟ وغیرہ۔

بَابُ كَيْفَ الْاِسْتِخَارَةُ .

یہ باب ہے کہ استخارہ کیسے کیا جائے؟

3253- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ - اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ - اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهِ - قَالَ - وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهُ" .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ یہ فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔ پھر یہ پڑھے۔

"اے اللہ! میں تیرے علم کے مطابق تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے مطابق تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا تو غیوب کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے' میرے دین کے لیے' میری زندگی اور میرے انجام کے اعتبار سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت کر دے۔ اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لیے' میرے دین کے لیے میری زندگی اور میری آخرت کے اعتبار سے برا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

3253- اخرجه البخاري في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1162)، و في الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة (الحديث 6382)، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (الحديث 7390) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستخارة (الحديث 1538) و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 480) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 1383) . تحفة الاشراف (3055) .

حدیث استخارہ کی شرح کا بیان

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں: الاستخارۃ: اسم ہے، اور استخار اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور اچھا کام طلب کرنا۔

قولہ: "ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے۔

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: عام کہہ کر خاص مراد لیا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائیگا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہوگا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایک دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کونسے عمل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتصار کرنے کے لیے استخارہ ہوگا۔

میں کہتا ہوں: یہ عموم ہر حقیر اور عظیم کام کو شامل ہے، ہوسکتا ہے کسی حقیر اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجہ میں امر عظیم حاصل ہو جائے۔

قولہ: "اذا هم" جب اسے کوئی کام درپیش ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کہے۔

قولہ: "تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔

اس میں نماز فجر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاذکار" میں کہتے ہیں: مثلاً اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ کی۔۔۔ اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہا جائے:

اگر اس نے بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہوگی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں۔

اور ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی جمع کرنا ہے، اس لیے مالک الملک کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور ثناء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاجگی ہے۔

قولہ: "ثم ليقل" پھر یہ کہے" ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ: "اللّٰهم اني استخيرك" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح "بقدرتک" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استعانۃ کی ہو۔

قولہ: "استقدرك" اس کا معنی یہ ہے: میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قدرت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو: میں تجھ سے اس کام میں آسانی اور سہولت کا طلبگار ہوں، یعنی میری قدرت میں کر دے۔

قولہ: "و اسئلك من فضلك" یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطاء اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ: "فانك تقدر و لا اقدر، و تعلم و لا اعلم" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً علم اور قدرت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھا ہے۔

قولہ: "اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "پھر اس کام کا بعینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ: "فاقدرہ لی" یعنی اسے میرے لیے پورا کردے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کردے۔

قولہ: "فاصرفه عنی و اصرفنی عنه" اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کردے۔ یعنی اس کام کو چاہنے کے باوجود اس کام کو نہ کرسکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ: "و رضنی" یعنی مجھے اس پر راضی کردے، تاکہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی خبر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلق نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے۔

استخارہ کی تعلیم دینے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام کاموں کے لئے دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کی تعلیم کا بہت اہتمام رکھتے تھے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت (نفل) پڑھے پھر یہ دعائے پڑھے۔" اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (نیک عمل کرنے کی) تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی (ہر چیز پر) قادر ہے میں (تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قادر نہیں ہوں، تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یعنی مقصد) میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اس جہان (یعنی دنیا) میں اس جہان (آخرت) میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیا فرمادے اور اسے میرے لئے آسان فرمادے، پھر اس میں میرے واسطے برکت دے اور اگر تو اس امر (یعنی میرے مقصد اور میری مراد) کو میرے دین، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اور اس جہان اور اس جہان میں برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور

میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مہیا فرما پھر اس کے ساتھ مجھے راضی کر۔" راوی کہتے ہیں کہ لفظ ہذا الامر کی جگہ) اپنی حاجت کا نام لینا چاہیے۔(صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 1296)

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک وتردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔ اگر سنت کی تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔

اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یاایُّھا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "او عاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شک کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری واجلہ فرمایا۔ بہرحال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔

حدیث کی آخری الفاظ ویسمی حاجتہ کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ ھذا الامر بطریق عموم واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "ھذا الامر" کی بجائے یوں کہے:"ھذا السفر یا ھذا الاقامۃ" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ھذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ اخِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ ۔ "اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔

مسائل کے حل کے لئے استخارہ کرنے کا بیان

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق فرماتے ہیں میرے اور حضرت صدیق کے درمیان کلالہ کے بارے میں اختلاف ہوا اور بات وہی تھی جو میں کہتا تھا۔ حضرت عمر نے سگے بھائیوں اور ماں زاد بھائیوں کو جبکہ وہ جمع ہوں، ثالث میں شریک کیا تھا اور حضرت

ابوبکراس کے خلاف تھے۔ابن جریر میں ہے کہ خلیفۃ المومنین جناب فاروق نے ایک رقعہ پردادا کے ورثے اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا پھر استخارہ کیا اور ٹھہرے رہے اور اللہ سے دعا کی کہ پروردگار اگر تیرے علم میں اس میں بہتری ہے تو تو اسے جاری کردے پھر جب آپ کو زخم لگایا گیا تو آپ نے اس رقعہ کو منگوا کر مٹادیا اور کسی کو علم نہ ہوا کہ اس میں کیا تحریر تھا پھر خود فرمایا کہ میں نے اس میں دادا کا اور کلالہ کا لکھا تھا اور میں نے استخارہ کیا تھا پھر میرا خیال یہی ہوا کہ تمہیں اسی پر چھوڑ دوں جس پر تم ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، النساء، ۱۷۶، بیروت)

مشرکین کو حدود حرم سے نکال دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اپنے پاک دین والے پاکیزگی اور طہارت والے مسلمان بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے دیں یہ آیت سنہ 9 ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کردو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا شخص بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر وقیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔حضرت جابر بن عبداللہ غلام اور ذمی شخص کو مستثنیٰ بتاتے ہیں۔

مسند کی حدیث میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہماری اس مسجد میں اس کے بعد سوائے معاہدہ والے اور تمہارے غلاموں کے اور کوئی کافر نہ آئے۔لیکن اس مرفوع سے زیادہ صحیح سند والی موقوف روایت ہے۔خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان جاری کردیا تھا کہ یہود ونصرانی کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دو ان کا یہ امتناعی حکم اسی آیت کے تحت تھا۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حرم سارا اس حکم میں مثل مسجد حرام کے ہے۔یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل واثق ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔باقی رہی یہ بات کہ مشرکوں کا بدن اور ذات بھی نجس ہے یا نہیں؟ پس جمہور کا قول تو یہ ہے کہ نجس نہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے۔

بعض ظاہریہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے بدن بھی ناپاک ہی۔حسن فرماتے ہیں جوان سے مصافحہ کرے وہ ہاتھ دھوڈالے۔اس حکم پر بعض لوگوں نے کہا کہ پھر تو ہماری تجارت کا مندا ہو جائے گا۔ہمارے بازار بیرونق ہو جائیں گے اور بہت سے فائدے جاتے رہیں گے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ غنی وحمید فرماتا ہے کہ تم اس بات سے نہ ڈرو اللہ تمہیں اور بہت سی صورتوں سے دلا دے گا تمہیں اہل کتاب سے جزیہ دلائے گا اور تمہیں غنی کردے گا تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ رب جانتا ہے اس کا حکم اس کی ممانعت کسی نہ کسی حکمت سے ہی ہوتی ہے۔یہ تجارت اتنے فائدے کی نہیں جتنا فائدہ وہ تمہیں جزیے سے دیتا۔ان اہل کتاب سے جو اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،اور قیامت کے منکر ہیں جو کسی نبی کے صحیح معنی میں پورے متبع نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے اور اپنے بڑوں کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شریعت پر پورا ایمان ہوتا تو وہ ہمارے اس نبی پر بھی ضرور ایمان لاتے ان کی بشارت تو ہر نبی دیتا رہا ان کی اتباع کا حکم ہر نبی نے دیا لیکن باوجود اس کے وہ اس اشرف الرسل کے انکاری ہیں پس اگلے نبیوں کے شرع سے بھی دراصل انہیں کوئی دور کا سروکار بھی نہیں اسی وجہ سے ان نبیوں کا زبانی اقرار ان کے لئے بیسود ہے کیونکہ یہ سید الانبیاء افضل الرسل خاتم النبیین اکمل المرسلین سے کفر کرتے ہیں اس لئے ان سے بھی جہاد کرو۔ ان سے جہاد کے حکم کی یہ پہلی آیت ہے اس وقت تک آس پاس کے مشرکین سے جنگ ہو چکی تھی ان میں سے اکثر توحید کے جھنڈے تلے آ چکے تھے جزیرۃ العرب میں اسلام نے جگہ کر لی تھی اب یہود و نصاریٰ کی خبر لینے اور انہیں راہ حق دکھانے کا حکم ہوا۔

سنہ 9 ہجری میں یہ حکم اترا اور آپ نے رومیوں سے جہاد کی تیاری کی لوگوں کو اپنے ارادے سے مطلع کیا مدینہ کے اردگرد کے عربوں کو آمادہ کیا اور تقریباً تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کا رخ کیا۔ بجز منافقین کے یہاں کوئی نہ رکا سوائے بعض کے۔ موسم سخت گرم تھا پھلوں کا وقت تھا روم سے جہاد کے لئے شام کے ملک کا دور دراز کا کٹھن سفر تھا۔ تبوک تک تشریف لے گئے وہاں تقریباً بیس روز قیام فرمایا پھر اللہ سے استخارہ کر کے حالت کی تنگی اور لوگوں کی ضعیفی کی وجہ سے واپس لوٹے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی۔ یہی بات تھی جسے آپ نے ظاہر نہ فرمایا اور حضرت زید کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو الگ نہ کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ کی وحی کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا لیتے۔ وطر کے معنی حاجت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب زید ان سے سیر ہو گئے اور باوجود سمجھانے بجھانے کے بھی میل ملاپ قائم نہ رہ سکا بلکہ طلاق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کو اپنے نبی کے نکاح میں دے دیا۔ اس لئے ولی کے ایجاب و قبول سے مہر اور گواہوں کی ضرورت نہ رہی۔

مسند احمد میں ہے حضرت زینب کی عدت پوری ہو چکی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے کہا کہ تم جاؤ اور انہیں مجھ سے نکاح کرنے کا پیغام پہنچاؤ۔ حضرت زید گئے اس وقت آپ آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زید پر ان کی عظمت اس قدر چھائی کہ سامنے پڑ کر بات نہ کر سکے منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور ذکر کیا۔ حضرت زینب نے فرمایا ٹھہرو! میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لوں۔ یہ تو کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے اطلاع چلے آئے پھر ولیمے کی دعوت میں آپ نے ہم سب کو گوشت روٹی کھلائی۔ لوگ کھا پی کر چلے گئے مگر چند آدمی وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

آپ باہر نکل کر اپنی بیویوں کے حجرے کے پاس گئے۔ آپ انہیں السلام علیک کرتے تھے اور وہ آپ سے دریافت کرتی تھیں کہ فرمایئے بیوی صاحبہ سے خوش تو ہیں؟ مجھے یہ یاد نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی یا آپ خبر دیئے گئے کہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ اس گھر کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا میں نے آپ کے ساتھ ہی جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے پردہ گرا دیا اور میرے اور آپ کے درمیان حجاب ہو گیا اور پردے کی آیتیں اتریں اور صحابہ کو نصیحت کی گئی اور

فرمادیا گیا کہ نبی کے گھروں میں بے اجازت نہ جاؤ۔ (مسلم وغیرہ)

بیت اللہ کی تعمیر اور استخارہ کا بیان

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعدازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑ دی جائیں اور از سر نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہوگا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذا نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ ۱۲۸، بیروت)

بَابُ اِنْكَاحِ الْاِبْنِ اُمَّهُ ـ

یہ باب ہے کہ بیٹے کا اپنی ماں کی (دوسری) شادی کروا دینا

3254 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ اِلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ اَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنِّيْ امْرَاَةٌ غَيْرَى وَاَنِّيْ امْرَاَةٌ مُصْبِيَةٌ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِيْ شَاهِدٌ ـ

فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "ارْجِعْ اِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا اَمَّا قَوْلُكِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ غَيْرَى فَسَاَدْعُو اللّٰهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ مُصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اَنْ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِيْ شَاهِدٌ فَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ" ـ فَقَالَتْ لِابْنِهَا يَا عُمَرُ قُمْ فَزَوِّجْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَزَوَّجَهُ ـ مُخْتَصَرٌ ـ

✧✧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو

3254- انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (18204) ـ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ شادی نہیں کی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ رسول اللہ کو بتادیں کہ میں ایک تیز مزاج عورت ہوں اور بال بچے دار بھی ہوں۔ میرے سرپرستوں میں کوئی یہاں موجود بھی نہیں ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس جا کر اس سے یہ کہو کہ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے میں تیز مزاج عورت ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا کہ وہ تمہارے مزاج کی تیزی کو ختم کر دے۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ تم بال بچے دار عورت ہو تو تم اپنے بچوں کی کفایت کر لوگی۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے تو تمہارے سرپرست موجود ہوں یا نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ناپسند نہیں کرے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! تم اٹھو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (میری) شادی کروا دو تو اس صاحبزادے نے وہ شادی کروادی (راوی بیان کرتے ہیں) یہ حدیث مختصر ہے۔

بَابُ اِنْکَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِیْرَةَ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کم سن بیٹی کی شادی کروانا

3255- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَهَا وَهِیَ بِنْتُ سِتٍّ وَّبَنٰی بِهَا وَهِیَ بِنْتُ تِسْعٍ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ جب ان کی رخصتی ہوئی وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔

3256- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) لِسَبْعِ سِنِیْنَ وَدَخَلَ عَلَیَّ لِتِسْعِ سِنِیْنَ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں اس وقت سات سال کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔

3257- اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) لِتِسْعِ سِنِیْنَ وَصَحِبْتُهُ تِسْعًا .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں نو سال کی تھی اور میں نو سال آپ کے ساتھ رہی۔

3255-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) ۔ تحفة الاشراف (17203) ۔

3256-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (16781) ۔

3257-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (17796) ۔

3258- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کی تو اس وقت وہ نو سال کی تھیں اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔

باپ کے لئے عدم اجازت صغیرہ پر اجماع کا بیان

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ باپ اپنی چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کر سکتا ہے اور اس میں اسے بچی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے شادی کی تو ان کی عمر ابھی چھ یا سات برس تھی، ان کا نکاح ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ (الاستذکار (ج16/ 49-50.)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ چھوٹی بچی کا والد اس کی شادی کرے گا اس پر اتفاق ہے بخلاف شاذ قول کے کیونکہ اسی پر اتفاق ہے۔ (فتح الباری (ج۹ ص ۲۳۹)

چھوٹی بچی کی رخصتی اور اس سے دخول کرنا

عقد نکاح کرنے سے یہ چیز لازم نہیں آتی، کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بعض اوقات بڑی عمر کی عورت کا نکاح ہوتا ہے لیکن اس سے اس کا دخول لازم نہیں آتا، اور اس کا پوری وضاحت سے بیان اس طرح ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات عقد نکاح کے بعد اور دخول یعنی رخصتی سے قبل ہی طلاق ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں اس کے کچھ احکام بھی ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹی عمر کی بچی کو بھی شامل ہے اگر مہر مقرر کیا گیا ہے تو اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا، اور اس کی کوئی عدت نہیں ہوگی۔

نصف مہر کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:)اور اگر تم انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقرر کردہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں، یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے (البقرۃ (237.) اور دوسری عورت یعنی جس پر عدت نہیں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:)اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، چنانچہ تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو اور بھلے طریقہ سے انہیں رخصت کر دو (الاحزاب (49.)

اس بنا پر جس چھوٹی بچی کا نکاح ہو جائے تو اسے خاوند کے سپرد اس وقت نہیں کیا جائیگا جب تک وہ رخصتی اور مباشرت کے قابل نہیں ہو جاتی، اور اس میں اس کے بالغ ہونے کی شرط نہیں؛ بلکہ مباشرت کو برداشت کرنے کی طاقت ہونی چاہیے، اور اگر رخصتی ہونے کے بعد طلاق ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں علماء کے یہ اقوال ہیں جو کہ چھوٹی بچی سے استمتاع یا اس سے دخول کا گمان کرنے والے کا رد ہیں۔

3258- اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 72) . تحفة الاشراف (15956) .

نو برس ہے۔
اگر لڑکا لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان دونوں کی اس بات کو صحیح سمجھا جائے گا اور وہ دونوں حکم میں بالغ کی مانند ہوں گے۔
حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ تین ہجری میں غزوہ احد کے موقع پر جہاد میں جانے کے لئے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس کر دیا یعنی جہاد میں شرکت کے لئے مجھ کو نہ لے گئے) پھر غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جہاد میں جانے کی اجازت عطاء فرما دی کیونکہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے (بخاری مسلم مشکوۃ شریف، ج ۳، حدیث ۵۶۴)
جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سنی تو مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا کہ جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جب لڑکا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور جو پندرہ سال کی عمر کو نہ پہنچے اس کو نابالغ لڑکوں میں شمار کیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے۔

نکاح میں خیار بلوغ کا فقہی مفہوم وحکم

نابالغ لڑکی یا لڑکے کا بلوغت سے قبل ولی کے کیے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار خیار بلوغ کہلاتا ہے۔
اسلام نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیار بلوغ کا حق عطا کیا جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ احناف کے نزدیک اگر کسی ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کیا ہو تو وہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے پر خیار بلوغ کا حق استعمال کر کے نکاح ختم کر سکتے ہیں۔
جس طرح بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بناء پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح ایک نابالغہ کو بھی جس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کسی ولی نے کیا ہو، بلوغ کے بعد عدم رضا کی بناء پر خیار بلوغ حاصل ہے۔
خیار بلوغ کے حق کی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں قدامہ بن مظعون نے اپنی بھتیجی اور حضرت عثمان بن مظعون کی صاحب زادی کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا اور وہ لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔ بلوغت کے بعد اُس لڑکی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور پسماندگان میں خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سے ایک بیٹی چھوڑی اور اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی۔ راوی عبداللہ کہتے ہیں: یہ دونوں میرے خالو

تھے۔ میں نے قدامہ بن مظعون کو عثمان بن مظعون کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرا نکاح اس سے کرادیا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور اسے مال کا لالچ دیا۔ وہ عورت اس کی طرف مائل ہوگئی اور لڑکی بھی اپنی ماں کی خواہش کی طرف راغب ہوگئی پھر ان دونوں نے انکار کردیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔

قدامہ بن مظعون نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی پس میں اس کی شادی اس کے ماموں زاد عبداللہ بن عمر سے کردی۔ میں نے اس کی بھلائی اور کفو میں کوئی کمی نہ کی لیکن یہ عورت اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہوگئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یتیم ہے، لہٰذا اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میرا اس کے مالک بننے کا جھگڑا ہی ختم ہوگیا اور اس نے مغیرہ سے شادی کرلی۔

(احمد بن حنبل، المسند، رقم ۶۱۳۶)

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کی علیحدگی کا حکم دیا اور فرمایا: یتیم بچیوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے پس اگر وہ خاموش رہیں تو وہی ان کی اجازت ہے۔ (بیہقی، السنن الکبری، 121:7)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کردیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا (یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کردے)۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 331)

دعویٰ بلوغت میں قول مدعی قبول کیا جائے گا

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح نابالغہ سمجھ کر اس کے باپ نے کردیا وہ کہتی ہے میں بالغہ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغہ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مراہقہ (۹ برس عمر تقریبا) ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یونہی اگر لڑکے مراہق (۱۲ سال تقریبا عمر ہو) نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیع صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۶۵، بیروت)۔

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کرسکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لونڈی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیار عتق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور حرہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہٰذا قابل معذوری نہیں۔ لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً

بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔ رہا یہ امر کہ فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں اگر اس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگرچہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگرچہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کردیا اور اُسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔ یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کوآری ہے تو صراحۃ اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔ اور اگر ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کردوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کردیا تو صحیح ہوگیا۔

(درمختار، کتاب النکاح)

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيْرَةَ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروانا

3259- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ يَعْنِىْ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِىِّ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَتُوُفِّىَ بِالْمَدِيْنَةِ - قَالَ عُمَرُ فَاَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ . قَالَ سَاَنْظُرُ فِىْ اَمْرِىْ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ لَقِيَنِىْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِىْ اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ يَوْمِىْ هٰذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ . فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَىَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّىْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِىْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَىَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَىَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا . قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ شَيْئًا فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَىَّ اِلَّا اَنِّىْ قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ ذَكَرَهَا وَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِىَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَبِلْتُهَا .

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کے انتقال کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت

3259-تقدم (الحدیث 3248) .

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں۔ وہ بولے میں اس کا جائزہ لیتا ہوں۔ کچھ دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے تو وہ بولے کہ میرا یہ خیال ہے کہ ابھی مجھے شادی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور بولے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہے کہ جب مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی تو میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کو اس لیے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے میرے سامنے یہ پیشکش کی تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے والے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

صاحب رائے عورت کی ولایت میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک جب عورت بڑی عمر کی ہو جائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں، ابتدا میں یہی لکھا ہے۔

اور مالکی کہتے ہیں: عورت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتیٰ کہ شادی تک نفسی ولایت ہوگی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہوگی۔

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ: جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا۔

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ: اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کر دے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے

(الموسوعۃ الفقہیۃ (8/204-205.)

اولاد کی مسئولیت و ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریباً اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہو جائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ولایت نکاح کے اطلاق میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

امام شافعی کا مؤقف یہ ہے: ولایت کا حق دینے کی بنیاد شفقت اور مہربانی کا جذبہ ہے' کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں میں یہ جذبہ کم پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی کمی کی وجہ سے باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے کسی رشتے دار میں یہ ولایت ثابت نہیں ہوگی۔

اپنے مؤقف کی تائید میں امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں: یہی وجہ ہے: باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے مال میں تصرف نہیں کرسکتا۔ حالانکہ مال کی حیثیت ذات کے مقابلے میں کم ہوتی ہے' تو پھر ذات کے بارے میں تصرف کرنے کا حق' باپ دادا کے علاوہ کسی اور کو کیسے دیا جاسکتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے: نفسِ قرابت (رشتے داری) شفقت اور رحمت کا تقاضا کرتی ہے' اس لئے باپ اور دادا کی طرح دیگر رشتے داروں کو ولایت کا حق حاصل ہوگا' کیونکہ قرابت کا پہلو ان میں بھی موجود ہے' لیکن کیونکہ دوسرے رشتے داروں میں باپ اور دادا سے کم شفقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم باپ دادا کو ولایت الزام بھی دیتے ہیں' یعنی ان کا کیا ہوا عقد لازم ہوگا' جسے وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی' بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتے' اس کے برخلاف دیگر رشتے دار نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرسکتے ہیں' لیکن اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر یہ اختیار حاصل ہوگا' اگر وہ چاہیں تو اس نکاح کو فسخ کردیں۔

امام شافعی نے نکاح میں باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کی نکاح میں ولایت کو مال میں ولایت پر قیاس کیا تھا۔ مصنف فرماتے ہیں: مال میں تصرف کرنے کی صورت اس سے مختلف ہے' کیونکہ اس تصرف میں تکرار پایا جاتا ہے اور تصرف کے نتیجے میں پیش آنے والے خلل کا تدارک ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں وہی ولایت مفید ثابت ہوسکتی ہے جس میں الزام (لازم) کرنے کا پہلو پایا جاتا ہو' تو کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو ولایت الزام کا حق حاصل نہیں ہوتا اس لئے انہیں مال میں تصرف کا حال دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگر نابالغ لڑکی ثیبہ ہو' تو امام شافعی کے نزدیک حکم مختلف ہوتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے: ہمارے نزدیک ولایت کا حق دینے کی وجہ بچی کا نابالغ ہونا ہے' جبکہ امام شافعی کے نزدیک اس حق کی وجہ بچی کا باکرہ ہونا ہے۔ امام شافعی اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں: عقل اور فہم ہونا ایک باطنی معاملہ ہے اور جب لڑکی ثیبہ ہوجائے تو اس کے ذریعے اس عقل اور تجربے کا ظہور ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے: ہم اس نابالغ لڑکی کے ثیبہ ہونے پر حکم کی بنیاد رکھیں' کیونکہ ثیبہ کا تعلق مرد سے قائم ہوچکا ہوتا ہے' اس لئے وہ اپنا نفع نقصان بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے اور اس کے لئے کسی دوسرے کی ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا ثیبہ خواہ بالغ یا نابالغ ہو اس پر ولایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

احناف یہ دلیل پیش کرتے ہیں: ولایت کا مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ضرورت اور کامل شفقت نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے لئے ولایت کی ضرورت ہوتی ہے' جبکہ باپ اور دادا میں کامل شفقت پائی جاتی ہے' اس لئے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے حق میں یہ

بات ثابت ہوگی خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔

امام شافعی کا یہ کہنا: مرد کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے نتیجے میں ثیبہ لڑکی سمجھدار ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی' ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے: اس کی وجہ یہ ہے: نابالغ لڑکی میں شہوت موجود نہیں ہوتی اور شہوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرد کے ساتھ تعلق ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے' اس لئے یہ تعلق اس لڑکی کی سمجھ بوجھ میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے: ہم ولایت کے بارے میں باکرہ ہونے کی بجائے نابالغ ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہاں مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ہم نے باپ دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو نابالغ لڑکی کا نکاح کروانے کا جو حق دیا ہے اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے ذریعے ہوتی ہے۔ "نکاح' عصبات کے سپرد ہوگا"۔ مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مطلق طور پر ارشاد فرمائی ہے' اس میں کوئی فصل نہیں ہے' یعنی فلاں کو یہ حق ہوگا اور فلاں کو نہیں ہوگا۔ کیونکہ عصبہ رشتے دار مختلف قسم کے ہوتے ہیں' تو اس کے بارے میں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے' ان میں ولایت کا حق اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب کے مطابق وہ عصبہ رشتے دار وراثت کے حق دار بنتے ہیں اور وراثت کی طرح نکاح میں بھی قریبی عصبہ دور کے عصبہ کو مجوب کردے گا۔

باکرہ کے سقوط اختیار کے فقہی مسائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کرلیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔ اور اگر کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہوگیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اُس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔

اور اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کردوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کردوں تو یوں اذن نہیں ہوسکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کردوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہوگیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کردوں یا یوں کہا کہ چچازاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کردوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہوگیا۔ ان میں جس ایک سے کرے گا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔

اور اگر عورت نے اذن عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے

منظور ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کر دے تو یہ اذنِ عام ہے جس سے چاہے نکاح کر دے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کر چکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہٰذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف سے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ ہی ہو تو اگر چہ عورت راضی ہو اولیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیرولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔ (ردالمحتار، ج ۴، ص ۱۵۹، بیروت)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ فِيْ نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لینا

3260- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی کے مقابلے میں اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3261- اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةٍ وَّلَهُ يَوْمَئِذٍ حَلْقَةٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْيَتِيْمَةُ تُسْتَاْمَرُ وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات کی حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3262- اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَوْلٰى بِاَمْرِهَا وَالْيَتِيْمَةُ تُسْتَاْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا

3260- اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 66 و 67 و 68) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2098 و 2099 و 2100) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في استئمار البكر و الثيب (الحديث 1108) . و اخرجه النسائي في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3261 و 3262 و 3263) و استئمار الاب البكر في نفسها (الحديث 3264) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب استئمار البكر و الثيب (الحديث 1870) . تحفة الاشراف (6517) .

3261- تقدم في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3260) .

3262- تقدم (الحديث 3260) .

صُمَاتُهَا۔

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے معاملے کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی مرضی ہے (یا اجازت ہے)۔

3263 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَاْمَرُ فَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا"۔

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ولی بیوہ (یا طلاق یافتہ) کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا اور کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے (ان ہی پہلے خاوندوں کے) ساتھ نکاح کرنے سے روکو جب وہ دستور کے مطابق ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں۔ (بقرہ ۲۳۲)

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتیٰ کہ ان کی عدت پوری ہو گئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان

3263-تقدم (الحديث 3260) ۔

کا حق ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔

(صحیح بخاری ج ۲ص ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا درآں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ص ۷۷۱۔۷۷۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا' اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو۔

(المصنف ج ۳۔۴ص ۱۳۶۔۱۳۷ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبد الرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۳۔۴ص مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۳۔۴ص ۱۳۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں۔

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہوگا۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔ چوتھا قول: مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہوگی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت ہے۔(الانصاف(324/5.)

بَابُ اسْتِئْمَارِ الثَّيِّبِ فِيْ نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے اس کے بارے میں معلوم کرنا

3265- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اِذْنُهَا اَنْ تَسْكُتَ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے تب تک شادی نہیں کی جاسکتی جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کی اس وقت تک شادی نہ کی جائے' جب تک اس کی مرضی نہ معلوم کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اس کی اجازت یہ ہوگی کہ وہ خاموش رہے۔

بَابُ اِذْنِ الْبِكْرِ .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی کا اجازت دینا

3266- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اسْتَاْمِرُوا النِّسَآءَ فِيْ اَبْضَاعِهِنَّ" . قِيْلَ فَاِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِيْ وَتَسْكُتُ . قَالَ: "هُوَ اِذْنُهَا" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' خواتین سے ان کی شادی کے بارے میں مرضی معلوم کیا کرو۔ ان سے کہا گیا

3265-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15433) .

3266-اخرجه البخاري في النكاح ، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضاهما (الحديث 5137) مختصراً، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6971) بنحوه . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 65) بنحوه . تحفة الاشراف (16075) .

کنواری لڑکی تو شرما جاتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو انہوں نے فرمایا: یہی اس کی اجازت ہے۔

3267 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اَنْ تَسْكُتَ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: طلاق یافتہ (یا بیوہ) کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری لڑکی کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے۔ جب تک اس کی مرضی معلوم نہ کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! اس کی اجازت کیسے ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتی کہ ان کی عدت پوری ہوگئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خالص ان کا حق ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

1 - اخرجه البخاري في النكاح، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضاهما (الحديث 5136) و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح المكره (الحديث 6946)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6968) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 64) . تحفة الاشراف (15425) .

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا در آں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۸ ۴۔ ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو۔ (المصنف ج ۲۔ ۴ ص ۱۳۶۔ ۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جاسکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۲۔ ۴ ص مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۲۔ ۴ ص ۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ الثَّيِّبِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ (یا بیوہ) عورت کے باپ کا اس کی شادی کرنا جبکہ اس عورت کو یہ ناپسند ہو

3268 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ

اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَرَدَّ نِكَاحَهُ .

✧✧ حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے والد نے ان کی شادی کر دی۔ وہ اس وقت (طلاق یافتہ) یا بیوہ تھیں۔ انہیں یہ رشتہ پسند نہیں آیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو ختم کروا دیا۔

بَابُ الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ اگر کنواری کا باپ اس کی شادی کرے اور وہ (اس رشتے کو) ناپسند کرتی ہو

3269- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَتَاةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ اِنَّ اَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ اَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ خَسِيْسَتَهُ وَاَنَا كَارِهَةٌ . قَالَتِ اجْلِسِيْ حَتّٰى يَاْتِيَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْهَا فَدَعَاهُ فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِيْ وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَعْلَمَ اَلِلنِّسَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون ان کے پاس آئی اور بولی: میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دی تاکہ میری وجہ سے اس کی کم حیثیت کو ختم کیا جا سکے۔ مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم بیٹھ جاؤ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آ جاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کا معاملہ اس لڑکی کے سپرد کیا۔ اس لڑکی نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد نے جو کیا ہے میں اس کو برقرار رکھتی ہوں لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ میں یہ جان لوں کہ کیا اس بارے میں عورتوں کو کوئی اختیار ہے؟۔

3270- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "تُسْتَاْمَرُ الْيَتِيْمَةُ فِيْ نَفْسِهَا فَاِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ اِذْنُهَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کر دے تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جا سکتی۔

3268-اخرجه البخاري في النكاح، باب اذا زوج الرجل ابنته و هي كارهة فنكاحه مردود (الحديث 5138 و 5139)، و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح المكره (الحديث 6945)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6969) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2101) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب من زوج ابنته و هي كارهة (الحديث 1873) . تحفة الاشراف (15824) .

3269-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16186) .

3270-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15110) .

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی رخصت

3271- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَفِي حَدِيثِ يَعْلَى بِسَرِفَ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔

یعلی نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' "سرف" کی مقام پر کی تھی۔

3272- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3273- اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَكَحَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ جَعَلَتْ اَمْرَهَا اِلَى الْعَبَّاسِ فَاَنْكَحَهَا اِيَّاهُ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔ آپ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سرپرست حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائی تھی۔

3274- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوسَى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3271-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6200) .

3272-تقدم (الحديث 2837 و 2838) .

3273-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3274) . تحفة الاشراف (5929)

3274-تقدم في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3273) .

حالت احرام میں نکاح سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔(الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔(صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہٰذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔(صحیح مسلم ج ا، ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں ایک ابزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں (صحیح مسلم ج ا، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی ممانعت

3275- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ" .

✧✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کر اسکتا ہے نہ کسی کا نکاح کروا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

3276- حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَطَرٍ وَّيَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ

3275-تقدم (الحديث 2842) .

3276-تقدم (الحديث 2842) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ. "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ".

✧✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ ہی کسی کا نکاح کروا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ .

یہ باب ہے کہ نکاح کے وقت کون سا کلام مستحب ہے

3277- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ "اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ". وَيَقْرَاُ ثَلَاثَ آيَاتٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز کے دوران تشہد کا طریقہ تعلیم دیا اور ضرورت کے وقت تشہد طریقہ کا تعلیم دیا (یعنی نکاح کا خطبہ سکھایا تھا) آپ نے ضرورت کے تشہد (یعنی نکاح کے خطبے میں یہ الفاظ تعلیم دیے تھے)

بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں' ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں' ہم اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں' ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

پھر آپ نے تین آیات تلاوت کیں۔

3278- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا كَلَّمَ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

3277-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في خطبة النكاح (الحديث 2118م) و اخرجه الترمذي في النكاح، ما جاء في خطبة النكاح (الحديث 1105) مطولاً . و اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ما يستحب من الكلام عند الحاجة (الحديث 488 و 489 و 493) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1892) . تحفة الاشراف (9506) .

3278-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 46) مطولاً واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1893) تحفة الاشراف (5586) .

اَمَّا بَعْدُ" ۔

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معاملے میں بات چیت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھا۔

"بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں"۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ ۔

یہ باب ہے کہ کس طرح کا خطبہ مکروہ ہے

3279 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ تَشَهَّدَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ" ۔

◇◇ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے خطبہ دیا اس میں سے ایک نے یہ پڑھا۔

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ ہدایت حاصل کر گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہت بُرے خطیب ہو۔

بَابُ الْكَلَامِ الَّذِیْ يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ ۔

یہ باب ہے کہ وہ کلام جس کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

3280 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَفِی الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَامَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ

3279- اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 48) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجل تخطب على قوس (الحديث 1099)، و في الادب، باب 85 . (الحديث 4981) . تحفة الاشراف (9850) .

3280- تقدم في النكاح، ذكر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح و ازواجه و ما اباح الله عزوجل لنبيه صلى الله عليه وسلم و حظره على خلقه زيادة في كرامته و تنبيهًا لفضيلته (الحديث 3200) .

فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ" . قَالَ لَا . قَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَمْ اَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا . قَالَ: "قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

◇◇ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ ایک عورت کھڑی ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میری شادی اس کے ساتھ کر دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی شے ہے' اس نے عرض کی نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور تلاش کرو۔ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ گیا' اس نے تلاش کیا اور بولا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ لوہے کی کوئی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں تمہاری شادی اس عورت کے ساتھ کرتا ہوں۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح میں شرائط رکھنے کے بیان میں ہے

3281- اَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوطِ اَنْ يُوفٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ" .

◇◇ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

3282- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3281-اخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح (الحديث 2721)، و في النكاح، باب الشروط في النكاح (الحديث 5151) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح (الحديث 63) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يشترط لها دارها (الحديث 2139) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الشرط عند عقدة النكاح (الحديث 1127) . و اخرجه النسائي في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3282) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1954). تحفة الاشراف (9953) .

3282-تقدم في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3281) .

قَالَ: "إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ".

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

شرح

سب سے اہم شرط سے مراد بیوی کا مہر ہے یا پھر بیوی کے وہ تمام حقوق مراد ہیں جو شوہر کے ذمہ ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے مہر ادا کرو ان کے کھانے پینے کا خرچ ان کو دو، انہیں رہنے کے لئے مکان دو اور ان کی دیگر ضروریات زندگی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کرو اور صرف یہ نہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی زندگی اس حسن سلوک میل جول اور پرمحبت انداز سے گزارو جو ایک باوقار اور شریف انسان کی شان کے عین مطابق ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کو شرط کیوں کہا گیا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے ذہن میں تصور کے ہر گوشہ میں یہی عزم ہوتا ہے کہ وہ جس عورت کو اپنی بیوی بنا کر اپنے گھر لا رہا ہے اس کے تمام حقوق کی ادائیگی پورے طور پر کرے گا اور پھر وہ ان حقوق کی ادائیگی کا التزام بھی کرتا ہے لہٰذا اس کا یہ عزم اور پھر یہ التزام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا اس نے حقوق کی ادائیگی کی شرط کی ہے۔

بَابُ النِّكَاحِ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا

یہ باب ہے کہ وہ نکاح جس کی وجہ سے تین مرتبہ طلاق یافتہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال ہوجاتی ہے

3283- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ: "لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ".

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رفاعہ کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی: رفاعہ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور طلاق بتہ دی ہے۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کرلی۔ اس کا ساتھ میرے لیے کپڑے کے اس کنارے کی طرح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا

3283-اخرجه البخاري في الشهادات، باب شهادة المختبيء (الحديث 2639) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره و يطاها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 111) واخرجه الترمذي في النكاح ، باب ما جاء فيمن يطلق امراته ثلاثاً فيتزوجها آخر فيطلقها قبل ان يدخل بها (الحديث 1118) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً و النكاح الذي يحلها به (الحديث 3411) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثاً فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1932) . تحفة الاشراف (16436) .

چاہتی ہو۔ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حَجْرِهِ .

باب 44: زیر پرورش (سوتیلی بیٹی) کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے

3284- اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ - وَاُمُّهَا اُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْ اُخْتِي بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ" . فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ يُّشَارِكُنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اُخْتَكِ لَا تَحِلُّ لِي" . فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ" . فَقُلْتُ نَعَمْ . فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهَا رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِي وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ" .

◇◇ عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان نے انہیں یہ بات بتائی: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بہن جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں اور مجھے یہ پسند ہے کہ میری اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بہن میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم تو یہ بات چیت کر رہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ابوسلمہ کی بیٹی؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

محرمات نکاح سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان

محرمات کی تفصیل جو عورتیں محرمات میں سے ہیں ان کی نو قسمیں ہیں یا یوں کہیے کہ نکاح کے حرام ہونے کے نو سبب ہیں جن

3284- اخرجه البخاري في النكاح، باب (و امهاتكم اللاتي ارضعنكم)، ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5101)، باب (وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن) (الحديث 5106)، و باب (و ان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف) (الحديث 5107)، و باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5123) مختصراً، و في النفقات، باب المراضع من المواليات و غيرهن (الحديث 5372) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الربيبة و اخت المراة (الحديث 15 و 16) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين الام و البنت (الحديث 3285) و (3286) مختصراً، و تحريم الجمع بين الاختين (الحديث 3287) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1939) . تحفة الاشراف (15875) .

کی نمبروار تفصیل یوں ہے: پہلا سبب نسبی رشتہ: جو عورتیں نسبی رشتہ کے سبب حرام ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی اور بھانجی۔ لہٰذا ان رشتوں سے نکاح کرنا جماع کرنا اور ایسے کام کرنا جو جماع کے محرک اور سبب بن جاتے ہیں جیسے بوسہ لینا وغیرہ یہ سب کام ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

ماں سے اپنی ماں بھی مراد ہے اور دادی اور نانی خواہ اوپر کے درجہ کی ہوں جیسے پردادی اور پرنانی وغیرہ) بھی مراد ہیں۔ بیٹی کے حکم میں اپنی حقیقی بیٹی اپنے بیٹے کی بیٹی پوتی اپنی بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی اور اس طرح نیچے تک سب شامل ہیں۔ اسی طرح بہن خواہ حقیقی ہو خواہ سوتیلی صرف باپ شریک ہو اور خواہ اخیافی صرف ماں شریک ہو سب حرام ہیں۔ بھتیجی اور بھانجی سے بھی تین طرح کی بھتیجیاں اور بھانجیاں یعنی حقیقی بھائی بہن کی اولاد، سوتیلے بھائی بہن کی اولاد اور اخیافی بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں (اگرچہ نیچے درجہ کی ہوں کہ یہ سب محرمات میں سے ہیں۔

پھوپھی بھی تینوں طرح کی مراد ہیں یعنی حقیقی پھوپھی سوتیلی باپ شریک) پھوپھی اور اخیافی صرف ماں شریک پھوپھی اسی طرح پھوپھی کے حکم میں باپ کی پھوپھی اور دادا کی پھوپھی اور دادی کی پھوپھی بھی شامل ہیں کہ یہ سب پھوپھیاں بھی محرمات میں سے ہیں، ہاں پھوپھی کی پھوپھی حرام ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے۔ اگر مثلاً زید کی پھوپھی اس کے باپ کی حقیقی بہن ہو یا سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو اس پھوپھی کی پھوپھی زید کے لئے حرام ہوگی اور اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی اخیافی (یعنی صرف ماں شریک) بہن ہو تو ایسی پھوپھی زید کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

خالہ بھی کئی طرح کی مراد ہیں تفصیل یہ ہے کہ: اگر مثلاً سوتیلی خالہ اخیافی خالہ اپنے باپ کی خالہ اور اپنی ماں کی خالہ یہ سب خالائیں حرام ہیں لیکن خالہ کی خالہ کے بارے میں تفصیل ہے اگر مثلاً زید کی خالہ اس کی ماں کی حقیقی بہن ہو یا اخیافی یعنی صرف ماں شریک بہن ہو تو اس خالہ کی خالہ زید کے لئے حرام ہوگی یعنی اس سے زید کا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو ایسی خالہ حرام نہیں ہوگی اس سے زید کا نکاح جائز ہوگا۔

دوسرا سبب سسرالی رشتہ: وہ عورتیں جو بسبب صہریت یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان کی چار قسمیں ہیں ایک ساس یعنی بیوی کی ماں دو یا ساس یعنی بیوی کی دادی، نیا ساس یعنی بیوی کی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کی مثلاً بیوی کے باپ اور ماں کی دادی وغیرہ بیوی کی بیٹی اور بیوی کے بیٹوں کی اولاد اور اس سے نیچے کے درجہ کی مثلاً بیوی کی نواسی کی اولاد وغیرہ یہ سب حرام ہیں بشرطیکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو خواہ وہ بیوی کی بیٹی اس مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو اور حنفی علماء نے بیوی کی بیٹیوں کی حرمت کے سلسلہ میں خلوت صحیحہ کو جماع کا قائم مقام قرار نہیں دیا یعنی بیوی کی بیٹیوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مرد نکاح کے بعد بیوی سے جماع بھی کر لے اگر صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہو یعنی جماع کرنے کا پورا موقع مل گیا ہو) مگر دونوں نے جماع نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس بیوی کی بیٹی (جو دوسرے شوہر کے نطفہ سے ہو) کی حرمت ثابت نہیں ہوگی بہو یعنی بیٹے کی بیوی پوت بہو یعنی پوتے کی بیوی اور نواسی بہو یعنی نواسے کی بیوی اور اسے نیچے کے درجہ کی (یعنی پڑپوتے کی بیوی وغیرہ) اور ان عورتوں سے ساتھ ان کے شوہروں یعنی بیٹے اور پوتے وغیرہ نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں۔ ہاں لے پالک یعنی

منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی یعنی مثلاً زید بکر کا منہ بولا بیٹا ہے تو زید کی بیوی بکر کے حق میں محرمات میں سے نہیں ہوگی اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو بکر اس کی مطلقہ یا دہ بیوہ سے اپنا نکاح کر سکتا ہے باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں اور دادا اور نانا کی بیویاں یعنی سوتیلی دادی اور سوتیلی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کے یہ سب بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں نہ ان سے نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے طریقہ سے جماع ہو سکتا ہے۔

سسرالی رشتہ سے حرمت اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ نکاح صحیح ہو فاسد نکاح سے حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو زنا کرنے والے کے لئے اس عورت کی ماں، دادی، نانی اور اس عورت کی بیٹی پوتی نواسی حرام ہو جائیں گی اسی طرح اس عورت کے لئے زنا کرنے والے کے باپ دادا نانا اور اس عورت کے لڑکے پوتے نواسے سب حرام ہو جائیں گے۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے جماع کیا جس کی وجہ سے اس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کا مقام ایک ہو گیا تو اس عورت کی ماں جماع کرنے والے کے لئے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے عورت کے پیشاب کے مقام ہی میں جماع کیا ہے ہاں اگر جماع کے بعد وہ عورت حاملہ ہو جائے اور یہ معلوم بھی ہو جائے کہ یہ حمل اسی شخص کے نطفہ سے قرار پایا ہے تو اس صورت میں اس کی ماں اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اور جس طرح یہ حرمت جماع کرنے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ) عورت کو چھونے بوسہ لینے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزیں یعنی چھونا وغیرہ خواہ نکاح کی صورت میں پیش آئیں یا خواہ ملکیت کی صورت میں اور خواہ فجور کی صورت میں حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں یکساں ہیں۔ نیز حنفی علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس بارے میں شبہ اور غیر شبہ برابر ہیں اور اس سلسلہ میں شہوت کے ساتھ مباشرت (مرد و عورت کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے سے لپٹنا) بھی بوسہ کے حکم میں ہے اسی طرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر شہوت کے ساتھ دانتوں سے اس کو کاٹا تو بھی یہی حکم ہے یعنی ان تمام صورتوں میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

اگر کسی نے شہوت کے ساتھ مرد کے عضو مخصوص کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں اس کے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور باقی دوسرے تمام اعضاء کی طرف دیکھنے سے اور ان کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہاں اگر یہ دیکھنا یا ہاتھ لگانا شہوت کے ساتھ ہو تو پھر بغیر کسی اختلاف کے حرمت ثابت ہو جائے گی۔

حرمت کے سلسلہ میں عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اندر کے حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوا کرتی ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کھڑی ہوئی عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لے تو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ عورت جب کھڑی ہوئی ہو تو اس کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ پر نظر نہیں پڑتی بلکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر اس وقت نظر پڑے گی جب وہ پشت سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہو۔

اگر کسی مرد نے عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو اس طرح دیکھا کہ درمیان میں باریک پردہ یا شیشہ حائل تھا لیکن اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص آئینہ دیکھ رہا تھا اور اس میں کسی عورت کی شرمگاہ نظر آ گئی اور پھر

مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو اس مرد پر نہ اس عورت کی ماں حرام ہوگی اور نہ بیٹی حرام ہوگی کیونکہ اس نے شرمگاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کا برعکس دیکھا۔ اگر کوئی عورت پانی کے حوض کے کنارے پر یا پل پر بیٹھی ہو اور کسی مرد نے اس کا عکس پانی میں دیکھا اور پھر اس کے بعد وہ شہوت کے ساتھ پانی ہی میں اس کی شرمگاہ کا عکس دیکھتا رہا تو اس صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی ہاں اگر عورت پانی میں ہو اور مرد کی نگاہ اس کی شرمگاہ پر پڑ جائے اور پھر اسے شہوت کے ساتھ دیکھے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت ہونے کے سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قصداً چھوئے تب ہی حرمت ثابت ہوگی بلکہ چاہے قصداً چھوئے یا چاہے بھول کر چھوئے چاہے کسی کے زبردستی کرنے سے یا خود غلطی سے چھوئے اور چاہے نیند کی حالت میں چھوئے ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ اگر کسی مرد نے جماع کرنے کے لئے اپنی بیوی کو نیند سے اٹھانا چاہا مگر غلطی سے اس کا ہاتھ لڑکی پر پڑ گیا اور پھر یہ سمجھ کر کہ یہی میری بیوی ہے شہوت کے ساتھ اس کی چٹکی بھر لی اور وہ لڑکی بھی جوان تھی قابل شہوت تھی تو اس صورت میں اس مرد کے لئے اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی مرد نے شہوت کے ساتھ عورت کے ان بالوں کو ہاتھ لگایا جو سر سے ملے ہوئے ہیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر لٹکے ہوئے بالوں کو ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی مگر ناطفی نے اس تفصیل کے بغیر مطلقاً بالوں کے چھونے کو حرمت کا باعث لکھا ہے اسی طرح اگر مرد نے عورت کے ناخن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ جو بتایا گیا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا اور ہاتھ لگانا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے تو اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ عورت کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے اسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جب کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اور اگر کپڑا حائل ہو تو وہ اس قدر باریک ہو کہ چھونے والے کا ہاتھ بدن کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی خواہ اس کی وجہ سے مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہی کیوں نہ ہو جائے، اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے موزہ کے نیچے کا حصہ چھوا تو حرمت ثابت ہو جائے گی ہاں اگر موزے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو جس کی وجہ سے عورت کے پاؤں کی ایڑھی چھونے والے کو محسوس نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے عورت کا بوسہ لیا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی بشرطیکہ بوسہ لینے والے کو عورت کے دانتوں کی یا ہونٹوں کی ٹھنڈک محسوس ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ چھونے کے بعد دیر تک چھوتا ہی رہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ ہاتھ بیوی کی بجائے اپنی لڑکی کی ناک پر پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی شہوت زیادہ ہوگئی تو اس لڑکی کی ماں یعنی بیوی اس مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اگرچہ اس نے اپنا ہاتھ فوراً ہی ہٹا لیا ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس عورت کو ہاتھ لگایا جائے یا بوسہ لیا جائے اور وہ قابل شہوت ہو اور فتویٰ اس پر ہے کہ کم سے کم نو سال کی لڑکی قابل شہوت ہوتی ہے اس سے کم نہیں، چنانچہ اگر کسی مرد نے کسی ایسی نابالغہ لڑکی سے جماع کیا جو قابل شہوت نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اس کے برخلاف اگر عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ قابل شہوت نہ رہے تو وہ حرمت ثابت ہونے کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ وہ حرمت کے حکم میں داخل ہو چکی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس حکم سے باہر نہیں ہو سکتی جب کہ نابالغہ ابھی حرمت کے حکم میں داخل ہی نہیں ہوئی۔ جس طرح حرمت ثابت ہونے کے لئے عورت کا قابل شہوت ہونا

شرط ہے اسی طرح مرد کا بھی قابل شہوت ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اگر چار سال کے بچہ نے مثلاً اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے جماع کر لیا تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر جماع کرنے والا ایسا بچہ ہو جس کے ہم عمر بچے عام طور پر جماع کر سکتے ہوں تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بالغ کا ہوتا ہے اور اس بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ایسے بچہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ جماع کرنے پر قادر ہو عورت کی طرف اس کا میلان ظاہر ہوتا ہو اور عورتیں اس سے شرم کرتی ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں یعنی چھونے اور دیکھنے کے بارے میں شہوت یعنی ہیجان کا ہونا شرط ہے یعنی عورت کو ہاتھ لگانے بوسہ لینے اور شرم گاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھتے وقت اگر شہوت ہو تب حرمت ثابت ہوگی لہٰذا اگر یہ دونوں چیزیں بغیر شہوت کے پائی جائیں اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور شہوت کا معیار مرد کے لئے یہ ہے کہ اس کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہو جائے اور اگر ایستادگی پہلے سے تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے۔ اس مسئلہ میں یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لہٰذا اگر کسی مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی تھی ایسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو اپنے پاس بلایا اور پھر اسی دوران کسی طرح اس کا عضو مخصوص اس کی لڑکی کی دونوں رانوں کے درمیان داخل ہو گیا تو اس صورت میں اگر اس کے عضو مخصوص کی ایستادگی میں زیادتی نہ پیدا ہوگئی ہو تو اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی اس کے لئے حرام نہیں ہوگی۔ اور شہوت کا معیار اس مرد کے لئے ہے جو جوان اور جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر مرد بوڑھا ہو تو اس کے حق میں شہوت کا معیار یہ ہے کہ خواہش کے وقت اس کے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت نہیں تھی اور اگر قلب میں پہلے سے حرکت موجود تھی تو اس خواہش میں زیادتی ہو جائے اور عورت کے لئے اس اس مرد کے لئے جس کا عضو مخصوص کٹ ہوا ہو شہوت کا معیار یہ ہے کہ قلب میں خواہش پیدا ہو اور ہاتھ لگانے وغیرہ سے جنسی لذت حاصل ہو۔ اگر خواہش وغیرہ پہلے سے موجود نہ تھی اور اگر یہ پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے اور یہ بات ملحوظ رہے کہ مرد و عورت میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا حرمت ثابت ہونے کے لئے کافی ہو۔ ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے وغیرہ سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے اس میں یہ شرط اور ضروری ہے کہ انزال نہ ہو اگر ہاتھ لگانے یا شرمگاہ کی طرف دیکھنے کے وقت انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اب انزال ہونے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ چھونا وغیرہ جماع لینے کا سبب نہیں بنا۔ اگر کسی مرد نے عورت کی مقعد کی طرف دیکھا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے پیچھے کی طرف بدفعلی کی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ ایسے ہی اگر مرد کے ساتھ جماع کے افعال کئے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ حرمت مصاہرت کا اقرار کیا تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور ان دونوں یعنی میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی اسی طرح اگر مرد نکاح سے قبل زمانہ کی طرف حرمت کی نسبت کرے یعنی اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تم سے نکاح کرنے سے پہلے تمہاری ماں سے جماع کیا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور دونوں میں جدائی کرا دی جائے گی لیکن اس عورت کا پورا مہر (جو نکاح کے وقت متعین ہوا تھا) واجب ہوگا عقد واجب نہیں ہوگا اور اس اقرار کے لئے مداومت شرط نہیں یعنی صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینا کافی ہے بار بار اقرار کرنا ضروری نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی شخص اپنے اقرار سے رجوع کرلے یعنی ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد پھر انکار کردے تو قاضی اس نکاح کو صحیح تسلیم نہیں کرے گا ہاں اگر اس نے واقعۃً غلط اقرار کیا تھا تو عنداللہ وہ عورت اس کی بیوی رہے گی

اگر چہ ظاہرا قاضی جدائی کرادے گا۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت کے بارے میں یہ کہا کہ میری رضاعی ماں ہے (یعنی اس عورت نے مجھے دودھ پلایا ہے) اور پھر کچھ عرصہ بعد جب اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور یہ کہے کہ میں نے پہلے غلط کہا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں ہے تو اس صورت میں اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا استحسانا جائز ہوگا۔ اگر کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا یا عورت کو چھوا اور یا اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو بوسہ لینے کی صورت میں تو فوراً حرمت کا حکم لگا دیا جائے گا جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے واقعی شہوت کے ساتھ بوسہ نہیں لیا تھا اور دوسری دونوں صورتوں میں حرمت کا حکم فوراً لگا دیا جائے گا جب یہ یقین ہو جائے کہ یہ چیز شہوت کے ساتھ سرزد ہوئی ہے تو حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بوسہ عام طور پر شہوت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور بوسہ کی بنیاد ہی شہوت پر ہوتی ہے بخلاف چھونے اور دیکھنے کے کہ یہ دونوں فعل بغیر شہوت کے بھی سرزد ہوتے ہیں مگر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ شرمگاہ کے علاوہ کسی اور عضو کو چھوا ہو اور اگر کسی شخص نے عورت کی شرمگاہ کو چھوا ہو اور پھر کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے عورت کی چھاتی پکڑلی اور کہا کہ شہوت کے ساتھ نہیں پکڑی تھی تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ ہاں اگر عورت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو پار کیا اور کہا کہ اس وقت شہوت نہیں تھی تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ایک شخص نے لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے یا اس کا بوسہ لیا ہے اور ان لوگوں نے اس کے اس اقرار کی گواہی دی تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تھا یا بوسہ لیا تھا تو ان کی گواہی مانی جائے گی کیونکہ شہوت ایک ایسی چیز ہے جو فی الجملہ معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ جن لوگوں کے عضو میں حرکت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر اور جن کے عضو میں حرکت نہیں ہوتی ان کے بارے میں دوسری علامتوں سے شہوت کا معلوم ہو جانا ممکن ہوتا ہے۔ قاضی علی سعدی فرماتے ہیں کہ اگر نشہ میں مدہوش کسی شخص نے اپنی لڑکی کو پکڑ کر اپنے بدن سے لپٹایا اور اس کا بوسہ لیا اور پھر جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکی نے کہا کہ میں تمہاری لڑکی ہوں، یہ سن کر اس شخص نے لڑکی کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں بھی لڑکی کی ماں یعنی اس شخص کی بیوی اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے جماع کیا ہے تو اس صورت میں بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگر چہ سوال کرنے والے نے مذاق میں سوال کیا ہو اور اس شخص نے بھی ازراہ مذاق ہی جواب دیا ہو پھر اس کے بعد وہ شخص لاکھ کہے کہ میں نے یہ بات غلط کہی تھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت میں ہو یہ کہا کہ میں نے اس لونڈی سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے لڑکے کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اگر اس نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت نہیں ہے بلکہ کسی اور کی ہے یہ کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو اس صورت میں اس کے لڑکے کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے باپ کی اس بات کا اعتبار نہ کرے اور اس لونڈی کو اپنی ملکیت میں لے کر اس سے جماع کرلے اور اگر کسی شخص کو اپنے باپ کی میراث میں کوئی لونڈی ملی تو وہ اس سے جماع کر سکتا ہے جب تک کہ یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ

باپ نے اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ باکرہ ہے لیکن شادی کے بعد جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ باکرہ نہیں ہے پھر اس نے عورت سے پوچھا کہ تمہارا پردہ بکارۃ کس طرح زائل ہوا ہے (یعنی تمہارے ساتھ کسی مرد نے جماع کیا ہے؟) عورت نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے اس صورت میں اگر وہ شخص خاوند اس کی بات کا اعتبار کرے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور عورت مہر کی حقدار نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ شخص اس کی بات کا اعتبار نہ کرے اور کہے کہ تم جھوٹ بولتی ہو تو نکاح باقی رہے گا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کے بارے میں کہا کہ اس نے مجھے شہوت کے ساتھ چھوا ہے لہٰذا میں اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہی تو عورت کی اس بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ شوہر کے لڑکے کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا یا کسی باپ نے اپنے لڑکے کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا اور شوہر نے کہا کہ یہ عمل شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ اسی کی بیوی رہے گی لیکن اگر شوہر نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ بوسہ لینا واقعی شہوت ہی کے ساتھ تھا تو پھر دونوں میاں بیوی) میں جدائی ہو جائے گی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا مگر شوہر وہ رقم جو اس نے مہر میں ادا کی ہے اس شخص سے وصول کرلے گا جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے بشرطیکہ اس نے فتنہ پھیلانے کے لئے یہ حرکت کی ہو اور اگر یہ حرکت فتنہ پھیلانے کے مقصد سے نہیں تھی تو پھر کچھ بھی وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر اس مسئلہ میں بوسہ لینے کی بجائے باپ نے لڑکے کی بیوی سے یا لڑکے نے باپ کی بیوی سے جماع کر لیا تو اس صورت میں شوہر مہر میں دی ہوئی رقم کسی طرح بھی وصول نہیں کرسکتا کیونکہ جماع کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور ضابطہ یہ ہے کہ شرعی حد کے ساتھ کوئی مالی جرمانہ واجب نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ نکاح کیا اور پھر اس کے قبل کہ اس کا خاوند جماع کرتا باندی نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا خاوند نے دعوی کیا کہ میری بیوی نے میرے لڑکے کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے مگر باندی کے آقا نے کہا کہ یہ غلط ہے، اس صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا کیونکہ شوہر نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ میری بیوی نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے لیکن شوہر پر پورا مہر واجب نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس باندی کے مالک نے اس کی بات کو جھٹلایا ہے اس بارے میں لونڈی کا قول معتبر نہیں ہوگا کہ میں نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تھا لہٰذا میرا پورا مہر دو۔ اگر کسی عورت نے لڑائی جھگڑے میں اپنے دادا کا عضو مخصوص پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ نہیں پکڑا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ حرمت مصاہرت یا حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ طلاق دیدے اگر وہ طلاق نہ دے تو پھر قاضی دونوں کے درمیان جدائی کرا دے) چنانچہ جدائی سے پہلے اگر شوہر نے جماع کر لیا تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی خواہ اس نے جماع شبہ میں مبتلا ہو کر ہی کیا ہو یا بغیر شبہ کے کیا ہو۔

اگر کسی شخص نے ایک عورت سے حرام کاری کی یا ایسا کوئی بھی فعل کیا جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے جیسے چھونا وغیرہ اور پھر توبہ کر لی تو یہ شخص اس عورت کی لڑکی کا محرم ہی رہے گا اس لئے کہ اس کی لڑکی سے نکاح کرنا اس کے حق میں ہمیشہ کے

لئے حرام ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محرمت، زنا سے ثابت ہو جاتی ہے اور ایسے ہی ان تمام چیزوں سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جن سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جیسے چھونا وغیرہ۔ اگر مثلاً زید نے خالدہ سے نکاح کیا اور زید کے لڑکے نے (جو خالدہ کے پیٹ سے نہیں ہے) خالدہ کی بیٹی سے جو خالدہ کے پہلے شوہر سے ہے) نکاح کر لیا یا خالدہ کی ماں سے نکاح کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی بیوی سے جماع کیا تو دیکھا جائے گا کہ وہ کپڑا باریک تھا اور مرد کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس ہونے سے نہیں روکتا تھا تو وہ عورت جماع کے بعد پہلے شوہر کے لئے جس نے اسے طلاق مغلظہ دیدی تھی) حلال ہو جائے گی اور اگر کپڑا ایسا تھا جس کی وجہ سے اس کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس نہیں ہو رہی تھی تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب نکاح، بیروت)

حرمت رضاعت کا بیان

تیسرا سبب دودھ کا رشتہ: یعنی وہ عورتیں جو رضاعت دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہیں چنانچہ تمام وہ رشتے جو نسبی اور سسرالی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اس کی شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو ان دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہو جائے گا لہٰذا دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ والے بچہ کا رضاعی باپ ہوگا جس کی وجہ سے رضاعی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتے دار اس بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں اور باپ کی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ شیر خوارگی کی عمر میں مطلقاً دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ زیادہ دودھ پیا ہو خواہ کم پیا ہو اور کم کی آخری حد یہ ہے کہ دودھ کا پیٹ میں مطلقاً پہنچ جانا یقینی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ شیر خوارگی کی عمر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق تو تیس مہینہ تک ہے اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو برس تک ہے۔ اگر کسی بچہ نے شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پینا بند کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے شیر خوارگی ہی کی عمر میں دودھ پیا تو یہ رضاعت کے حکم میں داخل ہوگا کیونکہ دودھ پلانا شیر خوارگی ہی کی مدت میں واقع ہوا ہے۔

شیر خوارگی کی مدت رضاعت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت کے استحقاق کے سلسلے میں شیر خوارگی کی مدت دو برس ہی تسلیم کی گئی ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس مطلقہ نے اس کے بچہ کو دو برس کی عمر کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ یعنی اپنے سابق شوہر سے کیا تو اس کا مطالبہ تسلیم نہیں ہوگا اور بچہ کے باپ کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مطلقہ کو دو برس کے بعد کے عرصہ کے دودھ پلانے کی اجرت دے ہاں اس کی مطلقہ نے دو برس کے عرصہ میں جو دودھ پلایا ہے اس کی اجرت دینے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔

حرمت رضاعت جس طرح رضاعی ماں یعنی دودھ پلانے والی کی رشتہ داروں میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعی باپ کے رشتہ داروں میں بھی ثابت ہوتی ہے اور رضاعی باپ سے مراد دودھ پلانے والی کا وہ خاوند ہے جس کے جماع کی وجہ سے دودھ

اتر تا ہے۔" رضیع یعنی دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان رضاعی ماں باپ کے اصول یعنی ان کے باپ دادا وغیرہ) اور ان کے فروع یعنی ان کی اولاد خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ پینے سے پہلے اس کی رضاعی ماں کے ہاں جو اولاد ہو چکی ہوگی یا اس کے دودھ پینے کے بعد جو اولاد ہوگی اور وہ اولاد خواہ اس کے رضاعی باپ سے ہو خواہ اس کی رضاعی ماں کے کسی دوسرے شوہر سے ہو یا اس کی رضاعی بہن اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھتیجے، بھتیجی اور بھانجے بھانجی ہوں گے، اسی طرح رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا ہوگا رضاعی باپ کی بہن اس کی پھوپھی ہوگی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن اس کی خالہ ہوگی اور رضاعی ماں کا دادا اور اس کی دادی و نانی رضیع کا دادا اور اس کی دادی و نانی ہوگی۔ جس طرح رضاعت میں نسبی رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح رضاعت میں حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی بیوی اور رضیع دودھ پینے والے پر حرام ہیں اور رضیع کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے اسی دوسرے رشتوں کو بھی قیاس کیا جاتا ہے لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اول تو یہ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کرلے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن رضاعت یعنی دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ کسی شخص کے نسبی بیٹے کی بہن اگر اس کے نطفہ سے ہے تو وہ اس کی حقیقی بیٹی ہوگی اور اگر اس کے نطفہ سے نہیں ہے تو پھر یہ یعنی اس کی سوتیلی بیٹی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں چنانچہ اگر نسبی رشتہ میں بھی ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات نہیں پائی جائے گی تو نکاح درست ہوگا مثلاً کسی ایسی لونڈی کے بچہ پیدا ہوا جو دو آدمیوں کی مشترک مملوکہ ہے اور وہ دونوں شریک اس بچہ پر اپنا اپنا دعویٰ کرتے ہیں یہاں تک کہ اس بچہ کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو گیا ہے، ادھر ان دونوں کے ہاں اپنی اپنی عورت سے ایک ایک بیٹی ہے تو اب ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شریک کی بیٹی سے اپنا نکاح کرلے کیونکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں اسے ایک بات بھی نہیں پائی گئی باوجودیکہ ان میں سے جس نے بھی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا ہے اس نے گویا اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرے اور دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ نسبی رشتہ میں یا تو یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں اخیافی یعنی سسرالی صرف ماں شریک) بھائی ہوں گے اسی طرح دونوں کی ماں ایک ہی ہوگی یا یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں سوتیلے صرف باپ شریک بھائی ہوں گے اسی طرح بھائی کی ماں اپنے باپ کی بیوی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

دودھ شریک بھائی کی بہن سے یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جس طرح کہ نسبی رشتہ میں جائز ہے مثلاً زید کا ایک سوتیلا بھائی ہے جس کا نام بکر ہے اور بکر کی ایک اخیافی بہن ہے یعنی دونوں کی ماں تو ایک ہے مگر باپ الگ الگ ہیں تو بکر کی اس اخیافی بہن سے نکاح کرنا زید کے لئے جائز ہوگا جو بکر کا سوتیلا بھائی ہے۔ دودھ شریک بھائی کی ماں یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی ماں) محرمات میں سے نہیں ہے اسی طرح رضاعی چچا رضاعی ماموں رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کی ماں بھی محرمات میں سے نہیں۔

اپنی رضاعی پوتی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اپنے رضاعی بیٹے کی دادی اور نانی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ رضاعی بیٹے کی پھوپھی اس کی بہن کی ماں اس کی بھانجی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح عورت کو اپنی رضاعی بہن کے باپ اپنے رضاعی بیٹے کے بھائی اپنے رضاعی پوتے کے باپ اور اپنے رضاعی بیٹے کے دادا اور ماموں سے نکاح کرنا جائز ہے جب کہ نسبی رشتہ میں یہ سب محرمات میں سے ہیں جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دودھ اترا ہوا تھا طلاق دیدی پھر اس مطلقہ نے عدت کے دن گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور اس دوسرے خاوند نے اس سے جماع کیا تو اس بارے میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس دوسرے خاوند کے نطفہ سے اس کے بچہ پیدا ہوگا تو اس عورت کے دودھ کا سبب بھی دوسرا خاوند قرار پائے گا اس کے دودھ سے پہلے خاوند کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہاں اگر دوسرے خاوند سے حاملہ نہیں ہوگی تو اس دودھ کا سبب پہلا ہی خاوند سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دوسرے شوہر سے حاملہ تو ہوئی مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس دوسرے شوہر کا بچہ پیدا نہ ہو جائے دودھ پہلے شوہر ہی کا کہلائے گا۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس سے کبھی بھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا پھر (بغیر کسی ولادت کے) اس کے دودھ اتر آیا اور وہ دودھ اس نے کسی دوسرے کے بچے کو پلایا تو وہ دودھ اسی عورت کا کہلائے گا اس کے خاوند کا اس دودھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس دودھ پینے والے بچہ اور اس شخص کی اس اولاد کے درمیان جو دوسری بیوی سے ہو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اور پھر اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا تو اس زنا کرنے والے اس کے باپ دادا اور اس کی اولاد کو اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں زنا کرنے والے کا چچا اور اس کا ماموں نکاح کر سکتا ہے جس طرح کہ زنا کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی سے زنا کرنے والے کا چچا اور ماموں نکاح کر سکتا ہے۔ کسی شخص نے شبہ میں مبتلا ہو کر یعنی کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک عورت سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس جماع کرنے والے کا رضاعی بیٹا ہوگا اس پر یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت ہوتا ہے انہی صورتوں میں رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا اس صورت میں رشتہ رضاعت دودھ پلانے والی عورت سے ثابت ہوگا۔ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہوگیا کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے لڑکے کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکے کے لئے اس شخص کی اس اولاد سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو اس دودھ پلانے والی عورت کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے بطن سے ہو۔ کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے وہ دودھ کسی بچی کو پلایا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے لہٰذا اگر کسی شخص نے اس کنواری لڑکی سے نکاح کیا اور جماع سے پہلے اسے طلاق دیدی تو اس شخص کے لئے اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہوگا (کیونکہ اس صورت میں بیوی کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے) اور اگر جماع کے بعد طلاق دی تو اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا۔ اگر کسی ایسی لڑکی کے دودھ اتر آیا جس کی عمر نو برس سے کم تھی اور پھر اس نے وہ

دودھ ایک لڑکے کو پلایا تو اس سے دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ دودھ نو برس یا نو برس سے زائد کی عمر میں اترے۔ اسی طرح اگر کسی کنواری لڑکی کی چھاتیوں میں زرد رنگ کا پانی اتر آیا تو اس کے پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی عورت نے ایک بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کر دی لیکن بچہ کا اس کی چھاتی سے دودھ چوسنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں شک کی وجہ سے حرمت رضاعت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے۔ کسی عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی بہنے والی پتلی چیز بچہ کے منہ میں پہنچ گئی تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہی کہا جائے گا کہ یہ دودھ ہی ہے جس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ اگر کسی مرد کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا یکساں حکم ہے۔ اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چار پائے جانور کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ رضاعت کا حکم دار الاسلام اور دار الحرب دونوں جگہ یکساں ہے لہٰذا اگر کسی کافر عورت نے دار الحرب میں کسی کافر بچہ کو دودھ پلایا اور پھر وہ دودھ پلانے والی اس کے قرابت دار اور دودھ پینے والا بچہ مسلمان ہو گئے یا وہ دار الحرب میں اسلام ہی کی حالت میں تھے اور پھر دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئے تو پھر رضاعت کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔ جس طرح عورت کی چھاتی سے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بچہ کے منہ میں دودھ ڈال دینے یا ناک میں نچوڑ دینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے البتہ کان میں ٹپکانے عضو مخصوص کے سوراخ میں ڈالنے حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے اور مقعد میں اور دماغ اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ دودھ ان زخموں کے ذریعہ دماغ اور پیٹ میں پہنچ جائے۔ لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر غذا کی کسی چیز میں دودھ مل گیا اور اسے آگ پر پکا کر کھانا بنا لیا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی تو اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر دودھ ملی ہوئی چیز آگ پر پکائی نہیں گئی تو اس صورت میں بھی اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ اس چیز میں دودھ غالب نہ ہو اور اگر وہ دودھ غالب ہو گا تو بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ جب بہنے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو گئی تو بہنے والی چیز اس جمی ہوئی چیز کے تابع ہو گی اور مشروبات کی قسم سے خارج ہو گئی یعنی پینے کے قابل نہیں رہی اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ جس چیز میں دودھ مخلوط ہو گیا اگر وہ غالب نہ ہو اور اب بھی وہ دودھ بہنے کے قابل ہو تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

دودھ کا بکری وغیرہ کے دودھ سے مکس ہو جانے کا بیان

اگر عورت کا دودھ (کسی جانور مثلاً) بکری کے دودھ میں مخلوط ہو گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی بھگوئی اور روٹی نے دودھ کو جذب کر لیا یا اپنے دودھ میں ستو گھولا اور پھر وہ روٹی یا ستو کسی بچہ کو کھلا دیا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن ذائقہ کی موجودگی کی شرط اسی صورت میں ہے جب کہ اس کو لقمہ لقمہ کر کے کھلایا جائے اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا تو پھر اگرچہ ذائقہ موجود نہ ہو تب بھی

حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں مخلوط ہو گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو اس کو پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر پانی وغیرہ غالب ہوگا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی) اس طرح اگر عورت کا دودھ کسی بھی پتلی سیال چیز یا کسی بھی جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اور غالب سے مراد یہ ہے کہ اس کا رنگ بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس و معلوم ہو۔ اور اگر دونوں چیزیں یعنی دودھ اور وہ چیز جس میں دودھ مخلوط ہو گیا ہے برابر ہوں تو حرمت کا ثابت ہونا ضروری ہو جائے گا کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہے۔

اگر دو عورتوں کا دودھ باہم مل گیا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ زیادہ اور غالب ہو لیکن حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور اقرب الی الاحتیاط ہے اور اگر دونوں عورتوں کا دودھ برابر ہو تو متفقہ طور پر یعنی ان تینوں ائمہ کے نزدیک مسئلہ یہی ہے کہ دونوں عورتوں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے اپنے دودھ کا چھاچھ یا دہی یا پنیر اور یا دوا وغیرہ بنالیا اور اسے کسی بچہ کو کھلا دیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس پر رضاعت یعنی دودھ پینے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بستی و گاؤں کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا مگر بعد میں یہ کسی کو بھی یاد و معلوم نہیں رہا کہ وہ دودھ پلانے والی عورت کون تھی اور پھر اس بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی بچی کو اپنا دودھ نہ پلائیں اور اگر کسی بچہ کو اپنا دودھ پلائیں تو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کے منہ میں اپنی چھاتی دے دیتی ہیں اور انہیں دودھ پلا دیتی ہیں اور پھر بعد میں انہیں یاد بھی نہیں رہتا کہ کس بچہ کو میں نے اپنا دودھ پلایا ہے اس کی وجہ سے حرمت رضاعت کے احکام کی صریحا خلاف ورزی ہوتی ہے لہٰذا اس بارے میں احتیاط ضروری ہے۔

دودھ خواہ پہلے پلایا ہو خواہ بعد میں پلایا گیا ہو حرمت رضاعت بہر صورت ثابت ہو جائے گی پہلے اور بعد میں کوئی فرق نہیں ہوگا لہٰذا اگر کسی شخص نے ایک شیر خوار بچی سے نکاح کر لیا اور پھر بعد میں اس شخص یعنی خاوند کی نسبی یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آ کر اس کو اپنا دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس شخص کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس پر نصف مہر واجب ہوگا لیکن اس نصف مہر کے طور پر جو رقم وہ ادا کرے گا اسے وہ مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی سے وصول کرلے گا بشرطیکہ اس دودھ پلانے والی نے محض شرارت یعنی نکاح ختم کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا ہو اور اگر اس نے شرارت کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو بلکہ وہ بچی بھوک سے بلک رہی تھی اور اس عورت نے ہمدردی کے جذبہ سے اسے دودھ پلا دیا تو پھر خاوند اس سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کسی شخص نے دو شیر خوار بچیوں سے نکاح کیا اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آ کر ان دونوں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جسے وہ پسند کرے نکاح کر سکتا

ہے۔ اور اگر اس کے نکاح میں دو کی بجائے تین بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو وہ تینوں حرام ہو جائیں گی اس کے بعد وہ ان تینوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو تو حرام ہو جائیں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے تو دو بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر پہلے ایک لڑکی کو پلایا اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں حرام ہو جائیں گی اور ان میں سے ہر ایک بچی کا نصف مہر اس پر واجب ہوگا جسے وہ دودھ پلانے والی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے دودھ پلایا ہو اور اگر اس کے نکاح میں چار بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان چاروں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دودھ پلایا ہو تو چاروں حرام ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک کو اور پھر تین کو ایک ساتھ پلایا ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ اور بعد میں چوتھی کو پلایا تو چوتھی حرام نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار بچی سے نکاح کیا اور پھر بڑی نے چھوٹی کو اپنا دودھ پلا دیا تو شوہر کے لئے دونوں حرام ہو جائیں گی اب اگر اس شخص نے بڑی سے جماع نہیں کیا تھا تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا اور چھوٹی کو اس کا آدھا مہر دینا واجب ہوگا جسے وہ بڑی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے اسے دودھ پلایا ہو اور اگر اس نے دودھ شرارت کی نیت سے نہیں پلایا تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس بڑی کو یہ معلوم ہو کہ یہ چھوٹی بچی میرے شوہر کی بیوی ہے۔ رضاعت دودھ پلانے کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے ایک تو اقرار یعنی کوئی عورت خود اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو دودھ پلایا ہے اور دوسرے گواہی یعنی گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے) اور رضاعت کے سلسلہ میں گواہی یا تو دو مردوں کی معتبر ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی بشرطیکہ وہ عادل ہوں۔ (حرمت رضاعت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان) جو تفریق جدائی ہوتی ہے وہ قاضی کے حکم کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور جب دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کسی میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے رشتہ کی گواہی دیں اور اس کی بنیاد پر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دے تو عورت کو کچھ نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو اور اگر جماع ہو چکا ہوگا تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر خاوند پر واجب ہوگا اور نفقہ و سکنہ یعنی کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان واجب نہیں ہوگا۔ اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تمہارا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے) تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شہادت صحیح ہے بایں طور کہ جس طرح یہ شہادت اگر قاضی کے سامنے دی جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتا ہے) اسی طرح جب یہ شہادت عورت کے سامنے آئے گی تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا اور اگر رضاعت کی یہ خبر صرف ایک شخص دے اور اس عورت کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو شوہر سے پرہیز کرنا بہتر ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک دوسری عورت نے آ کر ان دونوں میاں بیوی سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہوں گی، 1- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار کر لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو۔ 2- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار نہ کیا تو نکاح بحالہ

باقی رہے گا لیکن اگر وہ عورت جس نے رشتہ رضاعت کی خبر دی ہے) عادل ہے تو پھر احتیاط کا تقاضہ یہی ہوگا کہ خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ دے اب اگر اس نے چھوڑ دیا تو بہتر ہے کہ خاوند نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے بشرطیکہ چھوڑنا جماع سے پہلے ہو اور اگر چھوڑنے سے پہلے جماع ہو چکا ہو تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کا پورا مہر بھی دیدے اور عدت کے ایام پورے ہونے تک نفقہ و سکنہ بھی دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل و مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ لے لے اور نفقہ و سکنہ نہ لے اور اگر خاوند نے بیوی کو نہیں چھوڑا یعنی اس نے طلاق نہیں دی) تو بیوی کو خاوند کے پاس رہنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے یا غیر عادل ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاعت کی گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی خاوند کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ 3- اگر خاوند نے اس عورت کا اعتبار کیا اور بیوی نے اعتبار نہیں کیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر دینا واجب ہوگا 4- اگر بیوی نے اس عورت کا اعتبار کیا مگر خاوند نے اس کا اعتبار نہیں کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے قسم کھلوائے کہ وہ واقعۃ اس عورت کی بات کو صحیح نہیں سمجھتا) اور اگر خاوند قسم کھانے سے انکار کردے تو دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا اس کی طرف اسی قسم کے کسی اور رضاعی رشتہ کی نسبت کی اس کے بعد اس نے کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا میں نے جو کچھ کہا تھا غلط تھا تو استحساناً ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنی اس دوسری بات پر قائم رہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) اور اگر وہ اپنی پہلی بات پر قائم رہے اور یہ کہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی پھر اس کے بعد وہ اپنی پہلی بات سے انکار کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق کردی تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) اور اگر اس عورت کے ساتھ جماع ہو چکا ہو اور وہ اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق نہ کرے تو مرد پر اس کا پورا مہر اور نفقہ و سکنہ واجب ہوگا۔

اور اگر مرد نے کسی عورت کے بارے میں اس سے نکاح کرنے سے پہلے یہ کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی ماں ہے اور پھر بعد میں کہنے لگا مجھے وہم ہو گیا تھا یا مجھ سے چوک ہو گئی تھی (یعنی میں نے پہلے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) تو اس شخص کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر اپنی سابقہ بات پر قائم رہا یعنی بعد میں اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں اس عورت سے اس کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے باوجود نکاح کرلے تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی اور اگر وہ اپنے سابقہ اقرار ہی سے مکر جائے (یعنی یہ کہنے لگے کہ میں نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں یا بہن ہے) لیکن دو شخص اس بات کی گواہی دیں کہ اس نے اقرار کیا تھا تو پھر اس صورت میں ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

اگر کسی عورت نے کسی مرد کے بارے میں اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ رضاعی بھائی یا رضاعی بھتیجا ہے لیکن مرد نے اس کا انکار کیا اور اس کے بعد پھر عورت نے بھی اپنے قول کی تردید کی اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی تو اس عورت سے نکاح جائز ہو جائے گا اور اسی طرح اگر مرد نے اس عورت سے نکاح کرلیا قبل اس کے کہ وہ عورت اپنے قول کی تردید کرتی تو نکاح صحیح ہوگا۔ اگر کسی مرد

نے کسی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہو اپنے نسبی رشتہ کا اقرار کیا یعنی یوں کہا کہ یہ عورت میری حقیقی ماں ہے یا حقیقی بہن ہے یا حقیقی بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب کسی کو معلوم نہیں ہے نیز وہ مرد یہ صلاحیت رکھتا ہے (یعنی اس کے بارے میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اس کی ماں یا بیٹی ہو تو) اس مرد سے دوبارے پوچھا جائے گا اب اگر وہ یہ کہے کہ مجھے وہم ہو گیا تھا یا میں چوک گیا تھا، یا میں نے غلط کہا تھا تو استحساناً ان کا نکاح باقی رہے گا اور اگر دوبارہ پوچھے جانے پر اس نے یہ کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی صحیح ہے تو پھر دونوں میں تفریق کرادی جائے گی۔

اور اگر مرد یہ صلاحیت نہیں رکھتا یعنی ان دونوں کی عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ وہ اس بات کا امکان نہیں رکھتا) کہ وہ عورت جس عمر کی ہے اس عمر کی کوئی عورت اس کی حقیقی ماں یا اس کی حقیقی بہن ہو سکے تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور ان دونوں جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اگر مرد نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری حقیقی لڑکی ہے اور پھر بعد میں اپنی اس بات سے بھی نہیں کی بلکہ اس پر اصرار کرتا رہا حالانکہ لوگوں کو اس لڑکی کا نسب معلوم ہے (یعنی دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑکی اس کی نہیں بلکہ دوسرے کی ہے) تو ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ یہ میری حقیقی ماں ہے حالانکہ لوگوں کو اس کا نسب معلوم ہے (یعنی سب جانتے ہیں کہ یہ اس کی ماں نہیں ہے) تو اس صورت میں بھی دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی چوتھا سبب جمع کرنا: یعنی وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہو کر محرمات میں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (۲) ذوات الارحام کو جمع کرنا پہلی قسم یعنی اجنبی عورتوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جس قدر نکاحوں کی اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا چنانچہ شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح تک کی اجازت دی ہے لہٰذا کسی آزاد شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے (یعنی چار سے زیادہ عورتوں کو اپنی بیوی بنائے) اور غلام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں دو سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے آزاد شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک وقت میں جتنی چاہے بغیر نکاح باندیاں رکھے باندیاں رکھنے کی تعداد کی کوئی قید نہیں ہے لیکن غلام کو بغیر نکاح باندی رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا آقا اجازت دیدے آزاد شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ چار عورتیں خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں ہوں اور آزاد دونوں ملی جلی ہوں۔

اگر کسی شخص نے پانچ عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلی چار کا نکاح جائز اور پانچویں کا باطل ہوگا اور اگر پانچوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو پانچوں کا نکاح باطل ہوگا اسی طرح اگر کسی غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو یہی تفصیل ہوگی کہ ان تینوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی صورت میں تو پہلی دونوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا اور تیسری کا باطل ہوگا اور اگر تینوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو تینوں کا نکاح باطل ہوگا۔ اگر کسی حربی کافر نے پانچ کافرہ عورتوں سے نکاح کیا اور پھر وہ سب یعنی پانچوں بیویاں اور شوہر مسلمان ہو گئے تو اگر یہ پانچوں نکاح یکے بعد دیگرے ہوئے تھے تو پہلی چار بیویاں جائز رہیں گی اور پانچویں

بیوی سے جدائی کرادی جائے گی اور اگر پانچوں نکاح ایک ہی عقد میں ہوئے تھے تو پانچوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور ان پانچوں سے شوہر کی جدائی کرادی جائے گی۔ اگر کسی عورت نے ایک عقد میں دو مردوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک شخص کے نکاح میں پہلے سے چار عورتیں تھیں تو اس کا نکاح اس دوسرے شخص کے ساتھ صحیح ہوگا (جس کے نکاح میں پہلے چار بیویاں نہیں تھیں اور اگر ان دونوں کے نکاح میں پہلے سے چار بیویاں تھیں یا ان میں سے کسی ایک کے بھی نکاح میں چار عورتیں نہیں تھیں تو یہ نکاح کسی کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہوگا۔ جمع کرنے کی دوسری قسم یعنی ذوات الارحام کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا جائے گا جو آپس میں ذی رحم اور نسبی رشتہ دار ہوں چنانچہ دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ان سے جماع کرنا بھی حرام ہے یعنی اگر دو بہنیں بطور باندی کسی کی ملکیت میں ہوں تو دونوں سے جماع نہ کیا جائے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے خواہ وہ دونوں نسبی حقیقی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں۔

اس بارے میں اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو آپس میں ان دونوں کا نکاح درست نہ ہو خواہ وہ رشتہ نسبی حقیقی ہو یا رضاعی ہو تو ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوتا لہٰذا جس طرح دو حقیقی یا رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے ایسے ہی کسی لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ یا اسی قسم کی کسی اور رشتہ دار کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں کسی عورت اور اس کے پہلے خاوند کی لڑکی کو جو اس عورت کے بطن سے نہیں ہے) بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے کیونکہ اگر اس عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے شوہر کی اس لڑکی سے اس کو نکاح کرنا جائز ہوگا بخلاف اس کے عکس کے کہ اگر اس لڑکی کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے لئے اس عورت یعنی باپ کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا) اسی طرح کسی عورت اور اس کی باندی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے اس باندی سے نکاح کیا ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ .

باب ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3285 - أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ بِنْتَ أَبِي تَعْنِي أُخْتَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ" . قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ" . قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ "بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ" .

3285-تقدم في النكاح، تحريم الربيبة التي في حجره (الحديث 3284) .

قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ نَعَمْ ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَوَاللّٰهِ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میری بہن کے ساتھ شادی کر لیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حلال نہیں ہے۔ سیدہ ام حبیبہ ﷞ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی قسم! ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ ﷞ کی بیٹی! سیدہ ام حبیبہ ﷞ نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

3286- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ أَنِّي لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ ﷞ کی موجودگی میں۔ اگر میں نے ام سلمہ ﷞ کے ساتھ نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ۔

یہ باب ہے کہ دو بہنوں کو (نکاح میں) اکٹھے کرنا حرام ہے

3287- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي قَالَ: "فَأَصْنَعُ مَاذَا" ۔ قَالَتْ تَزَوَّجُهَا ۔ قَالَ: "فَإِنَّ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكِ" ۔ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي ۔ قَالَ: "إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي" ۔ قَالَتْ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ ۔ قَالَ: "بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ" ۔ قَالَتْ نَعَمْ ۔ قَالَ: "وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ میری بہن میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

3286-تقدم (الحديث 3284) ۔

3287-تقدم (الحديث 3284) ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیا کروں؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری بہن بھی اس بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

ہمیں تو یہ پتہ چلا ہے کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کو نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسلمہ کی بیٹی کو۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم لوگ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

نکاح میں محرمات کو جمع کرنے کی ممانعت میں فقہی مسائل کا بیان

اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا اور ان دونوں کو ان کے شوہر سے جدا کرا دیا جائے گا اور پھر یہ جدائی اگر دخول یعنی جماع سے پہلے ہوگی تو ان دونوں کو مہر کے طور پر کچھ نہیں دلوایا جائے گا اور اگر جدائی دخول کے بعد ہوگی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے مختلف عقد میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو جو نکاح بعد میں ہوگا وہ فاسد ہو جائے گا اور شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے اگر وہ خود سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی علیحدگی کرا دے۔ اور پھر یہ علیحدگی اگر دخول جماع سے پہلے واقع ہوگئی تو علیحدگی کے احکام (یعنی مہر وعدت وغیرہ) میں سے کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا اور اگر دخول کے بعد علیحدگی واقع ہوگئی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر مل جائے گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس شخص کو اپنی بیوی یعنی پہلی منکوحہ سے اس وقت تک علیحدہ رہنا ہوگا جب تک کہ اس کی بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے اور اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے دو عقدوں میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کرلیا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس بہن سے پہلے اور کس بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بیان کرے اگر وہ بیان کردے کہ فلاں بہن سے پہلے اور فلاں بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو اس بیان کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی پہلی کا نکاح باقی اور دوسری کا نکاح باطل قرار دیا جائے اور اگر شوہر بھی بیان نہ کرسکے تو پھر قاضی ان دونوں ہی سے شوہر کی علیحدگی کرا دے، علیحدگی کے بعد ان دونوں کو نصف مہر ملے گا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد کے وقت متعین ہوا ہو اور یہ علیحدگی بھی جماع سے پہلے واقع ہوئی ہو اور اگر دونوں کا مہر برابر نہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے مہر کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر عقد کے وقت مہر متعین نہ ہوا تو آدھے مہر کی بجائے ایک جوڑا کپڑا دونوں کو دیا جائے گا۔ اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی ہو تو ہر ایک کو اس کا مہر پورا ملے گا۔

اور ابوجعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ ان دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ پہلے مجھ سے نکاح ہوا تھا اور گواہ کسی ایک کے بھی پاس نہ ہوں تو دونوں کو نصف مہر دلایا جائے گا لیکن اگر دونوں یہ کہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم میں سے کس کا نکاح پہلے ہوا ہے تو ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ دونوں کسی ایک بات پر متفق ہو کر صلح نہ کرلیں اور دونوں کے صلح کی صورت یہ ہوگی کہ وہ دونوں قاضی کے پاس جا کر یہ کہیں کہ ہم دونوں کا مہر ہمارے خاوند پر

واجب ہے اور ہمارے اس مطالبہ میں کوئی تیسرا دعوی دار شریک نہیں ہے (یعنی ہمارے خاوند پر مہر کی جو رقم واجب ہے اس میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی تیسری عورت کا کوئی حق نہیں ہے) لہٰذا ہم دونوں اس بات پر صلح واتفاق کرتی ہیں کہ نصف مہر لے لیں اس کے بعد قاضی فیصلہ کر دے گا اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے پر گواہ پیش کئے تو مرد پر نصف مہر واجب ہوگا جو دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اس حکم میں تمام علماء کا اتفاق ہے نیز دو بہنوں کے سلسلہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ ایسی تمام عورتوں میں بھی جاری ہوں گے جن کا جمع کرنا (یعنی جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا) حرام ہے اور اگر یہ شخص یعنی جس نے دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کر لیا تھا اور یہ نکاح باطل ہونے کی وجہ سے ان دونوں بہنوں اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دی تھی) ان دونوں بہنوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ علیحدگی جماع سے پہلے ہوئی ہو اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی تھی تو اس صورت میں دونوں بہنوں کی عدت گزر جانے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر ایک عدت میں ہے اور دوسری کی عدت پوری ہو گئی ہے تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو عدت میں ہے دوسری سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جو عدت میں ہے اور اگر علیحدگی سے پہلے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جماع ہو گیا تھا تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جس سے جماع ہو چکا تھا اور اگر اس بہن سے نکاح کرنا چاہے جس سے جماع نہیں ہوا تھا تو) اس سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا، ہاں اگر اس بہن کی عدت پوری ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا تو پھر ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

جس طرح بیک وقت دو بہنوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح بیک وقت دو باندی بہنوں سے جنسی لطف حاصل کرنا یعنی مساس و جماع کرنا بھی جائز نہیں ہے (یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں بیک وقت دو بہنیں بطور باندی ہوں تو وہ ان دونوں سے جنسی تلذذ حاصل نہ کرے بلکہ ان میں سے کسی ایک ہی سے مساس و جماع وغیرہ کرے) کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جنسی لطف لینے کے بعد دوسری بہن حرام ہو جائے گی اس دوسری بہن سے اسی وقت جنسی لطف حاصل کر سکتا ہے جب کہ پہلی بہن کو اپنے اوپر حرام کر لے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس سے جماع کر لیا پھر اس کے بعد اس کی بہن کو خرید لیا تو صرف پہلی ہی سے جماع کر سکتا ہے دوسری سے جماع اس وقت تک حرام ہوگا جب تک کہ پہلی کو اپنے لئے حرام نہ کر لے اور حرام کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملکیت سے نکال دے یا آزاد کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ کر دے اور یا مکاتب بنا دے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حصہ کو آزاد کرنا کل حصہ کو آزاد کرنے کے مترادف ہے (مثلاً کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تیرا آدھا حصہ یا تیرا چوتھائی حصہ آزاد کیا تو یہ کل کو آزاد کرنے کے مرادف ہوگا اور اس سے جماع کرنا ناجائز ہوگا) اسی طرح اس کے بعض حصہ کو اپنی ملکیت سے نکالنا کل کو اپنی ملکیت سے نکالنے کے مرادف ہوگا۔

اگر صرف یہ کہہ دیا جائے کہ پہلی مجھ پر حرام ہے تو اس کو کہہ دینے کی وجہ سے دوسری سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ ایک کے حیض و نفاس اور احرام و روزہ کی وجہ سے دوسری حلال نہیں ہو جاتی یعنی جس طرح اگر ایک بہن حیض وغیرہ کی حالت میں حرام ہو جاتی ہے تو محض اس کی وجہ سے اس کی دوسری بہن حلال نہیں ہو جاتی اسی طرح فقط اتنا کہہ دینا کہ پہلی میرے لئے حرام ہے دوسری کو حلال کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے) اگر کسی شخص نے ان دونوں بہنوں سے جماع کر لیا جو بطور باندی اس کی ملکیت میں تھیں تو اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ جماع نہیں کر سکتا تاوقتیکہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق دوسری کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ اگر کسی شخص نے ان دونوں باندی بہنوں میں سے کہ جو بیک وقت اس کی ملکیت میں تھیں کسی ایک کو فروخت کر دیا لیکن وہ کسی عیب کی وجہ سے لوٹ کر آ گئی یا اس کو ہبہ کر دیا تھا لیکن اپنے ہبہ کو ختم کر کے اسے واپس لے لیا یا اس کا نکاح کر دیا تھا مگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت بھی پوری ہو گئی تو ان صورتوں میں وہ شخص ان میں سے کسی ایک سے بھی جماع نہ کرے تاوقتیکہ دوسری بہن کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بہن کو خرید لیا تو اس کے لئے خریدی ہوئی باندی سے جنسی لطف حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فراش یعنی زوجتی کا استحقاق نفس نکاح سے ثابت ہو جاتا ہے اس لئے اگر وہ خریدی ہوئی باندی سے جماع کرے گا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے فراش یعنی زوجیت کا استحقاق) میں دو بہنوں کو جمع کیا اور یہ حرام ہے۔

اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کر لیا اور اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو اب وہ باندی سے جماع نہ کرے گا اگرچہ ابھی تک منکوحہ سے جماع نہ کیا ہو اور اس منکوحہ سے اس وقت تک جماع نہ کرے جب تک کہ اپنی باندی یعنی منکوحہ کی بہن کو مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے اپنے لئے حرام نہ کر لے اور اگر اس نے اپنی باندی کی بہن سے ایسی صورت میں نکاح کیا کہ اس باندی سے جماع نہیں ہوا ہے تو پھر منکوحہ سے جماع کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے جماع کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا مگر وہ نکاح کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو محض نکاح سے وہ باندی حرام نہ ہوگی ہاں اگر نکاح کے بعد وہ منکوحہ سے جماع کر لے تو باندی سے جماع کرنا حرام ہو جائے گا۔

اگر دو بہنوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ ہم نے اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنا نکاح کیا اور یہ الفاظ دونوں کی زبان سے ایک ساتھ ادا ہوئے اور اس شخص نے ان میں سے ایک کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور اگر پہلے خود اس شخص نے ان دونوں بہنوں سے یہ کہا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کے عوض اپنا نکاح کیا اور ان میں سے ایک نے قبول کر لیا اور دوسری نے انکار کر دیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا۔ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنا نکاح کروانے کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر کسی دوسرے آدمی کو بھی اسی کام کے لئے اپنا وکیل بنا دیا اس کے بعد ان دونوں میں سے ہر ایک وکیل نے ایک ایک عورت سے اس شخص کا نکاح ان عورتوں کی اجازت کئے بغیر کر دیا اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں عورتیں رضاعی بہنیں ہیں، نیز ان دونوں وکیلوں کی زبان سے نکاح کے الفاظ ایک ساتھ ادا ہوئے تھے تو اس صورت میں دونوں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے۔

اسی طرح اگر یہ دونوں نکاح ان عورتوں کی اجازت سے ہوں یا ایک کی اجازت سے اور ایک کی بغیر اجازت تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایک شخص مثلاً زید نے دو بہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ان میں سے ایک بہن کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی یا کسی دوسرے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے ابھی عدت کے دن گزار رہی تھی تو اس صورت میں زید کا نکاح صرف دوسری بہن کے ساتھ صحیح ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا ایک طلاق بائن یا تین طلاق دی یا نکاح فاسد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا یا شبہ ہو کر کسی عورت سے جماع کر لیا غرضیکہ ان میں سے کسی بھی صورت کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ عورت کہ عدت کے دن گزار رہی ہو تو اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے وہ شخص نکاح نہیں کر سکتا اور جس طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کی کسی بھی ایسی رشتہ والی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں جو اس کے لئے ذوات الارحام میں سے ہو اور دونوں کا بیک وقت کسی ایک کے نکاح میں رہنا حرام ہو (مثلاً اس کے زمانہ عدت میں اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں) اور اسی طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کے علاوہ مزید چار عورتوں سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں۔

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کو جو ام ولد یعنی اس کے بچہ کی ماں تھی آزاد کر دیا تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کے ماسوا چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر کسی شوہر نے کہا کہ میری مطلقہ بیوی نے بتایا کہ اس کی عدت کے دن پورے ہو گئے ہیں (لہٰذا میں اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہوں) تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ طلاق دیئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اگر طلاق دیئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے جس میں عدت پوری ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں تو شوہر کا قول معتبر نہیں ہوگا اس طرح اس کی مطلقہ بیوی کا یہ کہنا کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے قابل اعتبار نہ ہوگا ہاں اگر وہ کوئی ایسی صورت بیان کرے جس میں عدت پوری ہونے کا احتمال ہو جیسے وہ یہ بیان کرے کہ طلاق کے دوسرے دن میرا حمل جس کے اعضاء پورے تھے ساقط ہو گیا ہے تو اس صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ اور طلاق کو اتنا عرصہ گزر چکا ہو کہ اس میں عدت پوری ہونے کا امکان ہو تو اگر عورت اپنے شوہر کے قول کی تصدیق کر دے یا اس مجلس میں موجود نہ ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لئے بیک وقت چار دوسری عورتوں سے یا سابقہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا بلکہ حنفی علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اگر بیوی شوہر کو جھٹلا دے تو بھی شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص کی بیوی مرتد ہو کر دار الحرب چلی جائے تو شوہر کے لئے اس کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ اس کے مر جانے کی صورت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

پھر اگر وہ مرتدہ عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے لوٹے اور اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کر چکا ہو تو اس کی بہن کا نکاح فاسد نہیں ہوگا اور اگر وہ بہن کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے لوٹے تو حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی وہ شخص اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اس صورت میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے جو ایک دوسرے کی پھوپھی یا ایک دوسرے کی خالہ ہوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کی ماں سے اور عمرو نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور ان دونوں کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی یا یہ کہ مثلاً زید نے عمرو کی لڑکی سے اور عمرو نے زید کی لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک لڑکی کی خالہ ہوگی اور ان دونوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایسی دو عورتوں سے نکاح کر لیا جن میں سے ایک تو اس شخص کے لئے حرام تھی خواہ اس کی محرم ہونے کی وجہ سے یا شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اور یا بت پرست ہونے کی وجہ سے اور دوسری عورت ایسی تھی جس سے اس شخص کو نکاح کرنا جائز تھا تو ایسی صورت میں اس کا اس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا جو اس کے لئے حلال تھی اور اس عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا جو اس کے لئے حرام تھی اور مقرر کردہ کل مہر اسی عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہوا ہے یہ حکم امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہے اور اگر اس شخص نے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے حلال نہیں تھا تو اس کو مہر مثل ملے گا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو اور مقرر کردہ کل مہر اس عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال تھا۔

سبب مملوکہ ہونے کا بیان

وہ باندیاں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جب کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو اسی طرح آزاد عورت سے اور باندی سے ایک ساتھ نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ مدبر یعنی وہ لونڈی جس سے اس کا آقا کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہو جائے گی) اور ام ولد (یعنی وہ باندی جس کے پیٹ سے اس کے آقا کا بچہ پیدا ہو) اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک عقد میں ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ آزاد عورت ایسی ہو جس سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز تھا اگر وہ آزاد عورت ایسی ہو جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں تھا جیسے وہ اس کی پھوپھی یا خالہ تھی تو پھر باندی کا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے پہلے باندی سے نکاح کیا اور پھر آزاد عورت سے نکاح کیا تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو ایک آزاد عورت ہے طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں اور وہ ابھی تک اپنی عدت کے دن گزار رہی تھی کہ اس شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول تو یہ ہے کہ باندی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف و امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ جائز ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی باندی سے نکاح کرلے تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایک باندی اور ایک ایسی آزاد عورت کے ساتھ نکاح کیا جو نکاح فاسد یا جماع شبہ کی عدت کے دن گزار رہی تھی تو باندی کا نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ باندی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اور پھر اپنی اس منکوحہ باندی سے رجوع کر لیا (یعنی اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے کر پھر اسے بیوی بنا لیا) تو یہ جائز ہوگا۔ کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع بھی کر لیا اور پھر آقا کی اجازت کے بغیر کسی

باندی سے بھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس کے آقا نے اس کو دونوں سے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں آزاد عورت کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا لیکن اس کے ساتھ جماع نہیں کیا اور پھر کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں بھی باندی کا نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک باندی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور پھر اس باندی کی لڑکی سے جو آزاد تھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو لڑکی کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا نکاح نہ ہوگا۔

ایک شخص مثلاً زید کے ایک بالغہ لڑکی اور ایک بالغہ باندی ہے زید نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے دونوں کا نکاح اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ کر دیا اس شخص نے باندی کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح باطل ہوگا اور اگر اس کے بعد اس شخص نے آزاد لڑکی کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود کسی باندی سے نکاح کر لے اور وہ باندی خواہ مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی) تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے استطاعت وقدرت رکھنے کے باوجود باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اگر کسی شخص نے ایک ہی عقد میں چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے نکاح کیا تو صرف باندیوں کا نکاح صحیح ہوگا۔ چھٹا سبب تعلق حق غیر: یعنی ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جن کے ساتھ کسی دوسرے مرد کا حق متعلق ہو۔ چنانچہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو، یا کسی کی عدت میں ہو اور عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی یا نکاح فاسد کی کہ جس میں جماع ہو گیا تھا اور یا شبہ نکاح کی تو ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی شخص نے انجانے میں دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع بھی کر لیا تو اب جب کہ ان میں جدائی ہوگی تو عورت پر عدت واجب ہوگی۔

اور اگر وہ شخص جانتا تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے تو جدائی کے بعد اس عورت پر عدت واجب نہیں ہوگی اور اس کے خاوند کے لئے اس سے جماع کرنا ناجائز نہیں ہوگا اور اگر اس کا خاوند اسے طلاق دیدے تو صاحب عدت کے لئے زمانہ عدت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ عدت کے علاوہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو۔ جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن جب تک ولادت نہ ہو جائے خاوند کو اس سے جماع کرنا ناجائز ہے اور اسباب جماع یعنی بوسہ اور مساس وغیرہ بھی ناجائز ہیں اور اگر اس حاملہ زنا سے وہ شخص نکاح کرے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا تو اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور وہ وضع حمل سے قبل جماع بھی کر سکتا ہے اور وہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد میں عورت کا حمل ساقط ہو گیا جس کے اعضاء ظاہر ہو چکے تھے اب اگر یہ اسقاط حمل نکاح سے چار ماہ یا اسے زائد عرصہ بعد ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ میں یہ اسقاط ہوا ہے تو نکاح جائز نہیں ہوگا اس لئے کہ حمل کے اعضاء چار مہینہ سے کم میں ظاہر نہیں ہوتے (حاصل یہ کہ اگر اسقاط نکاح سے چار ماہ یا اس سے

زائد عرصہ کے بعد ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ حمل اسی شخص کا ہے جس نے نکاح کیا ہے اور اگر چار ماہ سے کم عرصہ میں اسقاط ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو پھر یہ احتمال ہوگا کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور اس کا یہ حمل ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور ایسی حاملہ عورت جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کا حمل فلاں شخص کے جائز نطفہ سے ہے تو متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی عورت ہو جو حربی کافر سے حاملہ ہوئی ہو اور وہ ہجرت کر کے یا باندی بنا کر دار الاسلام میں لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک اس کے ہاں ولادت نہ ہو جائے اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

امام طحاوی نے اسی قول پر اعتماد کیا ہے لیکن حضرت امام محمد نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ اس صورت میں نکاح جائز نہیں ہوتا اسی پر امام کرخی نے اعتماد کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد باندی کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیا درآنحالیکہ وہ اپنے آقا سے حاملہ تھی تو یہ نکاح باطل ہوگا ہاں اگر وہ حاملہ نہ ہو تو پھر نکاح صحیح ہوگا۔

ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کیا اور اس کے بعد کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا لیکن آقا کے لئے یہ مستحب ہوگا کہ وہ اپنے نطفہ کی حفاظت کی خاطر اس باندی سے استبراء کرائے (یعنی ایک حیض آنے کے بعد اس کو خاوند سے جماع کرانے دے اور جب یہ نکاح جائز ہو گیا تو خاوند کے لئے استبراء کا انتظار کئے بغیر) اس سے جماع کرنا بھی جائز ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے اور حضرت امام محمد کا یہ قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس کے استبراء کے بغیر اس سے جماع کر لے۔

فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام محمد کا قول مبنی بر احتیاط ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ائمہ کا یہ اختلاف قول اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے باندی کا نکاح استبراء کرائے بغیر کر دیا ہو اور اگر نکاح سے پہلے استبراء ہو چکا تھا یعنی آقا سے مجامعت کے بعد باندی کو ایک حیض آ گیا تھا تو اس صورت میں سب کا متفقہ قول یہی ہے کہ خاوند کو استبراء کے بغیر اس سے جماع کرنا جائز ہوگا۔

کسی شخص نے ایک عورت کو زنا کراتے دیکھا اور پھر بعد میں خود اس سے نکاح کر لیا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس استبراء سے پہلے بھی اس سے جماع کرنا جائز ہوگا لیکن حضرت امام محمد کا اس صورت میں بھی یہی قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس سے استبراء کے بغیر جماع کر لے۔ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کر لے تو حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔

اگر کسی عورت کو قید کر کے دار الحرب سے دار الاسلام لایا گیا اور اس کا شوہر ساتھ نہیں ہے تو اس پر عدت واجب نہ ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے دار الاسلام آ جائے تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اس پر بھی عدت واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی امام

ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر عدت واجب ہوگی۔ جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے) اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس سے جماع کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ ایک حیض آ جانے کی وجہ سے استبراء نہ ہو جائے۔

سبب اختلاف مذہب ہونا

وہ عورتیں جن کے مشرک ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا حرام ہے چنانچہ آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا باندی اور بت پرستوں کے حکم میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو سورج اور ستاروں کی پرستش کرتی ہیں یا اپنی پسندیدہ تصویروں کی پوجا کرتی ہیں یا یونانی حکماء کے نظریہ کے مطابق اللہ کے بے کار معطل ہونے کا عقیدہ رکھتی ہیں یا زندقہ (یعنی دہریت) میں مبتلا ہیں یا فرقہ باطنیہ اور فرقہ اباحیہ سے تعلق رکھتی ہیں فرقہ باطنیہ سے وہ فرقہ مراد ہے جو قرآن کے باطنی معنی کا عقیدہ رکھتا ہے اور فرقہ اباحیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جس کے ہاں دنیا کا ہر کام خواہ وہ اچھا ہو یا برا کرنا جائز ہے) اسی طرح ہر اس مذہب کو ماننے والی عورت بھی اسی حکم میں داخل ہے جس کو اختیار کرنا کفر کا باعث ہو اسی طرح اپنی اس باندی سے جو آتش پرست مشرکہ ہو جماع کرنا بھی ناجائز ہے۔ مسلمان کو کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے جو دارالحرب میں رہتی ہو اور ذمیہ کافرہ یعنی مسلمانوں کے ملک میں خراج دے کر رہنے والی) عورت سے شادی کرنا جائز ہے خواہ وہ آزاد ہو یا باندی ہو لیکن اولیٰ یہی ہے کہ ان سے بھی شادی نہ کی جائے اور نہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور بغیر ضرورت کے کھایا جائے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کر لی تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے عبادت خانہ (یعنی گرجا گھر وغیرہ (نہ جانے دے اور نہ اسے اپنے گھر میں شراب بنانے دے لیکن مسلمان شوہر کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اپنی عیسائی یا یہودی بیوی کو حیض ونفاس کے منقطع ہونے اور جنابت لاحق ہونے پر غسل کے لئے مجبور کرے۔ اگر کسی مسلمان نے دارالحرب میں کتابیہ حربیہ سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح جائز ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا اور پھر اس نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی دارالاسلام آ جائیں تو دارالحرب میں کیا ہوا نکاح باقی رہے گا۔ ہاں اگر یہ صورت ہو کہ شوہر دارالاسلام آ جائے اور بیوی کو وہیں چھوڑ آئے تو تباین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔ جو لوگ کسی آسمانی مذہب کے پیروکار ہوں اور ان کے فرقہ کے لئے آسمانی کتاب بھی ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور وغیرہ تو وہ لوگ اہل کتاب میں شمار ہوں گے اور ان کی عورتوں سے مسلمانوں کی شادی بھی جائز ہے اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا بھی حلال ہوگا۔ اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک تو کتابی یعنی یہودی یا عیسائی ہو اور دوسرا آتش پرست ہو تو وہ شخص اہل کتاب میں شمار کیا جائے گا۔ ایک مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے شادی کی اور پھر وہ عورت اپنا مذہب تبدیل کر کے) آتش پرست ہوگئی تو وہ اپنے مسلمان شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور دونوں کی شادی کالعدم قرار پائیگی اور اگر یہودی عورت سے شادی کی اور پھر وہ عیسائی ہوگئی یا عیسائی عورت سے شادی کی اور شادی کے بعد وہ یہودی ہوگئی تو اس صورت میں نکاح باقی رہے گا۔ اس بارے میں اصول وضابطہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ تبدیل مذہب کے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ خاوند بیوی میں سے جس نے بھی اپنا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کیا ہے وہ

کوئی ایسا مذہب تو نہیں ہے کہ اگر وہ دونوں از سر نو شادی کریں تو اس مذہب کی وجہ سے ان کی شادی جائز نہ ہو سکے (مثلاً آتش پرستی ایسا مذہب ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی آتش پرست عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا) چنانچہ اگر وہ مذہب ایسا ہوگا جس کے پیروکار اور مسلمان کے درمیان شادی بیاہ سرے سے جائز ہی نہیں ہوتا تو خاوند و بیوی میں سے جو بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس مذہب کو قبول کرے گا شادی کالعدم ہو جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ اگر مسلمان خاوند اور یہودی یا عیسائی بیوی میں سے کوئی بھی مجوسیت (یعنی آتش پرستی) اختیار کر لے اور اس کی وجہ سے ان دونوں کی شادی فاسد ہو جائے تو اس کے بعد کیا حکم ہوگا؟ تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب عورت بنی ہے یعنی بیوی نے مجوسیت اختیار کر لی ہے تو دونوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور اسے نہ مہر ملے گا اور نہ متعہ بشرطیکہ اس نے جماع سے پہلے اپنا مذہب تبدیل کیا ہو اور اگر اس نے اس وقت مجوسیت کو اختیار کیا جب کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر چکا تھا تو پھر اس کو پورا مہر دیا جائے گا اور اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب مرد بنا ہے یعنی خاوند نے اپنا مذہب چھوڑ کر مجوسیت کو اختیار کر لیا ہے اور خاوند و بیوی میں جدائی ہوگئی ہے تو اسے عورت کو مقررہ مہر کا آدھا دینا ہوگا بشرطیکہ یہ صورت حال جماع سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہو اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ ایک جوڑا کپڑا دینا ہوگا اور اگر جماع کے بعد ایسا ہوا تو پھر اس عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوگا۔ جو مسلمان مرتد ہو گیا ہو اس کا نکاح نہ تو کسی مرتدہ سے جائز ہوتا ہے نہ کسی کافرہ سے اور نہ کسی مسلمان عورت سے، اسی طرح جو مسلمان عورت مرتدہ ہو جائے اس کا نکاح بھی کسی کے ساتھ جائز نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان عورت کی شادی نہ تو مشرک سے جائز ہوتی ہے اور نہ کتابی یعنی یہودی یا عیسائی سے۔ بت پرست و آتش پرست عورت کی شادی ہر مشرک و کافر سے صحیح ہو جاتی ہے مگر مرتد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ ذمی کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں۔ مسلمان کے لئے اپنی مسلمان بیوی کی موجودگی میں کتابیہ (یعنی یہودی یا عیسائی عورت) سے اور اپنی کتابیہ بیوی کی موجودگی میں مسلمان عورت سے عقد ثانی جائز ہے اور نوبت یعنی شب گزاری کے لئے باری مقرر کرنے کے سلسلے میں دونوں کے حقوق برابر ہوں گے۔ آٹھواں سبب مالک ہونا: یعنی وہ عورتیں جو مالک ہونے کے سبب سے اپنے مملوک غلام کے لئے حرام ہیں۔ چنانچہ کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام سے نکاح کرے اسی طرح اس کو اس غلام کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو اس کے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو۔ اگر نکاح کے بعد خاوند بیوی میں کوئی بھی ایک دوسرے کے کل یا جزء کا مالک ہو جائے تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اگر کسی مرد نے اپنی لونڈی سے نکاح کر لیا یا اس لونڈی سے نکاح کیا جس کا وہ جزوی مالک ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ ہمارے زمانہ میں لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کا بالکل رواج نہیں رہا اور نہ آج کے دور میں وہ شرائط و قیود پائی جاتی ہیں جن کی موجودگی میں لونڈی سے جماع جائز ہوتا ہے اسی لئے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اگر کہیں لونڈی رکھنے کا کوئی رواج ہو تو اس سے جماع نہ کرنا چاہئے بلکہ) اس لونڈی سے نکاح کر لینا چاہئے تاکہ اگر واقعۃً لونڈی نہ ہو بلکہ آزاد عورت ہو تو نکاح کی وجہ سے اس سے جماع کرنا جائز ہو جائے اگر کسی آزاد مرد نے اپنی بیوی کو جو کسی کی باندی ہو شرط خیار کے ساتھ خرید لیا تو اس صورت میں اس کا نکاح باطل نہیں ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے۔ نواں سبب طلاق: یعنی وہ عورتیں جو طلاق سے حرام ہو جاتی ہیں چنانچہ

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو آزاد عورت ہو تین طلاق دیدیں تو اس کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت پوری کرکے) دوسرے کسی مرد سے نکاح کرلے اور دونوں میں مجامعت ہو جائے اور پھر وہ مرد اس کو طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے نکاح کیا اور پھر اسے دو طلاقیں دیدیں تو اس کے بعد اس سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا اور جس طرح اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کو باندی بنا کر اس سے جماع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی کی باندی سے نکاح کیا اور پھر طلاق دیدیں اس کے بعد اس کو خرید کر آزاد کر دیا اب اگر وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ جماع کرے اور پھر اس کو طلاق دیدے اور جب عدت کے دن پورے ہو جائیں تو وہ شخص یعنی پہلا شوہر اس سے نکاح کرلے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرنا

3288- اَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عورت اور اس کی پھوپھی کو اور عورت کو اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3289- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3290- اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ

3288-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5109) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 33) . تحفة الاشراف (13812) .

3289-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5110) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 35 و 36) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (14288) .

3290-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 34) . و اخرجه النسائي في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3291) تحفة الاشراف (14156) .

رَبِيْعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3291- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ يُجْمَعُ بَيْنَهُنَّ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے چار طرح کی خواتین کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ۔

3292- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3293- اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3294- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3291-تقدم في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3290) .

3292-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14103) .

3293-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 40) . تحفة الاشراف (14990) .

3294-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15434) .

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا ۔

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3295 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" ۔

◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی یا ... اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع کرنا) حرام ہے۔

3296 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا ۔

◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ بیوی کی بھتیجی یا بیوی کی پھوپھی کے ساتھ شادی کی جائے (یعنی انہیں نکاح میں جمع کیا جائے)۔

3297 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَاصِمٌ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" ۔ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ جَابِرٍ ۔

◈ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) نہ کیا جائے۔

3298 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا ۔

◈ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

3299 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

3295-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (14552) ۔

3296-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) تعليقاً ۔ و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2065) مطولاً ۔ و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء لا تنكح المراة على عمتها ولا على خالتها (الحديث 1126) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (13539) ۔

3297-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) ۔ و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين المراة و خالتها (الحديث 3298) ۔ تحفة الاشراف (2345) ۔

3298-تقدم في النكاح، تحريم الجمع بين المراة و خالتها (الحديث 3297) ۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

شرح

پھوپھی اور خالہ سے عمومیت مراد ہے یعنی خواہ حقیقی پھوپھی اور خالہ ہوں جیسے اس عورت کے باپ اور ماں کی بہن یا مجازی ہوں جیسے اس عورت کے دادا اور پڑدادا یا اس سے اوپر کے درجہ کی بہن اور نانی و پڑنانی یا اس سے اوپر کی درجہ کی بہن۔ حدیث میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کی تخصیص محض اتفاقی ہے کہ کسی شخص نے ان دونوں ہی کے بارے میں پوچھا ہوگا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی دو کا تذکرہ فرمایا ورنہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

بَابُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت سے کونسی حرمت ثابت ہوتی ہے

3300- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَا حَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ".

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' ولادت جس حرمت کو ثابت کرتی ہے' رضاعت بھی اسی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

شرح

جو رشتے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں وہی رشتے دودھ پینے کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً جس طرح نسبی یعنی حقیقی بہن اپنے بھائی کے لئے حرام ہے اسی طرح رضائی بہن بھی حرام ہے۔ ہاں کچھ مسائل ایسے ہیں جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ بعض صورتوں میں نسبی رشتہ اور رضائی رشتہ کے درمیان فرق ہو جاتا ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ رضاعت سے نکاح حرام ہو جاتا ہے اور نظر و خلوت اور مسافرت حلال ہو جاتی ہے (یعنی مثلاً رضائی ماں بیٹے کے درمیان نکاح تو حرام ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کی طرف نگاہ ڈالنا اور ایک

3299-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2871) .

3300-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب (الحديث 2055) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1147) . تحفة الاشراف (16344) .

دوسرے کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تنہا سفر کرنا جائز ہو جاتا ہے لیکن رضائی رشتہ پر نسبی رشتہ کے تمام احکام نافذ نہیں ہوتے چنانچہ رضائی رشتہ میں نہ تو ایک دوسرے کا وراث ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے پر نان ونفقہ واجب ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے کی ملکیت میں آ جانے سے آزادی مل جاتی ہے اور اگر دودھ پلانے والی اپنا دودھ پینے والے کو قتل کر دے تو اس کے ذمہ سے اس کا قصاص بھی ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان تمام صورتوں میں وہ دونوں رضائی رشتہ دار بالکل اجنبیوں کی طرح ہوتے ہیں۔

اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن میرے رضائی چچا میرے گھر آئے اور انہوں نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں کہ ان کا میرے پاس آنا درست ہے یا نہیں) چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیدو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا کسی مرد نے تو دودھ نہیں پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تمہارے چچا ہیں اس لئے وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں (حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ) میرے رضائی چچا کی یہ آمد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ہمارے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہو چکا تھا (بخاری ومسلم)

تشریح: حضرت عائشہ کے جن رضائی چچا کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام افلح تھا اور حضرت عائشہ نے جس عورت کا دودھ پیا تھا اس کے خاوند ابوالقیس تھے اور وہ افلح کے بھائی تھے۔ اس رشتہ سے وہ حضرت عائشہ کے رضائی چچا ہوئے۔ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا الخ، سے حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ میں نے چونکہ عورت کا دودھ پیا ہے اس لئے میرا رضاعت کا تعلق تو عورت سے قائم ہوا ہے نہ کہ مرد سے گویا حضرت عائشہ یہ سمجھتی تھیں کہ کسی عورت کا دودھ پلانا اس کے خاوند کے قرابت داروں سے رضاعت کا تعلق قائم نہیں کرتا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس گمان کی تصحیح کی کہ کسی عورت کا دودھ پلانا جس طرح اس عورت سے اور اس کے قرابت داروں سے رضاعت کا رشتہ قائم کرتا ہے اسی طرح اس کے خاوند اور خاوند کے قرابت داروں سے بھی رضائی تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس طرح رضائی ماں کی بہن رضائی خالہ اور اس کی بیٹی رضائی بہن ہوتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کا بھائی بھی رضائی چچا ہوتا ہے اور رضائی چچا چونکہ حقیقی چچا کی مانند ہے اس لئے افلح تمہارے پاس شوق سے آئیں ان سے کوئی شرم و پردہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح دودھ پلانے والی کے قرابت داروں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اس طرح اس کے خاوند کے قرابت داروں سے بھی حرمت رضاعت کا تعلق ہو جاتا ہے۔

3301 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3301-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2644) بنحوه و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 9 و 10) و اخرجه النسائي في النكاح، لبن الفحل (الحديث 3318)، تحفة الاشراف (16369).

فَقَالَ: "لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے رضاعی چچا جن کا نام افلح تھا نے ان کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس سے پردہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3302 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3303 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ "عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ" عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ".

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ بِنْتِ الْاَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ

یہ باب ہے کہ رضاعی بھتیجی کے ساتھ (شادی کرنا) حرام ہے

3304 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا قَالَ: "وَعِنْدَكَ اَحَدٌ". قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ".

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ قریش (کی دیگر شاخوں) میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

3302-اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 2) . تحفة الاشراف (17902) .

3303-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17955) .

3304-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة (الحديث 11) تحفة الاشراف (10171) .

شرح

یوں تو حضرت حمزہ ابولہب کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی تھے، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ابولہب کے ہاں ایک لونڈی تھی جس کا نام ثوبیہ تھا ثوبیہ نے پہلے حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا اور پھر چار سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا یہ ثوبیہ ہے جس نے جب ابولہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اس کو آزاد کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ابولہب نے اپنی اس خوشی ومسرت کا جو اظہار کیا تھا اس کی وجہ سے پیر کے دن حق تعالیٰ کی طرف سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر ہی کے دن پیدا ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ نے، حضرت حلیمہ نے، ثوبیہ نے اور ام ایمن نے جو آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی لونڈی تھی۔

3305-أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: "إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ" . قَالَ شُعْبَةُ هَذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

3306- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أُرِيدَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: "إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ" .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ اللہ کی قسم! رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3305-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2645)، و في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعنكم) و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5100) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (الحديث 12 و 13) و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3306) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1938) . تحفة الاشراف (5378) .

3306-تقدم في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3305) .

بَابُ الْقَدْرِ الَّذِیْ یُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ۔

یہ باب ہے کہ رضاعت کی جو مقدار حرمت کو ثابت کرتی ہے

3307 - أَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَقَالَ الْحَارِثُ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ - عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِیَ مِمَّا يُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۔

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو حکم نازل کیا تھا۔ اس میں دس متعین مرتبہ دودھ پلانا تھا جو حرمت ثابت کرتا تھا۔ پھر اسے منسوخ کر کے پانچ مرتبہ ہو گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس آیت کی تلاوت کی جاتی تھی۔

شرح

حضرت ام فضل کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا (یعنی ایک بار یا دو بار چوسنے سے نکاح کے لئے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی) اور حضرت عائشہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار چوسنا (نکاح کو) حرام نہیں کرتا۔ اور ام فضل کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار منہ میں چھاتی داخل کر لینا حرام نہیں کرتا (یہ سب روایتیں مسلم نے نقل کی ہیں)

(مشکوۃ المصابیح جلد سوم: رقم الحدیث، 380)

بظاہر ان روایتوں سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے نکاح حرام نہیں ہوتا ہاں تین بار یا اس سے زائد مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے چنانچہ بعض علماء نے اسی پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے لیکن حنفیہ اور اکثر علماء کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ وہ مقدار کے اعتبار سے کم سے کم ہو یا زیادہ سے زیادہ ہو بشرطیکہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اتر کر پیٹ میں پہنچ جائے اور وہ دودھ بھی مدت رضاعت شیر خوارگی کی مدت میں پیا گیا ہو اور مدت رضاعت اکثر علماء بشمول صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال کی عمر تک ہے جب کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ مدت رضاعت ڈھائی سال کی عمر تک ہے لیکن حنفی مسلک میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ) (4۔ النساء:23) اور تم پر تمہاری رضاعی مائیں حرام ہیں، اس روایت میں مطلق دودھ پینے کی حرمت رضاعت کا ذکر ہے کم و زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا خبر واحد کو چونکہ یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا کہ وہ قرآن کریم کے کسی مطلق حکم مقید کرے اس لئے مذکورہ

3307- اخرجه مسلم في الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات (الحديث 24) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2062) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1150م) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1944) بمعناه . تحفة الاشراف (17897) .

روایت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ جب بچہ نے تین بار یا تین بار سے زائد دودھ چوسا ہو نیز ان حضرات کی ایک دلیل حضرت عائشہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں مطلق دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جانے کو ان الفاظ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے حدیث (یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة) دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں حرمت رضاعت کے سلسلہ میں حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ پانچ بار سے کم دودھ پئے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ان کی دلیل آنے والی حدیث ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس بار دودھ پینا جب کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو (نکاح کو) حرام کرتا ہے پھر یہ حکم پانچ بار پینے کے ساتھ کہ جس کے پینے کا کامل یقین ہو منسوخ ہو گیا (یعنی جب بعد میں یہ حکم نازل ہوا کہ پانچ بار دودھ پینا کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور یہ آیت قرآن کریم میں تلاوت کی جاتی رہی (مسلم)

پہلے یہی حکم تھا کہ اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دس بار دودھ پی لے تو ان دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بعد میں نہ صرف یہ کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا بلکہ اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی جس میں یہ حکم تھا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچ بار دودھ پینا نکاح کو حرام کرتا ہے اور پھر اس آیت کی تلاوت بھی تمام صحابہ کے نزدیک تو منسوخ ہو گئی لیکن حضرت عائشہ کی قرات میں اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی یہاں تک کہ اب حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم تو باقی ہے کہ حرمت رضاعت پانچ بار دودھ پینے ہی سے ثابت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے لیکن حضرت امام اعظم اور دیگر علماء کے نزدیک اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی اور اس کا حکم بھی اس مطلق آیت (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ) النساء:23) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔

حرمت رضاعت میں گھونٹ پینے کے اعتبار کا بیان

3308 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَاَيُّوْبَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سُئِلَ عَنِ الرَّضَاعِ فَقَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ".

وَقَالَ قَتَادَةُ "الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

✧✧ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے ہیں۔

قتادہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا۔

3309 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ

3308-اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 18 و 19 و 20 و 21 و 22 و 23) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1940) . تحفة الاشراف (18051) .

3309-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5281) .

النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

◈◈ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3310- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوبَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

◈◈ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3311- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا اِلَى اِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ نَسْاَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ اَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُودٍ كَانَا يَقُولَانِ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ. وَكَانَ فِي كِتَابِهِ اَنَّ اَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَقُولُ "لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ".

◈◈ قتادہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ابراہیم بن یزید نخعی کو خط میں لکھا ان سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے: رضاعت کی تھوڑی اور زیادہ مقدار حرمت کو ثابت کر دیتی ہے۔

ان کی کتاب میں یہ بات تحریر تھی کہ ابوشعثاء محاربی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک یا دو گھونٹ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

3312- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَقَالَ: "انْظُرْنَ مَا اِخْوَانُكُنَّ. وَمَرَّةً اُخْرٰى - انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ".

◈◈ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب میرے پاس بیٹھے

3310- اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 17) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2063) . و اخرجه الترمذي في الرضاع باب ما جاء لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1150) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1941) . تحفة الاشراف (16189) .

3311- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10124 و 16133) .

3312- اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2647)، و في النكاح، باب من قال لا رضاع بعد حولين (الحديث 5102) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب انما الرضاعة من المجاعة (الحديث 32) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في رضاعة الكبير (الحديث 2058) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا رضاع بعد فصال (الحديث 1945) تحفة الاشراف (17658) .

ہوئے تھے۔آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ میرا رضائی بھائی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بات کی تحقیق کرلیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ اور دوبارہ فرمایا: اس بات کی تحقیق کرلیا کرو کہ تمہارے رضائی بھائی کون ہیں کیونکہ رضاعت بھوک کے عالم میں ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ .

یہ باب ہے کہ دودھ (پلانے والی عورت کے) شوہر (کا حکم)

3313- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلًا يَسْتَاْذِنُ فِىْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِىْ بَيْتِكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اُرَاهُ فُلَانًا" . لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا - لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَىَّ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ شخص پر آپ کے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہوگا۔نبی اکرم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضائی چچا کے بارے میں یہ بات بیان کی۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' اگر فلاں شخص زندہ ہوتا' انہوں نے اپنے رضائی چچا کے بارے میں یہ کہا تو کیا وہ میرے ہاں اندر آجاتے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رضاعت اس حرمت کو ثابت کرتی ہے' جس کو ولادت ثابت کرتی ہے۔

3314- اَخْبَرَنِىْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّىْ اَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهُ - قَالَ وَقَالَ هِشَامٌ هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ - فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِئْذَنِىْ لَهُ" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا ابوالجعد جو میرے رضائی چچا تھے۔میرے گھر آئے تو میں نے انہیں واپس کردیا۔ہشام نامی راوی بیان کرتے ہیں' یہ ابوالقعیس تھے۔جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔

3313-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2646)، و في فرض الخمس، باب ما جاء في بيوت ازواج النبي صلى الله عليه وسلم و ما نسب من البيوت اليهن (الحديث 3105) . و اخرجه البخاري في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعنكم) (الحديث 5099) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 1) . تحفة الاشراف (17900) .

3314-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 8) . تحفة الاشراف (16375) .

3315- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ اَبِیهِ عَنْ اَیُّوبَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَخَا اَبِی الْقُعَيْسِ اسْتَاْذَنَ عَلٰی عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَاَبَتْ اَنْ تَاْذَنَ لَهٗ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "ائْذَنِی لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ" . فَقُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِی الرَّجُلُ . فَقَالَ: "اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ" .

❖❖ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارا چچا ہے تمہارے ہاں اندر آ سکتا ہے۔

3316- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِی الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِّی مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهٗ حَتّٰی جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: "ائْذَنِی لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ" . قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ .

❖❖ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ وہ میرے رضاعی چچا تھے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔

3317- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ عَمِّی اَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنْ لَهٗ فَاَتَانِی النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ: "ائْذَنِی لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِی الرَّجُلُ . قَالَ: "ائْذَنِی لَهٗ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ" .

❖❖ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا افلح نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے

3315-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17348) .

3316-اخرجه البخاري في النكاح، باب لبن الفحل (5103) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 3) تحفة الاشراف (16597) .

3317-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 4) .

عورت نے دودھ پلایا ہے مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلودہوں وہ تمہارے چچا ہیں۔

3318- اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ وَاِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ فَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ نَبِىَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا جَاءَ نَبِىُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ لَهُ جَاءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ . فَقَالَ: "ائْذَنِى لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِى امْرَاَةُ اَبِى الْقُعَيْسِ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ . قَالَ: "ائْذَنِى لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دوں گی جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت نہ کرلوں۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ افلح آئے تھے جو ابوالقعیس کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ میں نے عرض کی: مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔

بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ .

یہ باب ہے کہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانا

3319- اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِى مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِى سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُولُ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّى لَاَرٰى فِى وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَىَّ . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِيهِ" . قُلْتُ اِنَّهُ لَذُو لِحْيَةٍ . فَقَالَ: "اَرْضِعِيهِ يَذْهَبْ مَا فِى وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ" . قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِى وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ بَعْدُ .

ويرى الفقهاء أن المقصود بالرضاعة هنا أن تفرغ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ لبنها فى إناء وترسله لسَالِمٍ ليشربه وتكرر ذلك خمس مرات وبذلك تحرم عليه .

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی

3318-تقدم (الحديث 3301) .

3319-اخرجه مسلم فى الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 29 و 30) بنحوه . تحفة الاشراف (17841) .

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! سالم کے میرے گھر آنے کی وجہ سے میں نے اپنے شوہر (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) جو تمہارا منہ بولا بیٹا ہے دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: وہ تو داڑھی والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ اس کے نتیجے میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی نہیں دیکھی۔

(امام نسائی فرماتے ہیں:) فقہاء فرماتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ سہلہ بنت سہیل نے اپنا دودھ کسی برتن میں ڈال کر سالم کو بھجوا دیا تا کہ وہ اسے پی لے پانچ مرتبہ ایسا کرنے سے وہ عورت اس مرد کے لیے حرام (رضاعی ماں) ہو گئی۔

3320- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنِّيْ اَرٰى فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَيَّ. قَالَ: "فَاَرْضِعِيْهِ". قَالَتْ وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَقَالَ: "اَلَسْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيْرٌ". ثُمَّ جَائَتْ بَعْدُ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا رَاَيْتُ فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ بَعْدُ شَيْئًا اَكْرَهُ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں نے اپنے منہ بولے بیٹے سالم کے اپنے ہاں آنے کی وجہ سے (اپنے شوہر) ابوحذیفہ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: میں اسے کیسے دودھ پلا سکتی ہوں وہ تو بڑا آدمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد وہ خاتون آئیں اور عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں نے اس کے بعد ابوحذیفہ کے چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں دیکھی جو مجھے ناپسند ہو۔

3321- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْوَزِيْرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى وَرَبِيْعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ اَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ حَتّٰى تَذْهَبَ غَيْرَةُ اَبِيْ حُذَيْفَةَ فَاَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ. قَالَ رَبِيْعَةُ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ابوحذیفہ کی اہلیہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور (منہ بولے بیٹے سالم کو) دودھ پلا دیں تا کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہو جائے تو اس خاتون نے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا تھا حالانکہ وہ بڑی عمر کا لڑکا تھا۔ ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ سالم کے لئے

3320- اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 26) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17484) .

3321- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17452) .

رخصت تھی۔

3322 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا يَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ . قَالَ: "اَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ بِذٰلِكَ" . فَمَكَثْتُ حَوْلاً لاَ اُحَدِّثُ بِهِ وَلَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ حَدِّثْ بِهِ وَلاَ تَهَابُهُ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سالم ہمارے گھر آجاتا ہے وہ اتنا ہی سمجھدار ہے جتنے لوگ ہوتے ہیں اسے ان باتوں کا پتہ ہے جو مردوں کو پتہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے اس وجہ سے حرام ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ایک سال تک یہ حدیث کسی کو نہیں سنائی پھر میری ملاقات قاسم نامی راوی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا تم اس حدیث کو بیان کر دو اور اس سے ڈرو نہیں۔

3323 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوبُ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ اَبِي حُذَيْفَةَ وَاَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ فَاَتَتْ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوهُ وَاِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَاِنِّي اَظُنُّ فِي نَفْسِ اَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ" . فَاَرْضَعَتْهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ اَبِي حُذَيْفَةَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّي قَدْ اَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ اَبِي حُذَيْفَةَ .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام (اور منہ بولا بیٹا سالم) حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ ان کے گھر میں رہا کرتا تھا۔ سہیل کی صاحبزادی (جو ابوحذیفہ کی اہلیہ تھیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: سالم اس عمر تک پہنچ گیا ہے جو مردوں کی ہوتی ہے وہ ہر وہ چیز سمجھتا ہے جو مرد سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ہاں آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے ابوحذیفہ کی ناراضگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لیے حرام ہو جائے گا۔ وہ خاتون کہتی ہیں: میں نے اسے دودھ پلا دیا تو وہ ناراضگی جو ابوحذیفہ کی تھی ختم ہوگئی۔ اور میں دوبارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اسے دودھ پلا دیا ہے اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو ناراضگی تھی وہ ختم ہوگئی ہے۔

3324 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

3322-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 27 و 28) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3323) تحفة الاشراف (17464) .

3323-تقدم في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3322) .

3324-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب من حرم به (الحديث 2061) مطولاً . تحفة الاشراف (18377) .

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضْعَةِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ - يُرِيْدُ رَضَاعَةَ الْكَبِيْرِ - وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَرَى الَّذِيْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً فِيْ رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَّحْدَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا .

◇◇ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس طرح دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ راوی کی مراد بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ازواج رضی اللہ عنہن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص سہلہ بنت سہیل کو سالم کو دودھ پلانے کی اجازت دی تھی۔ اس طرح سے دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

3325- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ اُمَّهٗ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَتْ تَقُوْلُ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُّدْخَلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) خَاصَّةً لِسَالِمٍ فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا .

◇◇ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس نوعیت کی رضاعت کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں یہ وہ رخصت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص سالم کے لئے دی تھی۔ اس طرح کی رضاعت کے ذریعے کوئی ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی ہے وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

3325-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 31) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لارضاع بعد فصال (الحديث 1947) بنحوه . تحفة الاشراف (18274) .

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقا دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقا عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیک ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذو رحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحملہ وفصلہ ثلثون شھرا ۔ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ فقہاء میں حضرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابو ثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف: ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حنولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا حکم نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان، سنن بیہقی ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے گی نیز دو سال تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۂ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے تو

مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے تو

آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول منقول ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔

(الدرالمختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الْغِيلَةِ

یہ باب ہے کہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا)

3326- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جُدَامَةَ بِنْتَ وَهْبٍ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَصْنَعُهُ" . وَقَالَ اِسْحَاقُ "يَصْنَعُوْنَهُ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ" .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جدامہ بنت وہب نے انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں غیلہ (دودھ پلانے کی حالت میں جماع کرنے) سے منع کر دوں پھر مجھے خیال آیا کہ اہل فارس اور اہل روم اس طرح کر لیتے ہیں۔ "یصنعہ" کی بجائے "یصنعونہ" ہے۔ اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں (یہ الفاظ زائد ہیں:) وہ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

شرح

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو کیونکہ غیل سوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 399)

اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کے ذریعہ اولاد کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے یا مدت رضاعت میں جماع کرنے کو غیلہ کہتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ غیلہ کی وجہ سے بچہ کے مزاج میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے قوی ضعیف ہو جاتے ہیں اور اس خرابی وضعف کا اثر اس کے بالغ ہونے کے بعد تک رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچہ بڑا ہونے کے بعد جب میدان کارزار میں جاتا ہے تو دشمن کے مقابلہ میں سست اور کمزور پڑ جاتا ہے اور گھوڑے سے گر پڑتا ہے اور یہ چیز اس کے حق میں ایسی ہے جیسا کہ اسے مقابلہ سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا ہو لہٰذا غیلہ نہ کرو تاکہ غیلہ کی وجہ سے اپنے بچے کے قتل ہو جانے کا باعث نہ بنو۔

اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ بچہ پر غیلہ کا اثر پڑتا ہے جبکہ اس سے پہلے گزرنے والی بعض

3326-اخرجه مسلم في النكاح، باب جواز الغيلة و هي وطء المرضع و كراهة العزل (الحديث 140 و 141 و 142) . و اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الغيل (الحديث 3882) . و اخرجه الترمذي في الطب، باب ما جاء في الغيلة (الحديث 2076 و 2077) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الغيل (الحديث 2011) تحفة الاشراف (15786)

احادیث سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ غیلہ بچہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟ اس کا جواب طیبی نے یہ دیا ہے کہ گزشتہ احادیث میں بچہ پر غیلہ کے اثر انداز ہونے کی نفی زمانہ جاہلیت کے اس اعتقاد کی تردید کے لئے تھی کہ لوگ غیلہ ہی کو حقیقی مؤثر سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث کے ذریعہ غیلہ کے اثر انداز ہونے کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ اس بات کے پیش نظر ہے کہ غیلہ فی الجملہ سبب بنتا ہے اور مؤثر حقیقی حق تعالیٰ کی مرضی اور اس کا حکم ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ اس حدیث میں غیلہ کی جو ممانعت بیان کی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزشتہ ارشاد (لقد ہممت) الخ تحریم پر محمول ہے اسی طرح دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہے گا اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے) ان دونوں کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد تھا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عرب کے لوگ جب غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے ضعیف و کمزور ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کیا مگر جب بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس کے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاں غیلہ کی وجہ سے بچہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ کی ممانعت کو ختم کر دیا۔

بَابُ الْعَزْلِ .

یہ باب عزل کے بیان میں ہے

3327- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ وَّرَدَّ الْحَدِيثَ حَتّٰى رَدَّهُ اِلٰى اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "وَمَا ذَاكُمْ" . قُلْنَا الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْاَةُ فَيُصِيبُهَا وَيَكْرَهُ الْحَمْلَ وَتَكُونُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ . قَالَ: "لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوا فَاِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس (عزل کرنے) کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہوتا کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: ایک شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے یا کسی شخص کی کنیز ہے وہ اس کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ بھی کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ یہ تقدیر کے مطابق ہوگا۔

3328- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي الْفَيْضِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِي تُرْضِعُ وَاَنَا اَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ" .

3327-اخرجه مسلم في النكاح، باب حكم العزل (الحديث 130 و 131) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر الاختلاف على الزهري في خبر ابي سعيد فيه (الحديث 209 و 210) . تحفة الاشراف (4113) .

3328-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12045) .

❖ حضرت ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا اس نے عرض کی: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے مجھے یہ ناپسند ہے کہ وہ حاملہ ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کے نصیب میں جو کچھ ہے وہ ہوگا۔

عزل سے متعلق فقہی تفصیل کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کریم نازل ہوتا رہتا تھا یعنی نزول کا سلسلہ جاری تھا مگر اس بارے میں کوئی ممانعت نازل نہیں ہوئی۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ہمارے اس فعل کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 395)

عزل کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے اس طرح جماع کیا جائے کہ مرد جب منزل ہونے لگے تو وہ اپنا عضو مخصوص عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال کر مادہ کا باہر ہی اخراج کر دے۔ اس طریقہ سے مادہ منویہ چونکہ اندر نہیں پہنچتا اس لئے عورت حاملہ ہونے سے بچ جاتی ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عزل جائز ہے اور بعض حضرات جن میں کچھ صحابہ بھی شامل ہیں اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ عزل کرنا جائز ہے چنانچہ درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی خاص مصلحت یا عذر کی بناء پر عزل کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اپنی لونڈی سے عزل کرنا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے جب کہ اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی جائز ہوگا اسی طرح اگر کسی دوسرے کی لونڈی اپنے نکاح میں ہو تو اس کے مالک کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس سے عزل کرنا جائز ہوگا۔ حضرت امام شافعی کے بارے میں سید نے یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی عزل کرنا جائز ہے لیکن لونڈی خواہ اپنی مملوکہ ہو یا منکوحہ ہو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے۔

اور امام نووی نے جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ انقطاع نسل کا سبب ہے۔ اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور میں اس سے جماع بھی کرتا ہوں لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو عزل کر لیا کرو لیکن اس لونڈی کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ شخص نہیں آیا اور پھر جب آیا تو کہنے لگا کہ میری لونڈی حاملہ ہوگئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے تو تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

(مسلم)

علامہ نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عزل کرنے کے باوجود اگر حمل ٹھہر جائے تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور علامہ ابن ہمام نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت کی اجازت کے بعد یا اس کی اجازت کے بغیر عزل کیا

اور اس کے باوجود اس عورت کے حمل ٹھہر گیا تو آیا اس شخص کے لئے اس حمل سے انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے) جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے، چنانچہ علماء کا قول ہے کہ اگر اس شخص نے عزل کرنے کے بعد دخول نہیں کیا تھا یا دخول کیا تھا مگر اس سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو پھر اس کے لئے اس حمل سے انکار کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس بات کا قوی احتمال ہوسکتا ہے کہ اس کے ذکر میں منی کا کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہو اور وہ اب دخول کی صورت میں عورت کے رحم میں چلا گیا ہو اسی طرح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً جماع سے فارغ ہونے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے غسل جنابت کیا اور اس کے بعد جب اس نے پیشاب کیا تو منی کا کوئی قطرہ نکل آیا تو اس صورت میں اس پر واجب ہوگا کہ وہ اب پھر غسل کرے۔

اور حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی المصطلق کی جنگ میں گئے تو عرب قوم میں سے کچھ لونڈی غلام ہمارے ساتھ آئے، ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور مجرد رہنا ہمارے لئے سخت مشکل ہوگیا اور ان لونڈیوں سے جو ہمارے ہاتھ لگی تھیں ہم نے عزل کرنا چاہا) تاکہ ان کے حمل نہ ٹھہر جائے) آخر ہم نے عزل کا ارادہ کرلیا مگر پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گی (بخاری ومسلم)

امام نووی کہتے ہیں کہ سبایا من العرب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل عرب پر بھی رق جاری ہوتا ہے جب کہ وہ مشرک ہوں (یعنی جس طرح غیر عرب مشرک وکافر جنگ میں پکڑ لئے جانے کے بعد غلام ولونڈی بنائے جاسکتے ہیں اسی طرح اگر وہ مشرک وکافر جن کا تعلق عرب نسل سے ہو کسی جنگ میں بطور قیدی ہاتھ لگیں تو وہ بھی مسلمانوں کے حق میں لونڈی غلام ہو جاتے ہیں کیونکہ یہاں جن لونڈی غلاموں کا ہاتھ لگنا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق بنی المصطلق سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ تھی اور قبیلہ خزاعہ والے اہل عرب میں سے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ (ما علیکم ان لا تفعلوا) میں حروف "الف" کے زبر کے ساتھ یعنی (ان) بھی صحیح ہے اور الف کے زیر کے ساتھ یعنی ان بھی صحیح ہے اس جملہ کے معنی نووی نے یہ بیان کئے ہیں کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جب یہ بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا مقدر کردیا ہے تو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا اس لئے تم عزل کرو یا عزل نہ کرو پیدا ہونے والی جان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اگر اسے دنیا میں آنا ہے تو تم لاکھ عزل کرلو ضبط ولادت کے لاکھ طریق آزمالو وہ اس دنیا میں آکر رہے گی اور اگر اس کا پیدا ہونا مقدر نہیں ہے تو پھر اگر عزل نہ کرو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں حاصل یہ کہ تمہارا عزل کرنا کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے۔

اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ (ان لا تفعلوا) میں حرف، لا، زائد ہے اس صورت میں اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے جائز ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا

(کہ عزل کرنا جائز ہے یا نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی کے ہر پانی سے بچہ بنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو پیدا ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (مسلم)

بظاہر اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ سوال اور جواب میں کوئی مطابقت نہیں ہے حالانکہ اگر حدیث کے حقیقی مفہوم پر نظر ہو تو یہ اشکال پیدا ہونے کا کوئی محل ہی نہیں رہ جاتا کیونکہ سوال کا مقصد یہ تھا کہ عزل کرنے کی اجازت مل جائے تا کہ عورت کے ہاں ولادت ہونے کا کوئی خوف نہ رہے، سوال کے اسی حقیقی مفہوم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم لوگ تو یہ سمجھتے ہو کہ مرد کی منی کا عورت کے رحم میں گرنا عورت کے ہاں ولادت ہونے کا سبب ہے اور عزل کر لینا ولادت نہ ہونے کا سبب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ منی کے ہر پانی سے بچہ نہیں بنتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرد کی منی عورت کے رحم تک پہنچ جاتی ہے مگر اس سے بچہ نہیں بنتا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ عزل کرتے ہیں مگر اس کے باوجود عورت حاملہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا حاملہ ہونا مرد کے مادہ تولید کے اندر کرنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ پر موقوف ہے، اسی طرح عورت کا حاملہ نہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ ہی پر موقوف ہے عزل پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں یہ ثابت ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توالد و تناسل کا ایک نظام مقرر کر دیا ہے کہ مرد کے نطفہ سے بچہ کی تولید ہوتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عزل کرنے کی صورت میں بھی نطفہ کا کوئی حصہ بلا اختیار عورت کے رحم میں چلا جائے اور اس سے بچہ بن جائے بلکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر کسی بچہ کا پیدا ہونا تقدیر الٰہی میں ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل ہے کہ وہ اس بچہ کو بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر دے۔ بظاہر یہ احادیث عزل کے جائز نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان کا حقیقی مفہوم ومنشاء اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

اس مسئلہ میں حنفیہ اور دوسرے علماء کا جو فقہی مسلک ہے اس کا بیان حضرت جابر کی روایت کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں اس کے شیر خوار بچہ کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت رضاعت میں وہ حاملہ نہ ہو جائے اور اس حالت میں بچہ کو دودھ پلانا نقصان پہنچ جائے گا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نقصان پہنچاتا تو روم و فارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا (مسلم)

لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مدت رضاعت میں جماع اور پھر حمل ٹھہرنے سے چونکہ عورت کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس دودھ کو پینے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اس کے علاوہ ایسی حالت میں عورت کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اس کا حاصل یہ تھا کہ اسی خوف کی بناء پر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کی اجازت چاہی اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کا حاصل یہ تھا کہ اگر مدت رضاعت میں جماع کرنا اور حمل ٹھہر جانا شیر خوار بچہ کو نقصان دہ ہوتا تو یہ روم و فارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا کیونکہ وہ اس کے عادی ہیں اور جب ان کی یہ عادت ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مدت رضاعت میں حمل ٹھہر جانا نقصان دہ نہیں ہے لہٰذا عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور حمل ٹھہر جانے کے خوف کی وجہ سے عزل نہ کرو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عزل کی کراہت وناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضرت جدامہ بنت وہب کہتی

ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت لوگوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو غیلہ سے منع کر دوں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ اپنی اولاد کی موجودگی میں غیلہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو میں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا) پھر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عزل کرنا تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے اور یہ ایک بری عادت ہے جو اس آیت کریمہ (وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ، التکویر:8) (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی) کے حکم میں داخل ہے۔ (مسلم)

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔ واد کے معنی ہیں زندہ در گور کرنا، جیتا گاڑ دینا، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب تنگدستی کے خوف اور عار کی وجہ سے اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان والدین سے سخت باز پرس کی جائے گی جو اپنے ہاتھوں اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو بھی واد خفی یعنی پوشیدہ زندہ گاڑ دینے سے تعبیر فرمایا۔ اس طرح یہ حدیث منسوخ ہے یا آپ نے یہ بات محض تہدید و تنبیہ کے طور پر فرمائی ہے یا پھر یہ کہ اس ارشاد کے ذریعہ گویا اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ عزل نہ کرنا ہی اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ ان حضرات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس منعقد تھی۔

حاضرین میں حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے علاوہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بھی موجود تھے۔ عزل کے سلسلہ میں مباحثہ ہو رہا تھا صحابہ کی رائے تھی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ایک صحابی نے یہ کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عزل کرنا مودۃ (چھوٹی مؤدۃ ہے یعنی جس طرح اپنی اولاد کو زندہ گاڑ دینا مؤدۃ کبری ہے اسی طرح عزل کرنا مؤدۃ صغری ہے حضرت علی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے مؤدۃ کے مفہوم کا اطلاق نہیں ہوگا یعنی اگر جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل کرایا جائے یا زندہ پیدا ہونے کے بعد اسے جیتا جاگتا گاڑ دیا جائے تو اس کو مؤدۃ کہا جائے گا۔ حضرت علی کا یہ جواب سن کر حضرت عمر نے فرمایا علی! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے تم نے سچ کہا ہے چنانچہ فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے اسقاط حمل جائز ہے اور قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن میں حمل کے اندر جان پڑتی ہے گویا قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن کے اندر اندر تو اسقاط حمل جائز ہے اس کے بعد جائز

نہیں ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی عزل کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا البتہ اس کے مکروہ ہونے پر ضرور دلالت کرتا ہے بایں معنی کہ عزل کرنا واد خفی یعنی واقعۃً زندہ درگور کردینے کے حکم میں داخل نہیں ہے کیونکہ واد حقیقی کا مطلب ہوتا ہے ایک جان کو ہلاک کر دینا جب کہ عزل میں یہ صورت نہیں ہوتی البتہ عزل کرنا واد حقیقی کے مشابہ یقیناً ہے اسی واسطے اس کو پوشیدہ زندہ گاڑ دینا فرمایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کے ذریعہ چونکہ اپنے مادہ تولید نطفہ کو ضائع کیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مادۂ تولید اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا ہونے کے لئے مہیا کیا ہے اس لئے یہ فعل یعنی عزل کرنا اپنے بچہ کو ہلاک کرنے یا اس کو زندہ درگور کردینے کے مشابہ ہے۔

علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کے بارے میں یہ صحیح روایت منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عزل مؤدۃ صغریٰ ہے۔ نیز حضرت ابوامامہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ جب ان سے عزل کا حکم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی مسلمان کو عزل کرتے نہیں دیکھا سنا اس سے معلوم ہوا کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے) اسی طرح حضرت ابن عمر سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق نے بعض لوگوں کو عزل کرنے پر مارا ہے اور حضرت عثمان غنی کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ عزل کرنے سے منع کرتے تھے۔ ان تمام روایات سے عزل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن علماء لکھتے ہیں کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

بَابُ حَقِّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتِهِ

یہ باب ہے کہ رضاعت کا حق اور اس کی حرمت کا بیان

3329- اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي اَبِي عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ قَالَ: "غُرَّةُ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ".

◇◇ حجاج بن حجاج رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! رضاعت کا حق مجھ سے کیسے ادا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک غلام یا کنیز کی ادائیگی کے ذریعے۔

شرح

جب مرد ایسی عورت کو ملازم رکھ لیتا ہے جو (بچے کی ماں اور اس مرد) کی بیوی ہو یا اس کی عدت گزار رہی ہوتا کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے: دینی اعتبار سے ماں ہی دودھ پلانے کی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں" تاہم ماں کے عاجز ہونے کے احتمال کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا جائے گا لیکن جب وہ معاوضے پر دودھ پلانے پر تیار ہوگئی تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا وہ دودھ پلاسکتی ہے لہٰذا یہ عمل اس پر واجب ہو جائے گا اور اس کے لئے اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہوگا۔ یہاں عدت گزارنے والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی

3329-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرضخ عند الفصال (الحديث 2064) و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء ما يذهب مذمة الرضاع (الحديث 1153) . تحفة الاشراف (3295) .

ہواور اس بارے میں یہی ایک روایت ہے' کیونکہ نکاح ابھی برقرار ہے۔ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو' ایک روایت کے مطابق اس کا بھی یہی حکم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس کے لئے معاوضہ لینا جائز ہے' کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے۔ پہلی روایت کی وجہ یہ ہے: بعض احکام کے حق میں نکاح باقی ہوتا ہے۔ اگر مرد ایسی عورت کو ملازم رکھتا ہے' جو اس کی منکوحہ ہو یا اس کی عدت بسر کر رہی ہو تا کہ وہ اس مرد کے اس بیٹے کو دودھ پلائے' جو دوسری بیوی سے ہے' تو ایسا کرنا جائز ہوگا' کیونکہ اس بچے کو دودھ پلانا اس عورت پر لازم نہیں ہے۔

اگر اس عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے' اور پھر مرد اسے ملازم رکھتا ہے' یعنی اس لیے کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو یہ جائز ہوگا اس کی وجہ یہ ہے: نکاح مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور وہ عورت (اس مرد کیلئے) اجنبی عورت کی طرح ہے۔ اگر باپ یہ کہتا ہے: میں اس (یعنی بچے کی ماں) کو اجرت پر مقرر نہیں کرتا اور کسی دوسری عورت کو لے آتا ہے (جس کا معاوضہ کم ہو) پھر بچے کی ماں اس اجنبی عورت جتنے معاوضے پر راضی ہو جاتی ہے یا کسی معاوضے کے بغیر راضی ہو جاتی ہے' تو وہی زیادہ حقدار ہوگی' کیونکہ ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے' تو بچے کے لئے بہتری یہی ہے: اسے ماں کے سپرد کیا جائے۔ اگر وہ زیادہ معاوضے کی طلبگار ہو' تو شوہر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا یعنی پانے سے ضرر دور کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ "ماں کو اس کی اولاد کے حوالے سے ضرر نہ پہنچایا جائے اور باپ کو اس کی اولاد کے حوالے سے" یعنی باپ کو اس بات کا پابند نہ کیا جائے کہ وہ ماں کو اجنبی عورت سے زیادہ معاوضہ دے۔ کمسن بچے کا خرچ اس کے باپ کے ذمے لازم ہوگا۔ اگرچہ اس کا دین باپ کے دین سے مختلف ہو' جس طرح بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہوتا ہے' اگرچہ بیوی کا دین شوہر کے دین سے مختلف ہو۔ جہاں تک بچے کا تعلق ہے' تو اس کی دلیل اس آیت کا مطلق ہونا ہے' جو ہم نے تلاوت کی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: وہ بچہ اس شخص کا جزء ہے' لہٰذا وہ اس کی اپنی ذات کے حکم میں ہوگا۔ جہاں تک بیوی کا تعلق ہے' تو اس کا سبب صحیح عقد ہے' جو اس احتباس کے مقابلے میں ہو یعنی جو مرد کے لئے ثابت ہے۔ مسلمان مرد اور کافر عورت کے درمیان عقد ٹھیک ہوتا ہے اور اس عقد پر احتباس کا حکم مرتب ہوتا ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ہم نے جتنی بھی صورتیں ذکر کی ہیں ان سب میں باپ پر خرچ اس وقت لازم ہوگا جب اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ لیکن اگر مال ہو' تو اصل حکم یہی ہے: انسان کا خرچ اس کے اپنے مال میں سے دیا جاتا ہے' خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ ہو۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقاً دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقہ عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیک ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذو رحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحمله وفصله ثلثون شهرا۔ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(النکت والعیون ج اص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال ہے۔ (احکام القرآن ج اص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج
مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابو ثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور
امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے
کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین
سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی
مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا عمل
نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں
کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہو گی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک
حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں
باقی رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان سنن بیہقی ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے
گی نیز دو سال تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہو گا اس لیے اس کو بقیہ چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا
عادی بنایا جائے گا اور ڈھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۂ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو
مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس، ئیں اپنے بچوں کو مکمل دو
سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ
دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۳۵۱-۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (در مختار علی
حاشیہ الرد ج ۲ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرَّضَاعِ

یہ باب ہے کہ رضاعت کے بارے میں گواہی دینا

3330 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ

اُمِّیْ مَرْیَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّیْ لِحَدِیْثِ عُبَیْدٍ اَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَاءَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا . فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهٗ فَقُلْتُ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنِیْ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا . فَاَعْرَضَ عَنِّیْ فَاَتَیْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ . قَالَ: "وَكَیْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ" .

◇◇ حضرت عقبہ ﷜ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی کو) دودھ پلایا ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اس کے بارے میں بتایا۔ میں نے کہا: میں نے فلاں کی صاحبزادی فلاں سے شادی کی ہے تو پھر ایک سیاہ فام عورت میرے پاس آئی ہے اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چہرہ پھیر لیا میں پھر آپ کے چہرے کے سامنے آیا اور میں نے عرض کی: وہ جھوٹ کہتی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اس نے یہ بات بیان کر دی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تم اس عورت کو چھوڑ دو۔

وہ مسائل جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے

وہ مسائل جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے ان میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہوگی چاہے گواہی دینے والی ایک ہی عورت ہو

تجوز شهادة المراة الواحد فیما لا یطلع علیه الرجال . جن امور سے مرد مطلع نہیں ہو سکتے ان میں ایک عورت کی گواہی معتبر ہوگی۔ (عبدالرزاق، المصنف، 7،484، رقم 13978)

تجوز شهادة المرأة الواحدة في الرضاع. بچے کی رضاعت میں ایک عورت کی گواہی بھی معتبر ہے۔

(عبدالرزاق، المصنف، 8، 335، رقم 15406)

و یقبل في الولادة والبكارة والعیوب بالنساء في موضع لا یطلع علیه الرجال شهادة امراة واحدة. ولادت اور عورتوں کے وہ معاملات جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے وہاں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(مرغینانی، ہدایہ، 2،154)

ہم یہاں ان معاملات اور مسائل کو بیان کریں گے جن میں مردوں کی گواہی معتبر نہیں، بلکہ صرف عورت کی گواہی معتبر ہے ان مسائل میں علماء کا اتفاق ہے اور کوئی اختلافی رائے نہیں پائی جاتی۔

3330-اخرجه البخاري في العلم، باب الرحلة في المسالة النازلة و تعليم اهله (الحديث 88) بنحوه مختصراً، وفي البيوع، باب تفسير المشبهات (الحديث 2052) بنحوه مختصراً، و في الشهادات، باب اذا شهد شاهد او شهود بشيء (الحديث 2640) بنحوه، وباب شهادة الاماء و العبيد (الحديث 2659)، وباب شهادة المرضعة (الحديث 2660) مختصراً، وفي النكاح، باب شهادة المرضعة (الحديث 5104) . واخرجه ابو داؤد في الأقضية، باب الشهادة في الرضاع (الحديث 3603 و 3604) واخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء في شهادة المراة الواحدة في الرضاع (الحديث 1151) . تحفة الاشراف (9905) .

ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی

اگر بچہ کی ولادت اور بچے کے رونے کے مسئلے میں کوئی نزاع واقع ہو جائے تو یہاں صرف عورت کی گواہی معتبر ہوگی مرد کی نہیں۔ اس لئے کہ یہ ان اُمور میں سے ہے جن پر اکثر اوقات مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ اس معاملے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائی کی تنہا گواہی جائز قرار دی ہے۔

رضاعت پر عورت کی گواہی کا بیان

اسی طرح اگر رضاعت کے معاملے پر اختلاف ہو جائے اور معاملہ قاضی تک پہنچ جائے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ گواہی دے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو عورت کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کی تنہا گواہی قبول کی جائے گی۔ اس لئے کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث نے اُم یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا۔ تو سوداء لونڈی نے آ کر کہا کہ تم دونوں کو میں نے دودھ پلایا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كيف و قد قيل ففارقها و نكحت زوجا غيره. نکاح کیسے (قائم رہ سکتا ہے) اور گواہی دیدی گئی ہے۔ تو عقبہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور بنت ابی اہاب نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔ (بخاری، 934:2، رقم:2497)

ماہواری پر عورت کی گواہی کا بیان

ماہواری (حیض) کے کسی بھی اختلاف پر بھی گواہی عورت ہی دے سکتی ہے۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق اور عزت واحترام کے اس تذکرے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی تہذیب کے اس مرحلے پر جب عورت کو جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جاتا تھا اور کسی عزت وتکریم کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو وہ حقوق عطا فرمائے جس سے اسے تقدس اور احترام پر مبنی سماجی ومعاشرتی مقام نصیب ہوا۔ اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی یہ صرف اسلام کا عطا کردہ ضابطہ حیات ہے جہاں عورت کو تکریم اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت میسر آ سکتی ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ .

یہ باب ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جس کے ساتھ باپ دادا میں سے کسی نے نکاح کیا ہو

3331- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

3331-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه (الحديث 4456 و 4457) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب فيمن تزوج امراة ابيه (الحديث 1362) و اخرجه النسائي في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3332) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من تزوج امراة ابيه من بعده (الحديث 2607) . تحفة الاشراف (15534) .

السُّدِّیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِیْتُ خَالِیْ وَمَعَهُ الرَّایَةُ فَقُلْتُ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِیْهِ مِنْ بَعْدِهٖ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ اَوْ اَقْتُلَهٗ ۔

◇◇ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری' میرے ماموں سے ملاقات ہوئی ان کے پاس ایک جھنڈا تھا' میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے' جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ باپ کے بعد شادی کر لی ہے (اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے) کہ میں اس کی گردن اڑا دوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میں اسے قتل کر دوں۔

3332 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَیْدٍ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَصَبْتُ عَمِّیْ وَمَعَهٗ رَایَةٌ فَقُلْتُ اَیْنَ تُرِیْدُ فَقَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِلٰی رَجُلٍ نَکَحَ امْرَاَةَ اَبِیْهِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَآخُذَ مَالَهٗ ۔

◇◇ حضرت یزید بن براء رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے چچا سے ملا ان کے پاس جھنڈا موجود تھا۔ میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کے مال پر قبضہ کر لوں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جن کے ساتھ تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں مگر جو ہو چکا بے شک ایسا فعل بے حیائی اور موجب غضب ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے۔ (النساء: ۲۲)

باپ کی منکوحہ سے بیٹے کے نکاح کے متعلق مذاہب فقہاء کا بیان

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ محرمات کو حرام قرار دیتے تھے لیکن اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے اسی طرح دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی جائز سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں کو حرام قرار دے دیا۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جس عورت سے باپ نے مباشرت کی ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہے خواہ وہ عورت اس کے باپ کی بیوی ہو یا باندی ہو یا اجنبی عورت ہو جس سے اس نے زنا کیا ہو۔ اور یہ فقہاء احناف کا مذہب ہے اور اکثر مفسرین کا مختار ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہے کیونکہ زنا قبیح بنفسہ ہے اس لئے وہ کسی امر مشروع کے لئے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر مشروع سے مراد تحریم مصاہرت (سسرالی رشتوں کی تحریم) ہے کیونکہ یہ ایک نعمت ہے اور نعمت کسی حرام چیز کو شامل نہیں ہوتی ہماری دلیل یہ ہے کہ بچہ کے سبب سے ماں باپ ایک دوسرے کے جز

3332-تقدم فی النکاح، نکاح ما نکح الآباء (الحدیث 3331) ۔

ہو جاتے ہیں اسی لئے بچہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے اور عورت کے اصول وفروع بچہ کے لئے مرد کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور مرد کے اصول وفروع بچہ کے لئے عورت کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور باپ نے جس عورت سے مباشرت کی ہو اس سے بیٹے کا نکاح اس لئے حرام ہے کہ یہ مباشرت اولاد کا سبب ہے نہ اس لئے کہ یہ مباشرت بصورت زنا ہے۔ اسی طرح جس عورت کو باپ نے شہوت سے مس کرلیا ہو یا اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام نہیں ہے امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور نکاح کا حقیقی معنی وطی اور مباشرت ہے۔ ایجاب اور قبول کا عقد نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح ۔ (النساء : ۶)

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔

اس آیت میں نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ انسان جب وطی اور مباشرت کی صلاحیت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تب ہی وہ بالغ ہوتا ہے ورنہ عقد تو بچپن میں بھی ہوسکتا ہے اور جوانی اور بڑھاپے میں بھی۔

(آیت) فان طلقها تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (البقرہ ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اس کا شوہر اس کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے حتی کہ وہ عورت اس شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔

اس آیت میں بھی نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ دوسرے شوہر کے صرف عقد نکاح اور نکاح کے دو بول پڑھوانے سے وہ عورت پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے وطی نہ کرے۔

(آیت) الزانی لا ینکح الا زانیة ۔ (النور : ۳)

ترجمہ: زانی صرف زانیہ سے ہی نکاح کرتا ہے۔

اس آیت میں نکاح سے مراد اگر عقد لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لئے یہاں لامحالہ وطی اور مباشرت ہی مراد ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ناکح الید ملعون (عنایۃ القاضی ج ا ص ۴۴۹) ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے یہاں نکاح سے مراد عقد نہیں ہوسکتا اس مراد بھی وطی اور مباشرت ہے اور جن آیات میں نکاح عقد کے معنی میں ہے مثلا (آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء ۔ (النساء:۳) یا جس طرح آپ نے فرمایا النکاح سنتی ۔ (الجامع الکبیر ج ۸ ص ۸) وہاں نکاح مجازا عقد کے معنی میں ہی ہے۔

امام اللغۃ امام اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ ھ لکھتے ہیں: نکاح کا معنی وطی ہے اور کبھی یہ عقد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (الصحاح ج ا ص ۴۱۳ مطبوعہ دارالعلم بیروت ۱۴۰۴ ھ)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ ھ لکھتے ہیں: ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور تزوج کو بھی نکاح کہتے ہیں کیونکہ تزوج وطی مباح کا سبب ہے۔ (لسان العرب ج ۲ ص ۶۲۶ مطبوعہ قم ایران ۱۴۰۵ ھ)

علامہ سید محمد مرتضی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وطی کے لئے عقد کرنے کا بھی نکاح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وطی مباح کا سبب ہے قرآن مجید میں نکاح عقد کے معنی میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ وطی جماع کے لئے صریح ہے اور عقد جماع سے کنایہ ہے اور بلاغت اور ادب کے بھی موافق ہے اسی طرح زمخشری اور راغب اصفہانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۲ ص ۲۴۲ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: باپ کی منکوحہ سے ہر حال میں نکاح حرام ہے کیونکہ نکاح جماع اور تزوج (شادی) دونوں کو کہتے ہیں پس اگر باپ نے کسی عورت سے شادی کی ہو یا بغیر نکاح کے کسی عورت سے وطی کی ہو تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہے۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے تھے۔ عمرو بن امیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس سے مسافر اور ابو معیط دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ابوقیس ایک صالح انصاری تھے وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے قیس نے اپنے باپ کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا اس نے کہا میں تو تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کروں گی۔ اس نے آکر آپ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۱۰۴-۱۰۳ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالفرج علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: نکاح وطی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز ہے کیونکہ نکاح کا معنی جمع کرنا ہے اور جمع صرف وطی میں ہے اور عقد اس کا سبب ہے اس لئے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں۔

(زاد المسیر ج ۲ ص ۴۴ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے خواہ دخول نکاح سے ہو خواہ زنا سے اور امام شافعی کے نزدیک باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے اور باپ کی مزنیہ سے بیٹے کا نکاح حرام نہیں ہے۔

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کی سزا کا بیان

باپ کی منکوحہ بیٹے کی ماں ہے اور جو شخص اپنی ماں یا کسی اور محرم کے ساتھ نکاح کرے اس کی سزا اسلام میں یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے۔ امام ابوداود براء کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا جس نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا (سنن ابوداود رقم الحدیث ۴۴۵۷) امام ابوحنیفہ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں جو شخص اپنی محرم سے نکاح کرے اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے ساتھ زنا کرے اس پر حد جاری کی جائے۔

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

''اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں، ماسوائے ان کے جو تمہاری زیر ملکیت ہیں''

3333- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْخَلِيلِ عَنْ اَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعَثَ جَيْشًا اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَاَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) اَيْ هٰذَا لَكُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا ان کا سامنا دشمن سے ہوا۔ انہوں نے دشمن سے جنگ کی اور ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کی کچھ عورتوں کو قیدی بنا لیا جن کے شوہر مشرک تھے۔ مسلمانوں نے ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے میں حرج محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں البتہ وہ جو تمہارے زیر ملکیت ہوں''۔

یعنی یہ تمہاری زیر ملکیت عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں' جب ان کی عدت ختم ہو جائے۔

شرح

(آیت) والمحصنات من النسآء الا ما ملکت ایمانکم ۔ (النساء : ۲۴)

ترجمہ: دوسروں کی بیویاں تم پر حرام ہیں البتہ تمہاری باندیاں تم پر حرام نہیں۔

(آیت) والذین هم لفروجهم حافظون، الا علی ازواجهم اوماملکت ایمانهم فانهم غیرملومین،

(المومنون: ۵۔۶ المعارج: ۳۰۔۲۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے مباشرت کرنے میں ان پر ملامت نہیں ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہبہ کیا جاتا ہے یا اس کو

3333-اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء و ان كان لها زوج انفسخ نكاحها بالسبي (الحديث 33 و 34 و 35) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في وطء السبايا (الحديث 2155) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يسبي الامة و لها زوج هل يحل له ان يطاها (الحديث 1132م) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قول تعالى: (والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم) (الحديث 116) . تحفة الاشراف (4434) .

فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بطور سزا اس کا یہ اختیار سلب کرلیا گیا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لونڈی اور غلام بنانے کا رواج ہوا لونڈیوں کے ساتھ یہی معاملہ روا رکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روا رکھا گیا لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس سے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اور اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ باندی ام ولد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہت بشارتیں دی ہیں

بَابُ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کے بیان میں ہے

3334- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔

3335- اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا" .

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو شخص لوٹ مار کرے گا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

3336- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ فَاحِشٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيْثُ بِشْرٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3334-اخرجه البخاري في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6960) مطولاً . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 58) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) مطولاً . تحفة الاشراف (8141) .

3335-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1123) . و اخرجه النسائي في الخيل، الجلب (الحديث 3592) و الحديث عند: ابي داؤد في الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق (الحديث 2581) و ابن ماجه في الفتن، باب النهي عن النهبة (الحديث 3937) . تحفة الاشراف (10793) .

3336-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (566) .

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ بہت بڑی غلطی ہے اور درست یہ ہے کہ یہ روایت بشر نامی راوی کی ہے۔

شرح

شغار دو آدمیوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرنے کی ایک خاص صورت کا نام ہے جیسے کہ زید بکر سے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کردے گا۔ اور ان دونوں کے نکاح میں مہر کچھ بھی متعین نہ ہو بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی کا تبادلہ ہی گویا مہر ہو اس طرح کا نکاح زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے مگر اسلام نے اس سے منع کر دیا ہے۔ اس بارے میں فقہی اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے ہاں تو اس طرح کا نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل دینا لازم ہوگا لیکن حکم یہ ہے کہ اس طرح کے نکاح سے اجتناب کرنا چاہئے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کی وضاحت کے بیان میں ہے

3337- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَالِكٌ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ ابْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی آدمی کے ساتھ اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کردے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی مہر نہیں ہوگا۔

3338- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الشِّغَارِ . قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَالشِّغَارُ كَانَ الرَّجُلُ يُزَوِّجُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهٗ اُخْتَهٗ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔ عبیداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص اپنی بہن کی شادی اس سے کردے گا۔

3337-اخرجه البخاري في النكاح، باب الشغار (الحديث 5112) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم النكاح الشغار و بطلانه (الحديث 57) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1883) . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) . و الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1124) تحفة الاشراف (8323) .

3338-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 61) و الحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1884) . تحفة الاشراف (13796) .

شغار:

یہ عربی لفظ ہے جو شرعاً نکاحِ باطل کی ایک قسم کے لئے مستعمل ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی متعلقہ عورت کا دوسرے شخص کو اس شرط پر نکاح دے کہ وہ بھی اسے اپنی متعلقہ کا نکاح دے۔۔۔۔خواہ تقرر مہر ہو یا نہ۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی لفظی تحقیق

لغت میں اس کے اصلی معنی رفع یعنی اٹھانے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے شغر الکلب إذا رفع رجلها لیول (کتے پیشاب کے لئے ٹانگ اٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت ہوگی۔ شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کی تائید ابی ریحانہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لفظ یہ ہیں:۔

ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نھی عن المشاغرۃ (أخرجہ أبو الشیخ فی کتاب النکاح)

یعنی حدیث میں شغار اور مشاغرہ دونوں لفظ آئے ہیں جو باب مفاعلہ کی مصدر ہیں۔ امام اللغۃ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں۔

"کل واحد منھما یشغر عند الجماع

شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ

شغر البلد إذا خلا (یعنی شہر محافظ سے خالی ہوگیا۔) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کا اصل معنی بعد اور خلو ہے اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ مرجوح ہے کیوں کہ شغار (شرع میں) منقول ہے اور شغار لغوی منقول عنہ۔ منقول کی اپنے منقول عنہ سے مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مناسبت تامہ پہلے محاورہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں فریقین میں رفع رجل للجماع میں مشارکت مراد ہوگی جو شغر الکلب لیبول سے بہت مناسب ہے اور لغۃ میں شغر الرجل المراۃ بھی مستعمل ہے لیکن شغر البلد سے ایسی مناسبت حاصل نہیں کیونکہ نکاح کے مہر سے خالی ہونے کی حیثیت ثانوی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی معنوی تحقیق

شغار کی دو صورتیں ہیں۔ شغار بہ تقرر مہر۔ شغار بلا تقرر مہر۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ مسند احمد اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

نھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عن الشغار، والشغار أن یقول الرجل زوجنی ابنتک وأزوجک ابنتی أو زوجنی أختک وأزوجک أختی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص (دوسرے سے) کہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی یا

بہن کا نکاح دیتا ہوں (اس شرط پر) کہ تو مجھے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نکاح شغار کی جو تفسیر روایت کی ہے، اس میں آپ نے تقرر اور عدم تقرر مہر کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

شبہہ:

اگر کوئی کہے کہ شغار کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

ازالہ شبہہ:

جواب دو طرح سے ہے:

اولاً:

یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ جب حدیث کا پہلا حصہ مرفوع ہے تو دوسرا (تفسیر شغار) بھی مرفوع ہوگا دوسرے حصہ کو موقوف ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ اگر یہ شبہہ اس وجہ سے وارد ہوا ہے کہ تفسیر شغار کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بھی ہو سکتے ہیں، جیسا کہ پہلا حصہ ان کے الفاظ ہیں جس کا مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی ہے تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ مرفوع حدیث کے لئے صرف مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ کبھی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہیں اور کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ صحابی اس مفہوم کے لئے اگر اپنے الفاظ بھی استعمال کرے تو حدیث مرفوع ہی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حصہ حدیث میں مسلم ہے۔ نیز دوسرے حصہ کے لئے کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں جس سے ثابت ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ لفظوں میں شغار کی تفسیر کی ہے۔ اس قسم کے کمزور شبہات سے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ تفسیر لفظاً موقوف ہو پھر بھی حکماً ہے کہ کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل لسان ہیں۔ ان دونوں کے مروجہ شغار سے خوب واقف تھے اور صحابی کے لئے غالب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے یہ معنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سمجھے ہیں۔ اسی بنا پر ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول۔

رقم الحدیث، 2:

مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن حبان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

لا شغار فی الاسلام (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔)

اس حدیث میں لائے نفی جنس اسلام میں ایسے شغار کے وجود اور انعقاد کی نفی کر رہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو ناجائز تو کہتے ہیں مگر نکاح کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔

لائے نفی جنس بطلان کی دلیل ہے:

جمہور نحاۃ کے نزدیک لائے نفی جنس حرف ہے جو کسی شے کی جنس کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے اور اس معنی کے لئے نص ہے۔

بنو تمیم اسے فعل منفی (انفی) کے معنی میں لیتے ہیں اور لا کی خبر کو صفت بناتے ہیں۔

دونوں صورتوں میں لا شغار فی الاسلام کے الفاظ شغار کے بطلان کی دلیل ہیں۔ جو سلب کلی کا سور (علامت) کی وجہ سے شغار کے ہر فرد شغار بہ تقرر مہر اور شغار بغیر تقرر مہر کو باطل قرار دیتا ہے۔

بعض لوگ نکاح شغار کو معتبر قرار دینے کے لئے لا کی خبر کی تقدیر ایسی کرتے ہیں جس سے حرام ہونے کے باوجود نکاح منعقد ہوجائے۔ حالانکہ وہ عربیت سے ناواقف ہیں، کیونکہ لائے نفی جنس کی تقدیری خبر کا قانون حسب ذیل ہے:

خبر یا تو مطلق (افعال عامہ سے) ہوگی یا مقید، مقید کی دو صورتیں ہیں یا تو مقید بر ظرف ہوگی یا مقید بغیر ظرف یعنی افعال خاصہ سے ہوگی۔ افعال خاصہ کی صورت میں اس کا حذف منع ہے باقی صورتوں میں حذف بہت ہے۔

اب وجود شغار باقی رکھنے کے لئے لا شغار فی الاسلام میں خبر افعال خاصہ سے بنانی عربیت کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں حذف خبر منع ہے۔ حالانکہ یہاں خبر محذوف ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہاں خبر افعال عامہ سے ہے۔

لائے نفی جنس کی طرح نہی بھی تحریم اور بطلان کے لئے ہے:

نہی میں اصل تحریم ہے، جیسا کہ خطابی نے "معالم السنن" میں کہا ہے اور اس نکاح کو ایسی باطل قرار دیا ہے جس طرح نکاح متعہ اور لڑکی پر اس کی خالہ اور پھوپھی کا نکاح باطل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے " کتاب الام " میں شغار اور متعہ میں صحۃ اور عدم صحۃ کا فرق کرنے والوں کی کلام کا تفصیلی معارضہ پیش کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ناجائز حیلہ قرار دیا ہے۔

اس نہی کو اصل معنی تحریم اور بطلان سے پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح لائے نفی جنس کو اصلی معنی سے پھیر کر مبالغہ قرار دینا بے دلیل ہے۔

تحریم شغار اور اجماع علماء کا بیان

مذکورہ بالا احادیث سے مطلق شغار کی ممانعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تقرر مہر اور بغیر تقرر مہر کا کوئی فرق نہیں کیا، لیکن بعض علماء نے شغار کی مذکورہ بالا نبوی تفسیر سے واقف نہ ہونے کی بناء پر اس کی تعریف میں اختلاف کیا ہے جبکہ شغار کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے۔

شغار کی تعریف بعض علما کی غلطی کی وجہ سے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطلقاً ممانعت ذکر کرنے کے بعد الگ الگ احادیث سے بھی شغار کی دونوں صورتوں کی حرمت بیان کر رہا ہوں جو حسب ذیل ہے:

نکاحِ شغار بہ تقرر مہر کا بیان

عن عبدالرحمن بن هرمز الأعرج إن العباس ابن عبد الله بن العباس أنكح بن الحكم ابنته وأنكحه عبدالرحمن بنته وقد كانا جعلا صداقا فكتب معاوية بن أبي سفيان إلى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما وقال في كتابه: هذا الشغار الذي نهى عنه رسول الله (صلى الله

علیہ وسلم) أخرجہ أحمد وأبو داود

عبدالرحمن الأعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن الحکم کو اپنی بیٹی کا نکاح دیا اور عبدالرحمن بن الحکم نے عباس بن عبداللہ کو اپنی بیٹی کا اور دونوں نے مہر بھی رکھا پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کرا دینے کا حکم لکھا اور اپنی چٹھی میں لکھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح مبادلہ بہ تقرر مہر شغار ہی ہے۔

شبہ:

اگر کوئی کہے کہ منتقی مع شرح نیل الأوطار میں وقد کانا جعلا صداقا کی جگہ وقد کانا جعلاہ صداقا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جعل مرکب ہے جس کا پہلا مفعول (ضمیر) محذوف ہے اور معنی یہ ہے کہ انہوں نے اسی نکاح کو مہر قرار دیا تھا جو عدم تقرر مہر ہی کی صورت ہے۔

ازالہ شبہ:

وقد کانا جعلاہ صداقا (ضمیر کے ساتھ) نقل کی غلطی ہے۔ منتقی متن کے نسخوں، مسند أحمد اور ابوداود اصل کتابوں میں وقد کانا جعلا صداقا (بغیر ضمیر کے) ہے۔ نیز اسے محذوف جاننا قواعد عربیہ کے خلاف ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ:

جعل دو قسم کا ہوتا ہے: بسیط + مرکب۔ جعل مرکب مبتدا خبر کے افعال سے ہے اور فعل تحویل کہلاتا ہے۔ اگر بغیر قرینہ کے اس کا مفعول حذف کیا جائے تو تحویل کے معنی واضح نہ ہوں گے۔ نیز پہلا مفعول معنی مبتدا ہے جس کا تعین وتخصص ہونا چاہئے اور حذف میں ابہام پایا جاتا ہے۔ حذف سے جعل (مرکب) کا جعل (بسیط) سے التباس بھی لازم آئے گا جو مانع حذف ہے۔ نیز ضرورت کے بغیر حذف فصاحت وبلاغت کے خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ التباس ہو۔ اس لئے یہاں کوئی مفعول (ضمیر) محذوف نہیں بلکہ جعل (بسیط) ہے اور وقد کانا جعلا صداقا کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں نے مہر رکھا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار مع تقرر مہر سے منع فرمایا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو تفریق کا حکم دیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا۔ نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہیں۔ باقی رہا یہ وہم کہ شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہے، قابل التفات نہیں کیوں کہ جس طرح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرے تو حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ مفہوم بیان کرے تو بھی مرفوع ہو گی۔ یہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہذا الشغار" میں مبتدا خبر دونوں معرفہ ہیں اور ایک معرف باللام ہے۔ اس لئے معرف باللام محصور ہے اور یہ حصر ادعائی ہے جس سے مبالغہ مراد ہے یعنی اس صورت (مع تقرر مہر) کا شغار میں داخل ہونا ایسا یقینی ہے۔ جیسا کہ صرف یہی شغار (ممنوعہ) ہے۔ اس مبالغہ سے مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس صورت کے شغار سے خارج ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہ کیا جائے۔

نکاح شغار بلا تقرر مہر کا بیان

حدثني نافع عن ابن عمر ان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نهى عن الشغار، قلت لنافع: ما الشغار؟ قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته بغير صداق، وينكح أخت الرجل وينكحه أخته بغير صداق أخرجه البخاري (في كتاب الحيل وفي باب الشغار) ومسلم وأحمد وابو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه ولفظ ابي داود زاد مسدد في حديثه قلت لنافع وما الشغار؟ (الحديث)

عبیداللہ روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے عبداللہ بن عمر سے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ میں نے نافع سے کہا، شغار کیا ہے؟ کہا، ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے اور اسے بغیر مہر کے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہے اور کسی کی بہن سے نکاح کرتا ہے اور اسے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے دیتا ہے۔ اسے جماعت نے روایت کیا اور ابوداود کے لفظ یہ ہیں۔ زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع: ما الشغار؟ یعنی مسدد نے (شغار کی ممانعت کے ذکر کے بعد اور شغار کی تعریف سے قبل) زیدہ کیا ہے۔ میں نے نافع سے پوچھا: شغار کیا ہے؟ یعنی بعد والی شغار کی تعریف نافع نے کی۔

یہ تعریف جو نافع نے کی ہے۔۔۔ شغار کی وہ صورت ہے جس میں مہر مقرر نہیں ہوتا۔ یہ تفسیر شغار اگرچہ نافع کی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغار مطلق (بہ تقرر مہر و بلا تقرر مہر) سے منع کرنا حدیث ابی ہریرہ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے نافع کی بیان کردہ صورت بھی شغار ممنوعہ کی ایک شکل ہے۔

طبرانی وغیرہ کتب حدیث میں نکاح شغار کے بیان میں جن احادیث میں "لاصداق بینھما" یا "بغیر صداق" وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ سب شغار کی مذکورہ بالا منہی عنہ صورت کا بیان ہے اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں۔

تفریق:

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نکاح شغار باطل ہے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو منعقد نہیں ہوگا اور تفریق (جدائی) کرائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاشغار فی الاسلام کا یہی مطلب ہے۔

نوٹ: نکاح شغار، نکاح مبادلہ اور نکاح وٹہ سٹہ ایک ہی ہیں اور نکاح میں ایسی شروط نکاح کو باطل کر دیتی ہیں۔ خواہ وہ نکاح کے وقت ہوں یا اس سے قبل کیونکہ نکاح سے قبل کی ہوئی شرط بھی نیت میں ہوتی ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے المحلی (:) میں یہی تعریف ذکر کی ہے اس کے بعد امام مالک سے نقل فرماتے ہیں۔

لا يجوز هذا النكاح ويفسخ دخل بها أولم يدخل وكذلك لوقال: از وجك ابنتي على أن تزوجني ابنتك بماة دينار فلا خير في ذلك۔ کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور فسخ ہوگا خواہ زوجین جمع ہو چکے ہوں یا نہ اور یہی حکم ہے اس نکاح کا کہ کہیں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سو دینار مہر سے اپنی بیٹی کا نکاح دے۔ اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض أهل العلم: نكاح الشغار مفسوخ ولا يحل وإن جعل لهما صداق وهو قول الشافعي وأحمد وإسحاق کہ بعض اہل علم نے فرمایا: نکاح شغار فسخ ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا۔ اگر چہ دونوں کے لئے مہر کا تقرر ہوا اور یہ شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

عن ابن دريد: شغر الرجل المرأة إذا رفع برجليها للنكاح (تاج العروس) قاموس میں ہے شغر، کمنع الرجل المرأة شغورا رفع رجلها للنكاح ۔ شغر۔ رفع کے معنی میں ہو تو منع باب سے استعمال ہوتا ہے اور خلوّ کے معنی میں ہو تو نصر سے۔

حافظ صاحب نے اس حدیث کو بطور لغوی شاہد کے ذکر فرمایا ہے کیونکہ الفاظ حدیث لغوی طور پر ٹھیک ہیں، لیکن حدیث سند ضعیف ہے۔ بعض علماء میں جو شغر المہر کا محاورہ مشہور ہے۔ یہ عربی لغت میں مستعمل نہیں اس لئے شغار میں فریقین سے مہر کا رفع مراد لینا غلط ہے۔

افعال عامہ۔ وجود، ثبوت، کون، حصول اور استقرار ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لا بنئے نفی جنس۔۔۔ وجود شے کی نفی تو کرتا ہے لیکن کبھی نفی وجود سے مقصد مبالغہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب اسی کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ مجازی قسم سے ہے جو یہاں نہیں بن سکتی کیونکہ حقیقی معنی سے مجازی کی طرف مجبور کرنے والی یہاں کوئی دلیل نہیں جس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر سے بھی یہی منقول ہے۔ مبسوط للسرخسی اور ہدایہ وغیرہ کی عبارات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حنفیہ شغار کی حرمت کے قائل نہیں جس کی وضاحت یوں ہے کہ متقدمین حنفیہ اس کے ناجائز ہونے میں تو دوسرے علماء سے متفق ہیں، لیکن اس کی صحت و انعقاد کے قائل ہیں اور نکاح شغار کو (جب کہ وہ کرلیا جائے) صحیح قرار دے کر مہر مثل واجب کرتے ہیں اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ جب مہر مثل واجب ہوگیا تو نکاحِ شغار نہ رہا کیوں کہ ان کے نزدیک شغار وہ ہوتا ہے جو نکاح بلا مہر ہو۔

مذکورہ بحث میں غیر مقلدین نے لفظی و معنوی طرق و ذرائع کا سہارا لے کر بڑی کوشش کی ہے کہ مسئلہ بیان کر دیں لیکن افسوس اتنی بحث کے باوجود کسی بھی فعل کے وقوع وعدم وقوع اور مشروع وعدم مشروع یعنی ذات فعل اور وقوع فعل کے درمیان فرق نہ کر سکے۔ لہٰذا شغار منع ہے لیکن جب واقع ہوا تو اس کا وقوع ثابت ہو جائے گا۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ۔

یہ باب ہے کہ قرآن کے کسی سورۃ (کے بطور مہر ہونے) پر شادی کرنا

3339- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ نَفْسِىْ لَكَ ۔ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ) فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا . قَالَ: "هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَىْءٍ" . فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا . فَقَالَ: "اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِىْ - قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَىْءٌ وَّاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَىْءٌ" . فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِىَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" . قَالَ مَعِىْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا . عَدَّدَهَا .

فَقَالَ: "هَلْ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ: "مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

◈◈ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات کو (نکاح کے لئے) آپ کے سامنے پیش کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں! اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جائزہ لو اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ واپس گئے اور آ کر بولے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ کی قسم! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ صرف میرا یہ تہبند ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شخص کے اوپر والے حصے پر کوئی چادر نہیں تھی (وہ صاحب بولے) اس تہبند کا نصف اس عورت کو دے دیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس تہبند کو پہن کر رکھو گے تو وہ عورت اس کا کیا کرے گی اس کے جسم پر اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر وہ پہن لے گی تو تم پر (یعنی تمہارے جسم پر) کچھ نہیں ہوگا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے یعنی کافی دیر بیٹھے رہے پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے حکم کے تحت انہیں بلا کر لایا گیا جب وہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کی گنتی کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں نے اسے تمہاری ملکیت میں دیا (یعنی اس کی شادی تم سے کر دی)

3339-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب القراءة عن ظهر القلب (الحديث 5030) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 76) . تحفة الاشراف (4778) .

تعلیم قرآن کو مہر قرار دینے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہبہ کو قبول کر لیتے تھے تو وہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کچھ مہر واجب نہیں ہوتا تھا۔ یہ اور کسی کے لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جائز تھا اور نہ اب جائز ہے بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا یعنی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے جائز تھا چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنے تئیں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہبہ کر دے یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ عورت حلال ہے لیکن اے محمد یہ اجازت صرف آپ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔

اس بارے میں فقہی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک بغیر مہر کے لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کا جواز صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے جب کہ حنفی مسلک یہ ہے کہ لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کرنا تو سب کے لئے جائز ہے مگر اس صورت میں مہر کا واجب نہ ہونا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا لہٰذا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی شخص کے لئے ہبہ کرے اور وہ شخص اس ہبہ کو قبول کر لے تو اس ہبہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہو جائے گا اور اس شخص پر مہر مثل واجب ہو گا اگرچہ وہ عورت مہر کا کوئی ذکر نہ کرے یا مہر کی نفی ہی کیوں نہ کر دے لہٰذا حنفی مسلک کے مطابق مذکورہ بالا آیت کے الفاظ (خَالِصَةً لَّكَ) 33۔الاحزاب:50) کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو ہبہ کر دینے والی عورت کا مہر واجب ہوئے بغیر حلال ہونا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ (ولو خاتما من حدید) (اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو) سے معلوم ہوا کہ از قسم مال کسی بھی چیز کا مہر باندھنا جائز ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی کم تر کیوں نہ ہو بشرطیکہ مرد وعورت دونوں اس پر راضی ہوں چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کا جو مسلک ہے۔ حنفیہ کی دلیل حضرت جابر کی یہ روایت ہے جس کو دار قطنی نے نقل کیا ہے کہ حدیث (لاتنکحو االنساء الا الاکفاء) الخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا نکاح ان کے کفو ہی سے کیا جائے گا اور عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں اور دس درہم سے کم مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز حنفی مسلک کی تائید دار قطنی اور بیہقی ہی میں منقول حضرت علی کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ دس درہم سے کم کا مہر معتبر نہیں) حضرت سہیل کی اس روایت کو حنفیہ نے مہر معجل پر محمول کیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے مقررہ مہر میں سے کچھ حصہ علی الفور عین جماع کرنے سے پہلے دیدیتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو بھی یہ حکم فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی بھی چیز خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو مل جائے تو لے آؤ تا کہ نکاح کے بعد اس عورت کو مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ دے سکو۔

اسی بناء پر بعض علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہ کیا جائے جب تک اس کے مہر میں سے کچھ نہ کچھ اسے دے دیا جائے چنانچہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت زہری اور حضرت قتادہ کا یہی مسلک تھا ان کی

دلیل یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت فاطمہ کے پاس اس وقت تک جانے سے ممانعت کردی جب تک کہ وہ حضرت فاطمہ کو ان کے مہر میں سے کچھ نہ دیدیں حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فاطمہ کو اپنی زرہ دیدو حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو اپنی زرہ دیدی اور اس کے بعد ان کے پاس گئے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال چاندی کا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس مقررہ مہر سے ایک زرہ کی بقدر دینے کا حکم دیا تھا لہٰذا ان حضرات کے نزدیک مقررہ مہر میں سے علی الفور یعنی جماع سے قبل کچھ دیدینا واجب ہے جب کہ حنفیہ کے ہاں یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا، چنانچہ بعض ائمہ نے اسے جائز رکھا ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یعنی تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کے نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح تو صحیح ہو جاتا ہے مگر خاوند پر مہر مثل واجب ہوتا ہے اور جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو ارشاد گرامی (بما معک) الخ میں حرف با بدل کے لئے نہیں ہے بلکہ سببیت کے اظہار کے لئے ہے یعنی اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن میں سے جو کچھ تمہیں یاد ہے اس کے سبب میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا گویا تمہیں قرآن کا یاد ہونا اس عورت کے ساتھ ہوا تھا تو قبولیت اسلام ان کے نکاح کا سبب تھا اسے مہر قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تم اس کو قرآن کی تعلیم دیا کرو یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا بلکہ بطریق استحباب تھا لہٰذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا تھا۔

حق مہر اور اس کی مقدار کا بیان

مہر حقوق زوجیت حاصل ہونے کے اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو عورت کو اس کے شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کرلے کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نکاح کے وقت مہر کا ذکر کرنا نکاح صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر کی مقدار: نہ تو شریعت نے مہر کے لئے کسی خاص مقدار کو متعین کر کے اسے واجب قرار دیا ہے اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے شوہر کی حیثیت و استطاعت پر موقوف رکھا ہے کہ جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ مہر کی کم سے کم ایک حد ضرور مقرر کی گئی ہے تا کہ کوئی شخص اس سے کم مہر نہ باندھے، چنانچہ حنفیہ کے مسلک میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (۶۲ء30 گرام چاندی) ہے اگر کسی شخص نے اتنا مہر باندھا جو دس درہم یعنی (۶۲ء۳۰ گرام چاندی) کی قیمت سے کم ہو تو مہر صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت امام مالک کے نزدیک کم سے کم مہر کی آخری حد چوتھائی دینار ہے اور حضرت امام شافعی وحضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ جو بھی چیز ثمن یعنی قیمت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا مہر باندھنا جائز ہے۔ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم چاندی کی

مقدار ۱۵۷۵ ماشہ یعنی ایک کلو ۵۳۰ گرام ہوتی ہے۔ آجکل کے نرخ کے مطابق ایک کلو ۵۳۰ گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۹۱۸ روپے ہوتی ہے۔ ام المومنین ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا، چار ہزار درہم بارہ ہزار چھ سو ماشہ یعنی بارہ کلو ۲۴۷ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت سات ہزار تین سو اڑتالیس (۷۳۴۸) روپیہ ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء کا مہر چار سو مثقال نقرہ تھا، چار سو مثقال اٹھارہ سو ماشہ یعنی ایک کلو ۷۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت ایک ہزار پچاس روپیہ ہوتی ہے۔

اس قدر چاندی کے ساتھ روپے کی یہ مطابقت آج کل کے دور میں درست نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں روپے کی قیمت بہت زیادہ گر چکی ہے۔ ہاں ہر زمانے میں چاندی کی قیمت معلوم کر کے روپے کی تعیین کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْإِسْلَامِ

یہ باب ہے کہ اسلام قبول کرنے کی (شرط پر شادی کرنا)

3340 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ. فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی تو ان دونوں کے درمیان مہر اسلام تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ مسلمان ہو جاتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ شادی کر لوں گی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان یہی مہر تھا۔

3341 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلَكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِي وَمَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ. فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذَلِكَ مَهْرَهَا - قَالَ ثَابِتٌ فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ الْإِسْلَامَ - فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ابوطلحہ آپ جیسی شخصیت کا نکاح کا پیغام مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں میرے لئے آپ کے ساتھ شادی کرنا حلال نہیں ہے اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہو گا اس کے علاوہ آپ سے کوئی تقاضہ نہیں کروں گی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔

3340-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (968) ۔

3341-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (278) ۔

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے ایسی کسی خاتون کے بارے میں نہیں سنا جس کا مہر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو یعنی جو اسلام تھا۔

پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی رخصتی کروائی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے بچوں کو جنم دیا۔

شرح

حضرت ام سلیم ملحان کی بیٹی اور حضرت انس بن مالک کی ماں ہیں۔ پہلے ان کی شادی مالک بن نضر کے ساتھ ہوئی تھی جس سے حضرت انس پیدا ہوئے مالک کو قبولیت اسلام کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ حالت شرک میں مارا گیا پھر ام سلیم نے اسلام قبول کرلیا اور ابوطلحہ نے جو اس وقت مشرک تھے ان کو اپنے نکاح کا پیغام دیا ام سلیم سے ان کا نکاح ہوگیا۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ اور اسلام قبول کرلینا ہی مہر قرار پایا: کی وضاحت حنفیہ کے مسلک کے مطابق یہ ہے کہ ام سلیم کے ساتھ ابوطلحہ کا نکاح تو مہر کے ساتھ ہی ہوا لیکن ام سلیم نے اپنے وعدہ کے مطابق ابوطلحہ کے اسلام لانے کی وجہ سے اپنا مہر بخش دیا گویا ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ان کے آپس کے نکاح کا سبب ہوا نہ یہ کہ قبولیت اسلام ان کا مہر تھا ہاں دوسرے ائمہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ہی ان کا مہر تھا۔

زوجین کے قبول اسلام کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اسلام قبول کیا اور پھر اس نے ایک شخص سے نکاح کرلیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسلام قبول کرچکا ہوں اور میری اس بیوی کو میرے اسلام قبول کرلینے کا علم تھا (لیکن اس کے باوجود اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے علیحدہ کرکے پہلے خاوند کے حوالے کردیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس پہلے خاوند نے یہ کہا کہ وہ عورت یعنی میری بیوی جس نے اب دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہے میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس عورت کو اسی پہلے شوہر کے حوالہ کردیا (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث 391)

اور شرح السنۃ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم نے ان جیسی بہت سی عورتوں کو ان کے پہلے نکاح کے مطابق ان کے شوہروں کے حوالہ کردیا تھا، جن کے شوہر دین اور ملک کے فرق کے بعد ان کے ساتھ اسلام کی صف میں شامل ہوگئے تھے (یعنی غیر مسلم میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کرلینے کی وجہ سے اور ایک کے دار الاسلام میں اور دوسرے کے دار الحرب میں رہنے کی وجہ سے گویا دونوں کے درمیان مذہبی اور ملکی بعد و اختلاف واقع ہوجاتا تھا مگر جب وہ دوسرا بھی اسلام قبول کرلیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سابقہ نکاح کو باقی رکھتے ہوئے بیوی کو شوہر کے حوالہ کردیتے تھے۔ گویا قبولیت اسلام کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی) چنانچہ ان عورتوں میں ایک عورت ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی جو صفوان بن امیہ کی بیوی تھی یہ عورت اپنے شوہر سے پہلے فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگئی اور اس کے شوہر نے اسلام سے گریز کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر صفوان بن امیہ کے پاس اس کے چچا کے بیٹے وہب بن عمیر کو اپنی مبارک چادر دے کر بھیجا اور اس کو امان عطا کیا (یعنی آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے وہب کو بطور علامت اپنی چادر دے کر بھیجا کہ وہ صفوان کو یہ چادر دکھا کر مطلع کریں کہ قتل و تشدد سے تمہیں امان دی گئی ہے تم بلاخوف آسکتے ہو) پھر جب صفوان آ گئے تو ان کی سیر کے لئے چار مہینے مقرر کیے گئے (یعنی انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پورے امن وامان کے ساتھ چار مہینے تک مسلمانوں کے درمین گھومیں پھریں تاکہ وہ مسلمانوں کی عادات واطوار کا اچھی طرح مشاہدہ کرلیں چنانچہ وہ چند دنوں تک مسلمانوں کے درمیان گھومتے پھرتے رہے) یہاں تک کہ صفوان بھی اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کے دو مہینے بعد) مسلمان ہو گئے۔ اور ولید کی بیٹی جوان کے نکاح میں تھی ان کی بیوی برقرار رہی۔ اسی طرح ان عورتوں میں ایک عورت ام حکیم تھیں جو حارث بن ہشام کی بیٹی اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی تھیں انہوں نے بھی فتح مکہ کے دن مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے خاوند عکرمہ نے اسلام سے گریز کیا اور یمن چلے گئے۔

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ام حکیم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے خاوند کو راہ راست پر لانے کے لئے) یمن پہنچیں اور انہوں نے اپنے خاوند عکرمہ کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی تا نکہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان دونوں کا نکاح باقی رہا۔ اس روایت کو امام مالک نے ابن شہاب سے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو ان دونوں کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اس بارے میں مظہر کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اگر وہ دوسرا کہ جس نے پہلے کے ساتھ اسلام قبول نہیں کیا تھا خواہ وہ بیوی ہو یا خاوند ہو) عدت کے ایام گزرنے سے پہلے اسلام قبول کرلے تو ان کا نکاح باقی رہے گا خواہ ان دونوں کا سابقہ مذہب یکساں رہا ہو مثلاً دونوں عیسائی یا یہودی اور یا بت پرست رہے ہوں خواہ دونوں کا سابقہ مذہب یکساں نہ رہا ہو مثلاً ایک کا مذہب بت پرستی رہا ہو اور دوسرا عیسائی یا یہودی رہا ہو اسی طرح خواہ وہ دونوں ہی دارالاسلام میں رہنے والے ہوں یا دارالحرب میں اور خواہ ان میں ایک تو دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان دونوں کے درمیان تفریق ان تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ ہی سے ہو سکتی ہے اول یہ کہ عدت کے دن پورے ہو جائیں دوم یہ کہ ان دونوں میں سے جس نے اسلام قبول کرلیا ہے وہ اسلام قبول نہ کرنے والے کو اسلام کی دعوت دے اور وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے۔ سوم یہ کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دار الاسلام سے منتقل ہو کر دارالحرب چلا جائے یا دارالحرب چھوڑ کر دارالاسلام آ جائے۔ نیز امام اعظم کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا خواہ مجامعت سے پہلے واقع ہوا ہو یا بعد میں دونوں صورتوں کا یکساں حکم ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْعِتْقِ ۔

یہ باب ہے کہ آزاد کرنے کی شرط (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3342- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ - يَعْنِي ابْنَ صُهَيْبٍ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَهُ صَدَاقَهَا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا' اور اسی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

3343- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ الْحَبْحَابِ

عَنْ اَنَسٍ اَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا' اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

بَابُ عِتْقِ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کنیز کو آزاد کر کے پھر اس کے ساتھ شادی کر لینا

3344- اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَعَبْدٌ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ" .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کو دگنا اجر ملے گا۔ ایک وہ شخص جس کی کوئی کنیز ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب سکھائے اس کو تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اسے آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حق کو اور اپنے آقا کے حق کو اچھی طرح انجام دے اور

3342-اخرجه البخاري في الخوف، باب التكبير و الغلس بالصبح و الصلاة عند الاغارة و الحرب (947) مطولاً، و في النكاح، باب من جعل عتق الامة صداقها (الحديث 5086) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2054) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يعتق الامة ثم يتزوجها (الحديث 1115) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1957) تحفة الاشراف (291 و 1067) .

3343-اخرجه البخاري في النكاح، باب الوليمة ولو بشاة (الحديث 5169) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . تحفة الاشراف (912) .

3344-اخرجه البخاري في العلم، باب تعليم الرجل امته و اهله (الحديث 97)، و في العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه و نصح سيده (الحديث 2547) مختصراً، و في الجهاد، باب فضل من اسلم من اهل الكتابين (الحديث 3011)، و في احاديث الانبياء، باب قول الله (واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3446)، و في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5083) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الى جميع الناس و نسخ الملل بملته (الحديث 241) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الفضل في ذلك (الحديث 1116) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1956) . تحفة الاشراف (9107) .

اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا مومن۔

3345- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ زُبَيْدٍ عَبْثَرِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ".

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے تو اسے دوگنا اجر ملے گا۔

بَابُ الْقِسْطِ فِي الْاَصْدِقَةِ

یہ باب ہے کہ مہر میں انصاف سے کام لینا

3346- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِ وَلِيِّهَا فَتُشَارِكُهُ فِيْ مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعْدُ فِيْهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ) اِلٰى قَوْلِهِ (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَالَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ يُتْلٰى فِي الْكِتَابِ الْاٰيَةُ الْاُوْلٰى الَّتِيْ فِيْهَا (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْاٰيَةِ الْاُخْرٰى (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيْمَتِهِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِهِ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا اَنْ يَنْكِحُوْا مَا رَغِبُوْا فِيْ مَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

✧✧ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لو گے تو تم ان عورتوں کے ساتھ شادی

3345- اخرجه البخاري في العتق، باب فضل من ادب جاريته و علمها (الحديث 2544) و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 86) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (9108) .

3346- اخرجه البخاري في الشركة، باب شركة اليتيم و اهل الميراث (الحديث 2494)، و في النكاح، باب الترغيب في النكاح (الحديث 5064) مختصراً و اخرجه مسلم في التفسير . (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2068) . تحفة الاشراف (16693) .

کرو جو تمہیں اچھی لگتی ہیں"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہوتی تھی اور اس ولی کے مال میں اس کی شراکت دار ہوتی تھی۔ اس ولی کو اس لڑکی کا مال اور خوبصورتی اچھے لگتے تھے تو اس کا ولی اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا مہر انصاف کے ساتھ ادا نہیں کرتا تھا' اور اتنا ادا نہیں کرتا تھا جتنا وہ اپنی دیگر بیویوں کو ادا کرتا تھا تو لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا گیا کہ وہ اگر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں انصاف کے مطابق ادائیگی کریں اور اپنے عام رواج کے مطابق انہیں مہر دیں۔ بصورت دیگر انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ان خواتین کے ساتھ شادی کر لیں جو ان لڑکیوں کے علاوہ ہیں جو انہیں اچھی لگتی ہیں۔

عروہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی پھر لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے نزول کے بعد ان خواتین کے بارے میں دریافت کیا: تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"لوگ تم سے خواتین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرما دو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے"۔

یہ آیت یہاں تک ہے: "اور تم اس بات میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم ان کے ساتھ شادی کر لو"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جس چیز کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جو اس کی کتاب میں آیت تلاوت کی جاتی ہے وہ پہلی آیت جو ان کے بارے میں ہے:

"اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو تم ان خواتین کے ساتھ شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"اور تمہیں دلچسپی نہیں ہوتی کہ تم ان کے ساتھ شادی کرو"۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی یتیم لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا جو اس کی زیر پرورش ہو اور لڑکی مال اور خوبصورتی کے حوالے سے کم حیثیت کی مالک ہو تو ان لوگوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ انہیں جن یتیم لڑکیوں کے مال میں دلچسپی ہو وہ اس کے ساتھ نکاح کرتے ہوئے انصاف سے کام لیں کیونکہ انہیں ان میں دلچسپی ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (وہ احکام بھی) جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے متعلق پڑھے جا رہے ہیں جن کا وہ حق تم انہیں نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔ (النساء: ۱۲۷)

یتیم لڑکیوں کے حقوق کا بیان

اس آیت میں یتیم لڑکیوں کے جس حق کا ذکر کیا گیا ہے اس حق کے متعلق دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کی میراث ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کا مہر ہے اور اس آیت کے مخاطبین کے متعلق بھی دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ

اس سے مراد عورتوں کے سرپرست ہیں وہ عورتوں کے مہر پر خود قبضہ کر لیتے تھے اور ان عورتوں کو ان کا مہر نہیں دیتے تھے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یتیم لڑکی کا ولی ہے جب وہ اس یتیم لڑکی سے نکاح کرتا تھا تو اس کے مہر میں انصاف نہیں کرتا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے حسن وجمال اور ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو اور حسن نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ تم ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح میں رغبت نہیں رکھتے اور ان کے مال و دولت میں رغبت کی وجہ سے ان کو اپنے پاس روکے رکھتے ہو اور ان کو کہیں اور نکاح نہیں کرنے دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کمزور بچوں کے متعلق (بھی تمہیں حکم دیتا ہے) اور یہ کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھی نیک کام کرتے ہو تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے۔ (النساء: ۱۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کو وارث نہیں بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ہر حصہ دار کو حصہ مقرر فرما دیا اور یتیموں کے متعلق انصاف کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا مہر مقرر کرنے میں اور وراثت میں ان کا حصہ ادا کرنے میں انصاف سے کام لیا جائے۔ (زاد المسیر ج ۲ ص ۱۲۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عورتوں کے حقوق کے متعلق نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ عورتوں یتیم لڑکیوں اور کمزور بچوں کے وہی احکام ہیں جو پہلے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے تھے اور یہاں مسلمانوں کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پھر ان ہی احکام کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ مسلمان ان آیات میں غور و فکر کریں اور ان کے تقاضوں پر عمل کریں۔

3347- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى النَّبِيِّ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَّنَشٍّ وَّذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ۔

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (مہر کی ادائیگی کے عوض میں شادی کی تھی اور یہ پانچ سو درہم کے برابر ہے)

3348- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ الصَّدَاقُ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَشْرَةَ اَوَاقٍ۔

3347-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 78) ۔ واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2105) ۔ و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1886) ۔ تحفة الاشراف (17739) ۔

3348-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (14630) ۔

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت مہر دس اوقیہ ہوا کرتا تھا۔

3349- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِخِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ - دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَلَمَةُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ نُبِّئْتُ عَنْ اَبِي الْعَجْفَاءِ - وَقَالَ الْآخَرُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي الْعَجْفَاءِ - قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا اَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ اَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا اَصْدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ اَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ اُوقِيَّةً وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُغْلِي بِصَدُقَةِ امْرَاَتِهِ حَتّٰى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ وَحَتّٰى يَقُولَ كُلِّفْتُ لَكُمْ عَلَقَ الْقِرْبَةِ وَكُنْتُ غُلَامًا عَرَبِيًّا مُوَلَّدًا فَلَمْ اَدْرِ مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ قَالَ وَاُخْرٰى يَقُولُونَهَا لِمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ اَوْ مَاتَ قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا اَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا وَلَعَلَّهُ اَنْ يَكُونَ قَدْ اَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ اَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا اَوْ وَرِقًا يَطْلُبُ التِّجَارَةَ فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ وَلٰكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ مَاتَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ".

◇◇ حضرت ابوعجفاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم زیادہ مہر مقرر نہ کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پرہیزگاری کا نشان ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سب کے مقابلے میں اس کے زیادہ حقدار تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو اور آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔ ایک آدمی کسی عورت کا ایک مہر تو زیادہ دے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی وجہ سے اس عورت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہاری وجہ سے مجھے "علق القربة" کام کرنا (راوی کہتے ہیں) میں ایک ایسا عرب نوجوان ہوں جو عجمی علاقوں میں پیدا ہوا ہوں اس لئے مجھے نہیں پتہ کہ "علق القربة" کا مطلب کیا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص جنگ میں مارا گیا فلاں شخص شہید ہو گیا اور فلاں شخص شہید ہو گیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور کی پیٹھ پر وزن لادا ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور پر سونا یا چاندی لادے ہوں اور اس کا مقصد تجارت ہو (اور وہ راستے میں مارا گیا ہو) تم لوگ اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو جب تم نے یہ بات کہنی ہو تو یہ کہا کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ جنت میں جائے گا۔

3350- اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3349-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2106) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114م) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1887) مختصراً تحفة الاشراف (10655) .

3350-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الولي (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15854) .

تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ الآفٍ وَّجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ وَّكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ .

◆◆ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کر لی وہ اس وقت حبشہ کی سرزمین پر موجود تھیں۔نجاشی نے ان کی شادی کروائی تھی اور مہر کے طور پر انہیں چار ہزار درہم دیے تھے اور اپنی طرف سے انہیں سامان فراہم کیا تھا۔نجاشی نے انہیں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا تھا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی چیز نہیں بھجوائی تھی ویسے آپ کی عام ازواج رضی اللہ عنہن کا مہر چار سو درہم ہوتا تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اوان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے (آپ کے لیے یہ خصوصی حکم) اس لیے ہے کہ آپ پر کوئی دشواری نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔(الاحزاب:۵۰)

حضرت ام ہانی کو نکاح کا پیغام دینا

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے آپ کے سامنے (اپنے بچوں والی ہونے کا) عذر پیش کیا آپ نے میرا عذر قبول فرمالیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:اے نبی!ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔(الاحزاب:۵۰)حضرت ام ہانی نے کہا سو میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی اور میں طلقاء میں سے تھی (فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا تم طلقاء ہو یعنی آزاد ہو)۔(سنن الترمذی رقم الحدیث:۳۲۱۴'المعجم الکبیر ج ۲۴ رقم الحدیث:۱۰۰۷'المستدرک ج ۲ ص ۴۲۰'سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے آپ کے

لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں مجاہد وغیرہ نے بیان کیا آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا یعنی 131.25 تولہ چاندی ماسوا حضرت ام حبیبہ کے ان کا مہر نجاشی نے چار سو دینار رکھا تا اور ماسوا حضرت صفیہ بنت حی کے ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئیں تھیں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے آزاد کرنے کو ان کا مہر قرار دیا اسی طرح حضرت جویریہ بنت الحارث تھیں وہ بنو المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں آپ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کو ان کا بدل کتابت ادا کیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا: اور آپ کی ان کنیزوں کو آپ کے لیے حلال کر دیا جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی تھیں۔

حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ آپ کی ملک میں آئیں آپ نیان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت ریحانہ بنت شمعون النضر یہ اور حضرت ماریہ قبطیہ جو حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں یہ آپ کی کنیزیں تھیں۔

نکاح کی اجازت کے رشتوں میں اسلام کا متوسط حکم

نصاریٰ کے ہاں چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہ تھا یہ تفریط تھی اور یہود کے ہاں بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی سے نکاح جائز تھا یہ افراط تھا اسلام نے افراط اور تفریط کو ترک کر کے متوسط حکم دیا بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حرام کر دیا اور چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی سے نکاح کو جائز قرار دیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی وہ بھی آپکے لیے حلال ہیں۔

جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے لیے پیش کیا

اس کے بعد فرمایا: اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیئے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بیٹی نے یہ سن کر کہا اس عورت میں کس قدر کم شرم و حیا تھی وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! حضرت انس نے کہا وہ تم سے بہتر تھی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور پر پیش کیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۱۲۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۰۱ مسند احمد رقم الحدیث ۱۳۸۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی (یعنی وہ بری لگتی تھیں) تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو کسی پر پیش کر سکتی ہے! پھر جب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی:

ترجي من تشآء منهن و توي اليك من تشآء ط ومن ابتغيت ممن عزلت فلاجناح عليك ط (الاحزاب ۵۱)

ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے پاس سے دور کردیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہے ان میں سے جس کو چاہیں پھر طلب کرلیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے۔

تب میں نے یہ کہا کہ میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۸۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۶۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس عورت نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ حضرت میمونہ بنت الحارث ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت زینب بنت خزیمہ الانصاریہ ہیں اور وہی ام المساکین ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہوگئیں تھیں کافی عورتوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ان میں ایک خاتون بنو بکر کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیا تھا ایک خاتون بنو الجون کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ سے پناہ طلب کی تھی اور دو قیدی عورتیں تھیں ایک حضرت صفیہ اور دوسری حضرت جویریہ۔ اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں ایسی کوئی خاتون نہیں تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہو اس کو امام ابن ابی حاتم نے از عکرمہ از ابن عباس روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے جن خواتین نے اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا تھا آپ نے ان میں سے کسی کو قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے لیے مباح تھا اور آپ کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اراد النبی ان یستنکحھا۔ (الاحزاب: ۵۰) اگر نبی ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یعنی ان کو پسند کرلیں۔

بغیر مہر کے محض ہبہ سے کوئی خاتون عام مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے

اس کے بعد فرمایا: یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

عکرمہ نے کہا جو عورت اپنا نفس آپ کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرے تو اس کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہے وہ اس وقت تک اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک اس کا مہر مقرر نہ کرے اسی طرح مجاہد اور شعبی وغیرہ ما نے کہا یعنی اگر کوئی عورت اپنا نفس کسی شخص کو ہبہ کردے تو وہ شخص جب بھی اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے گا تو اس پر مہر مثل واجب ہو جائے گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت واشق کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا اس نے کسی شخص کو اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا جب اس کا خاوند فوت ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے اس کے خاوند کے ترکہ سے مہر مثل واجب ہوگا اور موت اور عمل زوجیت دونوں مہر مشکل کے اثبات اور اس کی تاکید میں برابر ہیں۔ ہاں اگر کوئی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کردے تو آپ پر کسی صورت میں بھی اس کو مہر ادا کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ آپ بغیر عقد نکاح اور بغر گواہوں اور بغیر ولی کے اور بغر مہر کے ذکر کے کسی خاتون کو اپنی زوجہ قرار دیں اور اس کو زوجیت سے مشرف فرمائیں جسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیعلاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ بغیر مہر کے اور بغیر ولی اور عقد نکاح کے محض کسی عورت کے ہبہ کرنے سے وہ کسی کی بیوی ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے۔

(الاحزاب: ۵۰)

حضرت ابی بن کعب مجاہد حسن بصری قتادہ اور امام ابن جریر نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی ہم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اور ان پر مہر کو لازم کیا ہے اور عقد نکاح میں دو مسلمان گواہوں کو لازم کیا ہے اور خود بالغۃ یا سا کے ولی کی رضامندی کو نکاح کی شرط شرط قرار دیا ہے اور باندیوں سے حصول لذت میں ان کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں کی اور نہ اس میں مہر کی شرط ہے اور نہ خود باندی کی یا اس کے ولی کی رضامندی کی شرط ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ملخصا وموضحا تخریج ج ۳ ص ۵۴۸-۵۴۲ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر فرض ہیں امت پر فرض نہیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے بعض احکام شرعیہ خصوصیت سے آپ کے لیے مقرر کیے بعض چیزیں صرف آپ پر فرض ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ پر حرام ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ کے لیے جائز اور حلال ہیں اور امت کے دوسرے افراد ان میں آپ کے شریک نہیں ہیں بعض احکام جو صرف آپ پر فرض ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) بعض علماء کے نزدیک تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی اور تا حیات آپ پر تہجد فرض رہی اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ پر تہجد فرض تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی قرآن مجید میں ہے:

ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک (الاسراء: ۷۹) رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لیے نفل ہے۔

(۲) جو مسلمان فقیر ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر فوت ہو جائے تو وسعت اور خوش حالی آنے کے بعد اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے اہل وعیال کی کفالت کرنا آپ پر فرض تھا۔

(۳) غیر شرعی امور میں اصحاب رائے سے مشورہ کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

وشاورھم فی الامر۔ (آل عمران: ۱۵۹) دنیاوی امور میں ان سے مشورہ کیجئے۔

(۴) اپنی ازواج کو اپنے پاس رہنے یا نہ رہنے اور دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار دینا آپ پر فرض تھا۔

(۵) تمام قرآن مجید کا پہنچانا آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ط وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ (المائدہ: ۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے کار رسالت کو ادا نہیں کیا۔

(۶) قرآن مجید میں جو احکام شرعیہ بیان کیے گئے ہیں ان کو سمجھانا اور ان کو قولاً اور عملاً بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ (النحل: ۴۴) ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید کو نازل کیا ہے تا کہ آپ

لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص آپ کے سامنے غلط یا نامناسب بات کہے یا غلط یا نامناسب کام کرے تو اس کی اصلاح کرنا بھی آپ پر فرض ہے کیونکہ اگر آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کی اصلاح نہ کی تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کو جائز اور ثابت رکھا ہے۔

(۸) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ چاشت اور وتر کی نمازیں اور مسواک کرنا اور قربانی بھی آپ پر فرض تھا۔

(الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ ص ۱۹۲ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

(۹) اگر آپ کا ساتھ کوئی بھی نہ دے پھر بھی اللہ کی راہ میں قتال کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

فقاتل في سبيل الله ج لا تكلف الا نفسك. (النساء: ۸۴) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کے سوا اور کوئی اس حکم کا مکلف نہیں ہے۔

(۱۰) جب آپ کے پاس کوئی چیز ہو اور کوئی شخص اس کا سوال کرے تو اس کو دینا آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

واما السائل فلا تنهر. (الضحیٰ: ۱۰) اور آپ سائل کو مت جھڑکیں۔

(۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

واما بنعمة ربك فحدث. (الضحیٰ: ۱۱) اور آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے۔

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حرام یا ممنوع ہیں امت پر حرام یا ممنوع نہیں ہیں

اسی طرح بعض چیزیں صرف آپ پر حرام کی گئی ہیں اور وہ آپ کی امت پر حرام نہیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) آپ پر اور آپ کی آل پر زکوۃ لینا حرام کر دیا گیا ہے حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ و چھوڑ و اس کو پھینک دو کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۹۱ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۶۹ السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث ۸۶۳۹)

(۲) نفلی صدقہ بھی آپ پر حرام ہے البتہ آپ کی آل کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

(۳) تکیہ لگا کر کھانا آپ کے لیے جائز نہیں ہے حدیث میں ہے:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۹۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۷۶۹ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۸۳۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۲۶۲ مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۹۶۱ سنن دارمی رقم الحدیث ۲۰۷۷ المعجم الاوسط رقم الحدیث ۱۰۴۷)

(۴) کچا لہسن کچی پیاز اور بدبودار سبزیوں کا کھانا بھی آپ کے لیے جائز نہیں تھا حدیث میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کچا لہسن یا کچی پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے آپ کے پاس سبزیاں لائی گئیں آپ نے ان کی بو محسوس کی آپ نے پوچھا یہ کون سی سبزیاں ہیں آپ کو بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ تم اپنے بعض اصحاب کو کھلاؤ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کیکھانے کو ناپسند کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں جن سے تم ہم کلام نہیں ہوتے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۸۵۵ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۸۲۲ سنن الترمذی رقم الحدیث ۱۸۰۶ سنن النسائی رقم الحدیث: ۷۰۸ صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۱۶۴۴ مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۷۴)

علامہ قرطبی نے لکھا ہے: (۵) آپ پر باطن کے خلاف ظاہر کرنا حرام ہے (۶) آپ پر ازواج کو بدلنا حرام ہے (۷) آزاد مکاتبہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۸) باندی سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۹) آپ پر پڑھنا اور لکھنا حرام ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے (۱۰) کفار کو اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی نعمتیں دی ہیں ان کی طرف نظر پھیلا کر دیکھنا آپ پر حرام ہے قرآن مجید میں ہے:

ولا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازوا جامنهم زهرة الحيوة الدنيا (طٰہٰ:۱۳۱) اور آپ ان چیزوں کی طرف آنکھیں پھیلا کر نہ دیکھیں جو ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دی ہیں یہ محض دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۴ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حلال ہیں امت پر حلال نہیں ہیں

اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لیے حلال کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (۲) وصال کے روزے (۳) چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا (۴) جو عورت اپنا نفس آپ کو ہبہ کرے اس سے بغیر مہر ادا کیے نکاح کرنا (۵) بغیر گواہوں اور مہر کے اور بغیر عقد کے نکاح کرنا (۶) ازواج کے درمیان باری کے وجوب کا ساقط ہونا (۷) کسی باندی کو آزاد کر کے اس کے آزاد کرنے کو اس کا مہر قرار دینا (۸) مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا (۹) مکہ میں قتال کرنا (۱۰) کسی کو وارث نہ بنانا (۱۱) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج کا زوجیت پر برقرار رہنا اور ان سے دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۲) آپ کی مطلقہ سے بھی دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۳) حالت جنابت میں آپ کا مسجد میں داخل ہونا (۱۴) ایک ماہ کی مسافت سے آپ کا رعب طاری ہونا۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کے اعتبار سے آپ کے خصائص

(۱) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے مسجد ہونا (۲) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے آلہ تیمم ہونا (۳) مال غنیمت کا آپ کے لیے حلال ہونا (۴) قربانی کا آپ کے لیے حلال ہونا (۵) قیامت تک تمام لوگوں کے لیے آپ کا رسول ہونا (۶) آپ کا خاتم النبیین ہونا (۷) اعمال امت کا آپ پر پیش کیا جانا (۸) آپ کی امت کا سب امتوں سے زیادہ ہونا (۹) قیامت میں سب سے پہلے اٹھنا (۱۰) شفاعت کبریٰ کا حصول (۱۱) مقام محمود کا حصول (۱۲) تمام انبیاء سابقین کے معجزات کا حصول (۱۳) آپ کے معجزات کا سب نبیوں سے زیادہ ہونا (۱۴) آپ کے عمرا دکا کلمہ پڑھنا (۱۵) تمام مخلوق کی انواع کا آپ پر ایمان لانا (۱۶) سب سے

کم بعثت کا زمانہ پانا اور سب سے زیادہ پیروکار چھوڑ کر جانا (۱۷) انگلیوں سے پانی کا جاری کرنا (۱۸) کنکریوں کا آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنا (۱۹) کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں رونا (۲۰) آپ کی شریعت کا تمام شرائع سابقہ کے لیے ناسخ ہونا (۲۱) آپ کی شریعت کا غیر منسوخ ہونا (۲۲) شب اسراء میں تمام نبیوں کی امامت فرمانا (۲۳) حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہونا (۲۴) تمام نبیوں سے افضل اور ان کا قائد ہونا (۲۵) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا (۲۶) قیامت کے دن تمام نبیوں کا گواہ ہونا (۲۷) اللہ کو دیکھ کر اس کی گواہی دینا (۲۸) حصول وحی کے لیے کسی جگہ جانے کا قصد نہ کرنا بلکہ جس جگہ آپ ہوں وہیں وحی الٰہی کا نازل ہو جانا (۲۹) حیات انسانی کے ہر شعبہ کے لیے اسوہ نمونہ اور آئیڈیل ہونا (۳۰) دنیا میں اللہ کے دیدار کا حاصل ہونا (۳۱) اللہ کا محبوب ہونا۔ (تبیان القرآن، احزاب، لاہور)

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

یہ باب ہے کہ سونے کی ایک گٹھلی (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3351- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَبِهٖ اَثَرُ الصُّفْرَةِ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر ادا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

3352- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَّقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ . قَالَ: "كَمْ اَصْدَقْتَهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

3351-اخرجه البخاري في النكاح، باب الصفرة للمتزوج (الحديث 5153) تحفة الاشراف (736) .

3352-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد وغيره ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 82) . تحفة الاشراف (9716) .

مجھے دیکھا مجھ پر نئی شادی کا علامتی نشان موجود تھا' میں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر دیا ہے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔

3353- اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَيُّمَا امْرَاَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطِيَهُ وَاَحَقُّ مَا اُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ اَوْ اُخْتُهُ". اَللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت کے ساتھ مہر یا ادائیگی یا ادائیگی کا وعدہ رخصتی سے پہلے کیا جائے تو یہ سب کچھ اس عورت کی ملکیت ہوگا جو (ادائیگی یا وعدہ) رخصتی کے بعد ہوگا یہ دینے والے شخص کی ملکیت ہوگا اور آدمی کی عزت سب سے زیادہ اس کی بہن یا بیٹی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ التَّزَوُّجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ .

یہ باب ہے کہ مہر کے بغیر شادی کا درست ہونا

3354- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا اُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَتُوُفِّيَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَلُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا اَثَرًا قَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا نَجِدُ فِيْهَا يَعْنِيْ اَثَرًا . قَالَ اَقُوْلُ بِرَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ لَهَا كَمَهْرِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَالَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْنَا فِي امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ تَزَوَّجَتْ رَجُلًا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَضٰى لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِمِثْلِ صَدَاقِ نِسَائِهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَرَفَعَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْاَسْوَدُ غَيْرُ زَائِدَةَ .

✧✧ علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے

3353-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في المقام عند البكر (الحديث 2129) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1955) . تحفة الاشراف (8745) .

3354-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب فيمن تزوج و لم يسم صداقًا حتى مات (الحديث 2114 و 2115) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يتزوج المراة فيموت عنها قبل ان يفرض لها (الحديث 1145) . و اخرجه النسائي في النكاح، اباحة التزويج بغير صداق (3355 و 3356 و 3357 و 3358)، وفي الطلاق، عدة المتوفي عنها زوجها قبل ان يدخل بها (الحديث 3524) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فيموت على ذلك (الحديث 1891) . تحفة الاشراف (11461) .

کسی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ دریافت کرو ہوسکتا ہے کہ تم لوگوں کو اس بارے میں کوئی حدیث مل جائے۔ لوگوں نے جواب دیا: ابوعبدالرحمٰن ہمیں اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے ساتھ حکم دوں گا اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا' اس عورت کو اس جیسی دیگر عورتوں جیسا مہر ملے گا کسی کمی اور اضافے کے بغیر۔ وہ عورت وراثت میں حقدار ہوگی اور اس کے ذمے عدت کی ادائیگی لازم ہوگی تو اشجع قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا اس طرح کی صورتحال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا تھا ہمارے درمیان ایک عورت تھی جس کا نام بروع بنت واشق تھا اس نے ایک مرد کے ساتھ شادی کی آدمی کا عورت کی رخصتی سے پہلے انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو اس جیسی دیگر خواتین جتنا مہر ملے گا اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کسی بھی ایسے شخص سے میں واقف نہیں ہوں جس نے اس روایت کو اسود کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف زائدہ نے نقل کیا ہے۔

3355- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ اُتِيَ فِيْ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ شَهْرٍ لَا يُفْتِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَرٰى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ان کی خدمت میں ایک عورت کا معاملہ پیش کیا گیا جس کے ساتھ ایک صاحب نے شادی کی تھی اور پھر اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اس عورت کے لئے کوئی مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی تھی۔ لوگوں نے اس عورت کا معاملہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میرا یہ خیال ہے کہ اس عورت کو عام عورتوں جتنا مہر ملے گا۔ جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اس عورت کو وراثت میں حصہ ملے گا اور اس عورت پر عدت بسر کرنا لازم ہوگا تو حضرت معقل بن سنان نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق نامی خاتون کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا جو آپ نے دیا ہے۔

3356- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ لَهَا الصَّدَاقُ وَعَلَيْهَا

3355-تقدم (الحديث 3354) .

3356-تقدم (الحديث 3354) .

الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى بِهٖ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: جس نے کسی عورت کے ساتھ شادی کی اس کا انتقال ہو گیا اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہیں کی اور اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس عورت کو مہر ملے گا لیکن اس پر عدت کی ادائیگی بھی لازم ہوگی اور اسے وراثت میں حصہ بھی ملے گا تو حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے انہوں نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا۔

3357 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ .

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3358 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوْا اِنَّ رَجُلًا مِّنَّا تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَجْمَعْهَا اِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهٖ فَاْتُوْا غَيْرِيْ . فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوْا لَهٗ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ مَنْ نَّسْاَلُ اِنْ لَّمْ نَسْاَلْكَ وَاَنْتَ مِنْ جِلَّةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَكَ . قَالَ سَاَقُوْلُ فِيْهَا بِجَهْدِ رَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ خَطَاً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطٰنِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْهُ بُرَآءُ اُرٰى اَنْ اَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . قَالَ وَذٰلِكَ بِسَمْعِ اُنَاسٍ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَامُوْا فَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي امْرَاَةٍ مِّنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ . قَالَ فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرِحَ فَرْحَةً يَّوْمَئِذٍ اِلَّا بِاِسْلَامِهٖ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں' کچھ لوگ ان کے پاس آئے انہوں نے بتایا: ہم میں سے ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی اس نے اس عورت کا کوئی مہر مقرر نہیں کیا اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں اس سے زیادہ سخت مسئلہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا تم لوگ دوسرے لوگوں کے پاس جاؤ۔ لوگ اس مسئلے کا حل ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے پھر انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا' ہم اگر آپ سے نہیں پوچھیں گے تو کس سے دریافت کریں گے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں جو اس شہر میں موجود ہیں ہمیں آپ کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں ملتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے تحت فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ درست ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اگر وہ

3357-تقدم (الحديث 3354) .

3358-تقدم (الحديث 3354) .

غلطی ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگی۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ میں اس عورت کو دیگر خواتین جتنا مہر دوں گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر چار ماہ دس دن تک عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں: وہاں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے حضرت اشجع رضی اللہ عنہ کی زبانی یہی بات سنی تھی وہ کھڑے ہوئے انہوں نے بتایا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ ایسی خاتون کے بارے میں جو ہم سے تعلق رکھتی تھی اس کا نام بروع بنت واشق تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس دن جتنے خوش ہوئے تھے اس سے زیادہ اور کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے۔ صرف اس دن (اس سے زیادہ خوش) ہوئے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ .

یہ باب ہے کہ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے کسی مہر کے بغیر ہبہ کرنا

3359 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِیْ لَكَ . فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلاً فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ عِنْدَكَ شَیْءٌ" . قَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا . قَالَ: "اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ" . قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا . لِسُوَرٍ سَمَّاهَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ وہ خاتون کافی دیر کھڑی رہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ میری شادی اس کے ساتھ کردیں اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے تلاش کی لیکن اسے کوئی چیز نہیں ملی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں فلاں اور فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کے نام لئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کی وجہ سے میں نے اس کی شادی تم سے کردی۔

3359-اخرجه البخاري في الوكالة، باب و كالة المراة الامام في النكاح (الحديث 2310)، و في النكاح، باب السلطان ولي (الحديث 5135) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في التزويج على العمل يعمل (الحديث 2111) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114) و الحديث عند البخاري في التوحيد، باب (قل اي شيء اكبر شهادة قل الله) (الحديث 7417) . تحفة الاشراف (4742) .

بَابُ اِحْلَالِ الْفَرْجِ ۔

یہ باب شرمگاہ کو حلال کر دینے کے بیان میں ہے

3360 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فِی الرَّجُلِ یَاْتِیْ جَارِیَةَ امْرَاَتِهٖ قَالَ: "اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ جَلَدْتُهٗ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ رَجَمْتُهٗ" ۔

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں' ایسے کسی شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کر لیتا ہے' آپ نے فرمایا: اگر یہ عورت اس کنیز کو اپنے شوہر کے لئے حلال کر دیتی ہے تو میں اسے ایک سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ اس کے لئے حلال نہیں کرتی تو میں اسے سنگسار کروا دوں گا۔

3361 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَیْنٍ وَّیُنْبَزُ قُرْقُوْرًا اَنَّهٗ وَقَعَ بِجَارِیَةِ امْرَاَتِهٖ فَرُفِعَ اِلَی النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ فَقَالَ لَاَقْضِیَنَّ فِیْهَا بِقَضِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ فَکَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ فَجُلِدَ مِائَةً ۔ قَالَ قَتَادَةُ فَکَتَبْتُ اِلٰی حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ فَکَتَبَ اِلَیَّ بِهٰذَا ۔

✧✧ حضرت حبیب بن سالم رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ایک صاحب جن کا نام عبدالرحمٰن بن حنین تھا' اور انہیں قرقور کہا جاتا تھا انہوں نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی' یہ معاملہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا' اگر یہ عورت اس کنیز کو تمہارے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ حلال قرار نہیں دیتی تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کروا دوں گا تو اس خاتون نے اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار دے دیا تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے سو کوڑے لگوائے۔

قتادہ کہتے ہیں میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انہوں نے اس بارے میں مجھے تحریری طور پر یہ حدیث بھجوائی۔

3362 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ

3360-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4458 و 4459) . و اخرجه الترمذي في الحدود ، باب ما جاء في الرجل يقع على جارية امراته (الحديث 1451 و 1452) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3361 و 3362) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2551) تحفة الاشراف (الحديث 11613) .

3361-تقدم (الحديث 3360) .

3362-تقدم (الحديث 3360) .

قَتَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ فِي رَجُلٍ وَّقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَاَتِهِ "اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهُ فَاجْلِدْهُ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَهُ فَارْجُمْهُ" .

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اسے سو کوڑے لگواؤں گا اور اگر وہ اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کروا دوں گا۔

3363- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي رَجُلٍ وَّطِءَ جَارِيَةَ امْرَاَتِهِ "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَّعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا" .

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی تھی اگر اس نے زبردستی ایسا کیا ہے تو وہ کنیز آزاد شمار ہوگی اور اس مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالک خاتون کو اس جیسی دوسری کنیز دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ کنیز اس شخص کی ملکیت شمار ہوگی اور اس شخص پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس کی مالک عورت کو اس جیسی دوسری کنیز دے۔

3364- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ اَنَّ رَجُلًا غَشِيَ جَارِيَةً لِامْرَاَتِهِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ مِّنْ مَّالِهِ وَعَلَيْهِ الشَّرْوٰى لِسَيِّدَتِهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لِسَيِّدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَّالِهِ" .

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ زبردستی کی ہے تو وہ کنیز اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگی اور اس شخص کے ذمے لازم ہوگا کہ وہ اس جیسی کنیز اس کی مالک عورت کو دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ اپنی مالک عورت کے پاس رہے گی اور اس جیسی دوسری کنیز اس مرد کے مال میں سے لی جائے گی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ .

یہ باب متعہ کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

3363-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4460 و 4461) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3364) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2552) مختصراً . تحفة الاشراف (4559) .

3364-تقدم (الحديث 3363) .

3365- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِمَا اَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا لَا يَرٰى بِالْمُتْعَةِ بَاْسًا فَقَالَ اِنَّكَ تَائِهٌ اِنَّهُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنْهَا وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

◇◇ حضرت حسن رٹی اللہ اور حضرت عبداللہ رٹی اللہ جو حضرت محمد رٹی اللہ (بن حنفیہ) کے صاحبزادے ہیں اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' حضرت علی رٹی اللہ کو یہ پتہ چلا کہ ایک صاحب متعہ کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تو حضرت علی رٹی اللہ نے فرمایا' وہ گمراہ شخص ہے نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن اس سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3366- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ .

◇◇ حضرت علی رٹی اللہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3367- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوا اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ اَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَخْبَرَاهُ اَنَّ اَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ .

قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى يَوْمَ حُنَيْنٍ وَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ .

◇◇ حضرت علی رٹی اللہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے سے منع کیا ہے۔ ابن مثنیٰ کی روایت میں "غزوۂ حنین کے دن" کے الفاظ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب نے اپنی کتاب میں سے اسی

3365-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4216)، و في النكاح، باب نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة (الحديث 5115)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5523) و في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6961) و اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 29 و 30 و 31 و 32)، و في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تحريم نكاح المتعة (الحديث 1121)، و في الاطعمة، باب ما جاء في لحوم الحمر الاهلية (الحديث 1794) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3366 و 3367)، و في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 4345 و 4346) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1961) . تحفة الاشراف (10263) .

3366-تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

3367-تقدم (الحديث 3365)

طرح یہ حدیث ہمیں سنائی ہے۔

3368- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَذِنَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ اِلَى امْرَاَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا اَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِينِي فَقُلْتُ رِدَائِي . وَقَالَ صَاحِبِي رِدَائِي . وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي اَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ اَشَبَّ مِنْهُ فَاِذَا نَظَرَتْ اِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي اَعْجَبَهَا وَاِذَا نَظَرَتْ اِلَيَّ اَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي . فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا" .

✧✧ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے متعہ کرنے کی اجازت دی تو میں اور ایک صاحب بنی عامر سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پاس گئے۔ہم نے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کیا۔وہ عورت بولی: تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری یہ چادر ہے راوی کہتے ہیں' میرے ساتھی کے پاس بھی چادر تھی۔میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے زیادہ بہتر تھی اور میں اس سے زیادہ نوجوان تھا۔جب اس عورت نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ اسے پسند آئی جب اس نے میری طرف دیکھا تو میں اسے پسند آ گیا۔پھر اس عورت نے کہا: تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہیں۔میں اس عورت کے ساتھ تین دن تک رہا پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اس طرح کی خاتون کے ساتھ ہو جس سے اس نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے الگ کر دے۔

جواز متعہ پر علماء شیعہ کے دلائل کا بیان

مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن الحسن الطبرسی من القرن السادس لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد نکاح المتعہ ہے اور یہ وہ نکاح ہے جو مہر معین سے مدت معین کے لئے کیا جاتا ہے۔حضرت ابن عباس سدی ابن سعید اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے اور ہمارے اصحاب امامیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی واضح ہے کیونکہ لفظ استمتاع اور تمتع کا لفظی معنی نفع اور لذت حاصل کرنا ہے لیکن عرف شرع میں وہ اس عقد معین کے ساتھ مخصوص ہے۔خصوصا جب اس لفظ کی عورتوں کی طرف اضافت ہو اس بناء پر اس آیت کا یہ معنی ہوگا جب تم ان سے متع کر لو تو ان کو اس کی اجرت دے دو اور اس کو اس کی اجرت دے دو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے بعد مہر کو واجب نہیں کیا بلکہ متعہ کے بعد مہر کو واجب کیا ہے اور حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی اس طرح قرات کی ہے:

(آیت) فما استمتم به منهن الى اجل مسمى فاتوهن اجورهن ۔

ترجمہ: جب تم نے مدت معین تک ان سے استمتاع (متعہ) کیا تو ان کو ان کی اجرت (مہر) دے دو۔

3368-اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 19)، و (الحديث 20) مطولاً، و (الحديث 21 و 22) مختصراً، و (الحديث 23) و (الحديث 24 و 25 و 26) مختصراً، و (الحديث 27) مطولاً، و (الحديث 28) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في نكاح المتعة (الحديث 2072 و 2073) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1962) مطولاً . تحفة الاشراف (3809) .

اور اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں آیت میں استمتاع سے مراد عقد متعہ ہے۔

حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہیں کرتے تو کسی بدبخت کے سوا کوئی زنا نہیں کرتا اور عطا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر کے عہد میں متعہ کیا ہے۔ نیز اس آیت میں لفظ استمتاع سے مراد متعہ ہے نہ کہ جماع اور انتفاع اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو ان کو ان کا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخولہ کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ اس پر مزید تائید یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو متعہ (متعہ نکاح اور تمتع بالحج) حلال تھے اور میں ان سے منع کرتا ہوں اور تمتع بالحج بالاتفاق منسوخ نہیں ہے تو پھر تمتع بالنکاح بھی منسوخ نہیں ہوگا۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۵۳۔۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۱ھ)

علماء شیعہ کے نزدیک متعہ کے فقہی احکام کا بیان

شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں: ابو عمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۵۶-۴۵۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۲۹ھ)

شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار الاسلامیہ طہران ۱۳۶۵ھ)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کر لو۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۷)

عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۵۳)

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین قمی متوفی ۳۸۱ھ لکھتے ہیں:

محمد بن نعمان نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے پوچھا کم از کم کتنی چیز کے عوض متعہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا دو مٹھی گندم سے۔ تم اس سے کہو کہ میں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق متعہ کرتا ہوں تو نکاح ہے زنا نہیں ہے اس شرط پر کہ نہ میں تمہارا وارث ہوں اور نہ تم میری وارث ہو نہ میں تم سے اولاد کا مطالبہ کروں گا یہ نکاح ایک مدت متعین تک ہے پھر اگر میں نے چاہا تو میں اس مدت میں اضافہ کر دوں گا اور تم بھی اضافہ کر دینا۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۴۹ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۱ھ)

شیخ روح اللہ خمینی متعہ کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲۴۲۱) متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۲) متعہ والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۴۲۳) متعہ والی عورت کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔ (توضیح المسائل اردو ۳۶۸،۳۶۹ مطبوعہ سازمان تبلیغات)

علماء شیعہ کے جواز متعہ پر دلائل کے جوابات کا بیان

علماء شیعہ نے الی اجل مسمی کی قرات سے متعہ کے جواز پر جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قرات شاذہ ہے قرآن مجید کی جو قرات متواتر ہے حتی کہ شیعہ کے قرآن میں بھی جو قرات مذکورہ ہے اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں اس لئے قرات متواترہ کے مقابلہ میں اس قرات سے استدلال درست نہیں ہے۔

اس پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا پھر جنگ خیبر کے موقعہ پر متعہ کو حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لئے متعہ حلال کیا گیا تھا اور اس کے بعد اس کو دائما حرام کر دیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متعہ کے جواز کے قائل تھے لیکن اخیر عمر میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے متعہ کے جواز کا فتوی دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے یہ فتوی نہیں دیا میرے نزدیک متعہ خون مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے اور یہ صرف اضطرار کے وقت حلال ہے یعنی جب نکاح کرنا ممکن نہ ہو اور انسان کو غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا خطرہ ہو لیکن اخیر عمر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی رجوع کر لیا اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ کیا جاتا تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں تک متعہ کی حرمت نہیں پہنچی تھی وہ متعہ کرتے تھے حضرت عمر نے ان کو تبلیغ کر دی تو وہ متعہ سے باز آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام نہیں کیا نہ یہ ان کا منصب ہے انہوں نے صرف متعہ کی حرمت بیان کی ہے جیسے اور دیگر احکام شرعیہ بیان کئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ کی حرمت کو قرآن اور حدیث سے واضح نہ کرتے اور متعہ کی ممانعت پر سختی سے عمل نہ کراتے تو زنا بالکل ختم ہو جاتا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت جابر حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے اباحت متعہ کے متعلق احادیث ہیں۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وطن میں متعہ کی اجازت دی گئی ہو ان تمام احادیث میں یہ مذکور ہے کہ سفر میں متعہ کی اجازت دی گئی تھی۔ جہاں ان صحابہ کی بیویاں نہیں تھیں جب کہ وہ گرم علاقے تھے اور عورتوں کے بغیر ان کا رہنا مشکل تھا۔ اس وجہ سے جہاد کے موقعہ پر ضرورتا متعہ کی اجازت دی گئی حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابتداء اسلام میں ضرورت کی بناء پر متعہ کی اجازت تھی جیسے ضرورت کے وقت مردار کا کھانا مباح ہوتا ہے فتح مکہ کے

موقع پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کردیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکیداً اس تحریم کو دہرایا گیا ہم ان تمام امور پر باحوالہ احادیث پیش کریں گے۔

شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو انکا مہر ادا کردو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخول کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حصر کا کوئی لفظ نہیں ہے کہ تم صرف اسی عورت کا مہر ادا کرو جس سے تم نے جماع کیا ہو۔

حرمت متعہ پر قرآن مجید سے دلائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ وما ملکت ایمانکم۔ (النساء،۳)

ترجمہ: جو عورتیں تم کو پسند ہیں ان سے نکاح کرو دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ ان کے درمیان انصاف نہیں کرسکو گے تو صرف ایک نکاح کرو یا اپنی کنیزوں پر اکتفاء کرو۔

یہ آیت سورۃ نساء سے لی گئی ہے جو مدنی سورت ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قضاء شہوت کی صرف دو جائز صورتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہ ایک سے چار تک نکاح کرسکتے ہیں اور اگر ان میں عدل قائم نہ رکھ سکیں تو پھر اپنی باندیوں سے نفسانی خواہش پوری کرسکتے ہیں اور بس! اگر متعہ بھی قضاء شہوت کی جائز شکل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ان دو صورتوں کے ساتھ ذکر فرمادیتا اور اس جگہ متعہ کا بیان نہ کرنا ہی اس بات کا بیان ہے کہ وہ جائز نہیں ہے۔ اوائل اسلام سے لے کر فتح مکہ تک متعہ کی جو شکل معمولی اور مباح تھی اس آیت کے ذریعہ اس کو منسوخ کردیا گیا۔

شیعہ حضرات کو اگر شبہ ہو کہ اس آیت میں لفظ نکاح متعہ کو بھی شامل ہے لہٰذا نکاح کے ساتھ متعہ کا جواز بھی ثابت ہوگیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کی حد صرف چار عورتوں تک ہے اور متعہ میں عورتوں کی تعداد کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ نکاح اور متعہ دو الگ الگ حقیقتیں ہیں نکاح میں عقد دائمی ہوتا ہے اور متعہ میں عقد عارضی ہوتا ہے نکاح میں منکوحات کی تعداد محدود ہے اور متعہ میں ممنوعات کی کوئی حد نہیں۔ نکاح میں نفقہ سکنی نسب اور میراث لازم ہوتے ہیں اور ایلاء ظہار لعان اور طلاق عارض ہوتے ہیں اور متعہ میں ان میں سے کوئی امر لازم نہیں ہے نہ عارض۔ لہٰذا نکاح اور متعہ دو متضاد حقیقتیں ہیں اور نکاح سے متعہ کا ارادہ غیر معقول ہے۔

حرمت متعہ پر احادیث سے دلائل کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کردیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۲۱۶ صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۰۷ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۱۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ہم ثنیۃ الوداع پر

اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو دیکھا اور عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ ان عورتوں سے متعہ کیا گیا تھا وہ رو رہی ہیں آپ نے فرمایا نکاح طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو حرام کر دیا۔

(مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۶۵۹۴ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۸ھ)

کیونکہ متعہ میں نہ طلاق ہوتی ہے نہ عدت اور نہ میراث نہ اس کو نکاح کہا جاتا ہے بلکہ اس میں عورت کا نان نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا جیسا کہ کتب شیعہ سے باحوالہ گزر چکا ہے اور نہ متعہ والی عورت پر بیوی کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بیویوں کی وارثت بیان کی گئی ہے اور متعہ والی عورت وارث نہیں ہوتی۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی مؤمل بن اسماعیل ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اس کی سند کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم باہر گئے اور ہمارے ساتھ وہ عورتیں تھیں جن کے ساتھ ہم نے متعہ کیا تھا جب ہم ثنیۃ الرکاب پر پہنچے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ہم نے متعہ کیا تھا آپ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔

(المعجم الاوسط: ۹۹۴ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض۔ ۱۴۱۶ھ)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی صدقہ بن عبداللہ ہے۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام ابوحاتم نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے متعہ کے جواز کا کیسا فتویٰ دیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (آیت) انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا اور نہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں نے اسی صورت میں متعہ کو حلال کہا ہے جس صورت میں اللہ نے مردار خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال فرمایا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۶۰۱ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ثقہ ہے لیکن وہ مدلس ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: ربیع بن مرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: سنو! اے لوگو! میں نے تم کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی سنو اب اللہ نے متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے سو جس شخص کے پاس ان میں سے کوئی عورت ہے اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دیا ہے وہ اس سے واپس نہ لے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے اگر وہ متعہ کی حرمت نہ بیان کرتے تو علی الاعلان زنا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا سنو متعہ زنا ہے۔

(المصنف ج ۲۔ ص ۲۹۳۔ ۲۹۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: ابن ابی عمرۃ انصاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے متعہ کے متعلق فتوی کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میں نے امام المتقین کے ساتھ متعہ کیا ہے ابن ابی عمرہ نے کہا اللہ معاف فرمائے متعہ ضرورت کی بناء پر رخصت تھا جیسے ضرورت کے وقت مردار خون اور خنزیر کے گوشت کی رخصت ہوتی ہے۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۳۳)

ربیع بن سبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۳۴)

معمر اور حسن بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر صرف تین دن کے لئے متعہ حلال ہوا تھا اس سے پہلے حلال ہوا تھا نہ اس کے بعد۔ (المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۰، سنن سعید بن منصور رقم الحدیث:۸۴۲)

ربیع بن سبرہ والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ مقام عسفان پر پہنچے تو آپ نے فرمایا عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ سراقہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ دائما ہے؟ آپ نے فرمایا ہے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کیا پھر پھر آپ نے ہم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا حکم دیا ہم نے کہا ہم اس کو مدت معین کے لئے کریں گے آپ نے فرمایا کرو میں اور میرا ایک ساتھی باہر نکلے ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی ہم دونوں ایک عورت کے پاس گئے اور ہم دونوں نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا اس نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ میری چادر سے زیادہ نئی تھی اور میری طرف دیکھا تو میں اس سے زیادہ جوان تھا بالآخر اس نے مجھ کو پسند کر لیا اور میں نے اپنی چادر کے عوض اس سے متعہ کر لیا میں اس کے ساتھ اس رات کو رہا جب صبح کو میں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ مدت معین کے لئے متعہ کیا ہے تو وہ اس کو طے شدہ چیز دے دے اور جو اس کو دے رکھا ہے اس سے واپس نہ لے اور اس سے الگ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی نے قیامت تک کے لئے متعہ حرام کر دیا ہے۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۱، سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ زنا ہے۔ (المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۲)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ متعہ صرف تین دن ہوا پھر اللہ عزوجل اور اس کے رسول نے اس کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۳، سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: متعہ کو طلاق عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۴، سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رمضان نے ہر روزہ کو منسوخ کر دیا زکوۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا، اور طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۶، سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷۔ موارد الظمآن: ص ۳۰۹)

احادیث شیعہ سے حرمت متعہ پر دلائل کا بیان

زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام کر دیا۔ (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۱ الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب خیبر کے دن متعہ حرام کر دیا گیا تھا تو پھر فتح مکہ کے موقع پر متعہ کیوں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ خیبر کے دن ہی حرام کر دیا گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر ضرورت کی وجہ سے تین دن کے لئے عارضی رخصت دی گئی اور پھر اس کو دائماً حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکیداً اس کی حرامت کو دہرایا گیا جیسے اور کئی حرام کاموں کی حرمت کو اس موقع پر بیان کیا گیا۔

بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ .

یہ باب ہے کہ آواز کے ذریعے اور دف بجا کر نکاح کا اعلان کرنا

3369 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِی النِّكَاحِ".

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام (نکاح کے درمیان فرق) دف اور آواز ہے۔

3370 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ".

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز (کے ذریعے اعلان) ہے۔

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقاً مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔

3369-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في اعلان النكاح (الحديث 1088) و اخرجه النسائي في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3370) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب اعلان النكاح (الحديث 1896) . تحفة الاشراف (11221) .

3370-تقدم في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3369) .

خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں فرق یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم وبدعات شرط سے مراد وہ شرطیں ہیں جو نکاح میں ذکر کی جائیں خواہ وہ فاسد ہوں یا صحیح ہوں۔

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور ملکی رواجوں سے محفوظ نہیں رہا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کی غیر شرعی رسمیں جس کثرت اور شدت کے ساتھ مسلمانوں کے شادی بیاہ کے معاملات میں داخل ہوگئی ہیں اس نے نکاح کے اسلامی اور مسنون طریقے کو بالکل ہی اوجھل کر دیا ہے اور اب تو جس قدر رسمیں رائج ہیں یا پہلے رائج تھیں ان سب کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہوگیا ہے تاہم اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ رسموں اور بدعتوں کا ذکر کر دیا جائے تاکہ ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

حرام باجوں اور مزامیر کا استعمال کرنا، ناچ گانے اور قوالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، کٹھ پتلیوں کے کھیل جیسی لغویات کرانا، گھر بار کی غیر معمولی اور اسراف کی حد تک زیبائش وآرائش کرنا جیسے دیواروں کو کپڑے سے ڈھانکنا گھوڑے پر سواری کرنا بارات لے کر بلاضرورت شہر میں پھرنا دولہا کا شہر وآبادی کے مزارات پر جانا اور وہاں کچھ نقد چڑھا کر پھر برات میں شامل ہوجانا، بارات کے ساتھ ڈھول باجا ہونا، یا گانے والوں کا اور گانے والیوں کو بارت میں شامل کرنا، آتش بازی کے ذریعہ اپنا مال ضائع کرنا اور بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا جلوہ آرائی کرنا یہ سب چیزیں بہت سی برائی کی ہیں اور حرام ہیں۔

اسی طرح یہ چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً نکاح کی مجلس میں مستور چیزوں کو ظاہر کرنا دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا، دولہا کی پگڑی کو ڈوری سے ناپنا اور پھر اس ڈوری کو ٹوٹکا کرنے والے یا ساحر کو دے دینا تاکہ وہ اس کے ذریعہ دولہا دولہن کے درمیان محبت کے لئے کوئی ٹوٹکا کر دے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا باراتیوں اور دولہا کے قرابت داروں کی حد سے زیادہ تعریف وتوصیف کرنا اور ان کی بے جا خوشامد وچاپلوسی میں ایسی باتیں کرنا جو بالکل جھوٹی ہوں۔ ایسے ہی یہ چیزیں بھی حرام ہیں۔

دولہا کا حریر یا زعفرانی رنگ کا یا کسبنا اور یا ریشمی کپڑا پہننا (مردوں کے لئے ایسے کپڑے شادی کے علاوہ بھی پہننے حرام ہیں) دولہا کے سر سے پگڑی اتار کر دولہن کے سر پر رکھ دینا، دولہا کا دولہن کے گرد سات بار چکر لگانا اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس آنا اور سے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا اور اس کے ساتھ بے حیائی کی باتیں کرنا دولہا کا انگوٹھا دودھ کے ذریعہ عورت سے دھلوانا عورتوں کا دولہا کو شکر کھلانا اور دودھ پلانا مصری کی ڈلی دولہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا اسے اپنے منہ سے اٹھالو اور خلوت میں جب دولہا دولہن جمع ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت وسنت سے کوئی تعلق نہیں

ہے ان سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت ربیع بن معوذ بن عفرا کہتی ہیں کہ جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو کر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے بستر پر بیٹھے ہو (ربیع نے یہ بات حضرت خالد بن ذکوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہی جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے) اور ہمارے خاندان کی بچیوں نے جو اس وقت ہمارے گھر میں موجود تھیں دف بجانا شروع کیا اور ہمارے آباء میں سے جو لوگ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے ان کی خوبیوں اور شجاعت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگیں اسی دوران ان میں سے ایک بچی نے یہ کہا کہ "اور ہمارے درمیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دو (یعنی اس قسم کی باتیں نہ کہو) بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 357)

عفراء حضرت معوذ کی والدہ کا نام ہے، حضرت معوذ ایک عظیم المرتبت صحابی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر حق کا پرچم سر بلند کرتے ہوئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا اور تاریخ اسلام کی یہی وہ عظیم ہستی ہے جس نے اپنے بھائی معاذ کی معیت میں اس غزوہ بدر میں ابوجہل لعین کو قتل کیا۔ بچیوں سے انصار کی وہ چھوٹی بچیاں مراد ہیں جو ابھی بچپن کے دور سے گزر رہی تھیں اور حد بلوغ کو نہیں پہنچی تھیں۔ اکمل الدین نے کہا کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وقت نکاح اور زفاف کے اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے پھر بعض علماء نے اس جواز میں ختنہ، عیدین، مسافر کی آمد اور تقریب میں مسرت میں احباب واعزہ کے اجتماع کو بھی شامل کر دیا ہے یعنی نکاح کی طرح ان مواقع پر بھی دف بجانا جائز ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ دف سے مراد وہ دف ہے جس میں جھانج نہ ہو کیونکہ جھانج دار دف بجانا متفقہ طور پر مکروہ ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اس وقت جب کہ وہ بچیاں اپنے آباء واجداد کے بہادرانہ کارناموں اور حق کی راہ میں وطن کے قربان ہو جانے کی پُر شجاعت داستانوں کے گیت گانے لگیں تو اسی دوران ایک بچی نے جو ابھی عقائد کے نازک گوشوں سے ناواقف تھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کہا کہ ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آنے والی کل میں کیا وقوع پذیر ہوگا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی اسے روک دیا کیونکہ اس نے علم غیب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی جو ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی اس لئے کہ عقائد کا یہ کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ غیب کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ غیب کی جن باتوں کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے رسولوں پر منکشف فرما دیتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جن اشعار میں شریعت کے خلاف اور عقائد کے منافی کوئی بات نہ ہو اور فحش کذب شامل نہ ہو انہیں پڑھنا اور سننا جائز ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نکاح کے بعد رخصت کرا کر انصار کے ایک شخص کے ہاں لائی گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ کھیل یعنی دف اور گانا نہیں ہے (یعنی شریعت نے شادی بیاہ میں جس دف کے بجانے کی اجازت دی ہے اور جس قسم کے گیت جائز قرار دیئے ہیں تمہاری شادی ان چیزوں سے خالی

کیوں ہے؟ کیونکہ انصار تو ان چیزوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرے تو اسے کیسے دعا دی جائے

3371- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ جُشَمٍ فَقِيْلَ لَهٗ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ . قَالَ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ" .

◇◇ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنی جشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سے شادی کی تو انہیں دعا دی گئی بالرفاء والبنین (یعنی پھلو پھولو بال بچے ہوں) تو انہوں نے فرمایا: تم وہ کہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے اندر برکت دے"۔

بَابُ دُعَاءِ مَنْ لَّمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيْجَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شادی میں شریک نہ ہوا ہو اس کا دعا دینا

3372- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَا هٰذَا" . قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک گٹھلی کے وزن جتنے سونے کے عوض میں ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِى الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيْجِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت زرد رنگ کی رخصت

3371-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقال له اذا تزوج (الحديث 262) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تهنئة النكاح (الحديث 1906) تحفة الاشراف (10014) .

3372-اخرجه البخاري في النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج (الحديث 5155)، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6386) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 79) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليمة (الحديث 1094) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الوليمة (الحديث 1907) . تحفة الاشراف (288) .

3373- اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَهْيَمْ". فَقَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً. قَالَ: "وَمَا اَصْدَقْتَ". قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ. قَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا مہر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرکے دعوت کرو۔

3374- اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَیَّ - كَاَنَّهُ يَعْنِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ. فَقَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر (یعنی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر) زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا' یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرو۔

بَابُ تَحِلَّةِ الْخَلْوَةِ .

یہ باب ہے کہ خلوت کی بخشش

3375- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنِ بِیْ. قَالَ: "اَعْطِهَا شَيْئًا". قُلْتُ مَا عِنْدِیْ مِنْ شَیْءٍ. قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ". قُلْتُ هِیَ عِنْدِیْ. قَالَ: "فَاَعْطِهَا اِيَّاهُ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی رخصتی کردیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کچھ دو تو سہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میرے پاس کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کی' وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہ اسے دے دو۔

3373-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب قلة المهر (الحديث 2109) تحفة الاشراف (339) .

3374-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الهدية لمن عرس (الحديث 3388) مطولاً . تحفة الاشراف (798) .

3375-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10199) .

3376- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَعْطِهَا شَيْئًا". قَالَ مَا عِنْدِي. قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ".

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے کوئی چیز دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟

بَابُ الْبِنَاءِ فِي شَوَّالٍ.

یہ باب شوال میں رخصتی کرنے کے بیان میں ہے

3377- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَوَّالٍ وَاُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَائِهِ كَانَ اَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي.

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں میرے ساتھ شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں ہی میری رخصتی ہوئی تھی تو آپ کی کون سی ایسی زوجہ محترمہ ہے جو آپ کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت کی مالک ہو۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِابْنَةِ تِسْعٍ:

یہ باب ہے کہ نو برس کی عمر میں لڑکی کی رخصتی کرنا

3378- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاَنَا بِنْتُ سِتٍّ وَدَخَلَ عَلَيَّ وَاَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَكُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ.

◇◇ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت میری عمر چھ برس تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی۔ اور میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

3379- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي

3376-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يدخل بامراته قبل ان ينقدها شيئاً (الحديث 2125) ۔ تحفة الاشراف (6000) ۔

3377-تقدم (الحديث 3236) ۔

3378-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزويج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) تحفة الاشراف (17066) ۔

3379-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (17751) ۔

رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی اور ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر نو برس تھی۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ .

یہ باب سفر کے دوران رخصتی کروانے کے بیان میں ہے

3380 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَخَذَ نَبِيُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاِنِّيْ لَاَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: "اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" . قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ - فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ - وَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ . قَالَ: "اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً" . فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ مَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ . قَالَ: "ادْعُوْهُ بِهَا" . فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا" . قَالَ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا . فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا - قَالَ - حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا اِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ عَرُوْسًا قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ" . قَالَ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْاَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوْا حَيْسَةً فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر میں شریک ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے' پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی گلیوں میں چلنے لگے۔ میرا گھٹنا آپ کے زانوں سے مس ہو جایا کرتا تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوں کی سفیدی کو بھی کبھی کبھار دیکھ لیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو جائے گا جب ہم

3380-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ (الحديث 371) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 84) و الحديث عند: مسلم في الجهاد و السير، باب غزوة خيبر (الحديث 120) . و ابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في حكم ارض خيبر (الحديث 3009) . تحفة الاشراف (990) .

کسی قوم کے میدان میں پڑاؤ کرتے ہیں تو وہ ڈرائے جانے والے لوگوں کے لئے بہت بری صبح ہوتی ہے' یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ لوگ گھروں سے اپنے کام کاج کے لئے نکلے۔ انہوں نے کہا: محمد آ گئے (بعض روایات میں اور لشکر کے الفاظ ہیں) ہم نے اچانک حملہ کر کے ان پر قابو پالیا۔ ان کے قیدیوں کو جمع کیا گیا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی' اے اللہ کے نبی! مجھے قیدیوں میں سے کوئی کنیز دے دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور کسی بھی کنیز کو لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اختیار کیا۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا دے دی ہے وہ نضیر اور قریظہ قبیلے کی سردار ہے۔ وہ صرف آپ کے لائق ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دحیہ کو اس کنیز سمیت بلاؤ۔ وہ کنیز کو ساتھ لے کر آئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنیز کو دیکھا تو آپ نے دحیہ سے فرمایا: تم اس کی بجائے کسی اور کنیز کو لے لو۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوحمزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیا مہر دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: ان کی ذات کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ راستے میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا' اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راستے میں بھیجا اور اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا آپ نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے آپ نے دسترخوان بچھوایا کوئی شخص پنیر لے آیا کوئی شخص کھجوریں لے آیا کوئی شخص گھی لے آیا لوگوں نے اس کا حیس تیار کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

3381 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حِيْنَ عَرَّسَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خیبر کے راستے میں رخصتی کی آپ نے تین دن وہاں قیام کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ پھر آپ کے حکم کے تحت انہیں ان خواتین میں شامل کیا جن کے لئے پردہ کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں شامل ہو گئیں۔

3382 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يَبْنِىْ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ وَاَلْقٰى عَلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ

3381-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4212) تحفة الاشراف (796) .

3382-اخرجه البخاري في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5085)، وباب البناء في السفر (الحديث 5159) تحفة الاشراف (577) .

اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ یَمِیْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِیَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یَحْجُبْهَا فَهِیَ مِمَّا مَلَكَتْ یَمِیْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّا لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ النَّاسِ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے راستے میں مدینہ منورہ میں تین دن قیام کیا جس میں آپ نے سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی رخصتی کروائی میں مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے کے لئے بلا کر لایا اس ولیمے میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت دستر خوان بچھایا گیا اور لوگوں نے اس پر کھجوریں پنیر اور گھی ڈال دیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہوں گی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزوں میں شریک ہوں گی تو کچھ لوگوں نے کہا: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردہ کروایا تو یہ ازواج مطہرات میں شامل ہوں گی اور اگر پردہ نہیں کروایا تو یہ ان کنیزوں میں شمار ہوں گی جو آپ کی ملکیت ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے ان کے لئے بچھونا بچھوایا اور ان کے لئے لوگوں سے پردہ کروادیا۔

بَابُ اللَّهْوِ وَالْغِنَاءِ عِنْدَ الْعُرْسِ ۔

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت کھیل کود اور گانا

3383- اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ فِیْ عُرْسٍ وَّاِذَا جَوَارٍ یُغَنِّیْنَ فَقُلْتُ اَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَمِنْ اَهْلِ بَدْرٍ یُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ ۔ فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ اذْهَبْ لَنَا رُخِّصَ لَنَا فِی اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ ۔

✧✧ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شادی میں حاضر ہوا۔ وہاں کچھ لڑکیاں تھیں جو گانا گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور آپ کی موجودگی میں ایسا کیا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا: تم بیٹھ جاؤ اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہتے ہو تو تم چلے جاؤ۔ ہمیں شادی کے وقت گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

بَابُ جِهَازِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ ۔

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا

3384- اَخْبَرَنَا نُصَیْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَاطِمَةَ فِیْ خَمِیْلٍ وَّقِرْبَةٍ وَّوِسَادَةٍ

3383-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9993) ۔

3384-اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ضجاع آل محمد صلی الله علیه وسلم (الحديث 4152) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (10104) ۔

حَشْوُهَا إِذْخِرٌ .

◈◈ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک خمیل، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ دیا تھا جس میں اذخر (گھاس) بھری ہوئی تھی۔

بَابُ الْفُرُشِ .

یہ باب فرش (بچھونے کا بیان) کے بیان میں ہے

3385- اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُوْلُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاَهْلِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطٰنِ" .

◈◈ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک بستر مرد کے لئے ہوا ایک اس کی بیوی کے لئے ہو اور ایک مہمان کے لئے ہو اور چوتھا شیطان کے لئے ہوتا ہے۔

بَابُ الْاَنْمَاطِ .

یہ باب ہے کہ انماط (قیمتی چادر یا قالین) کا بیان

3386- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ تَزَوَّجْتَ" . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ: "هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا" . قُلْتُ وَاَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ" .

◈◈ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے قیمتی چادر بچھائی تھی۔ میں نے عرض کی: ہمیں قیمتی چادریں کہاں سے ملیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مل جائیں گی۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِمَنْ عَرَّسَ .

یہ باب ہے کہ جس نے شادی کی ہو اسے تحفہ دینا

3385-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش و اللباس (الحديث 41) . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4142) . تحفة الاشراف (2377) .

3386-اخرجه البخاري في النكاح، باب الانماط و نحوها للنساء (الحديث 5161) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب جواز اتخاذ الانماط (الحديث 39) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4145) . تحفة الاشراف (3029) .

3387- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ - قَالَ - وَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا - قَالَ - فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ لَكَ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ . قَالَ: "ضَعْهُ - ثُمَّ قَالَ - اذْهَبْ فَادْعُ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ" . وَسَمَّى رِجَالًا فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُهُ قُلْتُ لِأَنَسٍ عِدَّةُ كَمْ كَانُوا قَالَ يَعْنِي زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ فَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ" . فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ قَالَ لِي "يَا أَنَسُ ارْفَعْ" . فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِي حِينَ رَفَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ وَضَعْتُ .

◈◈ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی' آپ نے اپنی اہلیہ کی رخصتی کروائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری والدہ نے "حیس" بنایا' پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے یہ کہا ہے کہ ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ تھوڑا سا تحفہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رکھ دو اور فرمایا: جاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کا نام لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا نام لیا اور جو مجھے ملے میں سب کو بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تین سو کے قریب تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ دس دس کا حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے۔ سب نے کھانا کھا لیا اور سیر بھی ہو گئے ایک گروہ چلا جاتا تھا تو دوسرا گروہ اندر آ جاتا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا لو جب میں نے اسے اٹھایا تو مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے اسے اٹھایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا۔

3388- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ آخَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فَآخَى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ إِنَّ لِي مَالًا فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ فَأَنَا أُطَلِّقُهَا فَإِذَا حَلَّتْ فَتَزَوَّجْهَا . قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي - أَيْ - عَلَى السُّوقِ . فَلَمْ يَرْجِعْ حَتَّى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَأَقِطٍ قَدْ أَفْضَلَهُ .
قَالَ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَيَّ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ" . فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ . فَقَالَ: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

3387-اخرجه البخاري في النكاح، باب الهدية للعروس (الحديث 5163) تعليقاً مطولاً ۔ و اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات وليمة العرس (الحديث 94 و 95) مطولاً ۔ و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3218) . تحفة الاشراف (513) .

3388-تقدم (الحديث 3374) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو جب حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا کچھ مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا' میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہوگی تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے گی تو آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی بیویوں اور آپ کے مال میں آپ کو برکت دے آپ بازار کی طرف میری رہنمائی کریں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار سے جب واپس آئے تو انہیں منافع میں کچھ گھی اور پنیر حاصل ہوا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن بعد مجھ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہو۔

کِتَابُ الطَّلَاقِ

یہ کتاب طلاق کے بیان میں ہے

طلاق کی لغوی تعریف

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مصدر ہے: طلقت المرأة وطلقت تطلق طلاقا فھی طالق سے یعنی چھوڑنا، ترک کرنا اور الگ کر دینا۔ کہا جاتا ہے: طلق البلاد یعنی اس نے شہر چھوڑ دیا، اور أطلق الأسير یعنی قیدی کو رہا کر دیا۔ اسی طرح یہ چند دیگر معانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اس کا اطلاق پاک، صاف، اور حلال پر بھی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ھو لك طلق یعنی وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اسی طرح بُعد اور دوری پر بھی بولا جاتا ہے، کہا جاتا ہے: طلق فلان فلاں شخص دور ہوا۔

اسے خروج اور نکلنے کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ انت طلق من هذا الأمر (اللسان: ۲۶۹۴، معجم اللغه: ۳۳۰۳) یعنی تو اس معاملے سے خارج ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

مذکورہ معانی پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو مقصود لفظ طلاق اور ان میں ہم یک گونہ ربط پاتے ہیں۔ جب شوہر بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس کو چھوڑ رہا ہوتا ہے اور کسی دوسرے کے لیے اسے حلال کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے دوری اختیار کر رہا ہوتا ہے تو اس عقد سے بھی نکل رہا ہوتا ہے جو ان دونوں کو جمع کیے ہوئے تھا، چنانچہ لفظ طلاق میں یہ تمام معانی جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲۵۸۹)

طلاق کی شرعی تعریف

طلاق کی شرعی تعریف کے سلسلہ میں فقہائے کرام کی طرف سے متعدد عبارات دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے جامع و مانع تعریف اس طرح ہوگی۔

حل قيد النكاح (وبعضه) في الحال أو المآل بلفظ مخصوص ۔ (الدر المختار: ۳۱۴۲)

علامہ ابن قاسم لکھتے ہیں۔ کہ حال یا مستقبل میں کسی مخصوص لفظ کے ساتھ نکاح کی گرہ کھولنا۔ یہ تعریف الدر المختار کی ہے، جس پر اہل علم کا اتفاق موجود ہے۔ میں نے اس میں (وبعضه) کا اضافہ اس لیے کیا ہے کہ اس میں طلاق رجعی بھی داخل ہو جائے۔

(الروض المربع لابن قاسم، ۴۸۲۶)

قرآن کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

(۱) اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔(البقرہ،۲۳۰)

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

(۲) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔(البقرہ،۲۳۲)

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

(۳) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔(البقرہ،۲۳۱)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب وحکمت تم پر اُتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔

(۴) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔(البقرہ،۲۳۲)

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! اُنہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(۵) فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (البقرہ،۲۲۹)

اگر تم کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ عورت بدلہ دے کر علیحدگی اختیار

کرے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کے احکام وحدود کو قائم نہ رکھ سکیں اور نکاح کے مقاصد فوت ہونے کا پختہ قرینہ موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں شوہر کے لئے مباح ہے کہ وہ اسلام کے بیان کردہ طریقے کے مطابق طلاق دے اور اسی طرح عورت کے لئے بھی مباح ہے کہ اپنے شوہر سے خلع کر سکتی ہے تاکہ حدود اللہ جیسے بڑے احکام کے تحفظ کے لئے کمتر نقصان کا ارتکاب کر لیا جائے۔ کیونکہ وہ دونوں کسی دوسری جگہ اپنے اپنے نکاح بعد میں کر سکتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ دیا تو دنیا میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہے کہ جس سے اس قانون کے ٹوٹنے کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ وحی منقطع ہو چکی اور قوانین اسلام کو ابدی حیثیت حاصل ہے۔

احادیث کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔
(سنن الدارقطنی، کتاب الطلاق، الحدیث، ۳۹۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، الحدیث، ۲۱۷۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آ کر کہتا ہے میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث، ۱۴۳۸۲)

إنما الطلاق لمن أخذ بالساق (سنن ابن ماجہ: ۲۰۸۱) طلاق کا اختیار اسی کو ہے جو پنڈلی تھامتا ہے۔

مشروعیت طلاق پر اجماع کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور پھر ان سے رجوع کیا۔ (سنن نسائی: ۳۵۶۰، سنن ابوداود: ۲۲۸۳) طلاق کی مشروعیت پر بیسیوں احادیث و آثار موجود ہیں۔

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو صدر اوّل سے لے کر موجودہ زمانہ تک طلاق کے جواز پر اجماع چلا آ رہا ہے اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ (المغنی لابن قدامہ: ۳۲۳/۱۰)

طلاق دینے کا فقہی حکم

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق دینا جائز ہے البتہ بغیر عذر شرعی ممنوع ہے۔ اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے۔ بلکہ

بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کردیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (درمختار، کتاب طلاق، ج ۴، ص ۴۱۴، بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ لغت میں طلاق کے معنی بندھن کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جورو پر ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا کبھی طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو، کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے پنچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔ کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو، کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں کہ مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، بتصرف)

اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔ خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عفیفہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نباہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہئے۔ جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا ہے (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کر سکتی ہے جس کے لیے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدانخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتی الامکان صلح صفائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔

طلاق کی ممانعت میں احادیث

حضرت محارب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن امور کو مباح کیا ہے ان میں سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق کا ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 413)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 414)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو اس کے آقا سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 411)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال کئے گئے کاموں میں سے اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسند (چیز) طلاق ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 175)

مسائل طلاق پر عدم التفات سے معاشرتی نقصانات

جس طرح اسلامی شریعت نے نکاح کے معاملے اور معاہدے کو ایک عبادت کی حیثیت دے کر عام معاملات و معاہدات کی سطح سے بلند رکھا ہے اور بہت سی پابندیاں اس پر لگائی ہیں اسی طرح اس معاملہ کا ختم کرنا بھی عام لین دین کے معاملات کی طرح آزاد نہیں رکھا کہ جب جس کا دل چاہا اس معاملہ کو ختم کر دیا اور کسی دوسرے سے نکاح کا معاملہ کر لے۔ بلکہ اللہ تعالی نے اس نکاح کو ختم کرنے کا ایک خاص حکیمانہ قانون بنایا ہے، جس کو طلاق کہتے ہیں۔۔

آج کل جو طلاق کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بے چینی اختلافات اور انتشار پایا جاتا ہے اس کا حقیقی سبب صرف یہی ہے کہ لوگوں نے اسلام کے نظام طلاق کو اس کے صحیح مفہوم میں سمجھا ہی نہیں اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اپنے لئے مسائل کو خود پیدا کرتے ہیں اور بدنام اسلام اور علماء کو کرتے ہیں۔۔

آج کل کے عام مسلمانوں کو علماء کی یاد محض مردے کو غسل دلوانے، نماز جنازہ پڑھوانے، باپ کے مرنے کے بعد میراث سے حصہ ڈھونڈنے کے وقت ہی آتی ہے یا پھر نکاح کے وقت ادب سے مولوی کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ طلاق دینے کے بعد مولوی کے پاؤں پکڑ کر بیٹھنے پر تو آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن طلاق دینے سے قبل مولوی صاحب سے طلاق دینے کا طریقہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اور خود ہی سیکھنے کی زحمت برداشت کرتے ہیں۔ نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ طلاق مغلظہ دے کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ جہالت کے ہاتھوں مجبور ہو کر عزت و ناموس کا جنازہ بھی دھوم سے نکلواتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے لعنت کے مستحق قرار بھی پاتے ہیں۔

نکاح کے حوالے سے اسلامی تعلیمات یا یوں کہیے کہ منشاء خداوندی یہ ہے نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ نکاح کو ختم کرنے کا اثر صرف میاں بیوی پر ہی نہیں پڑتا، بلکہ ان کی نسل اور اولاد کی تباہی و بربادی اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پورا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

اسی لئے شریعت اسلامیہ جو اسباب اور وجوہ اس نکاح کو توڑنے کا سبب بن سکتے تھے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ میاں بیوی کے ہر معاملے اور ہر حال کے لئے جو ہدایتیں قرآن و سنت میں مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے۔ ٹوٹنے نہ پائے، میاں بیوی میں ناموافقت کی صورت میں اول افہام و تفہیم سے کام لیا جائے۔ مسئلہ حل نہ ہو تو زجر و تنبیہ کی جائے۔ اور پھر بھی اگر معاملہ حل نہ ہو سکے تو خاندان ہی کے چند افراد کو ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔(النساء:۳۵)

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو۔ تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اس آیت میں خاندان ہی کے افراد کو ثالث بنانے کا فرمان کس قدر حکیمانہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے اختلاف کا یہ معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جانے اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

لیکن بسا اوقات ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ اصلاح احوال کی تمام تر کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور تعلق نکاح کے مطلوبہ ثمرات میاں بیوی، خاندان اور معاشرے کو حاصل نہیں ہو پاتے۔ اور میاں بیوی کا آپس میں ایک ساتھ رہنا ان دونوں کے لئے ہی نہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے لئے ایک عذاب بن سکتا ہے یا بن جاتا ہے۔

ایسی حالت میں نکاح کے اس رشتہ کو ختم کرنے میں ہی سب کے لئے راحت اور سلامتی بن سکتا ہے۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے بعض دیگر مذاہب کی طرح یہ نہیں کہا کہ جب ایک بار نکاح ہو گیا تو اب یہ ناقابل تنسیخ ہے۔ بس جو بھی ہے جیسا بھی ہے جہاں بھی ہے اب ساری زندگی ایک ساتھ ہی رہنا ہے۔ بلکہ شریعت نے طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا ہے۔ طلاق کا اختیار مرد کو دیا۔ جس میں عادۃً فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو بالکل اس حق سے محروم کر دیا کہ وہ شوہر کے ظلم و ستم سہنے پر ہی مجبور رہے۔ بلکہ عورت کو یہ حق دیا ہے کہ حاکم شرعی کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کر کے نکاح فسخ کرا سکے۔

اسی طرح شریعت اسلامیہ کی یہ تعلیم بھی نہیں ہے جس کا جب دل چاہے نکاح ختم کر دے۔ جب چاہا دوبارہ شادی کر لی۔ جیسا کہ یورپ امریکہ وغیرہ میں عموماً کیا جا رہا ہے۔ اور یہی بد تہذیبی جمہوریت اور حقوق نسواں کے نام پر دوسروں پر مسلط کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی جا رہی ہے۔

بہر حال مختصر یہ کہ شریعت نے نکاح کو ختم کرنے کا اختیار بہر حال دیا ہے اور یہ اختیار مرد کو بھی حاصل ہے اور عورت کو بھی حاصل ہے۔ مگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق۔ چونکہ ہمارا موضوع اس وقت طلاق ہے جس کا تعلق مرد کے نکاح کو ختم کرنے کے حق سے ہے اس لئے عورت کے نکاح کو ختم کرنے کے حق، تنسیخ نکاح۔ یا خلع سے یہاں بات نہیں کروں گا۔۔۔

شریعت نے مرد کو بوقت ضرورت شدیدہ کے نکاح کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نے مرد کو بعض ہدایات دی ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ اس پر بعض پابندیاں عائد کی ہیں۔

( ) شریعت نے بتا دیا کہ مرد کا طلاق کا اختیار استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مبغوض اور مکروہ ہے صرف مجبوری کی حالت میں اجازت ہے۔

(۲) حالت غیظ وغضب میں یا کسی وقتی اور ہنگامی ناگواری میں اس طلاق کے اختیار کو استعمال نہ کرے۔ لیکن اگر کرے گا تو طلاق تو ہو چکی مگر گناہ بھی ملے گا۔

(۳) اسی طرح عورت کے ایام ماہواری میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر دی تو طلاق تو ہوگی مگر گناہ گار ہوگا۔

(۴) معاملہ نکاح کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں رکھا گیا جو عام معاملات کو ختم کرنے کا رکھا گیا ہے۔ ادھر معاملہ ختم ادھر دونوں فریق آزاد جو مرضی ہے کریں چاہے خود ہی دوبارہ معاملہ کر لیں یا فوراً کسی دوسرے سے معاملہ کر لیں۔ بلکہ معاملہ نکاح کو ختم کرنے کے لئے پہلے تو اس کے تین درجے تین طلاقوں کی صورت میں رکھے ہیں۔ پھر اس پر عدت کی پابندی لگائی ہے۔ عدت پوری ہونے تک معاملا نکاح کے متعدد اثرات باقی رہتے ہیں۔ مثلاً عورت دوسرا نکاح دوران عدت نہیں کر سکتی۔ اور مرد ذمہ عورت کا نان ونفقہ دوران عدت ہوگا۔

(۵) ایک یا دو طلاق صریح الفاظ میں دی ہے تو نکاح نہیں ٹوٹا، عدت ختم ہونے سے قبل مرد رجوع کر سکتا ہے۔

(۶) لیکن یہ رجوع کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کو صرف دو طلاق تک محدود رکھا ہے۔ اس کے بعد تیسری طلاق اگر دے دی تو مرد کو رجوع کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ حکیمانہ قانون اللہ تعالیٰ نے عورت کی حفاظت کے لئے بنا رکھا ہے تا کہ کوئی ظالم اور بے قدر اشخص ہمیشہ طلاق دیتا اور رجوع کرتا ہی نہ رہے۔ اور اس کی نظر میں بیوی یا عورت کی کوئی قدر و منزلت ہی نہ ہو۔

طلاق کی شرعی حیثیت کا بیان

فقہاء کا کہنا ہے کہ طلاق پر پانچ احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ کبھی واجب ہوتی ہے: یہ اس وقت جب شوہر مباشرت (صحبت) کے قابل نہ ہو، یا بیوی پر خرچ نہیں کر سکتا، تو اس کی دینداری کا تقاضا ہے اس کو طلاق دیدے، (اگر یہ بیوی کی خواہش ہو تو) تا کہ اس کو روکنے کے نتیجہ میں اس کے اخلاق میں بگاڑ نہ آ جائے، یا کوء نقصان نہ ہو، نیز ناچاقی کی اصلاح کے لئے جمع ثالثوں کی طلاق، جب دونوں میں ہوئے جھگڑوں کی اصلاح کی کوششیں ناکام ہو جائیں، اور دونوں ثالث، دونوں میں علاحدگی ہی مناسب سمجھیں۔

کبھی مستحب ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی، شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں تساہل برتے، مثلاً بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے آپ کو شوہر سے دور رکھے، اور اس پر مصر رہے، نیز اس صورت میں بھی طلاق مستحب ہے، جب بیوی خود، نااتفاقی کی بنا پر اسکا مطالبہ کرے، اور اس پر مصر رہے۔

کبھی جائز ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی کی بد اخلاقی، اور اس کے برے سلوک سے بچنے، اس کی واقعی ضرورت پیش آئے، یا شوہر بیوی سے اتنی سخت نفرت کرتا ہیکہ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتا، یا یہ اندیشہ لاحق ہو جائے کہ بیوی کی حق تلفی ہوگی، یا اس پر ظلم ہوگا، (اس صورت میں طلاق جائز ہوگی)۔

انہی تینوں احکام کیطرف دفعہ نے ان لفظوں میں اشارہ کیا ھے، "یہ ایسی شادی سے، جسکا شرعی مقصد پورا نہیں ہو رہا ہو، ایسے وقت میں چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے رکھی گ ءہے، جبکہ خاوند و بیوی کے درمیان اختلافات زور پکڑ جائیں، اور یہ یقین

ہو جائے کہ شادی کا برقرار رہنا محال ہے"۔

موجودہ دفعہ میں مذکور لفظ "شرع" (مشروع کی گئی ہے یا رکھی گئی ہے)، میں، واجب، مستحب، اور جائز بھی آ جاتے ہیں۔

طلاق کبھی مکروہ ہوتی ہے، یہ عام فقہاء کا مذھب ہے، یہ اس صورت میں، جب طلاق کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو، بعض لوگوں کا تو کہنا ہے کہ اسمیں بیوی کے لئے بنا کسی سبب کے جو تکلیف و نقصان ہے، اس بنا پر یہ طلاق حرام ہے۔

طلاق کبھی حرام ہوتی ہے: یہ اس صورت میں، جب شوہر کو یقین ہو کہ یا تو بیوی سے بے انتہا قلبی تعلق کی بنا پر، یا اس کے علاوہ کسی اور خاتون سے شادی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونیکا یقین ہو، نیز حالت حیض میں یا اس پاکی کی حالت میں، جس میں صحبت کی ہو، طلاق دینا حرام ہے، اس کو بدعی طلاق کہتے ہیں، اسکا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ طلاق میں اصلاح عوام کی ضرورت

لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ یک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر علمائے کرام سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو علمائے حق اہل سنت و جماعت یہ فتوی دیتے ہیں کہ اب وہ بغیر حلالہ کے تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی کیونکہ شریعت نے بغیر حلالہ کے شوہر اول سے اسکا نکاح منع کر دیا ہے۔ تو جاہل و بے وقوف لوگ سر پکڑ کو بلبلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص کا گھر برباد ہو رہا ہے اور اس کے پانچ، سات بچے ہیں جو معصوم ہیں وہ بیچارے تو بھوک سے مرجائیں گے۔ خاندان کے اندر کئی دشمنیاں جنم لیں گی اور علمائے کرام پر اس طرح کے جملے کستے ہیں کہ جیسے ان کے درمیان اور علمائے کرام کے درمیان حق و باطل کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔

لیکن افسوس؛ اس بات پر کہ لوگ ساری ساری عمر بسر کر جاتے ہیں مگر نکاح، طلاق اور دیگر شرعی احکام کو سمجھنے کی طرف ذرا توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے اگر غلطی ان کی اپنی ہو اور الزام شریعت پر، یہ کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اللہ کا کیا ہوا حرام تو کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہو سکتا۔ اگر چہ ساری دنیا کے روشن خیال اور عقل کل کا دعوی کرنے والے لوگ ساری عمر اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تب بھی وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جزائے مہربانی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے احکام کو بدلنے سے باز رہیں۔

اسی طرح وہ نام نہاد علماء جو عوامی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تین طلاقوں کو ایک طلاق کہہ دیتے ہیں اور پھر اس پر فتاوی جات کی بھرپور اشاعت بھی کر بیٹھتے ہیں انہیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تین، تین ہوتا ہے اور ایک، ایک ہوتا ہے۔ کیا اگر کسی نے کہا کہ اس کے تین خدا ہیں تو کیا تم اس کی توحید کو قبول کر لو گے۔ اگر ایسی توحید قابل قبول نہیں تو پھر وحدہ لاشریک کے احکام کو بھی حق کے ساتھ بیان کرو، نہ کہ عوامی خواہشات کی پیروی۔؟

یاد رہے احکام شرع میں حلت و حرمت کا حکم شرعی نصوص کے ذریعے ثابت کرنا یہ کوئی عام لوگوں کا منصب نہیں ہے کہ وہ جس طرح چاہیں استدلال کرتے ہوئے احکام کی تشریح کریں۔ یہ مجتہدانہ صلاحیت و بصیرت اہل علم لوگوں یعنی فقہائے اسلاف کا کام تھا اور وہ پوری دیانتداری کے ساتھ یہ کام کر گزرے ہیں اور اب ہمیں ان کی اتباع و تقلید کا حکم ہے۔

بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ .

یہ باب ہے کہ اس عدت کے حساب سے طلاق کا وقت‘ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے‘ اس حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے

3389 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ السَّرَخْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاسْتَفْتَى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ "مُرْ عَبْدَ اللّٰهِ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا هٰذِهٖ ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى فَاِذَا طَهُرَتْ فَاِنْ شَآءَ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ اَنْ يُجَامِعَهَا وَاِنْ شَآءَ فَلْيُمْسِكْهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ" .

☆☆ نافع‘ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی‘ وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: عبداللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے‘ وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم عبداللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے‘ پھر اس کو ایسے ہی رہنے دے‘ یہاں تک کہ وہ اُس حیض سے پاک ہو جائے‘ پھر جب اُسے اگلی مرتبہ حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے‘ اس وقت اگر عبداللہ چاہے‘ تو اس عورت سے صحبت کرنے سے پہلے اس سے علیحدگی اختیار کر لے‘ اگر چاہے‘ تو اُسے اپنے ساتھ رہنے دے‘ یہ وہ عدت ہے‘ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے‘ اس عدت کے حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے۔

طلاق بدعت کی تعریف

عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم طلاق کے ساتھ کسرہ صفت لگا کر عربی اسم بدعتِ لگانے سے مرکب توصیلی بنا۔ اردو زبان میں بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ 1867ء کو "نورالہدایہ" میں تحریراً مستعمل ملتا ہے۔

(فقہ) اس طلاق کی تین صورتیں ہیں (1) حالت حیض میں طلاق دی ہو، (2) ایسے طہر میں طلاق دی ہو جس میں مباشرت ہو چکی ہو (۳) تین طلاقیں بیک وقت دے دی ہوں۔ "امام مالک علیہ الرحمہ اور بہت سے فقہا نے تیسری طلاق کو جائز ہی نہیں رکھا وہ اس کو طلاق بدعت کہتے ہیں۔

حالت حیض کی وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

3389-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8220) .

رجوع کا حکم دیا تھا، اس لئے فقہاء کے درمیان یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ یہ حکم کس معنی میں ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، ابن ابی لیلی، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو رجوع کا حکم تو دیا جائے گا مگر رجوع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

(عمدۃ القاری، علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ)

ہدایہ ہیں حنفیہ کا مذہب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں رجوع کرنا نہ صرف مستحب بلکہ واجب ہے۔ مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ جس نے حیض میں طلاق دی ہو اور تین نہ دے ڈالی ہوں اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ رجوع کرے، اور اس کے بعد والے طہر میں طلاق نہ دے بلکہ اس کے گزرنے کے بعد جب دوسری مرتبہ عورت حیض سے فارغ ہو تب طلاق دینا چاہے تو دے، تا کہ حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع محض کھیل کے طور پر نہ ہو۔

الانصاف میں حنابلہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ اس حالت میں طلاق دینے والے کے لئے رجوع کرنا مستحب ہے۔

لیکن امام مالک علیہ الرحمہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ عورت خواہ مطالبہ کرے یا نہ کرے، بہر حال حاکم کا یہ فرض ہے کہ جب کسی شخص کا یہ فعل اس کے علم میں آئے تو وہ اسے رجوع پر مجبور کرے اور عدت کے آخری وقت تک اس پر دباؤ ڈالتا رہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اسے قید کر دے۔ پھر بھی انکار کرے تو اسے مارے۔ اس پر نہ مانے تو حاکم خود فیصلہ کر دے کہ "میں نے تیری بیوی تجھ پر واپس کر دی" اور حاکم کا یہ فیصلہ رجوع ہوگا جس کے بعد مرد کے لئے اس عورت سے مباشرت کرنا جائز ہوگا، خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، کیونکہ حاکم کی نیت کی قائم مقام ہے۔

(حاشیہ الدسوقی)

مالکیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس شخص نے طوعاً و کرہاً حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لیا ہو وہ اگر طلاق ہی دینا چاہے تو اس کے لئے مستحب طریقہ یہ ہے کہ جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے اس کے بعد والے طہر میں اسے طلاق نہ دے بلکہ جب دوبارہ حیض آنے کے بعد وہ طاہر ہو اس وقت طلاق دے۔ طلاق سے متصل والے طہر میں طلاق نہ دینے کا حکم دراصل اس لئے دیا گیا ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کا رجوع صرف زبانی کلامی نہ ہو بلکہ اسے طہر کے زمانے میں عورت سے مباشرت کرنی چاہیے پھر جس طہر میں مباشرت کی جا چکی ہو اس میں طلاق دینا چونکہ ممنوع ہے، لہٰذا طلاق دینے کا صحیح وقت اس کے طہر والا ہی ہے

(حاشیہ الدسوقی)

3390 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ

3390-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول الله تعالى (يايها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن و احصوا العدة) (الحديث 5251) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 1) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2179) تحفة الاشراف (8336) .

عَزَّوَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اُسے حیض آئے پھر پاک ہو جائے پھر اگر وہ چاہے تو اس کے بعد اُسے اپنے ساتھ رہنے دے اگر چاہے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دیدے یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3391 - اَخْبَرَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَیْدِیُّ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِیُّ کَیْفَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ حَائِضٌ. فَذَکَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ "لِیُرَاجِعْهَا ثُمَّ یُمْسِکْهَا حَتّٰی تَحِیْضَ حَیْضَةً وَّتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ یُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ کَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ". قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِیْقَةَ الَّتِیْ طَلَّقْتُهَا.

☆☆ زبیدی بیان کرتے ہیں زہری سے سوال کیا گیا: عدت کے حساب سے طلاق کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے بتایا: سالم بن عبداللہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو اس بات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے یہاں تک کہ اُسے ایک مرتبہ حیض آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے پھر اگر وہ مناسب سمجھے تو طہر کی حالت میں اس کے ساتھ صحبت کیے بغیر اُسے طلاق دیدے تو یہ وہ طلاق ہوگی جو عدت کے حساب سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے اس خاتون کے ساتھ رجوع کر لیا تاہم جو طلاق میں نے اُسے دی تھی اس طلاق کو شمار کیا تھا۔

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اربعہ

ایک مجلس میں تین دفعہ دی گئی طلاق کو سنت کے خلاف ہے، طلاق بدعت ہے؛ لیکن اِس کے واقع ہو جانے میں ائمہ اربعہ کا

3391-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 4م) . تحفة الاشراف (6927) .

اختلاف نہیں، حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلثاً فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث" ۔ (نووی شرح مسلم)

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور قدیم و جدید تمام علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح امام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (المغنی، ج: 7، ص ۱۸۲، بیروت)

بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہیں

حضرت محمود ابن لبید کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے (یعنی حکم خداوندی کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے) درآنحالیکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہ سن کر مجلس نبوی میں موجود صحابہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟ (نسائی)

اللہ عزوجل کی کتاب سے قرآن کریم کی یہ آیت (اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ) 2۔البقرۃ:229) مراد ہے۔

اس آیت میں یہاں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقیں نہ دینی چاہئیں بلکہ متفرق طور پر دینی چاہئیں و ہیں (وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (2۔البقرۃ:231) کے ذریعہ یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو لہو لعب کی طرح بے وقعت مت سمجھو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی طرف اشارہ فرمایا کہ متفرق طور پر طلاق دینے کی بجائے ایک ساتھ تینوں طلاقیں دینا حق تعالیٰ کے حکم و منشاء کی خلاف ورزی ہے اور یہ خلاف ورزی گویا حق تعالیٰ کے احکام کے ساتھ استہزاء ہے۔ کیونکہ جس شخص نے حق تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا اس نے درحقیقت اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ اس کی نظر میں حکم خداوندی کی کوئی وقعت نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کرنا اور کرنا دونوں برابر ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت و حرام ہے۔ اور اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے اس فعل پر غضب ناک ہوتے تھے جو گناہ و معصیت کا باعث ہوتا تھا حضرت امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا حرام نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ نہ دینے میں فائدہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد شاید اللہ تعالیٰ خاوند کے دل کو اس کی بیوی کی طرف مائل کر دے اور اس کے فیصلہ میں کوئی ایسی خوشگوار تبدیلی آ جائے کہ وہ رجوع کر لے اور ان دونوں کے درمیان مستقل جدائی کی نوبت نہ آئے۔

علماء کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ انت طالق ثلاثا (یعنی تجھ پر تین طلاق ہیں) تو آیا اس کی بیوی پر ایک طلاق پڑے گی یا تین طلاق واقع ہوں گی چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام احمد اور جمہور علماء یہ فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں پڑیں گی جب کہ طاؤس اور بعض اہل ظاہر یہ کہتے ہیں کہ ایک طلاق پڑ گئی۔

ایک صحابی کا یہ کہنا کہ میں اس شخص کو قتل نہ کردوں؟ اس بناء پر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء کرنے والا کہا تھا جو کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کفر کی حد میں داخل ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے حالانکہ ان صحابی نے یہ نہیں جانا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں وہ زجر و توبیخ پر مبنی ہیں ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔

ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا بیان

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے حضرت عویمر عجلان نے بیان کیا کہ میں حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے اور وہ شخص اس اجنبی شخص کو قتل کر دے تو اس قتل کرنے کے عوض کیا اس شخص کو بھی قتل کر دیں گے اگر وہ شخص ایسا نہ کرے؟ یعنی اس عورت کے شوہر کے واسطے کیا شرعی حکم ہے؟ تم یہ مسئلہ اے عاصم میری جانب سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو چنانچہ پھر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگر چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ سوال ناگوار محسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو برا خیال فرمایا اور سائل کے اس سوال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیوب خیال فرمایا حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری محسوس کر کے گراں محسوس ہوا اس وجہ سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اس سوال سے افسوس ہوا اور ان کو اس سوال سے شرمندگی محسوس ہوئی اور خیال ہوا کہ میں نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا بہر حال جس وقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گھر تشریف لائے جب حضرت عویمر کہنے لگے کہ تم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ حضرت عویمر سے حضرت عاصم نے کہا کہ تم نے مجھ کو اس طرح کے سوال کرنے کا خواہ مخواہ مشورہ دیا (یعنی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ نہیں دریافت کرنا چاہیے تھا) اس پر حضرت عویمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس مسئلہ کو بغیر دریافت کیے نہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت عویمر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے کو دیکھے اور اگر یہ شخص اس کو قتل کر دے تو کیا اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا؟ آیا اس کے ساتھ (یعنی قاتل کے ساتھ) کس قسم کا معاملہ ہوگا؟ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے واسطے حکم خداوندی نازل ہو چکا ہے تم جاؤ اور اس عورت کو لے کر آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے لعان کیا یعنی حضرت عویمر اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اور ہم لوگ بھی اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک موجود

تھے۔ جس وقت حضرت عویمر لعان سے فارغ ہو گئے تو فرمانے لگے کہ اگر اب میں اس خاتون کو مکان میں رکھوں تو میں جھوٹا اور غلط گو قرار پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اسی وقت تین طلاقیں دے ڈالیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار بھی نہ فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم، رقم الحدیث، 1340)

بیک وقت تین طلاقیں دینے کی ممانعت وانعقاد

سہ بارہ طلاق کا طریقہ یقیناً قرآن وحدیث کے خلاف اور گناہ ومعصیت ہے، غور وفکر کے بغیر غصہ کی حالت میں طلاق دینے کی وجہ سے زوجین مزید مشکلات میں مبتلاء ہو جاتے ہیں، اس لئے سہ بارہ طلاق کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے اور مسلم معاشرے میں مرد حضرات کو اس سے واقف کرانا چاہیے تا کہ سہ بارہ طلاق کا غیر شرعی طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور معصیت کی یہ راہ مسدود ہو جائے، اس کے باوجود اگر کوئی شخص تین طلاق دے تو تین واقع ہو جائیں گی۔ عہد نبوی میں ایک صاحب نے تین طلاق دی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ قرار دیا

سنن ابوداؤد شریف کتاب الطلاق، باب فی اللعان ص **306**، میں حدیث پاک ہے: **عن سهل بن سعد فى هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم .**

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے (حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے) واقعہ کے بارے میں روایت ہے انہوں نے فرمایا (عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ) نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تین طلاق کو نافذ قرار دیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق کو کالعدم نہیں قرار دیا جا سکتا، جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

یہ مسئلہ احادیث مبارکہ سے ثابت اور صحابہ وتابعین، فقہاء ومحدثین سے منقول ہونے کے بعد اس کے مقابل کسی کی رائے کو قبول نہیں کیا جا سکتا مقام غور ہے کہ غصہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی دنیوی قانون کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قابل سزا قرار دیا جاتا ہے اور وہی شخص اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرے تو غصہ کی حالت کا عذر پیش کر کے رائے زنی کی جاتی ہے، اہل اسلام قرآن وحدیث میں بتائے گئے اصول واحکام کے پابند ہیں، لہٰذا تین طلاق کے سلسلہ میں دی گئی یہ رائے کہ غصہ کی حالت میں اور بیوی کو اطلاع نہ پہنچنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، نا قابل قبول ہے۔

ردالمحتار ج 2 کتاب الطلاق ص، **455** میں ہے: **وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وعن هذا قلنالو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف .**

طلاق ثلاثہ کے نفاذ کا ثبوت

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ میں خالد کی لڑکی ہوں اور فلاں کی اہلیہ ہوں اور اس نے مجھ کو طلاق کہلوائی ہے اور میں اس کے لوگوں سے خرچہ اور رہائش کے واسطے مکان مانگ رہی ہوں۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ شوہر کی جانب کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے کر بھیجا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا نان نفقہ اور رہائش کے واسطے جگہ اس خاتون کو ملتی ہے کہ جس خاتون سے مرد طلاق سے رجوع کرے اور تین طلاق دینے کے بعد طلاق سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے ایسی عورت کا نان نفقہ بھی نہ ملے گا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1341)

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے وقوع میں اسلاف امت مسلمہ کا اختلاف

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمر، عبد اللہ بن عمرو، ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہو جائے گی حتیٰ کہ کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور پھر بیوہ ہو یا طلاق پائے اور اس میں مدخولہ یا غیر مدخولہ کا کوئی فرق نہیں۔ اور یہی قول ہے بعد کے اکثر اہل علم کا تابعین اور ائمہ میں سے بھی ہے۔

اور عطاء، طاؤس سعید بن جبیر، ابو الشعثاء اور عمرو بن دینار کا کہنا ہے کہ غیر مدخولہ کی اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوں گی۔ اور طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی ابتدائی خلافت میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں، اور سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، مجاہد، اور مالک بن الحارث ابن عباس سے طاؤس کی روایت کے خلاف روایت کرتے ہیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی طاؤس کی روایت کے خلاف ہے۔ (مغنی، ج ۷، ص ۳۷۰، بیروت)

بہ یک وقت تین طلاقوں کے عدم وقوع میں غیر مقلدین کے عجیب استدلالات

غیر مقلدین نے تین کو ایک ثابت کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں اور اس قسم کے استدلال شروع کیے ہیں جو بعض اوقات عقل و ادراک سے بالکل دور اور انسانی سوچ سے کوسوں دور ہیں۔ اول تو غیر مقلدین رائے اور قیاس کی سخت مخالفت کرتے ہیں مگر جب خود کسی مسئلہ میں رائے یا قیاس سے کام لیتے ہیں تو پھر تمام عقلی حدود سے بھی گزر جاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہمہ وقت قرآن وحدیث ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کے فقہی اصول کو خاطر میں نہیں لاتے لیکن جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں یا فقہاء کی مخالفت کی ٹھان لیتے ہیں تو پھر رائے، قیاس، ظن، گمان اور ہر طرح غیر فقہی اصول بھی اپنانے سے گریز نہیں کرتے۔

طلاق ثلاثہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری فیصلہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسلام کے اصول عدل و اصلاح پر مبنی ہیں اسی بناء پر بوقت مجبوری اسلام نے

طلاق کو جائز رکھا ہے۔یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی صورت نہیں رہتی تو پھر طلاق کے ذریعہ وہ ایک دورے سے خلاصی کرسکیں گے باوجود اس کے کہ یہ فعل اللہ کو پسند نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے"۔

(المستدرک للحاکم، ج2،ص196)

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذھبی نے تلخیص میں اس کو صحیح مسلم کی شرط پر مانا ہے۔اس ناپسندیدگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طلاق آخری حربہ ہے اس سے قبل جہاں تک اصلاح کا امکان ہو تو اس کی کوشش کی جائے۔

بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے:

اسی لئے شریعت نے بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے۔ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی خبر دی گئی کہ اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقین دیدی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں یہاں تک کہ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل نہ کردوں؟(سنن نسائی، ج2،ص:81)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ مین بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی اور گنہگار بتلایا گیا ہے۔(ہدایہ، ج2، باب طلاق السنۃ، ص:355)

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی نے صحابہ رض سے اس مسئلہ کی بابت چند آثار نقل کر کے فرماتے ہین:"ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے تین طلاقیں اکھٹی دینے کی منع ثابت ہے۔اور کسی ایک صحابی سے اس کے خلاف منقول نہیں لہٰذا اجماع ہوا۔"

(احکام القرآن، ج1،ص:383)

(طلاق سنت) بلکہ شریعت نے طریقہ یہ بتلایا ہے کہ کم از کم ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق ہو۔چنانچہ امام نسائی نے سنن میں اس کے لیے ایک باب مقرر کیا ہے کہ "باب طلاق السنۃ" اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

"عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) مسنون طریقہ طلاق کہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر ہم بستری کے ایک طلاق دے پھر ایک ماہواری کے بعد طہر آئے تو دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے طہر میں۔پھر (تیسری) طلاق دے اس کے بعد عدت گزارے۔اور امام اعمش فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا"۔

(سنن نسائی، ج2، باب طلاق السنۃ، ص۸۰)

اور علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی فرماتے ہیں:"ہمارے علماء (حنفی) نے کہا ہے کہ طلاق کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو بغیر جماع (ہمبستری) کرنے کے ایک طلاق دیدے اور اگر تین دینا چاہتا ہے تو ہر ایک طلاق ہر ایک طہر میں قبل الجماع (ہمبستری سے پہلے) دیدے یہی قول امام سفیان ثوری کا ہے۔اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ بواسطہ ابراہیم نخعی ہم کو خبر پہنچی

قارئین!

طلاق فی نفسہ ایک مباح عمل ہے اگر چہ وہ لوگ کثرت سے طلاق دے رہے تھے، اور اس سے ایک بہت بڑا فتنہ شروع ہو گیا تھا، اور امیر المومنین نے ان کی تنبیہ کے لیے یہ قدم اٹھایا؛ تاہم آپ نے اس پر بھی (اسی طرح) ندامت کا اظہار کیا (کہ) جو چیز ایک مباح تھی، اگر چہ وہ شرارت کا سبب بن گئی، تاہم مجھے یہ حق نہیں تھا کہ ایسا قدم اٹھاؤں جس سے ایک مباح چیز جس کی اللہ نے رخصت دی ہے وہ ممنوع ہو جائے۔ امیر المومنین تو شرعی معاملات میں اپنے دخل دینے سے اتنے خائف تھے۔ اگر چہ اس میں افادیت کے کئی پہلو موجود بھی ہوں پھر بھی ایسے قدم اٹھانے پر نادم ہو جاتے تھے۔ پھر جب خود فیصلہ کرنے والا اپنے فیصلہ پر نادم ہے تو پھر اس کا سہارا لے کر ایک صریح اور واضح حکم (کو) جو کہ حدیث میں مذکور ہو اس کے خلاف مذہب بنانا کسی طرح جائز نہیں۔

(امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رض کے دیگر بعض انتظامی اور تعزیری فیصلے) امیر المومنین عمر رض کے ایسے کئی اقدام ہیں جو انتظام کے طور پر تھے۔ مثلاً: ☆ شرابی کا گھر جلانا۔ (کتاب الاموال لابی عبید القاسم ابن سلام، ص: 102 وما بعدھا) ☆ اسی طرح جب لوگ شراب سے باز نہیں آ رہے تھے تو اس کی سزا 40 سے بڑھا کر 80 کوڑوں تک کر دی اور بعض کو ملک بدر کر دیا۔ ☆ کوفہ کے گورنر سعد رض کی جگہ کو جلانا اس لیے کہ رعیت والوں سے وہ پردہ میں تھے۔ (اغاثۃ اللھفان، ج 1، ص۔ 349348)

طلاق ثلاثہ میں بعض کا اتفاقی موقف

پہلی قسم (لفظ تین کو تین بار تکرار کرنے) میں طلاق اس لئے واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور صیغہ طلاق میں لفظ تین کو استعمال کرنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنا شرط ہے لہٰذا اگر کوئی پوری نماز میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور نماز ختم کرنے کے بعد لفظ پانچ یا دس کی قید کا اضافہ کرے (اور کہے کہ میں نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا) تو کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ کی تکرار کی ہے۔

اور جن احکام میں بھی تکرار اور عدد کی شرط ہے اس میں اسی طرح ہے؛ جیسے رمی جمرات میں سات مرتبہ پتھر مارنا واجب ہے اور ایک مرتبہ میں سات پتھر مارنا کافی نہیں ہے، یا لعان کے مسئلہ میں چار مرتبہ شہادت کو ایک مرتبہ شہادت کو چار کی قید سے ادا کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اصل شہادت کو چار مرتبہ اس کی طرف سے تکرار کرے۔ (اہل تشیع کے مسائل)

ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کا حدیث سے ثبوت وقوع

عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کو حدیث بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اور وہ یمن کو جانے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (طلاق) کو برقرار رکھا۔

(سنن ابن ماجہ جلد دوم رقم الحدیث، 181

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اسلاف و مذاہب اربعہ

واضح رہے کہ از روئے قرآن و حدیث و جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین رضی اللہ عنہم، ائمہ

مجتہدین بالخصوص چاروں ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ان تمام حضرات کے نزدیک ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان (بقرہ)

اور اگلی آیت میں ہے: فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره (بقرہ)

یعنی دو طلاق دینے تک تو مرد کو رجوع کا اختیار ہے، لیکن جب تیسری طلاق بھی دیدی تو اب مرد کے لئے رجوع کا حق باقی نہیں رہتا، عورت اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ترجم البخاري على هذه الاية باب من اجاز الطلاق الثلاث بقوله تعالىٰ الطلاق مرتان، فامساك بمعروف او تسريح باحسان، وهذا اشارة الى ان هذه التعديد انما هو فسحة لهم فمن ضيق على نفسه لزمه قال علمائنا: واتفق ائمة الفتوىٰ على لزوم ايقاع الطلاق الثلاث فی كلمة واحدة وهو قول جمهور السلف المشهور عن الحجاج بن ارطاة وجمهور السلف والائمة انه لازم واقع ثلاثاً ولافرق بين ان يوقع ثلاثاً مجتمعة فی كلمة او متفرقة فی كلمات (الجامع لاحکام القرآن)

اسی طرح احکام القرآن میں ہے

قال ابوبكر: قوله تعالىٰ الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان الاية: يدل على وقوع الثلاث معاً مع كونه منهياً عنها

اسی طرح حدیث میں ہے:

عن عائشة ان رجلًا طلق امراته ثلاثاً فتزوجت فطلق فسئل النبيا اتحل للاول قال لاحتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں پھر اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا، اس نے صحبت کئے بغیر طلاق دیدی، آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال ہوئی؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: جب تک دوسرا شوہر صحبت نہ کر لے پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں طلق امراته ثلاثاً کا جملہ اس کا مقتضی ہے کہ تین طلاق اکٹھی اور دفعۃً دی گئیں۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جانے پر استدلال ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وهي بايقاع الثلاث اعم من ان تكون مجمعةً او متفرقةً (فتح الباری، ادارة بحوث العلمية)

حدیث میں ہے:

عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه طلق امراته ثلاثاً قال فسكت حتى ظننت انه رآدها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول: يا ابن عباس يا ابن عباس وان الله تعالىٰ قال ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، وانك لم تتق الله فلااجد لك مخرجاً، عصيت ربك وبانت منك امراتك ۔ (سنن ابی داؤد،حقانیہ)

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں (کیا حکم ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش ہوگئے (مجاہد کہتے ہیں) مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی بیوی کو واپس لوٹانے والے ہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان پر حماقت سوار ہوتی ہے، پھر میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یا ابن عباس یا ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے راستہ نکالتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا نہیں (اور بیک وقت تین طلاقیں دیدی) اس لئے قرآن کے مطابق تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی ہے اور تم سے جدا ہوگئی ہے۔ اور ابوداؤد اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

روی هذا الحديث حميد الاعرج وغيره عن مجاهد عن ابن عباس صلی الله عليه وسلم كلهم قالوا فی الطلاق الثلاث انه اجاز ها قال وبانت منك (ابی داؤدج:۱،حقانیہ)

یعنی ان حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے یہ تمام رواۃ متفقہ طور پر نقل فرما رہے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاقوں کو نافذ فرمادیا اور فتویٰ دیا کہ عورت جدا ہوگئی۔ اسی طرح نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله ا عن رجل طلق امراته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضباناً ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهر كم حتى قال رجل وقال يا رسول الله الا اقتله (سنن نسائی، کتاب طلاق، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: محمود بن لبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیدیں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے غضبناک ہوکر تقریر فرمائی کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غصہ دیکھ کر ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اسے قتل نہ کردوں۔

حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں مجتمعاً واقع ہوجاتی ہیں۔ اگر واقع نہ ہوتیں تو نبی کریم اغضبناک نہ ہوتے اور فرمادیتے کہ کوئی حرج نہیں رجوع کرلو۔

اسی طرح مؤطا امام مالک علیہ الرحمہ میں ہے۔

عن مالك بلغه ان رجلاً قال لابن عباس رضى الله عنهما انى طلقت امرأتى مأة تطليقة ما ذاترى على؟ فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوا

ترجمہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں ہیں، اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا. تین طلاقوں سے تو عورت تجھ سے جدا ہوگئی اور بقیہ ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیات کا تمسخر کیا ہے۔

اور طحاوی شریف میں ہے:

عن مالك بن حارث قال رجل الى ابن عباس فقال ان عمى طلق امراته ثلاثاً فقال: ان عمك عصى الله فاثمه الله واطاع الشيطان فلم يجعل له مخرجا فقلت كيف ترى فى رجل يحلها له فقال من يخادع الله يخادعه (باب الرجل يطلق امراته ثلاثا معا .

مالک بن حارث فرماتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میرے چچا اپنی عورت کو دفعۃً تین طلاقیں دے بیٹھے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیرے چچا نے خدا کی نافرمانی کی اور شیطان کی اطاعت کی اور آپ نے اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکالی۔ مالک بن حارث فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اس عورت کو اس شوہر کے لئے حلال کرے؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ سے چالبازی کرے گا اللہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن انس قال كان عمر اذا اتى برجل قد طلق امراته ثلاثاً فى مجلس اوجعه ضرباً وفرق بينهما وفيه ايضا عن معمر عن الزهرى فى رجل طلق امراته ثلاثاً جميعاً قال ان من فعل فقد عصى ربه وبانت منه امراته .

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوتیں تو آپ اس کو سزا دیتے ہیں اور دونوں میں تفریق کر دیتے ہیں۔ تو قرآنی آیت وتفاسیر واحادیث سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تین ہی شمار ہوتی ہیں۔

باقی غیر مقلدین کا مسلکہ فتویٰ از روئے قرآن وحدیث اور جمہور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور چاروں ائمہ کے متفقہ مسلک کے خلاف ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور جس حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے، اس حدیث سے تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کا استدلال کرنا تمام فقہاء کے نزدیک باطل ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اس حدیث

سے استدلال کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت غیر مدخولہ کے متعلق ہے، عام نہیں ہے۔ واضح رہے کہ عورتیں دو قسم کی ہیں۔

غیر مدخولہ (جس کے ساتھ ہمبستری نہ ہوئی ہو)

مدخولہ (جس کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو) غیر مدخولہ عورت کو اگر الگ الگ لفظوں میں اس طرح طلاق دی جائے۔ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو پہلے ہی لفظ سے وہ بائنہ ہو جاتی ہے یعنی نکاح سے نکل جاتی ہے اور ایسی عورت پر عدت بھی لازم نہیں ہوتی، جب یہ عورت پہلے ہی لفظ سے بائنہ ہوگی اور اس پر عدت بھی نہیں تو اس کے بعد وہ طلاق کا محل نہ رہی، اس بناء پر دوسری اور تیسری طلاق لغو ہوتی ہے، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اگر تین طلاقیں دی جائیں تو ایک شمار ہوتی ہیں۔ حضور اکرم احضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ابتدائی سالوں میں غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا یہی طریقہ تھا۔ مگر بعد میں لوگوں نے جلد بازی شروع کر دی اور ایسی غیر مدخولہ کو ایک ساتھ ایک لفظ میں تین طلاق دینے لگے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اب تین طلاق ہی ہوں گی۔ کہ (انت طالق ثلاثا) کہہ کر طلاق دی ہے اور یہ لفظ نکاح قائم ہونے کی حالت میں بولا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۱، ص ۳۰۶)

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے ابتدائی زمانہ میں جب انت طالق، انت طالق، انت طالق کہا جاتا تو عموماً لوگوں کی دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی، استیناف کی نیت نہیں ہوتی تھی اور اس زمانہ میں لوگوں میں دین اور تقویٰ اور خوف آخرت اور خوف خدا غالب تھا دنیا کی خاطر دروغ بیانی کا خطرہ تک دل میں نہ آتا تھا۔ آخرت میں جوابدہی اور آخرت کے عذاب کا اتنا استحضار رہتا کہ مجرم بذات خود حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار کرتا اور اپنے اوپر شرعی حد جاری کرنے کی درخواست کرتا، اس بناء پر ان کی بات پر اعتماد کر کے ایک طلاق کا حکم کیا جاتا، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں مگر جیسے جیسے عہد نبوی سے بعد ہوتا گیا اور بکثرت عجمی لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے، ان میں تقویٰ وخوف آخرت کا معیار کم ہونے لگا اور پہلے جیسی سچائی، امانت داری اور دیانت داری نہ رہی، دنیا اور عورت کی خاطر دروغ بیانی ہونے لگی، جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے ایک سرکاری خط آیا کہ یہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ جملہ کہا ہے حبلك علی غاربك (تیری رسی تیری گردن پر ہے) حضرت عمر بن خطاب نے اپنے عامل کو لکھا کہ ان مرہ ان یوافینی بمکۃ فی الموسم اس کو کہو کہ حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں مجھ سے ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے زمانہ میں کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اس آدمی (عراقی) نے آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو، اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کو آپ نے حج کے زمانہ میں طلب کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے رب کعبہ کی قسم سچ بتا حبلك علی غاربك سے تیری کیا نیت تھی، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اگر اس مبارک جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ قسم لی ہوتی تو میں صحیح نہ بتاتا، حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس جملے سے فراق کا یعنی عورت کو اپنے نکاح سے الگ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت تیرے ارادے کے مطابق تجھ سے علیحدہ ہوگئی۔

(موطأ امام مالک علیه الرحمه ماجاء فی الخلیة والبریة واشباه ذلک بحواله فتاویٰ رحیمه)

یہ عراقی ایک عورت کے لئے جھوٹی قسم کھانے کے لئے اور دروغ بیانی کے لئے تیار تھا مگر کعبۃ اللہ اور حرم شریف کی عظمت وتقدس کا خیال رکھتے ہوئے کذب بیانی سے احتراز کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عوام کی جب یہ حالت دیکھی، نیز آپ کی نظر اس حدیث پر تھی۔

اکرموا اصحابی فانهم خیارکم، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل یحلف ولایستحلف ویشهد ولایستشهد الخ ۔ (مشکوۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ)

یعنی عہد نبوت سے جیسے جیسے دوری ہوتی چلی جائے گی، دینداری کم ہوتی رہے گی اور کذب ظاہر ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے موجودہ اور آئندہ حالات کو پیش نظر رکھ کر صحابہ سے مشورہ کیا کہ جب ابھی یہ حالت ہے تو آئندہ کیا حالت ہوگی اور لوگ عورت کو الگ کردینے کی نیت سے تین طلاق دیں گے اور پھر غلط بیانی کر کے کہیں گے کہ ہم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی۔ آپ نے اس چور دروازے کو بند کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ لوگوں نے ایسی چیز میں جلد بازی شروع کردی جس میں انہیں دیر کرنی چاہئے تھی، اب جو شخص تین مرتبہ طلاق دے گا، ہم اسے تین ہی قرار دیں گے۔ صحابہ کرام نے اس فیصلہ سے اتفاق کیا اور کسی ایک نے بھی حضرت عمر کی مخالفت نہ کی، چنانچہ طحاوی شریف میں ہے۔

فخاطب عمر بذلک الناس جمیعا وفیهم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ورضی اللہ عنهم الذین قد علموا ما تقدم من ذلک فی زمن رسول اللہ افلم ینکره علیه منهم ولم یدفعه دافع

(طحاوی، ج ۲، ص ۳۲۰)

محقق احناف علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ولم ینقل عن احد منهم انه خالف عمر حین امضی الثلاث وهی یکفی فی الاجماع

(حاشیہ ابوداؤد ج ۱، ص ۳۰۶)

یعنی کسی ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں تین طلاق کا فیصلہ کیا، ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا ہو اور اس قدر بات اجماع کے لئے کافی ہے۔ امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاختلف العلماء فی جوابه وتاویله فالاصح ان معناه انه کان فی اول الامر اذا قال لها انت طالق، انت طالق، انت طالق، ولم ینو تاکیداً ولااستینافاً یحکم بوقوع طلقة لقلة ارادتهم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر وکثر استعمال الناس بهذه الصیغة وغلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت الاطلاق علی الثلاث عملاً بالغالب السابق الی الفهم (نووی شرح مسلم ج ۱، ص ۴۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بالکل صحیح تاویل اور اس کی صحیح مراد یہ ہے کہ شروع زمانہ میں جب کوئی انت طالق، انت طالق کہہ کر طلاق دیتا تو عموماً اس زمانہ میں دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی تھی، استیناف کی نیت نہ ہوتی تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں نے اس جملہ کا استعمال بکثرت شروع کیا اور عموماً ان کی نیت طلاق کی دوسرے اور تیسرے لفظ سے استیناف ہی کی ہوتی تھی، اس لئے اس جملہ کا جب کوئی استعمال کرتا تو عرف کی بناء پر تین طلاقوں کا حکم کیا جاتا۔

یہ ہے حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب محدثین کی نظر میں اور یہی تشریح اور مقصد صحیح ہے۔ جو مطلب غیر مقلدین بیان کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ راوی حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود تین طلاقوں کے نفاذ کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

علامہ ابن قیم نے بھی باوجود اس تشدد و تصلب کے جوان کو اس مسئلہ میں تھا، حضرت ابن عباس کے اس فتویٰ ایک مجلس میں تین طلاقیں تین ہیں اور اس کے بعد رجعت جائز نہیں سے انکار نہیں کیا، بلکہ اس فتویٰ کے ثابت ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔ چنانچہ **اغاثة اللفهان** میں فرماتے ہیں۔

فقد صح بلاشك ابن مسعود و علی ابن عباس الإلزام بالثلاث ان اوقعها جملة

اور چونکہ یہ مسئلہ حلال و حرام کے متعلق ہے، اگر واقعی تین کو ایک سمجھا جاتا تو اس کے راوی صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کیوں ہیں، ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام سے اس کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے، جبکہ ان سے بڑے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اس کے برخلاف فیصلہ فرماتے ہیں اور یہ صحابہ کرام کے سامنے کی بات ہے اور ایک صحابی نے بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیا جس سے اس مسئلہ پر ان کا اجماع معلوم ہوتا ہے۔ الغرض تین طلاقیں شرعاً واقع ہو چکی ہیں، بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ سے حرام ہوگئی ہے، گمراہ لوگوں سے فتویٰ لے کر حرام کو حلال بنانے کی کوشش کرنا بدترین گناہ ہے، لہٰذا دونوں میں علیحدگی ضروری ہے، بصورت دیگر اگر ایک ساتھ رہے تو حرام کے اندر مبتلا ہوں گے چنانچہ حدیث میں ہے۔

من اعلام الساعة وان يكثروا اولاد الزنا قيل لابن مسعود وهم مسلمون ! قال نعم: ياتي على الناس زمان يطلق الرجل المرأة طلقها فيقيم على فراشها منهما زانيان ما اقاما .

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج۲، ص۲۷۰، حقانیہ)

اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ زنا کی اولاد کی کثرت ہو جائے گی، پوچھا گیا حضرت ابن مسعود سے کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! وہ مسلمان ہوں گے، ایک زمانہ آئے گا لوگوں پر کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا، لیکن پھر بھی اس کے ساتھ اس کے بستر پر رہے گا جب تک دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

قال: ياتي على الناس زمان يطلق الرجل المرأة ثم يجحدها طلاقها ثم يقيم على فرجها فهما زانيان ما اقاما (المعجم الاوسط للطبرانی ج۵، ص۳۴۴، بیروت)

فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر طلاق دینے سے انکار کرے گا پھر اس سے ہم بستری کرتا رہے گا پس جب تک وہ دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

تین طلاق کے بارے میں حدیثِ ابنِ عباس پر بحث

شیخ حسن الکوثری لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو طلاق دہندگان پر نافذ کرنا بطور سزا تھا، حکمِ شرعی کے طور پر نہیں تھا، غیر مقلدین لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ سزا لوگوں کو طلاق کو کھلونا بنانے سے روکنے کے لئے تھی، اور یہ محض وقتی سزا تھی، پھر معاملہ اور زیادہ اُلجھ گیا، اور لوگ اندھا دُھند طلاق کو کھلونا بنانے لگے، اور اکثر صحابہ اس موقع پر موجود تھے، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو دیکھ رہے تھے جس کو انہوں نے برقرار رکھا تھا، اور وہ، اکثر حضرات کی رائے کے مطابق خروج سے بچنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے بعض حضرات سمجھتے تھے کہ یہ حکم محض زجر و تعزیر کی خاطر ہے، پس کبھی تین طلاق کے نفاذ کا فتویٰ دیتے تھے، اور کبھی عدمِ نفاذ کا۔ اور اس اعتبار سے کہ آخری دو طلاقیں عدت میں باطل ہیں، واقع نہیں ہوتیں، جیسا کہ ابنِ عباس سے دونوں طرح کے فتوے ثابت ہیں۔

اس کے بعد تابعین کا دور آیا تو انہوں نے بھی اختلاف کیا، ان میں سے بہت سے حضرات پر فتویٰ کے بارے میں وارد شدہ روایات کی حقیقت اوجھل ہوگئی، زبانوں میں عجمیت داخل ہوچکی تھی، اور انہوں نے روایات عربی طریقے پر سنی تھیں کہ: فلاں نے تین طلاقیں دیں اس لئے جو لوگ عربیت کا صحیح ذوق نہیں رکھتے تھے اور جو انشاء اور خبر کے درمیان فرق پر غور نہیں کرسکتے تھے، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تین طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص طلاق دینے کے ارادے سے اپنی بیوی کو یوں کہے کہ: تجھے تین طلاق۔

اور حدیثِ عمر کو تکرار فی الجنس پر محمول کرنا، جبکہ قبل ازیں تکرار کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا (جیسا کہ نووی اور قرطبی کی رائے ہے) ناقابلِ اعتبار تاویل ہے، جس کو حدیثِ ابنِ عباس جو رکانہ کے بارے میں وارد ہے ساقط قرار دیتی ہے (یہ حدیث مسندِ احمد میں ہے، اور ابھی آپ دیکھیں گے کہ یہ روایت خود ہی ساقط ہے، کسی دُوسری چیز کو کیا ساقط کرے گی)، اور ابنِ حجر کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے، یہ اس تاویل کو قبول نہیں کرتی جو دُوسری احادیث میں جاری ہوسکتی ہے (یہ حدیث ابنِ حجر کے نزدیک معلول ہے، جیسا کہ التلخیص الحبیر میں ہے، پس اس کا محتملِ تاویل نہ ہونا کیا فائدہ دیتا ہے؟)

میں کہتا ہوں کہ مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس خود رو مجتہد کے کلام میں آخر ایک بات بھی ایسی کیوں نہیں ملتی جس کو کسی درجے میں بھی صحیح اور دُرست کہہ سکیں؟ شاید حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کو رُسوا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جو پوری اُمت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، واقعی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹالنا ناممکن ہے، اور وہ حکیم و خبیر ہے!

یا سبحان اللہ! کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے بارے میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے وہ لوگوں کو ما ثبت فی الشرع کے خلاف پر مجبور کریں؟ اور کیا صحابہ کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں

ملادیں؟ حالانکہ ان میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو کج روی کجی کو اپنی تلواروں سے سیدھا کردیتے تھے۔ مولفِ رسالہ نے جو کچھ کہا ہے یہ خالص رافضی وساوس اور رافضیت کے جراثیم ہیں، اہلِ فساد ان جراثیم کو چکنے چپڑے الفاظ کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔

کوئی کج رو کسی ایک صحابی سے ایک بھی صحیح روایت پیش نہیں کرسکتا کہ انہوں نے فتویٰ دیا ہو کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، اس کو زیادہ سے زیادہ کوئی چیز مل سکتی ہے تو وہ اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ رجب نے اعمش سے نقل کیا ہے، اور جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

یا ابوالصہبا کی روایت کے قبیل سے ہوگی جس کی عللِ قادحہ کو اہلِ علم طشت از بام کرچکے ہیں، اور یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو اس احتمال پر محمول کیا جائے جس کے اہلِ زیغ قائل ہیں، اس کی بحث عنقریب آتی ہے۔

یا ابوالزبیر کی اس منکر روایت کے قبیل سے ہوگی جس کے منکر ہونے کے دلائل اُوپر گزر چکے ہیں، یا طلاقِ رکانہ کی بعض روایات کے قبیل سے ہوگی جن کا غلط ہونا عنقریب آتا ہے، یا اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ سیرین بیس برس تک ایسے لوگوں سے سنتے رہے جن کو وہ سچا سمجھتے تھے، بعد میں اس کے خلاف نکلا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ یا ابنِ مغیث جیسے ساقط الاعتبار شخص کی نقل کے قبیل سے ہوگی۔

پس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے کہ لوگوں کو خلافِ شرع پر مجبور کرنا حرام اور بدترین حرام ہے اور شریعت سے خروج ہے؟ اور کیسا بُرا خروج؟ چلئے فرض کرلیجئے! کہ انہوں نے لوگوں کو مجبور کیا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ ترکِ رجعت یا منعِ تزوج پر مجبور کرنے کی قیمت نکاح وطلاق پر مجبور کرنے سے زیادہ تو نہیں ہوگی؟ اکثر اہلِ علم کے نزدیک جبراً نکاح کا ایجاب وقبول کرانے سے نکاح نہیں ہوتا، اسی طرح جبراً طلاق کے الفاظ کہلانے سے طلاق نہیں ہوتی، اس صورت میں کیا ان طلاق دینے والوں کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے بغیر اپنی مطلقہ عورت سے رُجوع کرلیں؟ یا (بعد از عدت) نکاح کرلیں؟ آخر ایسا کون ہے جو لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دے جن کے وہ مالک ہیں؟ یہاں تک کہ انساب میں گڑبڑ ہوجائے، اور شرور کے تمام دروازے چوپٹ کھل جائیں۔

اور ابنِ قیم کو خیال ہوا کہ وہ اپنے کلامِ فاسد پر یہ کہہ کر پردہ ڈال سکتے ہیں کہ حضرت عمر کا یہ عمل اس تعزیر کے قبیل سے تھا جو ان کے لئے مشروع تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص تعزیر کے طور پر ایک شرعی حکم کے اِلغا کا اقدام کرے؟ اور ایسے نام نہاد تعزیری حکم کا اس تعزیر سے کیا جوڑ جو شریعت میں معروف ہے اور جس کے فقہائے اُمت قائل ہیں؟ ابنِ قیم اس مسئلے پر طول طویل کلام کرنے کے باوجود اس کی ایک بھی نظیر تو پیش نہیں کرسکے، بلکہ اس دروازے کا کھولنا درحقیقت پوری شریعت کو اس قسم کے حیلوں بہانوں سے معطل کردینے کا دروازہ کھولنا ہے، جیسا کہ طوفی حنبلی نے مصالحِ مرسلہ کی آڑ میں اسی قسم کا دروازہ کھولنے میں درازنفسی سے کام لیا ہے، پس اس قسم کی توجیہ درحقیقت ایک گندی تہمت ہے، حضرت عمر پر بھی، ان جمہور صحابہ پر بھی جنھوں نے حضرت عمر کی اس مسئلے میں موافقت کی، اور خود شریعتِ مطہرہ پر بھی۔ چنانچہ یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں جس نے اس مسئلے کی گہرائی

میں اُتر کر دیکھا ہو، اور جس نے اس کے تمام اطراف و جوانب کی پوری چھان بین کی ہو، محض شاذ اقوال کی تقلید پر اکتفانہ کیا ہو، یا بحث کے محض کسی ایک گوشے کو نہ لے اُڑا ہو۔

اور حافظ ابنِ رجب حنبلی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کے بارے میں ایک نفیس فائدہ ذکر کیا ہے، میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کی طرف اشارہ کئے بغیر اسے چھوڑ جاؤں، وہ لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلے کئے وہ دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ اس مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی فیصلہ سرے سے صادر نہ ہوا ہو، اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں غور کرنے کے لئے صحابہ کو جمع کیا، ان سے مشورہ فرمایا، اور صحابہ نے اس مسئلے پر ان کے ساتھ اجماع کیا، یہ صورت تو ایسی ہے کہ کسی کے لئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہی حق ہے۔ جیسے عمرتین کے بارے میں آپ کا فیصلہ، اور جیسے اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے احرام کی حالت میں بیوی سے صحبت کر کے حج کو فاسد کر لیا تھا کہ وہ اس احرام کے مناسک کو پورا کرے، اور اس کے ذمہ قضا اور دَم لازم ہے، اور اس قسم کے اور بہت سے مسائل۔

اور دُوسری صورت یہ کہ صحابہ نے اس مسئلے میں حضرت عمر کے فیصلے پر اجماع نہیں کیا، بلکہ حضرت عمر کے زمانے میں بھی اس مسئلے میں ان کے اقوال مختلف رہے، ایسے مسئلے میں اختلاف کی گنجائش ہے، جیسے دادا کے ساتھ بھائیوں کی میراث کا مسئلہ۔

اور دُوسری قسم وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ، حضرت عمر کے فیصلے کے خلاف مروی ہو۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

اوّل: یہ کہ اس میں حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی طرف رُجوع کرلیا ہو، ایسے مسئلے میں حضرت عمر کے پہلے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

دوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس مسئلے میں دو حکم مروی ہوں، ان میں سے ایک حضرت عمر کے فیصلے کے موافق ہو، اس صورت میں جس فیصلے پر حضرت عمر نے عمل کیا وہ دُوسرے کے لئے ناسخ ہوگا۔

سوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنسِ عبادات میں متعدد انواع کی رُخصت دی ہو، پس حضرت عمر ان انواع میں افضل اور اَصلح کو لوگوں کے لئے اختیار کرلیں، اور لوگوں سے اس کی پابندی کرائیں۔ پس جس صورت کو حضرت عمر نے اختیار فرمایا ہو اس کو چھوڑ کر کسی دُوسری صورت پر عمل کرنا ممنوع نہیں۔

چہارم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کسی علت پر مبنی تھا، وہ علت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہ رہا، جیسے مؤلفۃ القلوب، یا کوئی ایسا مانع پایا گیا جس نے اس حکم پر عمل کرنے سے روک دیا۔

اور صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں کہ زیرِ بحث مسئلہ ان انواع واقسام میں کس قسم کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ اب ہم حدیثِ ابنِ عباس پر، جس میں حضرت عمر کے تین طلاقوں کے نافذ کرنے کا ذکر ہے، اور حدیثِ رکانہ پر بحث کرتے ہیں، تاکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ کسی کج رو شخص کے لئے ان دونوں حدیثوں سے تمسک کی گنجائش نہیں، بلکہ ان دونوں سے جمہور کے

دلائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

رہی ابن عباس کی حدیث، جس کے گرد یہ شذوذ پسند منڈلاتے نظر آتے ہیں، اس اُمید پر کہ ان کو اس حدیث میں کوئی ایک چیز مل جائے گی جو ان کو اُمت کے خلاف بغاوت کے لئے کچھ سہارے کا کام دے سکے گی، اس حدیث کا متن یہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاق ایک تھی، پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے ایک ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا، جس میں ان کے لئے سوچ بچار کی گنجائش تھی، پس اگر ہم ان تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیں (تو بہتر ہو)، چنانچہ آپ نے ان پر تین طلاق کو نافذ قرار دے دیا۔

اور ایک دُوسری روایت میں حضرت طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبا نے ابن عباس سے کہا کہ: اپنی عجیب وغریب باتوں میں سے کچھ لائیے! کیا تین طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں ایک نہیں تھی؟ ابن عباس نے فرمایا کہ: ہاں! یہی تھا، پھر جب حضرت عمر کے زمانے میں لوگوں نے پے درپے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمر نے تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیا۔

اور ایک روایت میں طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبا نے ابن عباس سے کہا کہ: کیا آپ کو علم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے تین سالوں میں تین طلاق صرف ایک ٹھہرائی جاتی تھی؟ ابن عباس نے کہا: ہاں!

ان تینوں احادیث کی تخریج امام مسلم نے اپنی صحیح میں کی ہے۔ لیکن مستدرک حاکم میں یہ دوون کا جو لفظ ہے (یعنی تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا) تو یہ عبداللہ بن مؤمل کی روایت سے ہے، جس کو ابن معین، ابوحاتم اور ابن عدی نے ضعیف کہا ہے، ابوداود اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں، اور ابن ابی ملیکہ کے الفاظ حدیث میں انقطاع کے الفاظ ہیں، اور اگر حاکم میں تشیع نہ ہوتا تو وہ مستدرک میں اس حدیث کی تخریج سے انکار کردیتے، چنانچہ شیعوں میں کتنے ہی ایسے اشخاص ہیں جو روافض کی تلبیسات کے اور ان کے مذہب شیعہ کا لبادہ اوڑھنے سے دھوکا کھا جاتے ہیں، بغیر اس کے کہ جانیں کہ اس قسم کے مسائل سے شیعوں کا اصل مدعا کیا ہے۔

اب ہمیں سب سے پہلے طلاق الثلاث کے لفظ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا الثلاث پر لام استغراق داخل ہے اور تین طلاق سے ہر قسم کی تین طلاقیں مراد ہیں؟ یا تین طلاقوں کی کوئی خاص معہود قسم مراد ہے؟ چنانچہ (پہلی شق تو باطل ہے، کیونکہ) یہاں ہر قسم کی تین طلاق مراد لینا ممکن نہیں، کیونکہ تین طلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ تین طلاقیں الگ الگ طہروں میں دی جائیں، ایسی تین طلاقوں کا ایک ہونا ممکن نہیں، خواہ یہ طلاق کی تعداد کو تین تک محدود کئے جانے سے قبل ہو، یا اس کے بعد، کیونکہ جب تک طلاق کو تین تک محدود نہیں کیا گیا تھا لوگ جتنی چاہیں طلاق دے سکتے تھے، اور تین کے ایک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں تھا، لہٰذا طلاق کو تین تک محدود قرار دینے سے پہلے تین کے ایک ہونے کے کوئی معنی نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی تین کے ایک ہونے کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا،

کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اس اَمر میں نص ہے کہ طلاق کی تعداد، جس کے بعد مراجعت صحیح ہے، صرف دو ہیں، تیسری طلاق کے بعد عورت شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ وہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ پس اس آیت شریفہ کے نزول کے بعد تین کو ایک قرار دینا کیسے ممکن ہوگا؟

الغرض! اس حدیث میں تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں مراد نہیں ہوسکتیں جو الگ الگ طہروں میں دی گئی ہوں، لہٰذا صرف ایک ہی احتمال باقی رہا کہ تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں ہیں جو ایسے الگ الگ طہروں میں نہ دی گئی ہوں، جن میں صحبت نہ ہوئی ہو، اور اس احتمال کی صرف دو صورتیں ہیں، یا تو یہ تین طلاقیں بیک لفظ دی جائیں گی، یا الگ الگ الفاظ سے، اگر الگ الگ الفاظ سے پے درپے واقع کی جائیں تو اس مطلقہ کے ساتھ شوہر کی خلوت ہوچکی ہوگی یا نہیں، اگر خلوت نہیں ہوئی تھی تو وہ پہلے لفظ سے بائنہ ہوجائے گی، دُوسری اور تیسری طلاق کا محل ہی نہیں رہے گی۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے ساتھ شوہر کی خلوت ہوچکی ہو، پس اگر طلاق دینے والے کی نیت ایک طلاق کی تھی اور اس نے دُوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کے طور پر استعمال کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا۔

اور جس صورت میں کہ تین طلاق بالفاظِ غیر متعاقبہ یا بلفظِ واحد واقع کی گئی ہوں تو اس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ آج جو تین طلاق بلفظِ واحد دینے کا رواج ہے، دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں اس کا رواج نہیں تھا، بلکہ ان مقدس اَدوار میں اس کے بجائے ایک طلاق دینے کا رواج تھا، لوگ ان زمانوں میں سنت طلاق کی رعایت کرتے ہوئے تین الگ الگ طہروں میں طلاق دیا کرتے تھے، بعد کے زمانے میں لوگ پے درپے اکٹھی طلاقیں دینے لگے، کبھی حیض کی حالت میں، کبھی ایک ہی طہر میں بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ۔

دُوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح تین طلاق دینے کا آج رواج ہے کہ لوگ بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ ایک طہر میں یا حیض کی حالت میں طلاق دیا کرتے ہیں، یہی رواج ان تین مقدس زمانوں میں بھی تھا، لیکن ان زمانوں میں ایسی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، تو کیا ہم اس معاملے میں ان حضرات کی مخالفت کریں؟ اور ہم ان کو تین طلاقیں شمار کریں جبکہ وہ حضرات ان تین کو ایک شمار کرتے تھے؟

الغرض! سبر و تقسیم کے بعد جو آخری دو احتمال نکلتے ہیں ان میں سے پہلے احتمال کے خلاف کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کو غلط قرار دے، اس کے برعکس دُوسرے احتمال کے غلط ہونے کے قوی دلائل موجود ہیں، مثلاً اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، (جو اس احتمال کے باطل اور مردود ہونے کی دلیل ہے)، چنانچہ نقاد نے کتنی ہی احادیث کو اس بنا پر نا قابلِ عمل قرار دیا ہے کہ ان کی روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ان کے خلاف ہے، جیسا کہ ابنِ رجب نے شرح علل ترمذی میں اس کو شرح و بسط سے لکھا ہے، یہی مذہب ہے یحییٰ بن معین کا، یحییٰ بن سعید القطان کا، احمد بن حنبل کا اور ابن المدینی کا۔ اگرچہ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہے، اس کی رائے کا اعتبار نہیں، لیکن یہ بھی اس صورت میں ہے کہ حدیث اپنے مفہوم میں نص ہو کہ اس میں دُوسرا احتمال نہ ہو، یا اگر مفہوم قطعی نہیں تو کم سے کم راجح احتمال ہو، مرجوح نہ ہو، لیکن جو احتمال کہ

محض فرضی اور مصنوعی ہو اس رائے کے مطابق بھی وہ کیسے لائق شمار ہو سکتا ہے؟ اور جس شخص نے علم مصطلح الحدیث میں صرف متاخرین کی کتابوں تک اپنی نظر کو محدود رکھا ہو اس نے اپنی بصارت پر اپنی نظر کے اُفق کی پٹی باندھ رکھی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فتویٰ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تین طلاق بلفظِ واحد سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ بحث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت حضرت عطاء، حضرت عمرو بن دینار، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد رحمہم اللہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے بلکہ خود طاؤس کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے۔

اس روایت کے نقل کرنے میں طاؤس منفرد ہیں، اور ان کی یہ روایت دیگر حضرات کی روایت کے خلاف ہے، اور یہ ایسا شذوذ (شاذ ہونا) ہے جس کی وجہ سے روایت مردود ہو جاتی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا وجہ سے مردود ہو جاتی ہے۔

کرابیسی کے حوالے سے اُوپر گزر چکا ہے کہ ابن طاؤس جو اپنے والد سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو ان کے باپ (طاؤس) کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل تھے۔

اس روایت کے یہ الفاظ کہ: ابوالصہباء نے کہا یہ انقطاع کے الفاظ ہیں، (یعنی معلوم نہیں کہ طاؤس نے خود ابوالصہباء سے یہ بات سنی یا نہیں؟) اور صحیح مسلم میں بعض احادیث منقطع موجود ہیں۔

نیز ابوالصہباء سے اگر ابن عباس کا مولیٰ مراد ہے تو وہ ضعیف ہے، جیسا کہ امام نسائی نے ذکر کیا ہے، اور اگر کوئی دُوسرا ہے تو مجہول ہے۔

نیز حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: ہات من ہناتک یعنی ابوالصہباء نے ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: لائیے! اپنی قابلِ نفرت اور بُری باتوں میں سے کچھ سنائیے! حضرت ابن عباس کی جلالتِ قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے درجے کا کوئی صحابی بھی ان کو ایسے الفاظ سے مخاطب نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ ان کا غلام ایسی گستاخانہ گفتگو کرے، اور حضرت ابن عباس اس کے ان گستاخانہ خطاب کی تردید بھی نہ کریں۔

اور بریں تقدیر کہ ابن عباس نے اس کو بغیر تردید کے جواب دیا (تو گویا اس حدیث کا قابلِ نفرت اور بُری باتوں میں سے ہونا تسلیم کر لیا) اندریں صورت یہ روایت خود انہی کے اقرار و تسلیم کے مطابق قبیح اور مردود باتوں میں سے ہوئی، (پھر اس کو استدلال میں پیش کرنے کے کیا معنی؟) اور حضرت ابن عباس کی رُخصتوں کا حکم سلف و خلف کے درمیان مشہور ہے، اور امام مسلم؟ کی عادت یہ ہے کہ وہ تمام طرقِ حدیث کو ایک ہی جگہ جمع کر دیتے ہیں، تاکہ حدیث پر حکم لگانا آسان ہو، اور یہ حدیث کے مرتبے کی تعریف و تشخیص کا ایک عجیب و غریب طریقہ ہے۔

اس حدیث کا اگر زیرِ بحث مفہوم لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ نعوذ باللہ حضرت عمر نے محض اپنی رائے سے شریعت سے خروج اختیار کیا، اور حضرت عمر کی عزت و عظمت اس سے بالاتر ہے کہ ایسی بات ان کی جانب منسوب کی جائے۔

نیز اس سے جمہور صحابہ پر یہ تہمت عائد ہوتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اپنے تنازعات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکَم بنانے کے بجائے رائے کو حَکَم ٹھہراتے تھے، اور یہ ایک ایسی شناعت و قباحت ہے جس کو صحابہ کے بارے میں روافض کے سوا کوئی گوارا نہیں

کرسکتا، اور اہلِ تحقیق کے نزدیک اس شذوذ کا مصدر روافض ہیں۔

اور یہ سمجھنا کہ: حضرت عمر کا یہ عمل سیاسی تھا، جس کو بطور تعزیر اختیار کرنے کی حضرت عمر کے لئے گنجائش تھی یہ نری تہمت ہے، جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن پاک ہے۔ آخر ایسا کون ہوگا جو سیاست کے طور پر شریعت کے خلاف بغاوت کو جائز رکھے؟

پس یہ عشرہ کاملہ (پوری دس وجوہ) آخری دو احتمالوں میں سے دُوسرے احتمال کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں، لہٰذا برتقدیرِ صحت حدیث پہلا احتمال متعین ہے، () اور میں ذیول طبقات الحفاظ کی تعلیقات میں بھی اس حدیث کے علل کو ذکر کرچکا ہوں، جو یہاں کے بیان کے قریب قریب ہے۔ علاوہ ازیں تین کو ایک کہنا (نصاریٰ کا قول ہے) مسلمانوں کے مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جعلوا الثلاثة واحدًا، لو انصفوا لم يجعلوا العدد الكثير قليلًا

انہوں نے تین کو ایک بنادیا، اگر وہ انصاف کرتے تو عددِ کثیر کو قلیل نہ بناتے۔

حافظ ابن رجب اپنی مذکور الصدر کتاب میں ابن عباس کی اس حدیث پر گفتگو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پس اس حدیث کے بارے میں ائمہء اسلام کے دو مسلک ہیں، ایک مسلک امام احمد اور ان کے موافقین کا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے، کیونکہ یہ روایت شاذ ہے، طاؤس اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں، کوئی راوی حدیث خواہ بذاتِ خود ثقہ ہو، لیکن ثقہ راویوں کے خلاف اس کا کسی حدیث کے نقل کرنے میں متفرد ہونا حدیث میں ایک ایسی علت ہے جو اس کے قبول کرنے میں توقف کو واجب کردیتی ہے، اور جس کی وجہ سے روایت شاذ یا منکر بن جاتی ہے، جبکہ وہ کسی دُوسرے صحیح طریق سے مروی نہ ہو۔ اور یہ طریقہ ہے متقدمین ائمہ حدیث کا، جیسے امام احمد، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن قطان، علی بن المدینی وغیرہ۔ اور زیرِ بحث حدیث ایسی ہے کہ اس کو طاؤس کے سوا حضرت ابن عباس سے کوئی بھی روایت نہیں کرتا، ابن منصور کی روایت میں ہے (ہم اس روایت کی طرف سابق میں اشارہ کرچکے ہیں) کہ: امام احمد نے فرمایا۔

ابن عباس کے تمام شاگرد طاؤس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ (ہم اس کی مثل اثرم) سے بھی اُوپر نقل کرچکے ہیں، اور جوزجانی (صاحب الجرح) کہتے ہیں: یہ حدیث شاذ ہے، میں نے زمانہء قدیم میں اس کی بہت تتبع تلاش کی، لیکن مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔

اس کے بعد ابن رجب لکھتے ہیں اور جب اُمت کسی حدیث کے مطابق عمل نہ کرنے پر اجماع کرلے تو اس کو ساقط اور متروک العمل قرار دینا واجب ہے، امام عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ: وہ شخص علم میں امام نہیں ہوسکتا جو شاذ علم کو بیان کرے۔ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ: وہ حضرات (یعنی سلف صالحین) احادیثِ غریبہ سے کراہت کیا کرتے تھے۔ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ: جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کو تلاش کرو، جس طرح گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے، اگر پہچانی جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو چھوڑ دو۔ امام مالک سے مروی ہے کہ: بدتر علم غریب ہے، اور سب سے بہتر علم ظاہر ہے، جس کو عام لوگ روایت کرتے ہیں۔ اور اس

باب میں سلف کے بہت سے ارشاد مروی ہیں۔

اس کے بعد ابنِ رجب لکھتے ہیں حضرت ابنِ عباس جو اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے صحیح اسانید کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے خلاف اکٹھی تین طلاق کے لازم ہونے کا فتویٰ دیا، اور امام احمد اور امام شافعینے اسی علت کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، جیسا کہ ابنِ قدامہ نے المغنی میں ذکر کیا ہے، اور تنہا یہی ایک علت ہوتی تو اس حدیث کے ساقط ہونے کے لئے کافی تھی، چہ جائیکہ اس کے ساتھ یہ علت بھی شامل ہو کہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔ اور قاضی اسمٰعیل اَحکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس اپنے فضل وصلاح کے باوجود بہت سی منکر اشیاء روایت کیا کرتے ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ حدیث ہے، اور اَیوب سے مروی ہے کہ وہ طاؤس کی کثرتِ خطا سے تعجب کیا کرتے تھے اور ابنِ عبدالبر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں طاؤس نے شذوذ اختیار کیا ہے۔

پھر ابنِ رجب لکھتے ہیں کہ علمائے اہلِ مکہ ان شاذ اقوال کی وجہ سے طاؤس پر نکیر کیا کرتے تھے جن کے نقل کرنے میں وہ متفرد ہوں۔ اور کرابیسی ادب القضا میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس، ابنِ عباس سے بہت سے اخبارِ منکرہ نقل کرتے ہیں، اور ہماری رائے یہ ہے واللہ اعلم کہ یہ منکر خبریں انہوں نے عکرمہ سے لی ہیں، اور سعید بن مسیّب، عطاء اور تابعین کی ایک جماعت عکرمہ سے پرہیز کرتی ہے۔ عکرمہ، طاؤس کے پاس گئے تھے، طاؤس نے عکرمہ سے وہ کچھ لیا ہے جن کو عموماً وہ ابنِ عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن السبکی کہتے ہیں کہ: پس ان روایات کی ذمہ داری عکرمہ پر ہے، طاؤس پر نہیں۔

اور ابنِ طاؤس سے کرابیسی کی روایت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ: ان کے باپ طاؤس کی طرف یہ جو کچھ منسوب کیا گیا ہے، وہ سب جھوٹ ہے۔ یہ گفتگو تو مسلکِ اوّل سے متعلق تھی۔ اور دُوسرے مسلک کے بارے میں ابنِ رجب ہی لکھتے ہیں اور یہ مسلک ہے ابنِ راہویہ کا اور ان کے پیروکاروں کا، اور وہ ہے معنیٔ حدیث پر کلام کرنا، اور وہ یہ کہ حدیث کو غیر مدخول بہا پر محمول کیا جائے، اس کو ابنِ منصور نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ اور الجوفی نے الجامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابوبکر الاثرم نے اپنی سنن میں اس پر باب باندھا ہے، اور ابوبکر الخلال نے بھی اس پر دلالت کی ہے، اور سنن ابوداوٗد میں بروایت حماد بن زید عن اَیوب عن غیر واحد عن طاؤس عن ابنِ عباس یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو تین طلاق دُخول سے پہلے دیتا تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں، پھر جب حضرت عمر نے لوگوں کو دیکھا کہ پے در پے طلاق دینے لگے ہیں تو فرمایا کہ ان کو ان پر نافذ کردو۔

اور اَیوب امام کبیر ہیں، پس اگر کہا جائے کہ وہ روایت تو مطلق تھی تو ہم کہیں گے کہ ہم دونوں دلیلوں کو جمع کرکے یہ کہیں گے کہ وہ روایت بھی قبل الدخول پر محمول ہے۔

یہاں تک مسلکِ ثانی میں ابنِ رجب کا کلام تھا۔ اور شوکانی نے اپنے رسالہ تین طلاق میں (ابوداوٗد کی مندرجہ بالا) اس روایت کو (جس میں طلاق قبل الدخول کا ذکر ہے) بعض افرادِ عام کی تخصیص کے قبیل سے ٹھہرانے کا قصد کیا ہے، حالانکہ ہم ذکر

کر چکے ہیں کہ الثلاث میں لام کو استغراق پر محمول کرنا صحیح نہیں، لہٰذا یہ روایت اس قبیل سے نہیں ہوگی۔ اور شوکانی کا یہ کلام محض اس لئے کہ ان کو بہر حال بولتے رہنا ہے، خواہ بات کا نفع ہو یا نہ ہو، بالکل ایسی ہی حالت جس کا ذکر امام زفر؟ نے فرمایا تھا (کہ میں مخالف کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے اسے صرف خاموش ہو جانے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ مناظرہ کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ وہ پاگل ہو جائے، اور پاگل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مجنونانہ باتیں کرنے لگے جو کبھی کسی نے نہیں کیں)۔

پھر شوکانی کہتے ہیں کہ: طلاق قبل الدخول نادر ہے، پس لوگ کیسے پے در پے طلاقیں دینے لگے یہاں تک کہ حضرت عمر غصہ ہو گئے؟ میں کہتا ہوں کہ جو چیز ایک شہر میں یا ایک زمانے میں نادر شمار ہوتی ہے وہ بسا اوقات دُوسرے زمانے میں اور دُوسرے شہر میں نادر نہیں، بلکہ کثیر الوقوع ہوتی ہے، اس لئے شوکانی کا یہ اعتراض بے محل ہے، علاوہ ازیں شوکانی یہ چاہتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں روایت شدہ صحیح حدیث کے حکم کو محض رائے سے باطل کر دیں، (پس یہ درحقیقت انکارِ حدیث کے جراثیم ہیں)، غالباً اس قدر وضاحت اس بات کو بتانے کے لئے کافی ہے کہ ان لوگوں کے لئے حدیثِ ابنِ عباس سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب لیجئے حدیثِ رکانہ! جس سے یہ لوگ تمسک کرنا چاہتے ہیں، یہ وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے مسند میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے حدیث بیان کی ہم سے سعد بن ابراہیم نے، کہا: خبر دی ہم کو میرے والد نے محمد بن اسحاق سے، کہا: حدیث بیان کی مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دی تھیں، پھر ان کو اس پر شدید غم ہوا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ: میں نے تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں۔ فرمایا: یہ تو ایک ہوئی، لہٰذا تم اگر چاہو تو اس سے رُجوع کرلو، چنانچہ رکانہ نے اس سے رُجوع کرلیا۔

اور مجھے بے حد تعجب ہوتا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں تین طلاق اَنتِ طالق ثلاثاً کے لفظ سے ہوتی ہی نہیں تھی، وہ اس حدیث سے تین کو ایک کی طرف رَدّ کرنے پر استدلال کیسے کرنا چاہتا ہے؟ پس جو تین طلاق کہ مجلسِ واحد میں اَنتِ طالق ثلاثاً کے الفاظ سے نہ تو لامحالہ تکرارِ لفظ کے ساتھ ہوگی، اور تکرار کی صورت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ اس نے تاکید کا ارادہ کیا ہو، دُوسرے یہ کہ تین طلاق واقع کرنے کا قصد کیا ہو، پس جب معلوم ہوا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے تین طلاق دیں، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے طلاق کا لفظ تین بار دہرایا، اور ہوسکتا ہے کہ راوی نے حدیث کو مختصر کر کے روایت بالمعنی کر دی ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ امام جصاص اور ابنِ ہمام فرماتے ہیں، کیونکہ یہ پختہ کار ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے، نیز یہ حدیث معلول بھی ہے، جیسا کہ ابنِ حجر نے تخریج احادیث رافعی (التلخیص الحبیر) میں ذکر کیا ہے، تخریج میں ابنِ حجر کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث: رکانہ بن عبد یزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس کہا کہ: میں نے اپنی بیوی سہیمہ کو البتہ طلاق دے دی ہے، اور اللہ کی قسم! کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیوی مجھ کو لوٹا دی۔ اس حدیث کو امام شافعی، ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے تخریج کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ رکانہ تک

مسند ہے یا مرسل؟ ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور امام بخاری نے اس کو اضطراب کی وجہ سے معلول کہا ہے، ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور اس باب میں ابن عباس سے بھی روایت ہے (یعنی بلفظ ثلاث، جیسا کہ ہم نے اُوپر پوری روایت نقل کردی ہے) اس کو امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ہے، اور یہ معلول ہے۔

بلکہ ابن حجر نے فتح الباری میں ان حضرات کی رائے کی تصویب کی ہے کہ (ابن عباس کی مذکورہ بالا حدیث میں) تین کا لفظ بعض راویوں کا تبدیل کیا ہوا لفظ ہے، کیونکہ البتہ کے لفظ سے تین طلاق واقع کرنا شائع تھا، (اس لئے راوی نے البتہ کو تین سمجھ کر تین طلاق کا لفظ نقل کردیا) اور اہلِ علم کے اقوال طلاق بتہ کے بارے میں مشہور ہیں۔

اب ہم مسندِ احمد میں (مذکورہ بالا) حدیث محمد بن اسحاق پر کلام کرتے ہیں تاکہ اس کے منکر اور معلول ہونے کے وجوہ ظاہر ہوجائیں۔ رہا محمد بن اسحاق! تو امام مالک اور ہشام بن عروہ وغیرہ نے طویل دعریض الفاظ میں اس کو کذاب کہا ہے، یہ صاحب ضعفا سے تدلیس کرتے تھے، اور بیان کئے بغیر اہلِ کتاب کی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور بتاتے نہیں تھے کہ یہ اہلِ کتاب کی روایت ہے، اس پر قدری کی بھی تہمت ہے، اور لوگوں کی حدیث کو اپنی حدیث میں داخل کردینے کا بھی اس پر الزام ہے، یہ ایسا شخص نہیں جس کا قول صفات میں قبول کیا جائے، اور نہ اَحادیثِ اَحکام میں اس کی روایت معتبر ہے، خواہ وہ سماع کی تصریح کرے، جبکہ اس کی روایت کے خلاف روایات پے درپے وارد ہوں، اور جس نے اس کی روایت کو قوی کہا ہے تو صرف مغازی میں قوی کہا ہے۔

اس حدیث کی سند میں دُوسرا راوی داؤد بن حصین ہے، جو خارجیوں کے مذہب کے داعیوں میں سے تھا، اور اگر امام مالک نے اس سے روایت نہ کی ہوتی تو اس کی حدیث ترک کردی جاتی، جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے، اور ابنِ مدینی کہتے ہیں کہ داؤد بن حصین جس روایت کو عکرمہ سے نقل کرے، وہ منکر ہے، اور اہلِ جرح و تعدیل کا کلام اس کے بارے میں طویل الذیل ہے، جن حضرات نے اس کی روایت کو قبول کیا ہے تو صرف اس صورت میں قبول کیا جبکہ وہ نکارت سے خالی ہو، پس اس کی روایت ثقہ ثبت راویوں کے خلاف کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟

اور تیسرا راوی عکرمہ ہے، جس پر بہت سی بدعات کی تہمت ہے، اور سعید ابن مسیب اور عطاء جیسے حضرات اس سے اجتناب کرتے تھے، پس حضرت ابنِ عباس سے روایت کرنے والے ثقہ راویوں کے خلاف اس کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ پس جس نے اس روایت کو منکر کہا اس نے بہت ہی صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد سے اس قسم کے متن کی تحسین ایسی سند کے ساتھ صحیح نہیں، حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ: طاؤس کی روایت حضرت ابنِ عباس سے تین طلاق کے بارے میں شاذ اور مردود ہے، جیسا کہ ہم اسحاق بن منصور اور ابوبکر اثرم کے حوالے سے قبل ازیں نقل کرچکے ہیں۔

علامہ ابنِ ہمام حنفی لکھتے ہیں کہ: صحیح تر وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے نقل کیا ہے کہ: رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حلف لیا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اس کو واپس کرادی، اس نے دُوسری طلاق حضرت عمر کے زمانے میں اور تیسری حضرت عثمان کے زمانے میں دی۔

اور اسی کی مثل مسندِ شافعی میں ہے، چنانچہ ابوداؤد کی سند میں نافع بن عجیر بن عبد یزید ہے، پس نافع کو ابنِ حبان نے ثقات

میں ذکر کیا ہے، اگر چہ نافع کو بعض ایسے لوگوں نے مجہول کہا ہے جن کی رجال سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے والد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کبار تابعین میں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی جرح منقول نہیں۔ اور امام شافعی کی سند میں عبداللہ بن علی بن سائب بن عبید بن عبد یزید ابورکانہ واقع ہے، جس کو امام شافعی نے ثقہ کہا ہے۔ رہے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ، جس کو ابن حزم ذکر کرتے ہیں، ان کی ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ علاوہ ازیں تابعین میں یہی کافی ہے کہ ان کو جرح کے ساتھ ذکر نہ کیا گیا ہو، تاکہ وہ جہالت وصفی سے نکل جائیں، صحیحین میں اس نوعیت کے بہت سے رجال ہیں، جیسا کہ الذہبی؟ نے یہ کہتے ہوئے اعتماد کیا ہے کہ آدمی کی اولاد اور اس کے گھر کے لوگ اس کے حالات سے زیادہ واقف ہوا کرتے ہیں۔

حافظ ابن رجب نے ابن جریج کی وہ حدیث ذکر کی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے خبر دی ہے ابورافع مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بعض نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے (اس سند سے مسند کی روایت کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے) اس روایت کو ذکر کر کے حافظ ابن رجب لکھتے ہیں کہ:

اس کی سند میں مجہول راوی ہے، اور جس شخص کا نام نہیں لیا گیا وہ محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ہے، جو ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی احادیث منکر ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ متروک ہے، لہٰذا یہ حدیث ساقط ہے، اور محمد بن ثور الصنعانی کی روایت میں ہے کہ رکانہ نے کہا: میں نے اس کو طلاق دے دی، اس میں ثلاثا کا لفظ ذکر نہیں کیا، اور محمد بن ثور ثقہ ہیں، بڑے درجے کے آدمی ہیں، نیز اس کے معارض وہ روایت بھی ہے جو رکانہ کی اولاد سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی۔

اس سے ابن قیم کے کلام کا فساد معلوم ہو جاتا ہے جو انہوں نے اس حدیث پر کیا ہے، جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں البتہ کی روایت صحیح ہو اس سے جمہور کے دلائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں اضطراب ہو، جیسا کہ امام ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے، اور امام احمد نے اس کے تمام طرق کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ابن عبدالبر نے بھی اس کی تضعیف میں امام احمد کی پیروی کی ہے، اس صورت میں حدیثِ رکانہ کے الفاظ میں کسی لفظ سے بھی استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کے اضطرابات میں سے ایک یہ ہے کہ کبھی روایت کرتے ہیں کہ طلاق دینے والا ابورکانہ تھا، اور کبھی یہ کہ رکانہ کا باپ نہیں بلکہ خود رکانہ تھا، اس اضطراب کو یوں دفع کیا جاسکتا ہے کہ یہ اضطراب تین کی روایت میں ہے، البتہ کی روایت میں نہیں، البتہ کی روایت متن وسند کے اعتبار سے علل سے خالی ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ اس میں بھی علت ہے تو (یہ روایت ساقط الاعتبار ہوگی اور) باقی دلائل بغیر معارض کے باقی رہیں گے۔

اور ابن رجب کہتے ہیں، ہم اُمت میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے اس مسئلے میں مخالفت کی ہو، نہ ظاہری مخالفت، نہ حکم کے اعتبار سے، نہ فیصلے کے لحاظ سے، نہ علم کے طور پر، نہ فتویٰ کے طور پر۔ اور یہ مخالفت نہیں واقع ہوئی مگر بہت ہی کم افراد کی جانب سے، ان لوگوں پر بھی ان کے ہم عصر حضرات نے آخری درجے کی نکیر کی، ان میں سے اکثر لوگ اس مسئلے کو مخفی رکھتے تھے، اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دین کے اخفاء پر اجماعِ اُمت کیسے ہو سکتا ہے، جس دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعے نازل فرمایا؟ اور اس شخص کے اجتہاد کی پیروی کیسے جائز ہو سکتی ہے جو اپنی رائے سے اس کی مخالفت کرتا ہو؟ اس کا اعتقاد ہرگز جائز نہیں۔

اُمید ہے کہ اس بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو نافذ کرنا حکمِ شرعی تھا، جس کی مدد پر کتاب و سنت موجود ہیں، اور جو اِجماعِ فقہائے صحابہ کے مقارن ہے، تابعین اور ان سے بعد کے حضرات کا اِجماع مزید براں ہے، اور یہ حکمِ شرعی کے مقابلے میں تعزیری سزا نہیں تھی۔ پس جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق کو نافذ کرنے سے خروج کرتا ہے وہ ان تمام چیزوں سے خروج کرتا ہے۔ (مقالہ شیخ حسن کوثری)

3392 - اَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِی اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَيْمَنَ يَسْاَلُ ابْنَ عُمَرَ وَاَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ كَيْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ لَهُ طَلَّقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ امْرَاَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِيُرَاجِعْهَا" . فَرَدَّهَا عَلَیَّ قَالَ "اِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ اَوْ لِيُمْسِكْ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ) فِیْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ .

☆☆ ابوزبیر بیان کرتے ہیں' عبدالرحمٰن بن ایمن نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: ابوزبیر اس بات کو سن رہے تھے (سوال یہ تھا) کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جو اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے جواب دیا۔

عبداللہ بن عمر نے بھی اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور وہ عورت اُس وقت حیض کی حالت میں تھی' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے عرض کی: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو میرے پاس واپس بھجوا دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: جب وہ پاک ہو جائے گی' اس وقت وہ چاہے' تو اسے طلاق دیدے اور چاہے' تو اپنے ساتھ رہنے دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو'' تو عدت کے وقت کے آغاز میں انہیں طلاق دو۔

3392- اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 14)۔ و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2185) تحفة الاشراف (7443) .

3393 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے عدت کے ابتدائی وقت میں طلاق دو۔

طلاق کا لغوی معنی

امام اللغت سید زبیدی طلاق کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عباب میں ہے کہ عورت کی طلاق کے دو معنی ہیں: (ا) نکاح کی گرہ کو کھول دینا (ب) ترک کر دینا چھوڑ دینا۔ لسان العرب میں ہے کہ عثمان اور زید کی حدیث ہے: طلاق کا تعلق مردوں سے ہے اور عدت کا تعلق عورتوں سے ہے۔ (تاج العروس ج ٦ ص ۴۲۵ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰٦ھ)

طلاق کا اصطلاحی معنی

علامہ ابن نجیم طلاق کا فقہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے مآل نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے نکاح کی قید از روئے مآل اٹھ جاتی ہے۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

طلاق کی اقسام کا بیان

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن حسن بدعی۔

طلاق احسن: جن ایام ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں صرف ایک طلاق دی جائے اس میں دوران عدت مرد کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

طلاق حسن۔ جن ایام میں عورت پاک ہو اور مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں ایک طلاق دی جائے اور جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے دوسری طلاق دی جائے اور جب دوسری ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے تیسری طلاق دی جائے اس کے بعد جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ عقد نہیں ہو سکتا۔

طلاق بدعی: اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دی جائیں خواہ ایک کلمہ سے مثلاً تم کو تین طلاقیں دیں یا کلمات متعددہ سے مثلاً کہے تم کو

3393- انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (6389) .

طلاق دی تم کو طلاق دی تم کو طلاق دی (ب) عورت کی ماہواری کے ایام میں اس کو ایک طلاق دی جائے اس طلاق سے رجوع کرنا واجب ہے اور یہ طلاق شمار کی جاتی ہے۔ (ج) جن ایام میں عورت سے مقاربت کی ہو ان ایام میں عورت کو ایک طلاق دی جائے طلاق بدعی کسی صورت میں ہو اس کا دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (درمختار علی حاشیہ ردالمحتار ج ۲ ص ۵۷۸۔۵۷۳ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ)

صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر صریح لفظ طلاق نہ ہو کنایہ سے طلاق دی جائے تو یہ طلاق بائن ہے مثلاً طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا: تو میری ماں کی مثل ہے طلاق رجعی میں دوبارہ رجوع کیا جاسکتا ہے لیکن پچھلی طلاقیں شمار ہوں گی اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں تو رجوع کے بعد صرف ایک طلاق کا مالک رہ جائے گا۔ طلاق بائن سے فی الفور نکاح منقطع ہو جاتا ہے لیکن اگر تین سے کم طلاقیں بائن ہوں تو باہمی رضامندی سے دوبارہ عقد ہو سکتا ہے لیکن پچھلی طلاقوں کا شمار ہوگا۔

طلاق کیوں مشروع کی گئی:؟

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل وعقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرائیں اور اگر ان کی پوری کوشش کے باوجود زوجین میں صلح نہ ہو سکے تو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کو عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اس صورت میں ان کی ان کے رشتہ داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو توڑنے کے لیے شوہر کو طلاق دینے سے نہ روکا جائے۔ طلاق کے علاوہ عقد نکاح کو فسخ کرنے کے لیے دوسری صورت یہ ہے کہ عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر خلع کرالے اور تیسری صورت قاضی کی تفریق ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جن دو مسلمان حکموں کو نزاعی حالت میں معاملہ سپرد کیا گیا ہو وہ نکاح کو فسخ کرنے کا فیصلہ کر دیں۔

صرف ناگزیر حالت میں طلاق دیجائے۔

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ اگر شوہر کو بیوی ناپسند ہو پھر بھی وہ اس سے نباہ کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا . . (النساء:۱۹)

ترجمہ: اور اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

حضرت محارب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

قرآن اور سنت کی ان ہدایات کی روشنی میں شوہر پر یہ لازم ہے کہ اختلاف اور نزاع کی حالت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو صرف ایک طلاق رجعی دے کیونکہ اس کے بعد عدت کے تین ماہ تک اس معاملہ نظر ثانی کا موقع رہے گا ورنہ عدت کے بعد عورت علیحدہ ہو جائے گی آج کل کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تین بار کہے بغیر طلاق نہیں ہوتی اس لیے یا تو وہ خود تین طلاقیں دیتے ہیں وکیل اور وثیقہ نویس ان کو تین طلاقیں لکھ دیتے ہیں اور جب طلاق نافذ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پشیمان ہوتے ہیں اور مفتیوں کے پاس جاتے ہیں کہ دوبارہ نکاح یا رجوع کا کوئی حیلہ بتلائیں حتیٰ کہ یہ لوگ حلالہ کی ناگوار صورت کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ اس قسم کے حلالہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے لیکن بعد میں بچوں کی دربدری اور دوسرے برے نتائج سے بچنے کیلیے اس وقت فریقین ہر قیمت پر صلح کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ میری تیس سالہ افتاء کی زندگی کا تجربہ ہے۔

صرف مرد کو طلاق کا اختیار کیوں دیا گیا:؟

طلاق دینے کا حق مرد کو تفویض کیا گیا ہے حالانکہ عقد نکاح عورت اور مرد دونوں کی باہمی رضامندی سے وجود میں آتا ہے تو پھر عورت کو یہ اختیار کیوں نہیں ہے کہ وہ بھی جب چاہے اس عقد کو ختم کر دے؟

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عورت مغلوب الغضب ہوتی ہے اور اس کو جلد غصہ آتا ہے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے اختیار میں ہوتا تو وقوع طلاق کی شرح دو چند سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ عورت کے مطالبہ اور اس کی ضد پر شوہر طلاق دیتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی قوت فیصلہ کمزور ہوتی ہے خصوصاً حیض کے ایام میں عورت ذہنی اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے اور ان ایام میں اس کا ذہن منتشر اور مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اس لیے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے سپرد کیا جاتا تو شرح طلاق زیادہ ہو جاتی اور اکثر ہنستے بستے گھر ویران ہو جاتے تیسری وجہ یہ ہے کہ عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں جیسا صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد مسند احمد بن حنبل اور مستدرک۔ ا (بخاری ج ۱ ص ۱۴۴۔ ج ۱ ص ۹۷۔ ج ۱ ص ۱۳۱۔ ج ۱ ص ۲۶۱۔ ج ۱ ص ۲۶۳۔ مسلم ج ۱ ص ۶۰ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۷ ترمذی ص ۱۳۷۵ ابن ماجہ ص ۲۸۹ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۷ مستدرک ج ۲ ص ۱۹۰۔) میں اس کی تصریح ہے اور فسخ نکاح کا معاملہ ناقص العقل کے سپرد کرنے کے لائق نہیں ہے۔

طلاق کا معاملہ مرد کو مفوض کرنے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ چونکہ مرد اپنا مال خرچ کر کے حقوق زوجیت حاصل کرتا ہے اس لیے ان حقوق سے دست کش ہونیکا اختیار بھی اسی کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنا روپیہ خرچ کر کے کوئی چیز حاصل کرتا ہے وہ اس چیز کو آخری حد تک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور صرف اس وقت اس چیز کو چھوڑتا ہے جب اس کو چھوڑنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ اس کے برخلاف حقوق زوجیت کو قائم کرنے میں عورت کو کوئی محنت کرنی پڑتی ہے نہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اس لیے اگر طلاق کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دے دی جاتی تو عورت کو طلاق واقع کرنے میں اس قدر سوچ وبچار اور تامل کی ضرورت نہ

ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ اقدام عدل وانصاف کے بھی خلاف ہوتا۔

طلاق میں عورت کی رضامندی کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ بعض اوقات عورت طلاق لینا نہیں چاہتی اور اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہی رہنا چاہتی ہے لیکن مرد بدمزاج اور ظالم ہوتا ہے اور عورت کی مرضی کے خلاف وہ اس کو طلاق دیتا ہے ایسی صورت میں بعض عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جب نکاح کے عقد میں اس کی مرضی کا دخل ہے تو طلاق میں اس کی رضامندی کا دخل کیوں نہیں ہے؟ اور اس کی مرضی کے بغیر طلاق کیوں مؤثر قرار دی جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عقد کو بھی قائم کرنے کے لیے فریقین رضامندی ضروری ہے۔ (مثلاً وکالت اجارت مضاربت وغیرہ) لیکن عقد کو فسخ کرنے کے لیے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی کوئی ایک فریق بھی دوسرے کی مرضی کے خلاف عقد توڑ سکتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے ساتھ عمل زوجیت پر تیار نہ ہو تو اس سے بہ زور یہ عمل نہیں کرایا جاسکتا نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تم خواہی نخواہی اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھو اور اس کو خرچ دیتے رہو اور چونکہ ازدواجی زندگی کی گاڑی میں اہم رول مرد ادا کرتا ہے کیونکہ عمل زوجیت اور نفقہ کی ادائیگی میں مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت اس کے فعل کی محل یا منفعل ہوتی ہے۔ اس لیے عقد نکاح کو قائم رکھنے یا اس کو فسخ کرنے کا اختیار بھی صرف مرد کو دیا گیا ہے۔

خلع:

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاق میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل وصورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسبت کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے دلا کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

سید محمد قطب شہید لکھتے ہیں: امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں ثابت کے خلق اور اس کے دین کے بارے میں کوئی حرف گیری نہیں کرتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر (ناشکری یا شوہر کے حقوق کو ادا نہ کرنا) کو ناپسند کرتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ واپس کردوگی؟ (ثابت نے ان کو مہر میں باغ دیا تھا) انہوں نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا: باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو

(فی ظلال القرآن ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ)

اس حدیث کی روشنی میں یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو اور یہ نفرت اس قدر بڑھ جائے کہ وہ اس نفرت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ادا نہ کرسکے تو پھر وہ قاضی اسلام سے رجوع کرے اور قاضی مہر واپس کرکے شوہر سے طلاق دلادے یاد رہے کہ یہاں قاضی شوہر سے طلاق دلوائے گا از خود نکاح فسخ نہیں کرے گا۔

قاضی اور حکمین کی تفریق کا بیان

طلاق دینا مرد کے اختیار میں ہے لیکن اگر مرد عورت پر تعدی اور ظلم کرتا ہے اور اس کو طلاق نہیں دیتا تو عورت کو حق ہے کہ وہ عدالت سے نکاح فسخ کرالے اور مذہب مالکیہ کے مطابق یہ تفریق نافذ ہو جائے گی اسی طرح اگر خاوند تنگ کرنے کیلئے عورت کو نفقہ دے نہ طلاق دے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند پاگل ہو جائے اور ٹھیک نہ ہو سکے یا کسی اور ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے اور حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند کسی جرم کی وجہ سے لمبی مدت کے لیے سزایاب ہو یا اس کو عمر قید ہو جائے تب بھی عورت عدلت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور عورت کے گزر بسر کا ذریعہ نہ ہو تو بھی عورت عدالت تحقیق کے بعد فی الفور تفریق کر دے گی۔ اگر عورت اور مرد میں اختلاف ہو اور حکمین کو مقرر کر لیں اور حکمین تفریق کا فیصلہ کر دیں تو تفریق ہو جائے گی۔ یہ تمام صورتیں امام مالک کے نزدیک جائز ہیں اور فقہاء احناف نے تصریح کی ہے کہ ضرورت کے وقت امام مالک کے مذہب پر عمل درست ہے اور یہ بھی تصریح ہے کہ قاضی اپنے اجتہاد سے مذہب غیر کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور اس پر عمل صحیح ہے ان تمام امور کی باحوالہ مکمل مفصل اور مدلل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث باب ۴۰۴ (۱۱۲۱۔۱۰۹۴) میں بیان کر دی ہے۔

تین طلاقوں کی تحدید کی وجوہات مصالح اور حکمتوں کا بیان

اسلام نے صرف تین طلاقوں کی گنجائش رکھی ہے پہلی اور دوسری طلاق دینے کے بعد مرد کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا اختیار ہے لیکن تیسری طلاق دینے کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے اب اگر وہ مرد اور عورت پھر چاہیں تو اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے نکاح کرنے کے بعد وہ شخص اس سے عمل زوجیت (صحبت) کرے اور پھر اپنی مرضی سے جب اس کو طلاق دے دے تو پھر وہ عورت اس کی عدت گزار کر پہلے شوہر کے نکاح میں جا سکتی ہے ظاہر ہے کہ یہ ناگوار اور مشکل صورت ہے اس لیے مرد کو تیسری طلاق دینے سے پہلے اچھی طرح سوچ و بچار اور غور وفکر کرنا چاہیے تاکہ بعد میں پریشانی اور پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے اور رو دھو کر مفتیوں سے حیلے نہ پوچھے جائیں اور اپنا مذہب چھوڑ کر غیر مقلدیت کے دامن میں پناہ لینے کی ضرورت نہ پڑے اسلام نے اسی لیے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے روکا ہے اور اس فعل کو معصیت اور گناہ قرار دیا ہے۔

سنت کے مطابق اور احسن طریقے سے طلاق دینے کے فوائد کا بیان

جب کوئی شخص سنت کے مطابق صحیح طریقہ سے عورت کی پاکیزگی کے ان ایام میں جن میں اس نے جماع نہ کیا ہو صرف ایک طلاق دے گا اور دوسری طلاق کے لیے اگلی پاکیزگی کے ایام تک رکا رہے گا جو تقریباً ایک ماہ کے برابر ہیں تو اس عرصہ میں وہ اس معاملہ پر سو دفعہ سے زیادہ غور کرے گا اور گمان غالب ہے کہ اس کی رائے بدل جائے گی (کیونکہ میں تیس سالہ افتاء کی زندگی میں بار ہا دیکھ چکا ہوں کہ کل شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور آج وہ دوڑا چلا آ رہا ہے کہ کوئی حیلہ بتلائیں کہ نکاح قائم رہ سکے۔ جب

ایک دن میں رائے بدل جاتی ہے حالات بدل جاتے ہیں تو ایک ماہ میں تو بہت گنجائش ہے) اگر بیوی یا اس کے غلط طرزِ عمل کی وجہ سے یہ اختلاف کی صورت پیدا ہوئی ہے تو ایک ماہ میں اس کے طرزِ عمل میں تبدیلی یا مطالبہ طلاق ترک کر دینے کا غالب امکان ہے اس طرح دوسری طلاق پڑنے کا خطرہ ٹل جائے گا اور تیسری طلاق کی نوبت نہیں آئے گی جب کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق احسن طریقہ یہ ہے کہ زمانہ طہر میں بشرط عدم مجامعت صرف ایک طلاق دی جائے اور عدت کے پورے زمانہ میں دوبارہ طلاق نہ دی جائے اور عدت کے اس تین ماہ میں طلاق سے رجوع کرنے کا زیادہ موقع رہے گا اور بالفرض رجوع نہیں کیا اور عدت گزر گئی اور عورت بائنہ ہوگئی اور بعد میں حالات سازگار ہوئے تو اب دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور کسی حلالہ کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تین طلاقیں دینے کے بعد یہ گنجائش نہیں رہتی۔

طلاق کی تدریج میں مرد کی اور تحدید میں عورت کی رعایت ہے۔

تین طلاق کی تحدید سے دراصل عورت کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے کیونکہ اگر طلاق میں کوئی تحدید نہ ہوتی تو عورت کی گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ زمانہ جاہلیت میں مرد عورت کو طلاق دیتا اور عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا پھر طلاق دے دیتا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا تھا۔

امام رازی نے الطلاق مرتان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر یہ شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) الطلاق مرتن فامساك بمعروف اوتسريح باحسان ۔ (البقرہ: ۲۲۹)

ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله ۔ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور وخوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت

ہوسکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر واستقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکروہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتوی پر عمل کرنے کے لیے در بدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عددی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قانون دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔ آئندہ مباحث میں ہم ان شاء اللہ ایک مجلس کی تین طلاقوں پر گفتگو کریں گے۔ پہلے ہم ایک مجلس کی تین طلاقوں کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف فقہاء بیان کریں گے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر غیر مقلدین کے دلائل پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے اس کے بعد قرآن مجید احادیث آثار صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں جمہور فقہاء اسلام کا یہ مؤقف پیش کریں گے کہ اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ بہرحال نافذ ہو جائیں گی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں: بیک وقت تین طلاقیں دے کر عورت کو بدر کر دینا نصوص صریحہ کی بناء پر معصیت ہے۔ علماء امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلظہ کے حکم میں لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

حالانکہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے وہ بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت اور گناہ نہیں مباح کہتے ہیں اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ نے مذہب فقہاء کی تحقیق کیے بغیر یہ لکھ دیا ہے۔

(حقوق الزوجین ص ۱۵۰ مطبوعہ ادارہ ترجمان لاہور بائیسویں بار ۱۹۸۶ء)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے حکم میں میں جمہور کا مؤقف کا بیان

جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی امام مالک امام ابوحنیفہ اور قدیم وجدید جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(شرح مسلم ج ا ص ۴۷۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی خواہ دخول سے پہلے دی ہوں یا دخول کے بعد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(علامہ ابومحمد عبداللہ بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۷ ص ۲۸۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

قاضی ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا یہی مؤقف ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں کہ بار بار لفظ طلاق کا تکرار کرنے سے تمام طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور اگر طلاق دینے والا تاکید کی نیت کرے تو اس کا دیانۃً اعتبار ہوگا۔۲ (علامہ علاؤالدین الحصکفی الحنفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی حامش رد المحتار ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ) (یعنی قضاءً اعتبار نہیں ہوگا)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں میں شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کا مؤقف کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے ایک طہر میں ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ تین طلاقیں دیں مثلاً کہا کہ تم کو تین طلاقیں یا کہا کہ تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے یا کہا: تم کو تین طلاقیں یا دس طلاقیں یا سو طلاقیں یا ہزار طلاقیں اس قسم کی عبارات میں متقدمین اور متاخرین علماء کے تین نظریات ہیں ایک اور چوتھا قول بھی ہے جو محض من گھڑت اور بدعت ہے پہلا قول یہ ہے کہ یہ طلاق مباح اور لازم ہے یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔ یہ قول متقدمین میں بکثرت صحابہ اور تابعین سے منقول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ طلاق حرام ہے لیکن اس سے صرف ایک طلاق لازم آتی ہے یہ قول صحابہ میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قول ہیں تابعین اور بعد کے لوگوں میں سے طاؤس خلاص بن عمرو محمد بن اسحاق سے منقول ہے داؤد اور ان کے اکثر اصحاب کا یہی قول ہے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے شیعہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔ چوتھا قول بعض معتزلہ اور بعض شیعہ کا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے کوئی طلاق نہیں پڑتی سلف صالحین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں تھا اور تیسرا قول ہی وہ ہے جس پر کتاب وسنت سے دلائل موجود ہیں۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۹ ۔ ۷ مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز آل سعود)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں چار مذاہب ہیں پہلا مذہب یہ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں یہ قول ائمہ اربعہ جمہور تابعین اور بکثرت صحابہ کا ہے (رضی اللہ عنہم) دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ مردود ہے کیونکہ یہ بدعت محرمہ ہے اور بدعت اس حدیث کی وجہ سے مردود ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ اس مذہب کو ابو محمد بن حزم نے بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا: یہ باطل ہے اور رافضیوں کا قول ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے ذکر کیا ہے امام احمد نے کہا: یہ ابن اسحاق کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کی مخالفت کرے اس کو سنت کی طرف لوٹانا چاہیے۔ (تابعین میں سے) طاؤس اور عکرمہ کا بھی یہی قول ہے اور شیخ ابن تیمیہ کا بھی یہی نظریہ ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں فرق ہے مدخول بہا کو تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں

اور غیر مدخول بہا کو ایک طلاق واقع ہوتی ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کا ہے اور اسحاق بن راھویہ کا بھی یہی مسلک ہے (زاد المعارج ۴ص ۴۵ مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر)

یک وقت دی گئی طلاقوں میں علماء شیعہ کا مؤقف کا بیان

جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے بعض شیعہ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر یک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (شرائع الاسلام ج۲ص ۵۷)

اور جمہور شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ یک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایک علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں تین طلاقیں دیں درآں حالیکہ وہ عورت حیض سے پاک تھی؟ انہوں نے کہا: یہ ایک طلاق ہوگئی۔

(الفروع من الکافی ج۶ص ۷۱۔۷۰ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران)

عمرو بن براء کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے کہا کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو ایک طلاق دے یا سو طلاقیں دے تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ہمیں آپ سے اور آپ کے آباء علیہم السلام سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار طلاق دے یا سو بار طلاق دے تو وہ ایک طلاق ہوتی ہے۔ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے کہا: مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح تمہیں پہنچا ہے۔ (الفروع من الکافی ج۶ص ۷۱ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران)

تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آیت) الطلاق مرتان اس سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق رجعی جس میں طلاق کے بعد رجوع کیا جاتا ہے ایک بار دینے کے بعد دوسری مرتبہ دی جاتی ہے جیسے کسی شخص نے کہا: جاؤ دو بار تسبیح کرو یا تین بار تسبیح کر دیا سو بار تسبیح کرو اس پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اتنی بار تسبیح کرے کہ یہ عدد پورا ہو جائے مثلاً کہے: سبحان اللہ سبحان اللہ تو یہ دو بار ہوگا اور اگر اس نے کہا: دو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مرتان) یا سو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مأۃ مرۃ) کہا تو یہ ایک تسبیح شمار کی جائے گی علی ہذا القیاس جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں دو طلاقیں یا تمہیں تین طلاقیں یا تمہیں دس طلاقیں یا تمہیں ہزار طلاقیں تو یہ ایک طلاق شمار کی جائے گی۔ اس کو واضح کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ نے ایک مثال دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا ہے کہ نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا جائے اب اگر کوئی شخص کہے: سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر عدد خلقہ (اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) تو یہ صرف ایک تسبیح شمار کی جائے گی۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ہمارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین طلاقیں لازم کر دی ہوں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح یا حسن مروی نہیں ہے اور نہ کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی حدیث نقل کی گئی ہے اس سلسلے میں جتنی احادیث نقل کی گئی ہیں وہ سب ائمہ

حدیث کی تصریح کے مطابق ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں بلکہ صحیح مسلم اور دیگر سنن اور مسانید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں عجلت کرنی شروع کردی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی اگر ہم ان پر یہ تین طلاقیں نافذ کردیں تو بہتر ہوگا پھر آپ نے یہ تین طلاقیں نافذ کردیں اس سلسلے میں دوسری حدیث یہ ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمگین ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا: تم نے کس طرح طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا: میں نے تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ایک مجلس میں؟ انہوں نے کہا: جی آپ نے فرمایا: یہ ایک طلاق ہوئی ہے اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کرسکتے ہو۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر حضرت رکانہ نے رجوع کرلیا شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ استفسار فرمایا: ایک مجلس میں؟ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں نہ دی جائیں تو پھر وہ ایک نہیں قرار دی جاتیں اور جب ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک قرار دی جائے گی حضرت رکانہ کی یہ حدیث شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کے حوالے سے بیان کی ہے۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۱۴۔۱۱ مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز)

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کے جوابات کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے الطلاق مرتان سے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر طلاق الگ الگ دی جائے تب وہ متعدد طلاقیں متصور ہوں گی اور اگر کسی نے کہا: تم کو تین طلاقیں تو چونکہ یہ طلاق ایک بار دی گئی ہے اس لیے یہ ایک طلاق ہی شمار ہوگی۔

شیخ ابن تیمیہ کا یہ استدلال خود انہیں بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس استدلال کا یہ تقاضا ہے کہ کسی شخص نے ایک بار مجلس میں تین بار کہا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تین طلاقیں واقع ہونی چاہئیں کیونکہ یہ تین بار دی گئی ہیں حالانکہ شیخ کے نزدیک یہ بھی ایک طلاق ہے جیسا کہ اس سے پہلے باحوالہ گزر چکا ہے۔

زنا کی شہادات اور قسامت کی قسموں پر قیاس کے جوابات کا بیان

شیخ ابن قیم جوزیہ نے زنا کی چار شہادتوں اور قسامت کی پچاس قسموں سے بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں چار بار گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے تو اس کی یہ گواہی مردود ہوگی جب تک چار آدمی الگ الگ گواہی نہ دیں اسی طرح اگر ایک آدمی یہ کہے کہ میں پچاس قسمیں کھاتا ہوں کہ میں قتل کیا نہ قاتل دیکھا ہے تو اس کی یہ قسم معتبر نہیں ہوگی جب تک کہ پچاس آدمی الگ الگ قسمیں نہ کھائیں اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں تو یہ تین طلاقیں بھی معتبر نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ الگ الگ تین طلاقیں نہ دے۔

(زاد المعاد ج ۴ ص ۵۵ مطبوعہ مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۶۹ھ)

اس استدلال کا ایک جواب تو یہی ہے کہ یہ دلیل خود شیخ ابن قیم کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مجلس

میں اگر تین بار الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ واقع ہو جانی چاہئیں حالانکہ ان کے نزدیک ایک مجلس میں الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ بھی واقع نہیں ہوتیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ زنا کی شہادت اور قسامت پر طلاق کا قیاس درست نہیں ہے کیونکہ جو شخص یہ کہے کہ میں زنا کی چار گواہیاں دیتا ہوں یا میں قتل نہ کرنے کی پچاس قسمیں کھاتا ہوں اس کی گواہی اور قسم مطلقاً مردود ہے برخلاف طلاق کے کیونکہ جو شخص کہے: میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں اس کی طلاق ان کے نزدیک بھی مطلقاً مردود نہیں ہے بلکہ ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ دوسرا جواب علامہ آلوسی کی عبارت سے مستفاد ہے۔

علامہ آلوسی نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے کہ شہادات لعان اور رمی جمرات پر طلاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے دونوں کے احکام الگ الگ ہیں اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا علاوہ ازیں طلاق کا معاملہ حلت اور حرمت سے ہے اور اس میں احتیاط یہی ہے کہ جو تین طلاقیں بیک وقت دی گئی ہیں اور واقع مان لی جائیں۔

(علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور یہ مسلم اصول ہے کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین ایک طلاق دے کر نکاح کو مباح کہتے ہیں اور جمہور ان تین طلاقوں کو تین ہی شمار کر کے نکاح کو حرام کہتے ہیں اور اس اصول کے مطابق جمہور کے قول کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ اباحت اور تحریم کے تعارض میں تحریم ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

تسبیح فاطمہ پر قیاس کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ: حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر خاتون جنت سے فرمایا تھا کہ بیٹی نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اور ۳۴ بار اکبر پڑھا کرو یہ لونڈیوں سے بہتر ہے اب اگر کوئی شخص سبحان اللہ تینتیس بار (ایک دفعہ) کہہ دے تو کیا وہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہوگا؟۔ ۲ (پیر محمد کرم شاہ الازہری دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۹ء) (پیر صاحب اس سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تین طلاقیں کہنے سے طلاقیں واقع نہیں ہوتیں)

یہ دلیل سب سے شیخ ابن تیمیہ نے قائم کی تھی اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ کے متبعین مزید مثالوں کے ساتھ اس کو نقل کرتے چلے گئے ہیں ہم اس دلیل کے چار جواب بیان کر چکے ہیں کہ یہ استدلال ان حضرات کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ ایک مجلس میں کلمات متعددہ سے تین بار تین طلاقیں دی جائیں تو اس دلیل کے اعتبار سے وہ نافذ ہونی چاہئیں حالانکہ یہ لوگ اس کو بھی تین طلاق نہیں مانتے بلکہ ایک طلاق کہتے ہیں دوسرا یہ کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کی ہوتی ہے تیسرا جواب ہم نے علامہ آلوسی سے نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ مثلاً یوں کہہ دے کہ سو بار سبحان اللہ تو اس حدیث پر عمل نہیں ہوگا اور یہ تسبیح فاطمہ نہیں ہوگی اور وہ اس کے اجر کا مستحق نہیں ہوگا اس کے برخلاف کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم کو تین طلاقیں تو آپ بھی یہ تو مانتے ہیں کہ ایک طلاق ہو جائے گی اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ علامہ آلوسی نے جو دوسرا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا حرام کو حلال کرنا ہے اس لیے اس قسم کی تنگ بندیوں اور ڈھکوسلوں سے اللہ اور رسول کے حرام کردہ کو حلال نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کو بدلنے کے الزام کے جوابات:

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کی دوسری دلیل: صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے عہد میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر ان کو تین طلاق ہی قرار دیا جائے تو ... پھر انہوں نے ایسا ہی کر دیا جس طرح شیخ ابن تیمیہ اور اس کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی صریح مخالفت کی اور تمام صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو قبول کر لیا اگر اس بات کو مان لیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دور میں فوت ہونے والے صحابہ کے علاوہ کوئی صحابی اس قابل نہیں رہے گا کہ اس کے دین پر اعتماد کیا جائے اور اس کی روایت کو قبول کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث کا ظاہر معنی نہیں لیا اور اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ ا (حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری محقق سنی حنفی عالم ہیں اس مسئلہ میں ان کی رائے ائمہ اربعہ کے متفق علیہ موقف سے مختلف ہے تاہم ہماری معلومات کے مطابق انہوں نے اس رائے پر فتوی نہیں دیا لیکن چونکہ غیر مقلد حضرات ان کا رسالہ مسلسل چھاپ رہے ہیں اس لیے ہم نے ان کے دلائل کا جواب ضروری سمجھا تاکہ عوام اہل سنت ان کے حوالے سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ (غلام رسول سعیدی غفرلہ) ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت غیر صحیح اور مردود ہے۔

قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ عنقریب واضح ہوگا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا نیز دیگر احادیث صحیحہ اور بکثرت آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں نافذ ہو جاتی ہیں (جس کا تفصیلی بیان عنقریب آ رہا ہے) اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت چونکہ قرآن مجید احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ اور معلل ہے اور استدلال سے خارج ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے غیر صحیح ہونے پر دوسری دلیل کا بیان

اس روایت کے شاذ معلل اور مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خود یہ فتوی دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز روایت کریں اور فتوی اس کے خلاف دیں اس لیے یہ روایت شاذ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف روایت کو منسوب کرنے میں طاؤس کو وہم ہوا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح مسلم کی اس زیر بحث حدیث کو طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا

صراحت کے مطابق یہ طاؤس کا وہم ہے اس کی مزید وضاحت امام بیہقی کے بیان سے ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی باقی روایات کے مخالف ہے پھر امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا حضرت ابن عباس نے فرمایا پہلے انسان تین طلاق دینے کے بعد رجوع کر لیتا تھا الطلاق مرتان نے اس کو منسوخ کر دیا۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں وہ اس پر حرام ہو گئی مجاہد کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تین طلاقیں لے لو اور ستانوے طلاقوں کو چھوڑ دو مجاہد سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاقیں دیں حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی تم نے اللہ کا خوف نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کوئی مخرج نہیں رکھا ان کے علاوہ عطاء عمرو بن دینار اور مالک بن حارث وغیرہ طاؤس کے علاوہ حضرت ابن عباس کے تمام تلامذہ حضرت ابن عباس سے یہی روایت کرتے ہیں کہ یک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے برخلاف صرف طاؤس نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابوبکر میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھیں اس لیے یہ روایت طاؤس کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۷ ص ۳۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

اعتبار راوی کی روایت کا ہے یا اس کی رائے کا؟

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: اس حدیث کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے خصوصا حضرت ابن عباس راوی حدیث کا فتوی بھی اس کے خلاف ہے تو اس روایت پر عمل کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے الی قولہ۔ اس کے متعلق مختصر یہ گزارش ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے سامنے کسی کا قول حجت نہیں نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی دو روایتیں آئی ہیں ایک وہ جو اوپر گزری دوسری وہ جسے مسند میں امام احمد نے نقل کیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ ہر طہر کے وقت طلاق دی جائے۔ دوسرے صحابہ کرام کے اقوال کا ذکر جا بجا گزر چکا ہے نیز اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اعتبار راوی کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی ذاتی رائے کا۔

(دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ ۱۹۷۰ء)

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہے لیکن یہ کون سی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جائے۔ اگر مسلم کی حدیث مذکور مراد ہے تو اول تو اس میں آپ کے کسی فرمان کا ذکر نہیں ہے۔ ثانیاً اسی حدیث میں تو بحث ہو رہی ہے کہ یہ ثابت اور صحیح نہیں ہے طاؤس کا وہم ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طاؤس کے خلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر مجاہد اور نافع نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف روایت کی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۶ ص ۲۴ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ)

اور چونکہ صحیح مسلم کی یہ روایت طاؤس کے وہم پر مبنی ہے اس لیے صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کی مخالفت اور تمام صحابہ پر بدعت کی تہمت لگانے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ (طاؤس کے وہم) کی بنیاد پر اس حدیث کو مسترد کر دیا جائے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے: نیز اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اعتبار روای کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی رائے کا اس کے بارے میں گزارش ہے کہ عام روایوں کے بارے میں بے شک ایسا ہی ہے لیکن جب صحابی رسول کسی حدیث کی روایت کریں اور ان کا عمل یا فتوی اس حدیث کے خلاف ہو تو پھر دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں یا تو یہ روایت صحیح نہیں یا اس صحابی کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ صحابی رسول سے یہ متصور نہیں کہ وہ ایک حدیث کرے اور عمل اس کے خلاف کرے۔ کتب صحاح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور امام طحاوی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس کو ترک کر دیا اور یہ اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ ان کے نزدیک کسی دلیل سے رفع یدین منسوخ ہو چکا ہو۔ (امام ابو جعفر احمد بن الطحاوی الحنفی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج اص ۱۳۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ) نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور خود تین مرتبہ دھوتے تھے۔ امام طحاوی لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سن کر اس پر عمل کرنا ترک کر دیں گے اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کی عدالت (نیکوکاری) ساقط ہو جائے گی اور وہ اس قابل بھی نہیں رہیں گے کہ ان کی کوئی بات قبول کی جائے چہ جائیکہ ان کی روایت قبول کی جائے اس لیے ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہو چکی ہے۔ (شرح معانی الآثار ج اص ۱۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ)

جب صحابی رسول کا عمل یا فتوی اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روایت کی نسبت اس صحابی کی طرف صحیح نہیں ہے یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے۔

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں۔ راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو یہ اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے یا اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔

(النبراس ص ۴۴ مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی بندیال الطبعۃ الاولی ۱۳۹۷ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو طاؤس نے بیان کیا ہے ایسی ہی ہے قوی ترین بات یہ ہے کہ چونکہ یہ طاؤس کا وہم ہے اس لیے صحیح اور ثابت نہیں ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس کو منسوخ قرار دے کر بھی جواب دیا ہے اور اس کا ظاہری معنی

چھوڑ کر تاویل بھی کی ہے عنقریب ہم بعض تاویلات کا ذکر کریں گے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اس بحث میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں رمل کرتے تھے اور ان کا قول یہ ہے کہ رمل سنت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رمل کے معاملہ میں حضرت ابن عباس کی رائے جمہور کے خلاف ہے اور تین طلاقوں کے مسئلہ میں ان کی روایت دیگر احادیث اور جمہور کے موافق ہے اور ان کی منفرد رائے کو ترک کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی جو روایت جمہور کے موافق ہو اس کو بھی ترک کر دیا جائے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر راوی کا عمل اور فتوی اس کی روایت کے خلاف ہو تو غیر مقلدین اور شوافع کا وہی مسلک ہے جو پیر محمد اکرم شاہ صاحب نے فتح الباری کے حوالے سے بیان کیا ہے اور نیل الاوطار میں بھی مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے ایسا ہی لکھا ہے۔ا (قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی: ۱۲۵۰ھ نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازھریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ) اور حق اور صواب احناف اور مالکیہ کا نظریہ ہے جس کو ہم نے امام طحاوی اور علامہ ماردوی کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

صحیح مسلم میں درج طاؤس کی روایت کے غلط اور شاذ ہونے پر مزید دلائل کا بیان

طاؤس کی اس روایت کے وہم اور غلط ہونے پر ایک اور واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتوی بھی اس روایت کے خلاف تھا طاؤس یہ کہتے تھے کہ اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں تین لفظوں کے ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو یہ ایک طلاق ہوگی (کیونکہ وہ پہلی طلاق کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے اور بعد کی طلاقوں کا محل نہیں رہتی) طاؤس مدخولہ کی تین طلاقوں کو ایک طلاق نہیں قرار دیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء کہتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ ایک طلاق ہوگی (المصنف ج ۵ ص ۲۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے تھے اس لیے طاؤس کی یہ روایت جس کو امام مسلم نے بیان کیا ہے وہم اور مغالطہ سے خالی نہیں ہے۔

علامہ ماردینی طاؤس کی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علامہ ابن عبدالبر (صاحب استذکار) نے کہا ہے کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔ علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔ (الجوہر النقی علی هامش البیہقی ج ۷ ص ۲۳۸۔۲۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

نیز علامہ ابوجعفر بن نحاس کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں کہ طاؤس ہر چند کہ نیک شخص ہیں لیکن وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات میں متفرد ہیں اہل علم ان روایات کو قبول نہیں کرتے ان روایات میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاقوں کے ایک ہونے کی روایت کی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی سے صحیح روایت یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل کا بیان

جمہور فقہاء اسلام نے اولاً تو اس حدیث کے فنی سقم کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا ثانیاً برسبیل تنزل اس میں تاویل کی اور کہا کہ دور رسالت اور دور صحابہ میں لوگ تاکید کی نیت سے تین بار طلاق دیتے تھے بعد میں حضرت عمر کے دور میں لوگوں نے تین طلاق دینے کی نیت سے تین بار طلاق کہنا شروع کر دیا اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نیات کے اعتبار سے ان تین طلاقوں کو تین طلاقیں ہی قرار دیا۔ ان جوابات سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر کو نہیں بدلا بلکہ اسی چیز کو نافذ کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت رکانہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی کو طلاق ابتہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے طلاق البتہ سے کیا مراد لیا تھا؟ میں نے کہا: ایک طلاق! آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں نے کہا: قسم بخدا! آپ نے فرمایا: پس یہ وہی طلاق ہے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے یعنی ایک۔ ا

(امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۸۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے تین اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ۳ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقوں کا ارادہ کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رکانہ سے یہ ایک عبارت سے صرف ایک طلاق ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت رکانہ سے طلاق کی تعداد کا دریافت کرنا اور ان کی مراد پر قسم لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقیں مؤثر ہو جاتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ نافذ کیا وہ اس حدیث کے مطابق تھا اور جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ بھی اسی حدیث کے تابع ہے۔

حضرت رکانہ سے متعلق مسند احمد کی روایت کے فنی اسقام کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ سے متعلق ایک دوسری روایت مسند احمد کے حوالے سے ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق قرار دیا اور انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا۔ شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کی اس حدیث کو جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد کی مذکورہ الصدر روایت پر ترجیح دی ہے۔ لیکن شیخ ابن تیمیہ کا جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کی روایت پر مسند احمد کو ترجیح دینا عدل و انصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ مسند احمد میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا اس میں ضعیف حسن صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں برخلاف جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کے کیونکہ یہ ان کتب احادیث میں سے ہیں جن میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کو صحاح ستہ میں شمار کیا جاتا ہے اور مسند احمد کو صحاح ستہ میں

شمار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام ابوداؤد کے علم میں بھی مسند احمد کی یہ روایت تھی جس میں طلاق البتہ کی بجائے تین طلاقوں کا ذکر ہے لیکن انہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی: هذا اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امراته ثلاثا لانهم اهل بيته وهم اعلم به۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

یہ حدیث ابن جریج کی روایت کی بہ نسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ اس حدیث کی روایت حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات کو دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔ امام ابوداؤد نے اپنی تینوں احادیث یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی نے بھی یزید بن رکانہ کی روایت سے حدیث بیان کی ہے اس کے برخلاف امام احمد نے مسند احمد میں ابن جریج سے حضرت رکانہ کی روایت بیان کی ہے اور یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے بیٹے نے بیان کیا ہے اور ان کے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جائے گا۔

شیخ ابن تیمیہ نے البتہ والی روایت کو مرجوح قرار دینے کے لیے کسی کتاب کا حوالہ دیئے بغیر لکھا ہے: امام احمد بن حنبل امام بخاری ابو عبید اور ابو محمد بن حزم نے البتہ والی روایت کو ضعیف قرار دیا اور بیان کیا ہے کہ اس کے راوی مجہول ہیں ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ (مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۱۵ مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز آل السعود)

امام احمد بن حنبل چونکہ اس روایت کو اپنی کتاب میں درج کرنے والے ہیں اس لیے وہ ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا اگر ان کی تضعیف بالفرض ہو بھی تو خارج از بحث ہے اور ابن حزم کا حوالہ دینا شیخ ابن تیمیہ کی مغالطہ آفرینی ہے۔ شیخ ابن حزم نے سنن ابوداؤد کی ایک اور روایت کو بعض بنی ابی رافع کی وجہ سے مجہول لکھا ہے جس کا ذکر باحوالہ آگے آ رہا ہے۔ رہے امام بخاری تو ان کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے البتہ والی روایت کی تضعیف کی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ امام بخاری نے مسند احمد والی روایت کو مضطرب اور معلل قرار دیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ التلخیص الحبیر ج ۳ ص ۲۵۵ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ) اور علامہ ابن عبد البر نے اس کو تمہید میں ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ ابن جوزی مسند احمد والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کی سند کا ایک راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور دوسرا راوی داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی روایات سے اجتناب کرنا واجب ہے اور البتہ والی (صحاح ستہ کی) روایت صحت کے قریب ہے اور مسند احمد والی روایت میں راویوں کی غلطی ہے۔

(العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ ج ۲ ص ۱۵۱ مطبوعہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

علامہ ابوبکر رازی جصاص نے مسند احمد کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ رکانہ کی حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رکانہ نے

اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۳۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت رکانہ سے متعلق صحاح کی روایت کی تقویت کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ کی البتہ والی روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہیں اور ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ ابن تیمیہ کی یہ بات بھی عدل وانصاف اور حقیقت اور صداقت سے بہت دور ہے یہ حدیث ترمذی ابن ماجہ اور داؤد میں ہے امام ابوداؤد نے اس کو تین مختلف سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف امام ترمذی کی سند کے راویوں کی عدالت اور ضبط کا حال بیان کررہے ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو از ھناد از قبیصہ از جریر بن حازم از زبیر بن سعید از عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ بیان کیا ہے۔ سند کے پہلے راوی ھناد ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے کہا: تم ھناد کو لازم رکھو ابوحاتم نے کہا: وہ بہت سچے ہیں قتیبہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ وکیع ھناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۷۱ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس سند کے دوسرے روای قبیصہ ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حافظ ابوزرعہ سے قبیصہ اور ابونعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ان دونوں میں قبیصہ افضل ہیں ابن حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے قبیصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ بہت سچے ہیں اسحاق بن یسار نے کہا: میں نے شیوخ میں سے قبیصہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا امام نسائی نے کہا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۴۹۔۳۴۸ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں: جریر بن حازم ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد جتنی تعظیم جریر بن حازم کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے تھے عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابوالاشہب میں کس کی روایت بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: جریر کی روایت احسن اور اسند ہے۔ ابوحاتم نے کہا: یہ بہت سچے اور نیک ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۷۰ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے چوتھے راوی زبیر بن سعید ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں دارقطنی نے کہا: یہ معتبر ہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۱۵ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں: عبداللہ بن یزید بن رکانہ یہ خود حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہیں امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (حافظ ابن حبان تمیمی متوفی ۳۵۴ھ کتاب الثقات ج ۷ ص ۱۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۱ھ)

اور حافظ ابن حجر نے اس کو مقرر رکھا ہے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۲۵ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

حضرت رکانہ سے متعلق سنن ابوداؤد کی ایک شاذ روایت کے ضعف کا بیان

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس میں ہے: حضرت عبد یزید ابورکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی ام رکانہ سے رجوع کر لو۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تو اسے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کر لو۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۹۹۔۲۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث سے پیر صاحب کا استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس کی سند میں بعض بنی ابی رافع موجود ہیں جو مجہول ہیں۔ غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (شیخ ابن تیمیہ نے سنن ابوداؤد کی جس حدیث کے بارے میں ابن حزم کا حوالہ دیا تھا وہ اصل میں یہ حدیث ہے)

ہمارے علم میں اس حدیث کے سوا ان لوگوں کی اور کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ ابورافع کی اولاد میں سے جس شخص سے یہ روایت ہے اس کا نام لیا گیا اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۶۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مستدرک کی بعض روایات میں بعض بنی ابی رافع کی تعیین محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کر دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع کے بارے میں لکھتے ہیں امام بخاری نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معین نے کہا: یہ لیس بشیء ہے ابو حاتم نے کہا: یہ ضعیف الحدیث منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے۔ ابن عدی نے کہا: یہ کوفہ کی شیعہ میں سے ہے اور فضائل میں اس نے ایسی روایات بیان کی ہیں جن کا کوئی متابع نہیں ہے ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا۔ برقانی نے دارقطنی سے روایت کیا کہ یہ متروک ہے یاد رہے کہ امام بخاری نے فرمایا ہے: جس شخص کے بارے میں میں یہ کہوں کہ یہ منکر الحدیث ہے اس سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ امام ابن عدی نے اس کو شیعہ لکھا ہے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا شیعہ حضرات کا مسلک ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۲۱ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں ہے جس سے حلال اور حرام کے مسئلہ میں استدلال ہو سکے خصوصاً جبکہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہو رہی ہو جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اس کی حرمت پر اتفاق ہو۔

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے حامیوں کے پاس تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے کے لیے صرف یہ تین روایات تھیں: ایک صحیح مسلم کی روایت جو طاؤس کا وہم اور شاذ روایت ہے دوسری مسند احمد کی روایت جو مضطرب منکر معلل اور ضعیف روایت ہے تیسری سنن ابوداؤد کی یہ روایت جو مجہول منکر اور متروک کی روایت ہے۔ (تبیان القرآن، ج ۲، البقرہ، لاہور)

یک وقت دی گئی طلاقوں کے تین ہونے پر جمہور کے قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ دو طلاقوں کے بعد بھی خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو ان طلاقوں

سے رجوع کر لے اور چاہے تو رجوع نہ کرے لیکن:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره ۔ (البقرہ ۲۳۰)

ترجمہ: پس اگر اس نے اس کو ایک اور طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہے تاوقتیکہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

اس آیت سے پہلے الطلاق مرتان کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جا سکتی ہے اس کے بعد فان طلقها فرمایا اس کے شروع میں حرف فا ہے جو تعقیب بلامہلت کے لیے آتا ہے اور اب قواعد عربیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوا کہ دو رجعی طلاقیں دینے کے بعد خاوند نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ شرعی قاعدہ کے مطابق کسی اور مرد کے ساتھ نکاح نہ کرے اس آیت میں اگر حرف ثم یا اس قسم کا کوئی اور حرف ہوتا جو مہلت اور تاخیر پر دلالت کرتا تو علی التعیین یہ کہا جا سکتا تھا کہ ایک طہر میں ایک طلاق اور دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دی جائے گی لیکن قرآن مجید میں ثم کی بجائے فا کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند نے دو طلاقیں دینے کے بعد فوراً تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہیں رہے گی۔

قرآن مجید نے الطلاق مرتان فرمایا ہے یعنی دو مرتبہ طلاق دی جائے اور دو مرتبہ طلاق دینا اس سے عام ہے کہ ایک مجلس میں دو مرتبہ طلاق دی جائے یا دو طہروں میں دو مرتبہ طلاق دی جائے اور اس کے بعد فوراً اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں تین بار طلاق دی اور بیوی سے کہہ دیا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ غیر مقلدوں کے مشہور مستند اور ان کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ آیت بیک وقت دی گئی تین طلاقوں اور الگ الگ دی گئی طلاقوں دونوں پر صادق آتی ہے اور اس آیت کو بغیر کسی نص کے طلاق کی بعض صورتوں کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔ (المحلی ج ۱۰ ص ۱۷۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی جمہور فقہاء اسلام کا استدلال ہے:

(آیت) اذا نکحتم المؤمنت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالکم علیهن من عدة تعتدونها ۔

(الاحزاب ۴۹)

ترجمہ: جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو مقاربت سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارے لیے کوئی عدت نہیں جس کو تم گنو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا ذکر فرمایا ہے اور طلاق دینے کو اس سے عام رکھا ہے کہ بیک وقت اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں یا الگ الگ طلاقیں دی جائیں اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مطلق اور عام رکھا ہو اس کو اخبار آحاد اور احادیث صحیحہ سے بھی مقید اور خاص نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ ماوشما کی غیر معصوم آراء اور غیر مستند اقوال سے اس کو مقید کیا جا سکے۔

قرآن مجید سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے: دوسری آیت اور سنت نبوی ان کے اطلاق کو مقید کر دیا ہے اوران کے احکام اور شرائط کو بیان کر دیا ہے نیز ان آیات میں ایک ساتھ طلاق دینے کی بھی تو کہیں تصریح نہیں۔

(دعوت فکر ونظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۴۴۔ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

قرآن مجید کی کسی آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ بیک وقت اجتماعی طور پر دی گئی تین طلاقیں ایک ہوں گی جس کو اس آیت کے عموم کی تخصیص پر قرینہ بنایا جاسکے نہ کسی حدیث صحیح میں یہ تصریح ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے اور بدعت اور گناہ ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے اور سنت طریقہ الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دینا ہے لیکن اس میں گفتگو نہیں ہے گفتگو اس میں ہے کہ اگر کسی شخص نے خلاف سنت طریقہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو آیا وہ نافذ ہوں گی یا نہیں! البتہ بکثرت احادیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جائیں گی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ غیر مقلدوں کے امام ثانی ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں عموم ہے اور تین دو اور ایک طلاق دینے کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۷۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

جمہور فقہاء اسلام نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

(آیت) للمطلقت متاع بالمعروف ۔ (البقرہ: ۲۴۱)

ترجمہ: مطلقہ عورتوں کو رواج کے مطابق متاع (کپڑوں کا جوڑا) دینا چاہیے۔

شیخ ابن حزم اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کو عام رکھا ہے خواہ وہ ایک طلاق سے مطلقہ ہو یا دو سے یا تین سے اور ان میں سے کسی کے ساتھ اس کو خاص نہیں کیا۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۷۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کو متعہ (کپڑوں کا جوڑا) دینے کی ہدایت کی ہے خواہ وہ عورتیں تین طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا دو طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا ایک سے اور کسی ایک طلاق کے ساتھ مطلقہ کی تخصیص نہیں فرمائی یہی چیز شیخ ابن حزم نے بیان کی ہے۔

قرآن مجید میں طلاق کے عموم اور اطلاق کی اور بھی آیات ہیں لیکن ہم بغرض اختصار انہی آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں پر جمہور فقہاء اسلام کے احادیث سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ بتلائیے کہ ایک شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کر دے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے میرے سامنے مسجد میں لعان کیا جب وہ

لعان سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا: اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی آپ نے فرمایا: سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہو گیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔

(صحیح بخاری ج ۲ص ۸۰۰مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی کی شرح مسلم کے حوالے سے لکھتے ہیں اس نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں۔

(فتح الباری ج ۹ص ۴۵۱مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور مقرر تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اس شخص نے اپنی بیوی سے تفریق اور تحریم کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی تو اس صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے: بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری مفارقت نہیں ہوگی۔

اس سلسلے میں امام بخاری نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے: حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کیا اور آں حالیکہ میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا۔ حضرت عویمر نے کہا: یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (صحیح بخاری ج ۲ص ۸۰۰مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ص ۴۸۹مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام نسائی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے ۲ (امام عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اور ابوداؤد میں بھی ہے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرہ مالکی نے کہا ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے تفریق ہوتی تو حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے اور شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا مباح ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ص ۴۸۹مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

بخاری اور مسلم کی اس حدیث سے یہ بات بہر حال واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور متفق علیہ تھی کہ تین طلاقوں سے تفریق اور تحریم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد رجوع جائز نہیں ہے ورنہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے تفریق کے قصد سے اپنی بیوی کو لفظ واحد سے تین طلاقیں نہ دیتے۔

اس واقعہ میں سنن ابوداؤد کی درج ذیل حدیث نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۰۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ صحیح بخاری صحیح مسلم سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد کسی انصاف پسند شخص کے لیے اس مسئلہ میں تردد کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

حضرت عویمر کی حدیث سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور فقہاء اسلام کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جہاں تک اس حدیث کی سند کا تعلق ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے لیکن کیا اس حدیث سے استدلال درست ہے تو یہ ذرا تفصیل طلب ہے خود ابوبکر الجصاص اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۵ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

پیر محمد کرم شاہ صاحب کا یہ استدلال سخت حیرت کا باعث ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے کہ تین طلاقیں اگر بیک وقت دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں علامہ ابوبکر جصاص اور علامہ سرخسی نے اس استدلال کا رد نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ احناف کے نزدیک بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے تین طلاقیں دینے پر انکار فرماتے اور آپ کا انکار نہ فرمانا بیک وقت تین طلاقوں کے مباح ہونے کی دلیل ہے۔ علامہ ابوبکر الجصاص اور علامہ سرخسی نے ان کے اس استدلال کا رد فرمایا ہے۔ اب ہم پہلے علامہ ابوبکر الجصاص کی اصل عبارت ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابوبکر الجصاص الرازی فرماتے ہیں: امام شافعی نے فرمایا کہ جب شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقیں بیک وقت دینے سے منع فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے۔ (علامہ جصاص فرماتے ہیں) اس حدیث سے امام شافعی کا استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے لعان سے پہلے خاوند کے لعان کرنے سے تفریق ہو جاتی ہے اور عورت اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اس کے بعد طلاق لاحق نہیں ہوتی اور جب طلاق واقع ہوئی نہ اس کا حکم ثابت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیسے انکار فرماتے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تمہارے یعنی احناف کے مذہب پر اس حدیث کی کیا توجیہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ طلاق دینے کا طریقہ اور وقت مقرر کرنے سے پہلے کا واقعہ ہو اور ایک طہر میں

تین طلاقوں کو جمع کرنے کی ممانعت سے پہلے انہوں نے تین طلاقیں دیں ہوں۔

(احکام القرآن ج ا ص ۳۸۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ علامہ جصاص کی بحث اس بات میں ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ممنوع ہے یا مباح ہے اس میں بحث نہیں ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد ایک طلاق واقع ہوتی ہے یا تین۔

اب ہم آپ کے سامنے علامہ سرخسی کی اصل عبارت پیش کر رہے ہیں علامہ سرخسی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین طلاقوں کے جمع کا بدعت ہونا اور ان کو الگ الگ دینے کا سنت ہونا میں نہیں جانتا بلکہ سب طرق طلاق دینا مباح ہے اور بسا اوقات کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کو جمع کر کے دینا سنت ہے حتی کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم کو سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر وہ اکٹھی تین طلاقوں کی نیت کر لے تو تینوں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ الفاظ کے برخلاف نیت کرنا باطل ہے۔ امام شافعی نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث سے استدلال کیا ہے جب حضرت عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کر لیا تو کہا: یا رسول اللہ! میں نے اگر اب اس عورت کو رکھ لیا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس کو تین طلاقیں۔ (المبسوط ج ۶ ص ۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے امام شافعی کے اور بھی دلائل ذکر کیے ہیں اور آخر میں اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے اور احناف کے مسلک پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا انہوں نے پوچھا: یہ بتلائیے کہ اگر میں اس کو تین طلاقیں دے دوں تو کیا پھر بھی رجوع کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تین طلاق دینا گناہ ہے (یہی احناف کی دلیل ہے۔ سعید غفرلہ) ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ نے حضرت عویمر عجلانی کو تین طلاقیں دینے سے اس وجہ سے نہیں روکا تھا کہ وہ اس وقت سخت غصہ میں تھے اور آپ کو علم تھا کہ اس وقت وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے اور اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے آپ نے از روئے شفقت انکار کو کسی اور وقت کے لیے مؤخر کر دیا دوسرا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جاؤ تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے تو یہی آپ کا انکار تھا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ تین طلاقوں کو بیک وقت دینا اس وقت مکروہ ہے جب وہ بلا ضرورت ہوں اور ان کی تلافی اور تدارک ممکن ہو اور حضرت عویمر عجلانی کے حق میں یہ وجہ متحقق نہیں تھی کیونکہ جو میاں بیوی آپس میں لعان کرنے پر مصر ہوں ان کی طلاق کا تدارک نہیں ہو سکتا اور حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ لعان کرنے پر مصر تھے۔

(المبسوط ج ۶ ص ۶۔۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ)

دیکھئے شمس الائمہ سرخسی کیا فرما رہے ہیں: اور پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ان کے حوالے سے کیا سمجھا رہے ہیں؟ فیا للاسف۔

صحیحین کی ایک اور حدیث سے استدلال پر اعتراض کا جواب کا بیان

امام بخاری باب من اجاز الطلاق الثلاث جس نے بیک وقت تین طلاقوں کو جائز قرار دیا کے باب میں اس حدیث کو روایت

کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے خاوند کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج اص ۴۶۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر (ایک مجلس میں) دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۶۷ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد تحریم ہو جاتی ہے اور رجوع جائز نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت تین طلاقیں دی جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اس شوہر پر حلال نہیں ہے اور یہ استدلال بالکل واضح ہے کیونکہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد رجوع کا نا جائز ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہے۔ بیک وقت تین طلاقوں کی تحریم میں یہ حدیث بھی بالکل واضح ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور کے استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی گئیں تھیں بلکہ طلق ثلاثا کا مطلب تو یہ ہے کہ اس نے تین بار طلاقیں دیں اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال درست نہ ہوا۔ (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۶ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

جمہور فقہاء اسلام کا اس حدیث سے استدلال بالکل درست ہے اور طلق ثلاثا کا یہی معنی ہے کہ اس نے بیک وقت تین طلاقیں دیں۔ پیر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: اس نے تین بار طلاقیں دیں اس کے لیے طلق ثلاثا کی جگہ طلق ثلث مرات کا لفظ ہونا چاہیے تھے اور اس سے بھی پیر صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک مجلس میں تین لفظوں سے تین بار طلاق دی جائے تو وہ بھی ان کے نزدیک ایک طلاق ہوتی ہے۔ پیر صاحب کا مدعا تب ثابت ہوتا جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے: طلق ثلاث تطلیقات فی ثلاثۃ اطہار تین طہروں میں تین طلاقیں دیں لیکن بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: طلق ثلاثا یعنی انہوں نے بیک وقت تین طلاقیں دیں اور اس سے جمہور فقہاء اسلام ہی کا مدعا ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث سے جمہور کا استدلال بالکل درست ہے۔

سوید بن غفلہ کی روایت کی تحقیق کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں

ج جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت حسن سے کہا: آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن نے کہا: تم حضرت علی کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو تم کو تین طلاقیں دیں اس نے اپنے کپڑے لیے اور بیٹھ گئی حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہوگئی حضرت حسن نے اس کو طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار کا صدقہ بھیجا جب اس کے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا: مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت حسن تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا کہا: اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرا نانا سے سنا ہے: جس شخص نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔ (سنن کبریٰ ج ۷ص ۳۳۶ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

یہ حدیث انتہائی واضح اور صریح ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔

امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کو سوید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(سنن دارقطنی ج ۴ص ۳۱۔۳۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام الہیثمی نے بھی اس حدیث کو طبرانی کے حوالے سے سوید بن غفلہ اور ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۴ص ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

غیر مقلدوں کے عالم شیخ شمس الحق عظیم آبادی امام دارقطنی کی بیان کردہ اس حدیث کی پہلی سند پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند میں عمرو بن قیس رازی ازرق ہے یہ راوی بہت سچا ہے لیکن اس کے اوہام میں امام ابوداؤد نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کی حدیث میں خطاء ہے اور اس کی سند میں سلمہ بن فضل قاضی رہے ہے۔ ابن راھویہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا: اس کی احادیث میں منکر روایات بھی ہیں ابن معین نے کہا: یہ تشیع کرتا تھا میں نے اس کی احادیث لکھی ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ابوحاتم نے کہا: اس کی احادیث سے استدلال نہیں ہوتا۔ ابوزرعہ نے کہا کہ رے کے لوگ اس کی غلط رائے اور ظلم کی وجہ سے اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (التعلیق المغنی علی دارقطنی ج ۴ص ۳۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

شیخ عظیم آبادی نے اس حدیث کے دو راویوں کے بارے میں صرف جرح کے اقوال نقل کر دیے ہیں حالانکہ ان دونوں کی زیادہ تعدیل کی گئی ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: عمر ابن حجر لکھتے ہیں: عمرو بن قیس رازی ازرق سے امام بخاری نے تعالیق میں روایت کی ہے امام ترمذی امام ابوداؤد امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے ان کی روایات کو ذکر کیا ہے اور ان سے استدلال کیا ہے رے کے لوگ امام ابوسفیان ثوری کے پاس گئے اور ان سے احادیث سننے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے پاس عمرو بن ابی قیس نہیں ہیں؟ امام ابوداؤد نے ایک جگہ کہا کہ ان کی حدیث میں خطاء ہوتی ہے اور دوسری جگہ فرمایا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ان سے روایت کیا میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں ان سے حدیث میں کچھ وہم بھی ہے۔ امام بزار نے فرمایا: یہ مستقیم الحدیث ہیں یعنی ان کی روایت صحیح ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ص ۹۵۔۹۴ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف سند)

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی پر شیخ عظیم آبادی نے جرح کی ہے وہ ہیں سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: امام ابن معین ان کو ایک روایت میں ثقہ اور ایک میں لیس بہ باس کہتے ہیں ابن معدان کو ثقہ اور صدوق کہتے ہیں محدث ابن عدی فرماتے ہیں: ان کی حدیث میں غرائب وافراد تو ہیں لیکن میں نے ان کی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو حد انکار تک پہنچتی ہو ان کی احادیث متقارب اور قابل برداشت ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں یخطی ویخالف امام ابوداؤد ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں ان کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۵۴۔۱۵۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی سند کے دو راویوں عمرو بن ابی قیس رازی اور سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) کے بارے میں جو ائمہ حدیث کی آراء پیش کی ہیں ان میں ان کی زیادہ تر تعدیل کی گئی ہے اور ان کے حفظ اور اتقان کی توثیق اور حافظ الہیثمی اس حدیث کی سن کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے راویوں میں کچھ ضعف ہے لیکن ان کی توثیق کی گئی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۴۰۔۳۳۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ نور الدین الہیثمی کا علم رجال میں بہت اونچا مقام ہے اور جب انہوں نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو ایک انصاف پسند شخص کو اس کی سند میں تردد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے علاوہ ازیں یہ حدیث متعدد اسانید سے مروی ہے دو سندوں سے امام دارقطنی نے روایت کیا ہے دو سندوں سے امام طبرانی نے روایت کیا ہے امام بیہقی نے لکھا ہے کہ سوید بن غفلہ سے اس کو عمرو بن شمر اور ابراہیم بن عبدالاعلی نے بھی روایت کیا ہے اس طرح اس حدیث کی سات اسانید کا بیان آ گیا ہے جس سے اس حدیث کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔ ا (پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس حدیث کو بیہقی کی ایک سند کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس سند پر جرح کی ہے جب کہ ہم نے سنن دار قطنی کی ایک روایت کی سند کی صحت کو ثابت کیا ہے اور اس کی سند کی جرح کا جواب دیا ہے اور مجمع الزوائد سے اس کی توثیق کی ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

سنن نسائی کی روایت سے استدلال پر اعتراض کا جواب

یک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے کے ثبوت میں یہ حدیث بھی بہت واضح اور صریح ہے۔ امام نسائی روایت کرتے ہیں محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یک وقت تین طلاقیں دے دیں۔ آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اگر یک وقت دی گئی طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت میں معمول نہ ہوتا اور تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ناراض کیوں ہوئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ایک طلاق تو سنت ہے اور اگر یک وقت دی گئی طلاقیں بھی ایک طلاق کے مترادف ہیں تو وہ حکماً سنت قرار پائیں گی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب اور ناراضگی

کی کوئی وجہ نہیں ہے۔اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یک وقت تین طلاقیں دینا بدعت اور گناہ ہے۔ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوتے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: حضور کا ایسے شخص پر ناراض ہونا جس نے تین طلاقیں ایک بار دی تھیں اس امر پر صراحۃ دلالت کرتا ہے کہ ایسا کرنا حکم الٰہی کے سراسر خلاف ہے(دعوت فکر ونظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

یقیناً خلاف ہے اور یہ احناف کا مذہب ہے اسی لیے وہ یک وقت تین طلاقوں کو بدعت اور گناہ کہتے ہیں لیکن پیر صاحب کا مدعا یہ ہے کہ یک وقت تین طلاقوں سے ایک طلاق ہوتی ہے اور وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برخلاف جمہور فقہاء اسلام کا مؤقف ثابت ہوتا ہے کہ یک وقت تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ثابت ہو جاتی ہیں۔

حافظ الہیثمی روایت کرتے ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقیں دینے کے بعد تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تمہارا بیوی کو تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس میں علی بن سعید ایک راوی ہے۔دار قطنی نے کہا: وہ قوی نہیں ہے اور دوسروں نے اس کو عظیم قرار دیا اور اس کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔(مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۳۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی نے اس حدیث کی فنی حیثیت بھی متعین کر دی ہے کہ امام دار قطنی نے اس کے ایک راوی علی بن سعید رازی کی ثقاہت سے اختلاف کیا ہے اور اس حدیث کے باقی تمام راویوں کی ثقاہت پر اتفاق ہے اور امام دار قطنی کے اختلاف سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔اس حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ یک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہ بھی کہ یہ فعل گناہ ہے۔

یک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے میں آثار صحابہ اور اقوال تابعین

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں: سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور وہ واقع ہو جائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے کہا: اے ابو عباس میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔حضرت ابن عباس نے (طنزاً) فرمایا: یا ابا عباس پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص حماقت سے طلاق دیتا ہے پھر کہتا ہے اے ابو عباس! تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۷ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: واقع بن سحبان بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں؟ حضرت عمران بن حصین نے کہا: اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

شعبی سے پوچھ گیا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہونا چاہے؟ اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں دے دے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے اس کی بیوی حرام ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

خبیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص کہنے لگا: میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدی ہوگئی باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کر دو۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں نے اس پر اس کی بیوی کو حرام کر دیا اور ستانوے طلاقیں زائد ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲۔۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

شعبی کہتے ہیں کہ شریح سے کسی نے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدہ ہوگئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حسن بصری سے ایک شخص نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی۔ آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک دوسرا شوہر اس سے مقاربت نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت ابوہریرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تینوں پر فتوی دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

مذکور الصدر تینوں روایات میں غیر مدخولہ پر جن تین طلاقوں کے واقع کرنے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک وقت دی گئی لفظ واحد سے تین طلاقیں ہیں کیونکہ اگر الفاظ متعددہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخولہ عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور بقیہ طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں۔ حسب ذیل حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص دخول سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دی ہیں تو عورت پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

ہم نے مذکور الصدر روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے گیارہ جلیل القدر فقہاء صحابہ اور امہات المؤمنین کے فتاوی اور تصریحات پیش کی ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور فقہاء تابعین میں سے ابن شہاب زہری شعبی شریح حسن بصری اور ابراہیم نخعی کے فتاوی پیش کیے ہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد جمہور فقہاء اسلام کا موقف انہی نفوس قدسیہ کی اتباع پر مبنی ہے۔

بَاب طَلَاقِ السُّنَّةِ

یہ باب ہے کہ سنت کے مطابق طلاق دینا

3394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيْقَةٌ وَّهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِ جِمَاعٍ فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ . قَالَ الْاَعْمَشُ سَاَلْتُ

3394- اخرجه النسائي في الطلاق، باب طلاق السنة (الحديث 3395) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الطلاق (الحديث 2020 و 2021) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (9511) .

اِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے' آدمی اس وقت طلاق دے' جب عورت طہر کی حالت میں ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو' پھر جب اُسے ایک مرتبہ حیض آجائے پھر وہ پاک ہو جائے' تو اسے دوسری طلاق دے' پھر اُسے حیض آجائے پھر وہ پاک ہو جائے' تو اگلی طلاق دے۔

پھر اس کے بعد وہ عورت حیض کے حساب سے عدت بسر کرے گی۔

اعمش بیان کرتے ہیں' میں نے ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اس کی مانند جواب دیا۔

3395 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق یہ ہے' آدمی عورت کو اس کے طہر کی حالت میں طلاق دے جبکہ اس کے ساتھ (اس طہر کے دوران) صحبت نہ کی ہو۔

طلاق سنت کا بیان

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلاق سنت اس طریقہ سے ہے کہ انسان بغیر جماع کیے عورت کو پاکی کی حالت میں طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آجائے اور وہ عورت پاک ہو جائے تو اس وقت اس کو دوسری طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آجائے اور وہ پاک ہو جائے جب اس کو اور ایک طلاق دے پھر اس کے بعد عورت ایک حیض عدت گزارے۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طریقہ سے بیان فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1332)

حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیویوں کو ایام حیض میں طلاق دیتا ہے فرمایا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ انہوں نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی جس پر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا، حضرت عمر نے پوچھا کیا وہ طلاق بھی گنی جائے گی؟ فرمایا خاموش رہو، اگر وہ عاجز ہو اور پاگل ہو جائیں تو کیا ان کی طلاق نہیں گنی جائے گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا طلاق کا سنت طریقہ ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے جب تیسری بار پاک ہو تو آخری طلاق دے اور اس کے بعد عدت ایک حیض ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 178)

طلاق سنت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دی۔ جس پر حضرت عمر نے نبی کریم

3395-تقدم (الحدیث 3394) ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں رجوع کرنے کا حکم دو۔ پھر حاملہ ہونے یا حیض سے پاک ہونے کی صورت میں طلاق دیں حضرت یونس بن جبیر کی ابن عمر اور سالم کی اپنے والد سے مروی حدیث دونوں حسن صحیح ہیں یہ دوسری حدیث حضرت ابن عمر سے کئی سندوں سے مروی ہے اس پر علماء صحابہ اور دیگر علماء کا عمل ہے۔ کہ طلاق سنت یہی ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینا بھی سنت ہے امام شافعی، احمد کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق سنت اسی صورت میں ہوگی کہ ایک ہی طلاق دے ثوری اسحاق کا یہی قول ہے حاملہ عورت کو جس وقت چاہے طلاق دے امام شافعی، احمد، اور اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء کے نزدیک اسے ہر ماہ میں ایک طلاق دی جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1184)

وقت ومحل کے اعتبار سے اقسام طلاق کا بیان

طلاق کی قسمیں: یہ بات جاننی چاہئے کہ وقت ومحل کے اعتبار سے نفس طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) احسن (۲) حسن، حسن کو سنی بھی کہتے ہیں (۳) بدعی

طلاق احسن کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے طہر پاکی کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو اسی حالت میں چھوڑے یعنی پھر نہ تو اس کو اور طلاق دے اور نہ اس سے جماع کرے) یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے طلاق کی یہ پہلی قسم سب سے بہتر ہے۔

طلاق حسن: کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق حسن رجعی ایسے طہر پاکی کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بشرطیکہ عورت مدخول بہا ہو اور اگر عورت غیر مدخول بہا ہو تو اس کے لئے ایک طلاق حسن ہے نیز اس کو حیض کی حالت میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے اور آئسہ صغیرہ اور حاملہ عورتوں کے لئے طلاق حسن یہ ہے کہ ان کو تین مہینہ تک ہر مہینہ میں ایک طلاق دی جائے نیز ان عورتوں کو جماع کے بعد بھی طلاق دینا جائز ہے طلاق کی یہ دوسری قسم بھی بہتر ہے۔

طلاق بدعی: کی صورت یہ ہے کہ مدخول بہا کو ایک ہی طہر میں یا ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دیدے یا ایسی دو طلاقیں دے جس میں رجعت کی گنجائش نہ ہو یا اس کو اس طہر میں طلاق دے جس میں جماع کر چکا ہو اس طرح اگر کسی شخص نے حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ بھی طلاق بدعی کے حکم میں ہے اور اگر وہ عورت کہ جس کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے مدخول بہا ہو تو صحیح تر روایت کے مطابق اس سے رجوع کرنا واجب ہے جب کہ بعض علماء نے رجوع کرنے کو مستحب کہا ہے، پھر جب وہ پاک ہو جائے اور اس کے بعد دوسرا حیض آئے اور پھر اس سے بھی پاک ہو جائے تب اگر طلاق دینا ضروری ہو تو اس دوسرے طہر میں طلاق دی جائے طلاق کی یہ تیسری قسم شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے گو طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق دینے والا گنہگار رہوتا ہے۔

طلاق کی اقسام میں مذاہب اربعہ

احناف طلاق کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: احسن، حسن اور بدعی۔ احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایسے طہر میں جس

کے اندر اس نے مجامعت نہ کی ہو، صرف ایک صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دے۔ حَسَن یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔ اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ اور طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی بیک وقت تین طلاق دے دے، یا ایک ہی طہر کے اندر الگ الگ اوقات میں تین طلاق دے، یا حیض کی حالت میں طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو۔ ان میں سے جو فعل بھی وہ کرے گا گناہگار ہوگا۔ یہ تو ہے حکم ایسی مدخولہ عورت کا جسے حیض آتا ہو۔ رہی غیر مدخولہ عورت تو اسے سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ اور اگر عورت ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہے۔ اور عورت حاملہ ہو تو مباشرت کے بعد اسے بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا حاملہ ہونا پہلے ہی معلوم ہے۔ لیکن ان تینوں قسم کی عورتوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک مہینہ بعد طلاق دی جائے، اور احسن یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، احکام القرآن للجصاص، عمدۃ القاری)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ سُنّی، بدعی مکروہ، اور بدعی حرام۔ سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جسے حیض آتا ہو، طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ بدعی مکروہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں طلاق دی جائے جس میں آدمی مباشرت کر چکا ہو، یا مباشرت کیے بغیر ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاقیں دی جائیں، یا عدت کے اندر الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں۔ اور بدعی حرام یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دی جائے۔ (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر۔ احکام القرآن لابن العربی)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا معتبر مذہب یہ ہے جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے: مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو اسے سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر اسے طلاق دی جائے، پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ لیکن اگر اسے تین طہروں میں تین الگ الگ طلاقیں دی جائیں، یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں، یا حیض کی حالت میں طلاق دی جائے، یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت کی گئی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، تو یہ سب طلاق بدعت اور حرام ہیں۔ لیکن اگر عورت غیر مدخولہ ہو، یا ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا حاملہ ہو، تو اس کے معاملہ میں نہ وقت کے لحاظ سے سنت و بدعت کا کوئی فرق ہے نہ تعداد کے لحاظ سے۔ (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذہب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا فرق کے لحاظ سے ہے نہ کہ تعداد سے یعنی مدخول عورت جس کو حیض آتا ہو اسے حیض کی حالت میں طلاق دینا یا جو حاملہ ہو سکتی ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو بدعت اور حرام ہے۔ رہی طلاقوں کی تعداد، تو خواہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں، یا

ایک ہی طہر میں دی جائیں، یا الگ الگ طہروں میں دی جائیں، بہر حال یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔اور غیر مدخولہ عورت جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا حیض آیا ہی نہ ہو، یا جس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو، اس کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (مغنی المحتاج)

ہر قسم کی طلاق کے وقوع میں اتفاق مذاہب اربعہ

کسی طلاق کے بدعت، مکروہ، حرام، یا گناہ ہونے کا مطلب ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ واقع ہی نہ ہو۔ چاروں مذاہب میں طلاق، خواہ حیض کی حالت میں دی گئی ہو، یا بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئی، یا ایسے طہر میں طلاق دی گئی ہو جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہوا ہو، یا کسی اور ایسے طریقے سے دی گئی ہو جسے کسی امام نے بدعت قرار دیا ہے، بہر حال واقع ہو جاتی ہے، اگر چہ آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔ لیکن بعض دوسرے مجتہدین نے اس مسئلے میں ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب اور بعض دوسرے تابعین کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کے خلاف حیض کی حالت میں طلاق دے دے اس کی طلاق سرے سے واقع ہی نہیں ہوتی۔ یہی رائے امامیہ کی ہے۔ اور اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنا چونکہ ممنوع اور بدعت محرمہ ہے اس لئے یہ غیر مؤثر ہے۔ حالانکہ اوپر جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان میں یہ بیان ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو حضور نے انہیں رجوع کا حکم دیا۔ اگر یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع کا حکم دینے کے کیا معنی؟ اور یہ بھی بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک سے زیادہ طلاق دینے والے کو اگر چہ گناہ گار قرار دیا ہے، مگر اس کی طلاق کو غیر مؤثر قرار نہیں دیا۔

باب مَا يَفْعَلُ اِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقَةً وَّهِيَ حَائِضٌ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

3396 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْ عَبْدَ اللّٰهِ فَلْيُرَاجِعْهَا فَاِذَا اغْتَسَلَتْ فَلْيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ فَاِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْاُخْرٰى فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُطَلِّقَهَا فَاِنْ شَآءَ اَنْ يُمْسِكَهَا فَلْيُمْسِكْهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ عورت اس

3396-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (8123) ۔

وقت حیض کی حالت میں تھی' انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تم عبداللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کرلے جب وہ عورت غسل کرلے تو پھر اُسے ایسے ہی رہنے دے' یہاں تک کہ اُسے اگلی مرتبہ حیض آجائے' پھر وہ اگلے حیض کے بعد غسل کرلے تو پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کرے' یہاں تک کہ اسے طلاق دیدے' اگر وہ اُسے روکنا چاہے' تو اُسے روک لے' یہ وہ عدت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے' اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3397 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى طَلْحَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ اَوْ حَامِلٌ".

☆☆ سالم بن عبداللہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی' انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اس سے کہو کہ وہ اُس عورت سے رجوع کرلے' پھر اُسے اس وقت طلاق دے' جب وہ عورت طہر کی حالت میں ہو یا حاملہ ہو۔

حالت حیض میں مباشرت کرنے کی دینی اور دنیاوی خرابی کا بیان

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ عورت سے جماع کے سوا باقی سب کچھ کرسکتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۲۹۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کی بناء پر ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ شوہر ایام حیض میں اپنی بیوی سے جسمانی قرب اور جسمانی لذت حاصل کرسکتا ہے البتہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک احتراز کرے کیونکہ اگر اس میں بھی دست درازی کرے گا تو خطرہ ہے کہ وہ عمل زوجیت میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا کسی عورت کی سرین میں دخول کیا یا کسی شخص نے کاہن کے قول کی تصدیق کی تو اس نے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر نازل شدہ دین کے ساتھ کفر کیا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۴۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

جدید میڈیکل سائنس سے بھی واضح ہو گیا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے سے مرد کے عضو مخصوص میں سوزاک ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مرد اور عورت دونوں بانجھ ہو جاتے ہیں۔

3397-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 5). و اخرجه ابو داود في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2181) . و اخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ما جاء في طلاق السنة (الحديث 1176) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل كيف تطلق (الحديث 2023) . تحفة الاشراف (6797) .

بابُ الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا خیال رکھے بغیر طلاق دینا

3398 - اَخْبَرَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی طَلَّقَهَا وَهِیَ طَاهِرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو ان کے پاس واپس بھجوا دیا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو اس وقت طلاق دی جب وہ خاتون طہر کی حالت میں تھی۔

بابُ الطَّلَاقِ لِغَیْرِ الْعِدَّةِ وَمَا یُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَی الْمُطَلِّقِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا لحاظ کیے بغیر طلاق دینا اور طلاق دینے والے کی طرف سے یہ طلاق شمار کی جائے گی

3399 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَسَاَلَ عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ یُّرَاجِعَهَا ثُمَّ یَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا . فَقُلْتُ لَهٗ فَیَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِیْقَةِ فَقَالَ مَهْ اَرَاَیْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆☆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کے دوران طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اس عورت سے رجوع کرلیں پھر نئے سرے سے اس کی عدت شمار کریں۔

یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: کیا انہوں نے طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیال کرو کیا وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

3400 - اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ

3398-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7068) .

3399-اخرجه البخاري في الطلاق، باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق (الحديث 5252) مختصراً، وباب من طلق و هل يواجه الرجل امراته بالطلاق (الحديث 5258)، وباب مراجعة الحائض (الحديث 5333) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو حالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 7 و 8 و 9 و 10) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183 و 2184) . و اخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ماجاء في طلاق السنة (الحديث 1175) . و اخرجه النسائي في الطلاق الطلاق لغير العدة و ما يحتسب منه على المطلق (الحديث 3400)، وباب الرجعة (الحديث 3577) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب طلاق السنة (الحديث 2022) . و الحديث عند: ابي داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183) تحفة الاشراف (8573) .

جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ اَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاِنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قُلْتُ لَهُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ اَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ مَهْ وَاِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆☆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ایک شخص اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اپنی بیوی سے رجوع کرلے' پھر نئے سرے سے اس کی عدت کا آغاز کرے۔

یونس کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے' تو کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: خیال کرو! اگر وہ عاجز ہو یا احمق ہو (یعنی اس کی طلاق کو کیوں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

باب الثَّلَاثِ الْمَجْمُوعَةِ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا اور اس کی شدید مذمت

3401 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ "اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ" . حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهُ .

☆☆ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے کے عالم میں کھڑے ہوئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے' یہاں تک کہ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

حالت غصہ میں طلاق کی تین صورتوں کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن قیم حنبلی نے غضبناک شخص کی طلاق کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اس میں یہ کہا ہے کہ غضبان شخص کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس کو مبادی غضب حاصل ہوں یعنی غضب کی ابتدائی

3400-تقدم (الحديث 3399) .

3401-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11237) .

کیفیت ہو اس کی عقل متغیر نہ ہو اور اس کو علم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا قصد کر رہا ہے۔ اس قسم میں کوئی اشکال نہیں ہے دوسری قسم یہ ہے کہ وہ انتہائی غضب میں ہو اور اس کو علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ اس کا ارادہ ہو۔ اس قسم میں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اقوال نافذ نہیں ہوں گے اور تیسری قسم وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان متوسط ہو بایں طور کہ وہ مجنون کی مثل نہ ہو یہ قسم محل نظر ہے اور دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اقوال بھی نافذ نہ ہوں۔ حافظ ابن قیم کا کلام ختم ہوا لیکن صاحب الغایہ حنبلی نے اس تیسری قسم میں حافظ ابن قیم کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں اقوال نافذ ہوں گے اور اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ ہمارے موقف کے مطابق ہے جیسا کہ ہم نے مدہوش کی بحث میں لکھا ہے۔ (الی قولہ) پس اس مسئلہ میں مدہوش کی تعریف پر اعتماد کرنا چاہیے اور اسی پر حکم دائر کرنا چاہیے۔ اور جس شخص کے اقوال اور افعال میں اکثر و بیشتر خلل رہتا ہو یا بڑھاپے یا بیماری کا کسی آفت کی وجہ سے کسی کی عقل میں خلل آ گیا ہو تو جب تک اس کی یہ کیفیت رہے (یعنی الٹی سیدھی باتیں کرتا ہو اور الٹے سیدھے کام کرتا ہو) اس کے اقوال اور افعال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا خواہ اس کو ان اقوال اور افعال کا علم ہو اور اس نے ان کا ارادہ کیا ہو کیونکہ اس کا یہ علم اور ارادہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اس کو ادراک صحیح حاصل نہیں ہے۔ آخر میں علامہ شامی نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی شخص شدید غضب کی حالت میں طلاق دے اور بعد میں اس کو یاد نہ رہے کہ اس نے کیا کہا تھا اور دو آدمی یہ گواہی دیں کہ اس نے طلاق دی تھی تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ ہاں اگر اس کی عقل میں خلل ہو اور اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جن کو وہ سمجھتا ہو نہ ان کا ارادہ کرتا ہو تو یہ جنون کا اعلیٰ مرتبہ ہے اس میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ والوالجیہ میں مذکور ہے کہ اگر وہ غضب کی ایسی حالت میں ہو کہ اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جو اس کو بعد میں یاد نہ رہیں تو دو گواہوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے کہ یہ عبارت ہمارے بیان کی صراحتاً تائید کرتی ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ عادت مشہور و معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو۔ حالانکہ طلاق نہیں ہوتی مگر بحالت غصہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۲۹ مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

نیز تحریر فرماتے ہیں: غصہ مانع وقوع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر حامل ہوتا ہے تو اسے مانع قرار دینا گویا حکم طلاق کا راسا ابطال ہے۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بے شک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ (الی قولہ) اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ اس تحریر کے وقت میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور مجھے نہ معلوم تھا کہ میں کیا کہتا ہوں کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو اطمینان بندہ کے لیے اس کا ثبوت گواہان عادل سے دے کہ اگر چہ عنداللہ وہ اپنے بیان میں سچا ہو اور اسے عورت کے پاس جانا دیانۃً روا ہو مگر عورت کو بے ثبوت بقائے نکاح اس کے پاس رہنا ہرگز حلال نہیں ہو سکتا تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ دے یا اگر معلوم و معروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہو گئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں مجرد قسم کھا کر بیان کرے ورنہ مقبول

نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۲۳۔۲۲۲ مطبوعہ فیصل آباد)

علامہ خیر الدین رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ لکھتے ہیں: شرح الطحاوی سے نقل کر کے تاتارخانیہ میں یہ تصریح کی ہے کہ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ تمرتاشی غزی نے اپنے متن تنویر الابصار میں یہ تصریح کی ہے۔ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ غیر عاقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس کی عقل نشہ کے سبب سے زائل ہو جو کہ معصیت ہے تو اس صورت میں بہ طور سزا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ غیر عاقل میں ہر وہ شخص داخل ہے۔ جس کی عقل ان امور سے زائل ہوتی ہو۔ جنون عتہ برسام اغماء (بے ہوشی) اور دہش جنون ایک مشہور بیماری ہے اور عتہ کا معنی ہے کم فہمی اور کلام کا غلط اور صحیح ہونا اور تدبیر کا فساد یہ عقل کے اختلال کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی وہ عقل مندوں کی طرح کلام کرتا ہے اور کبھی مجنونوں کی طرح اور برسام ایک بیماری ہے جس میں بیمار ہذیان بکتا ہے (بے سروپا باتیں کرتا ہے) اور دہش کا معنی ہے عقل جاتی رہے بھول اور غفلت کی وجہ سے یا عشق کی وجہ سے اور جس نے مدہوش کی تفسیر حیرت زدہ کی ہے اس نے غلطی کی قاموس میں لکھا ہے کہ مدہوش وہ شخص ہے جس کی عقل ذہول یا عشق کی وجہ سے جاری رہی۔

مجنون کے متعلق حکم یہ ہے کہ جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کو جنون ہو چکا ہے اور اس نے طلاق دی اور اس نے کہا مجھے دوبارہ جنون ہوا اور میں نے طلاق دی تو اس کی قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر پہلے اس کو جنون نہ ہوا ہو تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔ خانیہ تاتارخانیہ اور دیگر کتب میں اسی طرح ہے مدہوش کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ اگر ایک مرتبہ پہلے وہ مدہوش ہو چکا ہے تو قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر وہ پہلے مدہوش نہیں ہوا تو قضاء اس کا قول قبول نہیں ہوگا ہاں گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے گا اور دیانۃً اس کا قول قبول ہو جائے گا۔ (الفتاویٰ الخیریہ علی ہامش الحامدیہ ج ۱ ص ۶۸۔۶۷ مطبوعہ کوئٹہ)

باب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ (تین طلاقیں ایک ساتھ دینے) کی اجازت

3402 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ اَرَاَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ

3402-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من جواز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: (الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان) (الحديث 5259) و باب اللعان (الحديث 5308)، وباب التلاعن في المسجد (الحديث 5309) و اخرجه مسلم في اللعان . (الحديث 1 و 2 و 3) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2245 و 2247 و 2248 و 2249 و 2250) مختصرًا و (2251 و 2252)، و الحديث عند البخاري في الصلاة، باب القضاء و اللعان في المسجد بين الرجال و النساء (الحديث 423)، و في التفسير، باب (والذين يرمون ازواجهم و لم يكن لهم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين) (الحديث 4745)، وباب (و الخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين) (الحديث 4746)، و في الحدود، باب من اظهر الفاحشة و اللطخ و التهمة بغير بينة (الحديث 6854)، و في الاحكام، باب من قضى ولاعن في المسجد (الحديث 7165)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعمق و التنازع و الغلو في الدين و البدع (الحديث 7304) . و ابي داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2248 و 2249 و 2251 و 2252) . و ابن ماجه في الطلاق، باب اللعان (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (4805) .

مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهِ جَائَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتَ عَنْهَا . فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا" . قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ عُوَيْمِرٌ قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا . فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عویمر عجلانی' عاصم بن عدی کے پاس آئے اور بولے: عاصم آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو تم لوگ اُسے قتل کر دو گے' تو اب اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ اے عاصم! آپ میرے لیے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیجیے گا۔ عاصم نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تو نبی اکرم ﷺ کو یہ سوال پسند نہیں آیا' نبی اکرم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا' یہ بات عاصم کے لیے بہت گراں گزری جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تھی' جب عاصم اپنے گھر واپس گئے' تو عویمر ان کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ تو عاصم نے عویمر سے کہا: تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے' جو تم نے اس بارے میں کیا تھا۔ تو عویمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں خود نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔

پھر عویمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم ﷺ اس وقت لوگوں کے درمیان موجود تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے' جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اور شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو آپ لوگ اُسے قتل کر دیں گے تو ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل ہو گیا ہے' تم جاؤ اور اُسے لے کر آؤ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر ان دونوں نے لعان کیا' اس وقت میں بھی ان لوگوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا۔

جب عویمر لعان کے کلمات ادا کر کے فارغ ہوئے' تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اب اگر میں اس عورت کو اپنے ساتھ رہنے دیتا ہوں' تو اس کا مطلب ہے' میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' تو نبی اکرم ﷺ کے انہیں کوئی ہدایت دینے سے پہلے ہی عویمر نے

اس عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔

3403 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَحْمَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَنَا بِنْتُ اٰلِ خَالِدٍ وَّاِنَّ زَوْجِيْ فُلَانًا اَرْسَلَ اِلَيَّ بِطَلَاقِيْ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى فَاَبَوْا عَلَيَّ . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ اَرْسَلَ اِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْاَةِ اِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے عرض کی: میرا تعلق فلاں خاندان سے ہے اور میرا شوہر فلاں شخص ہے' اس نے مجھے طلاق بھجوادی ہے' میں نے اس کے اہل خانہ سے خرچ اور رہائش کا مطالبہ کیا' تو انہوں نے میری بات نہیں مانی' ان لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں بھجوادی ہیں۔

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خرچ اور رہائش کا حق عورت کے لیے اس وقت ہوتا ہے' جب اس کے شوہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہو''۔

3404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: جس عورت کو تین طلاقیں دے دی گئی ہوں' اُسے رہائش اور خرچ نہیں ملے گا۔

3405 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَ فَاطِمَةَ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ فَقَالَ "لَيْسَ لَهَا نَفَقَةٌ وَّلَا سُكْنٰى" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوعمرو بن حفص مخزومی نے انہیں تین طلاقیں دے دیں' تو خالد بن ولید'

3403-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا نفقة لها (الحديث 42 و 43 و 44 و 45) . واخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ما جاء في المطلقة ثلاثًا لا سكنى لها ولا نفقة (الحديث 1180) . واخرجه النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3404)، و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3549 و 3550) و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق ثلاثًا في مجلس واحد (الحديث 2024) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 46) و ابي داؤد في الطلاق، باب من انكر ذلك على فاطمة بنت قيس (الحديث 2291) . و ابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا هل لها سكنى و نفقة (الحديث 2036) . تحفة الاشراف (18025) .

3404-تقدم في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3403) .

3405-تقدم (الحديث 3244) .

بنومخزوم کے چند افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی. یارسول اللہ! ابوعمرو بن حفص نے فاطمہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو کیا اسے خرچ ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اسے خرچ اور رہائش نہیں ملے گی''۔

بیوی کے نان ونفقہ کے معنی ومفہوم کا بیان

نفقات نفقہ کی جمع ہے اور نفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقہ کہتے ہیں چونکہ نفقہ کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقہ اولاد کا نفقہ والدین کا نفقہ اور عزیز واقارب کا نفقہ وغیرہ اس لئے نفقہ کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نفقات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقہ سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔

لونڈی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھلانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت وہمت سے باہر ہوں۔

بیوی کے نفقہ کے احکام ومسائل کا بیان

مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جاسکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ وہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس وسامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس وسامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے اور اگر کسی وجہ سے شوہر وبیوی کا اس طرح ہم پیالہ وہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی و حاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم وقاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر ششماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اگر قاضی وحاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کرے گا اور اگر شوہر نے ماہانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہو گا۔

نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف وتنگی کے اپنا گزارہ کر

سکے۔ رہی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت وحیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت وحیثیت کے مالک ہیں تو اچھی ہی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست ومفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگدست ہو یا میاں تنگدست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگدستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہرصورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت وحیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت وحالت کی مالک ہو۔

اگر شوہر وبیوی کے درمیان خوشحالی وتنگدستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگدست ہوں اس لئے تنگدستی کا نفقہ دوں گا اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لیے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم وقاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعوی کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔

اگر حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگدستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعوی کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگدست ہو گیا تو اب تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائیگا۔

جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی نافرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی جہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی غاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جا سکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ ومکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق خود مقرر ومہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل وعیال اور اس بیوی کے اہل وعیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل وعیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنا دینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دیدے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز واقارب کو اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو) آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز واقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے) اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ وسکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر خیار عتق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اسکا نفقہ وسکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہو گئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کرالیا جس سے شوہر پر حرام ہو گئی جیسے اس سے ہم بستری کر لی یا اس کو شہوت سے چھولیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو گئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ وسکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہو گئی تو اس کے نفقہ وسکنی کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کر لیا یا شہوت سے بوس وکنار کرالیا تو نفقہ وسکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلظہ کی ہو۔

بیوی کا خرچ شوہر پر لازم ہونے کا بیان

اور بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافر ہو جب وہ اپنے آپ کو شوہر کے گھر حوالے کر دے تو اس کا خرچ اس کا لباس اور رہائش شوہر کے ذمے ہوگی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بنیادی حکم ہے۔ "خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا"۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بچے کا والد اس کی ماں کا کھانا اور لباس مناسب طور پر دے گا"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ "ان خواتین کی خوراک اور لباس کی مناسب طور پر

زیادہ بھی تم پر لازم ہے''۔ اس کی وجہ یہ ہے: نفقہ دراصل اس بات کا عوض ہے' جو عورت کو روکے رکھنے کا اختیار مرد کو حاصل ہوتا ہے اور جو بھی شخص کسی دوسرے کے حق کے لئے رکنے کا پابند ہو اس کا خرچ روکنے والے کے ذمے ہوگا۔ اس کی مثال قاضی اور عامل کی تنخواہ کا حکم ہے۔ ان تمام دلائل میں کوئی فصل نہیں ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی کے بارے میں مسلمان اور کافر بیوی کی حیثیت یکساں ہوگی۔ خرچ کی مقدار کے بارے میں مرد اور عورت دونوں کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ فرماتے ہیں: یہ امام قدوری کی رائے ہے اور امام خصاف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فتویٰ بھی اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

خصاف کے قول سے مراد یہ ہے: جب میاں بیوی دونوں خوشحال ہوں گے تو خرچ بھی خوشحالی کے حساب سے واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگدست ہوں گے تو خرچ بھی اسی حیثیت کے مطابق ہوگا' لیکن اگر شوہر خوشحال ہو اور بیوی غریب ہو' تو اس کا خرچ عام غریب عورتوں سے زیادہ ہوگا' اور مالدار عورتوں سے کم ہوگا۔

امام کرخی اور امام شافعی کے نزدیک تمام حالات میں مرد کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے''۔

امام خصاف کے فتویٰ کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا: ''تم اپنے شوہر کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے مناسب طور پر کافی ہو''۔ تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ عنہا کا اعتبار کیا تھا اور فقہ کا تقاضا بھی یہی ہے' کیونکہ خرچ کفایت کے اعتبار سے لازم ہوتا ہے اور غریب عورت کے لئے خوشحال عورتوں جیسی کفایت ضروری نہیں ہے' اس لیے اسے زیادہ ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ جہاں تک نص کا تعلق ہے' تو ہم بھی اس کے مطابق یہی کہتے ہیں: مرد کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جو باقی ہوگا وہ اس کے ذمے قرض ہوگا۔

قرآن پاک میں ''معروف'' سے مراد میانہ روی ہے' کیونکہ واجب بھی یہی ہے۔ زیر بحث مسئلے میں یہ بات تحقیق پایہ تک پہنچ چکی ہے کہ نفقے کے سلسلے میں کوئی معین مقدار نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: خوشحال شخص پر نصف صاع کی ادائیگی لازم ہوگی اور غریب شخص پر چوتھائی صاع کی اور درمیانے درجے کے شخص پر ڈیڑھ مد کی ادائیگی لازم ہوگی۔ کیونکہ جو بھی چیز کفایت کے طور پر واجب ہوگی وہ شرعی طور پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

نفقہ ولد کے والد پر ہونے میں شرعی بیان

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ☆ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔(البقرہ، ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے۔ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور۔ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے۔ اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے۔ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد

والا اپنی اولاد کو۔ اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

یعنی والد، اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لئے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ زیادہ اجرت طلب کر کے۔ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔ (خزائن عرفان، بقرہ، ۲۳۳)

بیوی اور اولاد کا بقدر ضرورت نفقہ خاوند پر واجب ہے

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر ابوسفیان بہت بخیل اور حریص ہے وہ مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کی ضروریات کے لئے کافی ہو جائے البتہ اگر میں اس کے مال میں سے خود کچھ نکال لوں اس طرح اس کو خبر نہ ہو تو ہماری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ میں شوہر کو خبر کئے بغیر اس کے مال میں سے اپنی اور اولاد کی ضروریات کے بقدر کچھ نکال لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اور اپنی اولاد کی ضروریات کے بقدر کہ جو شریعت کے مطابق ہو یعنی اوسط درجہ کا خرچ اس کے مال میں سے لے لیا کرو (بخاری و مسلم)

امام نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفقہ بقدر ضرورت واجب ہے۔ چنانچہ تمام علماء کا اس پر اجماع و اتفاق ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں (۱) مرد پر اس کی بیوی اور نابالغ اولاد (جس کی ذاتی ملکیت میں مال نہ ہو) کا نفقہ واجب ہے (۲) نفقہ ضرورت و حاجت کے بقدر واجب ہوتا ہے (۳) فتویٰ دیتے وقت یا کوئی شرعی حق نافذ کرتے وقت اجنبی عورت کا کلام سننا جائز ہے (۴) کسی شخص کے بارے میں ایسی کوئی بات بیان کرنا کہ جس کو اگر وہ سنے تو ناگواری محسوس کرے جائز ہے بشرطیکہ یہ بیان کرنا کہ کوئی مسئلہ پوچھنے یا فتویٰ لینے کی غرض سے ہو (۵) اگر کسی شخص پر کسی دوسرے شخص کا کوئی مالی مطالبہ ہو اور وہ اس کی ادائیگی نہ کرتا ہو تو مطالبہ والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اس شخص کی اجازت کے بغیر

اس کے مال میں سے اپنے مطالب کے بقدر لے لے (۶) بیوی بھی اپنے شوہر کے مال کے ذریعہ اپنی اولاد پر خرچ کرنے اور ان کی کفالت کرنے کی ذمہ دار ہے (۷) بیوی کو اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنا جائز ہے خواہ شوہر نے اس کی صریحاً اجازت دے دی ہو یا بیوی کو اس کی رضامندی کا علم ہو (۸) قاضی اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی معاملہ میں مناسب سمجھے تو محض اپنے علم اور اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم جاری کردے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ سے گواہ طلب نہیں کیے بلکہ اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم دے دیا۔ (شرح مسلم، نووی)

وجوب نفقہ میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں۔ بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہو نہ کم بلکہ حسب طاقت وسعت درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا آیت (لینفق ذوسعة من سعته) یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، عنقریب اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی کردے گا۔

ضحاک فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔ پھر ارشاد باری ہے کہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈال دے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لئے کہ یہی اس کی گزارن کا سبب ہے۔ دودھ سے جب بچہ بے نیاز ہو جائے تو بیشک بچہ کو دے دے لیکن پھر بھی نقصان رسانی کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح خاوند اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے غریب دکھ میں پڑے۔ وارث کو بھی یہی چاہئے کہ بچے کی والدہ کو خرچ سے تنگ نہ کرے، اس کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اسے ضرر نہ پہنچائے۔

حنفیہ اور حنبلیہ میں سے جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ رشتہ داروں میں سے بعض کا نفقہ بعض پر واجب ہے انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور جمہور سلف صالحین سے یہی مروی ہے۔ سمرہ والی مرفوع حدیث سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے، جس میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا عموماً بچہ کو نقصان دیتا ہے، یا تو جسمانی یا دماغی۔ حضرت علقمہ نے ایک عورت کو دو سال سے بڑے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھ کر منع فرمایا۔ پھر فرمایا گیا ہے اگر یہ رضامندی اور مشورہ سے دو سال کے اندر اندر جب کبھی دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہاں ایک کی چاہت دوسرے کی رضامندی کے بغیر ناکافی ہوگی اور یہ بچے کے بچاؤ کی اور اس کی نگرانی کی ترکیب ہے۔ خیال فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم و کریم ہے کہ چھوٹے بچوں کے والدین کو ان کاموں سے روک دیا جس میں بچے کی بربادی کا خوف تھا، اور وہ حکم دیا جس سے ایک طرف بچے کا بچاؤ ہے دوسری جانب ماں باپ کی اصلاح ہے۔

سورۂ طلاق میں فرمایا آیت (فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن) الخ، اگر عورتیں بچے کو دودھ پلایا کریں تو تم ان کی اجرت بھی دیا کرو اور آپس میں عمدگی کے ساتھ معاملہ رکھو۔ یہ اور بات ہے کہ تنگی کے وقت کسی اور سے دودھ پلوا دو، چنانچہ یہاں بھی فرمایا اگر والدہ اور والد متفق ہو کر کسی عذر کی بنا پر کسی اور سے دودھ شروع کرائیں اور پہلے کی اجازت کامل طور پر والد والدہ کو دے دے تو بھی دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اب دوسری کسی دایہ سے اُجرت چکا کر دودھ پلوا دیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ سے ہر امر میں ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو کہ تمہارے اقوال وافعال کو وہ بخوبی جانتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۳۳)

مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ میں مذاہب اربعہ

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس نے فرمایا میرے شوہر نے رسول اللہ کے زمانے میں مجھے تین طلاقیں دیں تو آپ نے فرمایا تیرے لیے نہ تو گھر ہے اور نہ نفقہ۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے جب ابراہیم سے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جس کے متعلق ہمیں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسے یاد بھی ہے یا بھول گئی ہے حضرت عمر تین طلاق والی کو گھر اور کپڑا دیتے تھے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1189)

حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے معاملے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کہا کہ میرے خاوند نے مجھے لفظ 'بتہ' کے ساتھ طلاق دی تھی تو میں نے ان سے نان نفقہ اور گھر کے لیے جھگڑا کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور نان نفقہ نہ دیا۔ داؤد کی حدیث میں یہ بھی ہے پھر مجھے حکم دیا کہ ام مکتوم کے گھر عدت کے دن گزاروں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے بصری، عطاء بن ابی رباح، احمد اور اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے کہ جب شوہر کے پاس رجوع کا اختیار باقی نہ رہے تو رہائش اور نان نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں رہتا لیکن بعض علماء صحابہ جن میں عمر بن خطاب، اور عبداللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ تین طلاق کے بعد بھی عدت پوری ہونے تک گھر اور نان نفقہ مہیا کرنا شوہر کے ذمہ ہے، سفیان اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شوہر کے ذمے صرف رہائش کا بندوبست رہ جاتا ہے نان نفقہ کی ذمہ داری نہیں۔ مالک لیث بن سعد اور شافعی کا بھی یہی قول ہے امام شافعی اپنے قول کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ) امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس کو اس لئے گھر نہیں دلوایا کہ وہ اپنے شوہر سے سخت کلامی کرتی تھیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ پر مشتمل حدیث کی رو سے ایسی عورت کے لیے نفقہ بھی نہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1190)

نفقہ ولد کا باپ پر ہونے میں اہل علم کا اجماع

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن منذر کہتے ہیں: ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پاس مال نہیں والد کے ذمہ ہے، اور اس لیے بھی کہ اولاد انسان کا ایک حصہ ہے اور والد

کے جگر کا ٹکڑا ہے۔

لھذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچہ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنے بعض یعنی اولاد اور اپنی اصل یعنی ماں باپ پر خرچ کرنا بھی واجب ہے۔(المغنی (171/8)

بچوں پر خرچہ کرنے میں کتاب وسنت اور اجماع دلیل اور اصل ہے۔

کتاب اللہ کے دلائل: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:(اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو)الطلاق (6)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعت کی اجرت والد کے ذمہ واجب کی ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہے)البقرۃ (233)

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ عنہا کو فرمایا:(جتنا تمہیں اور تمہارے اولاد کو اچھے طریقے سے کفایت کرے وہ لے لیا کرو)(صحیح بخاری رقم الحدیث، (5364) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1714)

اور اجماع کی دلیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔علماء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ چھوٹے بڑے بچوں کا خرچہ اس وقت تک والد کے ذمہ ہے جب تک وہ مستغنی نہیں ہو جاتے۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ والد پر اس بیٹے کا کوئی خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ مستغنی ہو اگر چہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔اور اس پر بھی متفق ہیں کہ بیٹا جب بالغ ہو جائے اور کمانے پر قادر ہو تو والد پر اس کا خرچہ لازم نہیں۔علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اور بالغ ہو لیکن کمانے کی قدرت نہ رکھے تو اکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے کہ وہ کمانے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے۔

اور کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اور بالغ ہو چاہے وہ کمانے کی قدرت وطاقت رکھے والد پر اسکا خرچہ واجب ہے۔

اس میں وہ دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان لیتے ہیں:(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: اپنے اور اپنے بچوں کی کفایت جتنا مال لے لیا کرو)۔تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں بالغ اور صحیح کو مستثنیٰ نہیں کیا،اور اس لیے کہ وہ بیٹا فقیر ہے جس کی بنا پر وہ خرچہ کا مستحق ہے کہ غنی والد اس پر خرچہ کرے جیسا کہ اگر بیٹا اندھا ہو یا مستقل مریض ہو۔ابن تیمیہ سے پوچھا گیا :والد غنی اور مالدار اور اس کا بیٹا تنگ دست ہو تو کیا غنی والد اپنے تنگ دست بیٹے پر خرچ کرے گا؟ ابن تیمیہ کا جواب تھا: جی ہاں اگر بیٹا فقیر ہو اور کمائی کرنے سے عاجز اور والد مالدار ہو تو بیٹے پر بہتر اور اچھے طریقے سے خرچہ کرنا لازم ہے۔اھ یہ مختصر لکھا گیا ہے

علماء کرام کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹی بالغ ہو جائے تو کیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے کہ نہیں؟! اکثر علماء کرام کہ کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے،اور یہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے۔علماء کرام کے کلام

کا مجمل طور پر مفہوم یہی ہے، آپ کچھ نصوص اور ان کے دلائل جن سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں (علماء شافعیہ: کتاب الام (340/8) علماء مالکیہ: المدونۃ (263/2) اور تبیین المسالک شرح تدریب المسالک (3/244)۔ علماء حنفیہ: المبسوط (223/5)۔ علماء حنابلہ: المغنی ابن قدامۃ (171/8)

نفقہ زوجہ میں فقہی تصریحات کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہم بستری کے بعد اگر عورت، شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر معجّل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دے دو تو جاؤں گی۔ تو نفقہ کی مستحق ہے ورنہ نہیں ہے۔ جس مکان میں عورت رہتی ہے۔ وہ اس کی ملک ہے اور شوہر کا آنا، وہاں بند کر دیا تو نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر اس نے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے مکان میں لے چلو یا میرے لیے کرایہ کا کوئی مکان لے دو اور شوہر نہ لے گیا تو نفقہ کی مستحق ہے کہ قصور شوہر کا ہے۔

عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا میکہ میں تھی اور بیمار ہو کر اس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکہ چلی گئی اور اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آ سکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آ سکتی ہے مگر نہیں آتی تو نہیں ہے۔

عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے اور اگر اس وقت واپس آئی کہ شوہر مکان پر نہیں بلکہ پردیس چلا گیا ہے جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا۔ اور ایک مالدار ہے اور دوسرا محتاج تو متوسط درجے کا یعنی محتاج جیسا کھاتا ہوں اس سے عمدہ اور اغنیاء (مالدار) جیسا کھاتے ہوں اس سے کم نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیشہ اتنے ہی روپے دیئے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے۔ ارزانی اور گرانی دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہو سکتے۔

عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اس وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا لباس ہے۔ اگرچہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں۔

سال میں کم از کم دو جوڑے دینا واجب ہے۔ ہر ششماہی پر ایک جوڑا، مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج و غریب ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو متوسط ہوں جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ لباس میں اس شہر کے رواج کا اعتبار ہے۔ جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن ہے وہ دے۔ اور اونی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں۔ یہ دینے ہوں گے۔

نفقہ کا تیسرا جزء سکنیٰ ہے یعنی رہنے کا مکان کہ شوہر جو رہنے کیلیے مکان دے وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں اور اگر اس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کر لیا کہ سب کے ساتھ رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر ہمارے اطراف و بلاد میں دستور ہے۔ ہاں یہ لحاظ ضروری ہے کہ شوہر کے رشتہ دار اسے ناحق ایذا نہ دیں۔ عورت

اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور عورت اسے بند کر سکتی ہو کہ اس کا سامان محفوظ رہے تو اب دوسرا مکان طلب کرنے کا اسے اختیار نہیں۔ بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار، عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔

عورت تنہا مکان چاہتی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اسے ایسا مکان دے جس میں پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ وغیرہ ضروریات علیحدہ ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے۔ اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔

یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں بدچلنوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا۔ اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل وابستگی ہو اور جی بہلار ہے یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔ (درمختار، باب نفقہ)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آ سکتے ہیں۔ شوہر منع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہوں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔ یونہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار جا سکتی ہے مگر رات بغیر اجازت اپنے شوہر وہاں نہیں رہ سکتی اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کر دے عورت بغیر اجازت جائے گی تو گناہ گار ہوگی اور اجازت سے گئی اور وہاں پردہ کا خیال نہ رکھا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہے تو دونوں گنہگار ہوئے۔

جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، نہ اس میں کوئی نقصان ہو اگر عورت گھر میں وہ کام کر لیا کرے جیسے کپڑا سینا پرونا کاڑھنا یا ایسے ہی اور دوسرے کام جن کیلئے گھر سے باہر نہ جانا پڑے تو ایسے کاموں سے منع کرنے کی حاجت نہیں۔ خصوصاً جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بے کار بیٹھے گی تو وسوسے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لایعنی وفضول باتوں میں مشغول ہوگی۔ (ردمحتار، کتاب طلاق، باب نفقہ)

بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ .

یہ باب ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں الگ الگ دینا

3406 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تُرَدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ قَالَ نَعَمْ .

3406-اخرجه مسلم في الطلاق، باب طلاق الثلاث (الحديث 15 و 16) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2200) . تحفة الاشراف (5715) .

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ابوصہباء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اے ابن عباس! کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں' ایک شمار ہوتی تھیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں!

باب الطَّلَاقِ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا .

یہ باب ہے کہ ایسی عورت کی طلاق کا حکم جو کسی شخص کے ساتھ شادی کرتی ہے اور وہ پھر اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا

3407 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يُّوَاقِعَهَا اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوْقَ عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے' پھر وہ عورت دوسرے شخص کے ساتھ شادی کر لیتی ہے' پھر وہ اس عورت کی رخصتی کروا لیتا ہے' لیکن اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دے دیتا ہے' تو کیا وہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو جائے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جی نہیں! جب تک دوسرا شوہر اُس عورت کا شہد نہیں چکھ لیتا اور وہ عورت اس شخص کے شہد کو نہیں چکھ لیتی"۔

3408 - اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي نَكَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کی' اللہ کی قسم! ان کا ساتھ میرے لیے چادر کے اس کنارے کی طرح

3407-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع اليها زوجها حتى تنكح زوجًا غيره (الحديث 2309) . تحفة الاشراف (15958) .

3408-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16416) .

ہے (یعنی وہ میرے ساتھ صحبت کرنے کے قابل نہیں ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

نکاح حلالہ کا فقہی مفہوم کا بیان

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہارا دوسرا شوہر تمہارے ساتھ جماع نہ کرے اور پھر اس کی طلاق کے بعد تم عدت کے دن پورے نہ کرلو تم اپنے سابق خاوند یعنی رفاعہ سے نکاح نہیں کرسکتیں چنانچہ یہ حدیث مشہور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حلالہ یعنی سابق خاوند کے واسطے حلال ہونے کے لیے کسی دوسرے مرد سے محض نکاح کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ مجامعت بھی ضروری ہے البتہ مجامعت میں صرف دخول کافی ہے انزال شرط نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل اور محلل لہ پر لعنت فرمائی ہے (داری) ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عقبہ ابن عامر سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 495)

فرض کیجئے کہ دو شخص ہیں ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام بکر ہے زید نے اپنی بیوی خالدہ کو تین طلاقیں دیدیں اور اس کی عدت کے دن پورے ہوگئے ہیں اب زید پھر چاہتا ہے کہ وہ خالدہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں لائے۔ لہٰذا دوسرا شخص یعنی بکر خالدہ سے اس شرط یا ارادہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے کہ جماع کے بعد خالدہ کو طلاق دیدی جائے گی تاکہ خالدہ کا پہلا شوہر زید کہ جس نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں اس سے دوبارہ نکاح کرسکے اور خالدہ کا پہلا شوہر محلل لہ یعنی جس کے لئے حلالہ کیا گیا) کہلائے گا۔

حدیث میں انہی دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس نے زبان سے تحلیل کی شرط کا اظہار واقرار کرنے کے بعد اور محض جدائی اختیار کرنے کے قصد سے اس عورت سے نکاح کیا جب کہ نکاح اس لئے شروع ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ مرد وعورت ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے رفیق حیات ودمساز رہیں، لہٰذا اس صورت میں نہ صرف یہ کہ نکاح کے اصل مقصد ومنشاء پر زد پڑتی ہے بلکہ عورت کی حرمت و عزت بھی مجروح ہوتی ہے اسی لئے ایک حدیث میں اس کو مستعار بکری سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اور محلل لہ یعنی پہلے خاوند پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت حال اور اس نکاح کا اصل باعث وہی بنا ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس صورت میں عقد باطل ہوتا ہے بلکہ حدیث کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ عقد صحیح ہوجاتا ہے کیونکہ حدیث میں اس نکاح کرنے والے کو محلل کہا گیا ہے اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ کوئی شخص محلل اسی صورت میں ہوتا ہے جب کہ عقد صحیح ہو عقد فاسد سے محلل نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ اس ارشاد گرامی میں لعنت کا حقیقی مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ یہاں مراد محلل اور محلل لہ کی خساست طبع کو ظاہر کرنا ہے اور یہ واضح کرنا ہے کہ یہ ایک قبیح فعل ہے۔ جس کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کرسکتا۔

حلالہ کے مکروہ تحریمی ہونے کا بیان

ہدایہ اور فقہ کی دیگر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حلالہ کو زبان سے مشروط کیا گیا ہو یعنی محلل اس عورت سے کہ جس کو اس کا خاوند تین طلاقیں دے چکا ہے یہ کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ تمہیں اس خاوند کے لئے کہ جس نے تمہیں طلاق دی ہے حلال کر دوں یعنی میں تم سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ میں جماع کے بعد تمہیں طلاق دیدوں تاکہ تمہارے پہلے خاوند کے لئے تم سے دوبارہ نکاح کرنا حلال ہو جائے یا وہ عورت محلل سے یوں کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتی ہوں کہ میں اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جاؤں تو اس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ ہاں اگر زبان سے یہ نہ کہا جائے مگر نیت میں یہ بات ہو تو پھر محلل نہ قابل مواخذہ ہوگا اور نہ لعنت کا مورد ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہی کہا جائے گا کہ اس کا مقصد دراصل اصلاح احوال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ اس عورت نے کہ جس کو تین طلاقیں دی جا چکی ہیں غیر کفو سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور پھر اس نے اس کے ساتھ جماع بھی کر لیا تو اس صورت میں وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی چنانچہ فتویٰ اسی قول پر ہے۔ (فتح القدیر، کتاب طلاق، باب حلالہ)

صاحبین کے نزدیک نکاح حلالہ کے فساد کا بیان

امام ابو یوسف سے یہ روایت ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: حلالہ کی نیت سے نکاح پڑھوایا گیا ہو تو یہ نکاح فاسد ہوگا' کیونکہ اس کی مثال موقت نکاح کی سی ہوگی' اور موقت نکاح فاسد ہوتا ہے' لہٰذا اس نکاح کو بھی فاسد قرار دیا جائے گا' تو جب یہ نکاح فاسد قرار دیا جائے گا' تو اس کے نتیجے میں جو صحبت کی گئی ہے وہ عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی صحبت کے لئے یہ بات شرط ہے: وہ صحیح نکاح کے نتیجے میں کی گئی ہو جبکہ یہ صورت یہاں نہیں پائی گئی ہے۔

اس بارے میں امام محمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت ہے: حلالہ کی شرط پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فاسد شرائط کے نتیجے میں نکاح باطل نہیں ہوتا' لیکن اس کے نتیجے میں وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ کیونکہ نکاح کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اسے تاعمر برقرار رکھا جائے لیکن پہلے سے ہی یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ نکاح کو فوراً ختم کر دیا جائے گو یا وہ شخص شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہے' لہٰذا اس شخص کو اس عمل کے نتیجے سے محروم کر دیا جائے گا' جیسے کوئی شخص وراثت حاصل کرنے کے لئے اپنے مورث کو قتل کر دیتا ہے' تو اس کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

احناف کی فقہی اصطلاحات پر شائع شدہ کتاب القاموس الفقہی مطبوعہ ادارہ القرآن کراچی میں مُحلّل کی تعریف یہ لکھی ہے کہ مُحلّل سے مراد حلالہ کرنے والا وہ شخص ہے جو مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ اس لئے نکاح کرے تاکہ وہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اور حدیث شریف میں وارد ہے حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

یہی معنی لغت کی مشہور کتب القاموس المحیط ۳/۲۱۳ اور المعجم الوسیط ص ۱۹۴ پر بھی موجود ہے۔ حلالہ کی

تشریح احناف کے مشہور امام اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی کی زبانی ملاحظہ کیجئے۔

محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب الاثار رقم ۸۷۸ پر مُحلّل اور مُحلّل لہ کی توضیح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "مُحلّل (حلالہ کرنے والا) اور مُحلّل لہ (جس کے لئے حلالہ کیا جائے) کا بیان یہ ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے۔ پھر چاہے کہ اس کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کردے تا کہ وہ اس کو اس کے لئے حلال کردے۔

حلالہ سے متعلق اختلاف کا بیان اور غیر مقلدین کی وہم پرستی

اختلاف کی صورت میں یہ ہے کہ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے گا تو کیا یہ نکاح ہو جائے گا، اگر چہ یہ شرط بے کار ہوگی یا نکاح ہی نہیں ہوگا۔ اب اگر یہ نکاح صحیح قرار پائے تو طلاق کے بعد عورت کا پہلے خاوند سے نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ نکاح صحیح قرار نہیں پاتا تو عورت پہلے خاوند کے لئے بدستور حرام رہے گی۔ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہوگا کیونکہ فاسد شرائط سے نکاح کے انعقاد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ عبارت من وعن ہم نے نقل کر دی ہے۔ اب اس کی وضاحت ملاحظہ کیجئے۔ مولوی صدیق ہزاروی نے اس عبارت میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک حلت (عورت کو حلال کروانے) کی شرط پر نکاح صحیح ہوگا اور یہی بات فقہ حنفی کی معتبر کتب کنز الدقائق ص، مع فتح القدیر، اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ یہ تو آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حلالہ کرنے والا اور کروانے والا ملعون ہیں اور حلالہ کرنے والا اُدھار سانڈ کی مانند ہے۔ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نکاح حلالہ صحیح نہیں بلکہ نکاح فاسد ہے۔ صاحب سبل السلام راقم ہیں:

مذکورہ حدیث حلالہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ لعنت کا اطلاق فعل حرام کے مرتکب پر ہی ہوتا ہے اور ہر حرام چیز پر شریعت میں نہی وارد ہے اور نہی فساد کا تقاضا ہے۔

لہذا جب حلالہ حرام اور منہی عنہ ہے، اس لئے یہ نکاح فاسد قرار پاتا ہے۔ یہی مفہوم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح حلالہ نکاح فاسد ہے، زنا اور بدکاری ہے، نکاح صحیح نہیں ہے۔

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے "ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس (طلاق دینے والے آدمی) کے بھائی نے اس کے مشورے کے بغیر اس سے اس لئے نکاح کر لیا تا کہ وہ اس عورت کو اپنے بھائی کے لئے حلال کردے۔ کیا یہ پہلے کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صحیح نکاح کے بغیر یہ حلال نہیں ہو سکتی ہم اس طریقے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بدکاری (زنا) شمار کرتے تھے۔" (مستدرک حاکم، رط، قدیم، بیہقی، التلخیص الحبیر باب موانع النکاح، تحفۃ الاحوذی، امام حاکم نے فرمایا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے اور امام ذہبی نے تلخیص مستدرک میں امام حاکم کی موافقت کی ہے)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم میرے پاس حلالہ کرنے والا اور کروانے والا لایا گیا تو میں دونوں کو

سنگسار کر دوں گا۔" (مصنف عبدالرزاق، ابن سعید بن منصور، بیہقی ر)

فتوے سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے حلالے کی غرض سے نکاح کیا تھا تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور فرمایا "یہ عورت حلالہ کے ذریعے پہلے خاوند کی طرف نہیں لوٹ سکتی بلکہ ایسے نکاح کے ذریعے لوٹ سکتی ہے جو رغبت کے ساتھ ہو اور دھوکہ دہی کے علاوہ ہو۔" (بیہقی)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ:" کہ حلالہ کرنے والا مرد و عورت اگرچہ بیس سال اکٹھے رہیں، وہ زنا ہی کرتے رہیں گے۔" (مغنی ابن قدامہ، کتاب طلاق)

اس قسم کی روایات سے غیر مقلدین نے وہم پرستی کا ایک طوفان کھڑا کیا ہوا ہے کہ حلالہ فقہاء نے جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ قباحتیں ہیں۔ اور وہ ناجائز ہے۔

حلالہ کے منکرین کے توہمات کا بیان

فرقہ ظاہر یہ غیر مقلدین نام نہاد اسلام کے داعی حلالے کی مذمت اور انکار تو بڑے شور سے کرتے ہیں۔ جبکہ یہی غیر مقلدین حلالے کے شرعی ماخذ کا انکار نہیں کر سکتے ورنہ قرآن وحدیث کا انکار لازم آئے گا۔ اصل میں حلالہ سے متعلق بیان کردہ وعید اور ایک معذوری کی صورت حال کو سمجھنے کی بہ جائے جہلاء غیر مقلدین نے سیدھا انکار کر دیا۔ جبکہ یہ لوگ اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ کسی بھی حلال وجائز حکم کا جب محل یا مقصد بدل جائے تو وہ بھی نیکی گناہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک مسلمان بچہ بھی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص نماز رضائے حق کی بہ جائے ریاکاری کے لئے پڑھے تو وہی نیکی جہنم کا ایندھن بن جاتی ہے۔ لیکن افسوس! فرقہ غیر مقلدین کتنے کی عقل سے دور ہیں کہ حلالہ کا مطلق طور پر انکار کر دیا اور کسی قسم کی شرعی نصوص کو خاطر میں نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو اس قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ہم نے حلالے کی جائز و ناجائز دونوں صورتوں کو بیان کر دیا ہے اور یہی فقہاء احناف کا مذہب اور جمہور ائمہ وفقہاء امت کا مذہب ہے۔

نکاح ثانی کے بعد حق طلاق میں مذاہب اربعہ

ائمہ کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو یا ایک طلاق دے دی، پھر چھوڑے رہا یہاں تک کہ وہ عدت سے نکل گئی، پھر اس نے دوسرے سے گھر بسا لیا، اس سے ہم بستری بھی ہوئی، پھر اس نے بھی طلاق دے دی اور اس کی عدت ختم ہو چکی، پھر اگلے خاوند نے اس سے نکاح کر لی تو اسے تین میں سے جو طلاقیں یعنی ایک یا دو جو باقی ہیں صرف انہی کا اختیار رہے گا یا پہلے کی طرح طلاقیں گنتی سے ساقط ہو جائیں گی اور اسے از سر نو تینوں طلاقوں کا حق حاصل ہو جائے گا، پہلا مذہب تو ہے امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد کا اور صحابہ کی ایک جماعت کا، دوسرا مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اس طرح تیسری طلاق ہو، گنتی میں نہیں آئی تو پہلی دوسری کیا آئے گی، واللہ اعلم۔

باب طَلَاقِ الْبَتَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ طلاقِ بتہ (کے بارے میں حکم)

3409 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ جِلْبَابِهَا وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ بِالْبَابِ فَلَمْ يَاْذَنْ لَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ تَجْهَرُ بِمَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ "تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پہلے رفاعہ قرظی کی بیوی تھی' اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی' پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی تو اللہ کی قسم! یارسول اللہ! اس کا ساتھ میرے لیے صرف چادر کے اس کنارے کی طرح ہے' اس خاتون نے اپنی چادر کے کنارے کو پکڑ کر یہ بات کہی۔ حضرت خالد بن سعید اس وقت دروازے پر موجود تھے' انہیں بھی اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی' انہوں نے (وہیں دروازے سے) کہا:) اے ابوبکر! کیا آپ سن نہیں رہے ہیں' یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز میں کیا بات کہہ رہی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس خاتون سے) فرمایا: شاید تم رفاعہ کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا چاہتی ہو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا' جب تک تم اس (یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر) کا شہد نہیں چکھ لیتی اور وہ تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا۔

طلاق کو شدت یا زیادتی کے ساتھ موصوف کرنے کا بیان

جب شوہر طلاق کو کسی بھی قسم کے اضافے یا شدت کے ساتھ موصوف کرے' تو بائنہ طلاق واقع ہوگی' جیسے مرد یہ کہے: تمہیں طلاق بائنہ ہے' یا طلاق بتہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: (ایسی صورت میں) طلاق رجعی واقع ہوگی' لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے: یہ طلاق دخول کے بعد ہو' کیونکہ طلاق اسی طرح مشروع ہے' اس کے بعد رجوع کیا جا سکے اس لیے لفظ "بینونہ" یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اسے موصوف کرنا' شریعت کے خلاف ہوگا' تو یہ صفت لغو قرار دی جائے گی' جیسے مرد یہ کہے۔ "تمہیں اس طرح کی طلاق ہے کہ اس میں مجھے تم سے رجوع کرنے کا اختیار نہ رہے"۔ ہماری دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کو ایسی چیز کے ساتھ موصوف کیا ہے' جس کا احتمال اس لفظ کے اندر موجود ہے۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا؟ دخول کرنے سے پہلے اور عدت کے بعد' طلاق

3409-اخرجه البخاري في الادب، باب التبسم و الضحك (الحديث 6084) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطاها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 113) . تحفة الاشراف (16631) .

ہی کے ذریعے علیحدگی پیدا ہوتی ہے اس لیے یہ صفت دو میں سے ایک احتمال کا تعین کردے گی۔

جو مثال آپ نے بیان کی ہے: اس میں ہم بھی طلاق بائنہ کے قائل ہیں۔ طلاق رجعی کے قائل نہیں ہیں' لیکن اس وقت جب مرد نے کوئی نیت نہ کی ہو' تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس نے دو کی نیت کی ہو' تو بھی ایک ہی واقع ہوگی' لیکن اگر اس نے تین کی نیت کی ہو' تو تین طلاقیں واقع ہوں گی' جیسا کہ اس سے پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں۔ اگر مرد نے ''تمہیں طلاق ہے'' سے ایک طلاق کی نیت کی ہو' اور لفظ ''بائنہ'' یا لفظ ''بتہ'' کے ذریعے دوسری طلاق کی نیت کی ہو' تو دو بائنہ طلاقیں واقع ہو جائیں گی' کیونکہ یہ صفت اس قابل ہے کہ مرد اس کے ذریعے ابتداء ہی میں طلاق دے سکے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہوگی مثلاً بائن یا، البتہ فحش طلاق، طلاق شیطان، طلاق بدعت، بدتر طلاق، پہاڑ برابر، ہزار کی مثل، ایسی کہ گھر بھر جائے۔ سخت، لمبی، چوڑی، کھر کھری، سب سے بُری، سب سے کڑی، سب سے گندی، سب سے ناپاک، سب سے کڑوی، سب سے بڑی، سب سے چوڑی، سب سے لمبی، سب سے موٹی پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہونگی ورنہ ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو کی نیت صحیح ہے۔

(درمختار، باب صریح، ج ۴، ۴۸۵)

طلاق بتہ میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

حضرت رکانہ ابن عبد یزید کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بت دی اور پھر اس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا واقعی خدا کی قسم تم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی؟ رکانہ نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا پھر رکانہ نے اس عورت کو دوسری طلاق حضرت عمر کے عہد خلافت میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں دی اس روایت کو ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے لیکن ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے اپنی روایت میں دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 483)

طلاق بت، کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے ان الفاظ میں طلاق دی انت طالق البتۃ یعنی تجھ پر طلاق البتۃ ہے) لفظ البتۃ بت کا اسم مرہ ہے جسکے معنی ہیں کاٹنا قطع کرنا لہٰذا طلاق بتہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ایسی طلاق، جو نکاح کا تعلق بالکل باقی نہیں رہنے دیتی اور عورت کو نکاح سے قطعی طور پر نکال دیتی ہے۔

ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا کا مطلب حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو رجوع کر لینے کا حکم دیا اور گویا رکانہ نے رجوع کر لینے کے اس حکم کی بناء پر ان الفاظ راجعتها الی نکاحی میں نے اس کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا) کے ذریعہ اس عورت کو اپنے نکاح میں واپس کر لیا۔

حضرت امام شافعی نے یہ مطلب اس لئے مراد لئے ہیں کہ ان کے نزدیک طلاق بتہ ایک طلاق رجعی ہے ہاں اگر اس کے

ذریعہ دویا تین طلاقوں کی نیت کی گئی ہو تو پھر نیت کے مطابق ہی دو یا تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک چونکہ اس لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے ایک طلاق بائن پڑتی ہے خواہ ایک طلاق کی نیت کی ہو یا دو طلاق کی یا اور کچھ بھی نیت نہ کی گئی ہو اسلئے ان کے نزدیک اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جدید نکاح کے ذریعہ رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔

طلاق بتہ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے صحبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہوگی اور رجوع کا اختیار ہوگا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

بَاب اَمْرُكِ بِيَدِكِ

یہ باب ہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے (کے الفاظ استعمال کرنے کا حکم)

3410 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَيُّوْبَ هَلْ عَلِمْتَ اَحَدًا قَالَ فِيْ اَمْرِكِ بِيَدِكِ اَنَّهَا ثَلَاثٌ غَيْرَ الْحَسَنِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ غَفْرًا اِلَّا مَا حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ كَثِيْرٍ مَوْلٰى ابْنِ سَمُرَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ" . فَلَقِيْتُ كَثِيْرًا فَسَاَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ اِلٰى قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ نَسِيَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ .

☆☆ حماد بن زید بیان کرتے ہیں: میں نے ایوب سے دریافت کیا: کیا آپ کے علم میں حسن کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا

3410-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في امرك بيدك (الحديث 2204) و (الحديث 2205) مختصراً، من قول الحسن . واخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في (امرك بيدك) (الحديث 1178) . تحفة الاشراف (14992) .

شخص ہے جو اس بات کا قائل ہو ''تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے'' کے الفاظ استعمال کرنے سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں تو ایوب نے جواب دیا: جی نہیں! پھر وہ بولے: یا اللہ! مجھے بخش دینا! میرے علم میں صرف وہ روایت ہے جو قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر نقل کی ہے جس میں یہ بات ہے اس سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات کثیر سے ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ اس سے واقف نہیں تھے، پھر میں قتادہ کے پاس آیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو وہ بولے: وہ یہ بات بھول گئے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

اختیار طلاق میں اقوال اسلاف کا بیان

حماد بن زید نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایوب سے پوچھا کہ آپ حسن کے علاوہ کسی اور شخص کو جانتے ہیں جس نے کہا کہ بیوی سے یہ کہنے سے کہ تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں فرمایا میں حسن کے سوا کسی کو نہیں جانتا پھر فرمایا اے اللہ بخشش فرما مجھے یہ حدیث قتادہ سے پہنچی انہوں نے ابوہریرہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی کہ آپ نے فرمایا تین طلاقیں ہو گئیں ایوب کہتے ہیں کہ میں نے کثیر سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا پھر میں حضرت قتادہ کے پاس آیا اور انہیں اس بات کی خبر دی انہوں نے فرمایا کہ کثیر بھول گئے ہیں یہ حدیث ہم صرف سلیمان بن حرب کی حماد بن زید سے روایت سے جانتے ہیں میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم سے بھی سلیمان بن حرب، حماد بن زید سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ حضرت ابوہریرہ پر موقوف ہے یعنی حضرت ابوہریرہ کا قول ہے۔ علی بن نصر حافظ اور صاحب حدیث ہیں۔

اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو اختیار دیتے ہوئے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو کتنی طلاقیں ہوتی ہیں بعض علماء صحابہ جن میں حضرت عمر، اور عبداللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ اس سے ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور یہ تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں سے کئی حضرات کا قول ہے عثمان بن عفان، اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ فیصلہ وہی ہو گا جو عورت کرے گی۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خود کو تین طلاق دے تو اس صورت میں اگر خاوند کا دعویٰ ہو کہ اس نے صرف ایک ہی طلاق کا اختیار دیا تھا تو اس سے قسم لی جائے گی اور اسی کے قول کا اعتبار ہو گا۔ امام احمد کا بھی یہی قول ہے امام اسحاق حضرت ابن عمر کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی، جلد اول: رقم الحدیث، 1186)

بیوی کو طلاق کے اختیار دینے میں فقہی مذاہب

مسروق حضرت عائشہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے بیوی کو اختیار دینے کے مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے اور وہ خود کو طلاق دیدے تو

ایک طلاق بائنہ ہوگی ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ ایک طلاق رجعی بھی دے سکتی ہے لیکن اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرے تو کچھ بھی نہیں حضرت علی سے منقول ہے کہ اگر وہ خود کو اختیار کرے گی تو ایک طلاق بائن اور اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو ایک طلاق رجعی ہوگی۔

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک اور اگر خود کو اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اکثر فقہاء علماء، صحابہ اور تابعین نے اس باب میں حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود کا قول اختیار کیا ہے سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا بھی یہ قول ہے امام احمد بن حنبل حضرت علی کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1188)

بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے حلال کرنا' اس نکاح کا بیان جس کے ذریعے وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی

3411 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میرے (سابقہ) شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' اس نے مجھے طلاق بتہ دی تھی' پھر اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی' تو اس کا ساتھ صرف چادر کے کنارے کی طرح ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو' ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو۔

3412 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ فَقَالَ "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں' تو اس عورت نے دوسرے

3411-تقدم (الحديث 3283) .

3412-اخرجه البخاري في الطلاق، باب جوز الطلاق الثلاث، لقول الله تعالى (الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان) (الحديث 5261) . واخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره و يطأها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 115) . تحفة الاشراف (17536) .

شخص کے ساتھ شادی کرلی' دوسرے شخص نے اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کو طلاق دے دی' نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے جائز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہیں! جب تک (دوسرا شوہر) اس کا شہد نہیں چکھ لیتا بالکل اسی طرح جس طرح پہلے نے چکھا تھا''۔

3413 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْغُمَيْصَاءَ اَوِ الرُّمَيْصَاءَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا اَنَّهُ لَا يَصِلُ اِلَيْهَا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ زَوْجُهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هِيَ كَاذِبَةٌ وَّهُوَ يَصِلُ اِلَيْهَا وَلٰكِنَّهَا تُرِيْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' غمیصاء (راوی کو شک ہے' شاید یہ لفظ ہے) رمیصاء نامی خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا ہے' تھوڑی دیر کے بعد اس کا شوہر بھی وہاں آ گیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے' وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے' لیکن یہ عورت یہ چاہتی ہے اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جائے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو''۔

3414 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ رَزِيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْاَةُ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ اٰخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَتَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ قَالَ "لَا حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

ایسا شخص جس کی بیوی ہو اور وہ اسے طلاق دیدے اور پھر دوسرا شخص اس کے ساتھ شادی کرلے' اور پھر وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اس کو طلاق دیدے تو کیا وہ عورت پہلے شوہر کے پاس واپس جاسکتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا' جب تک وہ عورت (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی''۔

3415 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ رَزِيْنِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْاَحْمَرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا

3413-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5670 الف).

3414-اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثا فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1933) . تحفة الاشراف (7083) .

3415-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6715) .

فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ "لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰى يُجَامِعَهَا الْاٰخَرُ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر ایک اور شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے' وہ دروازہ بند کر لیتا ہے' پردہ گرا دیتا ہے (یعنی دونوں کے درمیان خلوت ہو جاتی ہے)' لیکن پھر وہ دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دے دیتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ عورت پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک دوسرا شوہر صحبت نہیں کر لیتا"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہونے کے زیادہ لائق ہے۔

باب اِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّمَا فِيْهِ مِنَ التَّغْلِيْظِ.

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے (پہلے شوہر کے لیے) حلال کروانا اور اس کی شدید مذمت

3416 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ وَاٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی' مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی' سود کھانے والے شخص اور اُسے کھلانے والے شخص' حلالہ کرنے والے شخص اور جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے' (ان سب پر) لعنت کی ہے۔

باب مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْاَةَ بِالطَّلَاقِ.

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کے سامنے آتے ہی اُسے طلاق دے دینا

3417 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الَّتِيْ اسْتَعَاذَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْكِلَابِيَّةَ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ الْحَقِيْ بِاَهْلِكِ".

3416-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في المحل و المحلل له (الحديث 1120) مختصراً ۔ تحفة الاشراف (9595) ۔

3417-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من طلق و هل يواجه الرجل امراته بالطلاق (الحديث 5254) ۔ و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب ما يقع به الطلاق من الكلام (الحديث 2050) ۔ تحفة الاشراف (16512) ۔

☆☆ امام اوزاعی بیان کرتے ہیں: میں نے زہری سے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا جس نے نبی اکرم ﷺ سے پناہ مانگی تھی تو انہوں نے بتایا: عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: بنوکلاب سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے شادی کی، جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، تو وہ بولی: میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے، تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔''

(یعنی آپ نے اسے طلاق دے دی)

باب اِرْسَالِ الرَّجُلِ اِلٰی زَوْجَتِہٖ بِالطَّلَاقِ ۔

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کو طلاق بھجوانا

3418 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِى الْجَهْمِ - قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُوْلُ اَرْسَلَ اِلَىَّ زَوْجِى بِطَلَاقِى فَشَدَدْتُ عَلَىَّ ثِيَابِى ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كَمْ طَلَّقَكِ" . فَقُلْتُ ثَلَاثًا . قَالَ "لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ وَّاعْتَدِّى فِىْ بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ تُلْقِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهٗ فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَاٰذِنِيْنِىْ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق بھجوا دی، میں نے اپنی چادر اوپر لی اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اس نے تمہیں کتنی طلاقیں دی ہیں؟ میں نے جواب دیا: تین! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں خرچ نہیں ملے گا، تم اپنے چچازاد ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو، کیونکہ وہ نابینا ہے، تم اس کے ہاں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی ہو، پھر جب تمہاری عدت ختم ہو جائے گی، تو تم مجھے اطلاع دے دینا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔

3419 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ تَمِيْمٍ مَوْلٰى فَاطِمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهٗ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

3418-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها (الحديث 47 و 48 و 49 و 50) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، وضع المراة ثيابها عند الاعمى (الحديث 362) . و الحديث عند مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها (الحديث 47) . و الترمذي في النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1135) . والنسائي في الطلاق، باب نفقة البائنة (الحديث 3553) . و ابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثا هل لها سكنى و نفقة (الحديث 3035) . تحفة الاشراف (18037) .

3419-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18020) .

بَاب تَاْوِيلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت: ''اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''

3420 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيِّ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّي جَعَلْتُ امْرَاَتِي عَلَيَّ حَرَامًا . قَالَ كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) عَلَيْكَ اَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ عِتْقُ رَقَبَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام قرار دے دیا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے غلط کہا ہے' وہ تم پر حرام نہیں ہوئی' پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) سب سے بڑا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے (وہ تم پر لازم ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی مکرم! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما دیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضا طلب کرتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (التحریم ۱) .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو حرام قرار دیا تھا، یعنی کس چیز سے فائدہ اٹھانے سے اپنے آپ کو روک لیا تھا، اس سلسلہ میں تین روایات ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے، وہ آپ کو شہد پلاتی تھیں، اس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو شہد پلایا تھا، سو آپ نے شہد پینے سے اپنے آپ کو روک لیا، تیسری روایت یہ ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ سے مقاربت کرنے سے اپنے آپ کو روک لیا۔

پہلی روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پیتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، وہ یہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر (ایک قسم کا گوند جس کی بو آپ کو ناپسند تھی) کی بو آرہی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ہم میں سے کسی ایک کے پاس آئے، اور اس نے آپ سے ایسا ہی کہا: آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے

3420-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (5511) .

زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور میں دوبارہ اس کو نہیں پیوں گا، پھر یہ آیت نازل ہوئی: لم تحرم ما احل اللہ لک (الی قولہ تعالی) ان تتوبا یہ آیت حضرت عائشہ اور حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا (التحریم: ۳) اس سے مقصود آپ کا یہ فرمانا ہے: نہیں! میں نے شہد پیا تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۷۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۴، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۷۹۵، ۳۷۹۵، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۴)

دوسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھاس اور شہد کو پسند فرماتے تھے، عصر کی نماز کے بعد آپ اپنی ازواج (مطہرات) کے پاس جاتے تھے، ایک دن آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے، میں نے اس کی وجہ پوچھی، مجھے یہ بتلایا گیا کہ حفصہ کی قوم کی ایک عورت نے انہیں شہد بھیجا اور حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شربت پلایا تھا، میں نے سوچا: خدا کی قسم! ہم اب کوئی تدبیر کریں گے، میں نے اس بات کا حضرت سودہ سے ذکر کیا اور کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں اور تمہارے قریب ہوں تو تم کہنا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں گے نہیں، پھر تم کہنا، یہ بو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت نا پسند تھی کہ آپ سے بو آئے، آپ یہی کہیں گے کہ مجھے حضرت حفصہ نے شہد کا شربت پلایا تھا، تم کہنا کہ شاید ان شہد کی مکھیوں نے درخت عرفطہ کا رس چوسا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی یہی کہنا، جب آپ حضرت سودہ کے پاس آئے تو حضرت سودہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے (تمہارے ڈر سے) میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں وہی بات کہوں جو تم نے مجھے بتائی تھی، ابھی آپ دروازے پر تھے کہ حضرت سودہ نے کہا: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا، حضرت سودہ نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفطہ کے درخت کو چوسا ہوگا، پھر جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ نے کہا: بخدا! ہم نے آپ پر شہد حرام کر دیا (یعنی اس کے استعمال سے روک دیا) میں نے ان سے کہا: چپکی رہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲، صحیح مسلم کتاب الطلاق: ۲۱، رقم المسلسل: ۳۶۱۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۵، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۸۳۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۲۳)

صحیحین کی دو روایتوں کے تعارض کا جواب

صحیح مسلم کی پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں، یہ حدیث عبید بن عمیر کی روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، اس کے

برخلاف دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں، یہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور بخاری میں بھی ہے۔ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۴۴) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۴۴) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر کی روایات راجح ہے اور ہشام بن عروہ کی روایت مرجوع ہے، ہماری رائے میں یہی صحیح ہے اور اس پر حسب ذیل ہیں۔

(ا) عبید بن عمیر کی سند زیادہ قوی ہے، اس سند کو امام نسائی، اصیلی، علامہ نووی اور حافظ ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔

(ب) عبید کی روایت قرآن مجید کے موافق ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ان تظاھرا علیہ یعنی دو ازواج نے یہ کارروائی کی تھی اور دو کا ذکر عبید کی روایت میں ہے، ہشام نے تین کا ذکر کیا ہے۔

(ج) امام بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت حفصہ اور حضرت صفیہ ایک گروہ میں تھیں اور حضرت زینب بنت جحش اور حضرت ام سلمہ دوسرے گروہ میں تھیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ جن کے پاس شہد پینے کے لیے ٹھہرتے تھے وہ حضرت زینب بنت جحش تھیں، اس لیے حضرت عائشہ کو یہ ناگوار ہوا اور ان کو طبعی غیرت لاحق ہوئی، کیونکہ ان کا تعلق حضرت عائشہ کے مقابل گروہ سے تھا۔

(د) عبید بن عمیر کی روایت کی تائید حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی روایات سے بھی ہوتی ہے، جن میں یہ تصریح ہے کہ کارروائی کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی روایت ہی زیادہ صحیح اور زیادہ معتمد ہے۔

تیسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مقاربت کی، حضرت حفصہ نے آپ کو ان کے ساتھ دیکھ لیا، وہ کہنے لگیں: آپ میرے حجرہ میں ان سے مقاربت کر رہے ہیں، آپ نے اپنی ازواج سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے، آپ نے فرمایا: تم اس واقعہ کا عائشہ سے ذکر نہ کرنا، اب میرا ان سے مقاربت کرنا حرام ہے۔ حضرت حفصہ نے کہا: یہ آپ پر کس طرح حرام ہوں گی حالانکہ یہ آپ کی کنیز ہیں، آپ نے قسم کھائی کہ آپ ان سے مقاربت نہیں کریں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا، پھر حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو یہ بات بتادی، تب آپ نے یہ قسم کھالی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے، پھر آپ انتیس راتوں تک اپنی ازواج کے پاس نہیں گئے

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۱)

(سنن دارقطنی رقم الحدیث ۳۸۴۶،دار المعرفہ، بیروت،۱۴۲۲ھ)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا اور اپنی کنیز سے مقاربت کر لی، اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، پھر جب تک حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو اس واقعہ کی خبر نہیں دی، آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہیں کی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم:۲) (اے مسلمانو!) بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور حافظ الضیاء المقدسی نے اپنی کتاب مستخرج میں اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

مذکور الصدر روایت میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آ گیا ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماریہ کی سوانح ذکر کر دی جائے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد ہیں، ان کے بطن سے حضرت ابراہیم متولد ہوئے۔ امام محمد بن سعد نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ مقوقس صاحب اسکندریہ نے سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ماریہ اور ان کی بہن سیرین کو بھیجا، ان کے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا، بیس ملائم کپڑے اور خچر (دلدل) اور ایک دراز گوش بھیجا جس کا نام عفیر یا یعفور تھا، اور اس کے ساتھ خصی شخص بھی تھا جس کا نام مابور تھا، اور ایک بوڑھا شخص بھیجا جو حضرت ماریہ کا بھائی تھا، اور ان سب کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ساتھ بھیجا، پھر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے حضرت ماریہ کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور مسلمان ہونے کی ترغیب دی، پس وہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ان کی بہن بھی مسلمان ہو گئیں اور وہ خصی شخص اپنے دین پر برقرار رہا حتیٰ کہ وہ بعد میں مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، حضرت ماریہ کا گورا رنگ تھا اور وہ بہت خوبصورت تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک بلند منزل پر ٹھہرایا، اس کو ام ابراہیم کا بالا خانہ کہا جاتا تھا، آپ ان کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے اور ان سے مباشرت کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی باندی تھیں، آپ نے ان کو پردہ میں رکھا، وہ آپ سے حاملہ ہو گئیں اور آٹھ ہجری میں ان کا وضع حمل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت مجھے حضرت ماریہ پر آتی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بہت خوبصورت اور گھونگریالے بالوں والی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہت پسند تھیں، جب وہ مصر سے آئیں تو آپ نے ان کو حضرت حارث بن النعمان کے گھر میں ٹھہرایا، سو وہ ہماری پڑوسن ہو گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو وہاں سے بالا خانے میں منتقل کر دیا۔

امام بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ قبط کے امیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باندیاں اور ایک خچر پیش کیا تھا، آپ مدینہ میں اس خچر پر سواری کرتے تھے، ان دو باندیوں میں سے ایک باندی کو آپ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

امام واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تا حیات حضرت ماریہ کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے، پھر حضرت عمر ان کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ ان کے دور خلافت میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت ماریہ کی وفات ہوئی، حضرت عمر نے ان کے جنازہ میں بہت لوگوں کو جمع کیا اور بقیع میں اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاصابہ ج۸ ص۳۱۱، ۳۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مابور پر حضرت ماریہ کی تہمت اور اس کا اس تہمت سے بری ہونا

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد حضرت ماریہ پر ایک شخص (مابور) کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم جا کر اس کی گردن مار دو، جس وقت حضرت علی اس کے پاس پہنچے وہ اس وقت ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کر رہا تھا، حضرت علی نے اس سے کہا: نکلو اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو نکالا، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل بالکل کٹا ہوا ہے، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا آلہ تو بالکل کٹا ہوا ہے۔ (صحیح مسلم التوبہ: ۵۹، رقم الحدیث ۲۷۷۱، الرقم المسلسل: ۶۸۹۰)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم (حضرت ماریہ) کو اس سے محفوظ رکھا کہ ان کی طرف سے کوئی تقصیر ہو اور واقعہ یہ تھا کہ مابور قبطی تھا اور حضرت ماریہ بھی قبطیہ تھیں اور ہم زبان اور ہم علاقہ ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ باتیں کرنے سے منع کر دیا تھا اور جب اس نے عمل نہیں کیا تو وہ قتل کا مستحق ہو گیا، یا تو آپ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اور یا اس وجہ سے کہ اس نے آپ کو ایذاء پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی ایذاء پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی پاک دامنی کا علم ہو اور آپ کو معلوم ہو کہ اس کا آلہ نہیں ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو برہنہ دیکھ لیں اور ان پر حقیقتِ حال منکشف ہو جائے اور جو لوگ اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ تہمت لگاتے ہیں وہ تہمت زائل ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی ہو کہ آپ اس کو قتل نہ کریں کیونکہ آپ پر اس کا حال منکشف ہو جائے گا کیونکہ وہ کنویں میں برہنہ نہا رہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو حقیقۃً قتل کرنے کا حکم دیا ہو حالانکہ آپ کا علم تھا کہ وہ قتل نہیں ہو گا کیونکہ اس کا اس تہمت سے بری ہونا آپ کے نزدیک دلیل سے واضح ہو جائے گا۔ (اکمال

العلم بفوائد مسلم: ج ۸ ص ۳۰۴، دار الوفا، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اور علامہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ نے بھی اس جواب کو نقل کیا ہے۔(اکمال اکمال المعلم ومکمل اکمال الاکمال ج ۹ ص ۲۱۷، ۲۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا کفارہ ادا کرنا

امام محمد بن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ماریہ کے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن اور رات کا اکثر وقت حضرت ماریہ کے ساتھ بسر ہوتا تھا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بیٹا پیدا کر دیا۔

زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ پر حرام ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم:۲) اے مسلمانو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

امام محمد بن سعد نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اپنی باندی کو حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا اور وہ باندی آپ پر لوٹا دی اور آپ کی قسم کا کفارہ دے دیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۱۷۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

التحریم: ا کے سبب نزول کی تین روایتوں میں سے کون سی روایت زیادہ صحیح اور معتبر ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کے نفع سے اپنے آپ کو جو روک لیا تھا، ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین روایات ہیں لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پینے سے روک لیا تھا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ لکھتے ہیں: ان اقوال میں زیادہ صحیح پہلا قول ہے یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو اس سے روک لیا تھا، اور سب سے کمزور قول متوسط ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں، جس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا۔ علامہ ابن العربی نے کہا: اس کے ضعیف کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی عادل نہیں ہیں اور اس کا معنی اس لیے درست نہیں ہے کہ کسی ہبہ شدہ چیز کو واپس کر دینا تحریم نہیں ہے، اور رہی تیسری روایت کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تو اس کے راوی بھی ثقہ ہیں اور اس کا معنی بھی درست ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے اور یہ مرسل روایت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ راجح اور صحیح پہلی روایت ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۸ ص ۱۶۶، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے پہلے یہ روایت ذکر کی کہ حضرت حفصہ آپ کو شہد پلاتیں تھیں، پھر لکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زینت بنت جحش ہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پلاتی تھیں، پھر

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ دونوں اپنی تجویز پر متفق ہو گئیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دونوں واقعے اس آیت کے نزول کا سبب ہوں، مگر اس پر اعتراض ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت زینب کے شہد پلانے سے ہی تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۷، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریم میں اختلاف ہے، حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد پینا ہے، اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، پس یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ آیت ان دونوں سببوں سے نازل ہوئی ہو۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۶۵۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن الخفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: التحریم: ا کے سبب نزول میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت ماریہ کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہد پینے کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ نے صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۷۴ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں، جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ (عنایۃ القاضی ج ۹ ص ۲۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے۔ (یہ قصہ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۱۳۰ میں مروی ہے) علامہ ذہبی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور اس سے حدیث ساقط ہے (کسی سند صحیح سے یہ قصہ مروی نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ شہد کے قصہ میں حضرت عائشہ کی حدیث کی سند جید ہے اور اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۵ ص ۲۹، دار الوفاء، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ ابن خلیفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ التحریم: ا کے سبب نزول میں روایات مختلف ہیں لیکن علامہ نووی شافعی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ماریہ کے قصہ کی سند صحیح نہیں ہے کہ اس کا سبب نزول حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینا ہے۔ (روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۱۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

مغافیر کے معنی کی تحقیق

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، سو ہم مغافیر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں:

علامہ ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: مغافیر کا واحد مغفور ہے، اس کی بو بہت ناگوار اور بری ہوتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: العرفط ببول کا درخت ہے، اس سے بدبودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس

چوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار بو آتی ہے۔ (النھایہ ج ۳ ص ۱۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۵۱، مکتبہ دار الایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ ھ لکھتے ہیں: کیکر، ببول، بیری اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج ۲ ص ۷۷۲، دار العلم للملایین، ۱۴۰۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغافیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، علامہ کرمانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہوگیا۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۳۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

غیرت کا معنی

میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹتے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم حدیث ۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(النھایہ ج ۳ ص ۳۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ ھ لکھتے ہیں: والغیرۃ کراھۃ المشارکۃ فی محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو

غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرمادیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (البخاری: ۵۲۲۳) (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۸۵، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورۃ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو نا پسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے ناپسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس میں مغافیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ڈوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (التحریم: ۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد سے امتناع کو حرام سے تعبیر کرنے کی تحقیق

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شہد نہیں پیوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں کیا۔ آپ اس چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے۔ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱)

امام رازی فرماتے ہیں: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو اس کو حلال کرنا غیر ممکن ہے، کیونکہ حلال کرنے میں حلت کو ترجیح ہے اور حرام کرنے میں حرمت کو ترجیح ہے اور دونوں ترجیحیں جمع نہیں ہوسکتیں، پس قرآن مجید میں لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱) آپ اس چیز کو کیوں حرام کر رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے، کا کیا محمل ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حلال چیز کے نفع سے اپنے آپ کو روکنا مراد ہے، اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو شرعاً حرام کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام قرار دینا یا اس کے حرام ہونے کا اعتقاد کرنا کفر ہے، لہٰذا اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیسے جائز ہوسکتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۵۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آپ اللہ کے حلال کردہ کو حرام کیوں کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا اختیار نہیں ہے، یہ قول باطل ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام نہیں کیا جیسا کہ امام رازی کی عبارت سے واضح ہو چکا ہے اور آپ کا کسی چیز کو حلال کرنا یا حرام کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف: ۱۵۷) (وہ نبی) مسلمانوں کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ البتہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حلال یا

حرام کرنا، اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی جلی یا وحی خفی کے کسی اشارہ سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جان کر کسی چیز کو حلال یا حرام کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد نہ پینے کے عزم کو سید مودودی کا ناپسندیدہ عمل کہنا

سید ابوالاعلیٰ مودودی لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ دراصل استفہام نہیں ہے بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار ہے یعنی مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرنا نہیں ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے بلکہ آپ کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا جو فعل آپ سے صادر ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (الی قولہ) اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فعل پر گرفت فرمائی اور آپ کو اس تحریم سے باز رہنے کا حکم دیا۔ (تفہیم القرآن ج ۶ ص ۱۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جس طرح بار بار حلال کو حرام کرنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اور آپ کے اس فعل کی جس طرح تصویر کھینچی ہے وہ اہل ایمان کے لیے یقیناً دل آزار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر شہد کو حرام نہیں کیا تھا بلکہ اپنے آپ کو اس کے استعمال سے روک لیا تھا جیسا کہ امام رازق کی تحقیق سے ظاہر ہو چکا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: لن اعود لہ میں دوبارہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا اور جن چیزوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے مباح کر دیا ہے ان میں مباح کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کو کھانا اور نہ کھانا دونوں جائز ہیں، آپ کے لیے جس طرح شہد کو پینا جائز تھا اسی طرح اس کو نہ پینا بھی جائز تھا، پھر ایک مباح کا کام کرنا کس طرح ناپسندیدہ ہو سکتا ہے، دراصل اس آیت میں نہ آپ کے کسی فعل کے ناپسندیدہ ہونے پر تنبیہ کرنا مقصود ہے نہ آپ کے کسی فعل پر گرفت کی گئی ہے بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم اور مقام نبوت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ آپ ازواج کو راضی کرنے کے لیے شہد کو کیوں ترک کر رہے ہیں، آپ کا یہ مقام نہیں کہ آپ ازواج کو راضی کریں، آپ کا مقام یہ ہے کہ ازواج آپ کو راضی کریں، جن کی رضا خود خالق کائنات کو مطلوب ہے انہیں مخلوق میں سے کسی کو راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (التحریم:۴) اگر نبی کے خلاف تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہیں تو بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے بھی (ان کے) مددگار ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر واضح کیا کہ اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر نہیں چلیں تو انہیں کیا کمی ہوگی، جن کا اللہ محبت ہے، جبرائیل ان کا موافق ہے، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ان کے مددگار ہیں، اگر ان آیات میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ناپسندیدہ قرار دے کر اس کی گرفت فرما رہا ہوتا تو کیا اس کا یہی انداز ہوتا!

بلا شبہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک اور مولیٰ ہے اور جس کی گرفت کرنا چاہے اس پر قادر ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور سلطنت سے محمد (بے حد تعریف کیے ہوئے) مصطفیٰ اور مجتبیٰ (پسندیدہ اور برگزیدہ) بنایا ہے، آپ کو علی الاطلاق ہدایت کا منبع بنایا ہے، بغیر کسی استثناء کے آپ کے تمام افعال کو مسلمانوں کے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے، ہر مسلمان کی

اخروی فوز وفلاح کے لیے آپ کی اتباع کو مطلقاً لازم کیا ہے، ہر مسلمان پر آپ کی اطاعت مطلقاً فرض کر دی ہے۔ آپ کا کوئی فعل نا پسندیدہ اور گرفت کا موجب نہیں ہے۔ یقیناً سید مودودی کی یہ تفسیر ہی ناپسندیدہ اور گرفت کی موجب ہے۔

بیوی کو حرام کہنے میں مذاہب فقہاء کا بیان

صحیح مسلم: ۳۰۷۱۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اپنی بیوی کو حرام کہنا قسم ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے، اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق ہوگی اور اگر اس نے بغیر طلاق اور اظہار کی نیت کے بعینہ اس عورت کی تحریم کی نیت کی ہے تو ان الفاظ کی وجہ سے اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا لیکن یہ قسم نہیں ہے اور اگر اس نے بغیر کسی نیت کے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس میں امام شافعی کے دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا یہ قول لغو ہے اور اس پر کوئی شرعی حکم مترتب نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸، کراچی)

علامہ نووی شافعی نے لکھا کہ امام مالک کا مذہب مشہور یہ ہے کہ ان کلمات سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، خواہ بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، لیکن اگر اس نے تین سے کم کی نیت کی ہے تو غیر مدخولہ میں اس کی نیت قبول کر لی جائے گی۔ علامہ وشتانی مالکی کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۱۱۱ طبع قدیم، بیروت)

علامہ علی بن سلیمان مرادی حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں فقہاء حنبلیہ کے تین قول ہیں: (ا) یہ ظہار ہے اور یہی فی الجملہ مذہب ہے، مستوعب، خلاصہ، محرر، عاتبین، حاوی صغیر اور فروع میں اس کو مقدم کیا گیا ہے۔ (ب) یہ کنایہ ظاہرہ ہے اور اس سے تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں، حنبل اور اثرم سے روایت ہے: حرام تین طلاقیں ہیں (ج) یہ قسم ہے، علامہ زرکشی نے کہا ہے کہ یہ لفظ قسم میں ظاہر ہے، اگر اس نے یہ لفظ بغیر کسی نیت کے کہا ہے تو یہ قسم ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور مستوعب وغیرہ میں لکھا ہے کہ مشہور فی المذہب یہی قول ہے۔ (الانصاف ج ۸ ص ۴۸۶)

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: جو مجھ پر حرام ہے اس کی نیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اگر اس نے کہا: میں نے جھوٹ کا ارادہ کیا تھا تو اسی پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ یہ اس کے کلام کی حقیقت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قضاء تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ قول بظاہر قسم ہے، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو ان کلمات سے طلاق بائنہ ہوگی، الا یہ کہ اس نے تین طلاقوں کا ارادہ کیا ہو، اور اگر اس نے کہا: میں نے ظہار کا ارادہ کیا ہے تو یہ ظہار ہے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا نظریہ ہے۔ امام محمد یہ کہتے ہیں کہ ان کلمات سے ظہار نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں تشبیہ نہیں ہے، اور شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس نے حرمت کا اطلاق کیا ہے اور اظہار میں بھی حرمت ہوتی ہے، اور اگر وہ کہے کہ میں نے تحریم کا ارادہ کیا ہے یا بلا ارادہ یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ ایلاء ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک حلال کو حرام کرنا قسم ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے

بلا نیت یہ الفاظ کہے تو عرف کی بناء پر اس کو طلاق (بائنہ پر محمول کیا جائے گا۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج۴ ص۵۵، سکھر)

علامہ بابرتی حنفی نے لکھا ہے کہ: ابوبکر اسعاف، ابوجعفر ہندوانی اور ابوبکر سعید نے لکھا ہے کہ فقیہ ابواللیث نے کہا ہے: ہم اسی قول پر عمل کرتے ہیں کیونکہ ہمارے زمانے میں لوگوں کی یہ عام عادت ہے کہ وہ ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ کرتے ہیں۔ (العنایہ علی هامش فتح القدیر ج۴ ص۵۶، سکھر)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: یہ مشائخ متاخرین کا اپنے زمانے کے عرف کی بناء پر فتویٰ ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد یہ الفاظ کہتے ہیں اور اگر عورت خاوند سے کہے: تم پر حرام ہوں تو یہ قسم ہے اور اس کے بعد اس نے خاوند کو مقاربت کا موقع دیا تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا، یہ کلمہ ایسے ہے جیسے مرد نے بغیر نیت کے طلاق کے الفاظ کہے تو صریح الفاظ کی وجہ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے اور یہاں پر صراحت کا موجب عرف ہے، اس بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ کسی شخص نے یہ کلمات کہے اور کہا: میری نیت طلاق کی نہیں تھی تو قضاء اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (فتح القدیر ج۴ ص۵۶، سکھر)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے فقہاء متاخرین کہتے ہیں، ان الفاظ سے بغیر نیت کے طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور فتویٰ متاخرین کے قول پر ہے۔ (رد المحتار ج۴ ص۴۴۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

باب تَأْوِيلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى وَجْهٍ اٰخَرَ ۔

یہ باب ہے کہ اسی آیت کی ایک اور وضاحت

3421 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ وَحَفْصَةَ اَيَّتُنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ - وَقَالَ - لَنْ اَعُوْدَ لَهُ" ۔ فَنَزَلَ (يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا) لِقَوْلِهٖ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا" ۔ كُلُّهٗ فِيْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے ہاں

3421- اخرجه البخاري في التفسير، باب (يايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضاة ازواجك و الله غفور رحيم) (الحديث 4912) مختصرًا، و في الطلاق، باب لم تحرم ما احل الله لك (الحديث 5267)، و في الايمان و النذور، باب اذا حرم طعامًا (الحديث 6691) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امراته و لم ينو الطلاق (الحديث 20) . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في شراب العسل (الحديث 3714) و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، تحريم ما احل الله عزوجل (الحديث 3804)، و في عشرة النساء، باب الغيرة (الحديث 3968)، وهو في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 20)، و في التفسير: سورة التحريم، قوله تعالىٰ (يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك) (الحديث 620) . تحفة الاشراف (16322)

شہد پیا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے طے کیا' کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی اکرم ﷺ تشریف لائیں گے تو وہ یہ کہے گی کہ مجھے آپ ﷺ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے' تو نبی اکرم ﷺ ان دونوں خواتین میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لے گئے' اس خاتون نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لیکن میں نے تو زینب کے ہاں شہد پیا تھا' اب میں یہ نہیں پیوں گا۔

تو یہ آیت نازل ہوئی:

"اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے"۔

"(اے نبی کی ازواج!) اگر تم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو"۔

یہ حکم سیّدہ عائشہ اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے لیے ہے۔

"اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ سے سرگوشی میں بات کی"۔

اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے' میں نے شہد پیا تھا۔

یہ تمام روایت عطاء نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

باب الْحَقِي بِاَهْلِكِ .

یہ باب ہے کہ اپنے میکے چلی جاؤ (کہنے کا حکم)

3422 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ بْنِ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ اِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِينِي فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ قِصَّتَهُ وَقَالَ اِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْهَا . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِي الْحَقِي بِاَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذَا الْاَمْرِ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے' تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔

3422 تفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11145) .

میں نے دریافت کیا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں اُس سے مراد کیا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے علیحدگی اختیار کرو اُس کے قریب نہ جانا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور ان کے ہاں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔

3423 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ - قَالَ وَهُوَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ - يُحَدِّثُ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى صَاحِبَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوْا نِسَائَكُمْ. فَقُلْتُ لِلرَّسُوْلِ اُطَلِّقُ امْرَاَتِیْ اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا فَلَا تَقْرَبْهَا. فَقُلْتُ لِامْرَاَتِی الْحَقِیْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِیْ فِيْهِمْ فَلَحِقَتْ بِهِمْ.

★★ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ ان تین افراد میں سے ایک ہیں' جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں' کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو۔ تو میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ ہو' اس کے قریب نہ جاؤ۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو۔ تو وہ وہاں چلی گئی۔

3424 . اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ

3423-اخرجه البخاري في المغازي، باب حديث كعب بن مالك (الحديث 4418) مطولًا واخرجه مسلم في التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك و صاحبيه (الحديث 53) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما عنى به الطلاق و النيات (الحديث 2202) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب الحقي باهلك (الحديث 3424 و 3425) و الحديث عند: البخاري في الوصايا، باب اذا تصدق او اوقف بعض رقيقه او دوابه فهو جائز (الحديث 2757)، و في الجهاد، باب من اراد غزوة فورى بغيرها و من احب الخروج يوم الخميس (الحديث 2947)، و في المناقب ، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3556) و في مناقب الانصار، باب وفود الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم بمكة و بيعة العقبة (الحديث 3889) و في المغازي، باب قصة غزوة بدر (الحديث 3951)، و في التفسير، باب (سيحلفون بالله لكم اذا انقلبتم اليهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس وما واهم جهنم جزاء؟ بما كانوا يكسبون) (الحديث 4673)، وباب (لقد تاب الله على النبي و المهاجرين و الانصار الذين اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد تزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم) (4676)، وباب (و على الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ، ان الله هو التواب الرحيم) (الحديث 4677)، و باب (يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين) (الحديث 4678)، و في الاستئذان، باب من لم يسلم على من اقترف ذنبًا و من لم يرد سلامه حتى يتبين توبته و الى متى تتبين توبة العاصي (الحديث 6255)، و في الايمان و النذور، باب اذا اهدى ماله على وجه النذر والتوبة ، الحديث 6690)، و في الاحكام، باب هل للامام ان يمنع المجرمين و اهل المعصية من الكلام معه و الزيارة و نحوه (الحديث 7225) . والنسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى : (يا ايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين، (الحديث 252) . تحفة الاشراف (11131) .

3424-تقدم (الحديث 3423) .

عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبًا يُحَدِّثُ حَدِيْثَهُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَقَالَ فِيْهِ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِىْ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا . وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَىَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِى الْحَقِى بِاَهْلِكِ وَكُوْنِىْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ . خَالَفَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ .

☆☆ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے:

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا' تو وہ بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے' تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے دریافت کیا: میں اُسے طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی کی مانند پیغام بھجوایا تھا' میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور ان کے ہاں رہو' جب تک اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ نہیں دے دیتا۔

معقل بن عبیداللہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ كَعْبًا يُحَدِّثُ قَالَ اَرْسَلَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى صَاحِبَىَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوْا نِسَائَكُمْ فَقُلْتُ لِلرَّسُوْلِ اُطَلِّقُ امْرَاَتِىْ اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا وَلَا تَقْرَبْهَا . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِى الْحَقِىْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِىْ فِيْهِمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ . فَلَحِقَتْ بِهِمْ . خَالَفَهُ مَعْمَرٌ .

☆☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں' کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو' میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ دیدے۔ تو وہ عورت وہاں چلی گئی۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3426 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ فِىْ حَدِيْثِهِ اِذَا رَسُوْلٌ مِّنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَتَانِىْ

3425-تقدم (الحديث 3423) .

3426-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11154) .

فَقَالَ اعْتَزِلِ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا تَقْرَبْهَا . وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْحَقِي بِاَهْلِكِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کی حدیث میں یہ بات بھی ہے:

نبی اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور وہ بولا: تم اپنی بیوی سے الگ رہو میں نے دریافت کیا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں؟ اُس نے جواب دیا: جی نہیں! بلکہ تم اس کے قریب نہ جاؤ۔

اس راوی نے اس روایت میں یہ ذکر نہیں کیا' کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔

باب طَلَاقِ الْعَبْدِ .

یہ باب ہے کہ غلام کا طلاق دینا

3427 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ اَنَّ اَبَا حَسَنٍ مَوْلٰى بَنِيْ نَوْفَلٍ اَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَامْرَاَتِيْ مَمْلُوكَيْنِ فَطَلَّقْتُهَا تَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ اُعْتِقْنَا جَمِيْعًا فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنْ رَاجَعْتَهَا كَانَتْ عِنْدَكَ عَلٰى وَاحِدَةٍ قَضٰى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . خَالَفَهُ مَعْمَرٌ .

☆☆ ابوحسن جو بنونوفل کے غلام تھے' وہ بیان کرتے ہیں' میں اور میری بیوی دونوں مملوک تھے' میں نے اُسے دو طلاقیں دے دیں' پھر ہم دونوں کو آزاد کر دیا گیا' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا:

اگر تم اس سے رجوع کر لیتے ہو' تو تمہارے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہ جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3428 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ عَنِ الْحَسَنِ مَوْلٰى بَنِيْ نَوْفَلٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا اَيَتَزَوَّجُهَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ عَمَّنْ قَالَ اَفْتٰى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ الْحَسَنُ هٰذَا مَنْ هُوَ لَقَدْ حَمَلَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً .

☆☆ بنونوفل کے غلام حسن بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے غلام کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے' پھر وہ دونوں آزاد ہو جاتے ہیں' تو کیا وہ شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے؟ حضرت

3427-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في سنة طلاق العبد (الحديث 2187 و 2188) بنحوه . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب طلاق العبد (الحديث 3428) . واخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق امة تطليقتين ثم اشتراها (الحديث 2082) بنحوه . تحفة الاشراف (6561) .

3428-تقدم (الحديث 3427) .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں! سائل نے دریافت کیا: آپ کس بنیاد پر یہ فتویٰ دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے۔

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن مبارک نے معمر سے دریافت کیا: یہ حسن کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بڑا وزنی پتھر اٹھالیا ہے۔

باب مَتَى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ

باب: بچے کی دی ہوئی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟

3429 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبْنَاءُ قُرَيْظَةَ اَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا اَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا اَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ .

☆☆ کثیر بن سائب بیان کرتے ہیں' بنو قریظہ سے تعلق رکھنے والے دو افراد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' جنگ قریظہ کے موقع پر ان لوگوں کو پیش کیا گیا تو جو لڑکا بالغ ہو چکا تھا جس کے زیر ناف بال اُگ چکے تھے' اُسے قتل کر دیا گیا اور جو بالغ نہیں ہوا تھا یا جس کے زیر ناف بال نہیں اُگے تھے' اُسے چھوڑ دیا گیا۔

3430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ حُكْمِ سَعْدٍ فِىْ بَنِىْ قُرَيْظَةَ غُلَامًا فَشَكُّوْا فِىَّ فَلَمْ يَجِدُوْنِىْ اَنْبَتُّ فَاسْتُبْقِيْتُ فَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ .

☆☆ عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں' جس دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دیا تھا' اس دن میں کم سن لڑکا تھا' ان لوگوں کو میرے بالغ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شک ہوا' لیکن انہوں نے میرے زیر ناف بال اُگے ہوئے نہیں پائے' تو مجھے چھوڑ دیا گیا' اسی وجہ سے آج میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

3431 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

3429-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15661) .

3430-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الغلام يصيب الحد (الحديث 4404 و 4405) بنحوه . واخرجه النسائي في قطع السارق ، حد البلوغ و ذكر السن الذي اذا بلغها الرجل و المرأة اقيم عليهما الحد (الحديث 4996) بنحوه . واخرجه الترمذي في السير، ما جاء في النزول على الحكم (الحديث 1584) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الحدود باب من لا يجب عليه الحد (الحديث 2541 و 2542) بنحوه . تحفة الاشراف (9904) .

3431-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة الخندق (الحديث 4097) . واخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء (الحديث 2957)، و في الحدود، باب في الغلام يصيب الحد (الحديث 3306) . تحفة الاشراف (8153) .

وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں غزوۂ اُحد کے موقع پر انہوں نے خود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تھا اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت نہیں دی تھی پھر انہوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر خود کو پیش کیا اس وقت وہ پندرہ برس کے ہو چکے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔

بَابِ مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْأَزْوَاجِ .

یہ باب ہے کہ کون سے شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی ؟

3432 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتّٰى يَكْبَرَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

تین طرح کے لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے: سویا ہوا شخص یہاں تک کہ بیدار ہو جائے نابالغ شخص یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور پاگل یہاں تک کہ اُسے عقل آ جائے۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اُسے افاقہ ہو جائے۔

حالت نشہ کی طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء کی اصطلاح میں شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز پی کر اس طرح بدمست ہو جائے کہ مرد و عورت کا امتیاز بھی باقی نہ رہے اور زمین آسمان کا فرق بھی نہ کر سکے۔ اگر شراب یا دوسری حرام چیزیں افیون، بھنگ وغیرہ کے پینے سے عقل زائل ہو جائے اور وہ شخص نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ تابعین میں سے حضرت سعید بن المسیب، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت ابن سیرین، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہم وغیرھم کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت اوزاعی، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ البتہ حضرت قاسم بن محمد، حضرت طاؤس، حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن، حضرت لیث، حضرت زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حنفیہ میں سے حضرت امام طحاوی اور حضرت امام کرخی کے نزدیک بھی ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۳۴۵، بیروت۔ البحر الرائق)

3432-اخرجه ابو داود في الحدود، باب في المجنون يسرق او يصيب حداً (الحديث 4398). و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب طلاق المعتوه و الصغير و النائم (الحديث 1041) تحفة الاشراف (15935) .

ہنسی مزاق کی طلاق کا بیان

ھازل وہ شخص ہے جو اپنی بات سے حقیقی معنی اور مفہوم مراد نہ لے۔ تو اگر کسی شخص نے ہنسی مزاق کے طور پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق دینے کا معنی مراد نہ لیا ہو۔ تو بھی اس شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہنسی مزاق کے طور پہ اپنی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے مگر یہ بلکل غلط ہے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

ثلاث جدھن جد و ھزلھن جد، النکاح والعتاق وال،طلاق ۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ہنسی کے طور پر کرنا۔ اور واقعی طور پر کرنا دونوں برابر ہیں۔

(۱) نکاح (۲) عتاق یعنی غلام آزاد کرنا (۳) طلاق۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

ثلاث جد ھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ: یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کو قصداً کہنا اور ہنسی مزاق کے طور پہ کہنا برابر ہے (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجعت۔ (سنن ابو داود، کتاب طلاق)

ان تین چیزوں میں حکم شرعی یہ ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی کے مطابق اثر ہوگا۔ دو مرد و عورت اگر بلا قصد ہنسی مزاق میں گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب و قبول کرلیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح بلا قصد و نیت ہنسی مزاق میں صریح طور پر طلاق دے دیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی اپنے کسی غلام کو ہنسی مزاق میں آزاد کردے تو غلام آزاد ہو جائے گا ہنسی مزاق کوئی عزر نہیں مانا جاتا۔

بَاب مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص دل میں طلاق دیدے

3433 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ كُلَّ شَيْءٍ حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ اَوْ تَعْمَلْ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ہر ایسی چیز سے درگزر کیا ہے جو وہ دل میں سوچتے ہیں جب تک وہ اس کے بارے میں کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے"۔

3434 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ

3433-انفرد به النسائي .تحفة الاشراف (14192) .

وَحَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے وسوسوں سے درگزر کیا ہے اور خیالات سے درگزر کیا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہیں کرتے یا اس بارے میں کلام نہیں کرتے"۔

3435 - اَخْبَرَنِیْ مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ لِاُمَّتِىْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ بِهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ان چیزوں سے درگزر کیا ہے جو وہ سوچتے ہیں جب تک وہ (اس بارے میں) کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے"۔

باب الطَّلَاقِ بِالْاِشَارَةِ الْمَفْهُوْمَةِ .

یہ باب ہے کہ ایسے اشارے کے ذریعے طلاق دینا جو سمجھ میں آ جائے

3436 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارٌ فَارِسِيٌّ طَيِّبُ الْمَرَقَةِ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّعِنْدَهُ عَائِشَةُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ اَنْ تَعَالَ وَاَوْمَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَائِشَةَ اَىْ وَهٰذِهٖ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ الْاٰخَرُ هٰكَذَا بِيَدِهٖ اَنْ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایرانی پڑوسی تھا جو سالن بہت اچھا بناتا تھا' ایک دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں' تو اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کیا'

3434-اخرجه البخاري في العتق، باب الخطا و النسيان في العتاقة و الطلاق و نحوه (الحديث 2528)، و في النكاح، باب الطلاق في الاغلاق و الكره و السكران و المجنون و امرهما و الغلط و النسيان في الطلاق و الشرك و غيره (الحديث 5265)، و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيًا في الايمان (الحديث 6664) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس و الخواطر بالقلب اذا لم تستقر (الحديث 201 و 202) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الوسوسة بالطلاق (الحديث 2209) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء فيمن يحدث نفسه بطلاق امراته (الحديث 1183) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب من طلق في نفسه (الحديث 3435) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق في نفسه و لم يتكلم به (الحديث 2040)، و باب طلاق المكره و الناسي (الحديث 2044) . تحفة الاشراف (12896) .

3435-تقدم (الحديث 3434) .

3436-اخرجه مسلم في الاشربة، باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام و استحباب اذن صاحب الطعام للتابع (الحديث 139) . تحفة الاشراف (335) .

کہ آپ ﷺ آ جائیں' تو نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا' یعنی یہ بھی آ جائے' تو اس نے آپ ﷺ کو جواب میں اشارہ کیا' کہ جی نہیں' ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا۔

باب الْكَلَامِ اِذَا قَصَدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ .

یہ باب ہے کہ جب کسی کلام کے ذریعے ایسا معنی مراد لیا جائے' جس معنی کا وہ کلام احتمال کرتا ہو

3437 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَفِیْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يَقُوْلُ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی اجر ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی' جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی' اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس شخص کی ہجرت دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے ہوگی' یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگا' جس ہجرت کی (نیت کر کے اس نے) ہجرت کی تھی"۔

باب الْاِبَانَةِ وَالْاِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوْظِ بِهَا اِذَا قَصَدَ بِهَا لِمَا لَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوْجِبْ شَيْئًا وَّلَمْ تُثْبِتْ حُكْمًا .

یہ باب ہے کہ ادا کیے جانے والے کلمے کو واضح اور فصیح کرنا' جب اس کے ذریعے وہ معنی مراد لیا جا رہا ہو' جس کا وہ لفظ احتمال نہ رکھتا ہو' تو یہ کسی بھی چیز کو واجب نہیں کرے گا اور کسی بھی حکم کو ثابت نہیں کرے گا

3438 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ "اُنْظُرُوْا كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَّلَعْنَهُمْ اِنَّهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَّاَنَا مُحَمَّدٌ" .

3437-تقدم (الحديث 75) .

3438-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13782) .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم لوگ جائزہ لو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کے بُرا کہنے کو اور ان کے لعنت کرنے کو مجھ سے پھیر دیتا ہے' وہ لوگ بُرا کہتے ہوئے مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں اور لعنت کرتے ہوئے مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں' حالانکہ میں محمد (جس کی تعریف کی جائے) ہوں''۔

باب التَّوْقِيتِ فِي الْخِيَارِ .

یہ باب ہے کہ اختیار میں کوئی مدت متعین کرنا

3439 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ وَمُوْسٰى بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَ بِيْ فَقَالَ "اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ قَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَايَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ - قَالَتْ - ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا) اِلٰى قَوْلِهٖ (جَمِيْلًا) فَقُلْتُ اَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ - قَالَتْ عَائِشَةُ - ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ حِيْنَ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَرْنَهٗ طَلَاقًا مِّنْ اَجْلِ اَنَّهُنَّ اخْتَرْنَهٗ .

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے' آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں اور تم نے جلد بازی سے کام نہیں لینا' بلکہ پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پتہ تھی کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں کبھی نہیں' کہیں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم لوگ دنیاوی زندگی چاہتی ہو'' یہ آیت یہاں تک ہے: ''جمیلا''۔

میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں' میں اللہ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام ازواج نے بھی ویسا ہی کیا جو میں نے کیا تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اختیار دیا تھا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا تھا' تو یہ بات طلاق شمار نہیں ہوئی تھی' کیونکہ ان خواتین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا تھا۔

3440 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

3439-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3201) .

عَآئِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ (اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ بِيْ فَقَالَ "يَا عَآئِشَةُ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تُعَجِّلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ فَقَرَاَ عَلَيَّ (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا) فَقُلْتُ اَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالْاَوَّلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں' تم اس بارے میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت نہیں کریں گے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو''۔

تو میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی' میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' پہلی روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

بَاب فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو اختیار دیا گیا ہو' اس کا اپنے شوہر کو اختیار کر لینا

3441 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَهَلْ كَانَ طَلَاقًا

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا' تو کیا یہ چیز طلاق شمار ہوئی تھی۔

3442 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ

3440-اخرجه البخاري في التفسير، باب (وان كنتن تردن الله و رسوله و الدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرًا عظيماً) (الحديث 4786م) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب في الايلاء و اعتزال النساء و تخييرهن و قوله تعالى (وان تظاهرا عليه) (الحديث 35) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (16632) .

3441-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو یہ چیز طلاق شمار نہیں ہوئی تھی۔

3443 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا' اور یہ چیز طلاق نہیں تھی۔

3444 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ اَفَكَانَ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ چیز طلاق تھی۔

3445 - اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهَا عَلَيْنَا شَيْئًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے ہم پر کچھ شمار نہیں کیا (یعنی اسے طلاق شمار نہیں کیا)۔

باب خِيَارِ الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ .

یہ باب ہے کہ غلام اور کنیز کو جب آزاد کر دیا جائے' تو ان کا اختیار

3446 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ لِعَائِشَةَ غُلَامٌ وَّجَارِيَةٌ قَالَتْ فَاَرَدْتُ اَنْ اُعْتِقَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "ابْدَئِي بِالْغُلَامِ قَبْلَ الْجَارِيَةِ"

☆☆ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام اور ایک کنیز تھی (شاید وہ دونوں میاں بیوی تھے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ان دونوں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

3442-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3443-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3444-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202) .

3445-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202)

3446-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكين يعتقان معًا هل تخير امرأته (الحديث 2237) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب من اراد عتق رجل و امرأته فليبدأ بالرجل (الحديث 2532) بنحوه . تحفة الاشراف (17534)

نے ارشاد فرمایا:

"کنیز سے پہلے غلام کو آزاد کر دینا"۔

باب خِيَارِ الْاَمَةِ .

یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے پر (علیحدگی کا) اختیار ہونا

3447 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ" . فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کے حوالے سے تین شرعی احکام کا علم حاصل ہوا' جب اُسے آزاد کیا گیا تو اس کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے' تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور گھر کا سالن دیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے تو ہنڈیا میں گوشت دیکھا تھا (وہ تم نے مجھے کھانے کے لیے کیوں نہیں دیا ہے؟) گھر والوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! وہ گوشت ہے' لیکن وہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ اس کے لیے صدقہ ہے' لیکن ہمارے لیے (اس کی طرف سے) ہدیہ ہوگا"۔

3448 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ

3447-اخرجه البخاري في النكاح، باب الحرة تحت العبد (الحديث 5097)، و في الطلاق، باب لا يكون بيع الامة طلاقًا (الحديث 5279)، و في الاطعمة، باب الادم (الحديث 5430) . و اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 14) و الحديث عند مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) . تحفة الاشراف (17449) .

3448-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 10) . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 172) . تحفة الاشراف (17528) .

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلاَثُ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلاَءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" . وَأُعْتِقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كُلُوهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کے حوالے سے تین احکام کا علم حاصل ہوا اس کے مالکان نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی ولاء کی شرط رکھی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے''۔

اُسے آزاد کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اختیار دیا (کہ وہ اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے) تو اس نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا۔

ایک مرتبہ اُسے کوئی چیز صدقہ کی گئی تو اس نے اس چیز میں سے کچھ ہمیں ہدیہ کے طور پر دیا' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ اسے کھالو' کیونکہ یہ چیز اُسے صدقے کے طور پر دی گئی تھی اور ہمارے لیے یہ ہدیے کے طور پر ہے''۔

باب خِيَارِ الأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ .

یہ باب ہے کہ جب کسی کنیز کو آزاد کیا جائے اور اس کا شوہر آزاد شخص ہو' تو اُسے (شوہر سے علیحدگی کا) اختیار ہوتا ہے

3449 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاَءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ" . قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا قَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا أَقَمْتُ عِنْدَهُ . فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے بریرہ کو خرید لیا' اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

تم اسے آزاد کر دو' ولاء کا حق اُسے حاصل ہوگا' جس نے قیمت ادا کی ہے۔

3449-اخرجه البخاري في الفرائض، باب ميراث السائبة (الحديث 6754 و 6758) و اخرجه النسائي في البيوع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4656) . و الحديث عند البخاري في العتق، باب بيع الولاء و هبته (الحديث 2536)، و باب اذا اسلم على يديه (الحديث 6758) . و الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اشتراط الولاء و الزجر عن ذلك (الحديث 1256)، و في الولاء و الهبة، باب ما جاء ان الولاء لمن اعتق (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (15992) .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اُسے آزاد کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور اس کے شوہر کے بارے میں اسے اختیار دیا تو وہ بولی:

''اگر وہ مجھے اتنی اور اتنی رقم بھی دیدے تو بھی میں اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہوں گی''۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اُس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

3450 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِىَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا وَلَائَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَاُتِىَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا' تو اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے خرید کر آزاد کر دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے''۔

ایک مرتبہ گوشت لایا گیا اور یہ کہا گیا: یہ وہ گوشت ہے' جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے آزاد ہونے کے وقت اس کو شوہر سے علیحدگی کا اختیار دیا تھا' اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

باب خِيَارِ الْاَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوْكٌ .

یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے کے وقت اختیار دینا جبکہ اس کا شوہر غلام ہو

3451 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاتَبَتْ بَرِيْرَةُ عَلٰى نَفْسِهَا بِتِسْعِ اَوَاقٍ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ بِاُوْقِيَّةٍ فَاَتَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فَقَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَّشَاءُوْا اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِىْ . فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ فَكَلَّمَتْ فِىْ ذٰلِكَ اَهْلَهَا فَاَبَوْا عَلَيْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَجَاءَتْ اِلٰى عَائِشَةَ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهَا مَا قَالَ اَهْلُهَا فَقَالَتْ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لِىْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا هٰذَا" . فَقَالَتْ يَا

3450-تقدم في الزكاة، اذا تحولت الصدقة (الحديث 2613) .

3451-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 9) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكة تعتق و هي تحت حرا و عبد (الحديث 2233) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء في المراة تعتق و لها زوج (الحديث 1154) مختصراً . ر الحديث عند: البخاري في المكاتب، باب استعانة المُكاتب و سواله الناس (الحديث 2563) . تحفة الاشراف (16770) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَرِيْرَةَ اَتَتْنِيْ تَسْتَعِيْنُ بِيْ عَلٰى كِتَابَتِهَا فَقُلْتُ لَا اِلَّا اَنْ يَّشَاۗءُوْا اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّيَكُوْنَ الْوَلَاۗءُ لِيْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا عَلَيْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاۗءُ لَهُمْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِبْتَاعِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاۗءَ فَاِنَّ الْوَلَاۗءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" ۔ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُوْنَ اَعْتِقْ فُلَانًا وَّالْوَلَاۗءُ لِيْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَكُلُّ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ" ۔ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ عَبْدًا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا ۔ قَالَ عُرْوَةُ فَلَوْ كَانَ حُرًّا مَّا خَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ نے اپنی ذات کے بارے میں نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کر لیا' جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا تھا' وہ اس سلسلے میں مدد لینے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسے نہیں' اگر وہ چاہیں' تو میں انہیں تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ گئی' اس نے اس بارے میں اپنے مالکان سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی کہ ولاء کا حق ان کے پاس رہے گا۔ بریرہ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئی' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے' بریرہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا: اس کے مالکان نے کیا' کہا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں! پھر اس صورت میں نہیں' یہ سودا اسی وقت ہوگا' جب ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! بریرہ میرے پاس آئی تھی تاکہ اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے کے لیے مجھ سے رقم لے' تو میں نے یہ کہا کہ نہیں! اگر وہ مالکان چاہیں' تو میں ان کو تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں' لیکن ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا' اس نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا' تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی کہ ولاء کا حق انہیں ہی حاصل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اسے خرید کر ان کے لیے ولاء کی شرط رہنے دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے' پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں' جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے' وہ یہ کہتے ہیں: اے فلاں! تم آزاد کر دو اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (کا حکم) پورا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اور اللہ تعالیٰ کی (طرف سے اجازت یافتہ) شرط سب سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے' ہر وہ شرط جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو' وہ باطل ہوگی' اگرچہ سو شرطیں عائد کی جائیں۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا' وہ شخص غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا۔

عروہ کہتے ہیں: اگر وہ آزاد ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اختیار نہ دیتے۔

3452 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کا شوہر غلام شخص تھا۔

3453 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ مِنْ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ" . وَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَاَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ صَنَعْتُمْ لَنَا مِنْ هٰذَا اللَّحْمِ" . قَالَتْ عَائِشَةُ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو کچھ انصاریوں سے خرید لیا تو انہوں نے ولاء کی شرط عائد کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ولاء کا حق اُسے حاصل ہوتا ہے جو ولی نعمت ہوتا ہے (یعنی جو آزاد کرتا ہے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا' اس کا شوہر غلام تھا۔

ایک مرتبہ بریرہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت تحفے کے طور پر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم لوگ مجھے بھی اس گوشت میں سے کچھ کھانے کے لیے دے دیتے (تو مناسب ہوتا) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ تو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُسے صدقے کے طور پر دیا گیا تھا' اور ہمارے لیے ہدیے کے طور پر ہوگا۔

3454 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ - قَالَ وَكَانَ وَصِيَّ اَبِيْهِ قَالَ وَفَرِقْتُ اَنْ اَقُوْلَ سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِيْكَ - قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَرِيْرَةَ وَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهَا وَاَشْتَرِطَ الْوَلَاءَ

3452-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 13) . تحفة الاشراف (17354) .

3453-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 11) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكة تعتق و هي تحت حر او عبد (الحديث 2234) مختصراً . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) . تحفة الاشراف (17490) .

3454-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2587) . و اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 12) و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173م) . و النسائي في البيوع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4657) . تحفة الاشراف (17491) .

لِاَهْلِهَا فَقَالَ "اشْتَرِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . قَالَ وَخُيِّرَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا اَدْرِى وَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ . فَقَالُوْا هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . قَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بریرہ کے بارے میں دریافت کیا: میں اُسے خریدنا چاہ رہی تھی' لیکن شرط یہ رکھی گئی تھی کہ اس کی ولاء کا حق اس کے مالکان کو حاصل ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے خرید لو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا' ان کا شوہر غلام تھا' اس کے بعد روایت کے الفاظ کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے (روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو لوگوں نے عرض کی: یہ وہ گوشت ہے' جو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے"۔

باب الْاِيْلَاءِ .

یہ باب ایلاء کے بیان میں ہے

ایلاء کا فقہی مفہوم

ایلاء "اَلَا يَاْلُوْ" سے باب افعال ہے۔ "اَلَا يَاْلُوْ" کا اصل لغوی مفہوم کسی امر میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے اور "ایلاء" ایلاء کے لغوی معنی یہ ہیں کہ قسم (یمین) کے ہیں خواہ کسی بھی بات پر قسم کھائی جائے۔ جبکہ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے مطلق طور پر یا ہمیشہ کے لیے یا چار مہینہ اور اس سے زیادہ مدت کے لیے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے، اسی طرح بیوی سے صحبت کرنے کی صورت میں کوئی ایسی چیز اپنے اوپر لازم کرلے جس کی ادائیگی ایک گونہ دشوار اور مشکل ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کرلوں تو مجھ پر حج یا روزہ وغیرہ واجب ہوجائے تو بھی ایلاء ہی شمار ہوگا۔ (فقہ اسلامی وادلتہ، ج ۹، ص ۵۰۳)

ایلاء کا لغوی معنی ہے: قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 496)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہٰذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائیگا یعنی حاکم وقاضی اس کو محبوس کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کر و یعنی اس سے جماع کرلو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم وقاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ "امام نخعی اور قتادہ اور حماد، ور ابن ابی لیلی اور اسحاق کا قول ہے کہ جس نے بھی قلیل یا اکثر وقت میں وطئی نہ کرنے کی قسم اٹھائی، اور اسے چار ماہ تک چھوڑ دیا تو اس نے ایلاء کیا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں وہ چار ماہ تک انتظار کریں)۔ اور یہ شخص ایلاء کرنے والا ہے؛ کیونکہ ایلاء حلف ہے اور اس نے قسم اٹھائی ہے۔ (المغنی (7/415).

ایلاء کے حکم کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس عورت سے چار ماہ تک صحبت نہ کرے تو چار ماہ بعد خود بخود طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار ماہ کے اندر صحبت کرلے تو قسم کا کفارہ دینا پڑیگا۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۴۴۳، بیروت)

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے 'اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھالیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کرلیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کرلیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے۔

(البقرہ: ۲۲۷_۲۲۶)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کرلی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

امام شافعی نے کہا: کہ قاضی کے تفریق کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی جیسا کہ مقطوع الالہ اور نامرد کے مسئلہ میں قاضی کی تفریق سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اس نے عورت کے حق کو اس سے سلب کر کے اس پر ظلم کیا ہے اس لیے

شریعت نے اس کو یہ سزا دی ہے کہ اس مدت کے پوری ہونے پر نکاح کی نعمت اس سے زائل ہو جائے گی۔ حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح منقول ہے اور ان کی اقتداء کرنی ہمارے لیے کافی ہے اور اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں قسم کھاتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جاتی تھی اور شریعت اسلامیہ نے وقوع طلاق کے لیے مدت پوری ہونے کی حد مقرر کر دی۔

اگر اس نے چار ماہ تک مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو چار ماہ کے بعد قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں کبھی بھی اس سے مقاربت نہیں کروں گا تو چار ماہ بعد اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جائے گی اور قسم باقی رہے گی پھر اگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس کے بعد مقاربت کر لی تو فبہا اور اسے اس قسم کے توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر اس نے پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر دوبارہ طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اگر اس نے اس سے پھر تیسری بار نکاح کر لیا تو پھر اسی طرح ہوگا یعنی اگر اس نے مقاربت کر لی تو فبہا ورنہ چار ماہ بعد پھر اس کی بیوی پر طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اس کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر وہ اس سے چوتھی بار نکاح نہیں کر سکتا اور چوتھی بار نکاح کرنے کے بعد پھر اسی طرح ہوگا۔

اگر اس نے چار ماہ سے کم کی قسم کھائی ہے تو یہ ایلاء نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: چار ماہ سے کم میں ایلاء نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے ایک ماہ مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی اور پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو بقیہ تین ماہ کے عرصہ میں اس نے بغیر قسم کے مقاربت نہیں کی اور جو بغیر قسم کے تین ماہ بلکہ اس سے زائد عرصہ تک بھی مقاربت نہ کرے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (ہدایہ اولین ص ۴۰۲-۴۰۱ مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان)

علامہ المرغینانی نے امام شافعی کا جو یہ مذہب نقل کیا ہے کہ چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد قاضی کی تفریق سے طلاق بائن ہوگی یہ نقل صحیح نہیں ہے بلکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مدت گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لے اور چاہے تو طلاق دے دے۔

ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور دلائل اور فقہاء احناف کی طرف سے جوابات:

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: چار ماہ گزرنے کے بعد وقوع طلاق کے متعلق دو قول ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول اور ایک روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے خواہ رجوع کرے خواہ طلاق دے دے امام شافعی اور اہل مدینہ کا یہی مذہب ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۲۹۰-۲۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابو صالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد

ازخود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہو گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔

(زاد المسیر ج ۱ص ۲۵۷مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق ۔ (البقرہ: ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے ازخود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہو گی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو گی۔ (احکام القرآن ج ۱ص ۲۴۷مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہو گی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

3455 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى قَالَ تَذَاكَرْنَا الشَّهْرَ عِنْدَهٗ فَقَالَ بَعْضُنَا ثَلَاثِيْنَ . وَقَالَ بَعْضُنَا تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ . فَقَالَ اَبُو الضُّحٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ مَلْاٰنُ مِنَ النَّاسِ - قَالَ - فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَّهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَرَجَعَ فَنَادٰى بِلَالًا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ "لَا وَلٰكِنِّيْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا" . فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ .

☆☆ ابو یعفور بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ شیخ ابوالضحیٰ کے سامنے ہمارے درمیان مہینے کے بارے میں بحث ہو گئی' بعض حضرات کا یہ کہنا تھا کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے' بعض کا یہ کہنا تھا: انتیس دن کا ہوتا ہے۔ تو شیخ ابوالضحیٰ نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

3455-اخرجه البخاري في النكاح، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم نساء ه في غير بيوتهن (الحديث 5203) مختصراً . تحفة الاشراف (6455) .

نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے ایک مرتبہ دن کے وقت (ہم نے دیکھا) نبی اکرم ﷺ کی ازواج رو رہی ہیں اور ہر زوجہ محترمہ کے پاس ان کے گھر والے (یعنی میکے والے) موجود ہیں میں مسجد میں آیا تو وہاں بہت سے لوگ جمع تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جانے کے لیے آگے ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنے بالا خانے میں آرام فرما تھے۔ انہوں نے (اندر جانے کی اجازت مانگنے کے لیے) سلام کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا انہوں نے پھر سلام کیا پھر کوئی جواب نہیں آیا انہوں نے پھر سلام کیا پھر کوئی جواب نہیں آیا وہ وہاں سے واپس آئے اور انہوں نے بلند آواز میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارا (حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی) تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! میں نے ان کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا ہے پھر انتیس دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ اس بالا خانہ سے نیچے تشریف لائے اور اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے۔

3456 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ "اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا اور آپ ﷺ اپنے بالا خانے میں مقیم رہے آپ نے وہاں انتیس دن قیام کیا پھر آپ بالا خانے سے نیچے اترے پھر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ایک ماہ کے لیے ایلاء نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مہینہ (بعض اوقات) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے''۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے ایک مہینہ کی علیحدگی اختیار کیے ہوئے مکان میں گوشہ نشین تھے تو ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت کے طلب گار ہوئے انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لوگ جمع ہیں۔ اور کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں مل رہی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی ان کو بھی اجازت مل گئی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غمگین اور خاموش تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ اس وقت مجھے کوئی

3456- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (643) .

ایسی بات کہنی چاہئے۔ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں، چنانچہ انہوں کہا کہ "یارسول اللہ! اگر آپ دیکھیں کہ خارجہ کی بنی یعنی میری بیوی مجھ سے روٹی پانی کا خرچ معمول سے زیادہ طلب کرے تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن پر مار لگاؤں۔ حضرت عمر نے یہ بات کچھ اس انداز سے کہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور پھر فرمایا کہ یہ میری عورتیں جنہیں تم میرے اردگرد بیٹھی دیکھ رہے مجھ سے معمول سے زیادہ خرچ مانگ رہی ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ کی گردن پر مارنے لگے، اسی طرح حضرت عمر بھی کھڑے ہوئے اور وہ بھی اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کی گردن پر مارنے لگے اور پھر ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کر رہی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نہیں ہے یعنی یہ بات کتنی غیر مناسب ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت جانتی ہو اور اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے خرچ کا مطالبہ کرتی ہو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورا کرنے پر قادر نہیں ہیں کیا تمہارا یہ مطالبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی میں مبتلا کرنے کے مترادف نہیں ہے ان عورتوں نے کہا کہ بے شک ہم نے بے جا مطالبہ کیا تھا جس پر ہم نادم ہیں اور آئندہ کے لئے ہم عہد کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم اب ہم کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہو۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ علیحدگی کی قسم کھالی تھی اس لئے اس قسم کو پورا کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک یا انتیس دن تک اپنی بیویوں سے علیحدہ رہے (اس جگہ حدیث کے کسی راوی کو شک ہوا کہ حضرت جابر نے یہاں ایک مہینہ کہا تھا یا انتیس دن کہا تھا) پھر یہ آیات۔(یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا 28 وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ، الاحزاب:28۔29)۔ تک نازل ہوئی حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا کیونکہ تمام ازواج مطہرات میں وہی سب سے زیادہ عقل مند اور افضل تھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! فرمایئے وہ کیا بات ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔

حضرت عائشہ نے یہ آیت سن کر کہا کہ یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ لوں یعنی مشورہ تو اس معاملہ میں کیا جاتا ہے جس میں کوئی تردد ہو جب کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔ بلکہ میں اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرلیا یعنی میں اس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وخواہش کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہوں کہ اسی میں میرے لئے دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا ذکر اپنی کسی اور بیوی سے نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی بیوی مجھ سے یہ پوچھے گی تو میں اس کے سامنے ضرور ذکر کروں گا،

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ میں کسی کو رنج پہنچاؤں یا کسی کو خواہ مخواہ تکلیف میں مبتلا کروں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں مخلوق اللہ کو دین کے احکام سکھاؤں اور آسانی (یعنی دینی دنیوی راحت) سے ہمکنار کروں۔

(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 451)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا الخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے کیونکہ اگر پردہ واجب ہو چکا ہوتا تو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح زنانہ خانہ میں عورتوں کے سامنے جاتے اور نہ عورتیں ان کے سامنے ہوتیں۔ "جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں" اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی دلچسپ بات کہہ دوں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم و ملال زائل ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست و عزیز کو غمگین دیکھے تو وہ اس کے سامنے کوئی بات ذکر کرے جس سے وہ ہنس پڑے اور خوش ہو جائے اور خود بھی اس بات میں شریک ہو کر اپنا رنج و غم بھول جائے چنانچہ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو غمگین دیکھتے تو اس کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کے ذریعہ خوش کر دیتے تھے۔ حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے وہ پوری یوں ہے ایت (یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا 28 وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ، الاحزاب 28-29)۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ (میں نے تو فقر کو اختیار کیا ہے) اگر تم میرے فقر پر راضی نہیں ہو بلکہ دنیا کی آرام دہ زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو مجھے بتا دو اور آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں (یعنی ہمیشہ کے لئے تم سے علیحدگی اختیار کر لوں) اور اگر تم میرے فقر پر راضی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل ہو اور جنت تمہارا ٹھکانا بنے تو سن لو کہ تم میں جو نیکو کاری کرنے والی ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (یعنی تمہاری اس مشقت کے عوض جو تمہیں میری فقر و فاقہ کی زندگی کی رفیق بننے میں اٹھانی پڑے گی اللہ تعالیٰ تمہیں بے اندازہ اجر و ثواب عطا کرے گا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے اس آسمانی ہدایت کو رکھنے سے پہلے ان پر واضح کر دیا کہ میں تمہارے سامنے جو ہدایت و ضابطہ رکھنے والا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کا حکم اس لئے دیا کہ حضرت عائشہ اگرچہ سب سے زیادہ سمجھدار اور عقل مند تھیں مگر بہر حال صغیر السن تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف تھا کہ کہیں عائشہ کم عمری کے جذبات میں نہ بہہ جائیں۔

اور وہ دنیا کی عیش و عشرت کی خاطر مجھے چھوڑ کر آخرت کی ابدی سعادتوں سے منہ نہ موڑ لیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے صرف عائشہ ہی کو نقصان اور تباہی سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا، بلکہ ان کے والدین کو بھی سخت اذیت اور تکلیف پہنچے گی لیکن اگر اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کریں تو وہ انہیں وہی صلاح دیں گے جو ان کی دنیا اور ان کے دین کی بھلائی اور بہتری کے مطابق ہوگی۔ مگر یہ حضرت عائشہ کی فطری سعادت کی بات تھی کہ انہوں نے اپنے والدین کے مشورہ کے بغیر اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں دنیا کی

آرام دہ زندگی پر آخرت کی ابدی سعادتوں کو ترجیح دیتی ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی ومنشا ہی کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جو درخواست کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اور بیوی سے ذکر نہ کریں۔

تو ان کا یہ خیال تھا کہ شاید اس موقعہ پر کوئی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر پر راضی نہ ہو کر دنیا کی آرام دہ زندگی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جائے اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر کسی بیوی کو میرے اس ایمان ویقین سے بھرپور فیصلہ کا علم ہوا تو شاید اسے بھی راہنمائی مل جائے اور وہ بھی ایسا ہی فیصلہ کرے لیکن اگر میرے اس فیصلہ سے لاعلمی رہے گی تو بہت ممکن ہے کہ کوئی بیوی دنیا کے عیش وآرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرمشقت رفاقت پر ترجیح دے اس لئے اچھا ہی ہوگا اگر کوئی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے نکل جائے گویا حضرت عائشہ کی اس خواہش کا محرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی وہ بے پناہ محبت تھی جس میں وہ کسی دوسری عورت کو شریک دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھیں۔ لیکن بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تمام بیویوں کی بھلائی و برائی یکساں حیثیت رکھتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ ایک بیوی تو آخرت کی سعادتوں سے نوازی جائے اور دوسری بیوی دنیا کو اختیار کر کے تباہی کے راستہ پر لگ جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان پر واضح کر دیا، کہ مجھ سے جو بھی بیوی پوچھے گی میں اس کو بتادوں گا کیونکہ اس کی بھلائی اسی میں پوشیدہ ہے اگر میں کسی کو نہ بتاؤں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس تئیں شفقت کا رویہ نہیں اپنایا اور اس کو وہ راستہ نہیں دکھایا جو اس کی راحت، اس کی بھلائی اور اس کی اخروی فلاح کے لئے ضروری ہے حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث نہیں کیا ہے کہ میں لوگوں کے حق میں بدخواہی کروں یا کسی کو تکلیف ومصیبت اور رنج وغم میں مبتلا کروں اس دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ کائنات انسانی کے ہر فرد کو دنیا وآخرت کی بھلائی کی تعلیم دوں اور ہر انسان کو اس کے دینی ودنیاوی معاملات میں آسانی و سہولت کی راہ دکھاؤں۔

ایلا کا معنی اور ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہاء احناف کا مؤقف

ایلاء کا لغوی معنی ہے۔ قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے: اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کر لیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر لیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ (البقرہ ۲۲۷۔۲۲۶)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابوصالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زاد المسیر ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق۔ (البقرہ ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے، ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کر دے گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (لہٰذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر، ج ۸، ص ۵، ۳، ۷، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابوصالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہو گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زاد المسیر ج ۱ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) **وان عزموا الطلاق** ۔ (البقرہ ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہو گی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو گی۔ (احکام القرآن ج ۱ص ۲۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہو گی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے، بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کر دے گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (لہٰذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر، ج ۸،ص ۳۰۷، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہٰذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے گا یعنی حاکم وقاضی اس کو مجبور کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کرو یعنی اس سے جماع کرلو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم وقاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائے گا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ اگر چار مہینے گزر جانے کے بعد وہ طلاق دینے کا قصد کرے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چار مہینے گزرتے ہیں طلاق نہیں ہوگی۔

جمہور متاخرین کا یہی مذہب ہے، گو ایک دوسری جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ بلا جماع چار ماہ گزرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے لیکن یاد رہے کہ راجح قول اور قرآن کریم کے الفاظ اور صحیح حدیث سے ثابت شدہ قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

احناف کہتے ہیں بائن ہوگی، جو لوگ طلاق پڑنے کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسے عدت بھی گزارنی پڑے گی۔ ہاں ابن عباس اور ابوالشعثاء فرماتے ہیں کہ اگر ان چار مہینوں میں اس عورت کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس پر عدت بھی نہیں۔ امام شافعی کا بھی قول یہی ہے لیکن جمہور متاخرین علماء کا فرمان یہی ہے کہ اس مدت کے گزرتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ اب ایلاء کرنے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی قسم کو توڑے یا طلاق دے۔ موطا مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یہی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے،

امام شافعی اپنی سند سے حضرت سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس سے اوپر صحابیوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے چار ماہ کے بعد ایلاء کرنے والے کو کھڑا کیا گیا تو کم سے کم یہ تیرہ صحابی ہو گئے۔ حضرت علی سے بھی یہی منقول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت عثمان بن زید بن ثابت اور دس سے اوپر اوپر دوسرے صحابہ سے مروی ہے، دار قطنی میں ہے حضرت ابو صالح فرماتے ہیں میں نے بارہ صحابیوں سے اس مسئلہ کو پوچھا، سب نے یہی

جواب عنایت فرمایا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، بھی یہی فرماتے ہیں اور تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت مجاہد، حضرت طاؤس، حضرت محمد بن کعب، حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہ اجمعین کا بھی یہی قول ہے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اوران کے ساتھیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام بن جریر بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۲۶)

حافظ ابن کثیر نے ائمہ ثلاثہ کے مذاہب نقل کرنے میں سہو کیا

ہم نے فتح القدیر سے فقہی مذاہب بیان کیے ہیں جس میں امام، علامہ، ترجمان حنفیت کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمہ جن کی تحقیق کے اغیار اور اہل ظواہر بھی قائل ہیں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی مدت ایلاء گزرنے کے ساتھ طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ حافظ ابن کثیر تابعین کی طرف کثرت سے اقوال کی نسبت بھی کی اوران کے بعد ائمہ ثلاثہ کی طرف یہ مؤقف منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک مدت ایلاء گزرنے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا سہو ہے۔

مدت ایلاء کے خود بائنہ ہونے میں فقہی مذاہب

مسروق، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء اور انہیں اپنے اوپر حرام کر لیا، پھر آپ نے قسم کا کفارہ ادا کیا اور جس چیز کو حرام کیا تھا اسے حلال کیا اس باب میں حضرت ابوموسیٰ اور انس سے بھی روایت ہے مسلمہ بن عقیل کی داؤد سے منقول حدیث علی بن مسہر وغیرہ داؤد سے منقول حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کیا الخ۔ اس حدیث میں مسروق کے عائشہ سے نقل کرنے کا ذکر نہیں اور یہ حدیث مسلمہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ایلاء کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ چار مہینے یا اس سے زیادہ تک اپنی بیوی کے قریب بھی نہیں جائے گا پھر چار مہینے گزر جانے کے بعد عورت کے قریب نہ جائے تو کیا حکم ہے؟ اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض علماء اور تابعین فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزر جانے پر تو وہ ٹھہر جائے یا تو رجوع کرے یا طلاق دے۔ امام مالک علیہ الرحمہ بن انس، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزرنے پر ایک طلاق بائن خود بخود ہو جائے گی، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی، جلد اول، رقم الحدیث، 1213)

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے مختلف فقہی مذاہب کے فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ جن میں ائمہ ثلاثہ کا قول کہ یا ایلاء والا رجوع کرے یا طلاق دے اس سے یہ اشتباہ ہوسکتا ہے کہ شاید ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدت ایلاء گزر جانے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی حالانکہ ائمہ ثلاثہ نے طلاق دینے کا حکم دیا ہے لہٰذا اس حکم کا وقوع طلاق یا عدم وقوع کے حکم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یعنی اگر وہ طلاق نہ دے تو کیا پھر بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی یہ مسئلہ جامع ترمذی کی مذکورہ روایت سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ایلاء کے طلاق نہ ہونے میں فقہ شافعی کے دلائل

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر صحابہ سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ اگر چار ماہ گزر جائیں تو اس شخص سے جس نے "ایلاء" کیا

ہے (یعنی ازدواجی تعلقات نہ رکھنے کی قسم کھائی ہے)، یہ کہا جائے گا کہ وہ بیوی کو یا تو رکھنے کا فیصلہ کرے یا پھر اسے طلاق دے دے۔ بعض دوسرے صحابہ سے یہ مروی ہے کہ چار ماہ کا گزرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس معاملے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان، کوئی بات نہیں ملتی۔

نوٹ: اس حکم کی دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص بلا دلیل اپنی بیوی کو لٹکائے نہ رکھے۔ اگر کوئی ایسی بیہودہ قسم کھا بیٹھے تو پھر یا تو بیوی کو آزاد کرے اور یا پھر قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔ آیت کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسم کھانا بہر حال ایک گناہ کا فعل ہے۔

سائل: ان دونوں میں سے آپ نے کس نقطہ نظر کو اختیار کیا ہے؟ شافعی: میری دلیل یہ ہے کہ قسم کھانے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ اگر خاتون اپنے حقوق کا مطالبہ کرے تو ہم چار ماہ تک تو علیحدگی نہیں کروائیں گے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اس سے کہا جائے گا، یا تو طلاق دو یا پھر واپس آؤ۔ اس کا ازدواجی تعلقات قائم کر لینا واپسی کا ثبوت ہوگا۔

سائل: اس دلیل کو آپ نے کس بنیاد پر اختیار کیا ہے؟ شافعی: مجھے یہ کتاب اللہ اور عقل کے زیادہ قریب لگی ہے۔

سائل: کتاب اللہ سے اس بارے میں کوئی بات ملتی ہے؟

شافعی: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ "للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر" یعنی "جو لوگ اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھیں، ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے"۔ آیت کے ظاہری مفہوم میں یہ بات ملتی ہے کہ جس (خاتون کو) اللہ نے چار ماہ انتظار کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے لئے چار ماہ تک تو انتظار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینے میں لوٹ آنے کا جو حکم دیا ہے، وہ اس طرح سے ہو جیسا کہ آپ کسی کو کہیں، "میں آپ کو چار ماہ کی مہلت دے رہا ہوں، اس میں یہ عمارت تعمیر کر دیجیے۔" کوئی شخص بھی یہ بات اس وقت نہیں سمجھ سکتا کہ بات کس سے کی گئی ہے جب تک وہ اس کلام کے سیاق و سباق سے واقف نہ ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ "آپ کو چار ماہ کی مہلت ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص اس وقت تک دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک چار ماہ پورے نہ ہو جائیں اور عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوئی ہو۔ اس وقت تک اس بلڈر کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نے عمارت کی تعمیر بروقت مکمل نہیں کی جب تک چار ماہ کی مدت پوری نہ ہو جائے۔ جب مدت پوری ہو جائے گی (اور اس نے تعمیر مکمل نہ کی ہو گی) تب کہا جائے گا کہ تم نے کام پورا نہیں کیا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے (پراگریس دیکھنے پر) یہ معلوم ہو جائے کہ چار ماہ کی مدت پوری ہونے پر بھی عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوگی۔

(قسم کھانے کے بعد خاتون سے) رجوع کر لینے کا معاملہ (عمارت کی طرح نہیں ہے۔) اس میں چار ماہ گزرنے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے کیونکہ ازدواجی تعلقات تو بہت ہی کم وقت میں قائم کیے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور چار ماہ اسی طرح گزار دے۔ اس کے بعد بھی وہ علیحدہ رہے تو وہ اللہ کے نزدیک جواب دہ ہوگا۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ یا تو واپس لوٹے اور یا پھر اسے طلاق دے دے۔

اگر اس آیت کے آخری حصے میں ایسی کوئی بات نہ پائی جائے جس کی بنیاد پر دوسرا نقطہ نظر اختیار (یعنی چار ماہ علیحدہ رہنے سے طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی) کرنا ضروری ہو تو پھر اپنے ظاہری مفہوم پر ہم پہلے نقطہ نظر ہی کو ترجیح دیں گے۔ قرآن کے معنی کو اپنے ظاہری مفہوم ہی پر لیا جائے گا۔ ہاں اگر سنت یا اجماع سے کوئی دلیل مل جائے تو پھر اس کے ظاہری معنی کی بجائے مجازی معنی کو بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔

سائل: کیا آیت کے سیاق و سباق میں بھی کوئی ایسی بات ہے جو آپ کی وضاحت کی توثیق کرتی ہو؟

شافعی: اللہ عزوجل نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ "ایلاء کرنے والے کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے" فرمایا کہ "فـان فـاء وا، فـان الله غـفـور رحـيـم، وان عـزمـوا الطلاق، فان الله سميع عليم" یعنی "اگر وہ واپس آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر رکھا ہے تو بے شک اللہ سننے جاننے والا ہے۔" اس نے ان دونوں صورتوں کے احکام کو بغیر کسی فاصلے کے بیان فرما دیا ہے۔ یہ دونوں چار ماہ کے بعد واقع ہوں گے۔ اب یا تو اس شخص کو بیوی سے رجوع کرنا ہو گا یا طلاق دینی ہو گی۔ یہ اختیار ایک ہی وقت میں استعمال کیا جا سکے گا۔ ان میں سے کوئی بات ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں کا ذکر اکٹھے ہی ہوا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسا اگر (وہ شخص جس کے پاس دوسرے کی کوئی چیز گروی رکھی ہوئی ہے) کہے، "قرض ادا کر کے اپنی گروی چیز واپس لے لو یا پھر میں اسے بیچنے لگا ہوں۔" جب بھی دو کاموں میں اختیار ہوتا ہے کہ "یہ کر لو یا یہ کر لو" تو پھر یہ ایک ہی وقت میں ہوتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ نہ ہوتا۔ پھر یہ کہا جاتا کہ ایلاء کرنے والا چار ماہ کے عرصے میں بیوی سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر وہ طلاق کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر یہ چار ماہ کے بعد ہی ہو گا۔ اس صورت میں ایک آپشن کے لئے تو کھلا وقت ہوتا جبکہ دوسری آپشن کے لئے بہت کم وقت ہوتا۔ (ایسا نہیں ہوا بلکہ) ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہی کیا گیا ہے۔ سائل: اگر وہ چار ماہ سے پہلے ہی بیوی سے رجوع کر لے تو کیا اسے "رجوع کرنا" ہی کہیں گے؟

شافعی: جی ہاں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر میں آپ سے کہوں، "آپ پر یہ قرض (ایک مخصوص مدت میں) ادا کرنا لازم ہے۔ اگر آپ نے اسے وقت سے پہلے ادا کر دیا تو آپ اس سے بری ہو جائیں گے۔" اب اگر آپ وقت پورا ہونے سے پہلے ہی اسے ادا کر دیتے ہیں تو یہ جلدی کر کے آپ ایک اچھا کام کریں گے۔

کیا آپ اس سے اتفاق نہیں کریں گے کہ اگر (ایلاء کرنے والا) شخص ہر روز رجوع کرنے کا فیصلہ کرے لیکن چار ماہ تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کرے تو وہ ایک غلط کام کر رہا ہے۔ سائل: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے قابل ہے، تو جب تک وہ ایسا نہیں کرے گا، ارادے کا تو کوئی مطلب ہی نہیں۔

شافعی: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات تو قائم کرے لیکن اس خاتون سے رجوع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو کیا وہ اس ذمہ داری سے بری ہو جائے گا کہ چار ماہ کی مدت میں طلاق دے۔ ازدواجی تعلقات کی اہمیت تو یہی ہے (کہ اس کے ذریعے وہ شخص اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر ایک شخص یہ ارادہ کر لے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرے گا اور وہ ہر روز یہ قسم کھائے کہ وہ رجوع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے چند لمحے قبل وہ ازدواجی تعلقات قائم کر لے تو کیا وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔ (دل میں کھوٹ کے ساتھ) ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے کیا وہ طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے؟ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر اس کا ارادہ بیوی سے رجوع کا نہیں ہے، اور وہ ازدواجی تعلقات واپس لینے کی نیت سے نہیں بلکہ محض لطف اندوز ہونے کے لئے قائم کر رہا ہے تو کیا آپ کی اور ہماری دلیل میں وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا؟ سائل: یہ ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔ ازدواجی تعلقات خواہ کسی بھی ارادے سے قائم کیے جائیں اس کے تحت وہ (ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی) ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

شافعی: اگر وہ روزانہ رجوع کا فیصلہ کرے تو پھر چار ماہ گزرنے پر کس طرح یہ لازم آتا ہے کہ وہ طلاق بھی دے جب کہ نہ تو اس نے اس کا ارادہ کیا اور نہ ہی اس پر بات کی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دلیل کسی کی عقل میں بھی آ سکتی ہے؟ سائل: یہ دلیل عقل کے خلاف کیسے ہے؟

شافعی: اگر ایک شخص اپنی بیوی سے کہے، "خدا کی قسم میں کبھی تمہارے قریب نہ آؤں گا۔" یا یہ کہے "تمہیں چار مہینے کے لئے طلاق ہے۔" تو آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ سائل: اگر میں کہوں کہ ہاں؟ شافعی: اگر اس نے چار ماہ سے قبل ازدواجی تعلقات قائم کر لیے تو؟

سائل: یہ تو نہیں ہو سکتا۔ (ازدواجی تعلقات قائم نہ کرنے کی قسم کھانا) یا چار ماہ کے لئے طلاق دے دینا ایک جیسی بات تو نہیں ہے۔

شافعی: ایک ایلاء کرنے والے شخص کا قسم کھانا طلاق نہیں ہے۔ یہ محض ایک قسم ہے جو مدت گزرنے کے بعد طلاق میں تبدیل ہو جائے گی۔ کیا کسی بھی عقل مند شخص کے لئے یہ درست ہے کہ وہ کسی آیت یا حدیث کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات کہے؟ سائل: یہ دلیل تو آپ کے نقطہ نظر کے بھی خلاف ہے۔ شافعی: وہ کیسے؟

سائل: آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر چار ماہ کی مدت ختم ہو جائے تو اب ایلاء کرنے والے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

شافعی: ایلاء کی قسم کھا لینے سے طلاق واقع نہیں ہو جاتی۔ یہ ایک ایسی قسم ہے جس کے بارے میں اللہ نے وقت مقرر کر دیا ہے تاکہ خاوند بیوی کو (لٹکا کر) نقصان نہ پہنچائے۔ اس نے حکم یہ دیا ہے کہ اب یا تو وہ رجوع کرے یا پھر طلاق دے۔ اس حکم کی مدت قسم کھانے کے وقت سے چار ماہ مقرر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دو میں ایک راستے کا اختیار کرے۔ یا تو خاتون سے رجوع کرے یا پھر اسے طلاق دے۔ اگر وہ ان دونوں سے انکار کرے تو حکمران اسے مجبور کرے گا کہ وہ اس کی طلاق کو جاری کر دے۔ جس کے بعد اس کے لئے ازدواجی تعلقات قائم رکھنا ممنوع قرار پائے۔

مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہ حنفی کے دلائل

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصل حکم جو ہے کہ یہ شخص اپنی عورت سے قربت کی قسم کھائے، رب عزوجل نے اسے چار مہینے کی مہلت دی ہے، اگر چار مہینے کے اندر قربت کرے گا تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی کفارہ دینا ہوگا، اور اگر چار مہینے کامل گزر جائینگے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی، عورت نکاح سے نکل جائے گی، پھر دوسرے یا تیسرے مہینے کوئی طلاق نہ ہوگی،

قال اللہ تعالٰی للذین یؤلون من نساء ھم تربص اربعۃ اشھر فان فآؤا فان اللہ غفور رحیم ٥ و ان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم ٥ واللہ تعالٰی اعلم .

اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ لوگ جو بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کی قسم کی مدت چار ماہ ہے اگر اس دوران رجوع کر لیں تو اللہ تعالٰی بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے، اور اگر وہ (رجوع نہ کر کے) طلاق کا عزم کیے ہوں تو اللہ تعالٰی سننے والا جاننے والا ہے۔

آثار سے طلاق ایلاء کا بیان

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آلَى مِنْ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا

مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار رہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

قَالَ مَالِك وَعَلَى ذَلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شِهَابٍ کہا مالک نے ابن شہاب کی دلیل یہی تھی۔

عَنْ مَالِك أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ إِيلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ إِيلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَإِيلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ .

امام مالک علیہ الرحمہ نے ابن شہاب سے غلام کی ایلاء کا حال پوچھا تو ابن شہاب نے کہا کہ غلام کا ایلاء بھی آزاد شخص کی طرح ہے مگر غلام کی مدت دو مہینے ہے۔ (موطا امام مالک علیہ الرحمہ: جلد اول: رقم الحدیث، 1847)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ والی روایت جو انہوں حضرت نافع روایت کی ہے وہ سب زیادہ صحیح سند والی ہے۔ اور اس کے سوا والی کوئی روایت مرتبے میں اس کے موافق نہیں ہے۔ (اس میں بھی مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق کا بیان ہے)۔ (فتح القدیر، ج ۸، ص ۴۸۰، بیروت)

قوت آثار کے مطابق فقہ حنفی کا موقف طلاق ایلاء میں اصح

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فقہاء شوافع کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم شوافع کے مذہب کا اس لئے رد کرتے ہیں کہ بہت سے آثار میں تعارض ہے۔ اور اصول کے مطابق آثار میں ترجیح دی ہے اور معروف چار آثار حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار ماہ اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اس کی سند سب سے جید ہے جبکہ اس سے اختلافی سند میں حبیب کی پہچان بھی نہیں ہے اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ طاؤس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا ہے لہذا وہ سند منقطع ہے۔

(۲) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اور ان میں ہر ایک کی روایت مرسل ہے۔

(۳)(۴) امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم دونوں فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایلاء کیا اور رجوع نہ کیا اور اس کی مدت گزر گئی تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی۔

اس روایت کے رواۃ تمام وہی ہیں جن کی تخریج امام بخاری اور امام مسلم کی ہے۔ لہذا اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سب سے تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کیا ہو اور ان کے بعد تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جو روایت ان کے شرط کے مطابق صحیح ہو اور یہ روایت امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (فتح القدیر، بتصرف، ج ۸، ص ۲۸۲، بیروت)

مدت ایلاء کے گزر جانے سے وقوع طلاق میں مذاہب اسلاف

حضرت عثمان، ابن مسعود، زید بن ثابت وغیرہم کے نزدیک رُجوع کا موقع چار مہینے کے اندر ہی ہے۔ اس مدّت کا گزر جانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شوہر نے طلاق کا عزم کرلیا ہے، اس لیے مدّت گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی اور وہ ایک طلاق بائن ہوگی، یعنی دورانِ عدّت میں شوہر کو رُجوع کا حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ دونوں چاہیں، تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حضرات عمر، علی، ابنِ عباس اور ابنِ عمر سے بھی ایک قول اسی معنی میں منقول ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی دلیل کو قبول کیا ہے۔

سعید بن مُسیّب، مکحول، زُہری وغیرہ حضرات اس دلیل سے یہاں تک تو متفق ہیں کہ چار مہینے کی مدّت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، مگر اُن کے نزدیک وہ ایک طلاق رجعی ہوگی، یعنی دورانِ عدّت میں شوہر کو رجوع کر لینے کا حق ہوگا اور رجوع نہ کرے تو عدّت گزر جانے کے بعد دونوں اگر چاہیں، تو نکاح کر سکیں گے۔

بخلاف اس کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوالدّرداء اور اکثر فقہائے مدینہ کی دلیل یہ ہے کہ چار مہینے کی مدّت گزرنے کے بعد معاملہ عدالت میں پیش ہوگا اور حاکمِ عدالت شوہر کو حکم دے گا کہ یا تو اس عورت سے رُجوع کرے یا اسے طلاق دے۔ حضر

ت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول اس کی تائید میں بھی ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ وشافعی نے اسی کو قبول کیا ہے۔

نوٹ؛اس مسئلہ کی سب سے جامع تحقیق علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ نے فتح القدیر میں کی ہے جو یقیناً لاجواب ہے اور ان کی بیان کردہ اس بحث کے بعد فقہ حنفی کی ترجیح روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی اہل علم فتح القدیر میں بیان کردہ اسناد واحوال اور دلائل قاہرہ اور کئی فقہی اصول جو اس بحث کے پس منظر میں بیان ہوئے ہیں ان کی طرف رجوع کریں۔(رضوی عفی عنہ)

باب الظِّهَارِ

یہ باب ظہار کے بیان میں ہے

ظہار کا لغوی معنی وتعریف

ظہار کے لغوی معنی: ظہار ظہر سے مشتق ہے ظہر کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ظہار کے اصطلاحی معنی: بیوی یا اس کے بعض حصہ جیسے آدھا یا چوتھائی وغیرہ یا اس کے ایسے عضو جس کو بول کر پورا وجود مراد لیا جاتا ہو، جیسے سر، وغیرہ کو اپنے حقیقی یا سسرالی یا رضاعی محرم کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا جائز نہیں۔ جو اپنی منکوحہ کو یا اس کے کسی ایسے جزء کو جس کو بول کر کل مراد لیا جاسکتا ہو، اپنی محرم عورت کے ساتھ تشبیہ دے، ظہار کہلاتا ہے جس کی مثال یہ ہے۔

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے:تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ اسکو چھونا اور نہ بوسہ لینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے۔(ہدایہ اولین ج ۳ ص ۳۸۹،مجتبائی دہلی)

ظہار کا فقہی مفہوم

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ظہار کا معنی ہے کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔(درمختار، ج ۵،ص ۱۲۵،بیروت)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یونہی اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔(جوہرہ نیرہ، باب ظہار، رحمانیہ لاہور)

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاء تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔(عالمگیری، باب ظہار)

ظہار کا شرعی حکم

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ نیرہ، باب ظہار)

قرآن کے مطابق حکم ظہار کا بیان

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔(المجادلہ،۳)

اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں۔ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے۔ تو ان پر لازم ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

فقہائے اسلام نے اس آیت کے الفاظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں، اور اسلام کے اصول عامہ سے اس مسئلے میں جو قانون اخذ کیا ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں۔

ظہار کا یہ قانون عرب جاہلیت کے اس رواج کو منسوخ کرتا ہے جس کی رو سے یہ فعل نکاح کے رشتے کو توڑ دیتا تھا اور عورت شوہر کے لیے ابداً حرام ہو جاتی تھی۔ اسی طرح یہ قانون ان تمام قوانین اور رواجوں کو بھی منسوخ کرتا ہے جو ظہار کو بے معنی اور بے اثر سمجھتے ہوں اور آدمی کے لیے اس بات کو جائز رکھتے ہوں کہ وہ اپنی بیوی کا ماں یا محرمات سے تشبیہ دے کر بھی اس کے ساتھ حسب سابق زن وشو کا تعلق جاری رکھے، کیونکہ اسلام کی نگاہ میں ماں اور دوسری محرمات کی حرمت ایسی معمولی چیز نہیں ہے کہ انسان ان کے اور بیوی کے درمیان مشابہت کا خیال بھی کرے، کجا کہ اس کے زبان پر لائے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اسلامی قانون نے اس معاملہ میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ تین بنیادوں پر قائم ہے۔ ایک یہ کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ عورت بدستور شوہر کی بیوی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہار سے عورت وقتی طور پر شوہر کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ یہ حرمت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک شوہر کفارہ ادا نہ کردے، اور یہ کہ صرف کفارہ ہی اس حرمت کو رفع کر سکتا ہے۔

ظہار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس شوہر کا ظہار معتبر ہے جو عاقل و بالغ ہو اور بحالت ہوش و حواس ظہار کے الفاظ زبان سے ادا کرے۔ بچے اور مجنون کا ظہار معتبر نہیں ہے۔ نیز ایسے شخص کا ظہار بھی معتبر نہیں جو ان الفاظ کو ادا کرتے وقت اپنے ہوش وحواس میں نہ ہو، مثلاً سوتے میں بڑبڑائے، یا کسی نوعیت کی بیہوشی میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اس کے بعد حسب ذیل امور میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

نشئی کے ظہار میں مذاہب اربعہ

نشئے کی حالت میں ظہار کرنے والے کے متعلق ائمہ اربعہ سمیت فقہاء کی عظیم اکثریت کہتی ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی نشہ آور چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو تو اس کا ظہار اس کی طلاق کی طرح قانوناً صحیح مانا جائے گا، کیونکہ اس نے یہ حالت اپنے اوپر خود طاری کی ہے۔ البتہ اگر مرض کی دلیل سے اس نے کوئی دوا پی ہو اور اس سے نشہ لاحق ہو گیا ہو، یا پیاس کی شدت میں وہ جان بچانے کے لیے شراب پینے پر مجبور ہوا ہو تو اس طرح کے نشے کی حالت میں اس کے ظہار و طلاق کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔ احناف اور شوافع اور حنابلہ کی دلیل یہی ہے اور صحابہ کا عام مسلک بھی یہی تھا۔ بخلاف اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ نشے کی حالت میں طلاق و ظہار معتبر نہیں ہے۔ احناف میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور کرخی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو ترجیح دیتے رہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول اس کی تائید میں ہے۔ مالکیہ کے نزدیک ایسے نشے کی حالت میں ظہار معتبر ہوگا جس میں آدمی بالکل بہک نہ گیا ہو، بلکہ وہ مربوط اور مرتب کلام کر رہا ہو اور اسے یہ احساس ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

ظہار کے متعین وقت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

کیا ظہار ایک خاص وقت تک کے لیے ہو سکتا ہے؟ حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر آدمی نے کسی خاص وقت کی تعیین کر کے ظہار کیا ہو تو جب تک وہ وقت باقی ہے، بیوی کو ہاتھ لگانے سے کفارہ لازم آئے گا، اور اس وقت کے گزر جانے پر ظہار غیر مؤثر ہو جائے گا۔ اس کی دلیل سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ ہے جس میں انہوں نے اپنی بیوی سے رمضان کے لیے ظہار کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وقت کی تعیین بے معنی ہے۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ظہار جب بھی کیا جائے گا، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور وقت کی تخصیص غیر مؤثر ہوگی، کیونکہ جو حرمت واقع ہو چکی ہے وہ وقت گزر جانے پر آپ سے آپ ختم نہیں ہو سکتی۔

مشروط ظہار کیا گیا ہو تو جس وقت بھی شرط کی خلاف ورزی ہوگی، کفارہ لازم آ جائے گا۔ مثلاً آدمی بیوی سے یہ کہتا ہے کہ اگر میں گھر میں آؤں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ اس صورت میں وہ جب بھی گھر میں داخل ہوگا۔ کفارہ ادا کیے بغیر بیوی کو ہاتھ نہ لگا سکے گا۔

ایک بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کے الفاظ کہے گئے ہوں تو حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ خواہ ایک ہی نشست میں ایسا کیا گیا ہو یا متعدد نشستوں میں، بہر حال جتنی مرتبہ یہ الفاظ کہے گئے ہوں اتنے ہی کفارے لازم آئیں گے، الا یہ کہ کہنے والے نے ایک دفعہ کہنے کے بعد اس قول کی تکرار محض اپنے پہلے قول کی تاکید کے لیے کی ہو۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی مرتبہ اس قول کی تکرار کی گئی ہو، قطع نظر اس سے کہ اعادہ کی نیت ہو یا تاکید کی، کفارہ ایک ہی لازم ہوگا۔ یہی قول شعبی، طاؤس، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، اور اوزاعی رحمہم اللہ کا ہے حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر تکرار ایک نشست میں کی گئی ہو تو ایک ہی کفارہ ہوگا، اور مختلف نشستوں میں ہو تو جتنی نشستوں میں کی گئی ہو اتنے ہی کفارے دینے ہوں گے۔ قتادہ اور عمرو

بن دینار کی دلیل بھی یہی ہے۔

ظہار کے بعد رجوع میں مذاہب اربعہ

قرآن مجید میں جس چیز کو کفارہ لازم آنے کا سبب قرار دیا گیا ہے وہ محض ظہار نہیں ہے بلکہ ظہار کے بعد عود ہے۔ یعنی اگر آدمی صرف ظہار کر کے رہ جائے اور عود نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ عود کیا ہے جو کفارہ کا موجب ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ عود سے مراد مباشرت کا ارادہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محض ارادے اور خواہش پر کفارہ لازم آ جائے، حتیٰ کہ اگر آدمی ارادہ کر کے رہ جائے اور عملی اقدام نہ کرے تب بھی اسے کفارہ دینا پڑے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس حرمت کو رفع کرنا چاہے جو اس نے ظہار کر کے بیوی کے ساتھ تعلق زن وشو کے معاملہ میں اپنے اوپر عائد کر لی تھی وہ پہلے کفارہ دے، کیونکہ یہ حرمت کفارہ کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس معاملہ میں تین قول ہیں، مگر مالکیہ کے ہاں ان کا مشہور ترین اور صحیح ترین قول اس مسلک کے مطابق ہے جو اوپر حنفیہ کا بیان ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار سے جس چیز کو اس نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ وہ بیوی کے ساتھ مباشرت کا تعلق تھا۔ اس کے بعد عود یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ یہی تعلق رکھنے کے لیے پلٹے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی ابن قدامہ نے قریب قریب وہی نقل کیا ہے جو اوپر دونوں اماموں کا بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار کے بعد مباشرت کے حلال ہونے کے لیے کفارہ شرط ہے۔ ظہار کرنے والا جو شخص اسے حلال کرنا چاہے وہ گویا تحریم سے پلٹنا چاہتا ہے۔ اس لیے اسے حکم دیا گیا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے کفارہ دے، ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی شخص ایک غیر عورت کو اپنے لیے حلال کرنا چاہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے نکاح کرے۔

امام شافعی کا مسلک ان تینوں سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی کا اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اسے حسب سابق بیوی بنائے رکھنا، یا بالفاظ دیگر اسے بیوی کی حیثیت سے روکے رکھنا عود ہے۔ کیونکہ جس وقت اس نے ظہار کیا اسی وقت گویا اس نے اپنے لیے یہ بات حرام کر لی کہ اسے بیوی بنا کر رکھے۔ لہٰذا اگر اس نے ظہار کرتے ہی فوراً اسے طلاق نہ دی اور اتنی دیر تک اسے روکے رکھا جس میں وہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکال سکتا تھا، تو اس نے عود کر لیا اور اس پر کفارہ واجب ہو گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک سانس میں ظہار کرنے کے بعد اگر آدمی دوسرے ہی سانس میں طلاق نہ دے دے تو کفارہ لازم آ جائے گا، خواہ بعد میں اس کا فیصلہ یہی ہو کہ اس عورت کو بیوی بنا کر نہیں رکھنا ہے، اور اس کا کوئی ارادہ اس کے ساتھ تعلق زن وشوہر رکھنے کا نہ ہو۔ حتیٰ کہ چند منٹ غور کر کے وہ بیوی کو طلاق بھی دے ڈالے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی رو سے کفارہ اس کے ذمہ لازم رہے گا۔

کفارے سے پہلے چھونے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

قرآن کا حکم ہے کہ ظہار کرنے والا کفارہ دے قبل اس کے کہ زوجین ایک دوسرے کو مَس کریں۔ ائمہ اربعہ کا اس بات پر

اتفاق ہے کہ اس آیت میں مس سے مراد چھونا ہے، اس لیے کفارہ سے پہلے صرف مباشرت ہی حرام نہیں ہے بلکہ شوہر کسی طرح بھی بیوی کو چھو نہیں سکتا۔ شافعیہ شہوت کے ساتھ چھونے کو حرام کہتے ہیں، حنابلہ ہر طرح کے تلذذ کو حرام قرار دیتے ہیں، اور مالکیہ لذت کے لیے بیوی کے جسم پر بھی نظر ڈالنے کو ناجائز ٹھیراتے ہیں اور ان کے نزدیک صرف چہرے اور ہاتھوں پر نظر ڈالنا اس سے مستثنیٰ ہے۔

ظہار کے بعد اگر آدمی بیوی کو طلاق دے دے تو رجعی طلاق ہونے کی صورت میں رجوع کر کے بھی وہ کفارہ دیے بغیر اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ بائن ہونے کی صورت میں اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے تب بھی اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر تین طلاق دے چکا ہو، اور عورت دوسرے آدمی نکاح کرنے کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو چکی ہو، اور اس کے بعد ظہار کرنے والا شوہر اس سے از سر نو نکاح کر لے، پھر بھی کفارے کے بغیر وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اسے ماں یا محرمات سے تشبیہ دے کر اپنے اوپر ایک دفعہ حرام کر چکا ہے، اور یہ حرمت کفارے کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔ اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

عورت کے لیے لازم ہے کہ جس شوہر نے اس کے ساتھ ظہار کیا ہے اسے ہاتھ نہ لگانے دے جب تک وہ کفارہ ادا نہ کرے۔ اور چونکہ تعلق زن و شو عورت کا حق ہے جس سے ظہار کر کے شوہر نے اسے محروم کیا ہے، اس لیے اگر وہ کفارہ نہ دے تو بیوی عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ عدالت اس کے شوہر کو مجبور کرے گی کہ وہ کفارہ دے کر حرمت کی وہ دیوار ہٹائے جو اس نے اپنے اور اس کے درمیان حائل کر لی ہے۔ اور اگر وہ نہ مانے تو عدالت اسے ضرب یا قید یا دونوں طرح کی سزائیں دے سکتی ہے۔ یہ بات بھی چاروں مذاہب فقہ میں متفق علیہ ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ مذہب حنفی میں عورت کے لیے صرف یہی ایک چارہ کار ہے، ورنہ ظہار پر خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے، عورت کو اگر عدالت اس مشکل سے نہ نکالے تو وہ تمام عمر معلق رہے گی، کیونکہ ظہار سے نکاح ختم نہیں ہوتا، صرف شوہر کا حق تمتع سلب ہوتا ہے۔ مالکی مذہب میں اگر شوہر عورت کو ستانے کے لیے ظہار کر کے معلق چھوڑ دے تو اس پر ایلاء کے احکام جاری ہوں گے، یعنی وہ چار مہینے سے زیادہ عورت کو روک کر نہیں رکھ سکتا (احکام ایلاء کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حواشی 245 تا 247)۔ شافعیہ کے نزدیک اگرچہ ظہار میں احکام ایلاء تو صرف اس وقت جاری ہو سکتے ہیں جبکہ شوہر نے ایک مدت خاص کے لیے ظہار کیا ہو اور وہ مدت چار مہینے سے زیادہ ہو، لیکن چونکہ مذہب شافعی کی رو سے شوہر پر اسی وقت کفارہ واجب ہو جاتا ہے جب وہ عورت کو بیوی بنا کر رکھے رہے، اس لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ کسی طویل مدت تک اس کو معلق رکھے۔

قرآن اور سنت میں تصریح ہے کہ ظہار کا پہلا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اس سے آدمی عاجز ہو تب دو مہینے کے روزوں کی شکل میں کفارہ دے سکتا ہے۔ اور اس سے بھی عاجز ہو تب 60 مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ لیکن اگر تینوں کفاروں سے کوئی شخص عاجز ہو تو چونکہ شریعت میں کفارے کی کوئی اور شکل نہیں رکھی گئی ہے اس لیے اسے اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک وہ ان میں سے کسی ایک پر قادر نہ ہو جائے۔ البتہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ ایسے شخص کی مدد کی جانی چاہیے تا کہ وہ تیسرا کفارہ ادا کر سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے ایسے لوگوں کی مدد فرمائی ہے جو اپنی غلطی سے اس مشکل میں پھنس گئے تھے اور تینوں کفاروں سے عاجز تھے۔

قرآن مجید کفارہ میں رقبہ آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے جس کا اطلاق لونڈی اور غلام دونوں پر ہوتا ہے اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ شیر خوار بچہ بھی اگر غلامی کی حالت میں ہو تو اسے آزاد کیے جا سکتے ہیں یا صرف مومن غلام ہی آزاد کرنا ہوگا۔ حنفیہ اور ظاہریہ کہتے ہیں غلام خواہ مومن ہو یا کافر، اس کا آزاد کر دینا کفارہ ظہار کے لیے کافی ہے، کیونکہ قرآن میں مطلق رقبہ کا ذکر ہے، یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ مومن ہی ہونا چاہیے۔ بخلاف اس کے شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اس کے لیے مومن کی شرط لگاتے ہیں، اور انہوں نے اس حکم کو ان دوسرے کفاروں پر قیاس کیا ہے جن میں رقبہ کے ساتھ قرآن مجید میں مومن کی قید لگائی گئی ہے۔

کفارہ ظہار سے پہلے صحبت کر لینے کا بیان

3457 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَاَتِىْ فَوَقَعْتُ قَبْلَ اَنْ اُكَفِّرَ . قَالَ "وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" . قَالَ رَاَيْتُ خَلْخَالَهَا فِىْ ضَوْءِ الْقَمَرِ . فَقَالَ "لَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا' اور پھر اس کے ساتھ صحبت کر لی تھی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا' پھر میں نے اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پا سکا)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تم اس کے قریب اُس وقت تک نہ جانا جب تک تم وہ نہ کر لو' جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم ظہار کا کفارہ نہیں ادا کر لیتے' اس وقت تک اپنی بیوی کے پاس نہ جانا)۔

کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے جماع کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں باقاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹنے جماع کی طرف یا ارادہ کرنے تو یہ حلال نہیں تاوقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے

3457-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الظهار (2223 و 2225م) و (2221 و 2222 و 2224 و 2225) مرسلا . واخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في كفارة الظهار (الحديث 1199) و اخرجه النسائي في الطلاق، باب الظهار (الحديث 3458 و 3459) مرسلا . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب المظاهر يجامع قبل ان يكفر (الحديث 2065) . تحفة الاشراف (6036) .

بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے۔

حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

سنن میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں اس سے مل لیا آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے ایسا تو نے کیوں کیا؟ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں اس کے خلخال کی چمک نے مجھے بیتاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس سے قربت نہ کرنا جب تک کہ اللہ کے فرمان کے مطابق کفارہ ادا نہ کر دے، نسائی میں یہ حدیث مرسلاً مروی ہے اور امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ مرسل ہونے کو اولی بتاتے ہیں۔ پھر کفارہ بیان ہو رہا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، ہاں یہ قید نہیں کہ مومن ہی ہو جیسے قتل کے کفارے میں غلام کے مومن ہونے کی قید ہے۔

حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں یہ مطلق اس مقید پر محمول ہوگی کیونکہ غلام کو آزاد کرنے کی شرط جیسی وہاں ہے ایسی ہی یہاں بھی ہے، اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ ایک سیاہ فام لونڈی کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے، اوپر واقعہ گزر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہار کر کے پھر کفارہ سے قبل واقع ہونے والے کو آپ نے دوسرا کفارہ ادا کرنے کو نہیں فرمایا۔ پھر فرماتا ہے اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے یعنی دھمکایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں سے خبردار ہے اور تمہارے احوال کا عالم ہے۔ جو غلام کو آزاد کرنے پر قادر نہ ہو وہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے کے بعد اپنی بیوی سے اس صورت میں مل سکتا ہے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کے بعد، پہلے حدیثیں گزر چکیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم پہلی صورت پھر دوسری پھر تیسری، جیسے کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث میں بھی ہے جس میں آپ نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والے کو فرمایا تھا۔

ہم نے یہ احکام اس لئے مقرر کئے ہیں کہ تمہارا کامل ایمان اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جائے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اس کے محرمات ہیں خبردار اس حرمت کو نہ توڑنا۔ جو کافر ہوں یعنی ایمان نہ لائیں حکم برداری نہ کریں شریعت کے احکام کی بے عزتی کریں ان سے لاپرواہی برتیں انہیں بلاؤں سے بچنے والا نہ سمجھو بلکہ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔

3458 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ تَظَاهَرَ رَجُلٌ مِنِ امْرَاَتِهِ فَاَصَابَهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ

3458-تقدم (الحديث 3457) .

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ". قَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا أَوْ سَاقَيْهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاعْتَزِلْهَا حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ عکرمہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کرلیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت کرلی اس بات کا تذکرہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اس کی پنڈلیاں دیکھیں (تو خود پر قابو نہیں پاسکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اس سے الگ رہنا یہاں تک کہ تم وہ نہیں کر لیتے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم کفارہ نہیں ادا کر دیتے)۔

ظہار ثابت کرنے والے اعضاء کی تشبیہ میں مذاہب اربعہ

بیوی کس کس سے تشبیہ دینا ظہار ہے؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے: عامر شعبی کہتے ہیں کہ صرف ماں سے تشبیہ ظہار ہے، باقی اور کسی بات پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مگر فقہاء امت میں سے کسی گروہ نے بھی ان سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا ہے، کیونکہ قرآن نے ماں سے تشبیہ کو گناہ قرار دینے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ نہایت بیہودہ اور جھوٹی بات ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جن عورتوں کی حرمت ماں جیسی ہے ان کے ساتھ بیوی کو تشبیہ دینا بیہودگی اور جھوٹ میں اس سے کچھ مختلف نہیں ہے، اس لیے کوئی دلیل نہیں کہ اس کا حکم وہی نہ ہو جو ماں سے تشبیہ کا حکم ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں تمام وہ عورتیں داخل ہیں جو نسب یا رضاعت، یا ازدواجی رشتہ کی بنا پر آدمی کے لیے ابداً حرام ہیں مگر وقتی طور پر جو عورتیں حرام ہوں اور کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے بیوی کی بہن، اس کی خالہ، اس کی پھوپھی، یا غیر عورت جو آدمی کے نکاح میں نہ ہو۔ ابدی محرمات میں سے کسی عورت کے کسی ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا جس پر نظر ڈالنا آدمی کے لیے حلال نہ ہو، ظہار ہوگا۔ البتہ بیوی کے ہاتھ، پاؤں، سر، بال، دانت وغیرہ کو ابداً حرام عورت کی پیٹھ سے، یا بیوی کو اس کے سر، ہاتھ، پاؤں جیسے اجزائے جسم سے تشبیہ دینا ظہار نہ ہوگا کیونکہ ماں، بہن کے ان اعضاء پر نگاہ ڈالنا حرام نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ تیرا ہاتھ میری ماں کے ہاتھ جیسا ہے، یا تیرا پاؤں میری ماں کے پاؤں جیسا ہے، ظہار نہیں ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں صرف وہی عورتیں داخل ہیں جو ہمیشہ حرام تھیں اور ہمیشہ حرام رہیں، یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ۔ مگر وہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں جو کبھی حلال رہ چکی ہوں، جیسے رضائی ماں، بہن، ساس اور بہو، یا کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، جیسے سالی۔ ان عارضی یا وقتی حرام عورتوں کے ماسوا ابدی حرمت رکھنے والی عورتوں میں سے کسی کے ان اعضاء کے ساتھ بیوی کو تشبیہ دینا ظہار ہوگا جن کا ذکر بغرض اظہار اکرام و توقیر عادۃً نہیں کیا جاتا۔ رہے وہ اعضاء جن کا اظہار اکرام و توقیر کے لیے کیا جاتا ہے تو

ان تشبیہ صرف اس صورت میں ظہار ہوگی جبکہ یہ بات ظہار کی نیت سے کہی جائے۔ مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں کی آنکھ یا جان کی طرح ہے، یا ماں کے ہاتھ، پاؤں یا پیٹ کی طرح ہے، یا ماں کے پیٹ یا سینے سے بیوی کے پیٹ یا سینے کو تشبیہ دینا، یا بیوی کے سر، پیٹھ یا ہاتھ کو اپنے لیے ماں کی پیٹھ جیسا قرار دینا، یا بیوی کو یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں جیسی ہے، ظہار کی نیت سے ہو تو ظہار ہے اور عزت کی نیت سے ہو تو عزت ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ہر عورت جو آدمی کے لیے حرام ہو، اس سے بیوی کو تشبیہ دینا ظہار ہے، حتیٰ کہ بیوی سے یہ کہنا بھی ظہار کی تعریف میں آتا ہے وہ تو میرے اوپر فلاں غیر عورت کی پیٹھ جیسی ہے، نیز وہ کہتے ہیں کہ ماں اور ابدی محرمات کے کسی عضو سے بیوی کو یا بیوی کے کسی عضو کو تشبیہ دینا ظہار ہے، اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اعضاء ایسے ہوں جن پر نظر ڈالنا حلال نہ ہو، کیونکہ ماں کے کسی عضو پر بھی اس طرح کی نظر ڈالنا جیسی بیوی پر ڈالی جاتی ہے، حلال نہیں ہے۔

حنابلہ اس حکم میں تمام ان عورتوں کو داخل سمجھتے ہیں جو ابداً حرام ہوں، خواہ وہ پہلے بھی حلال رہ چکی ہوں، مثلاً ساس، یا دودھ پلانے والی ماں رہیں وہ عورتیں جو بعد میں کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، (مثلاً سالی)، تو ان کے معاملہ میں امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ بھی ظہار ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ دینا ظہار کی تعریف میں آ جاتا ہے۔ البتہ بال، ناخن، دانت جیسے غیر مستقل اجزاء جسم اس حکم سے خارج ہیں۔

اعضاء سے متعلق ظہار میں فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یوہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (جوہرہ نیرہ باب ظہار)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سُسرالی رشتہ سے لہٰذا ماں، بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہا اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (درمختار، باب ظہار)

3459 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ اَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

3459-تقدم (الحديث 3457) .

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ غَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يَّفْعَلَ مَا عَلَيْهِ ۔ قَالَ "مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ" ۔

قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ رَاَيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا فِى الْقَمَرِ ۔ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاعْتَزِلْ حَتّٰى تَقْضِىَ مَا عَلَيْكَ" ۔ وَقَالَ اِسْحَاقُ فِىْ حَدِيْثِهٖ "فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَقْضِىَ مَا عَلَيْكَ" ۔ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُرْسَلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ ۔

☆☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا' پھر اس پر جو چیز لازم تھی' اسے کرنے سے پہلے (یعنی ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے) اس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پا سکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اب الگ رہنا جب تک تم اس چیز کو ادا نہیں کر دیتے جو تم پر لازم ہے (یعنی جب تک کفارہ ادا نہیں کر دیتے)۔

اسحاق نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے' روایت کے یہ الفاظ محمد بن عبدالاعلیٰ نامی راوی کے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا ''مسند'' کی بجائے ''مرسل'' ہونا زیادہ درست ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

مثل امی کہنے سے وقوع ظہار میں مذاہب اربعہ

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے صریح ظہار ہے کیونکہ اہل عرب میں یہی ظہار کا طریقہ تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ دوسرے الفاظ میں سے کون سے ایسے ہیں جو صریح ظہار کے حکم میں ہیں، اور کون سے ایسے ہیں جن کے ظہار ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ قائل کی نیت پر کیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک ظہار کے صریح الفاظ وہ ہیں جن میں صاف طور پر حلال عورت (بیوی) کو حرام عورت (یعنی محرمات ابدیہ میں سے کسی عورت) سے تشبیہ دی گئی ہو، یا تشبیہ ایسے عضو سے دی گئی ہو جس پر نظر ڈالنا حلال نہیں ہے، جیسے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ماں یا فلاں حرام عورت کے پیٹ یا ران جیسی ہے۔ ان کے سوا دوسرے الفاظ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ صریح ظہار ہے، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک ظہار کی نیت ہو تو ظہار ہے اور طلاق کی نیت ہو تو طلاق۔ اگر کہے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری ماں کی طرح ہے تو حنفیہ کا عام فتویٰ یہ ہے کہ یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق بائن، اور اگر کوئی نیت نہ ہو تو بے معنی ہے۔ لیکن امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ قطعی ہے۔ اگر بیوی کو ماں یا بہن یا بیٹی کہہ کر پکارے تو یہ سخت بیہودہ بات ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کا اظہار فرمایا تھا، مگر اسے ظہار نہیں قرار دیا۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر ماں کی طرح حرام ہے تو یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق، اور کوئی نیت نہ ہو تو ظہار ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے لیے ماں کی طرح یا ماں جیسی ہے تو نیت پوچھی

جائے گی۔ عزت اور توقیر کی نیت سے کہا ہو تو عزت اور توقیر ہے۔ ظہار کی نیت سے کہا ہو تو ظہار ہے۔ طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق ہے۔ کوئی نیت نہ ہو اور یونہی یہ بات کہہ دی ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بے معنی ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر ظہار کا تو نہیں مگر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔

شافعیہ کے نزدیک ظہار کے صریح الفاظ یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے نزدیک، یا میرے ساتھ، یا میرے لیے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ۔ یا تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ یا تیرا جسم، یا تیرا بدن، یا تیرا نفس میرے لیے میری ماں کے جسم یا بدن یا جنس کی طرح ہے۔ ان کے سوا باقی تمام الفاظ میں قائل کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک ہر وہ لفظ جس سے کسی شخص نے بیوی کو یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو کو کسی ایسی عورت سے جو اس کے لیے حرام ہے، یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو سے صاف صاف تشبیہ دی ہو، ظہار کے معاملہ میں صریح مانا جائے گا۔

مالکیہ کا مسلک بھی قریب قریب یہی ہے، البتہ تفصیلات میں ان کے فتوے الگ الگ ہیں۔ مثلاً کسی شخص کی بیوی سے یہ کہنا کہ میرے لیے میری ماں جیسی ہے، یا میری ماں کی طرح ہے مالکیوں کے نزدیک ظہار کی نیت سے ہو تو ظہار ہے، طلاق کی نیت سے ہو تو طلاق اور کوئی نیت نہ ہو تو ظہار ہے۔ حنبلیوں کے نزدیک یہ بشرط نیت صرف ظہار قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ تو میری ماں ہے تو مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے اور حنابلہ کہتے ہیں کہ یہ بات اگر جھگڑے اور غصے کی حالت میں کہی گئی ہو تو ظہار ہے، اور پیار محبت کی بات چیت میں کہی گئی ہو تو گو یہ بہت ہی بری بات ہے لیکن ظہار نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے تجھے طلاق ہے تو میری ماں کی طرح ہے تو حنابلہ کے نزدیک یہ طلاق ہے نہ کہ ظہار، اور اگر کہے تو میری ماں کی طرح ہے تجھے طلاق ہے تو ظہار اور طلاق دونوں واقع ہو جائیں گے۔ یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ایسی حرام ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ مالکیہ اور حنابلہ دونوں کے نزدیک ظہار ہے خواہ طلاق ہی کی نیت سے یہ الفاظ کہے گئے ہوں، یا نیت کچھ بھی نہ ہو۔

الفاظ ظہار کی اس بحث میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ فقہاء نے اس باب میں جتنی بحثیں کی ہیں وہ سب عربی زبان کی لفظ اور محاورات سے تعلق رکھتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ دنیا کی دوسری زبانیں بولنے والے نہ عربی زبان میں ظہار کریں گے، نہ ظہار کرتے وقت عربی الفاظ اور فقروں کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ زبان سے ادا کریں گے۔ اس لیے کسی لفظ یا فقرے کے متعلق اگر یہ فیصلہ کرنا ہو کہ وہ ظہار کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں، تو اسے اس لحاظ سے نہیں جانچنا چاہیے کہ وہ فقہاء کے بیان کردہ الفاظ میں سے کس کا صحیح ترجمہ ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا قائل نے بیوی کو جنسی تعلق کے لحاظ سے محرمات میں سے کسی کے ساتھ صاف صاف تشبیہ دی ہے، یا اس کے الفاظ میں دوسرے مفہومات کا بھی احتمال ہے؟ اس کی نمایاں ترین مثال خود وہ فقرہ ہے، جس کے متعلق تمام فقہاء اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ عرب میں ظہار کے لیے وہی بولا جاتا تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے، یعنی أَنتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي (تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے)۔ غالباً دنیا کی کسی زبان میں، اور کم از کم اردو کی حد تک تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس زبان میں کوئی ظہار کرنے والا ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جو اس عربی فقرے کا لفظی ترجمہ ہوں۔

البتہ وہ اپنی زبان کے ایسے الفاظ ضرور استعمال کرسکتا ہے جن کا مفہوم ٹھیک وہی ہو جسے ادا کرنے کے لیے ایک عرب یہ فقرہ بولا کرتا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ تجھ سے مباشرت میرے لیے ایسی ہے جیسے اپنی ماں سے مباشرت، یا جیسے بعض جہلا بیوی سے کہہ بیٹھتے ہیں کہ تیرے پاس آؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں۔

بیوی کو مطلق حرام کہنے سے ظہار میں فقہی مذاہب اربعہ

جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کرلے یعنی وہ کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو کیا یہ ظہار ہوگا یا کہ طلاق یا اس میں قسم کا کفارہ؟ اس میں فقہاء کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں بھی نقل کیے ہیں۔

ان میں راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے ظہار کی نیت کرے تو یہ ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور اگر قسم کی نیت رکھتا ہو تو یہ قسم کہلائیگی، اس لیے یہ اس کی نیت پر منحصر ہے جو نیت کرے گا وہی معاملہ ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے۔ اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ رکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور امام شافعی کا مسلک یہی ہے۔

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: "جب مرد اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کرلے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔ اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، (4911) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1473۔)

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو "تم مجھ پر حرام ہو" کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور اگر بعینہ بغیر طلاق اور ظہار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی۔

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں۔ پہلا: امام مالک علیہ الرحمہ کے مسلک میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلک ہے۔

چنانچہ مالکیوں کا مسلک یہ ہے کہ: اس حرمت سے تین طلاق واقع ہو جائینگی، تو اس طرح بینونت کبری واقع ہو جائیگی اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قاضی نے اسی مذہب کی بنا پر حکم لگایا ہے، اور آپ کے خاوند کے قول: "آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے" کو

اس حرمت میں شامل کیا ہے جس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی زندگی بسر کرنا حرام قرار دیا اور اس سے اپنی بیوی کی نیت کی تو اس سے تین طلاق ہو جائینگی۔ حاشیۃ الدسوقی (2/382) اور فتح العلی المالک (2/34)

ہم نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال میں سے وہ قول پیش کیا ہے جو راجح معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ میں نیت کی طرف اشارہ کرنا باقی ہے، اور اسی طرح قسم یا طلاق یا ظہار کی نیت میں فرق بھی۔

اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: ان تین امور (یعنی طلاق، ظہار اور قسم) میں کیا فرق ہے؟ تو ہم کہیں گے: ان میں فرق یہ ہے کہ:

پہلی حالت: قسم میں اس نے حرام کرنے کی نیت نہیں کی لیکن ممانعت کی ایک قسم کی نیت کی ہے، یا تو معلق یا پھر غیر معلق، مثلاً وہ کہے: اگر تم نے ایسے کیا تو تم مجھ پر حرام ہو، تو یہ معلق ہے، اس کا مقصد اپنے لیے بیوی کو حرام کرنا نہ تھا، بلکہ اس کا مقصد تو بیوی کو اس کام سے روکنا اور منع کرنا ہے۔

اور اسی طرح یہ الفاظ: "تم مجھ پر حرام ہو" سے اس کا مقصد بیوی کو روکنا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ: یہ قسم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس چیز کو اپنے لیے حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے۔ اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے۔ اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے۔

دوسری حالت: اس سے خاوند طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور "تم مجھ پر حرام ہو" یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائیگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی"

تیسری حالت: اس سے ظہار کا ارادہ کیا ہو، ظہار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظہار نہیں کیونکہ اس میں ظہار کے الفاظ نہیں ہیں۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظہار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے "تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو" اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلیٰ درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظہار کہلائیگا۔ (الشرح الممتع (5/476)

ظہار کی بعض شرائط میں مذاہب اربعہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہار صرف اس شوہر کا معتبر ہے جو مسلمان ہو۔ ذمیوں پر ان احکام کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ قرآن مجید میں اَلَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ کے الفاظ ارشاد ہوئے ہیں جن کا خطاب مسلمانوں سے ہے، اور تین قسم کے کفاروں میں سے ایک کفارہ قرآن میں روزہ بھی تجویز کیا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ ذمیوں کے لیے نہیں ہوسکتا۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ احکام ذمی اور مسلمان، دونوں کے ظہار پر نافذ ہوں گے، البتہ ذمی کے لیے روزہ نہیں ہے۔ وہ یا غلام آزاد کرے یا 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

جو عاقل و بالغ آدمی ظہار کے صریح الفاظ بحالت ہوش و حواس زبان سے ادا کرے اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہوسکتا کہ اس نے غصے میں، یا مذاق مذاق میں، یا پیار سے ایسا کہا، یا یہ کہ اس کی نیت ظہار کی نہ تھی۔ البتہ جو الفاظ اس معاملہ میں صریح نہیں ہیں، اور جن میں مختلف معنوں کا احتمال ہے، ان کا حکم الفاظ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ ظہار کے صریح الفاظ کون سے ہیں اور غیر صریح کون سے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ ظہار اس عورت سے کیا جا سکتا ہے جو آدمی کے نکاح میں ہو۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا غیر عورت سے بھی ظہار ہوسکتا ہے۔ اس معاملہ میں مختلف مسالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ غیر عورت سے اگر آدمی یہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ، تو جب بھی وہ اس سے نکاح کرے گا کفارہ ادا کیے بغیر اسے ہاتھ نہ لگا سکے گا۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک شخص نے ایک عورت سے یہ بات کہی اور بعد میں اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے کفارہ ظہار دینا ہوگا۔

مالکیہ اور حنابلہ بھی یہی بات کہتے ہیں، اور وہ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ اگر عورت کی تخصیص نہ کی گئی ہو بلکہ کہنے والے نے یوں کہا ہو کہ تمام عورتیں میرے اوپر ایسی ہیں، تو جس سے بھی وہ نکاح کرے گا اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ یہی دلیل سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری اور اسحاق بن راہویہ کی ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ نکاح سے پہلے ظہار بالکل بے معنی ہے۔ ابن عباس اور قتادہ کی بھی یہی دلیل ہے۔

3460 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ لَقَدْ جَائَتْ خَوْلَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفٰى عَلَيَّ كَلَامُهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا) الْاٰيَةَ ۔

3460 اخرجه البخاري في التوحيد، باب (و كان الله سميعًا بصيرًا) (الحديث 7385م) تعليقاً، مختصراً ۔ و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية (الحديث 188)، و في الطلاق، باب الظهار (الحديث 2063) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (16332) ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام آوازوں کو سن لیتا ہے' ایک مرتبہ خولہ (نامی خاتون) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے اپنے شوہر کی شکایت کی' اس کی بات مجھے سمجھ نہیں آسکی (لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حکم نازل کر دیا' جو یہ ہے:)

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تمہارے ساتھ بحث کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کر رہی تھی' اللہ تعالیٰ تم دونوں کے مکالمے کو سن رہا تھا''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے متعلق بحث اور تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یہ کہتے ہیں کہ تمہاری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے) وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔ (المجادلہ: ۲-۱)

المجادلہ: احضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی وہ حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ ان کا جسم بہت حسین تھا اوران کے شوہر بہت شہوت اور بہت غصے والے تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے بلایا حضرت خولہ نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا: تمہاری پشت مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے پھر وہ اپنے قول پر نادم ہوئے اور زمانہ جاہلیت میں ایلاء اور ظہار طلاق شمار ہوتا تھا۔ حضرت اوس نے کہا: میرا گمان ہے کہ تم مجھ پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ طلاق نہیں ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سر کی ایک جانب دھو رہی تھیں۔ حضرت خولہ نے کہا: یارسول اللہ! بے شک میرے خاوند حضرت اوس بن الصامت نے مجھ سے شادی کی تھی اس وقت میں جوان مالدار خوشحال اور رشتہ داروں والی تھی حتیٰ کہ جب حضرت اوس نے میرا مال کھالیا اور میری جوانی ختم کر دی اور میرے رشتہ دار بکھر گئے اور میری عمر زیادہ ہوگئی تو انہوں نے مجھ سے ظہار کر لیا اور اب وہ نادم ہیں کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ وہ اور میں پھر سے جمع ہو جائیں اور وہ مجھ سے اپنی خواہش پوری کرسکیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے۔ اس نے طلاق کا ذکر نہیں کیا اور وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: پھر میں اللہ سے اپنے فقر و فاقہ اور تنہائی کا ذکر کرتی ہوں۔ انہوں نے میرے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میرا یہی گمان ہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو اور تمہارے معاملہ میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مدعا عرض کرتی رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہی فرماتے رہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ اس نے کہا: میں اللہ سے اپنے فاقہ اور اپنی پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں یہ بچے

حضرت اوس کو دے دوں تو یہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر میں ان بچوں کو اپنے پاس رکھوں تو یہ بھوکے رہیں گے پھر حضرت خولہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگیں: اے اللہ! میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان پر میری کشادگی کا حکم نازل فرما اور یہ اسلام میں پہلا ظہار کا واقعہ تھا۔ پھر حضرت عائشہ کھڑی ہو کر اپنے سر کی دوسری جانب دھونے لگیں۔ حضرت خولہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے معاملہ میں غور فرمائیں اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اپنی بات مختصر کرو اور زیادہ بحث نہ کرو۔ کیا تم دیکھ نہیں رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیا کیفیت ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ جب آپ پر وحی نازل ہو چکی تو آپ نے اس سے فرمایا: اپنے خاوند کو بلاؤ۔ جب وہ اس کو بلا لائی تو آپ نے اس کے سامنے قد سمع اللہ قول التی تجادلک الایات پڑھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: برکت والی ہے وہ ذات جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔ بے شک وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھی اور میں گھر کی ایک جانب ان کی کچھ باتیں سن رہی تھی اور بعض باتیں مجھ سے مخفی رہیں۔

(معالم التنزیل ج ۵ ص ۳۹۔ ۳۸ مسند احمد ج ۶ ص ۴۱۰ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۱۴ سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۸۹ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۷۹ السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۵۸۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۶۳۔ ۱۸۸ تفسیر عبدالرزاق رقم الحدیث: ۳۱۱۱۸ المستدرک ج ۲ ص ۴۸۱)

ظہار کو زمانہ جاہلیت میں سب سے شدید طلاق قرار دیا جاتا تھا کیونکہ اس میں بیوی کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دی جاتی تھی اور عربوں میں نکاح اور طلاق کے جو احکام تھے وہ اسلام میں اس وقت تک معتبر رہتے تھے جب تک اسلام میں ان احکام کو منسوخ نہیں کر دیا جاتا تھا اور اسلام میں ظہار کا یہ پہلا واقعہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے عرف کے موافق ابتداءً اس کو برقرار رکھا۔ پھر جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اس مسئلہ سے دوچار ہوئیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بہت بحث و تکرار کی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو منسوخ فرما دیا اور ظہار کی مذمت میں المجادلہ: ۲ نازل ہوئی اور اس کے بعد آیات میں یہ بتایا کہ جب کوئی شخص ظہار کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا چاہے تو پھر اس کا کیا طریقہ ہے۔

ظہار کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان

المجادلہ: ۲ میں فرمایا: جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۷۳ ھ لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے عمل زوجیت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو چھونا اور اس کو بوسہ دینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے المجادلہ: ۳ میں فرمایا ہے۔

اور ظہار زمانہ جاہلیت کی طلاق تھی۔ شریعت نے اس کی اصل کو برقرار رکھا اور اس کے حکم کو وقت مقرر کی تحریم کی طرف کفارہ کے ساتھ منتقل کر دیا اور ظہار نکاح کو زائل کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ بولنے اور بری بات کہنے کا جرم ہے۔ اسی لئے اس کے مناسب یہ سزا ہے کہ ظہار کرنے والے پر اس کی بیوی کے ساتھ جماع کو حرام قرار دیا جائے اور کفارہ ادا کرنے سے یہ حرمت ساقط ہو جائے پھر جب اس عمل زوجیت کو حرام کیا گیا تو اس کے دواعی اور محرکات کو بھی حرام کر دیا گیا۔ اس کے برخلاف حائض اور روزہ دار کے ساتھ جماع کے محرکات کو حرام نہیں کیا گیا کیونکہ حیض اور روزہ کا اکثر وقوع ہوتا ہے کیونکہ اگر ان میں عمل زوجیت کے محرکات کو حرام قرار دیا جاتا تو اس سے حرج لازم آتا۔ اس کے برخلاف ظہار کا اتنا وقوع نہیں ہوتا۔ اس میں عمل زوجیت کے دواعی اور محرکات کو حرام قرار دینے سے حرج لازم نہیں آئے گا۔ (الہدایہ نصب الرایہ ج ۳ ص ۳۵۴_۳۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

ظہار کے الفاظ اور اس کی دیگر تفاصیل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پشت ہے۔ اس کو فقہ کی اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں۔ ظہار کی تعریف یہ ہے کہ بیوی یا اس کے کسی عضو کو اپنی ماں یا کسی اور محرم کی پشت یا کسی اور عضو سے تشبیہ دینا اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیوی سے جماع اور بوس و کنار وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ کفارہ ظہار نہ ادا کرے اور جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کا پیٹ یا اس کی ران ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے ماں کے علاوہ اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا رضاعی ماں یا کسی اور محرم کی پشت سے اپنی بیوی کو تشبیہ دی تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے کسی عضو کو اپنی ماں سے تشبیہ دی مثلاً اپنی بیوی سے کہا: تمہارا سر میری ماں کی پشت کی طرح ہے یا تمہاری شرم گاہ یا تمہارا چہرہ یا تمہارا نصف یا تمہارا ثلث میری ماں کی طرف ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: تم میری ماں کی مثل ہو تو اس کا حکم اس کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ تم میری ماں کی طرح معزز ہو تو طلاق یا ظہار کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت ظہار کی تھی تو یہ ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت طلاق کی تھی تو اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

(ہدایہ اولین ص ۴۱۰_۴۰۹ ملخصا وموضحا مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہنے سے طلاق واقع نہ ہونے کے دلائل

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنی زوجہ حضرت سارہ کے متعلق فرمایا: یہ میری بہن ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۵۸_۲۲۱۷ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۷۱ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۶۶ مسند احمد رقم الحدیث: ۹۲۳۰ عالم الکتب)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے بغیر کسی نیت کے اپنی بیوی کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے تو اس کا یہ کہنا طلاق نہیں ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)

حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنی بیوی سے یہ کہتے ہوئے سنا اے میری بہن! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا اور اس کو یہ کہنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۱۱_۲۲۱۰ بیروت)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ قول ظہار نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے کراہت اور ممانعت کے اس کا اور کوئی حکم نہیں بیان فرمایا اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اے بیٹی! کہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار ج۴ص۱۰۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بیوی کو میری ماں کہنے سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند اس لئے فرمایا کہ یہ واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے۔ اس پر صرف توبہ کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہے تب بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

علامہ حسن بن منصور اوزجندی المعروف قاضی خاں متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

ولو قال لا مراته ان فعلت كذافانت امی و نوی به التحريم فهو باطل لا يلزمه شیء

اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی تو اس کا یہ قول باطل ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا یعنی اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔

قاضی خاں کی اس عبارت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بہن کہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔

علامہ محمد بن علی بن محمد الحصکفی الحنفی التوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا تو مری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار ج۵ص۱۰۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۹ھ)

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

انت امی بلا تشبیہ فانہ باطل وان نوی:

ترجمہ: کسی شخص نے اپنی بیوی سے بغیر تشبیہ دیئے کہا: تو میری ماں ہے تو اس کا یہ قول باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔ (ردالمحتار ج۵ص۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

اسی طرح علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ نے لکھا ہے: اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو اگر اس نے اپنی بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر اس نے اس قول سے ظہار کی نیت کی ہے تو یہ ظہار ہوگا یا طلاق کی نیت کی ہے تو یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی تو پھر اس قول سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر ج۲ص۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

نیز علامہ الکلیوبی نے لکھا ہے:

ظہار کی تعریف میں تشبیہ کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر کسی شخص نے بغیر تشبیہ دیئے اپنی بیوی سے کہا: تو میری ماں ہے یا میری

بہن ہے یا بیٹی ہے تو یہ ظہار نہیں ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس کی بیوی نے وہ کام کر لیا تو اس کا یہ قول باطل ہوگا خواہ اس نے اس قول سے بیوی کے حرام ہونے کی نیت کی ہو۔(مجمع الانھر ج ۲ ص ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو ماں بہن کہہ دیا مگر نان نفقہ دیتا رہا عورت اس کے نکاح میں رہی یا بحکم شرع شریف جاتی رہی؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب: زوجہ کو ماں بہن کہنا خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے سخت گناہ و ناجائز ہے مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو درمختار میں ہے:

اولا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ۔

ترجمہ: اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا تو ادنیٰ درجہ کا حکم متعین ہوگا یعنی عزت اور کرامت کا اور اس کا اپنی بیوی کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ تو میری ماں ہے یا یہ کہنا: اے میری بیٹی اور اے میری بہن اور اس کی مثل۔

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۱۰۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

علامہ شامی نے اس پر لکھا ہے: **حذف الکاف بان قال انت امی و من بعض افطن جعله من باب زید اسد منتقی عن الھستانی قلب و یدل علیه ما نذکرہ عن الفتح من انه لا بد من التصریح من الاداۃ** ۔ اسی میں ہے: **انت امی بلا تشبیه باطل و ان نوی** ۔

ترجمہ: اگر اس نے تشبیہ کا ذکر نہیں کیا اور بایں طور اپنی بیوی سے کہا تو میری ماں ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ یہ قول ایسا ہے جیسے کوئی کہے زید شیر ہے میں کہتا ہوں اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم فتح القدیر سے نقل کریں گے کہ تشبیہ کے حرف کا ذکر کرنا ضروری ہے نیز علامہ شامی نے کہا: بغیر تشبیہ کے بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں ہے باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔(ردالمحتار ج ۵ ص ۹۸ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ہاں اگر یوں کہا ہو کہ تو مثل یا مانند یا ماں بہن کی جگہ ہے تو اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن ہوگئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے لے عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا بنظر شہوت اس کے کسی بدن کو چھونا یا بہ نگاہ شہوت اس کی شرم گاہ دیکھنا سب حرام ہو گیا اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرے اس کی طاقت نہ ہو تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے اس کی بھی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ان میں کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہوگا جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا درمختار میں ہے:

ان نوی بانت علی مثل امی او کامی و کذاب لو حذف علی (خانیه) برا او ظھارا او طلاقا صحت نیته و وقع مانواہ و ان لم ینوشیئا او حذف الکاف لغا ۔

ترجمہ: اس نے بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی ہے وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المختار ج ۵ ص ۱۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ھندیہ میں خانیہ سے ہے: اگر اس نے اپنے قول سے تحریم کی نیت کی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۲۱۔۶۲۰ مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

اعلیٰ حضرت نے درمختار کی آخری عبارت جو نقل کی ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ اگر اس نے بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہا تو یہ کلام لغو ہے اور اس سے طلاق نہیں ہوگی۔ اسی طرح علامہ شامی کی عبارت بھی گزر چکی ہے کہ اگر اس نے بیوی کو خواہ طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے تو یہ قول باطل ہے۔ (رد المختار ج ۵ ص ۹۸) یعنی اس سے طلاق نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ صریحہ فتاویٰ قاضی خاں الدر المختار رد المختار ملتقی الابحر مجمع الانھر اور فتاویٰ رضویہ کی عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میری ماں بہن ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خواہ اس نے یہ قول طلاق دینے کی نیت سے کہا ہو یا بیوی کو اپنے نفس پر حرام قرار دینے کی نیت سے کہا ہو۔ اس شخص کا یہ قول واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے اور اس پر واجب ہے کہ وہ اس جھوٹ سے توبہ کرے۔ ہم نے اس قدر تفصیل اس لئے کی ہے کہ یہ مسئلہ عامۃ الوقوع ہے لوگ غصہ میں بیوی کو ماں، بہن کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے طلاق ہوگئی۔ (تبیان القرآن، مجادلہ، لاہور)

ظہار سے حرمت دلیل کا بیان

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں با قاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹے جماع کی طرف یا ارادہ کرے تو یہ حلال نہیں تاوقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے،

حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

کفارہ ظہار سے قبل جماع کرنے میں اعادہ کفارہ کے عدم پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سلمہ بن صخر بیاضی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ظہارہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرے اس پر ایک کفارہ ہے یہ حدیث حسن غریب ہے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے سفیان، ثوری، مالک، شافعی، احمد، اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم کے نزدیک ایسے شخص پر دو کفارہ واجب ہیں۔ عبدالرحمن بن مہدی کا بھی یہی قول ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 1210

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اس سے صحبت کر بیٹھا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس چیز نے اس پر مجبور کیا وہ کہنے لگا میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اللہ کا حکم (کفارہ ادا) پورا کرنے سے پہلے اس کے پاس نہ جانا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 1211

اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اگر کوئی شخص ظہار کرے اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرلے تو اس پر بھی ایک ہی کفارہ واجب ہوگا لیکن بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لینے کی صورت میں دو کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اپنی ایک سے زائد دو یا تین اور چار بیویوں سے ظہار کرے یعنی ان سب سے یوں کہے کہ تم سب مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مانند حرام ہو تو اس صورت میں متفقہ طور پر تمام علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص ان سب سے ظہار کرنے والا ہو جاتا ہے البتہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ اس پر کفارہ ایک واجب ہوگا یا کئی واجب ہوں گے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کے نزدیک تو اس پر کئی کفارے واجب ہوں گے یعنی وہ ان بیویوں میں سے جس کسی کے ساتھ بھی جماع کا ارادہ کرے گا پہلے کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا حسن، زہری اور ثوری وغیرہ کا بھی یہی قول ہے جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا یعنی وہ پہلے ایک کفارہ ادا کر دے اس کے بعد ہر بیوی کے ساتھ جماع کرنا جائز ہوگا۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرلیا اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا یعنی کیا دلیل پیش آئی کہ تم کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر بیٹھے اس نے عرض کیا کہ چاندنی میں اس کی پازیب کی سفیدی پر میری نظر پڑ گئی اور میں جماع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نہ روک سکا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ اور اس کو یہ حکم دیا کہ اب دوبارہ اس سے اس وقت تک جماع نہ کرنا جب تک کفارہ ادا نہ کرو (ابن ماجہ) ترمذی نے بھی اسی طرح کی یعنی اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، نیز ابوداؤد اور نسائی نے اس طرح کی روایت مسند اور مرسل نقل کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ مسند کی بہ نسبت مرسل زیادہ صحیح ہے۔

کفارات متفرقہ کے فرق کا بیان

یہ احکام جو کفارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کفارہ کے یہی احکام ہیں۔ مثلاً قتل کا کفارہ یا روزہ رمضان توڑنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ مگر قسم کے کفارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہونگے کفارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے در پے کی شرط ہو مثلاً پے در پے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حکم ہے البتہ اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آ گیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظہار و غیر ظہار کے کفاروں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظہار کے کفارے میں اگر رات میں وطی کی یا دن میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یونہی ظہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھا لیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصداً جماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔ (درمختار، کتاب طلاق، باب کفارہ)

کفارے کے روزوں میں قمری مہینوں میں مذاہب اربعہ

اس امر پر اتفاق ہے کہ مہینوں سے مراد ہلالی مہینے ہیں۔ اگر طلوع ہلال سے روزوں کا آغاز کیا جائے تو دو مہینے پورے کرنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں کسی تاریخ سے شروع کیا جائے تو حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ 60 روزے رکھنے چاہئیں۔ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ پہلے اور تیسرے مہینے میں مجموعی طور پر 30 روزے رکھ اور بیچ کا ہلالی مہینہ خواہ 29 کا ہو یا 30 کا، اس کے روزے رکھ لینے کافی ہیں۔

حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ روزے ایسے وقت شروع کرنے چاہئیں جب کہ بیچ میں نہ رمضان آئے نہ عیدین نہ یوم النحر اور ایام تشریق، کیونکہ کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران میں رمضان کے روزے رکھنے اور عیدین اور یوم النحر اور ایام تشریق کے روزے چھوڑنے سے دو مہینے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے چھوڑنے سے دو مہینے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے پڑیں گے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ بیچ میں رمضان کے روزے رکھنے اور حرام دنوں کے روزے نہ رکھنے سے تسلسل نہیں ٹوٹتا۔

دو مہینوں کے دوران میں خواہ آدمی کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑے یا بلا عذر، دونوں صورتوں میں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہی دلیل امام محمد علیہ الرحمہ باقر، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر اور سفیان ثوری کی ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد کے نزدیک مرض یا سفر کے عذر سے بیچ میں روزہ چھوڑا جا سکتا ہے اور اس سے تسلسل نہیں ٹوٹتا، البتہ بلا عذر روزہ چھوڑ دینے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ کفارہ کے روزے رمضان کے فرض روزوں زیادہ موکد نہیں ہیں۔ جب ان کو عذر کی بنا پر چھوڑا جا سکتا ہے تو کوئی دلیل نہیں یکہ ان کو نہ چھوڑا جا سکے۔ یہی قول حضرت عبداللہ بن عباس، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، عمرو بن دینار، شعبی طاؤس، مجاہد، اسحاق بن راہویہ، ابو عبید اور

ابوثور ہے۔

دو مہینوں کے دوران میں اگر آدمی اس بیوی سے مباشرت کر بیٹھے جس سے اس نے ظہار کیا ہو، تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن اور سنت کی رو سے تیسرا کفارہ (یعنی 60 مسکینوں کا کھانا) وہ شخص دے سکتا ہے جو دوسرے کرنے (دو مہینے کے مسلسل روزوں) کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

روزوں پر قدرت نہ رکھنے والے کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کفارہ ظہار ادا کرنے والے میں روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (در مختار، باب کفارہ ظہار)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور اُنھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقہ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلاوے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلاوے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلاوے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اُسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یونہی اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائیگا یعنی

تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دو دنوں میں دیے تو جائز ہے۔ ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گیہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع دیے تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔

(درمختار، کتاب طلاق، باب ظہار)

روزوں پر عدم قدرت کے اعتبار میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ائمہ اربعہ کے نزدیک روزوں پر قادر نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی یا تو بڑھاپے کی دلیل سے قادر نہ ہو، یا مرض کے سبب سے، یا اس سبب سے کہ وہ مسلسل دو مہینے تک مباشرت سے پرہیز نہ کر سکتا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ اس دوران میں کہیں بے صبری نہ کر بیٹھے۔ ان تینوں عذرات کا صحیح ہونا اس احادیث سے ثابت ہے جو اوس بن صامت انصاری اور سلمہ بن صخر بیاضی کے معاملہ میں وارد ہوئی ہیں۔ البتہ مرض کے معاملہ میں فقہاء کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مرض کا عذر اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ یا تو اس کے زائل ہونے کی امید نہ ہو، یا روزوں سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر روزوں سے ایسی شدید مشقت لاحق ہوتی ہو جس سے آدمی کو یہ خطرہ ہو کہ دو مہینے کے دوران میں کہیں سلسلہ منقطع نہ کرنا پڑے، تو یہ عذر بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ مستقبل میں روزہ رکھنے کے قابل ہو سکے گا تو انتظار کر لے، اور اگر گمان غالب اس قابل نہ ہو سکنے کا ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ روزے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ بالکل کافی عذر ہے۔ کھانا صرف ان مساکین کو دیا جا سکتا ہے جن کا نفقہ آدمی کے ذمہ واجب نہ ہوتا ہو۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ کھانا مسلمان اور ذمی، دونوں قسم کے مساکین کو دیا جا سکتا ہے، البتہ حربی اور مستامن کفار کو نہیں دیا جا سکتا۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی دلیل یہ ہے کہ صرف مسلمان مساکین ہی کو دیا جا سکتا ہے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ کھانا دینے سے مراد دو وقت کا پیٹ بھر کھانا دینا ہے۔ البتہ کھانا دینے کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دو وقت کی شکم سیری کے قابل غلہ دے دینا، یا کھانا پکا کر دو وقت کھلا دینا، دونوں یکساں صحیح ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں اِطعام کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی خوراک دینے کے بھی ہیں اور کھلانے کے بھی۔ مگر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ پکا کر کھلانے کو صحیح نہیں سمجھتے بلکہ غلہ دے دینا ہی ضروری قرار دیتے ہیں غلہ دینے کی صورت میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ وہ غلہ دینا چاہیے جو اس شہر یا علاقے کے لوگوں کی عام غذا ہو۔ اور سب مسکینوں کو برابر دینا چاہیے۔

حنفیہ کے نزدیک اگر ایک ہی مسکین کو 60 دن تک کھانا دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے، البتہ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایک ہی دن اسے 60 دنوں کی خوراک دے دی جائے۔ لیکن باقی تینوں مذاہب ایک مسکین کو دینا صحیح نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک 60 ہی مساکین کو دینا ضروری ہے۔ اور یہ بات چاروں مذاہب میں جائز نہیں ہے کہ 60 آدمیوں کو ایک وقت کی خوراک اور دوسرے 60 آدمیوں کو

دوسرے وقت کی خوراک دی جائے۔

کفارے کی عدم تجزی میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

یہ بات چاروں مذاہب میں سے کسی میں جائز نہیں ہے کہ آدمی 30 دن کے روزے رکھے اور 30 مسکینوں کو کھانا دے۔ دو کفارے جمع نہیں کیے جاسکتے۔ روزے رکھنے ہوں تو پورے دو مہینوں کے مسلسل رکھنے چاہییں۔ کھانا کھلانا ہو تو 60 مسکینوں کو کھلایا جائے۔

اگرچہ قرآن مجید میں کفارہ طعام کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے ہیں کہ یہ کفارہ بھی زوجین کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ادا ہونا چاہیے، لیکن فحوائے کلام اس کا مقتضی ہے کہ اس تیسرے کفارے پر بھی اس قید کا اطلاق ہوگا۔ اسی لیے ائمہ اربعہ نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے کہ کفارہ طعام کے دوران میں آدمی بیوی کے پاس جائے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جو شخص ایسا کر بیٹھے اس کے متعلق حنابلہ یہ حکم دیتے ہیں کہ اسے از سر جو کھانا دینا ہوگا۔ اور حنفیہ اس معاملہ میں رعایت کرتے ہیں، کیونکہ اس تیسرے کفارے کے معاملے میں مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا کی صراحت نہیں ہے اور یہ چیز رعایت کی گنجائش دیتی ہے۔

یہ احکام فقہ کی حسب ذیل کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں: ہدایہ۔ فتح القدیر۔ بدایع الصنائع۔ احکام القرآن للجصاص۔ فقہ شافعی: المنہاج للنووی مع شرح مغنی المحتاج۔ تفسیر کبیر۔ فقہ مالکی: حاشیۃ الدسوقی علی اشرح الکبری۔ ہدایۃ المجتہد۔ احکام القرآن ابن عربی۔ فقہ حنبلی: المغنی لابن قدامہ۔ فقہ ظاہری: المحلیٰ لا بن حزم۔

باب مَا جَآءَ فِي الْخُلْعِ ۔

یہ باب خلع کے بیان میں ہے

خلع کے معنی ومفہوم کا بیان

خلع خ کے پیش کے ساتھ خلع خ کے زبر کے ساتھ) اسم ہے خلع کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو نکالنا اور عام طور پر یہ لفظ بدن سے کسی پہنی ہوئی چیز مثلا کپڑے اور موزے وغیرہ اتارنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرعی اصطلاح میں اس لفظ کے معنی ہیں ملکیت نکاح کو مال کے عوض میں لفظ خلع کے ساتھ زائل کرنا یا ملکیت نکاح ختم کرنے کے لئے لفظ خلع کے ساتھ اپنی عورت سے مال لینا اس شرعی اصطلاح کی توضیح یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر اپنا مہر دے کر نجات حاصل کرلے مثلا اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر خلع کردو یعنی میری جان چھوڑ دو یا یوں کہے کہ جو مہر تمہارے ذمہ ہے اس کے عوض میری جان چھوڑ دو اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔

خلع سے مراد فسخ یا طلاق ہونے میں مذاہب اربعہ

مظہر نے لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ اگر مرد عورت سے کہے کہ میں نے اتنے مال کے عوض تم سے خلع کیا اور بیوی کہے کہ میں نے قبول کیا اور پھر میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جائے تو آیا یہ طلاق ہے یا فسخ ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ طلاق بائن ہے حضرت امام شافعی کا زیادہ صحیح قول بھی یہی ہے لیکن حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ یہ فسخ ہے اور حضرت امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے

اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد شوہر کی زیادتی وسرکشی ہو اور شوہر کی اس زیادتی وسرکشی کی دلیل سے بیوی خلع چاہتی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ خلع کے معاوضہ کے طور پر کوئی چیز مثلا روپیہ وغیرہ لے اور اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد بیوی کی نافرمانی وسرکشی ہو یعنی بیوی کی نافرمانی وبداطواری کی دلیل سے خلع کی نوبت آئی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ اس خلع کے عوض میں اس قدر رقم لے کہ اس نے عورت کے مہر میں جو رقم دی ہے اس سے بھی زیادہ ہو۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہ حنفی کی ترجیحی دلیل

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ثابت ابن قیس کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت ابن قیس پر مجھے غصہ نہیں آتا اور نہ میں ان کی عادات اور ان کے دین میں کوئی عیب لگاتی ہوں لیکن میں اسلام میں کفر یعنی کفران نعمت یا گناہ کو پسند نہیں کر سکتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ثابت ابن قیس کا باغ جو انہوں نے تمہیں مہر میں دیا ہے) ان کو واپس کر سکتی ہو؟ ثابت کی بیوی نے کہا کہ ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ثابت سے فرمایا کہ تم اپنا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دیدو۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 475)

ثابت ابن قیس کی بیوی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے شوہر سے اس لئے جدائی اختیار کرنا نہیں چاہتی کہ وہ بداخلاق ہیں یا ان کی عادات مجھے پسند نہیں ہیں یا یہ کہ ان کے دین میں کچھ نقصان ہے بلکہ صورت حال یہ ہے کہ مجھے ان سے محبت نہیں ہے اور وہ طبعی طور پر مجھے ناپسند ہیں لیکن بہر حال وہ میرے شوہر ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے تئیں میری طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے جو اسلامی حکم کے خلاف ہو مثلا مجھ سے کوئی نافرمانی ہو جائے یا ان کی مرضی کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جائے تو ایسی صورت میں گویا کفران نعمت یا گناہ ہوگا جو مجھے گوارہ نہیں ہے اس لئے میں کیوں نہ ان سے جدائی اختیار کرلوں۔

کہا جاتا ہے کہ ثابت ابن قیس بہت بدصورت تھے اور ٹھگنے (پست) قد تھے اور ان کی بیوی کا نام حبیبہ یا جمیلہ تھا جو بہت خوبصورت اور حسین تھیں اسی لئے ان دونوں کا جوڑا بہت ناموزوں تھا اور ان کی بیوی ان کو پسند نہیں کرتی تھیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عرض کے مطابق حضرت ثابت کو مصلحۃ یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدیں اس سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے والے کے حق میں یہ اولی افضل ہے کہ وہ ایک طلاق دے تاکہ اگر رجوع کرنا منظور ہو تو رجوع کرلے نیز اس سے یہ بات بھی

ثابت ہوئی کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ الخلع تطليقة بائنة یعنی خلع طلاق بائن ہے۔

خلع کے یکطرفہ نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

فدیہ کے لفظ میں معاوضہ کا معنی ہے اور معاوضہ میں باہمی رضامندی ضروری ہے۔

وفي تسميته صلى الله عليه وسلم الخلع فديه دليل على ان فيه معنى المعاوضة ولهذا اعتبر فيه رضا الزوجين (زاد المعاد)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلع کا نام فدیہ رکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں معاوضہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور اس لئے اس میں زوجین کی رضامندی کو لازمی قرار دیا۔

فان خفتم سے جملہ شرطیہ شروع ہوتا ہے اور فلا جناح عليهما فيما افتدت به جملہ جزائیہ ہے، جزا سے کہیں یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ اگر زوجین اندیشہ محسوس کریں کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو حکام ان کے درمیان تفریق کر دیں۔: خلع کی صورت میں شوہر کچھ مالی مفاد حاصل کر لیتا ہے جبکہ طلاق دینے کی صورت میں مالی فوائد سے یکسر محروم رہتا ہے، اس لئے بجائے طلاق کے شوہر کے لئے خلع باعث کشش ہے، بسا اوقات شوہر خلع دینے پر رضامند ہوتا ہے مگر بیوی یا تو جدائی ہی نہیں چاہتی یا چاہتی ہے مگر جدائی کے بدلے مہر وغیرہ سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں ہوتی۔ سوال یہ ہے کہ کیا عدالت شوہر کی خواہش پر بیوی کو زبردستی خلع لینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ ظاہر ہے عدالت ایسا اختیار نہیں رکھتی پس آیت شریفہ کی رو سے جس طرح بیوی کی رضامندی ضروری ہے اسی طرح شوہر کی رضامندی بھی ضروری ہے۔

ایک مقدمہ فرض کیجئے کہ شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا اور عورت طلاق چاہتی ہے مگر مہر نہیں چھوڑنا چاہتی، علیحدگی کی کوئی اور معقول دلیل بھی موجود نہیں اور حکام کو صرف اندیشہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ دونوں حدود اللہ قائم نہیں رکھ سکیں گے، کیا فان خفتم کے خطاب کی دلیل سے حکام زبردستی ان کا نکاح منسوخ اور کالعدم کر سکتے ہیں؟

آیت شریفہ اپنی گفتگو میں میاں بیوی دونوں کو شریک رکھتی ہے ولا یحل لکم سے شوہر کو مال واپس لینے سے منع کر دیا گیا ہے، الا ان یخافا سے ایک صورت میں اجازت دی گئی، ان لا یقیما حدود اللہ کے الفاظ سے بدل خلع کے جواز کو بیان کیا گیا ہے، مگر مال کے بدلے علیحدگی کی صورت میں زوجین کو مال کی ادائیگی و وصولی میں گناہ کا شک ہو سکتا تھا، فلا جناح علیھما کے الفاظ سے اس تردد کو زائل کر دیا گیا۔

ہر وہ شخص جسے سخن فہمی کا سلیقہ ہو وہ ان علیحدہ علیحدہ جملوں اور آیت شریفہ کے مجموعی تاثر سے یہی مفہوم اخذ کرے گا کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے جب تک زبان و بیان کے قاعدوں کا خون نہ کیا جائے، اور خواہشات کا رندہ قرآن کریم پر نہ چلایا جائے، اس وقت تک شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کا جواز آیت شریفہ سے ثابت نہیں ہوتا۔

میاں بیوی مل کر نکاح کی صورت میں ایک گرہ لگاتے ہیں مگر قرآن کریم کے بیان کے مطابق یہ گرہ لگنے کے بعد صرف شوہر ہی اسے کھول سکتا ہے، یعنی طلاق کا اختیار صرف مرد کے ہاتھ میں ہے۔ الذی بیدہ عقدۃ النکاح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

عمرو بن شعیب کی مرفوع روایت میں ہے جو سند کے لحاظ سے حسن درجے سے کم نہیں کہ اس سے مراد شوہر ہے، حضرت علی اور ابن عباس سمیت صحابہ کی اکثریت سے یہی تفسیر منقول ہے، حافظ ابن جریر طبری نے بھی نا قابل انکار دلائل سے یہی ثابت کیا ہے خلع کی شرطیں بھی وہی ہیں جو طلاق کی ہیں، اور طلاق میں شوہر کی مرضی واجازت شرط ہے اس لئے خلع میں بھی شوہر کی رضامندی شرط ہے، وشرطه شرط الطلاق (فتاوی ہندیہ) خلع کی شرائط وہی ہیں جو طلاق کی ہیں۔

حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری سمیت تمام ائمہ مجتہدین اس نظریے میں ہم خیال وہم زبان ہیں کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی شرط ہے۔

حنفی مسلك :والخلع جائز عند السلطان وغيره لانه عقد يعتمد التراضي (المبسوط) شافعي مسلك :لان الخلع طلاق فلا يكون لأحد ان يكلف عن احد اب ولا سيد ولا ولي ولا سلطان (الامام الشافعی، مکتبہ الازہریہ)

مالكي مسلك :وتجبر على الرجوع اليه ان لم يرفراقهما بخلع او بغيره المنتقى)

حنبلي مسلك لانه قطع عقد بالتراضي فاشبه الاقالة ابن قدامة، المغني دار المنار

ظاهري مسلك :الخلع هو الافتداء وانما يجوز بتراضيهما .(ابن حزم، المحلى اداره الطباعة المنيرية)

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی (جمیلہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین داری سے ناراض نہیں ہوں، لیکن میں اسلام لانے کے بعد کفر کی باتوں سے ڈرتی ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان کو ان کا باغ (جو انہوں نے بطور مہر دیا تھا) لوٹا دو گی؟ انہوں نے کہا ہاں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے کہا کہ تم باغ قبول کرلو اور انہیں ایک طلاق دے دو۔

بعض حضرات اس واقعے سے استدلال کرتے ہیں کہ مذکورہ خلع کا واقعہ شوہر کی مرضی کے خلاف ہوا تھا۔ مگر سنن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ معاملہ شوہر کی رضامندی سے ہوا تھا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔

فارسل الى ثابت فقال له خذ الذى لها عليك وخل سبيلها، قال نعم ۔ (المطبعہ المیمنیہ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا، کہ جو مال ان کا تم پر واجب ہے وہ لے لو، اور ان کو چھوڑ دو، حضرت ثابت نے کہا ٹھیک ہے۔

قال نعم کے الفاظ اس مفہوم ومدعا میں بالکل واضح ہیں کہ حضرت ثابت نے خلع قبول کی تھی، اور جب شوہر خلع قبول کرلے تو بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی، علاوہ ازیں اگر صرف حاکم کا اطمینان کافی ہوتا جیسا کہ ہماری عدالتوں کا دستور ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ کیا تم ان کا باغ لوٹا دو گی؟ بلکہ جوں ہی آپ خلع کی ضرورت محسوس فرماتے بحیثیت حاکم ہونے کے فیصلہ صادر فرمادیتے۔

رہا یہ امر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو حکم دیا تھا کہ باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو، تو اس حکم کی حیثیت محض مشورہ تھی جیسا کہ بخاری کے مستند شارحین حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور قسطلانی نے لکھا ہے۔

هو امر ارشاد واصلاح لا ایجاب (فتح الباری)

نیز اگر حاکم زوجین کی رضامندی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری کرنے کا مجاز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ثابت کو طلاق کا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ تھی، امام ابوبکر جصاص رازی نے حضرت جمیلہ کے واقعے سے یہی نکتہ کشید کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

اگر یہ اختیار سلطان کو ہوتا کہ وہ یہ دیکھیں کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے، تو ان کے درمیان خلع کا فیصلہ کردے خواہ زوجین خلع چاہیں یا نہ چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے سوال ہی نہ فرماتے اور نہ شوہر سے یہ فرماتے کہ تم ان سے خلع کرلو، بلکہ خود خلع کا فیصلہ فرما کر عورت کو مرد سے چھڑا دیتے اور شوہر کو اس کا باغ واپس لوٹا دیتے، خواہ وہ دونوں اس سے انکار کرتے یا ان میں سے کوئی ایک انکار کرتے، چنانچہ لعان میں زوجین کے درمیان تفریق کا اختیار چونکہ حاکم کو ہوتا ہے اس لئے وہ لعان کرنے والے شوہر سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے بیوی کو چھوڑ دو بلکہ خود ان دونوں کے درمیان تفریق کر دیتا ہے۔ (احکام القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور)

حکمین کا اختیار تفریق کا بیان

زوجین کے پاس مفاہمت کے لئے جو حکمین بھیجے جاتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر وہ مناسب سمجھیں تو زوجین میں تفریق بھی کرسکتے ہیں۔ بعض دیگر ائمہ بھی اس سلسلے میں امام مالک علیہ الرحمہ کے ہم خیال ہیں، جب کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دوسرے تمام فقہاء رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جب تک شوہر حکمین کو تفریق کے سلسلے میں اپنا نمائندہ ومختار نہ بنائیں اس وقت تک ان کو شوہر کی مرضی کے بغیر تفریق کرنے کا حق حاصل نہیں، دونوں جانب کے فقہاء نے سورہ نساء کی آیت نمبر اور چند آثار سے استدلال کیا ہے۔ سورہ نساء میں ہے: اگر وہ دونوں (حکمین) اصلاح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ زوجین کے درمیان موافقت پیدا فرمادے گا۔

آیت شریفہ کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمین تفریق وعلیحدگی کے لئے نہیں بلکہ پھوٹ سے بچانے کے لئے

جارہے ہیں۔امام شافعی نے کتاب الام میں ذکر کیا ہے۔

حاکم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ حکمین کو اپنی دلیل سے شوہر کے حکم کے بغیر تفریق کا حکم دے۔

لیس له ان یامرھما یفرقان ان رایا الا بامر الزوج(کتاب الام)

ابن حزم الظاہری بہت سختی کے ساتھ لکھتے ہیں۔

لیس فی الآیتو لا شئی من السنن ان للحکمین ان یفرقا ولا ان ذالك للحاکم .المحلیٰ .ادارہ طباعه منیریه)

یعنی کسی آیت یا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ حکمین کو میاں بیوی کے درمیاں علیحدگی کرنے کا اختیار ہے اور نہ یہ اختیار حاکم کو ثابت ہوتا ہے۔

معقول اسباب کی بناء پر تفریق کا بیان

جو حقوق بیوی کے شوہر پر واجب ہیں وہ دو قسم پر ہیں: ایک وہ ہیں جو قانونی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر نکاح کے مقاصد اور مصالح حاصل نہیں کیے جاسکتے، مثلاً نان ونفقہ کی ادائیگی، وظائف زوجیت وغیرہ۔یہ حقوق بزور عدالت حاصل کیے جاسکتے ہیں بعض اوقات عورت بہت مشکل سے دوچار ہوجاتی ہے۔ظالم شوہر نہ آباد کرتا ہے اور نہ خوش اسلوبی سے رہائی دیتا ہے۔کبھی لاپتہ ہو جاتا ہے، کبھی پاگل ہوتا ہے، کبھی نامرد ہوتا ہے اور کبھی جان بوجھ کر نان نفقہ ادا نہیں کرتا۔ایسی صورتوں میں شوہر پر واجب ہوجاتا ہے، کہ وہ طلاق دے دے اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو عدالت اس کی مرضی کے بغیر تنسیخ نکاح کرسکتی ہے۔

اس کے برخلاف بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی شوہر پر دیانتاً ضروری ہے، لیکن وہ قانونی حیثیت نہیں رکھتے اور انہیں بزور عدالت حاصل نہیں کیا جاسکتا، مثلاً شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک یا خوش اخلاقی کے ساتھ پیش نہ آتا ہو ایسے حقوق کو بذریعہ عدالت نہیں منوایا جاسکتا۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر یک طرفہ طور پر خلع کی ڈگری صادر کرنا از روئے شرع درست نہیں۔

بلاسبب طلاق کا مطالبہ کرنے کے لئے وعید

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا جو خاتون کسی تکلیف کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔(سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث، 128)

بغیر کسی سبب کے خلع کی ممانعت کا بیان

3461 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمَخْزُومِيُّ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ

3461-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (12256) ـ

الْمُنَافِقَاتُ" ۔ قَالَ الْحَسَنُ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ غَيْرِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ شَيْئًا ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"(کسی وجہ کے بغیر شوہروں) علیحدگی اختیار کرنے والی اور خلع لینے والی عورتیں ہی منافق ہوتی ہیں"۔

حسن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حسن نامی راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی ہے۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ کہ خلع کو بعض حضرات طلاق میں شمار نہیں کرتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں ہیں پھر اس عورت نے خلع کرالیا ہے تو اگر خاوند چاہے تو اس سے پھر بھی نکاح کرسکتا ہے اور اس پر دلیل یہی آیت وارد کرتے ہیں۔

یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے، حضرت عکرمہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں، دیکھو آیت کے اول و آخر طلاق کا ذکر ہے پہلے دو طلاقوں کا پھر آخر میں تیسری طلاق کا اور درمیان میں جو خلع کا ذکر ہے، پس معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عمر طاؤس عکرمہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، داؤد بن علی ظاہری کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کا بھی قدیم قول یہی ہے اور آیت کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ بعض دیگر بزرگ فرماتے ہیں کہ خلع طلاق بائن ہے اور اگر ایک سے زیادہ کی نیت ہوگی تو وہ بھی معتبر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام بکر اسلمیہ نے اپنے خاوند عبداللہ بن خالد سے خلع لیا اور حضرت عثمان نے اسے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اگر کچھ سامان لیا ہو تو جتنا سامان لیا ہو وہ ہے، لیکن یہ اثر ضعیف ہے۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، سعید بن مسیب، حسن، عطا، شریح، شعبی، ابراہیم، جابر بن زید، مالک، ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی ثوری، اوزاعی، ابوعثمان بتی کا یہی قول ہے کہ خلع طلاق ہے۔ امام شافعی کا بھی جدید قول یہی ہے، ہاں حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر دو طلاق کی نیت خلع دینے والے کی ہے تو دو ہو جائیں گی۔ اگر کچھ لفظ نہ کہے اور مطلق خلع ہو تو ایک طلاق بائن ہوگی اگر تین کی نیت ہے تو تین ہو جائیں گی۔ امام شافعی کا ایک اور قول بھی ہے کہ اگر طلاق کا لفظ نہیں اور کوئی دلیل و شہادت بھی نہیں تو وہ بالکل کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

طلاق، خلع اور فسخ نکاح کے فرق کا بیان

طلاق صرف خاوند کے الفاظ اور اس کے اختیار و رضا سے ہوتی ہے، لیکن فسخ نکاح خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں خاوند کی رضا اور اختیار کی شرط نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ہر وہ جس سے تفریق اور علیحدگی کا فیصلہ کیا جائے اور خاوند اس کے الفاظ نہ بولے، اور اسے نہ چاہے۔تو یہ علیحدگی طلاق نہیں کہلائیگی۔(الام(5/128.)

2 طلاق کے کئی ایک اسباب ہیں، اور بعض اوقات بغیر کسی سبب کے بھی ہو سکتی ہے، بلکہ طلاق تو صرف خاوند کا اپنی بیوی کو چھوڑنے کی رغبت سے ہوگی۔

لیکن فسخ نکاح کے لیے سبب کا ہونا ضروری ہے جو فسخ کو واجب یا مباح کرے. فسخ نکاح ثابت ہونے والے اسباب کی مثالیں: خاوند اور بیوی کے مابین کفو و مناسبت نہ ہونا جنہوں نے لزوم عقد میں اس کی شرط لگائی ہے. جب خاوند یا بیوی میں سے کوئی ایک اسلام سے مرتد ہو جائے، اور دین اسلام میں واپس نہ آئے. جب خاوند اسلام قبول کر لے اور بیوی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے، اور وہ مشرکہ ہو اور اہل کتاب سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

خاوند اور بیوی میں لعان ہو جائے. خاوند کا نفقہ و اخراجات سے تنگ اور عاجز ہو جانا، جب بیوی فسخ نکاح طلب کرے. خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک میں ایسا عیب پایا جائے جو استمتاع میں مانع ہو، یا پھر دونوں میں نفرت پیدا کرنے کا باعث بنے۔

3 فسخ نکاح کے بعد خاوند کو رجوع کا حق حاصل نہیں اس لیے وہ اسے نئے عقد نکاح اور عورت کی رضامندی سے ہی واپس لا سکتا ہے. لیکن طلاق رجعی کی عدت میں وہ اس کی بیوی ہے، اور اسے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، چاہے بیوی راضی ہو یا راضی نہ ہو۔

فسخ نکاح میں مرد جن طلاقوں کی تعداد کا مالک ہے اسے شمار نہیں کیا جاتا. امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اور خاوند اور بیوی کے مابین جو فسخ نکاح ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نہ تو ایک اور نہ ہی اس کے بعد۔(کتاب الام(5/199.)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "فسخ نکاح اور طلاق میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ ہر ایک سے خاوند اور بیوی میں علیحدگی اور تفریق ہو جاتی ہے: فسخ یہ ہے کہ جب اس کے بعد خاوند اور بیوی دوبارہ نکاح کریں تو وہ پہلی عصمت پر ہیں، اور عورت اپنے خاوند کے پاس تین طلاق پر ہوگی (یعنی خاوند کو تین طلاق کا حق ہوگا) اور اگر اس نے فسخ نکاح سے قبل طلاق دی اور رجوع کر لیا تو اس کے پاس دو طلاقیں ہونگی۔(الاستذکار(6/181.)

3462 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيْبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهٖ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ هٰذِهٖ" ۔ قَالَتْ اَنَا حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ "مَا شَاْنُكِ" ۔ قَالَتْ لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ۔لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَآءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذِهٖ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْكُرَ" ۔ فَقَالَتْ حَبِيْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّ مَا اَعْطَانِيْ عِنْدِيْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

3462-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الخلع (الحديث 2227) تحفة الاشراف (15792) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ "خُذْ مِنْهَا" - فَاَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي اَهْلِهَا -

★★ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں: سیدہ حبیبہ بنت سہل ﷞' حضرت ثابت بن قیس ﷜ کی اہلیہ تھیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلے' تو آپ ﷺ نے اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس حبیبہ بنت سہل کو کھڑے ہوئے پایا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں' یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی: میرا اور ثابت بن قیس کا گزارا نہیں ہوسکتا' اس نے اپنے شوہر کے بارے میں یہ بات کہی' پھر ثابت بن قیس بھی آ گئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ حبیبہ بنت سہل ہے' جس نے جو اللہ کو منظور تھا وہ بیان کیا ہے' تو حبیبہ نے عرض کی: یارسول اللہ! انہوں نے جو کچھ بھی مجھے دیا تھا' وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ثابت سے فرمایا: تم اس سے وہ وصول کرلو۔

انہوں نے اس خاتون سے وہ وصول کرلیا اور وہ عورت اپنے میکے چلی گئی۔

3463 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَمَا اِنِّي مَا اَعِيبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِينٍ وَّلٰكِنِّي اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ - فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ" - قَالَتْ نَعَمْ - قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً" -

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' حضرت ثابت بن قیس ﷜ کی اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ثابت بن قیس کے اخلاق یا ان کے دین کے حوالے سے مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے' لیکن میں مسلمان ہونے کے باوجود (شوہر کی) ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کردو گی' جو اس نے تمہیں مہر کے طور پر ادا کیا تھا؟ تو اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے حضرت ثابت ﷜ سے فرمایا: تم اس سے باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

خلع میں زیادہ مال لینے سے متعلق مذاہب اربعہ

جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ خلع عورت اپنے سے دیئے ہوئے سے زیادہ لے تو بھی جائز ہے کیونکہ قرآن نے آیت (فی ما افتدت بہ) فرمایا ہے، حضرت عمر کے پاس ایک عورت اپنے خاوند سے بگڑی ہوئی آئی، آپ نے فرمایا اسے گندگی والے گھر میں قید کردو پھر قید خانہ سے اسے بلوایا اور کہا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آرام کی راتیں مجھ پر میری زندگی میں یہی گزری ہیں۔ آپ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس سے خلع کرلے۔ اگرچہ گوشوارہ کے بدلے ہی ہو، ایک روایت میں ہے اسے تین دن وہاں قید رکھا تھا، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر یہ اپنی چٹیا کی دھجی بھی دے تو لے لے اور اسے الگ کردے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے سوا سب کچھ لے کر بھی خلع ہوسکتا ہے۔

3463-اخرجه البخاري في الطلاق، باب الخلع و كيف الطلاق فيه (الحديث 5273و 5274) ۔تحفة الاشراف (6052) ۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں میرے خاوند اگر موجود ہوتے تو بھی میرے ساتھ سلوک کرنے میں کمی کرتے اور کہیں چلے جاتے تو بالکل ہی محروم کر دیتے۔ ایک مرتبہ جھگڑے کے موقع پر میں نے کہہ دیا کہ میری ملکیت میں جو کچھ ہے لے لو اور مجھے خلع دو۔ اس نے کہا اور یہ معاملہ فیصل ہو گیا لیکن میرے چچا معاذ بن عفراء اس قصہ کو لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ عثمان نے بھی اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ چوٹی کی دھجی چھوڑ کر سب کچھ لے لو، بعض روایتوں میں ہے یہ بھی اور اس (سیس) چھوٹی چیز بھی غرض سب کچھ لے لو، پس مطلب ان واقعات کا یہ ہے کہ یہ دلیل ہے اس پر کہ عورت کے پاس جو کچھ ہے دے کر وہ خلع کرا سکتی ہے اور خاوند اپنی دی ہوئی چیز سے زائد لے کر بھی خلع کر سکتا ہے۔

ابن عمر، ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ابراہیم نخعی، قبیصہ بن ذویب، حسن بن صالح عثمان رحمہم اللہ اجمعین بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ، لیث، امام شافعی اور ابو ثور کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابن جریر بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں۔

اور اصحاب ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اگر قصور اور ضرر رسانی عورت کی طرف سے ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ جو اس نے دیا ہے واپس لے لے لیکن اس سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ گو زیادہ لے لے تو بھی قضاء کے وقت جائز ہوگا اور اگر خاوند کی اپنی جانب سے زیادتی ہو تو اسے کچھ بھی لینا جائز نہیں۔ گو، لے لے تو قضا جائز ہوگا۔

امام احمد ابو عبید اور اسحٰق بن راھویہ فرماتے ہیں کہ خاوند کو اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا جائز ہی نہیں۔ سعید بن مسیب عطاء عمرو بن شعیب زہری طاؤس حسن شعبی حماد بن ابو سلیمان اور ربیع بن انس کا بھی یہی مذہب ہے۔ عمر اور حاکم کہتے ہیں حضرت علی کا بھی یہ فیصلہ ہے۔

اوزاعی کا فرمان ہے کہ قاضیوں کا فیصلہ ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ کو جائز نہیں جانتے۔ اس مذہب کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ اپنا باغ لے لو اور اس سے زیادہ نہ لو۔ مسند عبد بن حمید میں بھی ایک مرفوع حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع لینے والی عورت سے اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا مکروہ رکھا، اور اس صورت میں جو کچھ فدیہ وہ دے دے گا، کا لفظ قرآن میں ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دیئے ہوئے میں سے جو کچھ دے، کیونکہ اس سے پہلے یہ فرمان موجود ہے کہ تم نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لو، ربیع کی قرأت میں بہ کے بعد منہ کا لفظ بھی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ حدود اللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کرو ورنہ گنہگار ہوں گے۔

عدت خلع میں حق طلاق پر مذاہب فقہاء

اس عورت پر عدت کے اندر اندر دوسری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ نہیں، کیونکہ وہ عورت اپنے نفس کی مالکہ ہے اور اس خاوند سے الگ ہو گئی ہے، ابن عباس ابن زبیر عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد اسحٰق ابو ثور کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول امام مالک علیہ الرحمہ کا ہے کہ اگر خلع کے ساتھ ہی بغیر خاموش رہے طلاق دے دے تو واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں،

یہ مثل اس کے ہے جو حضرت عثمان سے مروی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ عدت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ ابو حنیفہ ان کے اصحاب، ثوری، اوزاعی، سعید بن مسیب، شریح، طاؤس، ابراہیم، زہری، حاکم، حکم اور حماد کا بھی یہی قول ہے۔

ابن مسعود اور ابو الدرداء سے بھی یہ مروی تو ہے لیکن ثابت نہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے نہ بڑھو، فرائض کو ضائع نہ کرو، محارم کی بےحرمتی نہ کرو، جن چیزوں کا ذکر شریعت میں نہیں تم بھی ان سے خاموش رہو کیونکہ اللہ کی ذات بھول چوک سے پاک ہے۔ اس آیت سے استدلال ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ تینوں طلاقیں ایک مرتبہ ہی دینا حرام ہیں۔ مالکیہ اور ان کے موافقین کا یہی مذہب ہے، ان کے نزدیک سنت طریقہ یہی ہے کہ طلاق ایک ایک دی جائے کیونکہ آیت (الطلاق مرتان) کہا پھر فرمایا کہ یہ حدیں ہیں اللہ کی، ان سے تجاوز نہ کرو،

اس کی تقویت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سنن نسائی میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں ایک ساتھ دی ہیں۔ آپ سخت غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جانے لگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں اس شخص کو قتل کروں، لیکن اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔

بانجھ کے فسخ نکاح کا ذریعہ نہ ہونے کا بیان

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فسخ نکاح کو جائز کرنے والے عیوب بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "ہمارے علم کے مطابق تو اہل عم کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں، صرف حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: جب دونوں یعنی خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک بانجھ ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ اپنا معاملہ واضح کرے، ہو سکتا ہے اس کی بیوی اولاد چاہتی ہو، اور یہ نکاح کے شروع میں ہونا چاہیے، لیکن اس سے فسخ ثابت نہیں ہوتا، اگر اس سے فسخ نکاح ثابت ہوتا تو پھر آیسہ یعنی ناامید ہونے والی عورت میں یہ ضرور ثابت ہوتا؛ اور اس لیے بھی کہ اس کا علم نہیں، کیونکہ کچھ آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوانی میں اولاد نہیں ہوتی لیکن بڑھاپے میں اولاد ہو جاتی ہے۔ اور سارے عیوب سے ان کے ہاں فسخ نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ (المغنی (143/7).)

اس آیت شریفہ کے مضمون کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہے تو بیوی سے کچھ مال لینا اس کے لئے حلال نہیں، خواہ وہ مال خود شوہر ہی کا دیا ہو کیوں نہ ہو۔ صرف ایک ہی صورت ایسی ہے جس میں شوہر کے لئے بیوی سے معاوضہ لینا حلال ہے، وہ یہ کہ میاں بیوی دونوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطوں کو قائم نہیں کر سکیں گے۔

پس اگر ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی دونوں یہ محسوس کرتے ہوں کہ اب وہ میاں بیوی کی حیثیت سے حدودِ خداوندی کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں کو خلع کا معاملہ کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، اور اس صورت میں بیوی سے بدل خلع کا

وصول کرنا شوہر کے لئے حلال ہوگا۔

3464 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ اَبِیْ حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ ۔ فَقَالَ "غَرِّبْهَا اِنْ شِئْتَ" ۔ قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِیْ ۔ قَالَ "اسْتَمْتِعْ بِهَا" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میری بیوی کسی بھی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو اُسے فارغ کر دو۔

اس نے عرض کی: مجھے یہ اندیشہ ہے' میرا دل پھر بھی اُسی کی طرف لگا رہے گا۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر تم اس سے نفع حاصل کرتے رہو۔

3465 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ تَحْتِیْ امْرَاَةً لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ قَالَ "طَلِّقْهَا" ۔ قَالَ اِنِّیْ لَا اَصْبِرُ عَنْهَا ۔ قَالَ "فَاَمْسِكْهَا" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ مُرْسَلٌ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی ہے' جو کسی چھونے والے کے ہاتھ کو واپس نہیں کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے طلاق دے دو۔

انہوں نے عرض کی: میں اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم اسے اپنے پاس رکھو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' درست یہ ہے' یہ روایت "مرسل" ہے۔

باب بَدْءِ اللِّعَانِ ۔

یہ باب لعان کے آغاز کے بیان میں ہے

لعان کے حکم شرعی کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں، تو وہ

3464-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء (الحديث 2049) ۔ تحفة الاشراف (6161) ۔

3465-تقدم (الحديث 3229) ۔

ان میں سے کسی ایک شخص کو گواہی یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بے شک وہ ضرور سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو اور عورت سے حدِ زنا اس طرح دُور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک اس کا خاوند ضرور جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کا عذاب نازل ہو اگر وہ (خاوند) سچوں میں سے ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا) اور بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت حکمت والا ہے (النور:۱۰۔۶)۔

لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لعان کا لفظ لعن سے ماخوذ ہے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھتکارنا اور خیر سے دور کرنا، اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ بددعا کا کلمہ ہے، اور لکھتے ہیں کہ لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرائے اور مرد سے ابتداء کرے، مرد چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں صادق ہوں، جب وہ چار بار یہ قسم کھا لے تو پانچویں بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے بائنہ ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوگی، اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۳۳۵۔۳۳۴)

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لئے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لئے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حدِ قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۹۰)

زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور یہ تحقیق ہو جائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شخص اس سبب سے اس زانی کو قتل کر دے تو جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ اس پر قصاص لازم آئے گا الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کر دے یا مقتول کے ورثاء اس کے زنا کا اعتراف کر لیں۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ وہ زانی شادی شدہ ہو، یہ دنیاوی ضابطہ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ بعض شوافع کا قول یہ ہے کہ جو شخص بھی سلطان کی اجازت کے بغیر کسی

شادی شدہ زانی کو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (شرح مسلم ج ۱ص ۴۸۸، کراچی)

امام ابوحنیفہ کا قول جمہور کے موافق ہے، اگر دو شخص گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو زنا کے سبب سے قتل کیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس سے قصاص لیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ص ۴۴۹، لاہور)

جمہور کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو حضرت سعد کے جواب میں فرمایا تلوار کافی گواہ ہے، پھر فرمایا نہیں! مجھے خدشہ ہے کہ پھر لوگ نشہ اور غیرت میں آ کر دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیں گے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۶۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ص نے اس سبب سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، البتہ جس پر چار گواہوں سے زنا ثابت ہو جائے اس کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ مباح الدم ہے اس لئے اس صورت میں اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، لیکن کسی شخص کو بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ مواخذہ کا مستحق ہوگا۔

لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ان کے موافقین کا یہ نظریہ ہے کہ نفس لعان سے، لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ عورت کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد تفریق ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی تفریق ہو جات ہے۔ سحنون مالکی کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا یہ قول ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے تفریق ہوتی ہے، اور امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے میں شوافع کے۔ (عمدۃ القاری جز ۲۰ص ۲۹۵، مصر) علامہ ابوالحسن مرداوی حنبل لکھتے ہیں کہ وجیز میں لکھا ہے کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محرر، نظم، رعایتین، حاوی صغیر، فروع وغیرہ کتب حنابلہ میں اسی قول کو مقدم کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم تفریق نہ کرے۔ خرقی (المغنی ابن قدامہ کا متن) کا یہی مختار ہے۔ قاضی، شریف، ابوالخطاب اور ابن البناء وغیرہم فقہاء حنابلہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور دوسری کتب حنابلہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور انتصار میں لکھا ہے کہ عام اصحاب حنابلہ کا بھی یہی مختار ہے۔ (الانصاف ج ۹ص ۲۵۲-۲۵۱، بیروت)

فقہاء احناف کے نظریہ پر دلائل کا بیان

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے یہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی جس میں پہلے لعان کا واقعہ درج ہے، حضرت ابن عمر نے لعان کی کاروائی بیان کرنے کے بعد فرمایا ثم فرق بینھما۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۹۴) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر کی اس روایت کی سعید بن جبیر سے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۱) اور نافع سے بھی۔ نافع سے دو روایات ذکر کی ہیں ایک روایت کے الفاظ

اس طرح ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۳۱۳)

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی۔

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعان کے بعد تفریق نہ فرماتے۔

فقہاء احناف کی دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے واقعہ لعان میں یہ بیان کیا ہے کہ لعان کے بعد حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! (لعان کے بعد) اگر اب میں اس کو اپنے نکاح میں رکھوں تو پھر میں جھوٹا قرار پاؤں گا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۵۳۰۸، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۹۲)

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفرق نہیں ہوتی ورنہ حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے یا رسول اللہ فرماتے اب تین طلاقوں کی کیا ضرورت ہے تفریق تو ہو گئی۔

علامہ نووی کے اعتراضات کے جوابات کا بیان

علامہ نووی نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذھب فلا سبیل لک علیھا۔ جاؤ اس عورت پر تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کو رد کر دیا، یعنی اب تمہاری اس پر ملکیت نہیں ہے اس لئے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۹، کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ نووی کی اس دلیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شرح مسلم میں علامہ نووی کی اس عبارت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر کے تین طلاقیں دینے کے بعد فرمایا لا سبیل لک علیھا۔ اور یہ کہ یہ جملہ حضرت بن سعد ساعدی کی روایت میں موجود ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جملہ حضرت ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد ہے: اللہ یعلم ان احد کما کاذب۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۵۲۔۴۵۱، لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فلا سبیل لک علیھا کا حضرت عویمر کی دی گئی تین طلاقوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ تین طلاقوں پر رد ہے، اس معاملہ میں علامہ نووی نیا یک کھلا ہوا مغالطہ کھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لا سبیل لك علیھا جس حدیث میں ہے وہ حسب ذیل ہے:

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے لعان کرنے والوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیلعان کرنے والوں سے فرمایا تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اس عورت پر اب تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۲)

اس حدیث سے نہ صرف یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا سبیل لك علیھ ا کا تعلق حضرت عویمر کے قصہ سے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان نفس لعان سے تفریق نہیں ہوئی بلکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی ہے۔

نفس لعان سے تفریق نہ ہونے پر ایک واضح دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عویمر نے لعان کے بعد تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو آپ ان تین طلاقوں کو مسترد کر دیتے، امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

علامہ نووی نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ دوسری روایت میں ہے: ففارقھا حضرت عویمر اپنی بیوی سے علیحدہ ہو گئے۔ لیکن یہ تین طلاقیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حضرت سہل بن سعد ساعدی کی روایت سے ظاہر ہے۔ اس لئے اس روایت کا یہ لفظ بھی علامہ نووی اور شوافع کے مسلک کے لئے مفید نہیں ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان رقم حدیث الباب: ۳، رقم الحدیث بلا تکرار: ۱۴۹۲، رقم الحدیث المسلسل: ۳۶۷۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی بکثرت روایات مذکور ہیں۔ (رقم حدیث الباب: ۹، ۸، ۷) جن میں تصریح ہے کہ لعان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کی، اور یہ موقف احناف کی واضح دلیل ہیں اور فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کے موقف پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء کا بیان

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے لعان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۴)

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے بعد بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور باپ سے اس کا نسب منتفی ہوگا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ عامر، شعبی، محمد بن ابی ذئب اور بعض اہل مدینہ نے اس مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا ہے کیونکہ بچہ اس کا ہوتا ہے کہ جس کے بستر پر ہو اس لئے لعان کرنے والے شخص سے ہی نسب ثابت ہوگا، لیکن ان کے خلاف یہ حدیث جمہور کی قوی دلیل ہے اور اس قاعدہ میں اس حدیث سے تخصیص کی جائے گی۔ البتہ ایک اور اختلاف یہ ہے کہ ماں سے نسبت اس وقت منتفی ہوگا جب بچہ پیدا ہوتے ہی یا زیادہ دن گزرنے سے پہلے مرد اس کا انکار کر دے، امام ابوحنیفہ نے دن مقرر نہیں کیے۔ امام ابویوسف فرماتے ہیں سات دن کے کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں چالیس دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ یعنی اس سے پہلے انکار کا شرعاً اعتبار ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہوتے ہیں فوراً انکار کر دیا تو اس کا انکار شرعاً معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۳۰۲، مصر)

3466 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ

3466- انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (5031) ۔

سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ جَآئَنِیْ عُوَيْمِرٌ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْعَجْلَانِ - فَقَالَ اَیْ عَاصِمُ اَرَاَيْتُمْ رَجُلًا رَاٰی مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا عَاصِمُ سَلْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَكَرِهَهَا ـ فَجَائَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ يَا عَاصِمُ فَقَالَ صَنَعْتُ اَنَّكَ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَيْرٍ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا ـ قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَاَسْاَلَنَّ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ فَانْطَلَقَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْكَ وَفِیْ صَاحِبَتِكَ فَاْتِ بِهَا" ـ قَالَ سَهْلٌ وَّاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بِهَا فَتَلَاعَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا ـ فَفَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ ـ

★★ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ' حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: عویمر میرے پاس آئے' ان کا تعلق بنوعجلان سے تھا' وہ بولے: اے عاصم! ایسے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے' جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو تم لوگ اُسے قتل کر دو گے' اے عاصم! پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کرو۔ عاصم نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا' آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگی' عویمر' عاصم کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! تم نے کیا' کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ایسا کر لیا تھا' لیکن تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ عویمر بولے: اللہ کی قسم! میں خود اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور دریافت کروں گا' پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ سوال کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

تم اسے ساتھ لے کر آؤ۔

(اس کے بعد راوی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس وقت لوگوں کے ساتھ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' عویمر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے' ان دونوں نے لعان کیا' پھر عویمر نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں اب بھی اسے اپنے ساتھ رہنے دیتا ہوں' تو اس کا مطلب یہ ہے' میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کچھ ہدایت دینے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی (یعنی اسے طلاق دے دی)۔

(ابن شہاب زہری کہتے ہیں:) اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہی طریقہ رائج ہو گیا۔

لعان کے فقہی مفہوم کا بیان

لعان اور ملاعنہ کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا شرعی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی

تہمت لگائے یا جو بچہ پیدا ہوا اس کے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا نہیں نہ معلوم کس کا ہے اور بیوی اس سے انکار کرے اور کہے کہ تم مجھ پر تہمت لگا رہے ہو پھر وہ قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے قاضی شوہر کو بلا کر اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کہے چنانچہ اگر شوہر گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو قاضی اس کی بیوی پر زنا کی حد جاری کرے اور اگر شوہر چار گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت نہ کر سکے تو پھر قاضی پہلے شوہر کو اس طرح کہلائے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے جو زنا کی نسبت اس کی طرف کی ہے اس میں سچا ہوں عورت کی طرف اشارہ کر کے چار دفعہ شوہر اسی طرح کہے پھر پانچویں دفعہ مرد کی طرف اشارہ کر کے یوں کہے کہ اس مرد نے میری طرف جو زنا کی نسبت کی ہے اگر اس میں یہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔

جب دونوں اس طرح ملاعنت کریں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی او. وہ عورت اس مرد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی ہاں اگر اس کے بعد مرد خود اپنے کو جھٹلائے یعنی یہ اقرار کرلے کہ میں نے عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اس صورت میں اس پر حد تہمت جاری کی جائے گی اور عورت سے پھر نکاح کرنا اس کے لئے درست ہو جائے گا لیکن حضرت امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ اگر مرد خود اپنے کو جھٹلائے تب بھی عورت اس کے لئے ہمیشہ کو حرام رہے گی۔

حکم لعان کے نزول کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک صحابی ہلال ابن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی شریک ابن سحماء صحابی کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی یعنی ہلال نے کہا کہ شریک ابن سحماء نے میری بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال سے فرمایا کہ اپنے الزام کے ثبوت میں گواہ پیش کرو ورنہ جھوٹی تہمت لگانے کے جرم میں تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی یعنی اسی کوڑے مارے جائیں گے ہلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈھنے چلا جائے؟ یعنی اول تو ایسی صورت میں اتنا موقع کہاں کہ کسی کو گواہ کرے پھر یہ کہ کسی کو گواہ کرنے کی وہ جگہ کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمائے جا رہے تھے کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی پھر ہلال نے عرض کیا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں سچا ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بری رکھے گا، آخر کار کچھ ہی عرصہ بعد حضرت جبریل تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل کی گئی ہیں آیت (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) 24۔النور 26)(یعنی اور جو لوگ کہ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں الخ پھر اس کے بعد کی آیتوں (اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) 24۔النور:26) تک تلاوت کی اس کے بعد ہلال دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور گواہی دی یعنی لعان کی جو تفصیل پیچھے بیان کی جا چکی ہے اس کے ساتھ انہوں نے پانچ مرتبہ گواہی کے ذریعہ لعان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تم سے کوئی ایک جھوٹا ہے سو تم میں سے کون ہے جو توبہ کرے اس کے بعد ہلال کی بیوی کھڑی ہوئی اور لعان کیا یعنی چار مرتبہ اپنی پاکدامنی کی شہادت دی اور جب وہ پانچویں مرتبہ گواہی دینے چلی تو صحابہ نے اس کو روکا اور کہا کہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ پانچویں گواہی تم دونوں کے

درمیان جدائی کو واجب کر دے گی یا اگر تم جھوٹی ہوگی تو آخرت میں عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں یہ سن کر وہ عورت ٹھہر گئی اور پیچھے ہٹی یعنی وہ پانچویں مرتبہ کچھ گواہی دینے میں متامل ہوئی جس سے ہمیں یہ گمان ہوا کہ یہ اپنی بات سے پھر جائے گی لیکن پھر اس نے کہا کہ میں لعان سے بچ کر اور اپنے خاوند کے الزام کی تصدیق کر کے اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے رسوا نہیں کروں گی یہ کہہ کر اس نے پانچویں گواہی کو بھی پورا کیا اس طرح جب لعان پورا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھتے رہنا اگر اس نے ایسے بچے کو جنم دیا جس کی آنکھیں سرمئی کولہے بھاری اور پنڈلیاں موٹی ہوں تو وہ بچہ شریک ابن سحماء کا ہوگا کیونکہ شریک اسی طرح کے ہیں چنانچہ جب اس عورت نے ایسے ہی بچہ کو جنم دیا جو شریک کے مشابہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا مذکورہ حکم نہ ہوتا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لعان کرنے والوں پر تعزیر جاری نہیں ہوگی) تو پھر میں اس عورت کے ساتھ دوسرا ہی معاملہ کرتا یعنی شریک کے ساتھ اس بچہ کی مشابہت اس عورت کی بدکاری کا ایک واضح قرینہ ہے اس لئے اس کی اس بدکاری پر میں اس کو ایسی سزا دیتا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہوتی (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ہلال نے لعان کیا ہے اور اس موقع پر لعان کے مسئلہ میں مذکورہ آیت نازل ہوئی اس بارے میں جو تحقیقی تفصیل ہے وہ حضرت سہل کی روایت کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے الخ، بظاہر زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان دونوں کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمائی اور اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص کوئی جھوٹی بات کہے یا کسی پر جھوٹی تہمت لگائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات لعان سے پہلے ان دونوں کو جھوٹ کے عواقب سے ڈرانے کے لئے ارشاد فرمائی تھی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاکم وقاضی کسی بھی معاملہ میں اپنے گمان وخیال قرائن اور کسی علامت کی بنیاد پر کوئی حکم نہ دے بلکہ وہی حکم دے جس کے دلائل وشواہد تقاضا کریں۔

لعان کے حکم کا بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگی لہذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلاء وظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا اُس کا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔

اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور

دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کی وجہ سے ہے۔(جوہرہ نیرہ، کتاب طلاق، باب کفارہ ظہار)

باب اللِّعَانِ بِالْحَبَلِ ۔

یہ باب ہے کہ حاملہ بیوی کے ساتھ لعان کرنا

3467 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَاَتِهِ وَكَانَتْ حُبْلٰى ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلانی اوران کی اہلیہ کے درمیان لعان کروایا تھا' وہ عورت حاملہ تھی۔

باب اللِّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی متعین شخص کے ساتھ زنا کا الزام لگائے' تو اس پر لعان کرنا

3468 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ سُئِلَ هِشَامٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقْذِفُ امْرَاَتَهُ فَحَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ ذٰلِكَ وَاَنَا اُرٰى اَنَّ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ عِلْمًا فَقَالَ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهُ بِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ - وَكَانَ اَخُو الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِاُمِّهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَاعَنَ - فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ "اَبْصِرُوْهُ فَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيْءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا اَحْمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ" . قَالَ فَاُنْبِئْتُ اَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا اَحْمَشَ السَّاقَيْنِ ۔

★★ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں' ہشام سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے' تو ہشام نے محمد کے حوالے سے یہ بات نقل کی' وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' میں یہ سمجھتا تھا کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی معلومات ہوگی' تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس کے شریک بن سحماء کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں' یہ براء بن مالک کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے اور یہ وہ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے لعان کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا جائزہ لینا' اگر اس عورت نے سفید رنگت' لمبے بالوں اور کمزور آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کی اولاد ہوگا'

3467-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6330) .

3468-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 11) . و اخرجه النسائي في الطلاق، كيف اللعان (الحديث 3469) مطولا . تحفة الاشراف (1461) .

اگر اس نے سرگیں آنکھوں، گھنگھریالے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔
راوی کہتے ہیں: بعد میں مجھے یہ پتہ چلا کہ اس عورت نے سرگیں آنکھوں، گھنگھریالے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تھا۔

شرح

حضرت سہل ابن سعد ساعدی کہتے ہیں کہ ایک صحابی عویمر عجلانی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں بتایئے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور اسے یہ یقین ہو کہ اس مرد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے کیا وہ اس مرد کو قتل کر ڈالے؟ اگر وہ اس کو مار ڈالے گا تو مقتول کے وارث اس کو قتل کر دیں گے ایسی صورت میں وہ کیا کرے آیا اس عار پر صبر کرے یا کوئی اقدام کرے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس سے فرمایا کہ تم میاں بیوی کے قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے جاؤ اپنی بیوی کو بلا لاؤ حضرت سہل کہتے ہیں کہ عویمر اپنی بیوی کو بلا لائے اور میاں بیوی نے مسجد نبوی میں لعان کیا اور میں بھی اس وقت دوسرے لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی موجود تھا چنانچہ جب وہ دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر (یعنی میاں نے کہا کہ اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر تہمت لگائی ہے اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو تین بار طلاق دی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اپنے موجودہ حمل سے ایسا بچہ جنے جس کا رنگ سیاہ آنکھیں بہت کالی ہوں کولہے بڑے ہوں اور دونوں پنڈلیوں کا گوشت بھرا ہو تو میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویمر نے اس عورت کے بارے میں جو کہا ہے وہ سچ کہا ہے کیونکہ عویمر نے جس مرد کی طرف زنا کی نسبت کی وہ اسی رنگ وصورت کا ہے اور جب اسی کی شباہت کا بچہ پیدا ہوگا تو یہی کہا جائے گا کہ وہ اسی کے نطفہ سے ہے اور اگر اس عورت نے ایسا بچہ جنا جس کا رنگ سرخ ہو اور بامنی کے رنگ کا معلوم ہوتا ہو تو پھر میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویمر نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے یعنی عویمر چونکہ سرخ رنگ کے ہیں اس لئے بچہ کی رنگت بھی سرخ ہوئی تو سمجھا جائے گا کہ بچہ عویمر ہی کے نطفہ سے ہے اور عویمر نے اپنی بیوی کو جھوٹی تہمت لگائی ہے) چنانچہ جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا تو وہ اسی صورت کا تھا جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی تصدیق کے لئے ذکر کیا تھا (یعنی وہ بچہ اسی مرد کی شباہت کا تھا جس کی طرف سے عویمر نے زنا کی نسبت کی تھی گویا عویمر کی بات سچ ثابت ہوئی اس کے بعد وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق) اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 501)

اگر کوئی شخص کسی غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرتا ہوا پائے اور وہ شخص اس مرد کو جان سے مار ڈالے تو اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا وہ شخص جس نے اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرنے والے کو جان سے مار ڈالا ہے) اسلامی قانون کے مطابق قصاص یعنی سزائے موت کا مستوجب ہے یا نہیں؟

چنانچہ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اس کو سزائے موت دی جائے ہاں اگر وہ شخص اس بات کے ثبوت میں کہ مقتول نے اس کی بیوی کے ساتھ منہ کالا کیا تھا چار گواہ پیش کر دے یا خود مقتول کے ورثاء اس بات کا اقرار کر لیں تو اس صورت میں اس کو سزائے موت

نہیں دی جائے گی تاہم یہ ملحوظ رہے کہ اگر چار پیش نہ کرنے یا مقتول کے ورثاء کے اقرار نہ کرنے کی صورت میں اسے سزائے موت دے دی گئی تو واقع کے اعتبار سے وہ سچا تھا تو اللہ کے نزدیک گنہگار نہیں سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ آیت (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ) النور: 6-7) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے ہی دعویٰ کے اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت جو کہ ان کو حد قذف سے بچا سکتی ہے یہی ہے وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں (آخر تک) بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیات کریمہ ۹ ھ کے ماہ شعبان میں نازل ہوئیں ہیں ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے بارے میں مذکورہ بالا آیت حضرت عویمر کے واقعہ پر نازل ہوئی ہے اور اسلام میں سب سے پہلا لعان انہی کی طرف سے ہوا تھا۔

جب کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ایک دوسرے صحابی حضرت ہلال ابن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اسلام میں سب سے پہلے ہلال ہی نے لعان کیا ہے چنانچہ آگے حضرت ابن عباس کی جو روایت آئے گی اس سے یہی ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں ارشاد گرامی تم میاں بیوی کے قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے قضیہ جیسے ایک قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ آیت دونوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہو جس کی صورت یہ ہوئی ہوگی کہ پہلے ان میں سے کسی ایک نے نبی کریم سے اپنے بارے میں سوال کیا ہوگا پھر بعد میں دوسرے کا قضیہ پیش آیا ہوگا اور اس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہوگا یہاں تک کہ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن ان دونوں میں حضرت ہلال نے پہلے لعان کیا۔ گویا میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے یہ حضرت عویمر نے دراصل تین طلاق دینے کا سبب بیان کیا ہے کہ اس صورت حال کے بعد بھی اگر میں اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھوں اور طلاق نہ دوں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ میں نے اس کی طرف زنا کی جھوٹی نسبت کی ہے کیونکہ اس کو نکاح میں رکھنے کا مطلب یہی ہوگا کہ گویا میں نے جو کچھ کہا ہے سب جھوٹ ہے اور یہ عورت بدکاری کے گناہ سے پاک ہے۔

باب كَيْفَ اللِّعَانُ

یہ باب ہے کہ لعان کیسے کیا جائے گا؟

3469 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ شَرِيكَ ابْنَ

3469-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في اللعان، (الحديث 11) . و النسائي في الطلاق، باب اللعان، في قذف الرجل زوجه برجل بعينه (الحديث 3468) . تحفة الإشراف (1461) .

السَّحْمَآءِ بِامْرَاَتِهٖ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرْبَعَةَ شُهَدَآءَ وَاِلَّا فَحَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ" . يُرَدِّدُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِرَارًا فَقَالَ لَهُ هِلَالٌ وَّاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْلَمُ اَنِّيْ صَادِقٌ وَّلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَا يُبَرِّءُ ظَهْرِيْ مِنَ الْجَلْدِ . فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اٰيَةُ اللِّعَانِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَعَا هِلَالًا فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ دُعِيَتِ الْمَرْاَةُ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فَلَمَّا اَنْ كَانَ فِي الرَّابِعَةِ اَوِ الْخَامِسَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقِّفُوْهَا فَاِنَّهَا مُوْجِبَةٌ" . فَتَلَكَّاَتْ حَتّٰى مَا شَكَكْنَا اَنَّهَا سَتَعْتَرِفُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ .

فَمَضَتْ عَلَى الْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيْءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اٰدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَآءِ" . فَجَاءَتْ بِهٖ اٰدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا مَا سَبَقَ فِيْهَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ" . قَالَ الشَّيْخُ وَالْقَضِيْءُ طَوِيْلُ شَعْرِ الْعَيْنَيْنِ لَيْسَ بِمَفْتُوْحِ الْعَيْنِ وَلَا جَاحِظِهِمَا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اسلام میں سب سے پہلا لعان ہلال بن امیہ نے کیا تھا' انہوں نے شریک بن سحماء پر یہ الزام لگایا' کہ اس کے ان کی بیوی کے ساتھ تعلقات ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا تو چار گواہ پیش کرو' ورنہ تم پر حد جاری ہوگی۔

لیکن وہ اپنی بات مسلسل دہراتے رہے' پھر ہلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے' میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ حکم نازل کردے گا' جس کے نتیجے میں مجھ پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لعان کے حکم سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں''۔

یہ آیت آخر تک ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال کو بلایا' انہوں نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹے ہوں' تو ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس عورت کو بلایا گیا' اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) جھوٹے ہیں' جب چوتھی مرتبہ یا شاید پانچویں مرتبہ وہ یہ کہنے لگی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے روکو! کیونکہ اب اگر اس نے یہ کہا' تو یہ چیز اس کے لیے جہنم کو لازم کردے گی۔

وہ عورت ہچکچائی یہاں تک کہ ہمیں یہ شک ہوا کہ شاید اب وہ (اپنے جرام اعتراف کر لے گی لیکن پھر وہ بولی. میں اپنی قوم کو بھی رسوا نہیں ہونے دوں گی اس نے قسم نہیں اُٹھائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس عورت کا جائزہ لینا اگر اس نے سفید رنگت کے مالک لمبے بالوں والے خراب آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کا بچہ ہوگا اگر اس نے گندمی رنگت کے مالک گھنگھریالے بالوں والے درمیانے سے جسم کے مالک اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔

پھر اس عورت نے گندمی رنگت گھنگھریالے بالوں درمیانی جسامت اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اس بارے میں اللہ کی کتاب کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اُس عورت کے ساتھ مختلف سلوک کرتا۔

شیخ فرماتے ہیں: روایت میں استعمال ہونے والے لفظ "قضی" سے مراد آنکھوں کے لمبے بال ہیں اس طرح کی آنکھیں مکمل کھلی ہوئی بھی نہ ہوں اور مکمل بند بھی نہ ہوں باقی اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

لعان کی شرائط کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کی درج ذیل شرائط ہیں۔(۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔ (۲) زوجیت قائم ہو خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا۔ یونہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زدلیل کے مر جانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔ (۴) دونوں عاقل ہوں۔ (۵) دونوں بالغ ہوں۔ (۶) دونوں مسلمان ہوں۔ (۷) دونوں ناطق ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگا نہ ہو۔ (۸) اُن میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔ (۹) مرد نے اپنے اس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اس کے ساتھ متہم ہو۔ لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ نہیں۔ یونہی اگر نکاح فاسد کر کے اُس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولد الزنا3)) نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض ونفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اس کے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔ (۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔ (۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا

مطالبہ کرے۔(۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔(عالم گیری،باب لعان،۵،ص،۵۱۵،بیروت)

لعان کی قسموں کا بیان

اس سلسلے میں ہلال بن امیہ کے مقدمے کی جو تفصیلات صحاح ستہ اور مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے منقول ہوئی ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہلال اور ان کی بیوی ،دونوں عدالت نبوی میں حاضر کیے گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حکم خداوندی سنایا۔پھر فرمایا خوب سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ہلال نے عرض کیا میں نے اس پر بالکل صحیح الزام لگایا ہے۔عورت نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا،تو ان دونوں میں ملاعنت کرائی جائے۔چنانچہ پہلے ہلال اٹھے اور انہوں نے حکم قرآنی کے مطابق قسمیں کھائی۔نبی صلی اللہ الیہ وسلم اس دوران میں بار بار فرماتے رہے. اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے،پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟

پانچویں قسم سے پہلے حاضرین نے ہلال سے کہا خدا سے ڈرو،دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔یہ پانچویں قسم تم پر عذاب واجب کر دے گی۔مگر ہلال نے کہا جس خدا نے یہاں میری پیٹھ بچائی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے عذاب نہیں دے گا۔یہ کہ کر انہوں نے پانچویں قسم بھی کھائی۔پھر عورت اٹھی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔

پانچویں قسم سے پہلے اسے بھی روک کر کہا گیا کہ خدا سے ڈر،آخرت کے عذاب کی بہ نسبت دنیا کا عذاب برداشت کر لینا آسان ہے۔

یہ آخری قسم تجھ پر عذاب الٰہی کو واجب کر دے گی۔یہ سن کر وہ کچھ دیر رکتی اور جھجکتی رہی۔لوگوں نے سمجھا اعتراف کرنا چاہتی ہے مگر پھر کہنے لگی میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کرا دی اور فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ (جو اس وقت پیٹ میں تھا) ماں کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا نہیں پکارا جائے گا،کسی کو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگانے کا حق نہ ہوگا،جو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگائے گا وہ حد قذف کا مستحق ہوگا،اور اس کو زمانہ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلال پر حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر شوہر سے جدا کی جارہی ہے۔پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو،وہ کس پر گیا ہے۔اگر اس اس شکل کا ہو تو ہلال کا ہے،اور اگر اس صورت کا ہو تو اس شخص کا ہے جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا ہے۔وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ وہ مؤخر الذکر صورت کا تھا،اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا الأیمان (یا بہ روایت دیگر لو لا مضیٰ من کتاب اللہ) لکان لی و لھا شان ،یعنی اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب پہلے ہی فیصلہ نہ کر چکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق ثلاثہ کا نفاذ

عویمر عجلانی کے مقدمے کی روداد سہل بن سعد ساعدی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ملتی ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ عویمر اور ان کی بیوی، دونوں مسجد نبوی میں بلائے گئے۔ ملاعنت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟ جب کسی نے توبہ نہ کی تو دونوں میں ملاعنت کرائی گئی۔ اس کے بعد عویمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر میں اس عورت کو رکھوں تو جھوٹا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تین طلاقیں دے دیں بغیر اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہوتا۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ان طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرمادیا اور ان کے درمیان تفریق کرادی اور فرمایا کہ یہ تفریق ہے ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں جو باہم لعان کرے۔ اور سنت یہ قائم ہوگئی کہ لعان کرنے والے زوجین کو جدا کر دیا جائے، پھر وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ مگر ابن عمر صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرادی۔ سہل بن سعد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عورت حاملہ تھی اور عویمر نے کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے۔ اس بنا پر بچہ ماں کی طرف منسوب کیا گیا اور سنت یہ جاری ہوئی کہ اس طرح کا بچہ ماں سے میراث پائے گا اور ماں ہی اس سے میراث پائے گی۔

ان دو مقدموں کے علاوہ متعدد روایات ہم کو کتب حدیث میں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کن اشخاص کے مقدموں کی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض ان ہی دونوں مقدموں سے تعلق رکھتی ہوں، مگر بعض میں کچھ دوسرے مقدمات کا بھی ذکر ہے اور ان سے قانون لعان کے بعض اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت ابن عمر ایک مقدمے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زوجین جب لعان کر چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کردی (بخاری، مسلم، نسائی، احمد، ابن جریر)۔ ابن عمر کی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا گیا۔ پھر اس نے حمل سے انکار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کردی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ صف ماں کا ہوگا۔ (صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابن عمر ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ملاعنت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک بہرحال جھوٹا ہے۔ پھر آپ نے مرد سے فرمایا: لا سبيل لك عليها (یعنی اب یہ تیری نہیں رہی۔ نہ تو اس پر کوئی حق جتا سکتا ہے، نہ کسی قسم کی دست درازی یا دوسری انتقامی حرکت اس کے خلاف کرنے کا مجاز ہے)۔ مرد نے کہا یا رسول اللہ اور میرا مال (یعنی وہ مہر تو مجھے دلوایئے جو میں نے اسے دیا تھا)۔ فرمایا: لا مال لك، ان كنت صدقت عليها فهو بما استحللت من فوجها و ان كنت كذبت عليها فذاك ابعد و ابعد لك منها (یعنی مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا، وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

امام دارقطنی نے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: سنت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے زوجین پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا)۔ اور دارقطنی ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ یہ دونوں پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت قبیصہ بن ذؤیب کی روایت ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے حمل کو ناجائز قرار دیا، پھر اعتراف کرلیا کہ یہ حمل اس کا اپنا ہے، پھر وضع حمل کے بعد کہنے لگا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ معاملہ حضرت عمر کی عدالت میں پیش ہوا۔ ڈنے اس پر حد قذف جاری کی اور فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (دارقطنی بیہقی)

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت محبوب ہے۔ مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہو سکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلاق دیدے۔ اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ (یعنی آپ نے اس سے اس کنایے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزام زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا)۔ (سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہو میرا ہے (یعنی محض لڑکے کے رنگ نے اسے شبہ میں ڈالا تا ورنہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے اس کے پاس کوئی اور دلیل نہ تھی)۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ اونٹ تو ہوں گے۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا سرخ۔ آپ نے پوچھا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں، بعض ایسے بھی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی (یعنی ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا)۔ فرمایا شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی اور آپ نے اسے نفی وَلد (بچے کے نسب سے انکار) کی اجازت نہ دی (بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے (یعنی حرام کا پیٹ رکھوا کر شوہر کے سر منڈھ دے) اس کا اللہ سے کچھ واسطہ نہیں، اللہ اس کو جنت میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے حالانکہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو، اللہ قیامت کے روز اس سے پردہ کرے گا اور اسے تمام اگلی پچھلی خلق کے سامنے رسوا کر دے گا (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

آیت لعان اور یہ روایات و نظائر اور شریعت کے اصول عامہ اسلام میں قانون لعان کے وہ مآخذ ہیں جن کی روشنی میں فقہاء نے لعان کا مفصل ضابطہ بنایا ہے۔ اس ضابطے کی اہم دفعات یہ ہیں۔

جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو طور حد جاری کرنے کا حق نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا

جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا بہ شرط یہ کہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یعنی یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل کیا)۔امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اسے اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔

مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا۔مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اس صورت میں معاف کیا جائے گا جب کہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا، اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو۔(نیل الاوطار، ج6، ص228)

لعان گھر بیٹھے آپس ہی میں نہیں ہو سکتا۔اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری ہے۔لعان کے مطالبے کا حق صرف مرد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت بھی عدالت میں اس کا مطالبہ کر سکتی ہے جب کہ شوہر اس پر بدکاری کا الزام لگائے یا اس کے بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

لعان کا کنایہ واستعاریہ سے عدم ثبوت کا بیان

لعان محض کنایے اور استعارے یا اظہار شک وشبہ پر لازم نہیں آتا، بلکہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب کہ شوہر صریح طور پر زنا کا الزام عائد کرے یا صاف الفاظ میں بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے نکار کردے۔امام مالک علیہ الرحمہ اور لیث بن سعد اس پر یہ مزید شرط بڑھاتے ہیں کہ قسم کھاتے وقت شوہر کو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بیوی کو زنا میں مبتلا دیکھا ہے۔لیکن یہ قید بے بنیاد ہے۔اس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔

لاعن کے قسم سے پہلوتہی کرنے میں مذاہب اربعہ

اگر الزام لگانے کے بعد شوہر قسم کھانے سے پہلوتہی کرے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اسے قید کر دیا جائے گا اور جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے الزام کا جھوٹا ہونا نہ مان لے، اسے نہ چھوڑا جائے گا، اور جھوٹ مان لینے کی صورت میں اس کو حد قذف لگائی جائے گی۔اس کے برعکس امام مالک علیہ الرحمہ، شافعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد کی دلیل یہ ہے کہ لعان سے پہلوتہی کرنا خود ہی اقرار کذب ہے اس لیے حد قذف واجب آجاتی ہے۔

اگر شوہر کے قسم کھا چکنے کے بعد عورت لعان سے پہلوتہی کرے تو حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک وہ لعان نہ کرے، یا پھر زنا کا اقرار نہ کرلے۔دوسری طرف مذکورہ بالا ائمہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے رجم کر دیا جائے گا۔ان کا استدلال قرآن کے اس ارشاد سے ہے کہ عورت سے عذاب صرف اس صورت میں دفع ہوگا جب کہ وہ بھی قسم کھالے۔اب چونکہ وہ قسم نہیں کھاتی اس لیے لامحالہ وہ عذاب کی مستحق ہے۔

اقرار سے ثبوت حد اور مودودی کی جعل سازی

لیکن اس دلیل میں کمزوری یہ ہے کہ قرآن یہاں عذاب کی نوعیت تجویز نہیں کرتا بلکہ مطلقاً سزا کا ذکر کرتا ہے۔اگر کہا جائے

کہ سزا سے مراد یہاں زنا ہی کی سزا ہو سکتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ زنا کی سزا کے لیے قرآن نے صاف الفاظ میں چار گواہوں کی شرط لگائی ہے۔ اس شرط کو محض ایک شخص کی چار قسمیں پورا نہیں کر دیتیں۔ شوہر کی قسمیں اس بات کے لیے تو کافی ہیں کہ وہ خود قذف کی سزا سے بچ جائے اور عورت پر لعان کے احکام مترتب ہو سکیں، مگر اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ ان سے عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے۔ عورت کا جوابی قسمیں کھانے سے انکار شبہ ضرور پیدا کرتا ہے اور بڑا قوی شبہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن شبہات پر حدود جاری نہیں کی جا سکتیں۔ اس معاملہ کو مرد کی حد قذف پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا قذف تو ثابت ہے، جبھی تو اس کو لعان پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے برعکس عورت پر زنا کا الزام ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے اپنے اقرار یا چار یعنی شہادتوں کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ (نوٹ۔ اقرار سے ثبوت حد میں شرعی نصوص موجود ہیں اہل علم سے مخفی نہیں ہے)

لعان کے قانونی نتائج میں سے بعض متفق علیہ ہیں، اور بعض میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ متفق علیہ نتائج یہ ہیں: عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا، نہ باپ کی طرف منسوب ہو گا نہ اس سے میراث پائے گا، ماں اس کی وارث ہو گی اور وہ ماں کا وارث ہو گا۔ عورت کو زانیہ اور اس کے بچے کو ولد الزنا کہنے کا کسی کو حق نہ ہو گا، خواہ لعان کے وقت اس کے حالات ایسے ہی کیوں نہ ہوں کہ لوگوں کو اس کے زانیہ ہونے میں شک نہ رہے۔ جو شخص لعان کے بعد اس پر یا اس کے بچے پر سابق الزام کا اعادہ کرے گا وہ حد کا مستحق ہو گا۔ عورت کا مہر ساقط نہ ہو گا۔ عورت دوران عدت میں مرد سے نفقہ اور مسکن پانے کی حق دار نہ ہو گی۔ عورت اس مرد کے لیے حرام ہو جائے گی۔

تفریق لعان میں فقہی مذاہب اربعہ

اختلاف دو مسئلوں میں ہے۔ ایک یہ کہ لعان کے بعد عورت اور مرد کی علیحدگی کیسے ہو گی؟ دوسرے یہ کہ لعان کی بنا پر علیحدہ ہو جانے کے بعد کیا ان دونوں کا پھر مل جانا ممکن ہے؟ پہلے مسئلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ جس وقت مرد لعان سے فارغ ہو جائے اسی وقت فرقت آپ سے آپ واقع ہو جاتی ہے خواہ عورت جوابی لعان کرے نہ کرے۔ امام مالک علیہ الرحمہ، لیث بن سعد اور زفر کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں جب لعان سے فارغ ہوں تب فرقت واقع ہوتی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں کہ لعان سے فرقت آپ ہی آپ واقع نہیں ہو جاتی بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔ اگر شوہر خود طلاق دے دے تو بہتر، ورنہ حاکم عدالت ان کے درمیان تفریق کا اعلان کرے گا۔

دوسرے مسئلے میں امام مالک علیہ الرحمہ، ابو یوسف، زفر، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، شافعی، احمد بن حنبل اور حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ لعان سے جو زوجین جدا ہوئے ہوں وہ پھر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، دوبارہ وہ باہم نکاح کرنا بھی چاہیں تو کسی حال میں نہیں کر سکتے۔ یہی دلیل حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی بھی ہے۔

جبکہ سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، ابوحنیفہ اور محمد رحمہم اللہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر شوہر اپنا جھوٹ مان لے اور اس پر حد قذف جاری ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کے لیے

حرام کرنے والی چیز لعان ہے۔ جب تک وہ اس پر قائم رہیں، حرمت بھی قائم رہے گی۔ مگر جب شوہر اپنا جھوٹ مان کر سزا پا گیا تو لعان ختم ہو گیا اور حرمت بھی اٹھ گئی۔

لعان کی صورت میں تفریق کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے مابین لعان کا حکم فرمایا چنانچہ اس لعان کی وجہ سے وہ شخص اس عورت کے بچہ سے دور ہو گیا یعنی بچہ کا نسب اس شخص سے ہٹا دیا گیا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادی اور بچہ کو عورت کے حوالے کر دیا (بخاری مسلم) اور حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں جو بخاری ومسلم ہی نے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا (تا کہ وہ جھوٹ نہ بولے اور عورت پر اپنے الزام کو ناحق ثابت نہ کرے) اور اس کو اس بات سے آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا اس کو بھی نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا اور آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 502)

تفریق کرادی کا مطلب یہ ہے کہ لعان کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان تفریق جدائی حاکم وقاضی کے حکم ہی سے ہوتی ہے نہ کہ محض لعان سے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے نیز ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر نفس لعان ہی سے تفریق واقع ہو جاتی تو پھر تین طلاقیں کیوں دی جاتیں جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے کہ حضرت عویمر نے لعان کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ دنیا کے عذاب سے مراد حد یعنی شرعی سزا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر مرد کسی عورت کو چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو) زنا کی تہمت لگائے اور اس کی تہمت جھوٹی ثابت ہو جائے تو شرعی قانون کے مطابق اس پر حد جاری کی جائیگی یعنی اس کو ایک پاکدامن عورت پر زنا کی جھوٹ تہمت لگانے کے جرم میں اسی کوڑے مارے جائیں گے۔

اور اگر وہ مرد سچا ثابت ہو جائے یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ اس عورت نے بدکاری کرائی ہے تو پھر اس عورت پر حد جاری ہوگی کہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس کو سنگسار کر دیا جائے گا اور غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں سو کوڑے مارے جائیں گے اس صورت میں یہ امکان ہو سکتا ہے کہ مرد نے کسی غلط فہمی کی بناء پر یا کسی خاص جذبہ کے تحت عورت کو تہمت لگادی ہو اور پھر اسے یہ یقین ہو گیا ہو کہ میں نے عورت پر جو الزام لگایا ہے وہ بے بنیاد ہے مگر اب اس خوف سے کہ ایک پاکدامن عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی یا یہ کہ واقعۃ عورت نے بدکاری کرائی ہو مگر اس خوف سے کہ میں سنگسار کر دی جاؤں گی یا سو کوڑے ماری جاؤں گی اپنے اس گناہ کا اعتراف واقرار نہیں کرتی بلکہ ملاعنت پر تیار ہو جاتی ہے لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امکانی صورت کے خلاف دونوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں دنیا کا عذاب یعنی یہاں کی سزا کہیں آسان اور سہل ہے اس لئے جو صورت حال ہو اور جو سچ بات ہو اس کا اعتراف واقرار کر لو اور اس دنیا کے آسان عذاب کو اختیار کر کے آخرت کے سخت ترین عذاب سے بچو۔

باب قَوْلِ الْإِمَامِ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا یہ کہنا: اے اللہ! (تو اس معاملے کو) واضح کر دے!

3470 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا قَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا بِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ" . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ الشَّرَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی' پھر وہ واپس چلے گئے' پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے' تو عاصم بولے: میں اس آزمائش میں صرف اپنے اس قول کی وجہ سے گرفتار ہوا ہوں۔ پھر وہ اُسے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کے بارے میں بتایا' جس صورت حال میں اس نے اپنی بیوی کو پایا تھا' وہ شخص زرد رنگ کا مالک تھا' اس کے جسم پر گوشت بھی کم تھا' اور اس کے بال بھی بالکل سیدھے تھے' جبکہ جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس اس شخص کو پایا ہے' وہ شخص گندمی رنگت کا مالک تھا' اس کی پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں اور جسم پر گوشت زیادہ تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کر دے!

تو اس عورت نے اس مرد کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا' جس مرد کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس مرد کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروا دیا۔

اس محفل کے دوران ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا یہ وہی عورت ہے' جس کے بارے

3470-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت راجمًا بغير بينة) (الحديث 5310)، وباب قول الامام: اللهم بين (الحديث 5316) و في الحدود، باب من اظهر الفاحشة و اللطخ و التهمة بغير بينة (الحديث 6856) . و اخرجه مسلم في اللعان (الحديث 12) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب قول الامام اللهم بين (الحديث 3471) تحفة الاشراف (6328) .

میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا:
اگر میں کسی ثبوت کے بغیر کسی کو سنگسار کرواتا تو اس عورت کو کروا دیتا۔
تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت (دوسری تھی) جو اسلام میں برائی کا اظہار کرتی تھی۔

3471 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا فَذَهَبَ بِهِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهِ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ" . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ الشَّرَّ فِي الْاِسْلَامِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی' پھر وہ واپس چلے گئے' پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان سے ملا اور اس نے یہ بات ذکر کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے۔ عاصم اس کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا: اس نے اپنی بیوی کو کس صورت حال میں پایا۔
اس شخص کا رنگ زرد تھا' اس کے جسم پر گوشت کم تھا' اور اس کے بال بالکل سیدھے تھے' جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے' اس شخص کا رنگ گندمی تھا' اُس کی پنڈلیاں بھاری تھیں' جسم پر گوشت زیادہ تھا' قد درمیانہ تھا' اور بال گھنگھریالے تھے۔
نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کردے۔
پھر اس عورت نے اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا' جس شخص کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروا دیا۔
(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس محفل میں یہ دریافت کیا' کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو ثبوت کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کر دیتا۔
تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت اسلام میں شر کو ظاہر کیا کرتی تھی۔ (اس جملے کے دو مفہوم ہو

3471-تقدم (الحديث 3470) .

سکتے ہیں ایک مفہوم یہ ہے وہ عورت مسلمان ہونے کے باوجود برائی پھیلایا کرتی تھی اور ایک مفہوم یہ ہوسکتا ہے وہ مسلمانوں کے درمیان برائی پھیلایا کرتی تھی)۔

باب الْاَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلٰى فِيْ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ .

یہ باب ہے کہ پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم

3472 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا حِيْنَ اَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ اَنْ يَتَلَاعَنَا اَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلٰى فِيْهِ وَقَالَ "اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو میاں بیوی کو لعان کرنے کی ہدایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ اس (مرد) کے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (پانچویں مرتبہ کا اعتراف دونوں میں سے کسی ایک کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو) لازم کردے گا۔

باب عِظَةِ الْاِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْاَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ .

یہ باب ہے کہ لعان کے وقت حاکم کا مرد اور عورت کو وعظ و نصیحت کرنا

3473 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَّقُوْلُ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِيْ اِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَقُمْتُ مِنْ مَّقَامِيْ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ نَعَمْ . سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو اَرَاَيْتَ - الرَّجُلَ مِنَّا يَرٰى عَلَى امْرَاَتِهٖ فَاحِشَةً اِنْ تَكَلَّمَ فَاَمْرٌ عَظِيْمٌ - وَقَالَ عَمْرٌو اَتٰى اَمْرًا عَظِيْمًا - وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ . فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْاَمْرَ الَّذِيْ سَاَلْتُكَ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِيْ سُوْرَةِ النُّوْرِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) حَتّٰى بَلَغَ (وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ) فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ . ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهٗ لَكَاذِبٌ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ

3472-اخرجه ابوداود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2255) . تحفة الاشراف (6372) .

3473-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 4) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في اللعان (الحديث 1202)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النور) (الحديث 3178) . تحفة الاشراف (7058) .

الصَّادِقِينَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ۔

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا' کہ کیا ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی' تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں' میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر چلا گیا' میں نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! سبحان اللہ! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے دریافت کیا تھا' اس نے عرض کی تھی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہو جو اپنی بیوی کو گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہے' اگر وہ اس بارے میں بات چیت کرتا ہے' تو یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ (یہاں راوی کو چند الفاظ کے بارے میں شک ہے' الفاظ مختلف ہیں' لیکن مفہوم یہی ہے) اگر وہ خاموش رہتا ہے' تو اس طرح کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا' پھر اس کے بعد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں نے جس مسئلے کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تھا' میں خود اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں موجود یہ آیت نازل کر دی:

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں''۔

یہ آیات یہاں تک ہیں:

''اور پانچویں مرتبہ وہ یہ کہے گی کہ اگر وہ مرد سچا ہے' تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وعظ و نصیحت کی' اُسے سمجھایا اور اسے بتایا: آخرت کے عذاب کے مقابلے میں دنیا کا عذاب کہیں زیادہ آسان ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اس عورت کے ساتھ بات چیت کی' اُسے وعظ و نصیحت کی' اسے سمجھایا تو اس نے عرض کی:

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا' اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو' تو اس پر اللہ کی لعنت ہو' پھر بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے یہ عمل کروایا' اس عورت نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی گواہی دی کہ وہ مرد جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ مرد سچا ہو' تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کروا دی۔

باب التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ .

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرنا

3474 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ . قَالَ سَعِيْدٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' مصعب بن زبیر نے لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی نہیں کروائی' میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے بنوعجلان سے تعلق رکھنے والے (لعان کرنے والے) میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔

باب اسْتِتَابَةِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ بَعْدَ اللِّعَانِ . .

یہ باب ہے کہ لعان کے بعد لعان کرنے والوں سے توبہ کروانا

3475 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَاَتَهُ . قَالَ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ "اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ" . قَالَ لَهُمَا ثَلَاثًا فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا . قَالَ اَيُّوْبُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اِنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ "لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهِيَ اَبْعَدُ مِنْكَ" .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا:

ایک شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعجلان سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے' تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے وہ ایک فرد توبہ کرنا چاہے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے تین مرتبہ یہ کلمات کہے' تو ان دونوں نے ایسا نہیں کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی۔

ایوب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' عمرو بن دینار نے یہ بات کہی ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم نے اس روایت کے کچھ حصے کو بیان نہیں کیا ہے' پھر عمرو بن دینار نے وہ قصہ بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی:

3474-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 7) . تحفة الاشراف (7061) .

3475-اخرجه البخاري في الطلاق، باب صداق الملاعنة (الحديث 5311)، و باب قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب فهل منكما من تائب (الحديث 5312)، و باب المهر للمدخول عليها و كيف الدخول او طلقها قبل الدخول و المسيس (الحديث 5349) . و اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 6) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2258) . تحفة الاشراف (7050) .

اس مرد نے یہ کہا: میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس عورت کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا کیونکہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو تم اس عورت کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اگر تم اپنی بات میں جھوٹے ہو تو پھر تو تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں ہوگا۔

باب اجْتِمَاعِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ .

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کا اکٹھا ہونا

3476 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ "حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ وَّلَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ "لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ" .

★★ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا تھا:
تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمے ہے' تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے' (پھر آپ ﷺ نے مرد سے فرمایا:) اب تمہارا اس عورت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا' اگر تم نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے' تو وہ مال اس چیز کا عوض بن جائے گا جو تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا' اگر تم نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' تو پھر تو وہ تم سے اور زیادہ دور ہو جائے گا۔

باب نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَاِلْحَاقِهِ بِاُمِّهِ .

یہ باب ہے کہ لعان کی وجہ سے بچے کے نسب کی نفی کرنا اور اُسے اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دینا

3477 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْاُمِّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا تھا'

3476-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب فهل منكما من تائب (الحديث 5312)، وباب المتعة للتي لم يفرض لها (الحديث 5350) . و اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2257) تحفة الاشراف (7051) .

3477-اخرجه البخاري في الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعنة (الحديث 5315)، و في الفرائض، باب ميراث الملاعنة (الحديث 6748) . و اخرجه مسلم في اللعان . (الحديث 8) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2259) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في اللعان (الحديث 1203) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب اللعان (الحديث 2069) . تحفة الاشراف (8322) .

آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی تھی اور بچے کو اس کی ماں کے ساتھ لاحق کردیا تھا۔

حضانت کے معنی ومفہوم کا بیان

جب پرندے انڈے پروں کے نیچے ڈھانپ لیتے ہیں تو عربی زبان میں اس کو کہا جاتا ہے حضن الطائر بیضہ عورت کا پرورش کرنا ٹھیک اسی ممتا کا مظہر ہے جو ایک بے زبان مادہ کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ انڈوں یا چھوٹے بچوں کو اپنی آغوش محبت میں سمیٹ لے۔

حَضَنَ الطَّائِرُ بَيْضَهُ حَضْنًا مِنْ بَابِ قَتَلَ وَحِضَانًا بِالْكَسْرِ أَيْضًا ضَمَّهُ تَحْتَ جَنَاحِهِ

(المصباح المنیر، ج ۲، ص ۷)

حق حضانت کے ثبوت شرعی کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے۔ زمانہ حمل میں میرا پیٹ اسکا غلاف تھا اور زمانہ رضاعت میری چھاتی اس کے پینے کا برتن اور میری گود اسکا ٹھکانا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور چاہتا ہے کہ اس بچہ کو مجھ سے چھین لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تو ہی اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی اور سے نکاح نہ کرے۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 510)

امام بخاری حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی وزید بن حارثہ وجعفر طیار رضی اللہ عنہم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۵۱)

پرورش کے لئے شرائط کا بیان

حق پرورش کے لیے ضروری ہے کہ جس کی پرورش کی جائے وہ نابالغ ہو اور اگر بالغ ہو تو معتوہ ہو (عقل وہوش کے اعتبار سے متوازن نہ ہو)۔

بالغ اور ذی ہوش (رشید) لڑکے اور لڑکیاں والدین میں سے جس کے ساتھ رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں، لڑکے ہوں تو ان کو تنہا

بھی رہنے کا حق حاصل ہے، لڑکی ہو تو اس کو تنہا رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حق پرورش کے لیے کچھ شرطیں وہ ہیں جو عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے ضروری ہیں، کچھ شرطیں مردوں سے متعلق ہیں اور کچھ عورتوں سے متعلق، عورتوں اور مردوں کے لیے مشترکہ اوصاف میں سے یہ ہے کہ پرورش کرنے والا عاقل و بالغ ہو۔

بعض لوگوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ فاسق نہ ہو، لیکن حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ فسق جتنا عام ہے، اس کے تحت اس قسم کی شرط لگانا بچوں کے حق میں مفید نہ ہوگا، اس لیے بھی کہ اکثر اوقات فاسق و فاجر ماں باپ بھی اپنے بچوں کے لیے فسق و فجور کی راہ کو پسند نہیں کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے عین قرین قیاس ہے، بشرطیکہ پرورش کرنے والی ایسی پیشہ ور فاسقہ نہ ہو کہ اس سے اپنے زیر پرورش بچوں کو غلط راہ پر ڈال دینا غیر متوقع نہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تک بچوں میں دین کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے کافرہ ماں کو بھی بچہ پر حق پرورش حاصل ہے، ہاں اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حق پرورش بھی باقی نہ رہے گا، غلامی بھی حق پرورش میں مانع ہے، غلام یا باندی اس حق سے محروم رہیں گے، کہ وہ بچہ کی مناسب پرورش و پرداخت کے لیے وقت فارغ نہیں کر سکتے۔

عورتوں کے لیے حق پرورش کی خاص شرط یہ ہے کہ وہ بچہ کی محرم رشتہ دار ہو۔

دوسرے اس نے کسی ایسے مرد سے نکاح نہ کیا ہو، جو اس زیر پرورش بچہ کا محرم نہ ہو، اگر ایسے اجنبی شخص سے نکاح کر لیا تو اس کا حق پرورش ختم ہو جائے گا، ہاں اگر اس کا نیا شوہر بچہ کا محرم ہو، جیسے بچہ کے چچا سے نکاح کر لے، یا بچہ کی نانی اس کے دادا سے نکاح کر لے تو اس کے حق پرورش پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، روایت موجود ہے کہ ایک خاتون کو حق پرورش دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: انت احق به مالم تنکحی (سنن ابوداود)

مردوں کو حق پرورش حاصل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اگر زیر پرورش لڑکی کا مسئلہ ہو تو وہ مرد اس کا محرم ہوتا ہو، البتہ اگر کوئی دوسرا پرورش کنندہ موجود نہ ہو اور قاضی مناسب سمجھے اور مطمئن ہو تو وہ چچا زاد بھائی کے پاس بھی لڑکی کو رکھ سکتا ہے، لڑکی کا حق پرورش جس کو دیا جائے ضروری ہے کہ وہ مرد امین اور قابل اعتماد ہو، یہاں تک کہ بھائی اور چچا ہی کیوں نہ ہو لیکن فسق و خیانت کی وجہ سے اس پر اطمینان نہ محسوس کیا جائے تو اسے حق پرورش حاصل نہ ہو سکے گا۔

بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ماں ہوگی

اور جب میاں بیوی کے درمیان علیحدگی واقع ہو جائے تو ماں' بچے (کی پرورش) کرنے کی زیادہ حقدار ہوگی' اس کی دلیل وہ روایت ہے: ایک مرتبہ ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا یہ بیٹا ہے۔ میرا پیٹ اس کے لئے پناہ تھا' میری گود اس کے لئے آرام دہ تھی' میری چھاتی اس کے لئے سیرابی کا ذریعہ ہے اور اس کا باپ یہ کہتا ہے کہ وہ اسے مجھ سے جدا کر دے گا' تو نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: تم اس کی زیادہ حقدار ہو جب تک تم (دوسری) شادی نہیں کر لیتی۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: پرورش کے حوالے سے ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے اور پرورش کرنے کی زیادہ بہتر صلاحیت رکھتی ہے۔اس لئے (بچے کو) اس کے سپرد کرنے میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ''اے عمر! اُس (ماں) کا لعاب دہن اس بچے کے لیے تمہارے پاس سے ملنے والے شہد اور عسل سے زیادہ بہتر ہوگا''۔

حضرت ابوبکر نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب حضرت عمر اور ان کی اہلیہ کے درمیان علیحدگی ہوگئی تھی اور اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے۔ (بچے کا) خرچ باپ کے ذمے ہوگا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ بچے کی پرورش کے لیے ماں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہوسکتا ہے' کسی وجہ سے وہ پرورش کرنے سے عاجز ہو۔ اگر بچے کی ماں (پرورش کرنے قانونی اہلیت نہ رکھتی ہو) تو بچے کی نانی اُس کی دادی سے زیادہ حقدار ہوگی اگرچہ وہ نانی دور کی عزیزہ (یعنی پرنانی) ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے: یہ حق ماں کی طرف سے مستفاد ہوتا ہے۔

اگر نانی موجود نہ ہو تو بچے کی بہنوں کے مقابلے میں اس کی دادی زیادہ حق دار ہوگی کیونکہ وہ بھی ماں ہی شمار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے: نانی اور دادی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے۔ اس کی یہ وجہ بھی ہے: اس رشتے میں اولاد کے لیے زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ اگر بچے کی دادی موجود نہ ہو تو اس کی پھوپھیوں اور خالاؤں کے مقابلے میں اُس کی بہنیں زیادہ حقدار ہوں گی' کیونکہ وہ اُس کے ماں باپ کی اولاد ہیں اور اسی وجہ سے انہیں وراثت میں بھی فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق: باپ کی طرف سے شریک بہن کے مقابلے میں بچے کی خالہ زیادہ حقدار ہوگی' اس کی دلیل نبی اکرم کا یہ فرمان ہے:

''خالہ بھی ماں ہوتی ہے''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اُس (یوسف) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا''۔ ایک قول کے مطابق: وہ خاتون حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں۔ سگی بہن کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ اس میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے' پھر ماں کی طرف سے شریک بہن ہوگی' اور اس کے بعد باپ کی طرف سے شریک بہن کا حق ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے: خواتین کو یہ حق ماں کی نسبت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر پھوپھیاں خالاؤں سے زیادہ حقدار ہوں گی کیونکہ ماں کی طرف سے رشتے داری کو ترجیح دی جاسکے۔ ان میں بھی وہی اصول کارفرما ہوگا جو ہم نے بہنوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ یعنی دو جہت سے قرابت رکھنے والی کو ترجیح حاصل ہوگی اس کے بعد ماں کی طرف سے قرابت کو ترجیح ہوگی۔ اس کے بعد پھوپھیوں کو بھی اسی اصول کے اعتبار سے حق حاصل ہوگا۔ ان تمام خواتین میں سے جو بھی شادی کرلے گی' اُس کا حق ساقط ہوجائے گا۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ہم نقل کرچکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے: جب ماں کا (دوسرا) شوہر اجنبی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے تو کسی دوسرے میں بدرجۂ اولیٰ (یہ شفقت کم ہوگی)۔ تاہم نانی کا حکم مختلف ہے۔ جب اُس کا دوسرا شوہر (بچے کا) دادا ہو۔ کیونکہ وہ بچے کے باپ کا قائم مقام شمار ہوگا۔ تو اس صورت میں بچے کے لیے شفقت کا پہلو پایا جائے گا۔ اسی طرح (پرورش کا حق رکھنے والی خاتون) کا وہ شوہر جو بچے کا محرم ہو (وہ خاتون کے حق کو ساقط نہیں کرے گا) کیونکہ بچے کے ساتھ اس کی قرابت کی وجہ سے شفقت موجود ہونے کا پہلو پایا جائے گا۔ جس خاتون کا حق شادی کرنے کی وجہ سے ساقط ہوجائے اگر اس کی شادی ختم ہو

جاتی ہے تو اس کا حق اسے واپس مل جائے گا کیونکہ رکاوٹ زائل ہوگئی ہے۔

حق حضانت میں محرماتی ترتیب کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پردادی بشرائط مذکورہ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیافی پھر سوتیلی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیافی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اوران سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیافی پھر سوتیلی۔ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچازاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصا جبکہ مشتہاۃ ہو اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔

اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔ (درمختار، باب حضانت، ج ۵، ص ۲۷۱، بیروت)

حق حضانت میں والدہ کے استحقاق کا بیان

پرورش کا حق عمر کی ایک حد تک عورتوں کو اور اس کے بعد مردوں کو حاصل ہوتا ہے، البتہ حق پرورش کے معاملہ میں شریعت نے عورتوں کے طبعی رفق، شفقت اور چھوٹے بچوں کی طبعی صلاحیت، نیز خود ماں کی ممتا اور اس کے جذبات مادری کی رعایت کرتے ہوئے عورتوں کو اولیت دی ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: وَالْأَصْلُ فِيهَا النِّسَاءُ ؛ لِأَنَّهُنَّ أَشْفَقُ وَأَرْفَقُ وَأَهْدَى إلَى تَرْبِيَةِ الصِّغَارِ ۔ (بدائع الصنائع فَصْلٌ: فِي بَيَانِ مَنْ لَهُ الْحَضَانَةُ)

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ حق پرورش میں ماں سب سے پہلے اور مقدم ہے، اس کے بعد پھر جو رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو، چنانچہ ماں کے بعد نانی چاہے وہ بالائی پشت کی ہو، نانی نہ ہو تو دادی اور دادی میں بھی یہی ترتیب ہے، کہ دادی نہ ہو تو پردادی بہن سے زیادہ مستحق ہے، دادی کے بعد بہن، بہن کے بعد خالہ، خالہ کے بعد پھوپیوں کا درجہ ہے، بہن، خالہ، پھوپی، ان سب میں یہ ترتیب بھی ہے کہ ماں باپ دونوں کی شرکت کے ساتھ جو رشتہ ہو وہ مقدم ہے، اس کے بعد ماں شریک اور اس کے بعد باپ شریک کا درجہ ہے۔

اگر خواتین میں کوئی مستحق نہ ہو تو پھر حق پرورش ان مردوں کی طرف لوٹے گا جو عصبہ رشتہ دار ہوں اور ان رشتہ داروں میں جو وارث ہونے کے اعتبار سے مقدم ہوگا وہی حق پرورش کا بھی ذمہ دار ہوگا، فقہاء نے مردوں میں حق پرورش کی ترتیب یوں لکھی ہے،

باپ، دادا، پردادا وغیرہ، اس کے بعد حقیقی بھائی، پھر باپ شریک بھائی، پھر حقیقی بھتیجہ، پھر باپ شریک بھائی کا لڑکا، پھر حقیقی چچا، پھر باپ شریک چچا، پھر حقیقی چچا زاد بھائی، اس کے بعد باپ شریک چچا کا لڑکا، بشرطیکہ جس کی پرورش کی جارہی ہو وہ لڑکا ہو، لڑکی نہ ہو ان کے بعد باپ کے چچا اور دادا کے چچا وغیرہ کا حق ہے۔

حق حضانت کا ماں کی طرف ہونے میں قاعدہ فقہیہ

ولاية الحضانة تستفاد من قبل الامهات ، (ہدایہ اولین ج ۲ص ۴۱۴)

حضانت کی ولایت ماؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار اور اس پر شفقت کی زیادہ حقدار اس کی ماں ہے کیونکہ حق حضانت یعنی پرورش کا حق ماں کو دیا گیا ہے اور وہی زیادہ شفقت ورحم کرنے والی ہوتی ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ یہ میرا بیٹا ہے جس کے لئے میرا بطن ٹھکانہ رہا، میری چھاتی نے اس کو سیراب کیا اور میری گود اسی کے لئے پرورش گاہ رہی، اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور وہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱ص ۳۱۰، دارالحدیث ملتان)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ، ۲۳۳)

اس سے بھی یہ استنباط ہوتا ہے کہ پیداداری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس حکم کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ حضانت کی ولایت ماں کو حاصل ہے۔ (قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ، شبیر برادرز، لاہور)

بچے کو کب اختیار دیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان اختیار دیا جائے۔ (جامع ترمذی ج ۱ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اسے اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے لیکن یہ حدیث باب الحضانہ سے بالکل نہیں ہے۔ (قوت المغتذی ج ۱ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

باب اِذَا عَرَّضَ بِامْرَاَتِهٖ وَشَكَّ فِيْ وَلَدِهٖ وَاَرَادَ الْاِنْتِفَاءَ مِنْهُ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اشارے کے طور پر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اپنے بچے کے بارے میں شک کا اظہار کرے اور اپنی ذات سے اس کے نسب کی نفی کرنا چاہے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3478 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ فَزَارَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِىْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ ۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" ۔ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ "فَمَا اَلْوَانُهَا" ۔ قَالَ حُمْرٌ ۔
قَالَ "فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ" ۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا ۔ قَالَ "فَاَنّٰى تَرٰى اَتٰى ذٰلِكَ" ۔ قَالَ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَهٰذَا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: سرخ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! اس میں خاکستری رنگ کا بھی ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا کیا خیال ہے' وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ بھی تو ہوسکتا ہے (تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

3479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِىْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ ۔ وَهُوَ يُرِيْدُ الْاِنْتِفَاءَ مِنْهُ ۔ فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" ۔ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ "مَا اَلْوَانُهَا" ۔ قَالَ حُمْرٌ ۔ قَالَ "هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ" ۔ قَالَ فِيْهَا ذَوْدٌ وُرْقٌ ۔ قَالَ "فَمَا ذَاكَ تُرٰى" ۔
قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهَا عِرْقٌ ۔ قَالَ "فَلَعَلَّ هٰذَا اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ" ۔ قَالَ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِى الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میری بیوی نے سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ شخص اس بچے کے نسب کی نفی کرنا چاہتا تھا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے عرض کی. ان میں خاکستری بھی ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ کیوں ہے؟ اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی تو ہوسکتا ہے اسے (یعنی تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہے۔

3478-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا شك في الولد (الحديث 2260) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يشك في ولده (الحديث 2002) . تحفة الاشراف (13129) .

3479-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 19) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا شك في الولد (الحديث 261 . تحفة الاشراف (13273) .

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو اس بچے کے نسب کی اپنی ذات سے نفی کرنے کی اجازت نہیں دی۔

3480 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو حَيْوَةَ - حِمْصِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي وُلِدَ لِي غُلَامٌ اَسْوَدُ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ" . قَالَ مَا اَدْرِي قَالَ "فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَمَا اَلْوَانُهَا" .

قَالَ حُمْرٌ . قَالَ "فَهَلْ فِيهَا جَمَلٌ اَوْرَقُ" . قَالَ فِيهَا اِبِلٌ وُرْقٌ . قَالَ "فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ" . قَالَ مَا اَدْرِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ . قَالَ "وَهٰذَا لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ" . فَمِنْ اَجْلِهِ قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ اَنْ يَنْتَفِيَ مِنْ وَلَدٍ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ اِلَّا اَنْ يَزْعُمَ اَنَّهُ رَاٰى فَاحِشَةً .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے' ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا ایک بچہ سیاہ فام ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیسے ہوگیا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے نہیں علم' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! ان میں خاکستری رنگ کا بھی اونٹ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے نہیں علم' البتہ یہ ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اُسے کھینچ لیا ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تو ہوسکتا ہے' اس (بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

اس بنیاد پر نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' اپنے فراش پر پیدا ہونے والے بچے کے نسب کی' اپنی ذات سے نفی کرے' ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اس عورت کو زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے۔

باب التَّغْلِيظِ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ .

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کی نفی کرنے کی شدید مذمت

3481 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمُلَاعَنَةِ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ رَجُلًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ وَلَا يُدْخِلُهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلٰى رُءُوسِ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

3480-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13170) .

3481-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء (الحديث 2263) . تحفة الاشراف (12972) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اس وقت جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں لعان کا ذکر ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)
جو عورت کسی قوم میں ایسے شخص کو داخل کردے جس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو (یعنی وہ عورت زنا کے نتیجے میں کسی ایسے بچے کو جنم دے جو اس کے شوہر کا نطفہ نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو اپنی جنت میں داخل نہیں کرے گا اور جو شخص اپنے بچے کے نسب کی نفی کردے حالانکہ وہ اسے (اپنی اولاد سمجھتا ہو) تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے حجاب کرلے گا اور اسے قیامت کے دن تمام پہلے اور بعد والے لوگوں کی موجودگی میں رسوا کرے گا۔

باب اِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ اِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ .

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کو فراش کے ساتھ منسوب کرنا' جب صاحب فراش نے اس کی نفی نہ کی ہو

3482 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی''۔

3483 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی''۔

3484 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ اِلٰى شَبَهِهِ . وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ مِنْ وَّلِيْدَتِهِ . فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَبَهِهِ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ "هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ" . فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ .

3482-اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 37م) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء ان الولد للفراش (1157) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الولد للفراش و للعاهر الحجر (الحديث 2006) . تحفة الاشراف (13134) .

3483-اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 37) . تحفة الاشراف (13282) .

3484-اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء المملوك من الحربي و هبته و عتقه (الحديث 2218)، باب من ادعى اخاً او ابن اخ (الحديث 6765)، و في الحدود، باب للعاهر الحجر (الحديث 6817) مختصراً . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 36) . تحفة الاشراف (16584) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک بچے کے بارے میں اختلاف ہو گیا' سعد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے' میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے' آپ ﷺ اس کی مشابہت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے' جو میرے والد کے فراش پر ان کی کنیز کے ہاں پیدا ہوا ہے' جب نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کی مشابہت کا جائزہ لیا تو وہ واضح طور پر عتبہ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے عبد! یہ تمہیں ملے گا' کیونکہ بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے' اے سودہ! تم اس بچے سے حجاب کرنا۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) تو سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے نے کبھی نہیں دیکھا۔

3485 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ - مَوْلًى لَهُمْ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ يَطَؤُهَا هُوَ وَكَانَ يَظُنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِیْ كَانَ يَظُنُّ بِهٖ فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِیَ حُبْلٰی فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكِ بِاَخٍ"

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زمعہ کی ایک کنیز تھی جس کے ساتھ وہ صحبت کیا کرتا تھا' وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور شخص بھی اس عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے' پھر اس عورت نے اس بچے کو جنم دیا جو اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا جس کے بارے میں زمعہ کو یہ گمان تھا (کہ وہ شخص بھی اس کی کنیز کے ساتھ صحبت کرتا ہے)۔

جب زمعہ کا انتقال ہوا تو وہ کنیز حاملہ تھی۔ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بچہ فراش والے کا ہوتا ہے' لیکن اے سودہ! تم اس شخص سے حجاب کرنا' کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے''۔

3486 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ"۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَا اَحْسَبُ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہو گی' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3485-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5293) .

3486-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9294) .

شرح

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 297)

امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دار قطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین و مقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور وہ برضاء و رغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین و مقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فراش ویسے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والی عورت کا خاوند ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محرومی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا، لہٰذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا)۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب و کتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کرتوت کے مطابق بدلہ دے گا۔ ویسے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم و کرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا

نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

زنا کے سبب نسب ثابت نہ ہونے کا بیان

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفہ سے ہے تم اس کو لے لینا چنانچہ فتح مکہ کے سال سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے جبکہ ابن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے پھر وہ دونوں اپنا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور سعد نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی بات سن کر فرمایا کہ عبد بن زمعہ 'اس بچہ کے تم ہی حقدار ہو کیونکہ بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے نسب و میراث سے محرومی ہے یا یہ کہ زانی سنگساری کا مستوجب ہے) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ اس میں عتبہ کی شباہت نظر آتی ہے چنانچہ حضرت سودہ اس لڑکے کے سامنے کبھی نہیں آئیں یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گیا) ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد بن زمعہ وہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 509)

اس حدیث میں جو چند نام ذکر ہوئے ہیں پہلے ان کے بارے میں بتا دینا ضروری ہے تاکہ صورت واقعہ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ عتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا حقیقی بھائی تھا حضرت سعد کو تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے بہرور کیا اور وہ ایک جلیل القدر صحابی ہوئے مگر عتبہ کفر کے اندھیرے سے نہ نکل سکا یہاں تک کہ کفر کی حالت میں مر گیا اور یہی وہ بدبخت تھا اور یہی وہ بدبخت تھا جس نے غزوہ احد کے موقع پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانداں مبارک شہید کئے تھے۔ زمعہ حضرت سودہ کے باپ تھے اور عبد ان زمعہ کے بیٹے یعنی حضرت سودہ کے حقیقی بھائی تھے حضرت سودہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ اب حدیث کی طرف آیئے کہ عتبہ نے زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ زانی کے دعویٰ پر ولد الزنا (حرامی بچہ) کا نسب اسی زنی سے ثابت ہوتا تھا اس لئے عتبہ نے اس قدیم دستور کے مطابق اس لڑکے کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور اپنے بھائی حضرت سعد کو وصیت کی کہ تم اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لینا اور اس کی پرورش کرنا چنانچہ حضرت سعد نے فتح مکہ کے سال اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لیا اور یہ اعلان کیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے ادھر زمعہ کے بیٹے عبد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ اس کو میرے باپ نے اپنی لونڈی سے جنوایا ہے غرضیکہ ان دونوں کے درمیان ایک تنازعہ کی صورت ہو گئی تو وہ دونوں اس معاملہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ سے فرمایا کہ یہ تمہارا بھائی ہے کیونکہ بچہ صاحب فراش ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اور زانی اس سے محروم رہتا ہے۔ (بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے)

ام المؤمنین حضرت سودہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو) کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ یہ لڑکا شرعی حکم کے مطابق تمہارا بھائی ہوا بایں طور کہ اس کا نسب تمہارے باپ زمعہ سے ثابت ہو گیا ہے اور یہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ شرعی

معاملات میں مشابہت اور قیافہ وقرائن کا اعتبار نہیں لیکن وہ لڑکا چونکہ عتبہ کے مشابہ ہے اور عتبہ کے دعویٰ کی وجہ سے اس کا عتبہ کے نطفہ سے ہونا ایک حد تک حقیقت کے مطابق بھی ہے اس لئے احتیاط وورع کا تقاضا یہی ہے کہ تم اس کے سامنے نہ آؤ۔ دوسری روایت کے آخری الفاظ (انہ ولد علی فراش ابیہ) (اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا) دراصل حدیث کے راوی کا اپنا قول ہے یعنی راوی نے ان الفاظ کے ذریعہ یہ واضح کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں یہ حکم کہ وہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے صادر فرمایا تھا کہ وہ ان کے باپ (زمعہ) کے بستر پر پیدا ہوا تھا) ان کے بستر پر پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ استقرار حمل اور بچہ کی ولادت کے زمانہ میں وہ لونڈی زمعہ کی ملکیت میں اور ان کے تصرف میں تھی نیز وہ لڑکا انہی کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔

باب فِرَاشِ الْاَمَةِ .

یہ باب ہے کہ کنیز کا فراش (ہونا)

3487 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدٌ اَوْصَانِيْ اَخِيْ عُتْبَةُ اِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرِ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَهُوَ ابْنِيْ . فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هُوَ ابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ . فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک لڑکے کے بارے میں اختلاف ہوگیا' سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جب تم مکہ آؤ تو زمعہ کی کنیز کے بیٹے کا خیال رکھنا' کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے یہ کہا کہ یہ میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے' جو میرے والد کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت ملاحظہ فرمائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بچہ فراش والے کو ملتا ہے' اے سودہ! تم اس سے پردہ کرنا''۔

باب الْقُرْعَةِ فِي الْوَلَدِ اِذَا تَنَازَعُوْا فِيْهِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيْهِ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ .

یہ باب ہے کہ جب کسی بچے کے نسب کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہو جائے' تو بچے کے بارے میں قرعہ اندازی کرنا' اس بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں شعبی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3487-اخرجه البخاري في الخصومات، باب دعوى الوصي للميت (الحديث 2421) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 36م) و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب الولد للفراش (الحديث 2273) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الولد للفراش، و للعاهر الحجر (الحديث 2004) . تحفة الاشراف (16435) .

3488 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَّهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوْا عَلٰى امْرَاَةٍ فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلَ اثْنَيْنِ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . ثُمَّ سَاَلَ اثْنَيْنِ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِيْ صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کے سامنے تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی (پھر اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو ان کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا' کہ بچہ کس کا ہے؟)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے دریافت کیا' کہ کیا تم اس (تیسرے شخص) کے حق میں اس بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی دو سے دریافت کیا: کیا تم اس (تیسرے شخص) کے حق میں بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کر لی اور بچے کا نسب اس کے ساتھ ثابت کر دیا جس کا قرعہ نکل تھا۔ آپ نے اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم قرار دی' جب اس فیصلے کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

3489 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْخَلِيْلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَجَعَلَ يُخْبِرُهُ وَيُحَدِّثُهُ وَعَلِيٌّ بِهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتٰى عَلِيًّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَخْتَصِمُوْنَ فِيْ وَلَدٍ وَّقَعُوْا عَلٰى امْرَاَةٍ فِيْ طُهْرٍ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اسی دوران ایک یمنی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتانا شروع کیا' اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں موجود تھے۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے' جن کا ایک بچے کے بارے میں اختلاف چل رہا تھا' ان تینوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی۔ (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)

3488- اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2270) . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب القضاء بالقرعة (الحديث 2348) . تحفة الاشراف (3670) .

3489- اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2269) و (الحديث 2271) موقوفاً . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه من حديث زيد ابن ارقم (الحديث 3490 و 3491) و (الحديث 3492) موقوفاً تحفة الاشراف (3669) .

3490 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَجْلَحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا اُتِيَ فِي ثَلَاثَةِ نَفَرٍ ادَّعَوْا وَلَدَ امْرَاَةٍ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَحَدِهِمْ تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى وَقَالَ لِهٰذَا تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى وَقَالَ لِهٰذَا تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَسَاُقْرِعُ بَيْنَكُمْ فَاَيُّكُمْ اَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ . فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن میں تھے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بتا رہا ہوں کہ ان کے پاس تین آدمی آئے' جو ایک عورت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے (کا باپ ہونے) کے دعوے دار تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو اس شخص کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے تسلیم نہیں کیا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس کے حق میں اس بچے کو چھوڑ دو گے؟ اس نے بھی یہ بات نہیں مانی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو (باقی دو افراد) کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے بھی یہ بات نہیں مانی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تم تینوں ایسے شراکت داروں کی مانند ہو' جن کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے' اس لیے میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرواؤں گا' جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا' تو وہ بچہ اس کا ہوگا' اور اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

3491 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا عَلَى الْيَمَنِ فَاُتِيَ بِغُلَامٍ تَنَازَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةٌ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ . خَالَفَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ .

☆☆ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضر موت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن (گورنر بنا کر) بھیجا' ان کے سامنے ایک بچے کا مقدمہ لایا گیا' جس کے بارے میں تین آدمیوں کے درمیان تنازعہ چل رہا تھا۔

3492 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ اَوِ ابْنِ اَبِي الْخَلِيْلِ اَنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اشْتَرَكُوْا فِيْ طُهْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْدَ

3490-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3491-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3492-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

بْنَ اَرْقَمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا صَوَابٌ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے جن میں کچھ لفظی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ایک سند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت مرفوع حدیث کے طور پر بھی منقول نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب الْقَافَةِ .

یہ باب قیافہ شناسی کے بیان میں ہے

3493 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَىَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ "اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاُسَامَةَ فَقَالَ اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (ایک دن) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش تھے اور خوشی کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے مجزز (نامی قیافہ شناس) نے زید بن حارثہ اور اسامہ (کے پاؤں دیکھ کر) یہ کہا ہے: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3494 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا فَقَالَ "يَا عَائِشَةُ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَىَّ وَعِنْدِىْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَرَاٰى اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّزَيْدًا وَّعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ وَّقَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ هٰذِهِ اَقْدَامٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو بہت خوش تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں پتہ ہے مجزز مدلجی میرے ہاں آیا اس وقت میرے پاس اسامہ بن زید بھی موجود تھا اس نے اسامہ بن زید اور زید کو دیکھا ان دونوں کے اوپر چادر تھی دونوں کے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ظاہر تھے تو وہ (قیافہ شناس) بولا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3493-اخرجه البخاري في الفرائض، باب القائف (الحديث 6770) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد (الحديث 38) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2268) . و اخرجه الترمذي في الولاء و الهبة، باب ما جاء في القافة (الحديث 2129) . تحفة الاشراف (16581) .

3494-اخرجه البخاري في الفرائض، باب القائف (الحديث 6771) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد (الحديث 39) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2267) . و اخرجه الترمذي في الولاء و الهبة، باب ما جاء في القافه (الحديث 2129م) . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب القضاء بالقرعة (الحديث 2349) . تحفة الاشراف (16433) .

شرح

حضرت زید بن حارثہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی (لے پالک) تھے بہت گورے اور خوبصورت تھے جب کہ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کالے تھے اور اپنی ماں کے ہم رنگ تھے ان کی ماں جن کا نام ام ایمن تھا ایک لونڈی اور کالے رنگ کی تھیں باپ بیٹے رنگت کے اس فرق کی وجہ سے منافق حضرت اسامہ کے نسب میں عیب لگاتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ایسے حسین اور خوبصورت باپ کا بیٹا اتنا کالا کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے کہ اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا۔ مجزز مدلجی عرب کا ایک مشہور قیافہ شناس اور اپنے فن میں یگانہ روزگار تھا وہ آدمی کی صورت دیکھ کر اس کے حالات و کوائف اور اوصاف و خصوصیات معلوم کر لیا کرتا تھا چنانچہ مسجد نبوی میں آیا اور اس نے حضرت زید اور حضرت اسامہ کے پیر دیکھے تو اس نے علم قیافہ کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پیر جن دو آدمیوں کے ہیں ان دونوں کو آپس میں باپ بیٹا ہونا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اہل عرب کے ہاں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا تھا اور اس کے فیصلہ کو سند کا درجہ دیا جاتا تھا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ اب جب کہ اسامہ کا نسب اس سند سے ثابت ہو گیا ہے تو منافقین بھی ان کے نسب کے بارے میں طعن کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس حدیث سے لازم نہیں آتا کہ شرعی احکام اور اثبات نسب میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے البتہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ قیافہ شناس کے قول کو معتبر مانتے ہیں یہاں تک کہ ان کے مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی دو آدمیوں کی مشترک ملکیت ہو اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور پھر وہ دونوں شریک اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے تو اس صورت میں ان دونوں کو قیافہ شناس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور وہ قیافہ شناس اپنے قیافہ کی بنیاد پر جو فیصلہ کرے اس کو قبول کر لینا چاہئے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں وہ بچہ شرعی حکم کے اعتبار سے دونوں کا ہوگا اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ کسی ایک کا ہوگا اور وہ لونڈی دونوں کی ام ولد ہوگی۔

حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کا یہ قصہ بیان فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے پاس ایک ایک لڑکا تھا، (ایک دن) ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک عورت کے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا، (اب دونوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کیا، ایک نے کہا کہ بھیڑیا جس لڑکے کو لے گیا ہے وہ تیرا تھا اور دوسری نے کہا کہ نہیں وہ تیرا لڑکا تھا۔

آخر کار دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے (دونوں کے بیانات سن کر) موجود لڑکا بڑی عمر کی عورت کو دلوا دیا، پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے (پورا قضیہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ) بیان کیا (نیز انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اپنا فیصلہ دینے کا کہا) حضرت سلیمان

علیہ السلام نے (صورت واقعہ کی نزاکت اور پیچیدگی کو سمجھ کر (اپنے خادموں سے) کہا کہ ذرا چھری اٹھالاؤ میں اس لڑکے کو بیچ میں سے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں عورتوں میں بانٹ دوں گا۔ چھوٹی عمر کی عورت (نے ان کا یہ فیصلہ سنا تو تڑپ اٹھی اور کہنے لگی: اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کیجئے لڑکا بڑی عمر والی عورت ہی کو دے دیجئے، یہ اسی کا ہے (یہ دیکھ کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں فیصلہ کیا اور اس کو لڑکا دلوا دیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 283)

اس قضیہ کی بنیاد یہ تھی کہ دونوں عورتیں جو عمر میں ایک دوسرے سے چھوٹی بڑی تھیں ایک ہی جگہ رہتی تھیں، ان دونوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بچے ہم عمر بھی تھے اور ہم شکل بھی، اس لئے جب بھیڑیا ان میں سے ایک بچہ کو اٹھا کر لے گیا تو دونوں عورتوں کے درمیان یہ نزاع پیدا ہو گیا کہ بھیڑیا جس بچہ کو اٹھا کر لے گیا ہے وہ کس کا تھا؟ ہر ایک عورت یہ کہتی کہ وہ بچہ اس کا نہیں تھا بلکہ دوسری عورت کا تھا۔ یا یہ کہ وہ بچے ہم عمر اور ہم شکل نہیں تھے اور دونوں عورتیں خوب جانتی تھیں کہ بھیڑیا کس کے بچہ کو لے گیا ہے لیکن اس بچہ کی ماں یا تو بدحواسی میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ اس کا بچہ جاتا رہا ہے یا وہ دوسرے بچہ کو جو موجود تھا، اس لئے ہتھیانا چاہتی تھی کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر اپنے اصل بچہ کا غم ہلکا کر سکے اور یا اس کے اس دعوے کے پیچھے کوئی اور فاسد غرض کارفرما ہو گی، بہر حال جب یہ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جس بچہ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے وہ اس عورت کا تھا جو چھوٹی عمر کی ہے اور موجود لڑکے کو بڑی عمر والی عورت کے حوالہ کرنے کا حکم دیا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ یا تو اس بنیاد پر کیا کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت ہی کے پاس تھا اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی ملکیت کے بارے میں کوئی واضح اور یقینی ثبوت نہ ہو تو اس چیز کا زیادہ حق دار وہ شخص مانا جائے گا جس کے قبضے میں وہ چیز ہو گی۔ یا یہ کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت سے کچھ مناسبت رکھتا تھا لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام نے علمی قیافہ سے کام لے کر مذکورہ فیصلہ صادر کیا بہر حال ان کے اس فیصلہ کی بنیاد ان دونوں میں سے کوئی بات ہو یا ان کے علاوہ کسی اور قرینہ اور دلیل کو انہوں نے مدنظر رکھا ہو یہ بات طے ہے کہ ان کا یہ فیصلہ ان کے اپنے اجتہاد کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی نہیں تھا کیونکہ اگر اس سلسلہ میں ان پر کوئی وحی آئی ہوتی اور ان کو یہ فیصلہ اسی وحی کے تحت ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے فیصلے کے خلاف الگ فیصلہ نہ دیتے۔

جب یہ قضیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کا فیصلہ کرنے کا بالکل نفسیاتی طریقہ اختیار کیا انہوں نے دونوں کے دعوے سن کر کہا کہ ایک چھری لاؤ میں اس بچہ کو بیچ سے کاٹ کر دو ٹکڑے کئے دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دے دوں گا ان کا مقصد یہ تھا کہ دونوں عورتوں کی ممتا کا امتحان ہو جائے اس بات پر ان دونوں طرف سے جس ردعمل کا اظہار ہو گا وہ صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دے گا ظاہر ہے جو عورت اس بچہ کی اصل ماں ہو گی وہ چاہے اس بچہ کو اپنے سے جدا کرنے پر راضی ہو جائے مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اس کے دو ٹکڑے کئے جانے کو کسی حال میں برداشت نہیں کرے گی چنانچہ یہی ہوا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں کو پرکھنے کے لئے یہ بات کہی تو بڑی عمر والی عورت خاموش رہی مگر چھوٹی عمر والی عورت تڑپ گئی اور کہنے لگی کہ ایسا ظلم نہ کیجئے میں اس پر راضی ہوں کہ آپ اس بچہ کو اس بڑی عمر والی عورت کے حوالے کر دیں۔ اور یہ بچہ جیتا رہے لیکن مجھے یہ گوارہ نہیں کہ اس بچہ کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جائے اور موت کی آغوش میں پہنچا دیا جائے حضرت

سلیمان علیہ السلام کے کہنے کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا انہوں نے اس بچہ کے تئیں چھوٹی عمر والی عورت کی ظاہر کردہ شفقت ومحبت کو اس کی ممتا اور بڑی عمر والی عورت کی خاموشی کو اس کی سنگدلی اور بچہ سے بے تعلقی پر محمول کر کے نتیجہ اخذ کر لیا کہ یہ بچہ چھوٹی عمر والی کی عورت کا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں بڑی عمر والی عورت نے اقرار بھی کیا ہوگا کہ وہ بچہ اس کا نہیں ہے بلکہ دوسری عورت کا ہے، لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچہ کو اس کی اصل ماں یعنی چھوٹی عمر والی عورت کے حوالہ کر دیا! اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو کیسے توڑا، جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ ایک نبی کا فیصلہ تھا اور کسی نبی کے فیصلہ کو توڑا نہیں جا سکتا، چاہے وہ فیصلہ اس نبی کے اپنے اجتہاد ہی کا نتیجہ کیوں نہ ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑی عمر والی عورت کے حق میں حتمی اور یقینی فیصلہ صادر نہیں کر دیا تھا بلکہ حدیث میں جس فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ احتمالی نوعیت رکھتا ہے اور اس کی حیثیت انتظامی حکم کی تھی اور اس سے ان کا مقصد اس معاملہ کو محض رفع دفع کرنا تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں پائی جانے والی کسی گنجائش کے تحت کسی ایسے حکم کو منسوخ کیا جانا جائز ہو جس کا تعلق وحی الٰہی یا نص شرعی کے بجائے اجتہاد سے ہو۔

بحیرہ راہب اور علم قیافہ شناسی کا بیان

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں (کہ ایک مرتبہ) ابوطالب نے (تجارت کی غرض) شام کا سفر کیا تو ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گئے (جو اس وقت بارہ سال کی عمر کے تھے، یہ تجارتی قافلہ (ملک شام کے ایک مقام بصریٰ میں) ایک راہب یعنی عیسائی پادری (بحیرا نام) کے ہاں مقیم ہوا) اور سب نے اپنے کجاوے کھول لئے "راہب ان لوگوں سے ملاقات کے لئے خود چلا آیا، حالانکہ اس سے پہلے جب بھی یہ لوگ ادھر سے گزرے اور اس راہب کے ہاں قیام کیا تو اس نے کبھی باہر آ کر ان سے ملاقات نہیں کی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کجاوے کھول رہے تھے اور راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا یہی ہے، تمام جہانوں کا سردار، یہی ہے تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول (جو انسانیت عامہ کی ہدایت کے لئے آیا ہے) یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کے لئے رحمت ورافت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے۔ قریش کے شیوخ نے راہب کو یہ کہتے سنا تو) کسی شیخ نے اس سے پوچھا کہ: تم اس (نوعمر) کے بارے میں (یہ سب باتیں) کہاں سے جانتے ہو؟ راہب نے جواب دیا: جب تم دو پہاڑوں کے درمیان والے راستہ سے نکل کر سامنے آئے تو (میں یہاں سے دیکھ رہا تھا کہ، کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گرا ہو اور درخت وپتھر بڑے پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے، نیز میں نے ایک اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے جو اس کے شانہ کی ہڈی کے نیچے سیب کے مانند واقعہ ہے۔ پھر وہ راہب اپنے گھر میں گیا اور قافلہ والوں کے لئے کھانا تیار کیا اور جب وہ کھانا لے کر ان کے پاس آیا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے، راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اس شخص کو بلوالو (کیونکہ میرا مہمان خصوصی اصل میں وہی شخص ہے اور اسی کے اعزاز میں میں نے کھانا تیار کرایا ہے) چنانچہ (بلا بھیجنے پر یا از خود) نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم تشریف لے آئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے تھے ابر کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایسی جگہوں پر کہ جہاں درخت کا سایہ تھا وہ لوگ پہلے ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئے تھے تو فورا درخت کی شاخوں نے ایک ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرلیا (یہ ماجرا دیکھ کر) راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ درخت کے سایہ کو دیکھوں جو اس شخص پر جھک آیا ہے۔ پھر اس نے کہا، میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں) یہ بتاؤ کہ تم میں سے کون شخص اس (نوعمر) کا سرپرست ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں۔ (یہ سن کر) راہب بڑی دیر تک ابوطالب کو اس بات کے لئے سمجھا تا رہا اور قسم دیتا رہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیں بالآخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیا، نیز ابوبکر نے بلال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کر دیا اور راہب نے کنک اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 506)

نیز میں نے اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے۔۔ الخ۔ "بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ راہب اہل قافلہ کو یہ جواب دینے کے بعد کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور پھر اہل قافلہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت سے سوال کئے کہ ان کے شب وروز کس طرح گزرتے ہیں، ان کے رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے، لیٹنے، سونے اور کھانے پینے کا کیا انداز ہے اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق ومعاملات کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ اہل قافلہ نے جو جواب دیئے ان کو اس نے اپنی کتابوں میں پڑھی ہوئی باتوں اور اپنی معلومات کے بالکل مطابق پایا۔ درخت کی شاخوں نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرلیا" کے تحت شارحین نے لکھا ہے کہ اگرچہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ابر کے اس ٹکڑے کا سایہ موجود تھا جو راستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن چلا آ رہا تھا لیکن اس کے باوجود درخت نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سایہ کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت اجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کو ظاہر کرنے کے لئے تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت ابر کا سایہ ہٹ گیا تھا، اس لئے درخت نے جھک کر سایہ کرلیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار تھا۔ بہر حال سر مبارک پر بادل کا سایہ فگن ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ صورت ہمیشہ نہیں رہتی تھی بلکہ کبھی ضرورت واحتیاج کے وقت یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا۔

درخت کے سایہ کو دیکھو جو اس پر جھک آیا ہے" سے راہب کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم (بادل کی صورت میں) آسمان کے سایہ کو نہیں دیکھ سکتے تو زمین کے اس سایہ ہی کو دیکھ لو جو درخت کی شاخوں کی صورت میں اس ہستی پر جھکا ہوا ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ راہب کی مراد اہل قافلہ کو سر کی آنکھوں سے نہیں دل کی آنکھوں سے دیکھنے کی طرف متوجہ کرنا تھا کیونکہ سر کی آنکھوں سے تو وہ لوگ خود ہی دیکھ رہے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی فطرت سلیم مسخ کر کے جہل وانکار کی تاریکی میں بھٹکنا ہی اپنا مقدر بنا لیا تھا ان کی دل کی آنکھیں تو تعصب اور ہٹ دھرمی سے ایسی بند ہوئیں کہ انہوں نے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی صداقت کی اس بڑی سے بڑی علامتیں کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود نور ہدایت کی کوئی کرن حاصل نہیں کی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی سب نشانیاں (سر کی آنکھوں سے) دیکھتے تھے لیکن دل کی آنکھوں کا) ایسا دیکھنا ان کو نصیب نہیں ہوتا

تھا جوان کے کام آتا اور ان کو راہ راست پر لگا دیتا جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: وتر ہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون "اور ان کافروں) کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

بالآخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دای "بات دراصل یہ تھی کہ بصری رومی سلطنت کے زیرنگین تھا جہاں عیسائی شہنشاہیت کا پرچم لہرا رہا تھا اور وہاں بڑے بڑے عیسائی پادریوں نے اپنے علم وقیافہ کی بنیاد پر نبی آخرالزمان کی بعثت کی خبر دی تھی، جس سے ایک طرح کی سراسیمگی اس عیسائی شہنشاہیت پر طاری ہوگئی تھی اور اس بات کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس نئے نبی کو اپنے اثرات پھیلانے سے پہلے ہی دنیا سے ختم کر دیا جائے! راہب بحیرا چونکہ آسمانی کتابوں کا سچا عالم تھا اور نبی آخرالزمان کے تئیں عقیدت رکھتا تھا اس لئے اس نے نبی کریم کو پہچان کر حضرت ابوطالب پر زور ڈالا کہ آپ کو مکہ واپس کر دیں، اس کو خوف تھا کہ اگر رومی سلطنت کے گماشتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھنک مل گئی تو وہ فوراً گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، چنانچہ ترمذی اور حاکم نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ادھر تو حضرات ابوطالب کے تجارتی قافلہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا ادھر رومی سلطنت کے گماشتے جن کی تعداد سات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوہ میں لگ گئے کہ جہاں بھی ملیں قتل کر دیا جائے۔

اس ٹوہ میں وہ بحیرا راہب تک بھی پہنچ گئے، بحیرا نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم لوگ یہاں کیا کرنے آ گئے؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے (اپنے ملک سے) سفر پر روانہ ہونے والے ہیں، لہٰذا ہر راستہ پر آدمی لگا دیئے گئے ہیں کہ وہ جب بھی ہماری سلطنت کی حدود میں) داخل ہوں ان کو فوراً مار ڈالا جائے۔ بحیرا نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مقدر کر دیا ہے تو کیا کوئی شخص اس کو بدل سکتا ہے، ان گماشتوں نے جواب دیا نہیں، تب بحیرا نے کہا (میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں کہ تم لوگ جس شخص کی تلاش میں ہو وہ یقیناً اللہ کا سب سے بڑا پیغمبر بننے والا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لہٰذا تم اپنے اس خیال خام سے باز آ جاؤ کہ اس کو قتل کر دو گے اور بہتر یہی ہے کہ) تم اس کی اطاعت کو قبول کر کے اس کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھو۔ کنک اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا" کنک موٹی روٹی کو کہتے ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ کنک اس خاص قسم کی روٹی کو کہتے تھے جو آٹے، دودھ اور شکر کو ملا کر بناتے تھے، اس روٹی کے ساتھ روغن زیت اس لئے دیا تھا کہ روٹی سے لگا کر کھانے کے کام آئے۔

باب اِسْلَامِ اَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرِ الْوَلَدِ .

یہ باب ہے کہ میاں، بیوی میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا اور اس بارے میں بچے کو اختیار دینا

3495 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ اَسْلَمَ وَاَبَتِ امْرَاَتُهُ اَنْ تُسْلِمَ فَجَاءَ ابْنٌ لَهُمَا صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغ

3495-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا اسلم احد الابوين مع من يكون الولد (الحديث 2244) بمعناه . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تخيير الصبي بين ابويه (الحديث 2352) بمعناه . تحفة الاشراف (3594) .

الْحُلُمَ فَاَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبَ هَا هُنَا وَالْاُمَّ هَا هُنَا ثُمَّ خَيَّرَهُ فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ" . فَذَهَبَ اِلٰى اَبِيْهِ .

☆☆ عبدالحمید بن سلمہ انصاری اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اسلام قبول کر لیا' لیکن ان کی اہلیہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا' پھر وہ اپنے کم سن نابالغ بچے کو لے کر آئے' نبی اکرم ﷺ نے اس کے والد کو ایک طرف بٹھا دیا اور والدہ کو دوسری طرف بٹھا دیا' پھر آپ ﷺ نے اس بچے کو اختیار دیا اور دعا کی: اے اللہ! اسے ہدایت نصیب کر! تو وہ بچہ اپنے والد کی طرف چلا گیا۔

3496 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ اِنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ نَفَعَنِيْ وَسَقَانِيْ مِنْ بِئْرِ اَبِيْ عِنَبَةَ . فَجَاءَ زَوْجُهَا وَقَالَ مَنْ يُخَاصِمُنِيْ فِيْ ابْنِيْ فَقَالَ "يَا غُلَامُ هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ اَيِّهِمَا شِئْتَ" . فَاَخَذَ بِيَدِ اُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ .

☆☆ ابومیمونہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' انہوں نے یہ بات بیان کی کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرا شوہر یہ چاہتا ہے' وہ میرے بچے کو اپنے ساتھ لے جائے حالانکہ یہ بچہ مجھے نفع دیتا ہے اور ابوعنبہ کے کنویں سے زیادہ مجھے سیراب کرتا ہے (یعنی مجھے اس کی شدید ضرورت ہے) اسی دوران اس عورت کا شوہر بھی آ گیا اور وہ بولا: میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے بچے! یہ تمہارے ابو ہیں اور یہ تمہاری امی ہیں' تم ان میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو۔

تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ عورت اس بچے کو اپنے ساتھ لے گئی۔

باب عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ .

یہ باب خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت میں ہے

3497 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شَاذَانُ بْنُ عُثْمَانَ اَخُوْ عَبْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الرُّبَيِّعَ

3496-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من احق بالولد (الحديث 2277) مطولاً، و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في تخيير الغلام بين ابويه اذا افترقا (الحديث 1357) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تخيير الصبي بين ابويه (الحديث 2351) مختصراً . تحفة الاشراف (15463) .

3497-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15847) .

بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَاَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَاَتٰى اَخُوهَا يَشْتَكِيهِ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ "خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا" . قَالَ نَعَمْ . فَاَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِاَهْلِهَا .

☆☆ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا' ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ تھا' اس عورت کا بھائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو پیغام بھجوایا اور ان سے کہا:

اس عورت کا جو تم پر حق تھا (یعنی جو رقم تم نے اسے مہر کے طور پر ادا کی تھی) وہ حاصل کر لو اور اس عورت کو آزاد کر دو۔

ثابت نے کہا: ٹھیک ہے! پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ ایک حیض تک انتظار کرے گی' پھر وہ اپنے میکے چلی جائے گی۔

3498 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ . قَالَتِ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَاَلْتُهُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ اِلَّا اَنْ تَكُونِي حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِهِ فَتَمْكُثِي حَتّٰى تَحِيضِي حَيْضَةً - قَالَ - وَاَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ .

☆☆ عبادہ بن ولید' سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ مجھے کوئی حدیث سنائیے! تو انہوں نے بتایا: میں نے اپنے شوہر سے خلع حاصل کر لیا' پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میں نے ان سے دریافت کیا: مجھ پر کتنی عدت لازم ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر تم نے اپنے شوہر کے ساتھ کچھ عرصہ پہلے صحبت کی ہو تو پھر تم ایک حیض تک ٹھہری رہو گی۔

میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی پیروی کر رہا ہوں' جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم مغالیہ کے بارے میں دیا تھا' جو ثابت بن قیس کی اہلیہ تھی اور اس خاتون نے ان سے خلع حاصل کر لیا تھا۔

باب مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ عورتوں کی عدت میں جو استثنیٰ کیا گیا ہے (اس کا حکم)

3499 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ

3498-اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب عدة المختلعة (الحديث 2058) . تحفة الاشراف (15836) .

بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا) وَقَالَ (وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ) الْاٰیَةَ وَقَالَ (یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ) فَاَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ) وَقَالَ (وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ) فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰی (وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ) (فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا) ۔

☆☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کرتے ہیں:

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''ہم جو بھی آیت منسوخ کر دیتے ہیں' یا اُسے بھلا دیتے ہیں' تو اس سے زیادہ بہتر یا اس کی مانند لے آتے ہیں''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ تبدیل کر دیتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے' اُسے کیا نازل کرنا ہے''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے' ثابت رکھتا ہے' اس کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:)

سب سے پہلے قرآن میں سے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی (یعنی اتنا عرصہ عدت بسر کریں گی)''۔

(ایک اور مقام پر) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہاری عورتوں میں سے جو خواتین حیض سے مایوس ہو چکی ہوں' اگر تمہیں شک ہو' تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) تو اس کا حکم منسوخ ہو گیا اور (یہ آیت نازل ہوگئی)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر تم ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے انہیں طلاق دے دیتے ہو' تو ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی' جسے تم شمار کرو''۔

شرح

اگر لفظ قروء کو محمول کیا جائے طہر پر' جس طرح کہ امام شافعی اس طرف گئے ہیں اعتبار کرتے ہوئے کہ طہر مذکر ہے نہ کہ حیض اور جمع میں کتاب مؤنث سے وارد ہوئی ہے اس نے اس بات پر دلالت کی کہ یہ جمع مذکر ہے اور طہر ہے اس خاص پر عمل کا ترک کرنا لازم

3499-اخرجه ابو داود في الطلاق، باب في نسخ ما استثني به من عدة المطلقات (الحديث 2282) مختصراً، و الحديث عند ابي داؤد في الطلاق باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2195) . و النسائي في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 3556) . تحفة الاشراف (6253) .

آیگا اس لیے کہ وہ حضرات جنہوں نے قرء کو طہر پر محمول کیا ہے وہ تین طہر ثابت نہیں کر سکتے ہیں بلکہ دو طہر اور تیسرے کا بعض اور تیسرا وہ ہے جس میں طلاق واقع ہوئی ہے پس اس اختلاف پر تخریج کی جائے گی تیسرے حیض میں رجوع کے حکم کی اور اس کے حکم کے زائل ہونے کی اور غیر زوج کے ساتھ نکاح کو صحیح قرار دینے اور اس کو باطل کرنے کی اور اس کے علاوہ چار عورتوں ساتھ نکاح کی اور میراث کے احکام کی باوجودیکہ شعبے اور تفاصیل کثیر ہیں۔ (اصول شاشی، بحث خاص وعام، لاہور)

قروء سے مراد طہر ہونے میں فقہاء شوافع کے دلائل کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ یہاں لفظ قروء سے مراد طہر (خاتون کی پاکیزگی کے دورانیے) ہے۔ اس کے مثل رائے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک گروہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہاں قروء کا مطلب خاتون کے حیض کے پیریڈ ہیں۔ اس طلاق یافتہ خاتون کے لئے اس وقت تک (دوسری شادی کرنا) جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ تیسرے حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل نہ کر لے۔

شافعیقروء کا مطلب ہے دورانیہ۔ یہ دورانیے اس بات کی علامت ہیں کہ جب تک یہ پورے نہ ہو جائیں، طلاق یافتہ خاتون دوسری شادی نہ کرے۔ جو لوگ اس دورانیے سے حیض کا دورانیہمراد لیتے ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ یہاں کم سے کم اوقات کا ذکر ہوا ہے اور کم اوقات سے ہی وقت میں حدود مقرر کی جا سکتی ہیں۔ حیض کا دورانیہ، پاکیزگی کے دورانیے سے کم ہوتا ہے اس وجہ سے زبان کے نقطہ نظر سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اسے عدت کی مدت مقرر کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ اسی طرح ہے کہ دو مہینوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے چاند نظر آنے کو حد مقرر کیا گیا ہے۔

غالبًا انہوں نے یہ رائے اس بنیاد پر اختیار کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہ اوطاس میں حاصل کردہ ایک لونڈی کے بارے میں حکم دیا کہ اس سے اس وقت تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے جائیں جب تک ایک مرتبہ حیض آنے سے اس کا استبراء نہ ہو جائے (یعنی یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے۔) آزاد اور لونڈی کے بارے میں استبراء میں فرق کیا گیا ہے۔ آزاد خاتون کا استبراء تین مکمل حیض کے دورانیوں سے ہوتا ہے جب وہ پاک ہو جائے اور لونڈی کا استبراء ایک ہی مکمل حیض سے پاکیزگی کے بعد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نئے چاند کو مہینوں کی نشاندھی کے لئے بنایا ہے اور وقت کا شمار رویت ہلال سے کیا جاتا ہے۔ ہلال دن اور رات کے علاوہ ایک علامت ہے۔ یہ تیس دن کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور انتیس دن کے بعد بھی۔ بیس تیس دن کے اعداد تو چھوٹے ایام کے مجموعے ہی ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اگر قروء وقت کا نام ہے تو پھر یہ دن اور رات کے کسی مجموعے کا نام ہوگا۔ عدت کی طرح حیض کے مدت کا تعین بھی دن اور رات ہی سے کیا جائے گا۔ وقت کسی (علاقے کی) حدود کی طرح ہوتا ہے۔ کبھی یہ حد علاقے میں داخل ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ وقت کا ایک خاص مطلب بھی ہے۔

اگر خون رحم سے باہر نکل آئے اور ظاہر ہو جائے تو اس کا نام حیضہے اور اگر ظاہر نہ ہو اور رحم کے اندر ہی رہ جائے تو اس کا نام

طہر ہے۔ طہر اور قروء دونوں الفاظ کا تعلق خون کو روکنے سے ہے نہ کہ بہنے سے۔ طہر سے اگر وقت مراد لیا جائے تو عربی زبان میں اسے قروء کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس کا تعلق خون کو روکنے سے ہے۔

جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو کہیں کہ وہ خاتون سے رجوع کر لیں اور (اگر طلاق دینی ہی ہے تو) پھر اس حالت میں طلاق دیں جب وہ (حیض سے) پاک ہو جائیں اور ان سے (پاک ہونے کے بعد) ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ عدت کا وقت ہے جسے اللہ نے طلاق (سے شروع کرنے) کا حکم دیا ہے۔ (مالک)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ إذا طلّقتم النساء فطلّقوهنّ لعدّتهنّ یعنی جب تم خواتین کو طلاق دو تو انہیں عدت (شروع کرنے) کے لئے طلاق دو۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ واضح فرما دیا کہ عدت طہر سے شروع ہوگی نہ کہ حالت حیض سے۔ اللہ تعالیٰ نے تین قروء کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ خاتون کو تین طہر تک انتظار کرنا چاہیے۔

اگر تیسرا طہر لمبا ہو جائے اور حیض شروع نہ ہو تو اس خاتون کے لئے اس وقت دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ حیض آ نہ جائے۔ اگر وہ خاتون حیض کے آنے سے (اپنی عمر یا بیماری کے باعث) مایوس ہو جائے یا اسے اس کا اندیشہ بھی ہو تو پھر وہ مہینوں کے ذریعے اپنی عدت کا شمار کرے۔ اس معاملے میں خاتون کے غسل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ غسل تو تین کے علاوہ ایک چوتھی چیز ہے۔ جو شخص خاتون کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دینے کے لئے غسل کو ضروری قرار دیتا ہے، اسے پھر یہ بھی کہنا چاہیے کہ اگر وہ ایک سال یا اس سے بھی زیادہ بغیر غسل کے بیٹھی رہے تو اس کے لئے شادی کرنا جائز نہ ہوگی۔

ان دونوں اقوال میں سے یہ کہ قروء سے مراد طہر ہے کتاب اللہ کے زیادہ قریب ہے اور زبان بھی اسی معنی میں واضح ہے۔ بہر حال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز کے بارے میں ایک حیض کے ذریعے استبراء (یعنی حمل نہ ہونے کا یقین کرنے) کا حکم دیا۔ اگر وہ کنیز حالت طہر میں تھی، پھر اس حیض آ گیا تو حیض کے مکمل ہونے کے بعد اس کے نئے طہر کے شروع ہونے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ وہ حاملہ نہیں تھی۔ خون کا صرف نظر آ جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ حیض کے پورا ہونے کا انتظار ضروری ہے کیونکہ وہی طہر حمل کے بغیر سمجھا جائے گا جس سے پہلے ایک حیض مکمل ہو چکا ہو۔

خاتون کو عدت دو وجہ سے پوری کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ یقین کرنا ہے کہ وہ حاملہ نہیں ہے اور دوسری وجہ اس کے علاوہ ہے۔ جب خاتون نے دو حیض، دو طہر اور اس کے بعد تیسرا طہر بھی گزار لیا تو پھر وہ استبراء کے عمل سے دو بار گزر چکی۔ استبراء کے علاوہ دوسری وجہ اللہ کے حکم کی پابندی بھی ہے کیونکہ اس نے تین قروء تک رکنے کا حکم دیا ہے۔ (کتاب رسالہ، امام شافعی)

قروء سے مراد حیض ہونے میں سلف وخلف فقہاء کے اقوال کا بیان

دوسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد تین حیض ہیں، اور جب تک تیسرے حیض سے پاک نہ ہو لے تب تک وہ عدت ہی میں

ہے۔ بعض نے غسل کر لینے تک کہا ہے اور اس کی کم سے کم مدت تینتیس دن اور ایک لحظہ ہے اس کی دلیل میں ایک تو حضرت عمر فاروق کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کے پاس ایک مطلقہ عورت آئی اور کہا کہ میرے خاوند نے مجھے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں پھر وہ میرے پاس اس وقت آیا جبکہ اپنے کپڑے اتار کر دروازہ بند کئے ہوئے تھی (یعنی تیسرے حیض سے نہانے کی تیاری میں تھی تو فرمائے کیا حکم ہے یعنی رجوع ہو جائے گا یا نہیں؟) آپ نے فرمایا میرا خیال تو یہی ہے رجوع ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی تائید کی۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، ابراہیم، مجاہد، عطاء، طاؤس، سعید بن جبیر، عکرمہ، محمد بن سیرین، حسن، قتادہ، شعبی، ربیع، مقاتل بن حیات، سدی، مکحول، ضحاک، عطاء خراسانی بھی یہی فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد سے بھی زیادہ صحیح روایت میں یہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام سے یہی مروی ہے۔ ثوری، اوزاعی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، حسن بن صالح، ابوعبید اور اسحٰق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بن ابی جیش سے فرمایا تھا نماز کو اقراء کے دنوں میں چھوڑ دو۔ پس معلوم ہوا کہ قروء سے مراد حیض ہے لیکن اس حدیث کا ایک راوی منذر مجہول ہے جو مشہور نہیں۔ ہاں ابن حبان اسے ثقہ بتاتے ہیں۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں لغت کے اعتبار قرء کہتے ہیں ہر اس چیز کے آنے اور جانے کے وقت کو جس کے آنے جانے کا وقت مقرر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے دونوں معنی ہیں حیض کے بھی اور طہر کے بھی او بعض اصولی حضرات کا یہی مسلک ہے۔ اصمعی بھی فرماتے ہیں کہ قرء کہتے ہیں وقت کو ابوعمر بن علاء کہتے ہیں عرب میں حیض کو اور طہر کو دونوں کو قرء کہتے ہیں۔ ابوعمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ زبان عرب کے ماہر اور فقہاء کا اس میں اختلاف ہی نہیں کہ طہر اور حیض دونوں کے معنی قرء کے ہیں۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب بیوہ عورت کی عدت کے بیان میں ہے

3500 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اُمُّ حَبِيبَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

3500-اخرجه البخاري في الجنائز، باب احداد المرأة على غير زوجها (الحديث 1280 و 1281)، و في الطلاق، باب تحد المتوفى عنها اربعة اشهر و عشراً (الحديث 5334)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338) بمعناه . و باب (و الذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً . الى قوله . بما تعلمون خبير) (الحديث 5345) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 59 و 62) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1195) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب سقوط الاحداد عن الكتابية المتوفى عنها زوجها (3527)، و ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية و (الحديث 3533) مطولاً . تحفة الاشراف (15874) .

الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا"۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے: وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ اپنے شوہر کا سوگ وہ چار ماہ دس دن تک کرے گی"۔

عدت وفات کا بیان اور عدت کی تعریف کا بیان

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کی عدت کا ذکر فرمایا تھا اور اب بیوہ کی عدت کا ذکر فرما رہا ہے۔ وہ مدت جس میں عورت شوہر کی گھر میں بغیر نکاح کے ٹھہری رہے اور بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نہ نکلے تاکہ اس کے رحم کا استبراء ہو جائے یا شوہر کی موت پر سوگ ہو مطلقہ کے لیے یہ مدت تین حیض ہے اور بیوہ کے لیے یہ عدت چار ماہ دس دن ہے اور جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی موت کے ایک ساعت بعد وضع حمل ہو جائے عدت وفات میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کا کوئی فرق نہیں ہے۔ چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا صرف شوہر کی موت کے ساتھ خاص ہے اور کسی عزیز یا رشتہ دار کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی مرگ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ پھر جب حضرت زینب بنت جحش کے بھائی فوت ہو گئے تھے تو میں ان کے پاس گئی انہوں نے خوشبو منگا کر اپنے جسم پر لگائی اور کہا: مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ خاوند (کی موت) پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

عدت کے مسائل اور شرعی احکام کا بیان

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: مسلمان منکوحہ بالغہ عورت جب طلاق ثلاثہ مغلظہ کی عدت گزارے یا عدت وفات گزارے تو انقطاع نکاح پر افسوس کے اظہار کے لیے زینت کو ترک کر دے زیورات اور ریشمی کپڑے نہ پہنے باریک دندانوں کی کنگھی سے بال نہ سنوارے خوشبو اور تیل نہ لگائے سرمہ اور مہندی نہ لگائے زعفران اور سرخ یا زرد رنگ میں رنگے کپڑے نہ پہنے ہاں عذر کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی اختیار کر سکتی ہے کالے اور نیلے رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے کافرہ صغیرہ مجنونہ نکاح فاسد وطی بالشبہ اور طلاق رجعی کی معتدہ پر سوگ نہیں ہے۔ دیگر رشتہ داروں کی موت پر صرف تین دن تک سوگ کرنا مباح ہے خاوند کے لیے جائز ہے کہ عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنے پر منع کرے کیونکہ عورت کا مزین ہونا اس کا حق ہے ہاں اگر خاوند کو

اعتراض نہ ہو یا عورت شادی شدہ نہ ہو تو پھر تین دن سے زیادہ بھی سوگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (علامہ شامی نے کہا ہے کہ علامہ حصکفی کا تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت دینا صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ ابھی صحیح بخاری کے حوالے سے گزرا ہے۔ سعیدی غفرلہ) ہر قسم کی عدت گزارنے والی کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے البتہ اشارہ کنایہ سے اپنا مدعا ظاہر کرنا جائز ہے مثلاً کہے: مجھے امید ہے کہ ہم اکٹھے رہیں گے یا آپ بہت خوبصورت ہیں یا نیک ہیں بہ شرطیکہ وہ عورت عدت وفات گزار رہی ہو اور عدت طلاق میں ایسا کہنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اس کے شوہر کے ساتھ عداوت پیدا ہوگی۔ جو عورت عدت گزار رہی ہو خواہ وہ طلاق رجعی کی عدت ہو یا طلاق بائن کی وہ گھر سے بالکل نہ نکلے نہ رات کو نہ دن کو اور اگر حویلی میں دوسرے لوگوں کے گھر ہوں تو اس کے صحن میں بھی نہ جائے خواہ شوہر کی اجازت ہو کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور جو عورت عدت وفات گزار رہی ہو وہ دن اور رات میں گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں گزارے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ مطلقہ کے خرچ کا کفیل اس کا خاوند ہے اس لیے اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور جو عدت وفات گزار رہی ہے اس کے خرچ کا کوئی کفیل نہیں ہے اس لیے اس کو طلب معاش کے لیے دن اور رات کے وقت میں نکلنا ہوگا ہاں اگر اس کے خرچ کی کفالت کا انتظام ہو تو پھر اس کو بھی مطلقہ کی طرح گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور وہاں عدت گزارے خواہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات اور اس گھر سے نہ نکلے ماسوا اس صورت کے کہ اس کو اس گھر سے نکال دیا جائے یا وہ گھر منہدم ہو جائے یا اس گھر کے انہدام کا خدشہ ہو یا وہاں اس کے مال کے تلف ہونے کا خطرہ ہو اس کے پاس اس گھر کا کرایہ نہ ہو اس قسم کی اگر کوئی ناگزیر صورت ہو مثلاً وہ اس گھر میں تنہا ہو اور اس کی جان کو خطرہ ہو ایسی صورت میں وہ اس گھر کے قریب کسی گھر میں منتقل ہو سکتی ہے اور عدت طلاق میں جہاں اس کا شوہر چاہے وہاں منتقل ہو جائے جب عورت عدت طلاق گزار رہی ہو تو اس کے اور شوہر کے درمیان ایک پردہ ضروری ہے اور اگر گھر تنگ ہو یا شوہر فاسق ہو تو پھر اس کا اس گھر سے نکل جانا بہتر ہے۔ (درمختار علی ھامش الرد ص ۶۲۱ - ۶۱۶ ملخصا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت کے دوران عورتوں کو جن کاموں سے منع کیا ہے مثلاً بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نکلنا یا بناؤ سنگھار کرنا یا کسی سے عقد ثانی کا عہد و پیمان کرنا اگر عورتیں عدت کے دوران ان میں سے کوئی کام کریں تو اس عورت کے وارثوں اور سرپرستوں پر لازم ہے کہ عورت کو اس سے منع کریں اور اگر وہ منع نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اگر اس عورت کے اولیاء نہ ہوں تو پھر یہ حکام اور عام مسلمانوں کا فریضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جب وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو وہ دستور کے موافق جو کام اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی حرج (یا گناہ) نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انہوں نے عدت سے پہلے یہ کام کیے اور تم نے ان کو نہ روکا تو تمہیں گناہ ہوگا۔

اس آیت میں عدت وفات چار ماہ دس دن بیان کی گئی ہے لیکن یہ عدت وفات غیر حاملہ کے ساتھ مخصوص ہے جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی وفات کے ایک منٹ بعد وضع حمل ہو جائے قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ (الطلاق: ۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔ اس سے پہلے عدت وفات ایک سال تھی جیسا کہ

اس آیت سے ظاہر ہے۔

(آیت) والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا، وصیة لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج ۔ (البقرہ ۲۴۰)

ترجمہ: اورتم میں سے جولوگ مرجائیں اوراپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (مرنے سے پہلے) اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کرجائیں کہ ان کا گھر سے نکالے بغیران کوایک سال کا خرچ دیا جائے۔

سورہ بقرہ کی زیر بحث آیت سے یہ آیت منسوخ ہوگئی اوراب ایک سال کے بجائے چارہ ماہ دس دن عدت وفات ہے۔

3501 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ عَنْ اُمِّهَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ امْرَاَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلٰی عَيْنِهَا اَتَكْتَحِلُ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ اَحْلَاسِهَا حَوْلًا ثُمَّ خَرَجَتْ فَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" ۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا شوہر فوت ہوجاتا ہے اوراس کے اہل خانہ کواس بات کا اندیشہ ہے اس کی آنکھیں خراب ہو جائیں گی تو کیا ایسی عورت سرمہ لگاسکتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پہلے (بیوہ عورت) اپنے گھر میں انتہائی خراب لباس میں ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی (ایک سال گزرنے کے بعد) گھر سے باہر آتی تھی تواب چار ماہ دس دن تک ایسا کیوں نہیں کرسکتی"۔

3502 - اَخْبَرَنِي اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ الْاَنْصَارِيِّ - وَجَدُّهُ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَاُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتَا جَائَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَاِنِّي اَخَافُ عَلٰی عَيْنِهَا اَفَاَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَجْلِسُ حَوْلًا وَّاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا كَانَ الْحَوْلُ خَرَجَتْ وَرَمَتْ وَرَائَهَا بِبَعْرَةٍ" ۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سیّدہ اُم سلمہ اور سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: ایک

3501-اخرجه البخاري في الطلاق، باب تحد المتوفى عنها اربعة اشهر و عشرًا (الحديث 5336)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338)، و في الطب باب الاثمد و الكحل من الرمد (الحديث 5706) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 60 و 61) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1197) و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3502)، و ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية (الحديث 3535)، والنهي عن الكحل للحادة (الحديث 3540 و 3541 و 3542 و 3543) . تحفة الاشراف (18259) .

3502-تقدم في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3501) .

خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے مجھے اس کی آنکھوں کے بارے میں اندیشہ ہے تو کیا میں اس میں سرمہ لگا دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''پہلے کوئی عورت ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی' یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (پہلے یہ ہوتا تھا) وہ عورت ایک سال گزرنے کے بعد گھر سے باہر آتی تھی' پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی' تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی''۔

3503 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے' کیونکہ شوہر پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی''۔

3504 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ صفیہ بنت عبید' نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے' وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے' کیونکہ وہ عورت شوہر پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی''۔

3505 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا السَّهْمِيُّ - يَعْنِىْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ اُمُّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سے

3503 - اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 63 و 64) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15817) .

3504 - انفرد به النسائي . و سياتي في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3505) . تحفة الاشراف (18283) .

3505 - تقدم (الحديث 3504) .

مراد سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

شرح

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۲۸، البقرہ)

مطلقہ عورتوں کی عدت مقرر کرنے کا شان نزول

اس سے پہلے ایلاء کی دو آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے طلاق پر ختم کیا تھا اور طلاق کو عدت لازم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عدت کا حکم بیان فرمایا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کے شان نزول میں حسب ذیل احادیث ذکر کی ہیں:

امام ابوداؤد امام ابی حاتم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں طلاق دی گئی اس وقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت نہیں ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کو بیان فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ پہلی خاتون ہیں جن کے متعلق عدت طلاق نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلاق کی کوئی عدت نہیں ہوتی تھی۔

(الدرالمنثور ج اص ۲۷۵ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

مطلقہ عورتوں کی اقسام اور ان کی عدتوں کا بیان

اس آیت میں مطلقات کی عدت تین قروء (تین حیض) بیان کی گئی ہے اور مطلقہ کے کئی افراد ہیں غیر مدخولہ کی سرے سے عدت ہی نہیں ہے۔

(آیت) یایها الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالکم علیهن من عدة تعتدونها فمتعوهن وسرحوهن سراحا جمیلا ۔ (الاحزاب ۴۹)

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو سو تم ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ اور حسن سلوک کے ساتھ انہیں چھوڑ دو۔

اور جو عورت مطلقہ ہو اور حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے:

(آیت) واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن ۔ (الطلاق:۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

اور جو عورت مطلقہ ہو غیر حاملہ ہو لیکن صغر سن یا بڑھاپے کی وجہ سے اس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے:

(آیت) والی یئسن من المحیض من نسآئکم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر والی لم یحضن (الطلاق ۴)

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تمہیں اشتباہ ہو (کہ ان کی عدت کیا ہوگی؟) تو ان کی

عدت تین مہینے ہے اور جن عورتوں کو ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا (ان کی عدت بھی تین ماہ ہے)۔

اور جو مطلقہ عورت مدخولہ ہو غیر حاملہ ہو بالغہ اور جوان ہو لیکن باندی ہو اس کی عدت دو حیض ہے سو اس آیت میں جس مطلقہ عورت کی عدت تین حیض بیان کی گئی ہے وہ ایسی مطلقہ عورت ہے جو مدخولہ ہو غیر بالغہ اور جوان ہو اور آزاد ہو اور مطلقات کے عموم سے مطلقہ عورتوں کے باقی افراد مستثنیٰ ہیں اس لیے یہ آیت عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

عدت کا لغوی اور شرعی معنی اور عدت کے احکام:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(آیت) یایها النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة واتقوا الله ربکم لا تخرجوهن من بیوتهن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وتلک حدود الله ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (الطلاق:۱)

اے نبی! (مسلمانوں سے کہیے:) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے لیے (اس زمانہ میں جس میں جماع نہ کیا ہو) طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہو تم مطلقہ عورتوں کو دوران عدت ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نہ نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر نکال دو) اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

عدت کا لغوی معنی ہے

گننا اور شمار کرنا اور اس کا اصطلاح شرع میں یہ معنی ہے کہ زوال نکاح کے بعد عورت کا شوہر کے مکان میں ایک مدت معینہ تک ٹھہرنا اور انتظار کرنا۔ عورت کے حق میں عدت کا رکن یہ ہے کہ دوران عدت اس کا گھر سے باہر نکلنا حرام ہے اور دوران عدت نکاح کرنا یا نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور مرد پر لازم ہے کہ وہ عدت کے زمانہ میں عورت کو رہائش اور کھانے کا خرچ مہیا کرے۔ اگر اس نے تین طلاقیں دی ہیں تو مطلقہ اس کے گھر میں اجنبی عورت کی طرح رہے گی اور اس سے پردہ کرے گی۔ عدت کے دوران مرد پر مطلقہ کی بہن اس کی پھوپھی اس کی خالہ اس کی بھتیجی اور اس کی بھانجی سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح اگر مطلقہ اس کی چوتھی بیوی تھی اور بقیہ تین اس کے نکاح میں ہیں تو اب وہ دوران عدت مزید کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(ردالمحتار ج ۲ ص ۵۹۹۔ ۵۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت مقرر کرنے کی حکمتیں:

عدت کی حکمت یہ ہے کہ عورت کے رحم کا استبراء ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر اس کو حیض آ گیا تو وہ حاملہ نہیں ہو گی اور اس کی عدت تین حیض ہو گی ورنہ وضع حمل تک اس کی عدت ہو گی دوسری حکمت یہ ہے کہ اگر عورت دوسرا نکاح کرتی ہے تو اس نکاح اور دوسرے نکاح کے درمیان وقفہ ہونا چاہیے تاکہ اس وقفہ میں عورت کے دل و دماغ پر پہلے شوہر کے جو

اثرات نقش ہو چکے تھے وہ محو ہو جائیں اور وہ خالی الذہن ہو کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جائے تیسری حکمت یہ ہے کہ عدت کے دوران عورت طلاق کے عواقب اور نتائج پر غور کرے کہ اس کی کس خطا یا زیادتی کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی تا کہ دوسرے نکاح میں وہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرے اور اگر شوہر کی کسی بدسلوکی یا زیادتی کے نتیجے میں طلاق واقع ہوئی ہے تو اب دوسرے نکاح میں زیادہ غور و فکر اور تامل سے کام لے اور احتیاط سے نکاح کرے تا کہ پھر اسی قماش کے شوہر کے پلے نہ بندھ جائے چوتھی حکمت یہ ہے کہ اگر ایک طلاق یا دو طلاقوں کی عدت گزار رہی ہے تو شوہر کے لیے اس طلاق سے رجوع کرنے کا موقع باقی رہے اور جس جھگڑے یا فساد کی بناء پر یہ طلاق واقع ہوئی تھی بعد میں جب فریقین کا جوش غضب ٹھنڈا ہو جائے تو اس جھگڑے کے عوامل پر غور کریں اور شوہر حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے رجوع کرلے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے: اور ان کے خاوند اس مدت میں (طلاق رجعی کو) واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں بشرطیکہ ان کا ارادہ حسن سلوک کے ساتھ رہنے کا ہو اس لیے یہ ضروری ہے کہ صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دی جائیں تا کہ رجوع کا موقع باقی رہے اور تین طلاقیں دے کر بعد میں پچھتانا نہ پڑے اور بچوں کی زندگی ویران نہ ہو ہمارے زمانہ میں یہ وبا عام ہے کہ لوگ جب طلاق دیتے ہیں تو تین طلاقوں سے کم نہیں دیتے یا وثیقہ نویس سے طلاق لکھواتے ہیں اور وہ تین طلاقیں لکھ کر دستخط کرالیتا ہے اور جب جھگڑے کا جوش ختم ہو جاتا ہے تو میاں بیوی دونوں در بدر مارے مارے پھرتے ہیں غیر مقلد مولوی سے فتویٰ لیتے ہیں یا حلالہ کی ناگوار صورت اختیار کرتے ہیں۔

قرء کے معانی کے متعلق ائمہ لغت کی تصریحات:

اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کی عدت تین قروء بیان فرمائی ہے لیکن قرء کی تفسیر میں مجتہدین کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک قروء کا معنی حیض ہے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک قروء کا معنی طہر ہے۔ لغت میں قرء کا معنی حیض اور طہر ہے اور یہ لغت اضداد سے ہے۔

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں: قرء کا معنی حیض طہر اور وقت ہے۔ (قاموس ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ جوہری لکھتے ہیں: قرء کا معنی حیض ہے اس کی جمع قروء اور اقراء ہے حدیث میں ہے: اپنے ایام اقراء میں نماز کو ترک کر دو اس حدیث میں قروء کا اطلاق حیض پر ہے اور قرء کا معنی طہر بھی ہے یہ لغت اضداد سے ہے۔

(الصحاح ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

علامہ ابن منظور افریقی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: قرء حقیقت میں طہر سے حیض میں داخل ہونے کا نام ہے اور جب کہ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں کا جامع ہے تو اس کا ہر ایک پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو (نکاح ثانی سے) تین قروء تک روکے رکھیں یعنی تین حیض تک روکے رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنے سے بیٹھی رہو یعنی اپنے ایام حیض میں۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ قرء کا معنی ہے: جمع ہونا اور ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا ہے۔

(المفردات ص ۴۰۲ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

قرء بہ معنی حیض کی تائید میں احادیث اور فقہاء احناف کے دلائل:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عدی بن ثابت اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا: تم اپنے ان ایام اقراء میں نماز چھوڑ دو جن میں تم کو حیض آتا ہے پھر تم غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرو نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ (جامع ترمذی ص۳۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کا اطلاق حیض پر کیا ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے کیونکہ اقراء عربی قواعد کے اعتبار سے جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس پر ہوتا ہے اور آپ نے حیض کے لیے اقراء کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد۔ ۱ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام نسائی۔ ۲۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام دارقطنی۔ ۳ (امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ نشر السنہ ملتان) نے بھی روایت کیا ہے۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاق (مغلظہ) دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ (جامع ترمذی ص ۱۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابوداؤد۔ ۱ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ۔ ۲ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۵۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

امام مالک۔ ۳ (امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ موطا امام مالک ص ۵۲۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام دارمی۔ ۴ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۹۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۵ (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ)

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس پر اتفاق ہے کہ آزاد اور باندی کی عدت کے عدد میں فرق ہے جنس میں فرق نہیں ہے اور جب باندی کی عدت دو حیض ہے تو آزاد عورت کی عدت تین حیض ہوئی اور حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قرء سے مراد حیض ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق امام ابن جریر اور امام بیہقی نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: الاقراء سے مراد حیض ہے۔

امام ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثلاثة قروء سے مراد تین حیض ہیں۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حیض ہے۔

وکیع نے حسن سے روایت کیا ہے کہ عورت حیض کیساتھ عدت گزارے خواہ اس کو ایک سال کے بعد حیض آئے۔

امام عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ طلاق دینا مردوں پر موقوف ہے اور عدت عورتوں پر موقوف ہے۔ (الدرالمنثور ج ۱ص ۲۷۵۔۲۷۴ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

فقہاء احناف نے ثلاثۃ قروء میں لفظ ثلثۃ سے بھی استدلال کیا ہے کیونکہ اگر قرء کا معنی طہر لیا جائے تو جس طہر میں طلاق دی جائے گی اس طہر کیا جائے گا یا نہیں اگر اس طہر کو شمار کیا جائے تو دو طہر اور ایک طہر کا کچھ حصہ یعنی اڑھائی طہر عدت قرار پائے گی اور اگر اس طہر کو شمار نہ کیا جائے تو ساڑھے تین طہر عدت قرار پائے گی اور تین قروء صرف اسی صورت میں عدت ہو سکتی ہے جب قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء احناف نے قرء بہ معنی حیض لینے پر یہ عقلی استدلال کیا ہے کہ عدت مشروع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ استبراء رحم ہو جائے یعنی یہ معلوم ہو جائے کہ عورت کے رحم میں شوہر کا نطفہ استقرار پا گیا ہے اور بچہ بننے کا عمل شروع ہو گیا ہے یا اس کا رحم خالی اور صاف ہے سو اگر عورت کو حیض آ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا رحم خالی ہے اور اگر حیض نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ اس میں نطفہ ٹھہر گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت کی حکمت حیض سے پوری ہوتی ہے نہ کہ طہر سے اس لیے صحیح یہی ہے کہ قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء شافعیہ اور مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: (آیت) **فطلقوھن لعدتھن۔** (الطلاق ۱) انہوں نے کہا: اس آیت میں لام توقیت کے لیے ہے اور آیت کا معنی ہے: ان کو عدت کے وقت میں طلاق دو اور چونکہ حیض میں طلاق دینا مشروع نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ عدت کا وقت طہر ہے اس لیے ثلثۃ قروء میں قروء بہ معنی طہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لام توقیت کیلیے نہیں بلکہ اختصاص کے لیے ہے یعنی طلاق عدت کے ساتھ مختص ہے اور عدت حیض سے شروع ہوتی ہے اس لیے طلاق حیض سے پہلے دینی چاہیے نہ کہ دوران حیض اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ایک قراءت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو یوں بھی پڑھا ہے: فی قبل عدتھن (روح المعانی ج ۱ص ۱۳۲) یعنی ان کو عدت سے پہلے طلاق دو نیز قرء بہ معنی حیض پر یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثلثۃ قروء کے بعد فرمایا ہے: عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کا تعلق حیض سے ہے نہ کہ طہر سے۔

قرء کے معنی کی تعیین میں دیگر ائمہ مذاہب کی آراء:

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: قروء کے متعلق دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ مجاہد قتادہ ضحاک عکرمہ سدی امام مالک اور ابوحنیفہ کا قول ہے (علامہ ماوردی کو نقل میں تسامح ہوا ہے امام مالک کے نزدیک اس کا معنی حیض نہیں طہر ہے البتہ امام احمد کے نزدیک اس کا معنی حیض ہے) دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی طہر ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زہری ابان بن عثمان امام شافعی اور اہل حجاز کا قول ہے۔ (النکت والعیون ج ۱ص ۲۹۱۔۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین ادوار یا تین انتقالات تک (عقد ثانی

سے) روکے رکھیں اور مطلقہ کبھی حیض سے طہر کی طرف اور کبھی طہر سے حیض کی طرف منتقل ہوتی ہے اور یہاں طہر سے حیض کی طرف انتقال تو قطعاً مراد نہیں ہے کیونکہ حیض میں طلاق دینا تو اصلاً مشروع نہیں ہے اور جب کہ طلاق دینا طہر میں مشروع ہے تو پھر عدت تین انتقالات ہے اور پہلا انتقال اس طہر سے ہے جس میں طلاق واقع ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۱۵-۱۱۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: اقراء کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عکرمہ ضحاک سدی سفیان ثوری اوزاعی حسن بن صالح امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے امام احمد نے کہا: میں پہلے یہ کہتا تھا کہ قرء بہ معنی طہر ہے اور اب میرا مذہب یہ ہے کہ قرء کا معنی حیض ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اقراء سے مراد اطہار ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زہری ابان بن عثمان امام مالک بن انس اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۲۶۰-۲۵۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: ہر چند کہ قرء کا اطلاق حیض اور طہر دونوں پر ہوتا ہے لیکن چند دلائل کی وجہ سے قرء بہ معنی حیض راجح ہے ایک دلیل یہ ہے کہ اہل لغت نے کہا ہے کہ قرء کا معنی کا معنی اصل لغت میں وقت ہے اور اس لحاظ سے اس کا بہ معنی حیض ہونا راجح ہے کیونکہ وقت کسی چیز کے حادث ہونے کا ہوتا ہے اور حادث حیض ہوتا ہے کیونکہ طہر تو حالت اصلی ہے اور بعض نے کہا: قرء کا معنی اصل لغت میں جمع اور تالیف ہے اس اعتبار سے بھی حیض اولیٰ ہے کیونکہ ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا رہتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اس عورت کو ذات الاقراء کہا جاتا ہے جس کو حیض آتا ہو اور جو کم سن ہو یا بڑھیا بانجھ ہو اس کو ذات الاقراء نہیں کہا جاتا ہے حالانکہ طہر تو ان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ لغت قرآن پر اتھارٹی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کو حیض کے معنی میں استعمال فرمایا ہے طہر کے معنی میں استعمال نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے فرمایا: مستحاضہ اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنا چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ چلا جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کا قرء دو حیض ہیں اور ایک روایت میں فرمایا: اس کی عدت دو حیض ہیں اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی باندیوں کے متعلق فرمایا: وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی نہ کی جائے اور جب تک ایک حیض سے استبراء نہ ہو جائے غیر حاملہ سے وطی نہ کی جائے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۳۶۷-۳۶۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام بخاری بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وطی شدہ باندی کو ہبہ کیا جائے یا اسے فروخت کیا جائے یا وہ آزاد ہو جائے تو ایک حیض کے ساتھ اس کے رحم کا استبراء کیا جائے اور کنواری باندی کا استبراء نہ کیا جائے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۸-۲۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور عورتوں کے لیے بھی دستور کے مطابق مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ (البقرۃ: ۲۲۸)

اسلام میں عورتوں کے مردوں پر حقوق

اس آیت کی تفسیر میں ہم پہلے یہ بیان کریں گے کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں اس کے بعد مردوں کے حقوق اور ان کی فضیلت بیان کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) یایها الذین امنوا لایحل لکم ان ترثوا النسآء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما اتیتموهن الا ان یاتین بفاحشة مبینه وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسى ان تکرهوا شیا ویجعل الله فیه خیرا کثیرا . وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا اتاخذونه بهتانا واثما مبینا . وکیف تاخذونه وقد افضى بعضکم الى بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا . . (النساء: ۲۰-۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لیے زبردستی عورتوں کا وارث بنا جانا جائز نہیں ہے اور ان سے اپنے دیئے ہوئے مہر کا بعض حصہ لینے کے لیے ان کو نہ روکو ماسوا اس کے کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کریں اور تم ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارو پس اگر تم ان کو ناپسند کرو گے تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تمہارے لیے اس میں خیر کثیر رکھ دے۔ اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی سے نکاح کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے کسی ایک کو بہت زیادہ مال دے چکے ہو تو اس سے کوئی چیز واپس نہ لو کیا تم اس مال کو بہتان باندھ کر واپس لو گے اور کھلے گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اور تم اب مال کو کیسے واپس لو گے حالانکہ تم (خلوت میں) ایک دوسرے سے باہم مل چکے ہو؟ اور وہ تم سے (عقد نکاح کے ساتھ) پختہ عہد لے چکی ہیں۔

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو اس کے خاوند کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا کوئی اور رشتہ دار اس سے بالجبر نکاح کر لیتا یا کسی دوسرے شخص سے اس کا بالجبر نکاح کر دیتا اور اس کے کل مہر یا آدھے مہر پر قبضہ کر لیتا اسلام نے عورتوں پر اس ظلم اور بری رسم کو مٹایا اور زبردستی عورتوں کا کسی سے بھی نکاح کرنے سے منع فرمایا دوسری اہم چیز ہے مہر کا تحفظ کرنا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے عورتوں کا مہر دبا لیتے تھے اسلام نے اس بری رسم کو مٹایا واضح رہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے بھی عورتوں کے لیے مہر کو لازم نہیں کیا صرف اسلام ہی عورتوں کو یہ حق دیا ہے، مہر کا فائدہ یہ ہے کہ اگر خاوند عورت کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت کے پاس مہر کی صورت میں ایک معقول آمدنی ہو جس کے ذریعہ وہ اپنے نئے مستقبل کا آغاز کر سکے۔

ان آیتوں میں عورتوں کا خاوند پر تیسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ مردوں کو ہدایت دی کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ رہائش میں کھانے پینے بات چیت کرنے میں اور دیگر عائلی اور خانگی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کے

ساتھ رہیں۔

چوتھا حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کی صورت یا سیرت تم کو ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ ازدواج کے ناطے نہ توڑ دو اور صبر و شکر کے ساتھ اس کے ہمراہ زندگی گزار دو ہو سکتا ہے کہ اس سے ایسی صالح اولاد پیدا ہو کہ اسے دیکھ کر تم بیوی کی بدصورتی یا اس کی بری عادتوں کو بھول جاؤ یا کسی اور وجہ سے اللہ تمہارے لیے اس نکاح میں ڈھیروں برکتیں نازل فرمائے۔

پانچواں حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کو تم سونے چاندی کے پل کے برابر ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو خواہ مہر کی صورت میں یا ویسے ہی بہ طور ہبہ تو اس مال کو اب اس سے واپس نہ لو تم نے صرف مال دیا ہے عورت تو اپنا جسم اور بدن تمہارے حوالے کر چکی ہے اور جسم و جان کے مقابلہ میں مال کی کیا حقیقت ہے۔

(آیت) **فان خفتم الا تعدلوا فواحدة اوماملکت ایمانکم ذلك ادنی الا تعولوا ۔ واتوالنساء صدقتهن نحلة ۔** (النساء:۳۔۴)

ترجمہ: پھر اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان (متعدد ازواج) میں عدل قائم نہ رکھ سکو گے تو فقط ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ باندیوں پر اکتفاء کرو یہ کسی ایک زوجہ کی طرف بہت مائل ہونے سے زیادہ قریب ہے۔ اور عورتوں کو ان کا مہر خوشی سے ادا کرو۔

اسلام نے ضرورت کی بناء پر تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے لیکن جو ان میں عدل کر سکے اور جو عدل نہ کر سکے اس کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف ایک نکاح پر اکتفاء کرے۔ ان آیتوں میں عورتوں کا مردوں پر ایک حق یہ بیان کیا ہے کہ ان میں عدل و انصاف کیا جائے اور دوسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ ان کا مہر خوشی سے ادا کیا جائے۔ سورۂ نساء کی ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مہر کی ادائیگی کے متعلق بہت تاکید کی ہے اور ہمارے دور میں اس معاملہ میں بہت سستی کی جاتی ہے۔

(آیت) **وعلی المولود له رزقهن وکسوتهن بالمعروف ۔** (البقرہ:۲۳۳)

ترجمہ: اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق اس شخص کے ذمہ ہے جس کا بچہ ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ عورتوں کا مردوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو کھانا اور کپڑا مہیا کریں اگر عورتیں امور خانہ داری انجام دیتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں تو یہ ان کی طرف سے احسان ہے اور ازواج مطہرات اور صحابیات کی سنت ہے۔

(آیت) **فان ارضعن لکم فاتوهن اجورهن واتمروا بینکم بمعروف وان تعاسرتم فسترضع له اخری ۔** (الطلاق:۶)

ترجمہ پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچہ کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں دستور کے ساتھ مشورہ کرو اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلا دے گی۔

اس آیت میں بتایا ہے کہ بچہ کو دودھ پلانا عورت کی ذمہ داری نہیں ہے اور عورت مرد کی غلام نہیں ہے اور مرد ڈکٹیٹر نہ بنے بلکہ گھریلو معاملات کو باہمی مشاورت سے چلائیں اور اگر عورت بچہ کو دودھ پلائے تو اس کا یہ حق ہے کہ مرد سے اس کی اجرت لے لے

اور یہ کہ عورت کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

اگر شوہر اور بیوی کے درمیان کوئی مناقشہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق کی محافظت کرتے ہوئے فرمایا۔

(آیت) **والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔** (النساء:۳۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تمہیں نافرمانی کا خوف ہو ان کو (نرمی سے) نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) تو انہیں (تادیبا خفیف سا) مارو پھر وہ اگر تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں تکلیف پہنچانے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔

تعدد ازدواج کی صورت میں عدل وانصاف کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) **ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورا رحیما ،وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعته۔** (النساء:۱۲۹)

ترجمہ: اور خواہ تم عدل کرنے پر حریص ہو پھر بھی تم متعدد ازداج میں عدل نہ کرسکو گے (تو جسکی طرف تم کو رغبت نہ ہو) اس سے مکمل اعراض نہ کرو کہ اسے یوں چھوڑ دو گویا وہ درمیان میں لٹکی ہوئی ہے اور اگر تم اپنی اصلاح کرلو اور خدا سے ڈرو تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور اگر شوہر اور بیوی علیحدگی اختیار کرلیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے مستغنی کردے گا۔

اگر عورت کو طلاق دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے دوران عدت عورت کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) **اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن۔** (الطلاق:۶)

ترجمہ: ان عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انکو خرچ دیتے رہو۔

یہ تو اس مطلقہ عورت کے حقوق تھے جس کے ساتھ مباشرت ہو چکی ہو اور جس عورت کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی ہو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) **وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضة فنصف ما فرضتم۔** (البقرہ ۲۳۷)

ترجمہ: اگر تم نے عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی در آں حالیکہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے تھے تو تم پر آدھا مہر ادا کرنا واجب ہے۔

(آیت) **لاجناح علیکم ان طلقتم النسآء مالم تمسوھن اوتفرضوالھن فریضة ومتعوھن علی**

الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ ۔ (البقرہ: ۲۳۶)

ترجمہ: اگر تم مباشرت سے پہلے عورتوں کو طلاق دے دو تو کوئی حرج نہیں ہے یا تم نے ان کا کچھ مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو استعمال کی کچھ چیزیں دو خوشحال اپنی وسعت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق:

(آیت) ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ۔ (البقرہ: ۲۳۱)

ترجمہ: اور ان کو ضرر پہنچانے کے لیے ان کو (اپنے نکاح میں) نہ روکو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو۔

اس آیت سے ائمہ ثلاثہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر خاوند عورت کو خرچ دے نہ طلاق دے تو عدالت اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور ضرورت کی بنا پر علماء احناف کو بھی اسی قول پر فتویٰ دینا چاہیے۔ واضح رہے کہ اگر شوہر نامرد ہو تو فقہاء احناف کے نزدیک بھی عدالت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے جب کہ نفقہ پر بقاء حیات کا مدار ہے اور شوہر کے مرد ہونے پر صرف خواہش نفسانی کی تکمیل کا مدار ہے۔

عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات ذکر کرنے کے بعد اب ہم اس سے متعلق چند احادیث پیش کر رہے ہیں:
حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن الاحوص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! تمہاری ازواج پر تمہارا حق ہے اور تمہاری ازواج کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو نہ آنے دیں اور نہ تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے دیں اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اچھے کپڑے پہناؤ اور اچھے کھانے کھلاؤ۔

امام احمد ابوداؤد امام ابن ماجہ امام ابن جریر امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا اس کے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ کھانا چاہے تو اس کو کھانا کھلائے اور جب پہننا چاہے تو اس کو پہنائے اس کے چہرے پر نہ مارے اس کو برا نہ کہے اور (تادیبا) صرف گھر میں اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ (الدر المنثور ج اص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

حافظ منذری بیان کرتے ہیں۔

میمون اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا: جو شخص کسی عورت سے کوئی مہر مقرر کر کے نکاح کرے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو اور وہ اسے دھوکے میں رکھے اور تادم مرگ اس کا مہر ادا نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔

امام ترمذی اور امام ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: مومنوں میں سے اس شخص کا ایمان کامل ہوگا اور اس شخص کے اخلاص سب سے اچھے ہوں گے جس کے اخلاق اپنی ازواج کے ساتھ اچھے ہوں گے۔

امام ابن حبان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سب سے اوپر والی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی سو عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔

امام ابن ماجہ اور امام ترمذی حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اللہ کی حمد وثنا اور وعظ ونصیحت کے بعد فرمایا: سنو! عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو وہ صرف تمہاری مددگار ہیں تم ان پر صرف اس صورت میں حق رکھتے ہو جب وہ کھلی بدکاری کریں اگر وہ ایسا کریں تو انکو ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو معمولی سا مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو مزید مارنے کے لیے کوئی بہانہ نہ بناؤ سنو! تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان کو گھروں میں آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو سنو ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کے کھانے اور پینے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۰۔ ۴۸ ملتقطا مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

اسلام میں مردوں کے عورتوں پر حقوق:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) الرجال قومون على النسآء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله والتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا . (النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں کے (حاکم یا) منتظم ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ انہوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے ہیں سو نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں مردوں کی غیر حاضری میں بھی اللہ کی حفاظت کے ساتھ (شوہر کی عزت اور اس کے مال کی) حفاظت کرتی ہیں اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی کرنے کا خدشہ ہو ان کو نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں (تادیبا) مارو اور اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو پھر ان کو مارنے کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور ان کو جسمانی اور عقلی قوت زیادہ عطا کی ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت کے اخراجات کا کفیل بنایا ہے اور اس کے گھر کا منتظم بنایا ہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے اور عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا پابند کیا ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر یہ فوقیت دی ہے کہ وہ اس کو اس کی نافرمانی پر تادیبا مار سکتا ہے اور پانچویں فضیلت یہ دی ہے کہ عورت کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ مرد کی غیر حاضری میں اس کی عزت کی

حفاظت کرے اور اپنی پارسائی کو مجروح نہ کرے اور شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال کی بھی حفاظت کرے غرضیکہ جسمانی قوی کھانے پینے رہائش اور لباس کے اخراجات اور شوہر کے احکام کی تعمیل اور اس کے مال اور اپنی عفت کی حفاظت ہر اعتبار سے عورت کو مرد کا تابع اور محکوم قرار دیا ہے۔

(آیت) بیدہ عقدة النكاح ۔(البقرۃ:۲۳۷)

ترجمہ: نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ نکاح کی گرہ کو قائم رکھنے یا طلاق کے ذریعہ اس کو توڑنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے۔عورت کے ذمہ مرد کے فرائض اور مرد کے ذمہ جو عورتوں کے حقوق ہیں ان کا بیان حسب ذیل احادیث میں ہے:

حافظ منذری بیان کرتے ہیں: امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے وہ جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام بزار اور امام حاکم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے کہا: میں فلانہ بنت فلاں ہوں آپ نے فرمایا: میں تمہیں پہچانتا ہوں بتاؤ کیا کام ہے؟ اس نے کہا: فلاں عبادت گزار میرا عم زاد ہے۔آپ نے فرمایا: میں اس کو جانتا ہوں اس نے کہا: وہ مجھے نکاح کا پیغام دے رہا ہے مجھے بتائیں کہ مرد کا بیوی پر کیا حق ہے؟ اگر میں اس کا حق ادا کرنے کی طاقت رکھوں گی تو اس سے نکاح کرلوں گی۔آپ نے فرمایا: مرد کا حق یہ ہے کہ اگر بالفرض مرد کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو اور تم اس کو چاٹ لو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا۔

اگر کسی بشر کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب خاوند آئے تو عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔امام حاکم نے کہا: اس حدیث کو سند صحیح ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔

امام حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور نہ اس کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اور نہ اس معاملہ میں کسی اور کی اطاعت کرے اور نہ اس سے الگ بستر پر سوئے اور نہ اس کو ستائے اگر اس کا خاوند ظلم کرتا ہو تو وہ اس کے پاس جائے حتیٰ کہ اس کو راضی کرے اگر وہ اس کی معذرت قبول کرلے تو فبہا اور اللہ بھی اس کے عذر کو

قبول کرلے گا اس کی جنت صحیح ہوگی اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اگر خاوند پھر بھی اس سے راضی نہیں ہوا تو اللہ کے نزدیک اس کی حجت تمام ہوگئی امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام طبرانی نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیے کہ خاوند کے بیوی پر کیا حقوق ہیں؟ میں بے نکاح عورت ہوں اگر میں نے ان حقوق کے ادا کرنے کی طاقت پائی تو نکاح کرلوں گی ورنہ بے نکاح رہوں گی آپ نے فرمایا: بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کے کجاوہ پر بیٹھی ہو اور شوہر اسے مباشرت کے لیے بلائے تو وہ انکار نہ کرے اور اس کا بیوی پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو اس کے واپس آنے تک آسمان کے فرشتے رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اس عورت نے کہا: یہ حقوق ضروری ہیں اور میں کبھی نکاح نہیں کروں گی۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذاء پہنچاتی ہے کہ جنت میں اس کی بیوی بڑی بڑی آنکھوں والی حور اس سے کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے تو اس کو نہ ستا یہ تیرے پاس عارضی طور پر ہے اور عنقریب ہمارے پاس آنے والا ہے۔

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے کسی کام سے بلائے تو عورت فوراً آجائے خواہ تنور پر بیٹھی ہو۔

امام بخاری امام مسلم امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کو (کسی شرعی عیب کی وجہ سے) ناپسند کرتے ہو اور جو عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور دو مسلمان بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اس کے واپس آنے تک آسمان کے سارے فرشتے اور جن انسانوں اور جنوں کے پاس سے وہ گزرتی ہے سب اس پر لعنت کرتے ہیں (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹-۵۲ ملتقطا مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ)

آیا عورت پر مرد کی خدمت واجب ہے یا نہیں

فقہاء مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے بعض علماء مالکیہ نے کہا ہے کہ بیوی پر شوہر کی خدمت کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ عقد نکاح

کا تقاضا یہ ہے کہ عورت اس کو مباشرت کا موقع دے نہ کہ خدمت کا کیونکہ یہ مزدوری کا عقد نہیں ہے اور نہ نکاح کے ذریعے عورت اس کی باندی بن گئی یہ عقد اجارہ ہے نہ عقد تملیک یہ صرف عقد مباشرت ہے (نکاح کا معنی مباشرت ہے) لہٰذا عورت سے شوہر مباشرت کے علاوہ اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کر لیں تو تم ان کو مارنے کے لیے بہانے نہ ڈھونڈو۔ (النساء:۳۴)

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عورت پر خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے۔ اگر اس کا تعلق معزز اور خوشحال گھرانے سے ہو تو گھر کی دیکھ بھال اور خانگی امور کی نگرانی اس کے ذمہ ہے اور اگر وہ متوسط گھرانے کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ خاوند کا بستر وغیرہ بچھائے اور اگر وہ غریب گھرانے کی ہو تو اس پر گھر کی صفائی کرنا کپڑے دھونا اور کھانا پکانا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے دستور کے مطابق ان کے فرائض ہیں۔ (البقرہ:۲۲۸) اور یہ معقول رائے ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے گھرانوں میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ازواج محترمات چکی سے آٹا پیستی تھیں کھانا پکاتی تھیں بستر بچھاتی تھیں اور اپنے خاوندوں کے لیے کھانا لا کر رکھتی تھیں اور دیگر انواع کی خدمت کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت کی ذمہ داریوں کو مرد اور عورت پر تقسیم کر دیا تھا حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ خانگی ذمہ داریاں تھیں اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ کسب معاش اور کمانے کی ذمہ داریاں تھیں۔

حاصل بحث یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور حسن سلوک کے ساتھ رہیں ان کو ضرر نہ پہنچائیں۔ ہر فریق اس معاملہ میں اللہ سے ڈرے بیوی خاوند کی اطاعت کرے اور ہر ایک دوسرے کے لیے بن سنور کر رہے۔ امام ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کے لیے بن سنور کر رہتا ہوں جیسے وہ میرے لیے بن ٹھن کر رہتی ہے ضرورت کے وقت ہر فریق دوسرے کے کام آئے اور بیماری میں ہر فریق دوسرے کا علاج اور خدمت کرے۔

باب عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب حاملہ بیوہ کی عدت کے بیان میں ہے

3506 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سبیعہ اسلمیہ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچے کی

3506-اخرجه البخاري في الطلاق، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5320) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3507) بمعناه . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2029) بمعناه . تحفة الاشراف (11272) .

پیدائش ہوگئی وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے شادی کرنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے شادی کر لی۔

3507 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دَاوُدَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ سُبَيْعَةَ اَنْ تَنْكِحَ اِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا ۔

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدہ سبیعہ کو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جب وہ نفاس سے پاک ہو جائیں' تو وہ (دوسری) شادی کر لیں۔

3508 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِي السَّنَابِلِ قَالَ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلْاَزْوَاجِ فَعِيْبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَا يَمْنَعُهَا قَدِ انْقَضٰى اَجَلُهَا" ۔

☆☆ ابوسنابل بیان کرتے ہیں' سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے تئیس یا شاید پچیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو اس نے شادی کے لیے خود کو آراستہ کیا' اس حوالے سے اس پر اعتراض کیا گیا' اس مسئلے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب اس کی عدت پوری ہو چکی ہے' تو پھر کیا چیز اس کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہے۔

3509 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ اخْتَلَفَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ تَزَوَّجُ ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْعَدَ الْاَجَلَيْنِ ۔ فَبَعَثُوْا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تُوُفِّيَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ فَوَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةَ عَشَرَ نِصْفِ شَهْرٍ - قَالَتْ - فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ فَحَطَّتْ بِنَفْسِهَا اِلٰى اَحَدِهِمَا فَلَمَّا خَشُوْا اَنْ تَفْتَاتَ بِنَفْسِهَا قَالُوْا اِنَّكِ لَا تَحِلِّيْنَ ۔ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ" ۔

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے درمیان اس مسئلے کے بارے میں اختلاف ہو گیا' کہ جب کسی بیوہ عورت کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے (تو اس کی عدت کیا ہوگی؟) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ ایسی عورت کے ساتھ شادی کی جا سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس بات کے قائل تھے (بیوگی کی مخصوص عدت

3507-تقدم (الحديث 3506) ۔

3508-اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1193) ۔ و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2027) ۔ تحفة الاشراف (12053) ۔

3509-انفرد به النسائي ۔ وسياتي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3510) ۔ تحفة الاشراف (18233) ۔

یعنی چار ماہ دس دن اور بچے کی پیدائش میں سے جو چیز بعد میں پوری ہو رہی ہو گی اُس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی۔

ان لوگوں نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: سبیعہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا' اس نے اپنے شوہر کے انتقال کے پندرہ دن بعد یعنی نصف مہینے بعد بچے کو جنم دیا۔ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو آدمیوں نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا' وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گئی' جب دوسرے شخص کے اہل خانہ نے یہ اندیشہ محسوس کیا' کہ اس صورت میں وہ اُسے کھو دیں گے تو انہوں نے یہ کہا:

تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت ہی ختم نہیں ہوئی ہے)۔ سیّدہ سبیعہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے' تم جس کے ساتھ چاہو شادی کر لو''۔

3510 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ . فَدَخَلَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَّالْاٰخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحْلِلْ . وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا فَرَجَا اِذَا جَآءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِىْ مَنْ شِئْتِ" .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے حاملہ بیوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جو عدت بعد میں پوری ہو رہی ہو گی (اس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی اور پھر اس کے لیے دوسری شادی کرنا جائز ہو گا۔

جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی' تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی''۔

پھر ابوسلمہ' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے نصف مہینے (یعنی پندرہ دن) بعد بچے کو جنم دے دیا' دو آدمیوں نے اُسے شادی کا پیغام بھیجا' ان میں سے ایک نوجوان تھا' جبکہ دوسرا عمر رسیدہ تھا تو وہ عورت نوجوان کی طرف مائل ہو گئی تو عمر رسیدہ شخص نے کہا:

تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت پوری نہیں ہوئی ہے)۔

اس وقت سبیعہ کے خاندان والے وہاں موجود نہیں تھے' اس لیے اس عمر رسیدہ شخص کو یہ اُمید تھی کہ جب اس کے خاندان کے

3510-تقدم في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3509) .

افراد آئیں گے تو وہ اس عمر رسیدہ شخص کو دوسرے شخص پر ترجیح دیں گے وہ عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور اس معاملے کا تذکرہ کیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری عدت پوری ہو چکی ہے' تم جس کے ساتھ چاہو نکاح کرلو''۔

3511 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ امْرَاَةٍ وَّضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَيَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَزَوَّجَ قَالَ لَا اِلَّا اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ . قَالَ قُلْتُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِی الطَّلَاقِ . فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ - يَعْنِیْ اَبَا سَلَمَةَ . فَاَرْسَلَ غُلَامَهُ كُرَيْبًا فَقَالَ ائْتِ اُمَّ سَلَمَةَ فَسَلْهَا هَلْ كَانَ هٰذَا سُنَّةً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ فَقَالَ قَالَتْ نَعَمْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَزَوَّجَ فَكَانَ اَبُو السَّنَابِلِ فِيْمَنْ يَّخْطُبُهَا .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' تو کیا اس عورت کے لیے یہ بات جائز ہے' وہ دوسری شادی کرلے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! جو عدت بعد میں پوری ہوگی (اُسے گزارنے کے بعد وہ عورت دوسری شادی کرسکتی ہے)۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

''حمل والی عورتوں کی عدت اس وقت ختم ہوگی جب وہ حمل کو جنم دیں''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حکم طلاق کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے: میں (اس مسئلے میں) اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں' یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام ابوسنابل کو بھیجا' انہوں نے فرمایا: تم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ کیا اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ وہ غلام اُن (سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات بتائی تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ابوسنابل ان لوگوں میں شامل تھا' جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

3511-اخرجه البخاري في التفسير، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن و من يتق الله يجعل الله له من امره يسرا) (الحديث 4909) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل (الحديث 57) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1194) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3512 و 3513 و 3514 و 3515) . تحفة الاشراف (18206) .

3512 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَعْتَدُّ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ ۔ وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بَلْ تَحِلُّ حِيْنَ تَضَعُ ۔ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ ۔ فَاَرْسَلُوْا اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيْرٍ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَتَزَوَّجَ ۔

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عباس اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کے درمیان ایسی بیوہ عورت کی عدت کے بارے میں بحث ہوگئی جو شوہر کی وفات کے بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عورت وہ والی عدت گزارے گی جو بعد میں ختم ہوگی۔

ابوسلمہ نے کہا: جی نہیں! بلکہ جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی' اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) کے ساتھ ہوں' پھر ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی شخص کو بھیجا تو انہوں نے بتایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ عرصے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ (دوسری) شادی کر لے (یعنی اس کی عدت ختم ہو چکی ہے اور وہ دوسری شادی کر سکتی ہے)۔

3513 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِاَيَّامٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَزَوَّجَ ۔

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

3514 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اخْتَلَفَا فِی الْمَرْاَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ ۔ وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِذَا نُفِسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ ۔ فَجَآءَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ ۔ يَعْنِیْ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ۔ فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَآئَهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ"۔

3512-تقدم (الحديث 3511) .

3513-تقدم (الحديث 3511) .

3514-تقدم (الحديث 3511) .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف ہوگیا' جو شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اس عدت (کے بعد نکاح کرسکتی ہے) جو عدت بعد میں ختم ہوگی' جبکہ ابوسلمہ کا یہ کہنا تھا کہ جیسے ہی اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہے' اس کی عدت ختم ہوگئی' اسی دوران حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے' انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (یعنی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) کے ساتھ ہوں' پھر ان حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کریں' پھر وہ غلام واپس ان کے پاس آیا اور انہیں یہ بتایا: سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے' سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری عدت پوری ہوچکی ہے۔

3515 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا وَضَعَتِ الْمَرْاَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَاِنَّ عِدَّتَهَا اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . فَقَالَ اَبُو سَلَمَةَ فَبَعَثْنَا كُرَيْبًا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَائَنَا مِنْ عِنْدِهَا اَنَّ سُبَيْعَةَ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَوَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِاَيَّامٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَزَوَّجَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب کوئی عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد بچے کو جنم دیتی ہے' تو اس کی عدت وہ ہوگی جو بعد میں پوری ہو۔ ابوسلمہ کہتے ہیں: ہم نے کریب کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں' وہ ان کے پاس سے واپس ہمارے پاس آیا اور بتایا: سبیعہ کے شوہر کا انتقال ہوگیا' اس کے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد اس نے بچے کو جنم دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوسری شادی کرنے کا حکم دیا (یعنی اُسے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی)۔

3516 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ مَا يَصْلُحُ لَكِ اَنْ تَنْكِحِي حَتّٰى تَعْتَدِّي اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ . فَمَكَثَتْ قَرِيبًا مِّنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نُفِسَتْ فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنْكِحِي" .

3515-تقدم (الحديث 3511) .

3516-اخرجه البخاري في الطلاق، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5318) . تحفة الاشراف (18273) .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' کے حوالے سے انہیں یہ بات بتائی ہے' اسلم قبیلے کی ایک خاتون جس کا نام سبیعہ تھا' اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا' وہ خاتون اس وقت حاملہ تھی' سنابل نامی صاحب نے اسے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے ان صاحب کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کردیا تو ابوسنابل نے کہا: تم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کرسکتی ہو جب تک تمہاری وہ عدت پوری نہیں ہوجاتی جو بعد میں ختم ہوتی ہے' اس عورت نے شوہر کے انتقال کے تقریباً تیس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا' وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نکاح کرلو (یعنی تم نکاح کرسکتی ہو)''۔

3517 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ عَاصِمٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ جَائَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ تُوُفِّىَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لِاَدْنٰى مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ مِّنْ يَّوْمِ مَاتَ . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَخْبَرَنِىْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ جَائَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ تُوُفِّىَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لِاَدْنٰى مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَزَوَّجَ . قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَنَا اَشْهَدُ عَلٰى ذٰلِكَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے' اسی دوران ایک خاتون ان کے پاس آئی اور یہ بتایا: اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے' اس وقت وہ عورت حاملہ تھی' اس نے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا تھا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جو عدت بعد میں پوری ہوتی ہے' اس کے بعد وہ عورت اگلی شادی کرسکتی ہے۔

تو ابوسلمہ نے کہا: مجھے ایک صحابی نے یہ بات بتائی ہے' سبیعہ اسلمیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے یہ بتایا: وہ بیوہ ہوچکی تھی اور حاملہ تھی اور اس نے چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ ہدایت کی تھی: (یعنی اس کو یہ اجازت دی تھی کہ) وہ (دوسری) شادی کرسکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

3518 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ

3517-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15693) .

3518-اخرجه البخاري في المغازي، باب 10 . (الحديث 3991) تعليقاً، و في الطلاق، باب (و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5319) مختصراً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها و غيرها بوضع الحمل (الحديث 56) . و اخرجه ابو داود في الطلاق، باب في عدة الحامل (الحديث 2306) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3519 و 3520) و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2028) . تحفة الاشراف (15890) .

اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ الزُّهْرِيِّ يَاْمُرُهُ اَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ فَيَسْاَلَهَا حَدِيْثَهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ اَنَّ سُبَيْعَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ - فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَّضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ - فَقَالَ لَهَا مَا لِيْ اَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ النِّكَاحَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ اَمْسَيْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَاَفْتَانِيْ بِاَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَاَمَرَنِيْ بِالتَّزْوِيْجِ اِنْ بَدَا لِيْ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے عمر بن عبداللہ زہری کو خط لکھا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جائیں' ان سے ان کے واقعے کے بارے میں دریافت کریں اور اس چیز کے بارے میں دریافت کریں کہ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنا مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو جوابی خط میں یہ بات تحریر کی: سیّدہ سبیعہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں' ان کا تعلق بنو عامر بن لوی سے تھا' یہ وہ صاحب ہیں' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے' حجۃ الوداع کے موقع پر جن کا انتقال ہو گیا' وہ خاتون اس وقت حاملہ تھیں' اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد انہوں نے بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو انہوں نے خود کو آراستہ کیا' تا کہ لوگ انہیں نکاح کا پیغام بھیجیں' ابوسنابل نامی صاحب ان کے ہاں آئے' ان کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا' ان صاحب نے اس خاتون سے کہا: کیا وجہ ہے' میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑی بنی سنوری ہوئی ہو' شاید تم دوسری شادی کرنا چاہتی ہو' اللہ کی قسم! تم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے۔

سیّدہ سبیعہ بیان کرتی ہیں: جب انہوں نے مجھے یہ بات بیان کی تو میں نے اپنی چادر سر پر لی اور شام کے وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے مجھے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی میں نے بچے کو جنم دیا' میری عدت ختم ہو چکی ہے اور آپ ﷺ نے مجھے یہ اجازت دی کہ اگر میں چاہوں' تو دوسری شادی کر سکتی ہوں۔

3519 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ يَذْكُرُ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ زُفَرَ بْنَ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكَكِ بْنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ لَا تَحِلِّيْنَ حَتّٰى يَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اَقْصَى الْاَجَلَيْنِ . فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3519-تقدم (الحديث 3518)

وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَزَعَمَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْتَاهَا اَنْ تَنْكِحَ اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا وَكَانَتْ حُبْلٰى فِيْ تِسْعَةِ اَشْهُرٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّيَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَحَتْ فَتًى مِّنْ قَوْمِهَا حِيْنَ وَضَعَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا .

☆☆ زفر بن اوس نصری بیان کرتے ہیں' ابوسنابل نے سبیعہ اسلمیہ سے کہا: تم (دوسری شادی کرنے کے لیے) اس وقت تک حلال نہیں ہوگی' جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے جو دو طرح کی عدت میں سے بعد میں ختم ہونے والی عدت ہے۔ وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون کا یہ کہنا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اُسے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی اس نے بچے کو جنم دیا' وہ (دوسری) شادی کر سکتی ہے۔

جب اس خاتون کے شوہر کا انتقال ہوا تو اس وقت وہ نو ماہ کی حاملہ تھی' وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھی جن کا انتقال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کرتے ہوئے ہو گیا تھا' تو اس خاتون نے بچے کو جنم دینے کے بعد اپنی قوم کے ایک نوجوان کے ساتھ شادی کر لی تھی۔

3520 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ اَنِ ادْخُلْ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ فَاسْاَلْهَا عَمَّا اَفْتَاهَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَمْلِهَا . قَالَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلَهَا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا - فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَوَلَدَتْ قَبْلَ اَنْ تَمْضِيَ لَهَا اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا مِّنْ وَّفَاةِ زَوْجِهَا فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا دَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ - فَرَآهَا مُتَجَمِّلَةً فَقَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ النِّكَاحَ قَبْلَ اَنْ تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . قَالَتْ فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ اَبِي السَّنَابِلِ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ حَلَلْتِ حِيْنَ وَضَعْتِ حَمْلَكِ" .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن عبداللہ زہری کو خط میں لکھا کہ تم سیّدہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جاؤ اور ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کرو' جو نبی اکرم ﷺ نے ان کے حمل کے بارے میں انہیں فتویٰ دیا تھا تو عمر بن عبداللہ اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون نے انہیں بتایا وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں' جو نبی اکرم ﷺ کے ان اصحاب میں شامل ہیں' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال حجۃ الوداع کے موقع پر ہو گیا تھا۔ سیّدہ سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو ابوسنابل ان کے ہاں آئے' جن کا تعلق بنوعبدالدار سے

3520-تقدم (الحدیث 3518) .

تھا انہوں نے اس خاتون کو آراستہ دیکھا تو فرمایا: شاید تم چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے دوسری شادی کرنا چاہتی ہو' وہ خاتون کہتی ہیں' کہ جب میں نے ابوسنابل کی زبانی یہ بات سنی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جیسے ہی تم نے بچے کو جنم دیا' تمہاری عدت ختم ہو گئی ہے۔

3521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ نَاسٍ بِالْكُوْفَةِ فِيْ مَجْلِسٍ - لِلْاَنْصَارِ - عَظِيْمٍ فِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى فَذَكَرُوْا شَاْنَ سُبَيْعَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ عَوْنٍ حَتّٰى تَضَعَ . قَالَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى لٰكِنَّ عَمَّهُ لَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ فَرَفَعْتُ صَوْتِيْ وَقُلْتُ اِنِّيْ لَجَرِيْءٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِيْ نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ . قَالَ فَلَقِيْتُ مَالِكًا قُلْتُ كَيْفَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِيْ شَاْنِ سُبَيْعَةَ قَالَ قَالَ اَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَاُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى .

★★ محمد (بن سیرین) کہتے ہیں: میں کوفہ میں کچھ انصاریوں کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا' جن میں عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بھی موجود تھے' ان حضرات نے سیّدہ سبیعہ کا واقعہ چھیڑ دیا تو میں نے عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ ایسی عورت جب بچے کو جنم دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے' تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا: لیکن اس کے چچا تو یہ فتویٰ نہیں دیتے ہیں' میں نے بلند آواز میں کہا: اگر میں عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کروں' تو پھر تو یہ میری بڑی جرأت ہو گی حالانکہ وہ کوفہ کے ہی ایک کنارے پر رہتے ہیں۔

پھر میری ملاقات مالک سے ہوئی تو میں نے دریافت کیا: سیّدہ سبیعہ کے واقعے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا کہتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ کہا کرتے تھے: تم ایسی عورت پر شدت لاگو کرتے ہو' تم اسے رخصت فراہم نہیں کرتے ہو' چھوٹی والی سورۂ نساء بڑی والی سورت کے بعد نازل ہوئی تھی۔

3522 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنِ بْنِ نُمَيْلَةَ - يَمَامِيٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَاَخْبَرَنِيْ مَيْمُوْنُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شُبْرُمَةَ الْكُوْفِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ مَا اُنْزِلَتْ (وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) اِلَّا بَعْدَ اٰيَةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ وَاللَّفْظُ لِمَيْمُوْنٍ .

★★ علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے میں اس مسئلے پر اس

3521-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشراً .الى .بما تعملون خبير) (الحديث 4532)، و باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن و من يتق الله يجعل له من امره يسراً) (الحديث 4910) تعليقاً . و اخرجه النسائي في التفسير، سورة البقرة، قوله تعالى (والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجاً) (الحديث 63) .تحفة الاشراف (9544) .

3522-انفرد به النسائي .تحفة الاشراف (9442) .

کے ساتھ لعان کرنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت:

''اور حمل والی عورتوں کی عدت کا اختتام اس وقت ہوگا' جب وہ حمل کو جنم دیں''۔

بیوہ عورت کی عدت سے متعلق آیت کے بعد نازل ہوئی تھی' بیوہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی' اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

روایت کے یہ الفاظ میمون نامی راوی کے ہیں۔

3523 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ وَهُوَ ابْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَاَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ وَّعَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ سُوْرَةَ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى نَزَلَتْ بَعْدَ الْبَقَرَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں' خواتین کے احکام سے متعلق چھوٹی والی سورت' سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔

حاملہ عورت کی عدت کا اختتام وضع حمل پہ ہوگا

اور اگر وہ عورت حاملہ ہو' تو اس کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہوگی اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور حمل والی عورتوں کی عدت کی انتہاء بچے کو جنم دینا ہے''۔ اگر وہ عورت کنیز ہو' تو اس کی عدت دو حیض ہوگی' اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ''کنیز کو دو طلاقیں دی جائیں گی' اور اس کی عدت دو حیض ہوگی''۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے: غلام ہونا (نعمت کو) نصف کر دیتا ہے' اور کیونکہ حیض کے اجزاء نہیں کیے جاسکتے اس لیے یہ مکمل ہوگا اور دو حیض شمار ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان الفاظ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ''اگر میں استطاعت رکھتا تو اس (کنیز) کی عدت کو ڈیڑھ حیض مقرر کرتا''۔ اگر وہ کنیز ایسی ہو کہ اسے حیض نہ آتا ہو' تو اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی' کیونکہ اس وقت کو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اس لیے کنیز ہونے پر عمل کرتے ہوئے اسے نصف قرار دینا ممکن ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

ابو سنابل سے مروی ہے سبیعہ اسلمیہ جو حارث کی بیٹی تھی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس دن بعد بچہ جنی۔ جب نفاس سے فارغ ہوئی تو اس نے بناؤ سنگار کیا۔ لوگوں کو اچنبھا ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک وہ سنگار کرے۔ اس کی عدت مکمل ہو چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جلد دوم، رقم الحدیث، 184)

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ اور حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے ایک ایسے شخص کا مسئلہ چھیڑ دیا جو فوت ہو جائے اور اس کی وفات کے کچھ دن بعد بچے کی پیدائش ہو جائے حضرت ابن عباس نے بیان کیا بیوگی اور حمل میں سے جو مدت زیادہ ہوگی وہ اس کی عدت ہوگی۔ ابو سلمہ بولے جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی یہ دونوں صاحبان اس مسئلے پر الجھ پڑے حضرت ابو ہریرہ بولے میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابو سلمہ کی

3523-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (9184) .

تائید کرتا ہوں۔ان حضرات نے حضرت ابن عباس کے غلام کریب کو سیدہ ام فاطمہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو سیدہ ام سلمہ نے یہ بات بتائی کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے شوہر فوت ہو گئے ان کی وفات کے کچھ دن بعد ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہو گئی تو بنو ابن دار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کی کنیت ابوسنابل تھی نے نکاح کا پیغام بھجوایا اور اسے یہ بتایا کہ تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے اس عورت نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ کسی اور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو ابوسنابل نے اس سے کہا کہ تمہاری عدت ابھی ختم نہیں ہوئی سبیعہ نامی خاتون نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اسے اجازت دی کہ وہ شادی کرسکتی ہے۔ (سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث، 136)

حاملہ کی عدت و نکاح ثانی میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔وضع حمل اس کی عدت ہے گو طلاق یا خاوند کی موت کے ذرا سی دیر بعد ہی ہو جائے، جیسے کہ اس آیہ کریمہ کے الفاظ ہیں اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور جمہور علماء سلف وخلف کا قول ہے، ہاں حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت اور اس آیت کو ملا کر ان کا فتویٰ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ دیر میں ختم ہو وہ عدت یہ گذارے یعنی اگر بچہ تین مہینے سے پہلے پیدا ہو گیا تو تین مہینے کی عدت ہے اور تین مہینے گذر چکے اور بچہ نہیں ہوا تو بچے کے ہونے تک عدت ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور اس وقت حضرت ابوہریرہ بھی وہیں موجود تھے اس نے سوال کیا کہ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جسے اپنے خاوند کے انتقال کے بعد چالیسویں دن بچہ ہو جائے آپ نے فرمایا دونوں عدتوں میں سے آخری عدت اسے گذارنی پڑے گی یعنی اس صورت میں تین مہینے کی عدت اس پر ہے، ابوسلمہ نے کہا قرآن میں تو ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ کا ہو جانا ہے،

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا میں بھی اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابوسلمہ کے ساتھ ہوں یعنی میرا بھی یہی فتوی ہے، حضرت ابن عباس نے اسی وقت اپنے غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ جاؤ ان سے یہ مسئلہ پوچھ آؤ انہوں نے فرمایا سبیعہ اسلمیہ کے شوہر قتل کئے گئے اور یہ اس وقت امید سے تھیں چالیس راتوں کے بعد بچہ ہو گیا اسی وقت نکاح کا پیغام آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر دیا پیغام دینے والوں میں حضرت ابوالسنابل بھی تھے۔یہ حدیث قدرے طوالت کے ساتھ اور کتابوں میں بھی ہے،

حضرت عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کا واقعہ دریافت کر کے انہیں لکھ بھیجیں، یہ گئے دریافت کیا اور لکھا کہ ان کے خاوند حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ تھے یہ بدری صحابی تھے حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے اس وقت یہ حمل سے تھیں تھوڑے ہی دن کے بعد انہیں بچہ پیدا ہو گیا جب نفاس سے پاک ہوئیں تو اچھے کپڑے پہن کر بناؤ سنگھار کر کے بیٹھ گئیں حضرت ابوالسنابل بن بلک جب ان کے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہنے لگے تم جو اس طرح بیٹھی ہو تو کیا نکاح کرنا چاہتی ہو واللہ تم نکاح نہیں کرسکتیں جب تک کہ چار مہینے دس دن نہ گذر جائیں۔میں یہ سن کر چادر اوڑھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا بچہ پیدا

ہوتے ہی تم عدت سے نکل گئیں اب تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو اپنا نکاح کر لو (مسلم)

صحیح بخاری میں اس آیت کے تحت میں اس حدیث کے وارد کرنے کے بعد یہ بھی ہے کہ حضرت محمد بن سیرین ایک مجلس میں تھے جہاں حضرت عبدالرحمن بن ابو لیلی بھی تھے جن کی تعظیم تکریم ان کے ساتھی بہت ہی کیا کرتے تھے انہوں نے حاملہ کی عدت آخری دو عدتوں کی میعاد بتائی اس پر میں نے حضرت سبیعہ والی حدیث بیان کی، اس پر میرے بعض ساتھی مجھے ٹہوکے لگانے لگے میں نے کہا پھر تو میں نے بڑی جرات کی اگر عبداللہ پر میں نے بہتان باندھا حالانکہ وہ کوفہ کے کونے میں زندہ موجود ہیں پس وہ ذرا شرما گئے اور کہنے لگے لیکن ان کے چچا تو یہ نہیں کہتے ہیں۔

حضرت ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا انہوں نے مجھے حضرت سبیعہ والی حدیث پوری سنائی میں نے کہا تم نے اس بابت حضرت عبداللہ سے بھی کچھ سنا ہے؟ فرمایا یہ حضرت عبداللہ کہتے تھے آپ نے فرمایا کیا تم اس پر سختی کرتے ہو اور رخصت نہیں دیتے؟ سورہ نساء قصریٰ یعنی سورۃ طلاق سورہ نساء طولی کے بعد اتری ہے اور اس میں فرمان ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے،

ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو ملاعنہ کرنا چاہے میں اس سے ملاعنہ کرنے کو تیار ہوں یعنی میرے فتوے کے خلاف جس کا فتویٰ ہو میں تیار ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں آئے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت کرے، میرا فتویٰ یہ ہے کہ حمل والی کی عدت بچہ کا پیدا ہو جانا ہے پہلے عام حکم تھا کہ جن عورتوں کی خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت گذاریں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ حمل والیوں کی عدت بچے کا پیدا ہو جانا ہے پس یہ عورتیں ان عورتوں میں سے مخصوص ہو گئیں اب مسئلہ یہی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حمل سے ہو تو جب حمل سے فارغ ہو جائے، عدت سے نکل گئی۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کی عدت ان دونوں عدتوں میں سے جو آخری ہو وہ ہے،

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حمل والیوں کی عدت جو وضع حمل ہے یہ تین طلاق والیوں کی عدت ہے یا فوت شدہ خاوند والیوں کی آپ نے فرمایا دونوں کی، یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے اس لئے کہ اس کی اسناد میں مثنی بن صباح ہے اور وہ بالکل متروک الحدیث ہے، لیکن اس کی دوسری سندیں بھی ہیں۔ پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ متقیوں کے لئے ہر مشکل سے آسانی اور ہر تکلیف سے راحت عنایت فرما دیتا ہے، یہ اللہ کے احکام اور اس کی پاک شریعت ہے جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے تمہاری طرف اتار رہا ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور چیزوں کے ڈر سے بچا لیتا ہے اور ان کے تھوڑے عمل پر بڑا اجر دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، طلاق، ۴)

باندی کی عدت میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ اسی طرح لونڈی کی عدت بھی اتنی نہیں، اس کی عدت اس سے آدھی ہے یعنی دو مہینے اور پانچ راتیں، جمہور کا مذہب یہی ہے، جس طرح لونڈی کی حد بہ نسبت آزاد عورت کے آدھی ہے اسی طرح عدت بھی۔ محمد بن سیرین اور

بعض علماء ظاہر یہ لونڈی کی اور آزاد عورت کی عدت میں برابری کے قائل ہیں۔ان کی دلیل ایک تو اس آیت کا عموم ہے، دوسرے یہ کہ عدت ایک جلی امر ہے جس میں تمام عورتیں یکساں ہیں۔حضرت سعید ابن میتب ابو العالیہ وغیرہ فرماتے ہیں اس عدت میں حکمت یہ ہے کہ اگر عورت کو حمل ہوگا تو اس مدت میں بالکل ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعود کی بخاری ومسلم والی مرفوع حدیث میں ہے کہ انسان کی پیدائش کا یہ حال ہے کہ چالیس دن تک تو رحم مادر میں نطفہ کی شکل میں ہوتا ہے، پھر خون بستہ کی شکل چالیس دن تک رہتی ہے پھر چالیس دن تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔تو یہ ایک سو بیس دن ہوئے جس کے چار مہینے ہوئے، دس دن احتیاطاً اور رکھ دے کیونکہ بعض مہینے انتیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور جب روح پھونک دی گئی تو اب بچہ کی حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور حمل بالکل ظاہر ہو جاتا ہے۔اس لئے اتنی عدت مقرر کی گئی۔

سعید بن میتب فرماتے ہیں دس دن اس لئے ہیں کہ روح انہی دس دنوں میں پھونکی جاتی ہے۔ربیع بن انس بھی یہی فرماتے ہیں۔حضرت امام احمد سے ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے تاکہ جس لونڈی سے بچہ ہو جائے اس کی عدت بھی آزاد عورت کے برابر ہے اس لئے کہ وہ فراش بن گئی اور اس لئے بھی کہ مسند احمد میں حدیث ہے۔حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا لوگو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر خلط ملط نہ کرو۔اولاد والی لونڈی کی عدت جبکہ اس کا سردار فوت ہو جائے چار مہینے اور دس دن ہیں۔یہ حدیث ایک اور طریق سے بھی ابوداؤد میں مروی ہے۔امام احمد اس حدیث کو منکر بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ایک راوی قبیصہ نے اپنے استاد عمر سے یہ روایت نہیں سنی۔

حضرت سعید بن میتب مجاہد، سعید بن جبیر، حسن بن سیرین، ابن عیاض زہری اور عمرو بن عبدالعزیز کا یہی قول ہے۔یزید بن عبدالملک بن مروان جو امیر المومنین تھے، یہی حکم دیتے تھے۔اوزاعی، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل بھی ایک روایت میں یہی فرماتے ہیں لیکن طاؤس اور قتادہ اس کی عدت بھی آدھی بتلاتے ہیں یعنی دو ماہ پانچ راتیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھ حسن بن صالح بن حی فرماتے ہیں دو حیض عدت گزارے، حضرت علی ابن مسعود، عطاء اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے۔امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی مشہور روایت یہ ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہی ہے۔ابن عمر، شعبی، مکحول، لیث، ابوعبید، ابوثور اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔حضرت لیث فرماتے ہیں کہ اگر حیض کی حالت میں اس کا سید فوت ہوا ہے تو اسی حیض کا ختم ہو جانا اس کی عدت کا ختم ہو جانا ہے۔امام مالک فرماتے ہیں اگر حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت گزارے۔امام شافعی اور جمہور فرماتے ہیں ایک مہینہ اور تین دن مجھے زیادہ پسند ہیں۔(تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۳۴)

وضع حمل سے اختتام عدت کا بیان

"جس حمل کے وضع ہونے سے عدت ختم ہو جاتی ہے وہ ہوگا جس میں انسان کا سر یا پاؤں بن چکا ہو، تو بالاجماع اس سے عدت ختم ہو جائیگی، اسے ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حمل تھا اس لیے یہ عمومی نصوص میں داخل

ہوگا۔

لیکن اگر ایسا حمل وضع ہو جس میں ابھی کچھ بھی واضح نہ ہوا ہو اور وہ صرف خون اور گوشت کا لوتھڑا ہی ہو اور خلقت واضح نہ ہوئی ہو تو ثقہ دائیوں نے گواہی دی ہو کہ اس میں خفیہ صورت واضح ہو چکی تھی تو اس سے بھی عدت ختم ہو جائیگی؛ کیونکہ یہ حمل ہے اور عمومی نصوص میں داخل ہے۔ (کشاف القناع (5/413).)

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا .

جب کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے' اس کی عدت کا حکم

3524 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ - امْرَاَةٍ مِّنَّا - مِثْلَ مَا قَضَيْتَ . فَفَرِحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی خاتون کے ساتھ شادی کر لیتا ہے' وہ اس خاتون کا مہر مقرر نہیں کرتا اور اس کی رخصتی بھی نہیں کرواتا' اس سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو مہر مثل ملے گا' اس میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوگی اور ایسی عورت پر عدت گزارنا لازم ہوگا' اسے وراثت میں سے بھی حصہ ملے گا۔ تو حضرت معقل بن سنان اشجعی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور بولے: ہمارے بارے میں (یعنی ہمارے قبیلے کی ایک خاتون) بروع بنت واشق کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ دیا تھا جو فیصلہ آپ نے دیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔

غیر مدخولہ کے تصرف مہر میں اولیاء کے حق پر فقہی مذاہب اربعہ

اس صورت میں جو یہاں بیان ہو رہی ہے آدھے مہر پر علماء کا اجماع ہے، لیکن تین کے نزدیک پورا مہر اس وقت واجب ہو جاتا ہے جبکہ خلوت ہو گئی یعنی میاں بیوی تنہائی کی حالت میں کسی مکان میں جمع ہو گئے، گو ہم بستری نہ ہوئی ہو۔ امام شافعی کا بھی پہلا قول یہی ہے اور خلفائے راشدین کا فیصلہ بھی یہی ہے، لیکن امام شافعی کی روایت سے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس صورت میں بھی صرف نصف مہر مقررہ ہی دینا پڑے گا،

امام شافعی فرماتے ہیں میں بھی یہی کہتا ہوں اور ظاہر الفاظ کتاب اللہ کے بھی یہی کہتے ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم اگرچہ سند پکڑے جانے کے قابل نہیں لیکن ابن ابی طلحہ سے ابن عباس کی یہ روایت مروی ہے

3524-تقدم في النكاح، اباحة التزويج بغير صداق (الحديث 3354) .

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرمان یہی ہے، پھر فرماتا ہے کہ اگر عورتیں خود ایسی حالت میں اپنا آدھا مہر بھی خاوند کو معاف کر دیں تو یہ اور بات ہے اس صورت میں خاوند کو سب معاف ہو جائے گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ثیبہ عورت اگر اپنا حق چھوڑ دے تو اسے اختیار ہے۔ بہت سے مفسرین تابعین کا یہی قول ہے،

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ اس سے مراد عورتوں کا معاف کرنا نہیں بلکہ مردوں کا معاف کرنا ہے۔ یعنی مرد اپنا آدھا حصہ چھوڑ دے اور پورا مہر دے دے لیکن یہ قول شاذ ہے کوئی اور اس قول کا قائل نہیں، پھر فرماتا ہے کہ وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے اس سے مراد خاوند ہے۔

حضرت علی سے سوال ہوا کہ اس سے مراد کیا عورت کے اولیاء ہیں، فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد خاوند ہے۔ اور بھی بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے۔ امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے۔

امام ابوحنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے، اس لئے کہ حقیقتاً نکاح کو باقی رکھنا توڑ دینا وغیرہ یہ سب خاوند کے ہی اختیار میں ہے اور جس طرح ولی کو اس کی طرف سے جس کا ولی ہے، اس کے مال کا دے دینا جائز نہیں اسی طرح اس کے مہر کے معاف کر دینے کا بھی اختیار نہیں۔ دوسرا قول اس بارے میں یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کے باپ بھائی اور وہ لوگ ہیں جن کی اجازت بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی۔

ابن عباس، علقمہ، حسن، عطاء، طاؤس، زہری، ربیعہ، زید بن اسلم، ابراہیم نخعی، عکرمہ، محمد بن سیرین سے بھی یہی مروی ہے کہ ان دونوں بزرگوں کا بھی ایک قول یہی ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ولی نے ہی اس حق کا حقدار ہ سے کیا تھا تو اس میں تصرف کرنے کا بھی اسے اختیار ہے، گو اور مال میں ہیر پھیر کرنے کا اختیار نہ ہو، عکرمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دینے کی رخصت عورت کو دی اور اگر وہ بخیلی اور تنگ دلی کرے تو اس کا ولی بھی معاف کر سکتا ہے۔ گو وہ عورت سمجھدار ہو،

حضرت شریح بھی یہی فرماتے ہیں لیکن جب شعبی نے انکار کیا تو آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمانے لگے کہ اس سے مراد خاوند ہی ہے بلکہ وہ اس بات پر مباہلہ کو تیار رہتے تھے۔

غیر مدخول بہا بیوی کو طلاق دینے کی مختلف صورتوں کا بیان

اور اگر شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تینوں واقع ہو جائیں گی' کیونکہ طلاق محذوف کی دلیل سے واقع ہوئی ہے اور اس کا مطلب ''طلاقاً ثلاثا'' ہوگا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لیے صرف انت طالق کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی' بلکہ تینوں اکٹھی واقع ہو جائیں گی۔ اگر غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں الگ' الگ دی جائیں تو وہ پہلی ہی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی' اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوں گی' جیسے شوہر نے یہ کہا: تمہیں طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے' کیونکہ ہر لفظ الگ طور پر واقع ہوا ہے' لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے' کلام میں کوئی ایسی چیز ذکر نہ کی جائے' جو صدر کلام میں تغییر پیدا کر

دیتی ہے یعنی یہ ہو کہ کلام کا پہلا حصہ آخری حصے پر موقوف ہو جائے۔

اس لیے پہلی طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی دوسری طلاق اس وقت پہنچے گی جب وہ پہلے ہی بائنہ ہو چکی ہے۔ (اس لیے وہ لغو جائے گی) اسی طرح اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے یہ کہے: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں وہ عورت پہلی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی۔ اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں ایک طلاق ہے اور وہ عورت لفظ ایک کی ادائیگی سے پہلے انتقال کر گئی تو طلاق باطل ہو جائے گی اس کی دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کی صفت کے طور پر عدد کو ذکر کیا ہے لہٰذا واقع ہونے والی چیز عدد ہوگا لیکن جب عدد کا ذکر کرنے سے پہلے عورت کا انتقال ہو گیا تو طلاق ہونے سے پہلے ہی طلاق کا محل ختم ہو گیا اس لیے وہ طلاق باطل شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں دو طلاقیں ہیں یا تین طلاقیں ہیں تو بھی یہی حکم ہوگا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ صورت بھی معنوی اعتبار سے سابقہ صورت کی مشابہ ہے۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور جب کسی شخص نے غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہونگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور موطؤہ میں بہر حال تین واقع ہونگی۔ اور کسی شخص نے کہا تجھے تین طلاقیں الگ الگ تو ایک ہوگی۔ یونہی اگر کہا تجھے دو طلاقیں اُس طلاق کے ساتھ جو میں تجھے دوں پھر ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی۔ (درمختار، کتاب طلاق)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مرگیا یا کسی نے اُس کا مونھ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مرگیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ ناکافی ہے اور منہ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسنے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک ہے۔

غیر مدخولہ کے طلاق سے بائنہ ہونے پر اتفاق

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل علم اس پر متفق ہیں کہ جس عورت سے دخول نہ کیا گیا ہو اسے ایک طلاق دینے سے ہی طلاق بائن ہو جاتی ہے، اور طلاق دینے والے کو اس سے رجوع کا حق حاصل نہیں؛ اس لیے کہ رجوع تو عدت میں کیا جا سکتا ہے اور دخول سے قبل کوئی عدت نہیں ہے۔

اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں دخول سے قبل طلاق دے دو تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے وہ عدت شمار کریں۔ (الاحزاب، ۴۹) (المغنی (7/397.)

نکاح ثانی کے لئے حق طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب اس کی بیوی بائن ہو جائے، اور پھر اس نے اسی عورت

سے شادی کرلی تو اس کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: وہ اسے تین طلاقیں دے دے، اور وہ عورت کسی دوسرے شخص سے شادی کرے اور وہ اسے چھوڑ دے پھر پہلا خاوند اس سے شادی کرلے تو بالاجماع یہ عورت تین طلاق میں واپس آئیگی یعنی اسے تین طلاق دینے کا حق ہوگا، ابن منذر کا قول یہی ہے۔

دوسری حالت: اسے تین کی بجائے ایک یا دو طلاق دی ہوں، اور خاوند اپنی بیوی سے رجوع کرلے، یا پھر دوسرے خاوند سے قبل وہ دوبارہ نکاح کرلے تو جتنی طلاق باقی ہونگی اس میں ہی وہ عورت واپس آئیگی، ہمارے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

تیسری حالت: اسے تین سے کم یعنی ایک یا دو طلاق ہوئی ہوں، اور عورت کی عدت ختم ہو جائے، پھر اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہو، اور پھر بعد میں وہ عورت پہلے خاوند سے شادی کرلے تو امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو روایات ہیں۔

پہلی روایت: وہ باقی ماندہ طلاق کے ساتھ ہی واپس ہوگی، اکابر صحابہ کرام عمر اور علی اور ابی بن کعب اور معاذ اور عمران بن حصین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔

اور زید اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے یہی مروی ہے اور سعید بن مسیب اور عبیدہ اور حسن، مالک، ثوری، ابن ابی لیلی، شافعی، اسحاق، ابو عبید، ابو ثور، محمد بن حسن، ابن منذر کا یہی قول ہے۔

اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ: وہ تین طلاق پر ہی واپس آئیگی یعنی اسے پھر تین طلاق کا حق حاصل ہوگا ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عطاء، نخعی، شریح ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔ (المغنی (7/389).)

جب تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے ایک طلاق ہوئی

اگر شوہر نے ''غیر مدخول بہا'' بیوی سے یہ کہا: اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً وَّوَاحِدَةً 'اگر تم گھر میں داخل ہوئی' تو تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی' جبکہ صاحبین کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا: اَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً وَّوَاحِدَةً اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ (تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے' اگر تم گھر میں داخل ہوئی) اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی' تو تمام حضرات کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ پہلی صورت میں صاحبین کی دلیل یہ ہے: لفظ ''و'' مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لیے دونوں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی' جیسا کہ مرد نے دو طلاقوں کا لفظ استعمال کیا ہو' یا شرط کو مؤخر کر دیا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بات بیان کی ہے: مطلق جمع میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور ترتیب کا بھی احتمال ہوتا ہے' تو اگر پہلا معنی مراد لیا جائے' تو دو واقع ہوں گی' اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے' یعنی ترتیب کا لحاظ کیا جائے' تو ایک ہی واقع ہوگی' جیسے اگر مرد نے شرط کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا اور صرف یہ کہا ہوتا: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے' تو آپ کے نزدیک بھی شک کی بنیاد پر ایک سے زیادہ طلاق نہ ہوتی۔ تاہم جب شرط

کومؤخر کردیا جائے تو حکم اس سے مختلف ہوگا' کیونکہ شرط کومؤخر کرنے کے نتیجے میں کلام کے آغاز میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور کلام کا آغاز شرط پر موقوف ہو جاتا ہے اس لیے دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی' لیکن جب شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو تو کلام کے آغاز میں تغیر پیدا نہیں ہوتا اور موقوف ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر حرف "ف" کے ذریعے عطف کیا جائے تو امام کرخی کے مطابق تینوں حضرات کے درمیان اسی طرح اختلاف ہوگا' لیکن فقیہہ ابواللیث کے بیان کے مطابق' تمام فقہاء کا اتفاق ہے' ایک ہی طلاق واقع ہوگی' کیونکہ "ف" "تعقیب" کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہی دلیل زیادہ درست ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے اور ایک اگر گھر میں گئی تو گھر میں جانے پر دو ہونگی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو گھر میں گئی تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک تو ایک ہوگی اور موطؤہ میں بہر حال دو ہونگی۔ (درمختار، ج ۴، ص ۵۰۹، بیروت)

وجود شرط وقوع طلاق کو مستلزم ہے

اسی شرط پر طلاق دینے کا بیان یہ تو ضابطہ ہے کہ اگر کسی چیز کو کسی شرط پر معلق کردے تو شرط پائے جانے پر اس شئی (مشروط) کا وجود ہو جائے گا جیسے اگر سورج نکل جائے تو روشنی ہوگی اب جیسے سورج نکلے گا تو روشنی خود بخود ہو جائے گی۔ حوالہ اسی طرح طلاق کے باب میں بھی کوئی شخص طلاق کو کسی شرط پر معلق کردے تو اس شرط کے پائے جاتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی جیسے کسی نے اجنبی عورت سے کہا، اگر تجھ سے میرا نکاح ہوا تو تجھے طلاق ہے، چند دنوں بعد دونوں میں نکاح ہوا تو نکاح ہوتے ہی طلاق فوراً واقع ہو جائے گی۔

عن عبد الله بن عمر أنه كان يقول : إذا قال الرجل : إذا نكحت فلانة فهي طالق فهي طالق فهي كذلك إذا نكحها وإذا كان طلقها واحدة أو اثنتين أو ثلاثا فهو كما قال (مؤطا محمد،باب الرجل يقول إذا نكحت فلانة فهي طالق،رقم الحديث،(۵۶۳)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مرگیا یا کسی نے اُس کا منہ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مرگیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ ناکافی ہے اور مونھ بند کردینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسنے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کردیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک۔

صفتی طلاق معلق میں عطف کا بیان

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہو اور طلاق کے الفاظ کے ساتھ اس کی صفت بھی ذکر کی ہو اور وہ صفت عدد کے ہمراہ ذکر کی ہو اور پھر دو اعداد کے درمیان حرف عطف "و" استعمال کیا ہو' تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔ اس کی مثال مصنف نے یہ دی ہے' جیسے شوہر نے بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کیے۔

ان دخلت الدار فانت طالق واحدة وواحدة (اگرتم گھر میں داخل ہو تو تمہیں طلاق ہے ایک اور ایک)۔

پھر وہ عورت گھر میں داخل ہو جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس عورت کو ایک طلاق ہو گی جبکہ صاحبین رحمہما اللہ اس بات کے قائل ہیں: اس عورت کو دو طلاقیں ہوں گی۔ یہاں مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: اگر شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں: انت طالق واحدة وواحدة ان دخلت الدار۔

یعنی اس نے طلاق کے ہونے کا ذکر پہلے کیا ہو اور شرط کا ذکر بعد میں کیا ہو تو اس بات پر تمام فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ اس صورت میں عورت کو دو طلاقیں ہو جائیں گی۔

یعنی دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے: طلاق کو جس چیز کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے اگر اس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق ہو گی اور اگر اس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو طلاقیں ہوں گی۔

صاحبین رحمہما اللہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل نقل کی ہے: شوہر نے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے درمیان حرف ''و'' ذکر کیا ہے اور یہ جمع کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے آتا ہے اور یہ مطلق طور پر اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے لہذا پہلے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے ذریعے ایک ایک طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی یعنی دو طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں تمہیں دو طلاقیں ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رہے: مصنف اس عورت کا ذکر کر رہے ہیں جس کے ساتھ مرد نے صحبت نہ کی ہو اس کی دلیل یہ ہے: ایسی عورت کو اگر ایک طلاق دی جائے تو وہ اس ایک طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جاتی ہے اور ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں ہوتی لہذا ایک طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی وہ دوسری طلاق کا محل نہیں رہتی ہے۔

لیکن اگر ایسی عورت کو بیک وقت ایک ہی لفظ کے ذریعے دو یا تین طلاقیں دیدی جائیں تو وہ دونوں یا تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ بات نقل کی ہے: اگر چہ لفظ ''و'' مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں دو احتمالات موجود ہوتے ہیں یا تو یہ متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو یا یہ ترتیب کے لئے استعمال کیا گیا ہو اگر اسے متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو تو پھر دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی لیکن اگر یہ ترتیب کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو اس صورت میں پہلی طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی عورت دوسری طلاق کا محل نہیں رہے گی لہذا ایک طلاق واقع ہو گی۔

امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں: جب شوہر نے شرط کا ذکر موخر کر دیا ہو تو اب اس شرط نے ابتدائے کلام کو تبدیل کر دیا ہے اور ابتدائے کلام اس شرط پر موقوف ہو گا لہذا جب یہ شرط پائی جائے گی تو ابتدائے کلام ایک ساتھ پایا جائے گا۔

لیکن جب شوہر نے شرط کا ذکر پہلے کیا تھا تو اس صورت میں اس شرط کو تبدیل کرنے والی کوئی چیز نہیں تھی تو لہذا

ابتدائے کلام شرط پر موقوف نہیں تھا۔ یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے اپنے الفاظ میں حرف عطف کے لئے "وْ" کی بجائے حرف "ف" استعمال کیا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔

امام کرخی کے بیان کے مطابق اس بارے میں آئمہ کے درمیان یہی اختلاف پایا جاتا ہے یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر بعد میں کیا گیا ہو تو دو طلاقیں ہو جائیں گی جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

باب الْإِحْدَادِ ۔

یہ باب سوگ کرنے کے بیان میں ہے

3525 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا" ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: "کسی بھی عورت کے لیے کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اس کے شوہر کا حکم مختلف ہے"۔

3526 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ" ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے"۔

تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کا بیان

سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بناؤ سنگھار ترک کر دے اور خوشبو وسرمہ وغیرہ لگانے سے پرہیز کرے چنانچہ یہ سوگ کرنا کسی دوسری میت پر تو تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اپنے شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن تک یعنی ایام عدت میں سوگ کرنا واجب ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چار مہینہ دس دن یعنی عدت کی مدت کی ابتداء کب سے ہوگی تو جمہور علماء کے نزدیک اس مدت کی ابتداء خاوند کی موت کے بعد سے ہوگی لیکن حضرت علی اس کے قائل تھے کہ عدت کی ابتداء اس وقت سے ہوگی جس وقت کہ عورت کو

3525-اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 65) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2085) . تحفة الاشراف (16441) .

3526-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16461) .

خاوند کے انتقال کی خبر ہوئی ہے لہٰذا اگر کسی عورت کا خاوند کہیں باہر سفر وغیرہ میں مر گیا اور اس عورت کو اس کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر گئے تو جمہور علماء کے نزدیک عدت پوری ہو گئی جب کہ حضرت علی کے قول کے مطابق اس کی عدت پوری نہیں ہو گی بلکہ اس کو خبر ہونے کے وقت سے چار مہینے دس دن تک عدت میں بیٹھنا ہو گا۔

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے ہاں اپنے شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور ان ایام یعنی زمانہ عدت میں عصب کے علاوہ نہ تو کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرے تو قباحت نہیں (بخاری ومسلم)

رنگین کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جو کسم، زعفران اور گیرو وغیرہ کے تیز اور شوخ رنگ میں رنگا گیا ہو اور عام طور پر زینت و آرائش کے طور پر پہنا جاتا ہو اور کتاب کافی میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس رنگین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو وہ رنگین کپڑا بھی پہن سکتی ہے کیونکہ اس کی ستر پوشی بہرحال زیادہ ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان رنگین کپڑوں کو زیب و زینت کے مقصد سے استعمال نہ کرے۔ عصب اس زمانہ میں ایک خاص قسم کی چادر کو کہتے تھے جو اس طور پر بنی ہوتی تھی کہ پہلے سوت کو جمع کر کے ایک جگہ باندھ لیتے تھے پھر اس کو کسم میں رنگتے تھے اور اس کے بعد اس کو بنتے تھے چنانچہ وہ سرخ رنگ کی ایک چادر ہو جاتی تھی جس میں سفید دھاریاں بھی ہوتی تھیں کیونکہ سوت کو باندھ کر رنگنے کی وجہ سے سوت کا وہ حصہ سفید رہ جاتا تھا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عدت والی عورت کو رنگین کپڑا پہننے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس کپڑے سے ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو تو اس کا پہننا بھی درست ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب کا پہننا بھی درست نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب پہننا جائز ہے خواہ وہ موٹا ہو یا مہین ہو جب کہ حضرت امام مالک مہین عصب کو پہننے سے منع کرتے ہیں موٹے عصب کو منع نہیں کرتے۔ سرمہ لگانے کے سلسلہ میں ائمہ کے جو اختلافی اقوال ہیں وہ پیچھے حضرت ام سلمہ کی روایت کے ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حنفی مسلک کے مطابق عدت والی عورت کو مجبوری کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے ویسے جائز نہیں ہے۔ قسط اور اظفار یہ دونوں ایک قسم کی خوشبو ہیں قسط تو عود کو کہتے ہیں۔ جس عام طور پر عورتیں یا بچے دھونی لیتے ہیں کرمانی نے کہا ہے کہ قسط عود ہندی کو کہتے ہیں جسے اگر یا کوٹ کہا جاتا ہے۔ اظفار ایک قسم کا عطر ہوتا تھا یہ دونوں خوشبوئیں اس زمانہ میں عام طور پر عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے شرمگاہ میں استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی عورت کو خوشبو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے ان دونوں خوشبوؤں کے استعمال کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو اس پر عدت کے زمانہ میں سوگ کرنا واجب ہے چنانچہ اس پر تمام علماء کا اجماع و اتفاق ہے البتہ سوگ کی تفصیل میں اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام شافعی اور جمہور علماء تو یہ کہتے ہیں کہ خاوند کی وفات کے بعد ہر عدت والی عورت پر سوگ کرنا واجب ہے خواہ وہ مدخول بہا

ہو یعنی جس کے ساتھ جماع ہو چکا ہو یا غیر مدخول بہا ہو (یعنی جس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) خواہ چھوٹی ہو یا بڑی خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور خواہ مسلمہ ہو یا کافرہ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک سات قسم کی عورتوں پر سوگ واجب نہیں ہے۔ جس کی تفصیل درمختار کے مطابق یہ ہے کہ (۱) کافرہ (۲) مجنونہ (۳) صغیرہ (۴) معتدہ عتق یعنی وہ ام ولد جو اپنے مولیٰ کی طرف سے آزاد کئے جانے یا اپنے مولیٰ کے مر جانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۵) وہ عورت جو نکاح فاسد کی عدت میں بیٹھی ہو (۶) وہ عورت جو وطی بالشبہ کی عدت میں بیٹھی ہو یعنی جس سے کسی غیر مرد نے غلط فہمی میں جماع کر لیا ہو اور اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۷) وہ عورت جو طلاق رجعی کی عدت میں بیٹھی ہو۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ خاوند کے علاوہ کسی کے مرنے پر عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے اور تین دن تک بھی صرف مباح ہے واجب نہیں ہے۔

چنانچہ اگر تین دنوں میں بھی خاوند سوگ کرنے سے منع کرے تو اس کو اس کا حق ہے کیونکہ بیوی کے بناؤ سنگار کا تعلق خاوند کے حق سے ہے اگر تین دنوں میں خاوند کی خواہش یہ ہو کہ وہ سوگ ترک کر کے بناؤ سنگار کرے اور بیوی خاوند کا کہنا نہ مانے تو اس بات پر بیوی کو مارنا خاوند کے لئے جائز ہے کیونکہ سوگ کرنے میں خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے۔ سوگ کے احکام و مسائل جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہو اس کی عدت تو فقط اتنی ہی ہے کہ وہ مقررہ مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے اور نہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اس کے لئے بناؤ سنگھار وغیرہ درست ہے اور جس عورت کو جو مکلفہ مسلمہ یعنی بالغ و عاقل اور مسلمان ہو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا خاوند مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جب تک عدت میں رہے جب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے اور نہ بناؤ سنگھار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگھار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا زیور گہنا پہننا پھول پہننا سرمہ لگانا پان کھا کر منہ لال کرنا مسی مسلنا سر میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا مہندی لگانا اچھے کپڑے پہننا ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار کپڑے پہننا یہ سب باتیں ممنوع ہیں۔ ہاں مجبوری کی حالت میں اگر ان میں سے کوئی چیز اختیار کی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بغیر خوشبو کا تیل ڈالنا درست ہے اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ جس عورت کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بلکہ بے قاعدہ ہو گیا تھا اور وہ فسخ کرا دیا گیا یا خاوند مر گیا تو ایسی عورت پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت عتق یعنی آزادی کی عدت میں ہو جیسے ام ولد کو اس کا مولیٰ آزاد کر دے اور وہ اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو تو اس پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔

جو عورت عدت میں بیٹھی ہو اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجنا جائز نہیں ہے ہاں نکاح کا کنایہ یعنی یہ کہنا کہ میں اس عورت سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہوں یا اس سے نکاح کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں جائز ہے، مگر یہ بھی اس صورت میں جائز ہے کہ جب کہ وہ عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو اگر طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ جو عورت طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو

اس کو تو کسی بھی وقت گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے ہاں جو عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو وہ دن میں نکل سکتی ہے اور کچھ رات تک نکل سکتی ہے مگر رات اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ بسر نہ کرے لونڈی اپنے آقا کے کام سے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

معتدہ (عدت والی عورت) کو اپنی عدت کے دن اسی مکان میں گزارنے چاہئیں جس میں وہ فسخ وطلاق یا خاوند کی موت کے وقت سکونت پذیر ہو ہاں اگر اس مکان سے زبردستی نکالا جائے اس مکان میں اپنے مال واسباب کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا اس مکان کے گر پڑنے کا خطرہ ہو اور یا اس مکان کا کرایہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو ان صورتوں میں کسی دوسرے مکان میں عدت بیٹھنا جائز ہے۔ اسی طرح اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میاں بیوی ایک ہی مکان میں رہیں اگرچہ وہ طلاق بائن کی عدت میں بیٹھی ہو بشرطیکہ دونوں کے درمیان پردہ حائل رہے ہاں اگر خاوند فاسق اور ناقابل اعتماد ہو یا مکان تنگ ہو تو عورت اس گھر سے منتقل ہو جائے اگرچہ خاوند کا منتقل ہونا اولیٰ ہے۔

اور اگر میاں بیوی کے ایک ہی مکان میں رہنے کی صورت میں وہ دونوں اپنے ساتھ کسی ایسی معتمد عورت کو رکھ لیں جو دونوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے پر قادر ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر مرد عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے گیا اور پھر سفر کے دوران اس کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں یا مرد مر گیا اور عورت کا شہر یعنی اس کا وطن اس جگہ سے کہ جہاں طلاق یا وفات واقع ہوئی ہے سفر شرعی یعنی تین دن کے سفر سے کم مسافت پر واقع ہو تو وہ اپنے شہر واپس آ جائے اور اگر اس مقام سے جہاں طلاق یا وفات ہوئی ہے اس کا شہر سفر شرعی (یعنی تین دن کی مسافت) کے بقدر یا اس سے زائد فاصلہ پر واقع ہے اور وہ منزل مقصود (جہاں کے لئے سفر اختیار کیا تھا) اس مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے تو اپنے شہر واپس آنے کی بجائے منزل مقصود چلی جائے اور ان دونوں صورتوں میں خواہ اس کا ولی اس کے ساتھ ہو یا ساتھ نہ ہو۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ عورت طلاق یا وفات کے وقت کسی شہر میں ہو تو وہاں سے عدت گزارے بغیر نہ نکلے تو کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو تو پھر عدت سے پہلے بھی اس شہر سے نکل سکتی ہے۔

باب سُقُوطِ الْاِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (سے تعلق رکھنے والی) بیوہ پر سوگ کا حکم لاگو نہیں ہوگا

3527 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

3527-تقدم (الحديث 3500) .

اس منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن سوگ کرے گی''۔

باب مَقَامِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کا اپنے گھر میں عدت ختم ہونے تک مقیم رہنا

3528 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ فَقَتَلُوْهُ - قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَكَانَتْ فِيْ دَارٍ قَاصِيَةٍ فَجَاءَتْ وَمَعَهَا اَخُوْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ فَرَخَّصَ لَهَا حَتّٰى اِذَا رَجَعَتْ دَعَاهَا فَقَالَ "اجْلِسِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ" .

★★ زینب بنت کعب' سیدہ فارعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں:

ان کے شوہر اپنے کچھ غلاموں کی تلاش میں نکلے' ان غلاموں نے انہیں قتل کر دیا' یہاں شعبہ اور ابن جریج نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں' وہ خاتون آبادی سے ہٹ کر ایک گھر میں رہتی تھی' وہ خاتون اپنے بھائی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس صورت حال کا تذکرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (اپنے میکے میں' کسی گھر میں منتقل ہونے کی) اجازت دے دی' جب وہ خاتون واپس گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلوایا اور فرمایا:

تم اپنے گھر میں ہی مقیم رہو' جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

معتدہ کا ایام عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معتدہ (یعنی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت) کو بلا ضرورت ایک مکان سے دوسرے مکان میں اٹھ آنا درست نہیں ہے۔ شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جو عورت اپنے خاوند کے مرجانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو اس کے لئے سکنی یعنی شوہر ہی کے مکان میں عدت گزارنا) ضروری ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی کے دو قول ہیں جس میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کے لئے سکنی ضروری ہے حضرت عمر حضرت عثمان حضرت

3528-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل (الحديث 2300) مطولًا و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء اين تعتد المتوفى عنها زوجها (الحديث 1204) مطولًا و اخرجه النسائي في الطلاق، مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل (الحديث 3529 و 3530)، و عدة المتوفى عنها زوجها من يوم ياتيها الخبر (الحديث 3532) مطولًا، و في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً) (الحديث 64) واخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب اين تعتد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2031) . تحفة الاشراف (18045) .

عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عمر بھی اسی کے قائل تھے ان کی طرف سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو فریعہ کو مکان منتقل کرنے کی اجازت دے دی مگر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منتقل ہونے سے منع کر دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے اسی مکان میں عدت کے دن گزاریں اس سے ثابت ہوا کہ فریعہ کو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث (امکثی فی بیتک) الخ تم اپنے اسی گھر میں عدت میں بیٹھو) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ معتدہ وفات کے لئے سکنی ضروری نہیں ہے بلکہ وہ جہاں چاہے عدت میں بیٹھ جائے اور یہی قول حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کا بھی تھا اس قول کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریعہ کو مکان میں منتقل ہونے کی اجازت عطا فرمادی تھی اور پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہی مکان میں عدت گزارنے کا جو حکم فرمایا وہ استحباب کے طور پر تھا۔

3529 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ اَنَّ زَوْجَهَا تَكَارٰى عُلُوْجًا لِيَعْمَلُوْا لَهُ فَقَتَلُوْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنِّيْ لَسْتُ فِيْ مَسْكَنٍ لَهُ وَلَا يَجْرِيْ عَلَيَّ مِنْهُ رِزْقٌ اَفَاَنْتَقِلُ اِلٰى اَهْلِيْ وَيَتَامَايَ وَاَقُوْمُ عَلَيْهِمْ قَالَ "افْعَلِيْ" . ثُمَّ قَالَ "كَيْفَ قُلْتِ" . فَاَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا قَالَ "اعْتَدِّيْ حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ" .

☆☆ زینب بنت کعب' سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر نے کچھ عجمی مزدور کام کے لیے مقرر کیے' ان مزدوروں نے انہیں قتل کر دیا تو اس خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا: میں اپنے شوہر کے گھر میں مقیم نہیں ہوں اور نہ ہی اب ان کی طرف سے مجھے کچھ خرچ مل سکتا ہے' تو کیا میں اپنے میکے منتقل ہو جاؤں' میرے ساتھ یتیم بچے بھی ہیں اور میں ان لوگوں کی دیکھ بھال بھی کرلوں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم ایسا کرلو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا' کہا ہے؟

اس خاتون نے اپنی بات دُہرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس جگہ (یعنی اپنے شوہر کے جس گھر میں) تمہیں (شوہر کے انتقال کی) خبر ملی تھی' تم وہیں عدت بسر کرو''۔

3530 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ فُرَيْعَةَ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهُ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ - قَالَتْ - فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ اِلٰى اَهْلِيْ وَذَكَرْتُ لَهُ حَالًا مِنْ حَالِهَا - قَالَتْ - فَرَخَّصَ لِيْ فَلَمَّا اَقْبَلْتُ نَادَانِيْ فَقَالَ "امْكُثِيْ فِيْ اَهْلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ".

☆☆ سیدہ زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا' سیدہ فریعہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کچھ

3529-تقدم (الحديث 3528) .

3530-تقدم (الحديث 3528) .

عجمی (مزدوروں) کی تلاش میں نکلے تو انہیں "طرف قدوم" کے مقام پر قتل کر دیا گیا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے میکے منتقل ہونے کا تذکرہ کیا' میں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی حالت کا تذکرہ کیا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی' جب میں واپس جانے لگی' تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو' جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا اَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَائَتْ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کے لیے اس بات کی اجازت ہے' وہ جہاں چاہے عدت بسر کرے

3531 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِىْ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَائَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرَ اِخْرَاجٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' اس آیت نے' شوہر کے گھر میں عدت بسر کرنے کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے' اب ایسی عورت جہاں چاہے عدت بسر کر سکتی ہے (ان کی مراد) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:
"نکالے بغیر"۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَّوْمِ يَاْتِيهَا الْخَبَرُ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کی عدت اس دن سے شروع ہوگی جب اس کے پاس (شوہر کے انتقال) کی اطلاع آئے گی

3532 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ زَيْنَبُ بِنْتُ كَعْبٍ قَالَتْ حَدَّثَتْنِىْ فُرَيْعَةُ بِنْتُ مَالِكٍ اُخْتُ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ تُوُفِّىَ زَوْجِىْ بِالْقَدُوْمِ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ دَارَنَا شَاسِعَةٌ فَاَذِنَ لَهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَقَالَ "امْكُثِىْ فِىْ بَيْتِكِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ" .

☆☆ سیّدہ فریعہ بنت مالک ﷝ جو حضرت ابوسعید خدری ﷜ کی بہن ہیں' وہ بیان کرتی ہیں: میرے شوہر کا قدوم میں انتقال ہو گیا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے یہ گزارش کی: ہمارا گھر آبادی سے ہٹ کر ہے'

3531-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجًا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشراً - الى - بما تعملون خبير) (الحديث 4531م)، وفي الطلاق، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً - الى قوله بما تعملون خبير) (الحديث 5344م) واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من راى التحول (الحديث 2301) تحفة الاشراف (5900) .

3532-تقدم (الحديث 3528) .

تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو (اپنے میکے منتقل ہونے کی) اجازت دے دی' پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو بلوایا اور فرمایا:
''تم چار ماہ دس دن تک اپنے گھر میں ہی رہو جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی''۔

باب تَرْكِ الزِّينَةِ لِلْحَادَّةِ الْمُسْلِمَةِ دُوْنَ الْيَهُوْدِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی مسلمان خاتون کے لیے زینت ترک کرنے کا حکم

یہ حکم یہودی یا عیسائی بیوی کے لیے نہیں ہے

3533 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے تین احادیث بیان کی ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس وقت جب ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا تو سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی' ایک کنیز کو اس میں سے تیل لگایا' پھر انہوں نے وہ خوشبو اپنے گالوں پر بھی لگائی' پھر یہ بات بیان کی: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے' البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔

3534 - قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا وَقَدْ دَعَتْ بِطِيْبٍ وَّمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

3533-تقدم (الحديث 3500) .

3534-اخرجه البخاري في الجنائز، باب احداد المرأة على غير زوجها (الحديث 1282)، و في الطلاق، باب مراجعة الحائض (الحديث 5335) . واخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 59 و 60 م) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1196) . تحفة الاشراف (15879) .

☆☆ سیدہ زینب (بنت ابوسلمہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تھا تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور تھوڑی سی خوشبو لگائی' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اللہ کی قسم! مجھے خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے' البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی''۔

3535 - وَقَالَتْ زَيْنَبُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا اَفَاَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . ثُمَّ قَالَ "اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ" .

قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَّلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَّلَا شَيْئًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ اِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا وَتُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ اَوْ غَيْرِهٖ . قَالَ مَالِكٌ تَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهٖ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ . قَالَ مَالِكٌ الْحِفْشُ الْخُصُّ .

☆☆ سیدہ زینب (بنت ابوسلمہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے' میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے' کیا میں اُسے سرمہ لگا سکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو چار ماہ دس دن ہیں حالانکہ زمانۂ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد اونٹ کی مینگنی پھینکا کرتی تھی۔

روایت کے راوی حمید بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکنے سے مراد کیا ہے؟ تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا: (زمانۂ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ تنگ و تاریک گھر میں داخل ہو جاتی تھی اور انتہائی عام سا کپڑا پہنتی تھی' وہ خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی' یہاں تک کہ جب ایک سال گزر جاتا تھا تو پھر کسی گدھے' بکری یا پرندے کو لایا جاتا تھا' جس پر وہ ہاتھ پھیرتی تھی' تو ایسے کسی بھی جانور پر جب وہ ہاتھ پھیرتی تھی' تو عام طور پر وہ مر جاتا تھا' پھر اس کے بعد وہ باہر آتی تھی' پھر اسے ایک مینگنی دی جاتی تھی جسے وہ پھینکتی تھی' اس کے بعد وہ جو چاہے خوشبو وغیرہ استعمال کر سکتی تھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: روایت کے لفظ تفتض کا مطلب ہے: اس پر ہاتھ پھیرتی تھی۔

3535-تقدم (الحديث 3500) .

محمد بن سلمہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت کے لفظ حفش سے مراد کوٹھڑی ہے۔

باب مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ ۔

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت رنگین کپڑوں سے اجتناب کرے گی

3536 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوغًا وَّلَا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْتَشِطُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا حِيْنَ تَطْهُرُ نُبَذًا مِّنْ قُسْطٍ وَّاَظْفَارٍ" ۔

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی عورت تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ نہ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عورت اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی وہ عورت (سوگ کے دوران) رنگا ہوا کپڑا نہیں پہنے گی سر پر پٹی نہیں باندھے گی سرمہ نہیں لگائے گی کنگھی نہیں کرے گی خوشبو استعمال نہیں کرے گی البتہ طہر کے وقت وہ اسے استعمال کر سکتی ہے وہ طہر کے وقت پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے قسط یا اظفار (نامی دو مختلف قسم کی خوشبوئیں) تھوڑی سی استعمال کر سکتی ہے"۔

3537 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ" ۔

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"بیوہ عورت معصفر کپڑے نہیں پہنے گی گہرے رنگ کے کپڑے نہیں پہنے گی وہ خضاب نہیں لگائے گی اور سرمہ نہیں لگائے گی"۔

باب الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا خضاب لگانا

3536-اخرجه البخاري في الحيض، باب الطيب للمراة عند غسلها من المحيض (الحديث 313)، و في الطلاق، باب تلبس الحادة ثياب العصب (الحديث 5342) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 66) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2302 و 2303) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2087) . تحفة الاشراف (18134) .

3537-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2304) تحفة الاشراف (18280) .

3538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا".

☆☆ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ اپنے شوہر کا سوگ (چار ماہ دس دن تک کرے گی) وہ سرمہ نہیں لگائے گی' خضاب نہیں لگائے گی' رنگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے گی''۔

بَاب الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ اَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے بیری کے پتوں کے ذریعے سر دھونے کی اجازت

3539 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتُ اَسِيْدٍ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ وَكَانَتْ تَشْتَكِيْ عَيْنَهَا فَتَكْتَحِلُ الْجِلَاءَ فَاَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجِلَاءِ فَقَالَتْ لَا تَكْتَحِلُ اِلَّا مِنْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلٰى عَيْنِيْ صَبِرًا فَقَالَ "مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ". قُلْتُ اِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ . قَالَ "اِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ وَلَا تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهُ خِضَابٌ". قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ اَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهٖ رَاْسَكِ".

☆☆ اُم حکیم بنت اُسید اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا' اس خاتون کی آنکھوں میں تکلیف تھی' تو اس نے جلاء (نامی) سرمہ لگایا' اس نے اپنی کنیز کو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان سے جلاء نامی سرمہ لگانے کا مسئلہ دریافت کرے تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''ایسی عورت صرف اس وقت سرمہ لگا سکتی ہے' جب انتہائی ضرورت ہو''۔

(سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:)

جب میرے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' میں نے اپنی آنکھوں میں صبر لگایا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے اُم سلمہ! یہ کیوں لگایا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ صبر ہے' یارسول اللہ! جس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3538-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18131) .

3539-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2305) تحفة الاشراف (18300) .

یہ چہرے کو خوبصورت کر دیتا ہے' تم اسے صرف رات کے وقت لگا لیا کرو' لیکن تم خوشبو اور مہندی استعمال نہ کرنا کیونکہ یہ بھی خضاب ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کس چیز کے ذریعے اپنے بالوں کو صاف کروں؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیری کے پتوں کے ذریعے' تم اس کے ذریعے اپنے سر کو دھو سکتی ہو۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے سرمہ لگانے کی ممانعت

3540 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ - وَهُوَ ابْنُ مُوسٰى - قَالَ حُمَيْدٌ وَحَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِي رَمِدَتْ اَفَاكْحُلُهَا . وَكَانَتْ مُتَوَفًّى عَنْهَا . فَقَالَ "اَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" . ثُمَّ قَالَتْ اِنِّي اَخَافُ عَلٰى بَصَرِهَا فَقَالَ "لَا اِلَّا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحِدُّ عَلٰى زَوْجِهَا سَنَةً ثُمَّ تَرْمِي عَلٰى رَاْسِ السَّنَةِ بِالْبَعْرَةِ" .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک عورت آئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے' کیا میں اسے سرمہ لگا دوں' وہ بیوہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن تک (وہ سرمہ استعمال نہیں کر سکتی)۔ اس خاتون نے عرض کی: مجھے اس کی بینائی کے بارے میں اندیشہ ہے (کہ اگر سرمہ نہ لگایا تو بینائی ضائع ہو جائے گی) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن (سے پہلے وہ ایسا نہیں کر سکتی) زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال تک اپنے شوہر کا سوگ کیا کرتی تھی' پھر ایک سال گزرنے کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی عدت ختم شمار ہوتی تھی)۔

3541 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَتْهُ عَنِ ابْنَتِهَا مَاتَ زَوْجُهَا وَهِيَ تَشْتَكِي قَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَحِدُّ السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِي الْبَعْرَةَ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ (سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے اپنی بیٹی کے بارے میں دریافت کیا' جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا' اور وہ لڑکی بیمار تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے کوئی عورت ایک سال تک سوگ کیا کرتی تھی' پھر سال گزرنے کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی

3540-تقدم (الحديث 3501) .

3541-تقدم (الحديث 3501) .

عدت ختم شمار ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں۔

3542 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْاَنْصَارِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ قُرَيْشٍ جَاءَتْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ خِفْتُ عَلَى عَيْنِهَا وَهِيَ تُرِيدُ الْكُحْلَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" . فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ مَا رَاْسُ الْحَوْلِ قَالَتْ كَانَتِ الْمَرْاَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا هَلَكَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ اِلَى شَرِّ بَيْتٍ لَّهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ حَتّٰى اِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ فَرَمَتْ وَرَاءَهَا بِبَعْرَةٍ .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے مجھے اپنی بیٹی کی آنکھوں کے حوالے سے اندیشہ ہے وہ خاتون اس لڑکی کو سرمہ لگانا چاہتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پہلے کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں"۔

راوی کہتے ہیں: میں نے سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: سال گزرنے سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ گھر کے سب سے بُرے حصے میں چلی جاتی تھی اور وہاں رہتی تھی یہاں تک کہ ایک سال گزر جاتا تھا پھر وہ اس حصے سے باہر آتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی تو اس کی عدت یا سوگ ختم ہوتا تھا۔

3543 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ وَاُمَّ حَبِيبَةَ اَتَكْتَحِلُ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَّفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَتْ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا اَقَامَتْ سَنَةً ثُمَّ قَذَفَتْ خَلْفَهَا بِبَعْرَةٍ ثُمَّ خَرَجَتْ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا حَتّٰى يَنْقَضِيَ الْاَجَلُ" .

☆☆ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیدہ اُم سلمہ اور سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا: کیا کوئی عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد والی عدت کے دوران سرمہ لگا سکتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت جب اس کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک سال تک رہتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی پھر وہ (اپنی کوٹھڑی سے) باہر آتی تھی یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (وہ ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتی) جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی"۔

3542-تقدم (الحديث 3501) -

3543-تقدم (الحديث 3501) -

ایام عدت میں زیب وزینت پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری لڑکی کا خاوند مرگیا ہے جس کی دلیل سے وہ عدت میں ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس عورت نے یہ دوبار یا تین بار پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی جواب دیتے تھے کہ نہیں پھر فرمایا کہ عدت چار مہینہ اور دس دن ہے جب کہ ایام جاہلیت میں تم میں کی ایک عورت یعنی بیوہ سال بھر کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 524)

یہ حدیث بظاہر امام احمد کی دلیل ہے کہ کیونکہ ان کے نزدیک اس عورت کو سرمہ لگانا جائز نہیں ہے جس کا خاوند مرگیا ہو اور وہ عدت میں بیٹھی ہو خواہ آنکھیں دکھنے کی دلیل سے اس کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہو اور خواہ وہ محض زینت یا عادت کی بناء پر لگانا چاہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مجبوری کی حالت میں مثلا آنکھ دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانا جائز ہے اور حضرت امام شافعی بھی آنکھیں دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ رات میں لگائے اور دن میں پونچھ لے۔

اس حدیث کے بارے میں حنفی علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے زینت کے لئے سرمہ لگانا چاہا ہوگا مگر بہانہ کیا ہوگا آنکھ دکھنے کا اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ لگانے کی اجازت دینے سے انکار فرما دیا ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جس عورت کا خاوند مرجاتا وہ ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں بیٹھی رہتی اور بہت خراب کپڑے جو اکثر وبیشتر ٹاٹ اور نمدے کی صورت میں ہوتا تھا پہنے رہا کرتی تھی زینت کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتی تھی خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی غرض کہ پورے ایک سال تک اسی حالت میں رہتی پھر جس دن سال ختم ہوتا اس دن اس کے پاس گدھا یا بکری اور یا کوئی بھی جانور و پرندہ لایا جاتا جس سے وہ اپنی شرمگاہ رگڑتی اور اس کے بعد اس کوٹھری سے باہر نکلتی پھر اس کے ہاتھ میں چند مینگنیاں دی جاتیں جن کو وہ پھینکتی اور اس کے ساتھ ہی عدت سے نکل آتی۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رسم کی طرف اشارہ فرمایا کہ پچھلے زمانہ میں عدت کی مدت بھی بہت زیادہ تھی اور اس میں خرابیاں اور پریشانیاں بھی بہت تھیں جب کہ اسلام میں عدت کی مدت بھی بہت کم ہے یعنی چار مہینہ دس دن زیادہ تھی اور اس میں خرابی اور پریشانی بھی نہیں ہے تو پھر اتنا اضطراب کیوں ہے؟

حضرت ام سلمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جب میرے پہلے شوہر ابوسلمہ کا انتقال ہوا اور میں عدت میں بیٹھی ہوئی تھی تو ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اس وقت میں نے اپنے منہ پر ایلوا لگا رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ ام سلمہ یہ کیا ہے یعنی تم نے عدت کے دنوں میں منہ پر یہ کیا لگا رکھا ہے؟ میں نے

عرض کیا کہ یہ تو ایلوا ہے جس میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر ایلوا چہرے کو جوان بنا دیتا ہے یعنی ایلوا لگانے سے چہرہ چمکدار ہو جاتا ہے اور اسکا رنگ نکھر جاتا ہے لہٰذا تم اس کو نہ لگاؤ ہاں اگر کسی دلیل سے لگانا ضروری ہی ہو تو) رات میں لگا لو اور دن میں صاف کر ڈالو کیونکہ رات میں استعمال کرنے سے بناؤ سنگار کا گمان ہوتا ہے) اسی طرح خوشبودار کنگھی بھی نہ کرو اور نہ مہندی کے ساتھ کنگھی کرو کیونکہ مہندی سرخ رنگ لئے ہوتی ہے اور اس میں خوشبو ہوتی ہے جب کہ یہ سوگ کی حالت میں ممنوع ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر میں کس چیز کے ساتھ کنگھی کروں یعنی اپنے بالوں کو کس چیز سے صاف کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیری کے پتوں کے ساتھ کنگھی کرو اور ان پتوں سے اپنے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لو یعنی بیری کے پتے اپنے سر پر اتنی مقدار میں ڈالو کہ وہ تمہارے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لیں۔

(ابوداؤد ونسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 527)

خوشبودار تیل کے بارے میں تو علماء کا اتفاق واجماع ہے کہ عدت والی عورت اس کا استعمال نہ کرے البتہ بغیر خوشبو کے تیل مثلاً روغن زیتون وتل کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی تو بغیر خوشبو کا تیل لگانے بھی منع کرتے ہیں البتہ ضرورت ومجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دیتے ہیں اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام احمد اور علماء ظواہر نے عدت والی عورت کے لئے ایسے تیل کے استعمال کو جائز رکھا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

اور حضرت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا خاوند مر جائے وہ نہ کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ گیرہ میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ زیور پہنے نہ ہاتھ پاؤں اور بالوں پر مہندی لگائے اور نہ سرمہ لگائے۔

(ابوداؤد ونسائی)

اگر سیاہ اور خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کسم میں زیادہ دنوں کا رنگا ہوا کپڑا کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو پہننا بھی درست ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا عورت کو کسی عذر مثلاً کھجلی یا جوئیں یا کسی بیماری کی دلیل سے ریشمی کپڑا پہننا بھی جائز ہے۔

حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا ہم اسے سرمہ لگا سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا یہ چار ماہ دس دن ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تم ایک سال گزارنے پر اونٹ کی مینگنیاں پھینکتی تھیں اس باب میں فریعہ بنت مالک بن سنان (جو ابوسعید خدری کی بہن ہیں) اور حفصہ بنت عمر سے بھی روایت ہے حدیث زینب حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو اور زیبائش سے پرہیز کرے۔ سفیان ثوری، مالک، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی۔ جلد اول۔ رقم الحدیث، 1209)

رجوع وامساک کے فقہی احکام

عدت والی عورتوں کی عدت جب پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کے خاوندوں کو چاہئے کہ دو باتوں میں سے ایک کرلیں یا تو انہیں بھلائی اور سلوک کے ساتھ اپنے ہی نکاح میں روک رکھیں یعنی طلاق جو دی تھی اس سے رجوع کر کے باقاعدہ اس کے ساتھ بود وباش رکھیں یا انہیں طلاق دے دیں، لیکن برا بھلا کہے بغیر گالی گلوچ دیئے بغیر سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ بغیر بھلائی اچھائی اور خوبصورتی کے ساتھ۔ (یہ یاد رہے کہ رجعت کا اختیار اس وقت ہے جب ایک طلاق ہوئی ہو یا دو ہوئی ہوں) پھر فرمایا ہے اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے پھر فرماتا ہے کہ جو شخص احکام اللہ بجالائے اس کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مخلصی پیدا کر دیتا ہے ایک اور جگہ ہے اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ اس کے خواب وخیال میں بھی نہ ہو۔

مسند احمد میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اے ابوذر اگر تمام لوگ صرف اسے ہی لے لیں تو کافی ہے، پھر آپ نے بار بار اس کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ مجھے اونگھ آنے لگی پھر آپ نے فرمایا ابوذر تم کیا کرو گے جب تمہیں مدینہ سے نکال دیا جائے گا؟ جواب دیا کہ میں اور کشادگی اور رحمت کی طرف چلا جاؤں گا یعنی مکہ شریف کو، وہیں کا کبوتر بن کر رہ جاؤں گا، آپ نے فرمایا پھر کیا کرو گے جب تمہیں وہاں سے بھی نکالا جائے؟ میں نے کہا شام کی پاک زمین میں چلا جاؤں گا فرمایا جب شام سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے پھر تو اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ کر مقابلہ پر اتر آؤں گا، آپ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر ترکیب بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد ہو فرمایا سنتا رہ اور مانتا رہ اگرچہ حبشی غلام ہو، ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بہت ہی جامع آیت

(ترجمہ) ہے اور سب سے زیادہ کشادگی کا وعدہ اس آیت (ترجمہ) الخ، میں ہے، مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص بکثرت استغفار کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی دے گا اور ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں کا اسے خیال وگمان تک نہ ہو، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے ہر کرب وبےچینی سے نجات دے گا، ربیع فرماتے ہیں لوگوں پر کام بھاری ہو اس پر آسان ہو جائے گا، حضرت عکرمہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اللہ اسے نکاسی اور نجات دے گا، ابن مسعود وغیرہ سے مروی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ اگر چاہے دے اگر نہ چاہے نہ دے،

حضرت قتادہ فرماتے ہیں تمام امور کے شبہ سے اور موت کی تکلیف سے بچالے گا اور روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں کا گمان بھی نہ ہو، حضرت سدی فرماتے ہیں یہاں اللہ سے ڈرنے کی یہ معنی ہیں کہ سنت کے مطابق طلاق دے اور سنت کے مطابق رجوع کرے، آپ فرماتے ہیں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو کفار گرفتار کر کے لے گئے اور انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکثر آتے اور اپنے بیٹے کی حالت اور حاجت مصیبت اور تکلیف بیان کرتے رہتے آپ انہیں صبر کرنے کی تلقین کرتے اور فرماتے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے چھٹکارے کی سبیل بنادے گا، تھوڑے دن گذرے ہوں گے کہ ان کے بیٹے دشمنوں میں سے نکل بھاگے راستہ میں دشمنوں کی بکریوں کا ریوڑ مل گیا جسے اپنے ساتھ ہنکالائے اور بکریاں لئے ہوئے اپنے والد کی خدمت میں جا پہنچے پس یہ آیت اتری کہ متقی بندوں کو اللہ نجات دے دیتا ہے اور اس کا گمان بھی نہ ہو وہاں سے اسے روزی پہنچاتا ہے، مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کی دلیل سے انسان اپنی روزی سے محروم ہو جاتا ہے تقدیر کو لوٹانے والی چیز صرف دعا ہے عمر میں زیادتی کرنے والی چیز صرف نیکی اور خوش سلوکی ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت مالک بن اشجعی رضی اللہ عنہ کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہلوا دو کہ بکثرت (ترجمہ) پڑھتا رہے، ایک دن اچانک بیٹھے بیٹھے ان کی قید کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے اور ان لوگوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لئے راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے انہیں بھی اپنے ساتھ ہنکالائے وہ لوگ پیچھے دوڑے لیکن یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے سیدھے اپنے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا اللہ کی قسم یہ تو عوف ہے ماں نے کہا ہائے وہ کہاں وہ تو قید وبند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولا تو ان کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں انہوں نے واقعہ بیان فرمایا کہا اچھا ٹھہرو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب تمہارا مال ہے جو چاہو کرو اور یہ آیت اتری کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل اللہ آسان کرتا ہے اور بےگمان روزی پہنچاتا ہے، ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے جو شخص ہر طرف سے کھنچ کر اللہ کا ہو جائے اللہ اس کی ہر مشکل میں اسے کفایت کرتا ہے اور بغیر گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے،

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے جو آپ نے فرمایا بچے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں سنو تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا اللہ کے احکام کی حفاظت کرو تو اللہ کو اپنے پاس بلکہ اپنے سامنے پاؤ گے جب کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگو جب مدد طلب کرنی ہو اسی سے مدد چاہو تمام امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتی اور اسی طرح سارے کے سارے جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نہیں پہنچا سکتے اگر تقدیر میں نہ لکھا ہو قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے خشک ہو گئے، ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے،

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ اسے حسن صحیح کہتے ہیں مسند احمد کی اور حدیث میں ہے جسے کوئی حاجت ہو اور وہ لوگوں کی طرف لے جائے تو بہت ممکن ہے کہ وہ سختی میں پڑ جائے اور کام مشکل ہو جائے اور جو اپنی حاجت اللہ کی طرف لے جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مراد پوری کرتا ہے یا تو جلدی اسی دنیا میں ہی یا دیر کے ساتھ موت کے بعد۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قضا اور احکام جس طرح اور جیسے چاہے اپنی مخلوق میں پورے کرنے والا اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا اس نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جیسے اور جگہ ہے (ترجمہ) ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

باب الْقُسْطِ وَالْاَظْفَارِ لِلْحَادَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنا

3544 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الدُّورِیُّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فِي الْقُسْطِ وَالْاَظْفَارِ .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں:

''آپ نے بیوہ عورت کو طہر کے وقت قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت دی ہے''۔

باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کو مخصوص ادائیگی کا حکم، وراثت میں حصہ دار بننے کے بعد منسوخ ہو گیا ہے

3545 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ خَيَّاطُ السُّنَّةِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (وَالَّذِينَ

3544-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (18141) .

3545-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها زوجها بما فرض لها من الميراث (الحديث 2298) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها بما فرض لها من الميراث (الحديث 3546) عن عكرمة من قوله ـ تحفة الاشراف (6250) .

يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ) نُسِخَ ذٰلِكَ بِاٰيَةِ الْمِيْرَاثِ مِمَّا فُرِضَ لَهَا مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ وَنَسَخَ اَجَلَ الْحَوْلِ اَنْ جُعِلَ اَجَلُهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں' تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ انہیں گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک خرچ فراہم کیا جائے گا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' وراثت کے حکم سے متعلق آیت کے ذریعے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے' کیونکہ ایسی صورت میں عورت کے لیے چوتھائی یا آٹھویں حصے کو مقرر کر دیا گیا ہے' اسی طرح ایک سال کی مدت کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہے اور اُسے چار ماہ دس دن کر دیا گیا ہے۔

ایک سال تک عدتِ وفات کے منسوخ ہونا کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو لوگ موت کی آہٹ محسوس کریں یا قریب المرگ ہوں وہ اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کریں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالا جائے جمہور فقہاء اور مفسرین کے نزدیک یہ آیت سورۂ بقرہ کی اس آیت سے منسوخ ہے جس میں فرمایا ہے: تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (عورتیں) اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک (عقد ثانی سے) روکے رکھیں۔ (البقرہ:۲۳۴)

امام ابن جریر طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو خاوند کے مال سے اس کے لیے ایک سال کی رہائش اور خرچ مہیا کیا جاتا تھا پھر جب سورۂ نساء میں عورت کی میراث مقرر کر دی گئی کہ اگر اس کے خاوند کی اولاد نہ ہو تو اس کو خاوند کے مال کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر اس کی اولاد ہو تو پھر اس کو خاوند کے مال کا آٹھواں حصہ ملے گا تو پھر رہائش اور نفقہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا البتہ مجاہد کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے ان کے نزدیک اس کا محمل یہ ہے کہ بیوہ پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا تو واجب ہے جیسا کہ البقرہ:۲۳۴ میں مذکور ہے اس کے بعد سال کے باقی ماندہ سات ماہ بیس دن میں عدت گزارنے کا اسے اختیار ہے چاہے وہ یہ عدت گزارے یا نہ گزارے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۳۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن الزبیر نے حضرت عثمان سے کہا: (آیت) والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا۔ (البقرہ:۲۴۰) الی قولہ غیر اخراج اس آیت کو سورۂ بقرہ کی دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو پھر آپ نے اس آیت کو مصحف میں کیوں لکھا ہے؟ حضرت عثمان نے کہا: اے بھتیجے ہم اس آیت کو اسی طرح رہنے دیں گے قرآن مجید کی کسی آیت کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کریں گے (یعنی قرآن مجید کی آیات کو لکھنا امر توفیقی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آیت کی جو جگہ بتائی تھی اس کو وہیں لکھا گیا تھا)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۵۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کی بیوی ایک سال تک عدت گزارتی اس پر اس کی وراثت سے ایک سال تک خرچ کیا جاتا جب ایک سال پورا ہو جاتا تو وہ اپنے شوہر کے گھر سے نکلتی اور اس کے پاس ایک مینگنی

ہوتی وہ ایک کتے کو مینگنی مارتی اور شوہر کی عدت سے باہر آ جاتی اور مینگنی کو مارنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کہتی کہ میرے نزدیک خاوند کی وفات کے بعد میرا اس کی عدت گزارنا میرے نزدیک اس مینگنی کو مارنے سے زیادہ آسان تھا اسلام نے اپنے ظہور کے بعد ان کو پہلے اپنے اسی دستور پر قائم رکھا اور بیوہ کی عدت ایک سال ہی برقرار رہی۔ پھر اس کے بعد اس حکم کو سورۃ البقرہ: ۲۳۴ سے منسوخ کر دیا گیا اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کر دی گئی۔ (زاد المسیر ج اص ۲۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت وفات کا بیان

3546 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ فِيْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ) قَالَ نَسَخَتْهَا (وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا) .

☆☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں' تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ ان کو گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک کا خرچ فراہم کیا جائے گا''۔

عکرمہ کہتے ہیں: اس کو درج ذیل آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں' تو وہ چار ماہ دس دن تک عدت بسر کریں گی''۔

عدت وفات کے شرعی حکم میں اختلاف فقہاء کا بیان

امام مالک کے نزدیک اگر خاوند کا اپنا یا کرایہ کا مکان ہو تو بیوہ کا اس گھر میں عدت گزارنا واجب ہے اور عدت سے پہلے گھر سے نکلنا مطلقاً جائز نہیں ہے امام شافعی کا ظاہر قول یہ ہے کہ خاوند کے مال سے بیوہ کے لیے عدت تک رہائش مہیا کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر بیوہ غیر حاملہ ہو تو اس کے لیے عدت کی رہائش کا استحقاق نہیں ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو پھر ان کے دو قول ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بیوہ کا خاوند کے گھر میں عدت گزارنا واجب ہے لیکن وہ دن کے اوقات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

حدیث سے عدت وفات کا بیان

امام مالک روایت کرتے ہیں: زینب بنت کعب بن عجرہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں وہ روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے یہ سوال کیا کہ وہ بنو خدرہ میں اپنے خاندان میں جا سکتی ہیں کیونکہ ان کے شوہر اپنے چند بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے گئے تھے حتیٰ کہ جب وہ قدوم کے راستہ میں پہنچے۔

3546-تقدم (الحديث 3545) .

تو انہوں نے ان غلاموں کو جالیا سوان غلاموں نے ان کے شوہر کو قتل کر دیا وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ آیا میں بنو حذرہ میں اپنے میکہ میں جا سکتی ہوں تا کہ وہاں عدت وفات گزاروں کیونکہ میرے خاوند نے اپنی ملکیت میں کوئی مکان چھوڑا ہے نہ نفقہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ کہتی ہیں کہ جب میں واپس ہوئی حتی کہ میں (ابھی) حجرہ میں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی یا مجھے کسی سے آواز دے کر بلوایا آپ نے پوچھا: تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے پھر آپ سے اپنے خاوند کی وفات کا پورا قصہ دہرایا آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو حتی کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے وہ کہتی ہیں کہ میں نے چار ماہ دس دن عدت گزاری جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا تو انہوں نے مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا میں نے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس حدیث کی پیروی کی اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

(موطا امام مالک ص ۵۳۱۔ ۵۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)' (سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۱۵۔ ۳۱۴ جامع ترمذی ص ۱۹۳ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۶ سنن ابن ماجہ ص ۱۴۶ سنن دارمی ج ۲ ص ۹۰)

عدت وفات کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں: زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ جو عورت عدت وفات گزارے اس کے لیے بھی رہائش مہیا کرنا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ سے فرمایا تھا: تم اپنے شوہر کے گھر میں رہو حتی کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے سو انہوں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری امام ترمذی وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے لیے جس طرح نفقہ کا استحقاق نہیں ہے اسی طرح اس کے لیے رہائش کا بھی استحقاق نہیں ہے اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ رہائش اس کے پانی (منی) کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے اور وہ اس کی وفات کے بعد بھی موجود ہے اور نفقہ کا وجوب خاوند کے تسلط کی وجہ سے ہوتا ہے اور موت سے وہ منقطع ہو گیا نیز نفقہ عورت کا حق ہے اور وہ میراث سے ساقط ہو گیا اور رہائش اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور وہ ساقط نہیں ہوا۔ (نہایۃ المحتاج ج ۷ ص ۱۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عدت وفات کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ قرطبی مالکی حضرت فریعہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حجاز اور عراق کے علماء کے درمیان یہ حدیث معروف ہے اور اس حدیث کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ بیوہ شوہر کے گھر عدت گزارے اور گھر سے باہر نہ نکلے۔ داؤد ظاہری یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے بیوہ پر عدت گزارنا لازم کیا ہے یہ لازم نہیں کیا کہ وہ شوہر کے گھر عدت گزارے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ، کا بھی یہی قول ہے موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیوہ عورتوں کو عدت سے پہلے حج پر جانے سے بھی منع کرتے تھے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا ان کے نزدیک بیوہ خاوند کے گھر عدت گزارنا لازم تھا اور قرآن اور سنت کا یہی مقتضیٰ ہے اس لیے عدت سے پہلے بیوہ کا حج اور عمرہ کے لیے بھی جانا جائز نہیں ہے امام مالک نے کہا: جب تک بیوہ نے احرام نہ باندھا ہو اس کو گھر لوٹا دیا جائے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب خاوند کا گھر اس کی ملکیت میں ہو۔

امام مالک امام شافعی امام ابوحنیفہ امام احمد اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے جیسا کہ حضرت فریعہ کی حدیث میں ہے اور اگر خاوند اس گھر میں رہتا ہو لیکن اس کا مالک نہ ہو تو عدت کے دوران بیوہ کے لیے اس میں رہنے کا استحقاق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت فریعہ کے خاوند اس گھر کے مالک نہیں تھے پھر بھی آپ نے حضرت فریعہ سے فرمایا: تم عدت پوری ہونے تک اس گھر میں رہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے یہ حکم اس وقت ہے جب اس کا خاوند اس مکان کا کرایہ دیتا رہا ہو لیکن اگر خاوند نے اس مکان کا کرایہ نہ دیا ہو تو خاوند خواہ امیر ہو اس کے مال سے بیوہ کے لیے رہائش کا کوئی استحقاق نہیں ہے کیونکہ بیوہ کا رہائش پر استحقاق اس وقت ہوگا جب خاوند کی مکان پر مکمل ملکیت ہو۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۷۸-۱۷۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

عدت وفات کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ کا بیان

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: مطلقہ اور بیوہ اس گھر سے باہر نہ نکلے جس میں وہ رہتی تھی البتہ بیوہ دن میں باہر جا سکتی ہے لیکن رات اس گھر میں آ کر گزارے مطلقہ کے باہر نہ نکلنے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة۔ (الطلاق:۱)

ترجمہ: ان مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

اور بیوہ کے گھر سے باہر نہ جانے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) متاعا الى الحول غير اخراج ۔ (البقرہ:۲۴۰)

ترجمہ: بیوہ عورتوں کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نکالا نہ جائے۔

پھر چار ماہ دس دن سے زائد مدت کو البقرہ: ۲۳۴ سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن کی مدت تک یہ حکم باقی رہا اور حضرت فریعہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ کو ان کے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے سے منع فرمایا دیا تھا اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ بیوہ خاوند کے گھر سے منتقل نہ ہو اور ثانی یہ کہ بیوہ کا گھر سے باہر نکلنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ بیوہ عورت دن میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن رات میں گھر میں گزارے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۴۱۹-۴۱۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مطلقہ عورتوں کے لیے دستور کے مطابق متاع ہے جو اللہ سے ڈرنے والوں پر واجب ہے۔

(البقرہ ۲۴۲)

مطلقہ عورتوں کے مہر کی ادائیگی کا وجوب

اس پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کو فائدہ پہنچانے کا ذکر فرمایا تھا کہ انہیں ایک سال کا نفقہ اور رہائش مہیا کی جائے

اور اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا ذکر فرمایا جو طلاق یافتہ اور مدخول بہا عورتیں ہیں کہ اگر ان کا مہر پہلے مقرر تھا تو طلاق کے وقت ان کو ان کو پورا مہر ادا کیا جائے اور اگر پہلے ان کا مہر مقرر نہیں تھا تو ان کو مہر مثل ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے حقوق کے بعد مطلقہ عورتوں کے حقوق کا ذکر فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ طلاق بھی بہ منزلہ موت ہے کیونکہ جس طرح شوہر کی موت کے بعد شوہر کی علیحدگی ہو جاتی ہے اسی طرح طلاق کے بعد بھی شوہر سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ مہر کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم النساء: ۴ میں بیان کریں گے۔

اس آیت میں مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو مباشرت کے بعد طلاق دی گئی ہو کیونکہ جن عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دی گئی ہو ان کا حکم البقرہ: ۲۳۶ میں بیان کیا جا چکا ہے اور متاع سے مراد مہر ہے اور طلاق کے بعد مہر کا ادا کرنا واجب ہے خواہ مقرر شدہ مہر ہو یا مہر مثل بعض علماء نے کہا ہے کہ متاع سے مراد عورت کا لباس وغیرہ ہے یعنی مطلقہ عورتوں کو مہر کے علاوہ لباس وغیرہ بھی دیا جائے اور جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی گئی اس کو لباس دینا واجب ہے اور باقی تین قسم کی مطلقہ عورتوں (جن کا مہر مقرر کیا گیا ہو خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور وہ مدخولہ جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو) کو لباس دینا مستحب ہے۔

باب الرُّخْصَةِ فِیْ خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَیْتِهَا فِیْ عِدَّتِهَا لِسُکْنَاهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاقِ بتہ دی گئی ہو وہ اپنی عدت کے دوران اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے

3547 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ اَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ مَخْزُومٍ اَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَخَرَجَ اِلٰی بَعْضِ الْمَغَازِیْ وَاَمَرَ وَكِيلَهُ اَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَتَقَالَّتْهَا فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ فَرَدَّتْهَا وَزَعَمَ اَنَّهُ شَیْءٌ تَطَوَّلَ بِهٖ . قَالَ "صَدَقَ" . قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَانْتَقِلِیْ اِلٰی اُمِّ كُلْثُومٍ فَاعْتَدِّیْ عِنْدَهَا" . ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اُمَّ كُلْثُومٍ امْرَاَةٌ يَكْثُرُ عُوَّادُهَا فَانْتَقِلِیْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰی" . فَانْتَقَلَتْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتّٰی انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا اَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَاْمِرُهُ فِيهِمَا فَقَالَ "اَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ اَخَافُ عَلَيْكِ قَسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ اَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ" . فَتَزَوَّجَتْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ ذٰلِكَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن عاصم بیان کرتے ہیں' سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کی اہلیہ تھیں' ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور خود کسی جنگ میں شرکت کے لیے چلے گئے

3547- انفرد به النسائی - تحفة الاشراف (18030) .

انہوں نے اپنے وکیل کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو کچھ خرچ دے دیں اس خاتون نے اس خرچ کو کم شمار کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس گئیں' اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے پاس ہی موجود تھی' زوجہ محترمہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ فاطمہ بنت قیس ہے' جسے فلاں شخص نے طلاق دے دی ہے اور اس نے اس کی طرف کچھ خرچ بھیجا ہے' تو اس نے اُسے واپس کردیا ہے' اس کے شوہر نے یہ گمان کیا ہے' یہ بھی وہ مہربانی کررہا ہے (جو رقم دے رہا ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے شوہر کی رائے ٹھیک ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اُم کلثوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور اس کے ہاں عدت بسر کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُم کلثوم ایک ایسی خاتون ہے' جس کے ہاں مہمان بہت زیادہ ہوتے ہیں' تم عبداللہ بن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ' کیونکہ وہ نابینا ہے۔

تو وہ خاتون حضرت عبداللہ کے ہاں منتقل ہوگئی اور اس نے ان کے ہاں ہی عدت گزاری' یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو گئی تو ابوجہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کے بارے میں مشورہ لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے' تو وہ ایک ایسا فرد ہے' مجھے اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہے' وہ تمہارے لیے اپنے عصا کو حرکت دیتا رہے گا (یعنی مار پیٹ کرے گا) جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے' تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر اس خاتون نے اس کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کرلی۔

3548 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِیْ عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَطَلَّقَهَا اٰخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ . فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ اَنَّهَا جَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْهُ فِیْ خُرُوْجِهَا مِنْ بَيْتِهَا فَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَاَبٰى مَرْوَانُ اَنْ يُّصَدِّقَ فَاطِمَةَ فِیْ خُرُوْجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا . قَالَ عُرْوَةُ اَنْكَرَتْ عَآئِشَةُ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ عمرو بن حفص بن مغیرہ کی اہلیہ تھی' ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں' فاطمہ بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے گھر سے باہر آنے کا مسئلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ابن اُم مکتوم نابینا کے ہاں منتقل ہو جائیں۔

3548-تقدم (الحديث 3244) .

راوی کہتے ہیں: مروان نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' کہ طلاق یافتہ عورت کے اپنے گھر سے نکلنے کے بارے میں فاطمہ کی بات کی تصدیق کرے۔

عروہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حوالے سے فاطمہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔

3549 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوْجِي طَلَّقَنِيْ ثَلَاثًا وَّاَخَافُ اَنْ يُّقْتَحَمَ عَلَيَّ . فَاَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ .

☆☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں' اب مجھے یہ اندیشہ ہے' کہیں وہ میرے ہاں آ نہ جائے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ خاتون اس گھر سے ایک (دوسرے) گھر میں منتقل ہو گئیں۔

3550 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مَاهَانَ - بَصْرِيٌّ - عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَّحُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ وَدَاوُدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ وَّاِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ وَّذَكَرَ اٰخَرِيْنَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَاَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ .

☆☆ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' میں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے' ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے' کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ان کے شوہر نے انہیں طلاق بتہ دے دی تھی' انہوں نے اپنا مقدمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جو رہائش اور خرچ کے بارے میں تھا۔ سیدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رہائش اور خرچ کا حق نہیں دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت گزاروں۔

طلاق بتہ کا فقہی مفہوم

حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار

3549-تقدم (الحديث 3403) . 3550-تقدم (الحديث 3403) .

ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہو گی۔
سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے صحبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہو گی اور رجوع کا اختیار ہو گا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

3551 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّاغَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ - هُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ - عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ فَاَرَدْتُ النُّقْلَةَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْتَقِلِیْ اِلٰى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّیْ فِيْهِ" . فَحَصَبَهُ الْاَسْوَدُ وَقَالَ وَيْلَكَ لِمَ تُفْتِیْ بِمِثْلِ هٰذَا . قَالَ عُمَرُ اِنْ جِئْتِ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ اَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ (لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی' میں نے (شوہر کے گھر سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تم اپنے چچازاد عمرو بن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور وہاں عدت بسر کرو''۔

جب راوی نے یہ روایت بیان کی تو اسود نے انہیں کنکریاں مارتے ہوئے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! تم اس کے مطابق فتویٰ کیوں دے رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے یہ کہا تھا: اگر تم دو آدمیوں کو گواہ کے طور پر پیش کرو' جو اس بات کی گواہی دیں کہ ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے' تو ٹھیک ہے' ورنہ ہم اللہ کی کتاب کے حکم کو کسی عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔ تم ایسی خواتین کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خواتین بھی اپنے گھروں سے نہ نکلیں' البتہ اگر وہ واضح طور پر برائی کا ارتکاب کریں (تو حکم مختلف ہے)۔

باب خُرُوْجِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِالنَّهَارِ .

یہ باب بیوہ عورت کے گھر سے باہر نکلنے میں ہے

3552 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

3551-تقدم (الحديث 3403) .

3552-اخرجه مسلم في الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن و المتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها (الحديث 55) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المبتوتة تخرج بالنهار (الحديث 2297) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تخرج المرأة في عدتها (الحديث 2034) . تحفة الاشراف (2799) .

قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتُهُ فَاَرَادَتْ اَنْ تَخْرُجَ اِلٰى نَخْلٍ لَّهَا فَلَقِيَتْ رَجُلًا فَنَهَاهَا فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ لَعَلَّكِ اَنْ تَصَدَّقِي وَتَفْعَلِي مَعْرُوفًا" ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کی خالہ کو طلاق ہوگئی تو اس خاتون نے اپنے باغ میں جا کر کام کرنے کا ارادہ کیا' ان کی ملاقات ایک صاحب سے ہوئی تو ان صاحب نے انہیں اس سے منع کر دیا' وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے گھر سے باہر جاؤ' اپنے باغ میں کام کرو تا کہ تم اس کی آمدن کو صدقہ کر سکو یا نیکی کے کام میں استعمال کر سکو''۔

بَاب نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ ۔

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاق بائنہ ہوئی ہو' اس کے خرچ کا حکم

3553 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُو سَلَمَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً - قَالَتْ - فَوَضَعَ لِي عَشَرَةَ اَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ خَمْسَةٌ شَعِيرٌ وَخَمْسَةٌ تَمْرٌ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ "صَدَقَ" . وَاَمَرَنِي اَنْ اَعْتَدَّ فِي بَيْتِ فُلَانٍ وَكَانَ زَوْجُهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَائِنًا .

☆☆ ابوبکر بن ابوجہم بیان کرتے ہیں' میں اور ابوسلمہ' فاطمہ بنت قیس کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' انہوں نے مجھے رہائش اور خرچ فراہم نہیں کیا تھا' انہوں نے مجھے دس قفیز دیے تھے جو ان کے چچازاد کے پاس تھے' جن میں سے پانچ جَو کے تھے اور پانچ کھجور کے تھے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اس بارے میں آپ کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں فلاں شخص کے ہاں عدت بسر کروں۔

(راوی کہتے ہیں:) ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دی تھی۔

نفقہ وسکنیٰ کے مسائل واحکام کا بیان

نفقات نفقہ کی جمع ہے اور نفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقہ کہتے ہیں چونکہ نفقہ کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقہ اولاد کا نفقہ والدین کا نفقہ اور عزیز واقارب کا نفقہ وغیرہ اس لئے نفقہ کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نفقات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقہ سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔ لونڈی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھلانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت وہمت سے باہر ہوں۔

3553-تقدم (الحديث 3418) ۔

بیوی کے نفقہ کے احکام ومسائل: مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جا سکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ وہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس وسامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس وسامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے۔

اور اگر کسی وجہ سے شوہر و بیوی کا اس طرح ہم پیالہ وہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی وحاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم وقاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر ششماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اگر قاضی وحاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کرے گا اور اگر شوہر نے ماھانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف وتنگی کے اپنا گزارہ کر سکے۔ رہی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت و حیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت وحیثیت کے مالک ہیں تو اچھی ہی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست ومفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا۔

اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگدست ہو یا میاں تنگدست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگدستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہرصورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت وحیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت وحالت کی مالک ہو۔ اگر شوہر و بیوی کے درمیان خوشحالی وتنگدستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگدست ہوں اس لئے تنگدستی کا نفقہ دوں گا۔

اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لئے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم وقاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعویٰ کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔ اگر

حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگدستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعویٰ کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا۔

اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگدست ہو گیا تو اب تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائے گا۔ جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی نافرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی غاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جا سکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ و مکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق خود مقرر و مہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل وعیال اور اس بیوی کے اہل وعیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل وعیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنا دینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دیدے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز واقارب کو اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو) آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز واقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے) اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ وسکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر خیار عتق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور

اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اس کا نفقہ وسکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہوگئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کرالیا جس سے شوہر پر حرام ہوگئی جیسے اس سے ہم بستری کرلی یا اس کو شہوت سے چھولیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ وسکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہوگئی تو اس کے نفقہ وسکنی کا حق ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کرلیا یا شہوت سے بوس وکنار کرالیا تو نفقہ وسکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلظہ کی ہو۔ اولاد کے نفقہ کے احکام ومسائل نابالغ اولاد جس کی ذاتی ملکیت میں کچھ بھی مال واسباب نہ ہو کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہوتے ہیں۔

اگر چہ باپ خود تنگدست ومفلس کیوں نہ ہو کوئی دوسرا آدمی اس ذمہ داری میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ اگر بچہ ابھی دودھ پیتا ہو اور اس کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو نیز وہ بچہ دوسری عورت کا دودھ پی لیتا ہو اور اس کی ماں اس کو دودھ پلانا نہ چاہتی ہو تو اس ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا ہی نہ ہو یا ماں کے علاوہ دودھ پلانے والی نہ ملے تو اس صورت میں وہ دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔ اگر ماں بچہ کو دودھ پلانے سے انکار کردے اور کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی ملتی ہو تو یہ حکم ہے کہ باپ دودھ پلانے والی کو مقرر کردے جو بچہ کو ماں کے پاس آکر دودھ پلائے اب اگر اس بچہ کی ذاتی ملکیت میں مال موجود ہو تو اس دودھ پلانے والی کی اجرت اس بچہ کے مال سے دی جائے گی۔

اگر بچہ کی ذاتی ملکیت میں مال موجود نہ ہو تو پھر دودھ پلانے کی اجرت باپ کے ذمہ ہوگی۔ اگر باپ بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر مقرر کرے اور وہ اس کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر وہ ماں طلاق بائن یا طلاق مغلظہ کی عدت میں ہو تو اس کو بھی دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھنا بعض حضرات کے نزدیک تو ناجائز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے اسی طرح عدت گزرنے کے بعد ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھ لینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں تو وہ ماں دودھ پلانے والی کسی دوسری عورت کی بہ نسبت زیادہ اجرت کا مطالبہ نہ کرے تو اس کی حماقت ہوگی۔

اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہو تو یہ اجارہ جائز ہے اگر کسی کی بالغ بیٹی بالکل مفلس وتنگدست ہو یا بالغ بیٹا اپاہج ومعذور ہو تو ان کے اخراجات بھی باپ ہی کے ذمہ ہوں گے چنانچہ فتوی اسی پر ہے جبکہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ ان کے اخراجات کا دو تہائی حصہ باپ کے ذمہ اور ایک حصہ ماں کے ذمہ ہوگا۔

والدین کے نفقہ کے احکام ومسائل اصول یعنی باپ دادا دادی نانا نانی (خواہ اس کے اوپر کے درجہ کے ہوں) اگر محتاج ہوں تو ان کے اخراجات کی ذمہ داری اولاد پر ہے بشرطیکہ اولاد خوشحال وتونگر ہو اور خوشحال وتونگر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اولاد مالی طور

پر اس حیثیت و درجہ کی ہو کہ اس کو صدقہ وزکوۃ کا مال لینا حرام ہو اگر تو نگر اولاد میں مذکر و مؤنث یعنی بیٹا اور بیٹی دونوں ہوں تو اس نفقہ کی ذمہ داری دونوں پر برابر ہوگی۔

محتاج شخص کا نفقہ واجب ہونے کے سلسلے میں قرب وجزئیت کا اعتبار ہے نہ کہ وارث کا مثلاً اگر کسی محتاج شخص کی بیٹی اور پوتا دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ بیٹی پر واجب ہوگا باوجودیکہ اس شخص کی میراث دونوں کو پہنچتی ہے اسی طرح اگر کسی محتاج شخص کی نواسی اور بھائی دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ نواسی پر واجب ہوگا اگرچہ اس شخص کی میراث کا مستحق صرف بھائی ہوگا۔ ذوی الارحام کے نفقہ کے احکام ومسائل ہر مالدار شخص پر اس کے ہر ذی رحم محرم کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ وہ ذی رحم محرم محتاج ہو یا نابالغ ہو یا مفلس عورت ہو یا اپاہج ومعذور ہو یا اندھا ہو یا طالب علم ہو اور یا جہل وبیوقوفی یا کسی اور عذر کی بنا پر کمانے پر قادر نہ ہو اور اگر وہ مالدار شخص ان لوگوں پر خرچ نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ مقدار میراث کے اعتبار سے واجب ہوتا ہے۔ اور میراث کی مقدار کے اعتبار کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی محتاجی وتنگدستی کی وجہ سے اپنے ذی رحم محرم رشتہ داروں سے نفقہ حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اس کو مردہ تصور کر لیا جائے اور اس کی میراث کو اس کے ان ذی رحم محرم وارثوں پر تقسیم کیا جائے تو جس وارث کے حصہ میں میراث کی جو مقدار آئے گی وہی مقدار اس کے نفقہ کے طور پر اس ذی رحم محرم پر واجب ہوگی مثلاً زید ایک محتاج وتنگدست شخص ہے اس کے قریبی اعزاء ہیں صرف تین متفرق بہنیں ہیں یعنی ایک تو حقیقی بہن ہے ایک سوتیلی بہن ہے اور ایک اخیافی بہن ہے ان تینوں بہنوں پر زید کا نفقہ واجب ہے جس کو وہ تینوں اس طرح پورا کریں گی کہ زید کا پورا نفقہ پانچ برابر برابر حصوں میں کر کے تین خمس تو حقیقی بہن کے ذمہ ہوگا ایک خمس سوتیلی بہن کے ذمہ ہوگا اور ایک خمس اخیافی بہن کے ذمہ ہوگا مقدار کی یہ تقسیم بالکل اسی طرح ہے جس طرح زید کے ترکہ میں سے ان بہنوں کے حصہ کی میراث کی تقسیم ہوگی۔ نیز اس سلسلہ میں مقدار میراث کا درحقیقت ہر وقت متعین ومعلوم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ محض وراثت کی اہلیت کا ہونا شرط ہے چنانچہ اگر زید (جو محتاج ومفلس ہے) کا ایک ماموں ہے اور ایک چچازاد بھائی ہے اور وہ دونوں ہی مالدار ہیں تو زید کا نفقہ اس کے ماموں پر واجب ہوگا۔

جو شخص محتاج ومفلس ہو اس پر کسی کا نفقہ واجب نہیں ہوتا خواہ وہ والدین ہوں یا ذی رحم محرم رشتہ دار لیکن بیوی اور اولاد کا نفقہ اس پر ہر حال میں واجب رہے گا۔ دین ومذہب کے اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے پر نفقہ واجب نہیں ہوتا لیکن بیوی والدین دادا دادی اور اولاد اور اولاد کی اولاد خواہ مذکر ہوں یا مؤنث یہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کا نفقہ دین ومذہب کے اختلاف کے باوجود واجب ہوتا ہے۔ محتاج باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نفقہ کے لئے اپنے لڑکے کا مال یعنی اشیاء منقولہ بیچ سکتا ہے لیکن عقار یعنی اشیاء غیر منقولہ جیسے زمین وباغات کو بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا اسی طرح اس لڑکے پر اگر باپ کا نفقہ کے علاوہ کوئی اور دین یعنی قرض ومطالبہ ہو تو اس کے لئے لڑکے کی اشیاء منقولہ کو بھی بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ نیز ماں کو اپنے لڑکے کا بھی کوئی مال خواہ اشیاء منقولہ ہو یا غیر منقولہ بیچنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا اور صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو باپ کو بھی اشیاء منقولہ کے بیچنے کا اختیار نہیں ہے۔

باندی اور غلام کے نفقہ کے احکام ومسائل آقا پر اپنے غلام اور باندی کے اخراجات کی کفالت ضروری ہے خواہ ان میں ملکیت پوری ہو جیسے خالص غلام یا ادھوری ہو جیسے مدبرہ اور ام ولد اور خواہ کمسن ہوں یا بڑی عمر والے اور خواہ اپاہج ومعذور ہوں۔ یا بالکل تندرست وتوانا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کی کفالت سے انکار کرے تو وہ غلام اس بات کے مختار ہوں گے کہ محنت ومزدوری کریں اور جو کچھ کمائیں اس سے اپنے اخراجات پورے کریں اور اگر ان کے لئے کوئی مزدوری کا کام نہ ہو اور وہ کما کر اپنے اخراجات پورے نہ کر سکتے ہوں تو پھر قاضی وحاکم کی طرف سے آقا کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان غلاموں کو فروخت کر دے۔ اگر کسی شخص نے کوئی جانور خریدا تو اس پر جانور کے چارہ پانی کا انتظام کرنا واجب ہے لیکن اگر ان کو چارہ پانی دینے سے انکار کر دیا تو اس کو قانونی طور پر اس جانور کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن دیانۃً اور اخلاقی طور پر اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس جانور کو فروخت کر دے یا اس کے چارہ پانی کا انتظام کرے۔

وجوب متاع پر فقہاء احناف کے دلائل کا بیان

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ امام ابویوسف امام محمد اور امام زفر کے نزدیک جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو اس کو متاع دینا واجب ہے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **فمتعوھن** ان کو متاع دو۔ یہ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے الایہ کہ اس کے خلاف استحباب پر کوئی دلیل قائم ہو اور وہ یہاں نہیں ہے نیز فرمایا: (آیت) **وللمطلقت متاع بالمعروف** ۔ (البقرہ: ۲۴۱) دستور کے مطابق متاع مطلقات کی ملکیت ہے کیونکہ لام تملیک کے لیے ہے اور جو چیز کسی کی ملکیت اور اس کا حق ہو اس کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **حقا علی المحسنین** اور **حق علی المتقین** یہ وجوب کی تاکید ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۴۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

متاع کے وجوب کے خلاف فقہاء مالکیہ کے دلائل کے جوابات

علامہ ابن عربی مالکی نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو ہر مسلمان پر واجب ہوتی صرف متقین اور محسنین پر واجب نہ ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وجوب کی تاکید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متاع محسنین اور متقین پر حق ہے اور حق سے زیادہ اور کوئی وجوب کے لیے مؤکد نہیں ہے جس طرح (آیت) **ھدی للمتقین** ۔ سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت نہ ہو اسی طرح (آیت) **حقا علی المتقین** سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقہ کی متاع ہر مسلمان پر واجب نہ ہو نیز اس کا معنی ہے جو تقویٰ اور احسان کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور ہر مسلمان تقویٰ اور حسان کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ باقی یہ جو کہا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی مقدار معین نہیں کی جاسکتی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خوشحال پر (یہ متاع) اس کے (حال کے) موافق ہے اور تنگ دست پر اس کے لائق ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: البتہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ کچھ زیادہ دے دے۔ (تو درست ہے)

(البقرہ ۲۳۷)

باب نَفَقَةِ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ .

یہ باب ہے کہ جس حاملہ عورت کو طلاقِ بتہ دی گئی ہو اس کے خرچ کا حکم

3554 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِى عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَاُمُّهَا حَمْنَةُ بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ فَاَمَرَتْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُخْبِرُهُ اَنَّ خَالَتَهَا فَاطِمَةَ اَفْتَتْهَا بِذٰلِكَ وَاَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْتَاهَا بِالْاِنْتِقَالِ حِينَ طَلَّقَهَا اَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ الْمَخْزُومِىُّ فَاَرْسَلَ مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ اِلٰى فَاطِمَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَزَعَمَتْ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِى عَمْرٍو لَمَّا اَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِىَّ بْنَ اَبِى طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ وَهِىَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا فَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَعَيَّاشُ بْنُ اَبِى رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْاَلُهُمَا النَّفَقَةَ الَّتِى اَمَرَ لَهَا بِهَا زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللّٰهِ مَا لَهَا عَلَيْنَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُونَ حَامِلًا وَمَا لَهَا اَنْ تَسْكُنَ فِى مَسْكَنِنَا اِلَّا بِاِذْنِنَا . فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا قَالَتْ فَقُلْتُ اَيْنَ اَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ "انْتَقِلِى عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ" . وَهُوَ الْاَعْمَى الَّذِى عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِى كِتَابِهِ فَانْتَقَلْتُ عِنْدَهُ فَكُنْتُ اَضَعُ ثِيَابِى عِنْدَهُ حَتّٰى اَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَعَمَ . اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو طلاقِ بتہ دے دی اس خاتون کی ماں حمنہ بنت قیس تھیں اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ ہدایت کی کہ تم عبداللہ بن عمرو کے گھر سے منتقل ہو جاؤ' جب مروان کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اس خاتون کو پیغام بھجوایا اور اسے یہ ہدایت کہ وہ اپنے گھر میں واپس چلی جائے اور اس وقت تک وہاں رہے' جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی' تو اس خاتون نے مروان کو جواب میں پیغام بھجوایا' کہ اس کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ بات بتائی ہے اور انہوں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ حکم دیا تھا کہ جب اس کے شوہر ابوعمرو بن حفص مخزومی نے انہیں طلاق دی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے گھر سے منتقل ہو جائیں۔

مروان نے قبیصہ بن ذویب کو سیّدہ فاطمہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو سیّدہ فاطمہ نے بتایا وہ ابوعمرو کی اہلیہ تھیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا' تو ابوعمرو بھی ان کے ساتھ چلے

3554-تقدم (الحديث 3222) .

گئے' پھر انہوں نے اس خاتون کو ایک طلاق بھجوادی' جو باقی رہ گئی تھی' ان کے شوہر نے حارث بن ہشام اور عیاش بن ابو ربیعہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو خرچ فراہم کر دیں' اس خاتون نے حارث اور عیاش کو پیغام بھیجا اور اپنے خرچ کا مطالبہ کیا' جس کے بارے میں ان کے شوہر نے انہیں ہدایت کی تھی' تو ان دونوں صاحبان نے کہا: اللہ کی قسم! اس عورت کو کوئی ادائیگی کرنا ہم پر لازم نہیں ہے' البتہ اگر یہ حاملہ ہوتی' تو حکم مختلف ہوتا' نہ ہی یہ عورت ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے' البتہ اگر ہم اس کو اجازت دیں' تو پھر حکم مختلف ہوگا۔

فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں صاحبان کی رائے کو درست قرار دیا' سیّدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ابن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ' وہ نابینا شخص ہے' یہ وہی صاحب ہیں' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں عتاب کا حکم نازل کیا تھا' تو میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی' وہاں میں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار دیا کرتی تھی' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کی شادی کروادی۔

وہ خاتون کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کروائی تھی۔

لفظ''سراح'' کے صریح ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب

لفظ "السراح" جمہور فقہاء کے ہاں طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسرحی کے الفاظ بولے تو اس سے طلاق کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

شافعیہ اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ: یہ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل ہوتا ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی سے "اسرحی" کہا تو طلاق واقع ہو جائیگی، اور خاوند کا قول نیت نہ کرنا قبول نہیں ہوگا، الا یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے کہ وہ اس سے طلاق مراد نہیں لے رہا تھا۔

مثلا اگر وہ بیوی سے فصل والی جگہ میں جلدی جانے کا کہنے کے بعد "اسرحی" کہے، اور شافعی حضرات میں سے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ: "اسرحی" کنایہ کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ یہ سرح بغیر شد کے میں سے ہے، نہ کہ سرّح شد کے ساتھ، اور الرملی نے نھایۃ المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ: "جب خاوند طلاق کے صریح الفاظ بولے تو پھر خاوند کی یہ بات قبول نہیں کی جائیگی کہ اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا، لیکن یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو، اور اس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ بیوی کو کہے: کھیت جلد جانے کا حکم دینے کے بعد اسرحی کا لفظ بولے تو اس کا قول کیا جائیگا۔ (نهاية المحتاج (6/429)

اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ: بغیر نیت کے ہی لفظ سراح سے طلاق واقع ہو جائیگی؛ کیونکہ ان کے ہاں بعض کے نزدیک یہ لفظ صریح میں شامل ہوتا ہے، یا پھر ظاہری طور پر لکھے جو نیت کا محتاج نہ ہو۔

راجح جمہور کا مسلک ہے، اس لیے السراح یا سرحتک یا اسرحی کے الفاظ سے طلاق اسی صورت میں واقع ہوگی جب وہ طلاق

کی نیت کرے گا۔

طلاق صریح کے الفاظ سے طلاق میں فقہی مذاہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "قال (اور جب وہ کہے میں نے تجھے طلاق دی، یا میں نے تجھے علیحدہ کر دیا، یا میں نے تجھے چھوڑ دیا تو اسے طلاق لازم ہوگی) یہ اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ صریح طلاق کے تین الفاظ ہیں الطلاق، الفراق، اور السراح اور ان سے بنائے جانے والے دوسرے صیغے۔

امام شافعی کا مسلک یہی ہے، اور ابو عبداللہ بن حامد کا کہنا ہے کہ: طلاق کا صریح لفظ صرف ایک ہی ہے اور وہ طلاق اور اس سے بنائے جانے والے صیغے اس کے علاوہ کوئی اور لفظ صریح نہیں، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام مالک علیہ الرحمہ رحمہما اللہ کا مسلک یہی ہے۔

لیکن امام مالک علیہ الرحمہ اس سے بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں؛ کیونکہ ظاہری کنایات نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ فراق اور السراح کے الفاظ طلاق کے علاوہ بھی بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں، اس لیے باقی کنایہ کے الفاظ کی طرح یہ بھی طلاق میں صریح نہیں ہونگے۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ: کتاب اللہ میں یہ الفاظ خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور جدائی کے معنی میں وارد ہوئے ہیں، تو یہ اس میں طلاق کے الفاظ کی طرح صریح ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (اچھے طریقہ سے روک لو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو)۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت میں سے غنی کر دیگا)۔ (مغنی، کتاب طلاق)

طلاق کے صریح الفاظ کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ صریح مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، تو طالق ہے، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، اے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا دیانۃً واقع نہ ہوگی۔ طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک، تلاکھ، تلاکھ، تلاخ، تلاح، تلاق، طلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، تلات، یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ ط ل اق، طا لام الف قاف کہا اور نیت طلاق ہو تو ایک رجعی ہوگی۔

اردو میں یہ لفظ کہ میں نے تجھے چھوڑا، صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی، کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یونہی یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی یا فارخطی یا فارکھتی دی، صریح ہے۔

لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم وجاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ کہے میں نے دھمکانے کے

لیے غلط طور پر ادا کیا طلاق مقصود نہ تھی ورنہ صحیح طور پر ہوتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لیے غلط لفظ بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائیگا۔ (درمختار، باب صریح، ج ۳، ص ۲۴۶، بیروت)

حاملہ عورت سے رجوع کرنے کا بیان

جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حمل کی حالت میں ہو اور اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے اور مرد دعویٰ کر دے میں نے تو اس عورت کے ساتھ صحبت ہی نہیں کی ہے' تو مرد کو رجوع کا اختیار ہوگا' کیونکہ جب حمل کا ظہور اتنے عرصے میں ہو کہ اسے شوہر سے منسوب کیا جا سکے تو وہ اسی شوہر کا شمار ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے''۔ یہ معاملہ اس مرد کے صحبت کرنے کی دلیل بھی بن جائے گا۔ اسی طرح بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا' تو وہ مرد وطی کرنے والا شمار ہوگا' لہٰذا جب وطی ثابت ہو جائے' تو ملکیت مستحکم ہو جائے گی۔ ملکیت میں جو بھی طلاق دی جائے گی اس کے بعد رجوع کی گنجائش ہوگی۔ اور شریعت کی تکذیب کی دلیل سے شوہر کا بیان غلط قرار دیا جائے گا۔ کیا یہ بات طے شدہ نہیں ہے: وطی سے ''احصان'' ثابت ہو جاتا ہے' تو رجوع کرنے کا صحیح ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مسئلے کی صورت یہ ہے: مرد کے طلاق دینے سے پہلے خاتون نے بچے کو جنم دیا ہو' کیونکہ اگر طلاق دینے کے بعد بچے کی پیدائش ہوئی' تو بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عورت کی عدت ختم ہو جائے گی' اور رجوع کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

اگر شوہر نے بیوی کے ساتھ خلوت کی' دروازہ بند کر دیا' یا پردہ لٹکا دیا' اور پھر یہ کہہ دیا: میں نے اس کے ساتھ صحبت نہیں کی اور پھر عورت کو طلاق دیدی تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ نکاح کی ملکیت وطی کرنے سے مؤکد ہوتی ہے' لیکن شوہر نے صحبت نہ کرنے کا اقرار کر لیا ہے' تو اس کی ذات کے بارے میں تصدیق کی جائے گی' کیونکہ رجوع کرنے کا حق بنیادی طور پر مرد کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اسے جھٹلایا نہیں جائے گا۔ جبکہ اس عورت کے مہر کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ اس کے طے شدہ مہر کا تعلق اس وقت ہوتا ہے جب عورت خود کو مرد کے سپرد کر دے اس میں مرد کا تمتع کرنا شرط نہیں ہے۔ اس کے برخلاف پہلی صورت کا حق مختلف ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

بَاب الْأَقْرَاءِ .

یہ باب اقراء کے بیان میں ہے

3555 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ

3555-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض و من قال : تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 280) . واخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 211)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاقراء (الحديث 356) . و الحديث عند ابي داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض و من قال- تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 281)، و باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 286) و النسائي في الطهارة ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 34800)، و باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 360) . .

اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ اَبِیْ حُبَیْشٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ اِلَیْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِیْ اِذَا اَتَاكِ قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّیْ فَاِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَلْتَطَهَّرِیْ - قَالَ - ثُمَّ صَلِّیْ مَا بَیْنَ الْقُرْءِ اِلَى الْقُرْءِ" ۔

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں' سیدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اوران کے سامنے خون خارج ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ ایک رگ کا خون ہے' تم اس بات کا جائزہ لیتی رہو' جب تمہیں حیض آ جائے' تو تم اس وقت نماز ادا نہ کرنا' پھر جب تمہارا حیض گزر جائے' تو تم پاک ہو جاؤ گی' پھر تم ایک حیض سے دوسرے حیض (تک کے درمیانی عرصے میں) نماز ادا کرتی رہو۔

حیض کا لغوی اور اصطلاحی معنی کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: جو خون رحم سے وقت مخصوص میں وصف مخصوص کے ساتھ خارج ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: لغت میں حیض کا معنی ہے: سیلان (بہنا) جب کوئی وادی بہنے لگے تو کہتے ہیں: حاض الوادی اوقات مخصوص میں خون بہنے کی وجہ سے اس خون کو حیض کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں حیض اس صفت شرعیہ کو کہتے ہیں جو ان کاموں کے کرنے سے مانع ہو جن کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط ہے مثلاً نماز پڑھنا قرآن مجید کو چھونا روزہ رکھنا مسجد میں داخل ہونا اور عمل زوجیت کرنا۔

علامہ حصکفی نے حیض کی یہ تعریف کی ہے: وہ خون جو بالغہ کے رحم سے بغیر وقت ولادت کے خارج ہو۔ رحم کی قید سے استحاضہ خارج ہو گیا کیونکہ یہ خون ایک رگ سے خارج ہوتا ہے اور یہ افعال مذکورہ سے مانع نہیں ہے رحم اس ظرف کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے یعنی بچہ دانی اور بغیر وقت ولادت کی قید سے نفاس خارج ہو گیا (نفاس بھی افعال مذکورہ سے مانع ہے) ولادت کے بعد عورت کے رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں:

حیض کا سبب یہ ہے کہ حضرت حواء نے شجر ممنوع کھالیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حیض میں مبتلا کر دیا امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر اس کو مقدر کر دیا ہے حیض کا رکن یہ ہے کہ خون رحم سے نکل کر فرج داخل کے باہر آ جائے اگر وہ خون فرج داخل ہی میں رہے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (المفردات ص مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

ایام حیض کے تعین میں مذاہب ائمہ کا بیان

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے اور عموماً حیض چھ یا سات دن ہوتا ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم از کم طہر (پاکیزگی کے ایام) کی مدت پندرہ دن ہے۔

(الدر المختار علی رد المختار ج ۱ ص ۱۸۹۔ ۱۸۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ دردمالکی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

(روضۃ الطالبین ج ۱ص ۲۲۸۔۲۲۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ (المغنی ج ۱ص ۱۸۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

(درمختار علی حاشش ردالمحتار ج ۱ص ۱۸۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

فقہاء احناف کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں: امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کنواری اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا دس دن کے بعد نکلنے والا خون استحاضہ ہے۔ حائضہ ایام حیض کے بعد کی نمازوں کی قضا کرے۔ حیض میں سرخی مائل سیاہ گاڑھا کون ہوتا ہے اور استحاضہ میں زرد رنگ کا پتلا خون ہوتا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ص ۲۱۹ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دارقطنی نے ان احادیث کی سند کو ضعیف کہا ہے لیکن تعدادِ اسانید کی وجہ سے یہ احادیث حسن لغیرہ ہوگئیں اور ان سے استدلال صحیح ہے نیز ان احادیث کی تقویت حسب ذیل آثار سے ہوتی ہے:

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ وکیع نے کہا: حیض تین سے دس دن تک ہے اس کے علاوہ استحاضہ ہے۔

(سنن دارقطنی ج ۱ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے بھی یہ اثر بیان کیا اور سفیان کا بھی یہی قول نقل کیا ہے

(سنن دارقطنی ج ۱ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ متعدد اسانید کے ساتھ چھ صحابہ سے منقول ہے کہ حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دن ہے۔

(ردالمحتار ج ۱ص ۱۸۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: امام ابن عدی نے کامل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن سے کم حیض نہیں ہوتا اور دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوتا۔ (فتح القدیر ج ۱ص ۱۴۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

امام ابن جوزی نے علل متناہیہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ (العلل المتناہیہ مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد ۱۴۰۱ھ)

حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان

حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: (۱) حالت حیض میں طہارت (پاکیزگی) کے حصول کیلیے وضو کرنا منع ہے منافی کے لیے غسل کرنا جائز ہے جیسے دوران حج بدن صاف کرنے کے لیے غسل کرتے ہیں اسی طرح جن وضائف کے پڑھنے کی اس کی عادت ہو مثلا تکبیر تہلیل درود شریف ان کے لیے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ فقہاء نے کہا ہے کہ حائضہ کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے اتنی دیر جائے نماز پر بیٹھ کر وظیفہ پڑھتی رہے جتنی دیر میں وہ نماز پڑھتی تھی تا کہ اس کی نماز کی عادت قائم رہے اس عمل سے اس کو بہترین نماز پڑھنے کا اجر ملے گا۔

(۲) حیض کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے خواہ کسی قسم کی نماز ہو یا سجدہ شکر ہو حالت حیض میں جو نمازیں ہو گئیں ان کی قضا نہیں ہے۔

(۳) حائضہ کا اعتکاف کرنا منع ہے اور اگر دوران اعتکاف اس کو حیض آ گیا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۴) حالت حیض میں طواف صدر (وداع) ممنوع ہے۔

(۵) حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔

(۶) حیض آنے سے لڑکی بالغہ ہو جاتی ہے۔

(۷) عدت پوری ہونے کا تعلق بھی حیض سے ہے آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہے۔

(۸) استبراء کا تعلق بھی حیض سے ہے جب مال غنیمت سے کوئی باندی ملے یا کسی باندی کو خریدے تو ایک حیض تک اس سے وطی نہ کرے ایک حیض گزر جانے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کے رحم میں استقرار نطفہ ہے یا نہیں۔

(۹) حیض منقطع ہونے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

(۱۰) رمضان کے روزہ کے کفارہ اور قتل کے کفارے میں مسلسل روزے رکھے جاتے ہیں اگر ان روزوں کے درمیان حائضہ کو حیض آ گیا تو اس کا تسلسل نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۱) حائضہ عورت پر روزہ رکھنا منع ہے لیکن وہ ان فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گی اس نے نفل روزہ شروع کیا اور پھر حیض آ گیا تو اس کی قضا کرے گی۔

(۱۲) حائضہ عورت کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

(۱۳) حائضہ کے لیے کعبہ کا طواف کرنا منع ہے۔

(۱۴) حائضہ کی ناف سے گھٹنے تک اس کے شوہر کا قریب ہونا منع ہے۔

(۱۵) تلاوت قرآن کے قصد سے قرآن پڑھنا منع ہے البتہ دعا کے قصد سے سورۃ فاتحہ یا کسی اور آیت کو پڑھنا یا تبرک کے قصد سے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے۔

(۱۶) قرآن مجید کو چھونا منع ہے خواہ وہ متصل یا منفصل غلاف میں ہو۔

(۱۷) اللہ کا ذکر کرنا تسبیح کرنا قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے اسی طرح عیدگاہ میں جانا جائز ہے۔

(۱۸) ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے بعد کھانا پینا جائز ہے اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر جنبی کے لیے کھانا مکروہ ہے حائضہ کے لیے مکروہ نہیں ہے۔

(۱۹) جب اکثر مدت پوری ہونیکے بعد حیض منقطع ہو (یعنی دس دن کے بعد) تو شوہر کا اس کے ساتھ بغیر اس کے غسل کے وطی کرنا جائز ہے اور غسل کے بعد وطی کرنا مستحب ہے۔

(۲۰) اگر کم مدت گزرنے کے بعد اس کا حیض منقطع ہوا تو حائضہ وضو کرے اور آخری وقت میں نماز پڑھ لے۔

(۲۱) اگر حائض کے ایام مقرر ہیں اور اس سے کم وقت میں حیض منقطع ہو گیا تو اس کے شوہر کے لیے اس سے مباشرت جائز نہیں ہے البتہ وہ احتیاط نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

(۲۲) اگر حیض کم مدت میں منقطع ہو گیا تو شوہر کا اس سے اس وقت تک وطی کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ غسل نہ کرے۔

(۲۳) اگر حیض منقطع ہونے کے بعد حائضہ نے نماز کا اتنا وقت پالیا جس میں تکبیر تحریمہ پڑھی جاسکتی ہے تو اس پر وہ نماز فرض ہوگئی اور اس کی قضا کرے گی۔

(۲۴) جو شخص حائضہ عورت سے حلال سمجھ کر مباشرت کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

(۲۵) مدت حیض سے کم یا مدت حیض کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اس کا حکم اس طرح ہے جس طرح کسی معذور شخص کی ناک سے ہمیشہ خون جاری ہو تو اس سے نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا اسی طرح مستحاضہ سے بھی نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا۔ اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نماز کے ایک وقت میں وضو کرے یہ وضو اس پورے وقت میں شرعاً قائم رہے گا بشرطیکہ کسی اور وجہ سے وضو نہ ٹوٹے وہ اس وضو سے پورے وقت میں تمام عبادتیں کرسکتی ہے اور وقت ختم ہونے کے بعد اسے دوسرے وقت کے لیے وضو کرنا ہوگا۔

(۲۶) ولادت کے بعد رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ اس کے کم ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اور اکثر نفاس کی حد چالیس دن ہے اور چالیس دن کے بعد جو خون آتا رہے وہ استحاضہ ہے استحاضہ کے دوران وہ نمازیں پڑھے گی اور روزے رکھے گی اور معذور شخص کی طرح وضو کرے گی۔

(۲۷) نفاس کا خون نکلنے سے عدت پوری ہو جاتی ہے خواہ وہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات ہو۔

(۲۸) حیض اور نفاس میں مبتلا دونوں عورتیں ان ایام میں نماز نہیں پڑھیں گی اور ان پر ان ایام کی قضا نہیں ہے البتہ ان ایام میں اگر رمضان کے روزے آگئے تو روزے نہیں رکھیں گی بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں گی۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۰۔ ۱۸۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

باب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ہو جانے کے بعد رجوع کرنے کی اجازت منسوخ ہے

3556 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا) وَقَالَ (وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ) الْآيَةَ وَقَالَ (يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ) فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا) وَذَلِكَ بِأَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَنَسَخَ ذَلِكَ وَقَالَ (الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں' یا جسے بھلا دیتے ہیں' ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں' یا اس کی مانند لے آتے ہیں''۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت کو تبدیل کر دیتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے' اس چیز کے بارے میں' جو وہ نازل کرتا ہے''۔

اور ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے' اُس کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' قرآن میں سب سے پہلے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی' ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ اس چیز کو چھپا دیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس کی وجہ یہ ہے' پہلے کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تھا تو وہ اس سے رجوع

3556-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2195) مختصراً، والحديث عند ابي داؤد في الطلاق، باب في نسخ ما استثني من عدة المطلقات (الحديث 2282)، و النسائي في الطلاق، ما استثني من عدة المطلقات (الحديث 3499) تحفة الاشراف (6253)

کرنے کا حق رکھتا تھا اگر چہ اس نے اس عورت کو تین طلاقیں دی ہوں پھر قرآن نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور ارشاد باری تعالی ہے:

"طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے پھر معروف طریقے سے روکنا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے"۔

شرح

امام رازی نے الطلاق مرتان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (آیت) الطلاق مرتن فامساك بمعروف اوتسريح باحسان (البقرہ ۲۲۹)

ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله ۔ (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور وخوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر واستقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکروہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتوی پر عمل کرنے کے لیے دربدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عددی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قانون دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔

نسخ کی تحقیق کا بیان

یہود مسلمانوں سے حسد اور بغض رکھتے اور ان پر اعتراض کرنے اور دین اسلام میں طعن کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا قبلہ بدلا اور مسلمان مسجد اقصیٰ کے بجائے مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو یہود نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے اصحاب کو پہلے ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اس سے منع کر دیتے ہیں سو یہ قرآن ان ہی کا بنایا ہوا ہے اس لیے اس کے احکام متضاد ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ہم جس آیت کو منسوخ یا محو کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں۔

نسخ کے دو معنی کا بیان

لغت میں نسخ کے دو معنی ہیں ایک معنی لکھنا اور نقل کرنا اس اعتبار سے تمام قرآن منسوخ ہے یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت کی طرف نقل کیا گیا ہے قرآن مجید میں نسخ کا لفظ لکھنے اور نقل کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے:

(آیت) انا کنا نستنسخ بما کنتم تعملون ۔ (الجاثیہ:۲۹)

ترجمہ: بیشک ہم لکھتے رہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

نسخ کا دوسرا معنی ہے: کسی چیز کو باطل اور زائل کرنا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) کسی چیز کو زائل کر کے دوسری چیز کو اس کے قائم مقام کر دیا جائے جیسے عرب کہتے ہیں کہ بڑھاپے نے جوانی کو منسوخ کر دیا یعنی جوانی کے بعد بڑھاپا آ گیا اور زیر بحث آیت میں ہے: ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے دلیل شرعی سے کسی حکم شرعی کو زائل کرنا۔

(ب) کسی چیز کا قائم مقام کیے بغیر اس کو زائل کر دیا جائے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس کو محو کر دیتے ہیں یعنی ہم تمہارے ذہنوں اور دلوں سے اس آیت کو نکال دیتے ہیں پس وہ آیت یاد آتی ہے نہ اس کو پڑھا جاتا ہے اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں امام طیالسی اور امام سعید بن منصور نے امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن الانباری نے مصاحف میں امام دارقطنی نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح سند کے ساتھ امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام الضیاء نے المختارۃ میں زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سورۃ احزاب میں کتنی آیات پڑھتے ہو؟ میں نے تہتر آیات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ سورۃ احزاب سورۃ بقرہ کے برابر یا اس سے بھی بڑی تھی اور ہم نے اس میں یہ آیت پڑھی تھی کہ جب بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو رجم کر دو یہ اللہ کی طرف سے عبرت والی سزا ہے اور اللہ عزیز اور حکیم ہے پھر ان میں سے جو آیتیں محو کر دی گئیں وہ محو کر دی گئیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سورۃ احزاب پڑھی تھی مجھے اس کی ستر آیتیں بھلادی گئی ہیں جن کو اب میں نہیں پاتا۔

امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ امام ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورۃ احزاب میں دوسو آیتیں پڑھی جاتی تھیں اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو لکھا تو وہ صرف اتنی آیات لکھنے پر قادر ہوئے جواب ہیں۔ (در منثور ج ۵ ص ۱۸۰۔ ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

نسخ اور بداء کے فرق کا بیان

یہود نے نسخ کا انکار کیا ہے اور ان کے خلاف یہ دلیل ہے کہ تورات میں مذکور ہے کہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی شریعت میں خون کے سوا ہر چیز حلال تھی پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے بہت سے حیوان حرام کر دیئے اور حضرت آدم (علیہ السلام) کی شریعت میں بہن کا بھائی سے نکاح جائز تھا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں اللہ نے اس کو حرام کر دیا اور پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا اور پہلے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ بچھڑے کی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور ستر ہزار اسرائیلیوں کے قتل کے بعد اس حکم کو منسوخ کر دیا اور یہ بداء نہیں ہے بلکہ ایک عبارت سے دوسری عبارت کی طرف اور ایک حکم سے دوسرے کی طرف منتقل کرنا ہے اور اس میں کوئی مصلحت ہوتی ہے اور کسی حکم کا اظہار ہوتا ہے بداء اس وقت ہوتا جب حکم دینے والے کو اس حکم کے انجام کا علم نہ ہوتا اور جس کو اپنے حکم کے نتیجہ کا علم ہو اور وہ مصلحت کے تبدیل ہونے سے اپنے احکام تبدیل کرتا ہو وہ بداء نہیں ہوتا جیسے ماہر ڈاکٹر کو مریض کے احوال کا علم ہوتا ہے اور وہ نسخہ بدل بدل کر دوائیں لکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام اور خطابات تبدیل ہوتے ہیں اور علم اور ارادہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔

یہود نے نسخ اور بداء کو ایک چیز قرار دیا اسی وجہ سے انہوں نے بداء کو ناجائز کہا نحاس نے کہا: نسخ اور بداء میں فرق یہ ہے کہ نسخ میں عبارت کے ایک حکم کو دوسرے حکم سے بدل دیا جاتا ہے مثلاً پہلے کوئی چیز حلال تھی پھر اس کو حرام کر دیا یا اس کے برعکس اور بداء اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرے پھر اس کو ترک کر دے مثلاً ایک شخص کہے: فلاں آدمی کے پاس جاؤ پھر اس کو خیال آئے کہ اس کے پاس نہ جانا بہتر ہے تو وہ اپنے اس قول سے رجوع کر کے کہے: وہاں مت جاؤ اور یہ انسانوں کو عارض ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم ناتمام ہے اور مآل کار کو محیط نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے: اس سال فلاں چیز کو کاشت کرو پھر اس کو خیال آئے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور کہے: یہ کاشت نہ کرو تو یہ بداء ہے اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس کے حق میں یہ متصور نہیں ہے۔

علماء شیعہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بداء کے قائل ہیں شیخ کلینی روایت کرتے ہیں ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے اس آیت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت کے متعلق فرمایا: اللہ اسی چیز کو مٹاتا ہے جو ثابت تھی اور اسی چیز کو ثابت کرتا ہے جو نہیں تھی۔

(الاصول من الکافی ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

شیخ طباطبائی اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: بداء ان اوصاف میں سے ہے جن کے ساتھ ہمارے افعال اختیاریہ متصف ہوتے ہیں کیونکہ ہم کسی مصلحت کے علم کی وجہ سے کسی فعل کو اختیار کرتے ہیں پھر ہمیں کسی اور مصلحت کا علم ہوتا ہے جو پہلی مصلحت

کے خلاف ہوتی ہے پھر ہم پہلے ارادہ کے خلاف ارادہ کرتے ہیں کیونکہ جو چیز ہم سے پہلے مخفی تھی وہ اب ظاہر ہوئی ہے اور اسی کو بداء کہتے ہیں کیونکہ بداء کا معنی ظہور کے خلاف ہے، (الی قولہ) یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام موجودات اور حوادث کا واقع کے مطابق علم ہے اور اس علم میں مطلقا بداء نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک علم وہ ہے جو اشیاء کے مبادی اس کے مقتضیات اور شرائط اور اس کے موانع کے عدم کے ساتھ متعلق ہے (مثلاً فلاں چیز ہو اور فلاں نہ ہو تو فلاں چیز ہوگی جیسے بارش ہو اور سیلاب نہ آئے تو فصل اچھی ہوگی) اور اس علم میں یہ ممکن ہے کہ جس چیز کا ہونا اللہ کے نزدیک ظاہر تھا وہ کسی شرط کے عدم یا کسی مانع کے وجود کی وجہ سے نہ ہو اور پھر اللہ کو معلوم ہو کہ وہ چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا (آیت) یمحوا اللہ مایشاء ویثبت اس سے یہی مراد ہے۔

(حاشیہ الاصول من الکافی ج ا ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

شیخ طباطبائی نے علم کی جو دوسری قسم بیان کی ہے وہ مخلوق کا علم تو ہوسکتا ہے خالق اور عالم الغیب کی شان کو پہلے علم نہ ہو اور اس پر یہ چیز بعد میں ظاہر ہو اور بداء کہلائے اور اس آیت سے مراد تقدیر معلق ہے مثلاً کسی شخص کی عمر چالیس سال لکھ دی پھر اس نے کوئی نیکی کی یا کسی نے دعا کی تو اس کی عمر بڑھا کر پچاس سال کردی اور چالیس سال کو مٹا دیا اور اگر نیکی نہیں کی یا کسی نے دعا نہیں کی تو چالیس سال کو برقرار رکھا لیکن یہ اس کا علم نہیں ہے اس کو لوح محفوظ میں اس لیے لکھا ہے کہ نیکی اور دعا کی فضیلت ظاہر ہو۔

خبر کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف کا بیان

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اخبار میں نسخ واقع ہوتا ہے یا نہیں جمہور کا موقف ہے کہ نسخ صرف اوامر اور نواہی (احکام) کے ساتھ مخصوص ہے خبر منسوخ نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی خبر دی ہے اگر وہ منسوخ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس کا منسوخ ہونا جائز ہے اور اس کی مثال یہ آیت ہے:

(آیت) ومن ثمرت النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا (النحل:۶۷)

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے بعض پھل ہیں جن سے تم سکر اور اچھا رزق بناتے ہو۔

سکر کا ایک معنی ہے: سرکہ اور میٹھا مشروب اور سکر کا دوسرا معنی ہے: نشہ آور مشروب اگر اس کا معنی سرکہ یا میٹھا مشروب ہو تو پھر اس کا نسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ابن جبیر نخعی شعبی اور ابو ثور کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نشہ آور مشروب اور خمر ہے اور یہ آیت مکی ہے اور خمر (انگور کی شراب) کے حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے یہ آیت اس حکم شرعی کو متضمن ہے کہ خمر حلال ہے اور سورۃ مائدہ میں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی خمر کو حرام کر دیا گیا۔ بہر حال اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس پر نسخ وارد ہوسکتا ہے۔

نسخ اور تخصیص کے فرق کا بیان

جب عام میں تخصیص کی جاتی ہے تو اس تخصیص پر بھی نسخ کا گمان کیا جاتا ہے حالانکہ تخصیص نسخ نہیں ہے کیونکہ نسخ کی تعریف ہے: دلیل شرعی سے کسی حکم شرعی کا اٹھا دینا اور تخصیص کی تعریف ہے: عام کو اس کے بعض افراد میں منحصر کر دینا ہر چند کہ دونوں کی

تعریفیں الگ الگ ہیں لیکن ان دونوں میں قوی مشابہت ہے کیونکہ نسخ میں حکم کو بعض زمانہ کے ساتھ خاص کر دیا جاتا ہے اور تخصیص میں بعض افراد سے حکم کو ساقط کر دیا جاتا ہے اس کے باوجود ان دونوں میں حسب ذیل وجوہ سے فرق ہے:

(۱) تخصیص کے بعد عام مجاز ہے کیونکہ عام کے لفظ کو کل افراد کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کا قرینہ مخصص ہے اور یہ مجاز کی علامت ہے اور جو نص منسوخ ہوگی وہ اسی طرح حقیقت ہے اور وہ اپنے مدلول کے لحاظ سے تمام زمانوں کو شامل ہے البتہ ناسخ نے اس پر دلالت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں وقت تک اس حکم پر عمل کرانے کا ارادہ کیا ہے۔

(۲) تخصیص سے جو افراد خارج ہو گئے وہ لفظ عام سے مراد نہیں ہوتے اور جو حکم منسوخ ہو گیا وہ اس لفظ سے مراد ہوتا ہے۔

(۳) جو نص منسوخ ہو جائے اس سے استدلال کرنا باطل ہے اور تخصیص کے بعد بھی عام اپنے باقی ماندہ افراد میں حجت ہوتا ہے۔

(۴) نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور تخصیص حس اور عقل سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ھود (علیہ السلام) نے قوم عاد سے فرمایا:

(آیت) بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم . تدمر كل شيء بامر ربها . (الاحقاف: ۲۵-۲۴)

ترجمہ: بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کو تم نے جلدی طلب کیا ہے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر دے گی۔

ہر چیز کے عموم میں زمین اور آسمان بھی شامل ہیں اور حس ان کی مخصص ہے کیونکہ اس آندھی سے زمین اور آسمان برباد نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدہد نے بلقیس کے متعلق بیان کیا:

(آیت) واوتيت من كل شيء ولها عرش عظيم . (النمل: ۲۳)

ترجمہ: اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔

ظاہر ہے کہ بلقیس کے پاس ہر چیز نہیں تھی اور حس اس کی مخصص ہے کہ اس کے پاس حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور اس کے دربار نہیں تھے اور موجودہ دور کی ایجادات بلقیس کے پاس نہیں تھیں۔

(آیت) ان الله على كل شيء قدير . (البقرہ: ۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے عموم کی عقل مخصص ہے کیونکہ واجب اور محال اللہ کی قدرت میں نہیں ہیں یعنی اپنا شریک بنانا اور اپنے آپ کو معدوم کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہیں۔

(۵) جمہور کے نزدیک خبر میں نسخ نہیں ہوتا اور تخصیص خبر میں بھی ہوتی ہے۔

نسخ اور تقیید کے فرق کا بیان

بعض عبارات میں کسی خبر کو مطلق بیان کیا جاتا ہے اور بعض دوسری عبارات میں اس خبر کی تقیید بیان کر دی جاتی ہے اس تقیید کو

بھی بعض علماء نسخ گمان کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ اطلاق اور تقیید کے باب سے ہے نسخ نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) اجیب دعوة الداع اذا دعان : (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

بہ ظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مطلق ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو ہر حال میں قبول فرماتا ہے لیکن ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کے قبول کرنے کو اپنی مشیت کے ساتھ مقید کر دیا ہے:

(آیت) بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیه ان شآء : (الانعام:۴۱)

ترجمہ: بلکہ تم اسی سے دعا کرو تو وہ اگر چاہے تو اس مصیبت کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اس سے دعا کرتے ہو۔

عرف اور تعامل کا بدلنا نسخ نہیں ہے:

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ احکام شرعیہ میں نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور فقہاء کا جو یہ قاعدہ ہے کہ زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں اور تعامل اور عرف کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں اس کو نسخ نہیں کہتے یہ مجتہدین کا اختلاف ہے مثلاً متقدمین تعلیم قرآن امام اذان خطبہ اور تدریس کی اجرت کو ناجائز کہتے تھے لیکن متاخرین نے اس کو جائز کہا اسی طرح مفقود الخبر کے متعلق متقدمین پہلے امام اعظم کے قول پر یہ کہتے تھے کہ اس کی بیوی نوے سال تک انتظار کرے پھر اس کو مردہ قرار دے کر اس کی بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دی جائے گی لیکن متاخرین فقہاء احناف امام مالک کے قول پر اس کو صرف چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس طرح پہلے صاع وغیرہ کے اعتبار سے خرید و فروخت ہوتی تھی اب کلوگرام کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات منسوخہ کی تعداد میں اختلاف کا منشاء

بعض متقدمین علماء نے نسخ کا بہت عام معنی مراد لیا اور مطلقاً ازالہ کو نسخ قرار دیا ان کے نزدیک کسی تلاوت کا ازالہ بھی نسخ ہے اور کسی حکم شرعی کا بدل جانا بھی نسخ ہے عام کی تخصیص بھی نسخ ہے استثناء بھی نسخ ہے مطلق کی تقیید بھی نسخ ہے کسی آیت میں بیان کیے گئے وصف کا ازالہ بھی نسخ ہے اس لیے ان کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی اور محققین علماء نے یہ کہا کہ نسخ صرف دلیل شرعی سے حکم شرعی کے زائل کرنے کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کسی حکم کو بیان کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں وہ حکم کسی مصلحت کی وجہ سے کسی خاص وقت کے لیے ہوتا ہے لیکن چونکہ اس حکم کے ساتھ اس مدت کو بیان نہیں کیا جاتا اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حکم دائمی ہے اور جب اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو زائل کر دیتے ہیں تو اس پہلے حکم کو منسوخ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس ناسخ کے ذریعہ اللہ یا اس کا رسول اس پہلے حکم کی مدت بیان فرماتے ہیں کہ جس حکم کو تم دائمی سمجھ رہے تھے وہ در اصل اس مدت تک کے لیے تھا۔

بَابُ الرَّجْعَةِ

یہ باب رجوع کرنے کے بیان میں ہے

3557 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ وَهِیَ حَائِضٌ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهُ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ - يَعْنِیْ - فَاِنْ شَآءَ فَلْيُطَلِّقْهَا". قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَاحْتَسَبْتَ مِنْهَا فَقَالَ مَا يَمْنَعُهَا اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہو کہ اس عورت سے رجوع کر لے' پھر جب وہ پاک ہو جائے' تو اگر وہ چاہے' تو اسے طلاق دیدے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کون سی چیز رکاوٹ ہوئی تھی' تمہارا کیا خیال ہے' کیا وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

حق رجوع کے ختم ہونے والے وقت کا بیان

اور جب (عدت گزارنے والی عورت) کے تیسرے حیض کا خون دس دن کے بعد بند ہو جائے' تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔ اگرچہ عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔ اگر حیض کا خون دس دن سے پہلے بند ہو جائے' تو جب تک وہ خاتون غسل نہ کرے' یا ایک نماز کا وقت پورا نہ گزر جائے' تو اس وقت تک شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہو گا اس کی دلیل یہ ہے: شرعی طور پر دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہو سکتا اس لئے خون کے منقطع ہونے کے ساتھ ہی حیض ختم شمار ہو جائے گا' اور عدت پوری ہو جائے گی' اور رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔

لیکن اگر دس دن سے پہلے ہی حیض کی آمد رک جائے' تو رجوع کا حق باقی رہے گا' کیونکہ ہو سکتا ہے دوبارہ خون جاری ہو جائے اس کے منقطع ہونے کا یقین ہونا ضروری ہو گا اور یہ یقین اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جب غسل کر لیا جائے یا اس عورت کو پاک عورتوں کے حکم میں شامل کر لیا جائے' جیسے ایک نماز کا وقت گزر جائے۔ اس کے برخلاف جب بیوی اہل کتاب ہو' تو اس کے حق میں مزید کسی علامت کی توقع نہیں ہے' لہٰذا اس بارے میں صرف خون کے منقطع ہونے پر اکتفاء کیا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک رجوع کا حق اسی وقت منقطع ہو جائے گا جب عورت تیمم کر کے کوئی بھی (نفل) نماز ادا کر لے اور نماز پڑھنے کی قید استحسان کے طور پر لگائی گئی ہے۔ جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے یہ بات بیان کی ہے: عورت کے تیمم کرنے

3557-تقدم (الحديث 3933) .

کے ساتھ ہی یہ حق ختم ہو جائے گا' اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے' کیونکہ جب پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا مطلق طہارت شمار ہوتا ہے' یہاں تک کہ جو احکام غسل کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں وہ تمام احکام تیمم کے ذریعے ثابت ہو جاتے ہیں تو تیمم غسل کی مانند ہو گا۔

شیخین نے یہ بات بیان کی ہے: تیمم درحقیقت انسان کو پاک نہیں کرتا ہے' بلکہ آلودہ کر دیتا ہے اور اس کو صرف ضرورت کے پیش نظر طہارت قرار دیا گیا ہے تاکہ فرائض میں اضافہ نہ ہوتا رہے' اس کی ضرورت نماز کی ادائیگی کے وقت پیش آتی ہے۔ نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے پیش نہیں آتی۔ اس طرح دیگر جن امور کے لئے تیمم کا حکم دیا گیا ہے وہ بھی نماز کے کا اقتضاء ہونے کی دلیل سے ضرورت کے تحت ثابت ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے: شیخین کے نزدیک نماز شروع کرنے کے ساتھ ہی رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا' اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے' نماز سے فارغ ہونے کے بعد منقطع ہو گا' تاکہ نماز کے جواز کا حکم پختہ ہو سکے۔ (ایسی صورت میں) جب عورت غسل کر لے اور اس دوران جسم کا کوئی ایسا حصہ بھول جائے جس تک پانی نہ پہنچا ہو' تو اگر وہ حصہ پورے ایک عضو کے برابر ہو' یا اس سے زیادہ ہو' تو رجوع کرنے کا حق منقطع نہیں ہو گا' لیکن اگر اس سے کم نہ ہو' تو شوہر کے رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

مصنف فرماتے ہیں: یہ مسئلہ بھی استحسان کے طور پر ہے' ورنہ قیاس کا تقاضا یہ ہے: کامل عضو رہ جانے کی صورت میں شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے' کیونکہ وہ عورت اکثر جسم کو دھو چکی ہے۔ اس طرح اگر ایک عضو سے کم حصہ سوکھا رہ گیا تھا' تو بھی قیاس کا تقاضا یہی ہے' رجوع کا حکم باقی رہے' کیونکہ جنابت اور حیض کے حکم کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ استحسان کی دلیل یہ ہے: ایک عضو سے کم حصہ خشک رہ جائے گا' تو یہ کہا جائے گا' شاید یہ حصہ اپنے تھوڑے حجم کی دلیل سے پہلے خشک ہو گیا ہو اس لئے پانی نہ پہنچنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا ہے' اس لئے ہم نے یہ فیصلہ دیا' اس صورت میں رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا' دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہو گا تاکہ دونوں باتوں میں احتیاط پر عمل کیا جا سکے' لیکن مکمل عضو کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ مکمل عضو اس طرح سے جلد خشک نہیں ہوتا اور نہ ہی غسل کے دوران عام طور پر مکمل عضو کے بارے میں غفلت اختیار کی جاتی ہے' لہٰذا دونوں مسائل الگ حیثیت کے حامل ہوں گے۔

امام ابو یوسف نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کلی کرنے کا یا ناک میں پانی ڈالنے کا عمل چھوٹ جائے' تو اس کا مطلب یہ ہے: پورا عضو چھوٹ گیا۔ ان سے دوسری روایت یہ ہے: جس کے امام محمد علیہ الرحمہ بھی قائل ہیں: یہ ایک مکمل عضو سے کم شمار ہوں گے۔ اس کی دلیل یہ ہے: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے' جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب دس ۱۰ دن رات سے کم میں منقطع ہوا اور نہ نہائی نہ نماز کا وقت ختم ہوا بلکہ تیمم کر لیا تو رجعت منقطع نہ ہوئی ہاں اگر اس تیمم سے پوری نماز پڑھ لی تو اب رجعت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ نماز نفل ہو اور اگر ابھی نماز پوری نہیں ہوئی ہے، بلکہ شروع کی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر تیمم کر کے قرآن مجید پڑھا یا مصحف شریف چھوا یا مسجد میں گئی تو

رجعت ختم نہ ہوئی۔(فتح القدیر، کتاب طلاق)

غسل کیا اور کوئی جگہ ایک عضو سے کم مثلاً بازو یا کلائی کا کچھ حصہ یا دو ایک انگلی بھول گئی جہاں پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں شک ہے تو رجعت ختم ہوگئی مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت کر سکتی ہے کہ اُس جگہ کو دھولے یا نماز کا وقت گزر جائے اور اگر یقین ہے کہ وہاں پانی نہیں پہنچا ہے یا قصداً اُس جگہ کو چھوڑ دیا تو رجعت ہو سکتی ہے اور اگر پورا عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں بھولی تو رجعت ہو سکتی ہے، کُلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ملکر ایک عضو ہیں اور ہر ایک ایک عضو سے کم ہے۔(ردمحتار، کتاب طلاق)

حق رجوع کے اختتام میں مذاہب اربعہ

رجعی طلاق دینے والے کے لئے رجوع کا موقع کس وقت تک ہے؟ اس میں بھی فقہاء کے درمیان سے مراد تین حیض تین طہر؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرء سے مراد حیض ہے اور امام احمد بن حنبل کا معتبر مذہب بھی یہی ہے۔ یہ دلیل چاروں خلفاء راشدین، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ابی بن کعب، معاذ بن ، ابوالدرداء، عبادہ بن صامت اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے مؤطا میں شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 13 صحابیوں سے ملے ہیں، اور ان سب کی دلیل یہی تھی۔ اور یہی بکثرت تابعین نے بھی اختیار کی ہے۔

اس اختلاف کی بنا شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے، اور مرد کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر طلاق حیض کی حالت میں دی گئی ہو، اس حیض کا شمار عدت میں نہ ہوگا، بلکہ چوتھے حیض میں داخل ہونے پر عدت ختم ہوگی۔(مغنی المحتاج، حاشیہ الدسوقی)

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر تیسرے حیض میں دس دن گزرنے پر خون بند ہو تو عورت کی عدت ختم نہ ہوگی جب تک عورت غسل نہ کرے، یا ایک نماز کا پورا وقت نہ گزر جائے۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب عورت تیمم کر کے نماز پڑھ لے اس وقت مرد کا حق رجوع ختم ہوگا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک تیمم کرتے ہی حق رجوع ختم ہو جائے گا (ہدایہ) امام احمد کا معتبر مذہب جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کر لے مرد کا حق رجوع باقی رہے گا۔(الانصاف)

دلیل استحسان کے پیش نظر اکثر کو کل کے قائم مقام کرنے کا بیان

مصنف نے یہاں یہ بات بیان کی ہے: یہ حکم استحسان کے پیش نظر ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا: اگر ایک مکمل عضو بھی دھونے سے رہ گیا تھا تو بھی رجوع کرنے کا حق باقی نہ رہتا کیونکہ عورت نے اپنے جسم کے اکثر حصے کو دھولیا تھا اور اصول یہ ہے: اکثر پہ کل کا اطلاق کیا جاتا ہے اور کثیر کے مقابلے میں قلیل معدوم شمار ہوتا ہے اس لئے جب اکثر جسم دھویا گیا تو یہی حکم ہونا چاہئے کہ پورا جسم دھولیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف قیاس کا تقاضا یہ ہے: اگر ایک عضو سے کم حصہ بھی خشک رہ گیا ہے تو رجوع کا حق باقی ہونا چاہئے

کیونکہ جنابت اور حیض کو اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا تو ایک عضو سے کم حصہ خشک رہنے کی صورت میں جنابت یا حیض کی ناپاکی باقی رہے گی۔

استحسان کی صورت یہ ہے: عام طور پر ایک عضو سے کم حصہ جلد خشک ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ پانی وہاں تک پہنچا ہی نہیں ہے یا پہنچنے کے بعد خشک ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے یہ حکم دیا ہے: اس صورت میں یعنی ایک مکمل عضو سے کم حصہ خشک رہ گیا تھا، تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا تاہم عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں ہوگی۔ وہ مکمل غسل کرنے سے پہلے دوسری شادی کرلے جب تک وہ اس خشک حصے کو دھو کر غسل مکمل نہیں کر لیتی یہ حکم احتیاط کے پیش نظر ہے۔

لیکن مکمل عضو خشک رہ جانے کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ عام طور پر نہ تو وہ مکمل طور پر جلدی خشک ہوتا ہے' اور نہ ہی آدمی عام طور پر اسے دھونے سے غافل ہوتا ہے اس لئے ان دونوں کے درمیان فرق ہوگا۔ یہاں ایک سوال سامنے آتا ہے کہ اگر وہ عورت غسل کرنے کے دوران پورا جسم دھو لیتی ہے' لیکن کلی نہیں کرتی اور ناک میں پانی نہیں ڈالتی تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اگر مذکورہ بالا عورت غسل کرتے ہوئے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کر دے اور باقی پورے جسم کو دھو لے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار باقی ہوگا۔ امام ابو یوسف سے دوسری روایت یہ منقول ہے، اور امام محمد علیہ الرحمہ بھی اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو سے کم حصے کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اس صورت میں غسل مکمل ہو جاتا ہے۔ مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے' جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ انہیں دھونے کی فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

3558 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَاَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالُوْا اِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى فَاِذَا طَهُرَتْ فَاِنْ شَآءَ طَلَّقَهَا وَاِنْ شَآءَ اَمْسَكَهَا فَاِنَّهُ الطَّلَاقُ الَّذِىْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ". قَالَ تَعَالٰى (فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ).

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: لوگوں نے یہ بات بتائی ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی' وہ عورت اس وقت حائضہ تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کرلے جب تک کہ اسے اگلی مرتبہ حیض نہیں آ جاتا' جب وہ پاک ہو جائے گی' تو اگر چاہے' تو اسے طلاق دیدے اور اگر چاہے' تو اسے اپنے پاس رکھے' یہ وہ طلاق ہے' جس کے

3558- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (8506) .

بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تو تم ان لوگوں کو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو''۔

3559 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَيَقُوْلُ اَمَّا اِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَيْنِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا وَاَمَّا اِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللّٰهَ فِيْمَا اَمَرَكَ بِهٖ مِنْ طَلَاقِ امْرَاَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَاَتُكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اُس وقت طلاق دیتا ہے' جب وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو انہوں نے فرمایا: اگر تو اس شخص نے اُسے ایک طلاق دی ہے یا دو طلاقیں دی ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس سے رجوع کر لے' اور پھر اسے اپنے پاس رکھے' یہاں تک کہ اس عورت کو اگلی مرتبہ حیض آ جائے' پھر اس کے بعد وہ پاک ہو جائے' پھر اگر وہ چاہے' تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے' لیکن اگر مرد اسے تین طلاقیں دے چکا ہو' تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے' اس چیز کے بارے میں' جس کے بارے میں اس نے تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے اور تمہاری بیوی تم سے الگ ہو جائے گی۔

3560 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى - مَرْوَزِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاجَعَهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تو انہوں نے اس خاتون سے رجوع کر لیا۔

3561 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُسْاَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ حَائِضًا فَقَالَ اَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ .

قَالَ فَاِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ حَائِضًا فَاَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُرَاجِعَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ . وَلَمْ اَسْمَعْهُ يَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا .

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ان سے

3559-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 3) مطولاً . تحفة الاشراف (7544) .

3560-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6758) .

-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 13) مطولاً تحفة الاشراف (7101) .

یہ شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو) یہ ہدایت کی کہ وہ اس عورت سے رجوع کرلے یہاں تک کہ وہ عورت پاک ہو جائے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اپنے استاد کو اس سے زیادہ الفاظ نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

3562 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ عَمْرٌو اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا . وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

☆☆ سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رجوع کرلیا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

رجعت کی لغوی واصطلاحی تعریف وحکم کا بیان

رجعت کے لغوی معنی: لوٹانا اصطلاحی معنی: پہلے سے قائم نکاح (جو طلاق کی دلیل سے ختم ہو رہا ہے) پھر سے برقرار رکھنا ہے۔

طلاق کی تین قسموں میں سے رجعت صرف طلاق رجعی ہی میں ہوا کرتی ہے اور طلاق رجعی میں بھی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی رجعت کرنے کا حق ہوتا ہے، اس کے بعد رجعت نہیں کرسکتا، رجعت کے لیے عورت کا رضا مند ہونا یا اس کے علم میں لاکر رجعت کرنا ضروری نہیں۔

رجعت کے دو طریقے ہیں۔ (۱) قولی، (۲) فعلی

(۱) رجعت کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے صاف صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے تم کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا اور اس پر دو گواہ بنائے (یہ رجعت کا بہتر طریقہ ہے) یا رجعت کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کرے جو دو معنی رکھتے ہوں (۱) حقیقی معنی (۲) مجازی معنی جس سے رجعت مراد لی جائے جیسے تو میرے نزدیک ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی، البتہ ان الفاظ میں رجعت کی نیت کرنے سے رجعت ہوگی ورنہ نہیں (ان دونوں صورتوں کو رجعت قولی کہتے ہیں)۔

(۲) رجعت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عورت کے ساتھ ایسے افعال کیے جائیں جو صرف بیوی کیساتھ کیے جاتے

3562 اخرجه ابو داود في الطلاق، باب في المراجعة (الحديث 2283) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب حدثنا سويد بن سعيد (الحديث 2016)، تحفة الاشراف (10493) .

ہیں: اس کو شہوت سے چھولے یا بوسہ لیلے یا صحبت کرلیوغیرہ، اس کیلئے گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

رجوع وعدم رجوع کی صورت میں اقسام طلاق

اسی طرح حضرات فقہاء نے قرآن وسنت کی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے وقوع کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں کی ہیں۔ یعنی عدت گزر جانے کے بعد عورت اور مرد کی حیثیت کیا رہے گی۔ گویا کہ طلاق کی یہ تین قسمیں وقوع طلاق کے بعد اس کے اثرات اور ان کے نتائج کو ظاہر کرتی ہیں۔

(۱) طلاق رجعی

وہ طلاق کہلاتی ہے جس کے بعد عورت کی عدت کے اندر مرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عورت سے رجوع کرلے۔ لیکن مرد کو یہ اختیار صرف ایک یا دو طلاقوں تک رہتا ہے۔

طلاق رجعی کا حکم

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ عدت گزرنے تک وہ نکاح میں رہے گی اس لیے عدت کے اندر شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے، چھوسکتا ہے اور صحبت وغیرہ کرسکتا ہے مگر ایسا کرنے سے رجعت ہو جائے گی اور وہ رجعت نہ کرنا چاہے تو ان ساری چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ عدت میں اچھا زیب و زینت اور خوب بناؤ سنگھار کرتی رہے کہ ہوسکتا ہے مرد کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے اور رجعت کرلے، عدت گزر گئی اور مرد نے رجعت نہیں کی تو وہ نکاح سے نکل جائے گی اور اب وہ اس کے لیے اجنبیہ کا حکم رکھے گی اور عدت کے بعد بغیر نکاح کے مرد اس کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔

(۲) طلاق بائن یا بائنہ صغری

اگر عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی دے کر عدت کے اندر اس سے رجوع نہیں کیا تو عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائن یعنی جدا ہو جاتی ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے اجنبی کی حیثیت اختیار کر گئے۔۔۔ لیکن اگر عدت گزرنے کے بعد۔۔ یا ایک عرصہ گزرنے کے بعد وہ دونوں باہمی رضامندی نکاح کرنا چاہیں تو ان کا دوبارہ سے نکاح نئے ایجاب وقبول اور نئے حق مہر کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اسی دلیل سے اس طلاق کو بائنہ صغری یعنی چھوٹی جدائی والی بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق بائن کا حکم

طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اب شوہر کے لیے وہ اجنبیہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس کو دیکھنا غیر ضروری بات کرنا، چھونا اور جماع وغیرہ سب ممنوع ہوگا البتہ اس میں یہ گنجائش ہوگی کہ اگر وہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہو تو ازسرِ نو نکاح کرنا ہوگا، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد۔

(۳) طلاق مغلظہ

وہ ہے جس میں تین طلاقیں تین طہروں میں متواتر دے دی جائیں۔ یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دی جائیں۔ یا ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دی جائیں۔۔ ایسی عورت طلاق دینے والے مرد پر فوری طور پر اس وقت تک حرام ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ اس طلاق دینے والے شوہر کی عدت گزار کر دوسرے کسی شخص سے نکاح کر کے اس کے ساتھ جماع نہ کر لے۔ اور پھر وہ دوسرا شوہر خود ہی کسی دلیل سے اس کو طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کی طلاق کی یا وفات کی عدت پوری کرنے کے بعد اگر دونوں میاں بیوی چاہیں تو نئے ایجاب وقبول اور نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔۔ چونکہ اس طلاق میں بیوی کی جدائی سابقہ شوہر سے زیادہ ہو جاتی ہے اور عموما خواتین واپس پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرتی ہیں اس لئے اس طلاق کو بائنہ کبری بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق مغلظہ کا حکم

طلاق مغلظہ کا حکم یہ ہے کہ وہ فورا اس کے نکاح سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی اور عدت کے اندر بھی وہ اجنبیہ ہی کی طرح ہوگی اور وہ اس کو پھر سے اپنی زدلیل بنانا چاہتا ہو تو نہیں بنا سکتا البتہ اتنی گنجائش ہوگی کہ اس عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس کا نکاح کسی اور مرد سے ہو جائے اور ان دونوں میں صحبت بھی ہو جائے پھر شوہر ثانی کسی دلیل سے اسے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کی عدت گزارے تو اب شوہر اول اسے اپنی زدلیل نکاح کے ذریعہ بنا سکتا ہے لیکن اس عورت کی نیت عقد ثانی کے وقت حلالہ کی ہو تو وہ اور شوہر ثانی دونوں گناہ گار ہونگے۔ مذکورہ احادیث میں حلالہ کرنے والے مرد اور عورت دونوں پر لعنت فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں گنہگار ہیں۔

حق طلاق مرد کے پاس ہونے کی حکمتوں کا بیان

سوال: یہاں ایک سوال عموما بعض ناواقف حضرات کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے کہ۔ جی طلاق تو مرد نے دی اور سزا عورت کو دی جارہی ہے؟

جواب: اسلام بیان کردہ مذکورہ نظام طلاق اور اسلام کی دیگر معاشرتی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اگر اس کا جائزہ لیا جائے ہر انصاف پسند شخص پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اصل میں یہ سزا عورت کو نہیں مرد کو دی گئی ہے۔۔

کیونکہ اللہ تعالی نے اس کو بیوی جیسی نعمت عطا کی تھی اور اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا فریضہ مرد کو سونپا گیا تھا۔ اور اگر حالات کے ناموافق ہونے کی دلیل سے اس کو طلاق دینی ہی تھی تو وہ راستہ اختیار کرتا جو کہ طلاق کی پہلی دو قسموں یعنی طلاق رجعی اور طلاق بائن میں اس کو دکھایا گیا ہے۔۔ اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔۔۔ لیکن اس نے اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کیا اور طلاق مغلظہ دے کر اپنی بیوی کو ہمیشہ ہمیشہ اپنے سے جدا کر لیا۔۔ اب دونوں ایک دوسرے کے لئے دو اجنبیوں کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔۔

اور آپ تھوڑا سا تصور کریں اس اسلامی معاشرہ کا جس میں نکاح ثانی کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا، جس میں طلاق شدہ اور بیوہ خواتین سے نکاح کوئی برائی نہیں سمجھا جاتا۔۔ جس میں بیوہ اور طلاق شدہ عورت کو دوسری، تیسری چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں۔الخ شادی کرنے پر طعنے دینا یا اس کو برا سمجھنا معیوب اور گناہ سمجھا جاتا ہے۔اس اسلامی معاشرہ میں کیا وہ عورت جس کو اس کے سابقہ شوہر نے حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے طلاق بدعت، یا طلاق مغلظہ دے کر اس کو خود سے جدا کر دیا۔ وہ واپس اس سابقہ شوہر کے عقد میں جانا پسند کرے گی۔۔اور اگر چلی بھی جاتی ہے تو یقیناً وہ یہ دیکھ کر جائے گی کہ اب اس کا مرتبہ و مقام شوہر کی نظر میں پہلے سے بہتر ہوگا۔ تب ہی تو اس نے دوبارہ عقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی رہ چکی ہے۔۔۔اور اگر وہ سمجھتی ہو کہ سابقہ شوہر کے پاس دوبارہ جانا اس کے لئے مفید نہیں ہے۔تو اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔۔اس کو اسی طرح اپنا نکاح سابقہ شوہر سے کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل ہے جس طرح اس کے کنوارا ہونے کے وقت اس کو حاصل تھا۔۔مگر آج کے دور میں جو ہم عورت کو مجبور پاتے ہیں اس میں قصور اسلام کے نظام طلاق کا نہیں ہمارے اس غیر اسلامی معاشرے کا ہے۔۔اسلام، اس کے قوانین اور احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل اور بھرپور پیکج ہیں۔ اس کے تمام لازمات کو ہمارا معاشرہ پورا کرے گا تو پھر اس کے ثمرات ہمیں میسر آئیں گے۔۔ایسا نہیں کہ اس پیکج میں سے جو ہمیں پسند ہے وہ ہم لے لیں اور جو پسند نہیں اس کو یا تو ترک کر دیں۔۔یا اس میں پیوند کاری شروع کر دیں۔اور پھر امید اور توقع یہ رکھیں کہ اللہ کے بیان کردہ تمام ثمرات بھی ہمیں میسر آئیں۔۔یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ثمرات تب ہی میسر ہوں گے جب ہم اس پیکج کو عملی طور پر دل و جان سے اپنائیں گے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت کا دوسرے شوہر سے شادی کرنے کے لازمی ہونے کو جس طرح نشانہ بنایا جاتا ہے اس کی دلیل اسلام کے نظام طلاق سے عدم واقفیت، ہمارے اس غیر اسلام معاشرے کے رسوم و رواج اور ہماری جہالت کی خرابی ہے۔اس میں اسلامی نظام طلاق کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

رجعی طلاق دینے کے بعد شوہر کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو وہ عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت اس بات پر راضی ہو یا نہ ہو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم انہیں معروف طریقے سے روک لو'' اور یہ فرمان مطلق طور پر ذکر ہوا ہے۔اس کے لیے عدت کا قیام ضروری بھی ہے' کیونکہ رجعت کا مطلب یہ ہے ملکیت کو برقرار رکھا جائے۔کیا آپ نے غور نہیں کیا: قرآن میں اس رجوع کرنے کے لئے لفظ امساک (استعمال ہوا ہے) اور امساک کا معنی باقی رکھنا ہے اور یہ برقرار رکھنا عدت میں ہی ممکن ہو سکتا ہے' کیونکہ عدت گزر جانے کے بعد نکاح کی ملکیت باقی نہیں رہے گی۔

رجوع کے حکم کا شرعی ثبوت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور وہ حالت حیض

میں تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا۔ یعنی حضرت عبداللہ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یہ طلاق دینا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حضرت عبداللہ سے کہو کہ وہ اپنی بیوی کی جانب رجوع کر لیں۔ پھر وہ ان کو روکے رکھیں۔ یہاں تک کہ وہ حالت حیض سے پاک ہو جائیں۔ پھر جس وقت اس کو دوسرا حیض آ جائے اور وہ اس سے پاک ہو جائیں تو جب اگر عبداللہ کا دل چاہے تو اس کو رکھ لیں یا طلاق دے دیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس دوسرے حیض کے بعد بھی ان کے پاس نہ جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی عدت ہے اور خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1328)

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زہری سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ عدت پر طلاق کس طرح سے واقع ہوتی ہے؟ یعنی خداوند قدوس نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے معنی کیا ہوئے اور عدت کے دوران طلاق دینا کس طریقہ سے ہوتا ہے؟ حضرت زہری نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ سے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق دی اور وہ خاتون اس وقت حالت حیض میں تھیں۔ پھر میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ بات سنی تو ان کو غصہ آ گیا اور وہ فرمانے لگے عبداللہ کو اس واسطے رجوع کرنا مناسب ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ طلاق سے رجوع کر لیں اور عورت کو پاک ہونے دینا چاہیے پھر اگر اس کو طلاق دینا بہتر ہوا تو عورت کو طلاق دینا چاہیے۔ وہ اس عورت کو پاکی کی حالت میں ہم بستری کرے بغیر طلاق دے دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہی معنی ہیں آیت کریمہ کے یہی معنی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے رجوع کیا اور اس طلاق کو حساب میں لگایا یعنی میں نے جو طلاق دی تھی اس کا میں نے حساب لگایا۔ اس لیے کہ وہ طلاق اگرچہ سنت کے خلاف تھی اور حرام تھی لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی۔

(سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1329)

تیسرے حیض کے ساتھ ہی سقوط رجوع کے حق میں فقہی مذاہب

اس مسئلہ میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر نہا نہ لے، اس وقت تک طلاق بائن نہ ہوگی اور شوہر کو رُجوع کا حق باقی رہے گا۔ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری، ابنِ مسعود اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی دلیل ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی کو قبول کیا ہے۔ بخلاف اِس کے دُوسری جماعت کہتی ہے کہ عورت کو تیسری بار حیض آتے ہی شوہر کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ دلیل حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ حکم صرف اس صُورت سے متعلق ہے، جس میں شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں۔ تین طلاقیں دینے کی صُورت میں شوہر کو حقِ رُجوع نہیں ہے۔

حکم رجوع کا خطاب مردوں کے لئے ہے

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دی ہو یا دو رجعی طلاقیں دی ہوں اور پھر وہ اس عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہے تو اسے اس بات کا حق حاصل ہوگا' وہ اس عورت کے ساتھ رجوع کر لے خواہ عورت اس رجوع کے لئے رضامند ہو یا رضامند نہ ہو۔ مصنف نے اپنے مؤقف کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا ہے۔ ''تو تم ان کو مناسب طریقے سے روک لو''

اس حکم کا مخاطب مرد ہیں' اور اس میں عورت کی رضامندی یا عدم رضامندی کی کوئی قید ذکر نہیں کی گئی ہے تاہم اس کے لئے یہ ضروری ہے' یہ عمل یعنی رجوع کرنا صرف عورت کی عدت کے دوران ہو سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی ملکیت کو برقرار رکھ رہا ہے۔ کیا آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا؟ اس عمل کو امساک (روکنا) کا نام دیا گیا ہے' جس کا مطلب کسی چیز کو باقی رکھنا اور یہ برقرار رکھنا صرف عدت کے دوران پایا جا سکتا ہے' کیونکہ جب عدت ختم ہو جائے گی' تو شوہر کی ملکیت باقی نہیں رہے گی' تو اسے رجوع کرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہوگا۔

رجوع کے طریقے کا فقہی بیان

اور رجوع اس طرح ہو سکتا ہے' شوہر بیوی سے مخاطب ہو کر یہ کہے: میں نے تم سے رجوع کر لیا' یا یہ کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ رجوع کرنے کے بارے میں یہ الفاظ صریح ہیں اور ان کے بارے میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شوہر عورت کے ساتھ صحبت کرے' یا اس کا بوسہ لے' شہوت کے ساتھ اسے چھو لے یا اس کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھ لے تو ان تمام صورتوں میں ہمارے نزدیک (رجوع شمار ہوگا) امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ شخص بولنے کی قدرت رکھتا ہو' تو الفاظ ادا کیے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے (امام شافعی کے نزدیک) رجوع کرنا' نئے سرے سے نکاح کرنے کی مانند ہے (یہاں تک کہ عدت کے دوران رجوع کیے بغیر) بیوی کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے۔ ہمارے نزدیک رجوع کا مطلب نکاح کو برقرار رکھنا ہے' جیسا کہ ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں اور آئندہ بھی اس کی وضاحت کریں گے۔ مرد کا فعل بھی اس کے نکاح کے قائم رکھنے کے اسی طرح دلیل بن سکتا ہے جیسے اختیار ساقط کرنے کے لئے بن سکتا ہے۔

اور فعل کا رجوع کرنے کی دلیل ہونا ایسے افعال کے ذریعے ثابت ہوگا جو نکاح کے ساتھ مخصوص ہوں اور وہ افعال وہی ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ بطور خاص آزاد عورت کے حق میں۔ اس کے برخلاف اس طرح سے چھونا اور اس طرح سے دیکھنا جو شہوت کے بغیر ہو (اس کا حکم مختلف ہے) کیونکہ شہوت کے بغیر دیکھ لینا' یا چھو لینا نکاح کے بغیر بھی جائز ہوتا ہے' جیسے دایہ اور طبیب وغیرہ کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور شرمگاہ کے علاوہ' نگاہ ڈالنے کے بارے میں تو اس بات کا امکان زیادہ ہے' جو ایک ہی جگہ رہنے والے لوگوں کے درمیان پایا جا سکتا ہے۔ عدت کے دوران شوہر بیوی کے ساتھ ہی رہے گا' لہٰذا فرج کے علاوہ دیگر اعضاء کی طرف دیکھنے کو اگر رجعت قرار دیا جائے' تو (تو یہ عملی طور پر ممکن نہیں) اس لئے پھر اسے طلاق دینا پڑے گی' اور اس عورت کی عدت

خواہ مخواہ طویل ہوتی چلی جائے گی۔ (ہدایہ اولین کتاب طلاق، لاہور)

طریقہ رجوع میں مذاہب اربعہ

رجوع کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح نہیں ہوتا؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان یہ امر متفق علیہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی ہو وہ عدت ختم ہونے سے پہلے جب چاہے رجوع کرسکتا ہے، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ قرآن مجید (سورہ بقرہ، آیت 228) میں فرمایا گیا ہے وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں واپس لے لینے کے پوری طرح حق دار ہیں" اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے تک ان کی زوجیت برقرار رہتی ہے اور وہ انہیں قطعی طور پر چھوڑ دینے سے پہلے واپس لے سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر رجوع کوئی تجدید نکاح نہیں ہے کہ اس کے لئے عورت کی رضا ضروری ہو۔ شافعیہ کے نزدیک رجوع صرف قول ہی سے ہوسکتا ہے، عمل سے نہیں ہوسکتا۔ اگر آدمی زبان سے یہ نہ کہے کہ میں نے رجوع کیا تو مباشرت یا اختلاط کا کوئی فعل خواہ رجوع کی نیت ہی سے کیا گیا ہو، رجوع قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس صورت میں عورت سے ہر قسم سے کا استمتاع حرام ہے چاہے وہ بلا شہوت ہی ہو۔ لیکن مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ علماء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔ البتہ جو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اسے تعزیز دی جائے گی۔ مزید براں آدمی رجوع بالقول کرے یا نہ کرے (مغنی المحتاج، کتاب طلاق)

مالکیہ کہتے ہیں کہ رجوع قول اور فعل، دونوں سے ہوسکتا ہے۔ اگر رجوع بالقول میں آدمی صریح الفاظ استعمال کرے تو خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، رجوع ہو جائے گا، بلکہ اگر وہ مذاق کے طور پر بھی رجوع قرار دیے جائیں گے جبکہ وہ رجوع کی نیت سے کہے گئے ہوں۔ رہا رجوع بالفعل تو کوئی فعل خواہ وہ اختلاط ہو، یا مباشرت، اس وقت تک رجوع قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ وہ رجوع کی نیت سے نہ کیا گیا ہو (حاشیہ الدسوقی۔ احکام القرآن لابن العربی)

حنیفہ اور حنابلہ کا مسلک رجوع بالقول کے معاملہ میں وہی جو مالکیہ کا ہے۔ رہا رجوع بالفعل، تو مالکیہ کے برعکس ان دونوں مذاہب کا فتوی یہ ہے کہ شوہر اگر عدت کے اندر مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کرلے تو وہ آپ سے آپ رجوع ہے، خواہ وہ مباشرت سے کم کسی درجے کا ہو، اور حنابلہ محض اختلاط کو رجوع نہیں مانتے (ہدایہ، فتح القدیر، عمدۃ القاری، الانصاف)

چھونے سے اثبات رجوع میں فقہی مذاہب ثلاثہ

قول کے ساتھ رجوع اس طرح ہوگا کہ: خاوند کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا، یا پھر اسے رکھ لیا، یا اسے اپنی عصمت میں واپس لے لیا، یا بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہے: میں نے تجھ سے رجوع کرلیا، یا تجھے رکھ لیا، یا تجھے واپس کرلیا۔ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ رجوع ثابت ہو جائیگا۔ اور الفاظ کے قائم مقام کتابت یعنی لکھائی اور اسی طرح بولنے سے عاجز شخص کا اشارہ بھی یہی معنی دیگا۔ رہا فعل کے ساتھ رجوع کرنا تو یہ جماع کے ساتھ ہوگا اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ یہ جماع رجوع کے مقصد سے ہو۔

شیخ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر خاوند نے بیوی کو طلاق رجعی دے دی ہو یا تو اس کی عدت ختم ہو چکی ہوگی تو اس صورت میں اس کے لیے نئے نکاح کے ساتھ ہی حلال ہوگی جس میں پوری شروط نکاح موجود ہوں۔ یا پھر وہ ابھی عدت میں ہی ہو اگر بیوی سے وطء اور جماع کرنے کا مقصد بیوی سے رجوع ہو تو بیوی سے رجوع ہو جائیگا اور یہ وطء بھی مباح ہوگی۔ لیکن اگر وہ اس سے رجوع کا ارادہ نہیں رکھتا تو ایک مذہب کے مطابق یہ رجو ہو جائیگا، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس سے رجوع نہیں ہوگا۔ اس بنا پر یہ وطی حرام ہوگی۔ (الارشادالی معرفۃ الاحکام)

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس لیے صرف خاوند کا آپ کو چھونا آپ سے رجوع نہیں کہلائیگا۔ جمہور علماء کرام جن میں امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد شامل ہیں کا یہ کہنا ہے کہ: صرف شہوت کے ساتھ چھونے سے رجوع حاصل نہیں ہو جائیگا، لیکن امام مالک علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ اگر شہوت کے ساتھ چھونے سے اس کا مقصد رجوع کرنا ہو تو رجوع کی نیت سے شہوت کے ساتھ چھونا رجوع کہلائیگا، اس لیے جب آپ کا خاوند یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے رجوع کی نیت نہیں کی تو پھر اس سے رجوع حاصل نہیں ہوا۔ (المغنی (7/404)

فعلی رجوع میں مذاہب اربعہ

فعل کے ساتھ بیوی سے رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً: جماع اور اس کی ابتدائی اشیاء یعنی بیوی سے بوس وکنار کرنا، اس میں علماء کے چار قول ہیں:

پہلا قول: احناف کہتے ہیں کہ جماع کرنے اور شہوت سے بوس وکنار کرنے سے کے ساتھ رجوع ہو جائیگا چاہے درمیان میں حائل بھی ہو لیکن شہوت کی حرارت ہونی چاہیے، انہوں نے اس سب کو رجوع پر محمول کیا ہے، گویا کہ وہ اپنی وطء اور جماع سے اس سے رجوع کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔

دوسرا قول: مالکیہ کے ہاں جماع اور اس کے مقدمات سے رجوع ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند اس میں رجوع کی نیت کرے، اس لیے اگر اس نے رجوع کی نیت سے بیوی کا بوسہ لیا یا اسے شہوت سے چھو لیا یا جماع والی جگہ کو شہوت سے دیکھا یا اس سے وطء اور جماع کیا لیکن اس میں رجوع کی نیت نہ تھی تو ان اشیاء سے رجوع صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

تیسرا قول۔ شافعی حضرات کہتے ہیں کہ رجوع صرف قول کے ساتھ ہی صحیح ہوگا، مطلقاً فعل کے ساتھ رجوع صحیح نہیں، چاہے وطء ہو یا اس کے مقدمات اور چاہے فعل میں اس نے رجوع کی نیت بھی کی ہو یا نیت نہ ہو۔

چوتھا قول: حنابلہ کہتے ہیں کہ وطیء کے ساتھ رجوع صحیح ہے چاہے خاوند نے بیوی سے رجوع کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو، لیکن وطء کے مقدمات سے صحیح مذہب میں رجوع ثابت نہیں ہوگا

(. تبیین الحقائق (2/251) حاشیۃ ابن عابدین (3/399) الخرشی علی خلیل (4/81) حاشیۃ البجیرمی (4/41) الانصاف (9/156) مطالب اولی النھی (5/480.)

جو فعل سبب حرمت مصاہرت وہی سبب رجعت قاعدہ فقہیہ

علامہ محمد امین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونھ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یونہی اُسے برہنہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (ردمحتار، کتاب طلاق، باب رجعت)

رجوع کے لئے گواہی کے استحباب کا بیان

یہ مستحب ہے' رجوع کرنے کے لئے دو گواہ قائم کر لئے جائیں' اگر گواہ موجود نہ ہوں' تو عورت سے رجوع کرنا صحیح شمار ہوگا۔ امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اور امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک گواہوں کے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور تم اپنے میں سے دو عادل گواہوں کو گواہ بناؤ''۔ ہماری دلیل یہ ہے: نص مطلق ہے' اور گواہ بنانے کی قید کے بغیر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب نکاح کو باقی رکھنا ہے اور باقی رکھنے میں گواہی شرط نہیں ہوتی۔ بالکل اس طرح جیسے ایلاء میں رجوع کرنے میں یہ شرط نہیں ہے۔ البتہ احتیاط کے پیش نظر ایسا کرنا مستحب ہے تاکہ اس بارے میں باہمی طور پر کوئی اختلاف نہ رہے۔

امام شافعی نے جس آیت کو تلاوت کیا ہے وہ استحباب پر محمول ہوگی۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا اسے علیحدگی کے ساتھ ملا دیا ہے اور اس میں ایسا کرنا مستحب ہے' لہٰذا یہ بات مستحب ہوگی کہ وہ اس بارے میں عورت کو بتا دے تاکہ کسی معصیت کا شکار نہ ہو۔ جب عدت ختم ہو جائے اور شوہر یہ کہے: میں نے عدت کے دوران ہی عورت سے رجوع کر لیا تھا اور عورت بھی اس بات کی تصدیق کر دے' تو یہ بات رجوع شمار ہوگی۔ اگر عورت مرد کی اس بات کو جھوٹ قرار دے' تو اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا' کیونکہ شوہر نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جس کو وہ فوری طور پر موجود کرنے کا مالک نہیں ہے' لہٰذا اس بارے میں متہم شمار ہوگا۔ البتہ عورت نے اس کی تصدیق کر دی ہو تو یہ تہمت ختم ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کے لیے قسم اٹھانا واجب نہیں ہے' اور قسم لینے کا یہ مسئلہ چھ باتوں سے متعلق ہوتا ہے' جس کا ذکر ہم کتاب نکاح میں کر چکے ہیں۔ (ہدایہ، کتاب طلاق، لاہور)

رجعت کے مسنون طریقے کا فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی

طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب طلاق)

رجعت کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب اربعہ

اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے۔ احناف کے نزدیک رجعت کی گواہی مستحب ہے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ (الطلاق،۲)

تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو۔ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ (کنزالایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ حُسنِ معاشرت و موافقت رہنا چاہو تو رجعت کر لو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر سکنے کی امید نہ ہو تو مہر وغیرہ ان کے حق ادا کر کے ان سے جدائی کر لو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخرِ عدت میں رجعت کر لو، پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدت دراز کر کے پریشانی میں ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کرو یا فرقت اختیار کرو دونوں صورتوں میں دفعِ تہمت اور رفعِ نزاع کیلئے دو مسلمانوں کو گواہ کر لینا مستحب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مقصود اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامتِ حق و تعمیلِ حکمِ الٰہی کے سوا اپنی کوئی فاسد غرض اس میں نہ ہو۔ اس سے استدلال

کیا جاتا ہے کہ کفار شرائع واحکام کے ساتھ مخاطب نہیں۔اور طلاق دے تو طلاقِ سنّی دے اور معتدہ کو ضرر نہ پہنچائے ، نہ اسے مسکن سے نکالے اور حسبِ حکمِ الٰہی مسلمانوں کو گواہ کرلے۔

جس سے وہ دنیا وآخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے شبہاتِ دنیا غمراتِ موت وشدائدِ روزِ قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کرلیں تو ان کی ہر ضرورت وحاجت کیلئے کافی ہے۔

شانِ نزول: عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کرلیا تو عوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کرلیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی وناداری کی شکایت کی ، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتے رہو عوف نے گھر آکر اپنی بی بی سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن غافل ہوگیا تھا اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی ساتھ لے آیا ، عوف نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

طلاق رجعی میں نفقہ وسکنہ کی ذمہ داری میں فقہی مذاہب

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ کو اگر رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر عورت حاملہ ہو، تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کردینے والی بہر حال اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کی نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہوگا۔اس کے بعد اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلقہ مبتوتہ (یعنی جسے قطعی طور پر الگ کردینے والی طلاق دی گئی ہو) سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟

ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے۔یہ رائے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین)، قاضی شُریح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔اسی کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، اور امام سُفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے۔اس کی تائید دارقطنی کی اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المطلقة ثلاثا لها السکنیٰ والنفقة، جس عورت کو تین طلاقیں دی جاچکی ہوں اس کے لیے زمانہ عدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے۔

اس کی مزید تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو حضرت عمر نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک عورت کے قول پر اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ترک نہیں کرسکتے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر

کے علم میں لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہوگی کہ ایسی عورت کے لیے نفقہ اور سکونت کا حق ہے۔ بلکہ ابراہیم نخعی کی ایک روایت میں تو یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول لھا السکنی و النفقۃ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی امام ابوبکر جصاصؒ احکام القرآن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس مسلک کے حق میں پہلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا ہے فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ، ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اس فرمان الٰہی کا اطلاق اس شخص پر بھی تو ہوتا ہے جو دو طلاق پہلے دے کر رجوع کر چکا ہو اور اب اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق باقی ہو۔ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دینے کا جب یہ طریقہ بتایا کہ آدمی یا تو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا ایسی حالت میں طلاق دے جبکہ عورت کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو تو اس میں آپ نے پہلی، دوسری، یا آخری طلاق کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو ہر قسم کی طلاق سے متعلق مانا جائے گا۔ تیسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ خواہ رجعیہ ہو یا مبتوتہ، اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہ دونوں حقوق واجب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کونت اور نفقہ کا وجوب دراصل حمل کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں شرعاً شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور ہیں۔ اب اگر یہی حکم مبتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی سکونت اور اس کا نفقہ مرد کے ذمہ نہ ہو۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔ یہ مسلک سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے، اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ یہ مسلک حسن بصری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ، اور ابوثور کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امامیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تجب سکنی لمعتدۃ طلاقٍ او حاملٍ ولا بائن. ولحائل البائن لا نفقۃ لھا ولا کسوۃ۔ طلاق کی بنا پر جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کے لیے سکونت کا حق واجب ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، مگر بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے۔ اور غیر حاملہ بائنہ کے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ کپڑا۔ اس مسلک کا استدلال ایک تو قرآن مجید کی اس آیت سے ہے کہ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ بات مطلقہ رجعیہ کے حق ہی میں درست ہو سکتی ہے نہ کہ مبتوتہ کے حق میں۔ اس لیے مطلقہ کو گھر میں رکھنے کا حکم بھی رجعیہ ہی کے لیے خاص ہے۔ دوسرا استدلال فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ہے جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

یہ فاطمہ رضی اللہ عنہ بن قیس الفہر یہ اولین مہاجرات میں سے تھیں، بڑی عاقلہ سمجھی جاتی تھیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اصحاب شوریٰ کا اجتماع انہی کے ہاں ہوا تھا۔ یہ پہلے ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ المغیرۃ المخزومی کے نکاح میں تھیں، پھر ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے کر الگ کر دیا، اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت اسامہ بن زید سے کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کو شوہر ابوعمرو پہلے ان کو دو طلاق دے چکے تھے۔ پھر جب حضرت علی کے ساتھ وہ یمن بھیجے گئے تو انہوں نے وہاں سے باقی ماندہ تیسری طلاق بھی ان کو بھیج دی۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ابوعمرو ہی نے اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجا تھا کہ عدت کے زمانے میں ان کو گھر میں رکھیں اور ان کا خرچ برداشت کریں۔ اور بعض میں یہ ہے کہ انہوں نے خود نفقہ وسکونت کے حق کا مطالبہ کیا تھا۔ بہر حال جو صورت بھی ہو، شوہر کے رشتہ داروں نے ان کا حق ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ دعویٰ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ سکونت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انما النفقه و السکنٰی للمراة علی زوجها ما کانت لهٗ علیها رجعة، فاذالم یکن له علیها رجعة فلا نفقة و لا سکنیٰ**۔ عورت کا نفقہ اور اس کی سکونت تو شوہر پر اس صورت میں واجب ہے جب کہ شوہر کو اس پر رجوع کا حق ہو۔ مگر جب رجوع کا حق نہ ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکونت (مسند احمد)

طبرانی اور نسائی نے بھی قریب قریب یہی روایت نقل کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں **فاذا کانت لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره فلا نفقة و لا سکنیٰ**۔ لیکن جب وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک اس کے سوا کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے تو پھر اس کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکونت۔ یہ حکم بیان کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلے ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا اور بعد میں فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو۔

لیکن اس حدیث کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ہے ان کے دلائل یہ ہیں۔

اولاً، ان کو شوہر کے رشتہ داروں کا گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ بہت تیز زبان تھیں اور شوہر کے رشتہ دار ان کی بد مزاجی سے تنگ تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ان خاتون نے اپنی حدیث بیان کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ زبان دراز تھیں، اس لیے ان کو ابن ام مکتوم کے ہاں رکھا گیا (ابوداؤد)۔ دوسری روایت میں سعید بن المسیب کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے زبان درازی کی تھی اس لیے انہیں اس گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا گیا تھا (جصاص)۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں ان کا گھر سے نکلنا دراصل بد مزاجی کی وجہ سے تھا۔ (ابوداؤد)

ثانیاً، ان کی روایت کو حضرت عمر نے اس زمانے میں رد کر دیا تھا جب بکثرت صحابہ موجود تھے اور اس معاملہ کی پوری تحقیقات ہوسکتی تھی۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے فرمایا **لسنا بتاركي اية في كتاب الله و قول رسول الله صلی الله علیه و سلم لقول امراة لعلها اوهمت سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول لها السکنیٰ و لنفقة**۔ ہم کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جسے شاید کچھ وہم ہوا ہے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مطلقہ کے لیے سکونت کا

حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی (جصاص)۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ وہاں شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت اسود نے شعبی کو کنکریاں کھینچ ماریں اور کہا کہ حضرت عمر کے زمانے میں جب فاطمہ کی یہ روایت پیش کی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے رد نہیں کر سکتے، معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کے لیے نفقہ اور سکونت ہے، اللہ کا حکم ہے لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ یہ روایت باختلاف الفاظ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں منقول ہوئی ہے۔

ثالثاً، مروان کے زمانہ حکومت میں، جن مطلقہ مبتوتہ کے متعلق ایک نزاع چل پڑی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس کی روایت پر سخت اعتراضات کیے تھے۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا آپ کو فاطمہ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا فاطمہ کی حدیث کا ذکر نہ کرو تو اچھا ہے (بخاری) بخاری نے دوسری روایت جو نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے، وہ خدا سے ڈرتی نہیں؟ تیسری روایت میں حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا فاطمہ کے لیے یہ حدیث بیان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت عروہ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فاطمہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا وہ دراصل ایک خالی مکان میں تھیں جہاں کوئی مونس نہ تھا اس لیے ان کی سلامتی کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھر بدل دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔

رابعاً، ان خاتون کا نکاح بعد میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، اور محمد بن اسامہ کہتے ہیں کہ جب کبھی فاطمہ اس حدیث کا ذکر کرتیں میرے والد، جو چیز بھی ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر ان پر دے مارتے تھے (جصاص)۔ ظاہر ہے کہ حضرت اسامہ کے علم میں سنت اس کے خلاف نہ ہوتی تو وہ اس حدیث کی روایت پر اتنی ناراضی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

كِتَابُ الْخَيْلِ

یہ کتاب گھوڑوں کے بیان میں ہے

1 - بَابٌ

باب: (بلاعنوان)

3563 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحٍ الْمُرِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوا لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ وَقَالَ "كَذَبُوا الْآنَ الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ وَحَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ وَالْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُوحٰى إِلَيَّ أَنِّي مَقْبُوضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُونِي أَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ الشَّامُ".

☆☆ حضرت سلمہ بن نفیل کندی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کی حیثیت کم کردی ہے اور ہتھیار رکھ دیے ہیں' وہ یہ کہتے ہیں: اب جہاد باقی نہیں رہا اور جنگ کی صورتِ حال ختم ہو چکی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف کیا اور فرمایا:

"لوگوں نے غلط کہا ہے' یہ اب بھی ہے' یہ اب بھی ہے' قتال موجود ہے اور میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر جنگ کرتا رہے گا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دلوں کو گمراہ کر دے گا' اور انہیں ان اقوام کی طرف سے (مالِ غنیمت کے طور پر) رزق دیتا رہے گا' یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ جائے گا' گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی لکھ دی گئی ہے' مجھے وحی کے ذریعے یہ بات بتائی گئی ہے کہ میرا انتقال ہو جائے گا اور تم لوگ میرے بعد مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑنا شروع کر دو گے' اُس وقت اہل ایمان کے لیے محفوظ جگہ شام ہوگی۔"

3563- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4563) .

شرح

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔" (بخاری ومسلم) پیشانی سے مراد "ذات" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں میں ایک خاص قسم کی برکت رکھی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کیا جاتا ہے جس میں دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی ہے۔

حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو اپنی انگلی سے بل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ گھوڑے (وہ جانور ہیں) جن کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر وبھلائی بندھی ہوئی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کے کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس میں دنیا کا مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے اللہ کی راہ میں (کام لینے کے لئے اپنے گھر) گھوڑا باندھا تو اس گھوڑے کی سیری وسیرابی (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ کھایا اور پیا ہے وہ) اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کی ترازو میں تولے جائیں گے۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 980)

اللہ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد میں جانے اور دشمنوں سے لڑائی کے لئے جو گھوڑا اپنے ہاں باندھا ہو اس میں اس کی نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے جس عظیم اجرت وثواب کا وعدہ کیا ہے اس کی طلب گاری کی خاطر ہو۔ "سیری اور سیرابی" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے جانور کا پیٹ بھرتا ہے اور سیراب ہوتا ہے یعنی گھاس، دانہ، پانی وغیرہ لہٰذا یہ ساری چیزیں بھی ثواب ملنے کے اعتبار سے اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی کہ قیامت کے دن یہ چیزیں ثواب کی شکل میں اس کو حاصل ہوں گی اور اس کے میزان اعمال میں تولی جائیں گی۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہونے کا بیان

3564 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - يَعْنِى الْفَزَارِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِى نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِىَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَهِىَ لِرَجُلٍ سَتْرٌ وَهِىَ عَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِىْ هِىَ لَهُ اَجْرٌ فَالَّذِىْ يَحْتَبِسُهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَتَّخِذُهَا لَهُ وَلَا تُغَيِّبُ فِىْ بُطُوْنِهَا شَيْئًا اِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ شَىْءٍ غَيَّبَتْ فِىْ بُطُوْنِهَا اَجْرٌ وَلَوْ عَرَضَتْ لَهُ مَرْجٌ" . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں' یہ ایک

3564-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12790) .

شخص کے لیے اجر ہوتے ہیں' ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتے ہیں اور ایک شخص پر گناہ ہوتے ہیں'
جہاں تک اس گھوڑے کا تعلق ہے، جو اپنے مالک کے لیے اجر ہوتا ہے' تو یہ وہ گھوڑا ہوتا ہے' جسے آدمی اللہ کی راہ میں
ثواب کی اُمید رکھنے کے لیے دیتا ہے' اسے جہاد کے لیے تیار رکھتا ہے' ایسے گھوڑے کے پیٹ میں جو چیز بھی جاتی ہے'
اس کے بدلے میں اس شخص کو اجر ملتا ہے' اگر اس کے سامنے چراگاہ آجائے"۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3565 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَيْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِىْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَّلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا" . وَفِيْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ "وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ تُسْقٰى كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهٗ اَجْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ" . وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَمِيْرِ فَقَالَ "لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ)" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"گھوڑا ایک شخص کے لیے اجر ہوتا ہے' ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتا ہے اور ایک شخص کے لیے گناہ ہوتا ہے' جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس کے لیے یہ اجر ہوتا ہے' تو یہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اُسے باندھتا ہے اور چراگاہ میں اس کی رسّی کھلی چھوڑ دیتا ہے' (راوی کو شک ہے' شاید یہاں لفظ) باغ استعمال ہوتا ہے' تو اپنی اس رسّی کے ساتھ وہ اس چراگاہ میں یا اس باغ میں جہاں تک جاتا ہے' تو یہ اُس شخص کے لیے نیکیاں ہوتی ہیں اور اگر وہ اپنی رسّی تڑوا لیتا ہے اور ایک ٹیلے پر یا دو ٹیلوں پر چڑھ جاتا ہے' تو اس کے قدموں کے نشان (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) اس کی لید بھی اس شخص کے لیے نیکیاں شمار ہوتی ہیں' اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس

3565-اخرجه البخاري في المساقاة، باب شرب الناس و سقي الدواب من الانهار (الحديث 2371)، و في الجهاد، باب الخيل لثلاثة (الحديث 2860)، و في المناقب، باب ـ 28 ـ (الحديث 3646)، و في التفسير، باب قوله (فمن يعمل مثقال ذرة خيرًا يره) (الحديث 4962)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 7356) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 24 و 25) مطولًا . و الحديث عند: البخاري في التفسير، باب (ومن يعمل مثقال ذرة شرًا يره) (الحديث 4963). تحفة الاشراف (12316) .

میں سے کچھ پی لیتا ہے حالانکہ مالک نے اُسے پلانے کا ارادہ نہیں کیا‘ تو یہ چیز بھی اس شخص کے لیے نیکی شمار ہوتی ہے‘ تو یہ گھوڑا اس شخص کے لیے اجر ہے‘ ایک شخص وہ ہے‘ جو گھوڑے کو اس لیے باندھتا ہے کہ خوشحال رہے اور لوگوں سے مانگنے سے بچا رہے‘ وہ اس کی گردن اور اس کی پشت کے بارے میں‘ اللہ تعالیٰ کے حق کو بھولتا نہیں ہے‘ تو یہ اس کے لیے رکاوٹ ہے‘ اور ایک وہ شخص ہے‘ جو گھوڑے کو فخر اور ریاکاری اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے باندھتا ہے‘ تو یہ اس کے لیے گناہ ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ سے گدھے کے بارے میں دریافت کیا گیا‘ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں مجھ پر کوئی باقاعدہ آیت نازل نہیں ہوئی‘ البتہ صرف یہ ایک آیت ہے‘ جو اس کو بھی جامع ہے:

”جو شخص ذرّے کے برابر نیکی کرے گا‘ وہ اس کا اجر دیکھے گا اور جو شخص ذرے کے برابر بُرائی کرے گا‘ وہ اس کا بدلہ دیکھ لے گا“۔

باب حُبِّ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑے سے محبت کرنے میں ہے

3566 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بعد‘ سب سے زیادہ گھوڑوں سے محبت تھی۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی توجیہ

ص:۳۲ میں ہے: (حضرت سلیمان نے کہا:) بے شک میں نے خیر (نیک مال) کی محبت اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے اختیار کی ہے۔ اس آیت میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے‘ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۶۴۴‘ سنن الترمذی رقم الحدیث:۱۶۹۴‘ سنن النسائی رقم الحدیث:۳۵۷۲‘ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۲۷۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھی دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۶۴۵‘ سنن النسائی رقم الحدیث:۳۵۷۱‘ صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۸۷۴) حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے اور گھوڑوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہوتا ہے اس لیے میں

3566-انفرد به النسائي . وسياتي في عشرة النساء، باب حب النساء (الحديث 3951) . و هو في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 3) . تحفة الاشراف (1221) .

گھوڑوں سے محبت رکھتا ہوں۔ حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی ص: ۳۲-۳۳ میں ہے: متوفی ۶۶۸ ھ لکھتے ہیں: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ایک گول میدان تھا جس میں وہ گھوڑوں کا مقابلہ کرایا کرتے تھے، حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے دور نکل کر ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ سورج غائب ہو گیا اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، کیونکہ اس آیت میں پہلے سورج کا ذکر نہیں ہے کہ اس کی طرف ضمیر لوٹائی جائے، البتہ گھوڑوں کا ذکر ہے، اس لیے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے غائب اور اوجھل ہو گئے اور نحاس نے یہ ذکر کیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے پاس مال غنیمت سے حاصل شدہ گھوڑے لائے گئے تاکہ وہ ان کا معائنہ کریں، حضرت سلیمان (علیہ السلام) اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے اشارہ کیا کہ ان گھوڑوں کو ان کے اصطبلوں میں پہنچا دیا جائے، حتیٰ کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے اور جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے پاس لاؤ، پھر آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آپ کا ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنا ان کے اکرام کے لیے تھا۔ تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی بڑا اور باوقار آدمی گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرے تو یہ کام اس کے مقام اور وقار کے خلاف نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۵ ص ۷۵، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ) امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ نے بھی اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۳۹۰)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت

زیادہ تر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے معائنہ میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کی نماز قضاء ہو گئی، پھر اس کے غم اور غصہ میں آپ نے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں کو کاٹ ڈالا۔ امام عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی المتوفی ۵۹۷ ھ لکھتے ہیں: مفسرین نے کہا ہے کہ: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو گھوڑے دکھائے جاتے رہے اور وہ ان کے معائنہ میں اس قدر منہمک ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور ان کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور ان کی لوگوں پر اس قدر ہیبت تھی کہ کوئی شخص یہ جرات نہ کر سکا کہ ان کو عصر کی نماز یاد دلاتا، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) بھول گئے اور جب سورج غروب ہو گیا تو ان کو یاد آیا کہ انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اس وقت انہوں نے یہ کہا: بے شک میں نے نیک مال (یعنی گھوڑوں) کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر ترجیح دی، حتیٰ کہ جب سورج ان کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ ان کے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ مارنے لگے۔ مذکور الصدر تفسیر سعید بن جبیر، ضحاک، قتادہ، زجاج اور سدی سے مروی ہے، مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے رب کے ذکر سے ان کی مراد عصر کی نماز ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود اور قتادہ وغیرہم کا یہی قول ہے، زجاج نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ عصر کی نماز ان پر فرض تھی یا نہیں مگر یہ کہ جس وقت ان گھوڑے پیش کیے گئے تھے اس وقت وہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید میں جو مذکور ہے حتیٰ توارت بالحجاب اس سے مراد ہے کہ سورج ان کی نظروں سے چھپ گیا، ہر چند کہ اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں تھا

کہ اس کی طرف توارت کی ضمیر مستتر لوٹائی جائے، مگر سورج کے ذکر پر اس آیت میں قرینہ ہے کیونکہ ص:۳۱ میں ہے. اذ عرض علیہ بالعشی الصفنت الجیاد (ص:۳۱) جب اس کے سامنے ڈھلے سد ھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت کو العشی کہا جاتا ہے، اس کا معنی ہے: غروب آفتاب تک ان کو گھوڑے دکھائے جاتے رہے، اس کے بعد جس کے متعلق فرمایا ہے: وہ چھپ گیا تو ظاہر ہے وہ سورج ہی ہوسکتا ہے، پس سورج کا ذکر اس سے پہلے العشی کے ضمن میں موجود ہے۔
حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا تھا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی نماز قضا ہوگئی اور انہوں نے وقت گزارنے کے بعد نماز پڑھی، اس پر غم اور غصہ کی وجہ سے انہوں نے کہا: کہ گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ مارنے لگے اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے وار کیے اور ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹ ڈالا۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۹۹۳، مجمع الزوائد، ج ۷ ص ۹۹) امام الحسین بن مسعود البغوی التوفی ۵۰۶ ھ نے لکھا ہے:
الحسن البصر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے لیے سمندر سے پروں والے گھوڑے نکالے گئے، وہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے تخت پر بیٹھ گئے اور ان کا معائنہ کرنے لگے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور ان کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، ان کی ہیبت اور ان کے رعب کی وجہ سے کسی نے ان کو عصر کی نماز پر متنبہ نہیں کیا، جب نماز قضا ہوگئی تو انہوں نے دوبارہ گھوڑوں کو منگوایا اور اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں کو تلوار سے کاٹ ڈالا کیونکہ ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی عصر کی نماز رہ گئی تھی اور گھوڑوں کو کاٹنا ان کے لیے مباح تھا، اگرچہ ہم پر حرام ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیے جانوروں کو ذبح کرنا مباح ہے۔ (معالم التنزیل ج ۴ ص ۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ ھ)
امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی متوفی ۴۲۷ ھ، علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی التوفی ۴۵۰ ھ، علامہ ابوبکر بن العربی التوفی ۵۴۳ ھ، علامہ ابن عطیہ اندلسی متوفی ۵۴۶ ھ، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ ھ، علامہ عبدالرحمن بن محمد الثعالبی المالکی التوفی ۸۷۵ ھ، علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ ھ، علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ھ وغیرہم نے اس آیت کی تفسیر میں اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

(۲) اس کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کی محبت کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیر ہے ہے۔ یہ علی بن ابی طلحہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، امام ابن جریر اور ابویعلی کا قول ہے۔
(۳) حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے لوہے کو گرم کرکے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر داغ لگایا، اس قول کو ثعلبی نے نقل کیا ہے۔

مفسرین نے اول قول پر اعتماد کیا ہے، انہوں نے کہا کہ گھوڑوں کے معائنہ کی مشغولیت کی وجہ سے نماز قضا ہونے اور بعد میں

ان ہی گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے میں کیا مناسبت ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پہلا قول اس لیے فاسد ہے کہ جانوروں کا کیا قصور ہے، پھر ان کو قتل کر کے سزا دینے اور اپنا غم اور غصہ دور کرنے کی کیا توجیہ ہے اور یہ فعل تو جابر بادشاہوں کے حال کے مناسب ہے، انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے مناسب نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے یہ فعل اس وجہ سے کیا تھا کہ اس کا کرنا ان کے لیے مباح تھا اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک فعل ان کی شریعت میں جائز ہو اور وہ فعل ہماری شریعت میں جائز نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان گھوڑوں کا گوشت کھانے کے لیے ان کو ذبح کیا ہو اور گھوڑوں کا گوشت کھانا جائز ہے، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا یہ فعل قابل اعتراض نہیں ہے، وہب بن منبہ نے کہا: جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر وار کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو مشکور فرمایا اور گھوڑوں کے بدلہ میں ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اور ہوا گھوڑوں کی بہ نسبت زیادہ تیز رفتار تھی اور اس کے ذریعہ سفر کرنا زیادہ باعث تعجب تھا۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۱۳۲-۱۲۹، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۴۰۷ھ)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت پر امام رازی کا رد

جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا کہ جمہور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے، لیکن امام رازی نے اس تفسیر کو حسب ذیل وجوہ سے رد کر دیا ہے:

(۱) یہ تفسیر اس پر مبنی ہے کہ توارت بالحجاب کی ضمیر مستتر سورج کی طرف لوٹائی جائے اور اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں ہے بلکہ سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کا ذکر ہے اور اگر کوئی بعید تاویل کر کے سورج کی طرف ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے بہتر ہے کہ بغیر تاویل کے گھوڑوں کی طرف ضمیر لوٹائی جائے، یعنی جب وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے ان کو دوبارہ بلوایا۔

(۲) اس آیت میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے کہا: میں نے اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے خیر (گھوڑوں) سے محبت کی ہے کیونکہ یہ گھوڑے جہاد میں استعمال ہوتے ہیں تو جب ان کی گھوڑوں سے محبت اللہ کے ذکر کی وجہ سے تھی تو پھر یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ وہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز کو بھول گئے یا اللہ کے ذکر کو بھول گئے کیونکہ گھوڑوں کا معائنہ کرنا بھی تو اللہ کے ذکر سے محبت کی وجہ سے تھا، تو وہ معائنہ کے وقت بھی اللہ کے ذکر میں مشغول تھے، لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس روایت کے مطابق حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے جب کہا: ردوھا تو اس کا معنی تھا کہ آپ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سورج کو لوٹا دیں، اس پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے نماز عصر قضا ہو گئی تھی تو ان پر لازم تھا کہ وہ توبہ اور استغفار کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں روتے اور گڑگڑاتے اور اظہار ندامت کرتے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ اگر ان سے بھولے سے بھی کوئی لغزش ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں نہ کہ وہ اپنی شان دکھانے کے لیے فرشتوں پر حکم چلاتے اور ان سے کہتے کہ سورج کو دوبارہ لوٹاؤ تاکہ میں عصر کی قضا نماز پڑھ لوں۔

(۴) قرآن مجید میں ہے: فطفق مسحا بالسوق والاعناق اس روایت میں اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان نے تلوار سے گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں، جب کہ مسح کا معنی ہاتھ پھیرنا ہے نہ کہ تلوار سے کاٹنا، ورنہ لازم آئے گا کہ وامسحوا برء وسکم وارجلکم (المائدہ:۶) کا معنی ہوگا کہ تلوار سے اپنے سروں اور اپنے پیروں کو کاٹ دو اور کوئی عاقل بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

(۵) جو لوگ اس معنی اور اس روایت کے قائل ہیں انہوں نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف متعدد افعال مذمومہ کی نسبت کی ہے (۱) نماز کو ترک کرنا (۲) ان پر دنیاوی مال کی محبت اس قدر غالب تھی کہ اس کی محبت میں وہ نماز پڑھنا بھول گئے، حالانکہ حدیث میں ہے، حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب (ص:۱۶) اور انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارا حصہ تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی جلد دے دے جب کافروں نے ایسی جہالت کی بات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی جہالت پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے، پھر حضرت داؤد (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور پھر اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور گویا کہ یوں فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں کی جاہلانہ باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے سلیمان کو یاد کیجئے اور یہ کلام اس وقت مناسب ہوگا جب اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ ذکر فرمائے ہوں اور یہ ذکر فرمایا ہو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مشقت پر صبر کیا اور دنیاوی لذتوں سے اعراض کیا اور اگر اس قصہ سے مقصود یہ ہو کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی محبت میں مشغول ہو کر نماز کو ترک کر دیا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ سورج کو لوٹائیں اور اپنا غصہ گھوڑوں پر نکالا اور ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹ ڈالیں تو پھر یہ قصہ اس جگہ ذکر کرنے کے لائق نہیں ہے، کیونکہ اس قصہ میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی سیرت میں مخالفین کی ایذا اور سانیوں پر صبر کرنے یا عبادت کی مشقت پر صبر کرنے کا کوئی پہلو نہیں ہے، حتیٰ کہ اس قصہ سے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے پر ترغیب دی جائے کہ آپ اس طرح صبر کیجئے جس طرح حضرت سلیمان نے صبر کیا تھا۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی صحیح توجیہ

اس لیے اس قصہ کی توجیہ صرف اس طرح صحیح ہے کہ گھوڑوں کو پالنا اور ان کو اصطبل میں رکھنا اس کے دین میں اس طرح پسندیدہ تھا جس طرح ہمارے دین میں گھوڑوں کو جہاد کے لیے رکھنا پسندیدہ ہے، پھر حضرت سلیمان (علیہ السلام) جب جہاد کے لیے جانے لگے تو وہ ایک مجلس میں بیٹھے اور گھوڑوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور گھوڑوں کی مشق کرانے کے لیے ان کو دوڑانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ میں دنیا کی وجہ سے ان گھوڑوں سے محبت نہیں کرتا، بلکہ میں اللہ کے ذکر کی اشاعت اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے گھوڑوں سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ جہاد میں ان پر سواری کی جاتی ہے، پھر آپ نے جب گھوڑوں کو دوڑانے کا حکم دیا اور وہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو آپ نے ان کو حکم دیا جو گھوڑوں کو مشق کرا رہے تھے کہ وہ گھوڑوں کو واپس لائیں اور جب وہ گھوڑے واپس آ گئے تو آپ شفقت سے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور ان پر ہاتھ پھیرنے سے حسب

ذیل امور مطلوب تھے:

(۱) گھوڑوں کی تکریم کرنا اور ان کی قدر و منزلت کو واضح کرنا کیونکہ دشمنان اسلام سے جنگ کرنے میں گھوڑوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

(۲) حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے احوال، ان کی بیماریوں اور ان کے عیوب کو دوسروں کی بہ نسبت خوب سے زیادہ جانتے تھے، اس لیے وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیر کر یہ جانچ رہے تھے کہ ان میں کوئی عیب یا مرض تو نہیں ہے۔ قرآن مجید کی ان آیتوں کی یہ تفسیر جو ہم نے ذکر کی ہے، یہ قرآن مجید کے الفاظ کے بالکل مطابق اور موافق ہے اور اس تفسیر پر ان اعتراضات میں سے کوئی اعتراض لازم نہیں آتا جو اکثر مفسرین کی تفسیر پر لازم آتے ہیں اور مجھے اس پر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان مفسرین نے ان کمزور وجوہ اور اس روایت کو کیسے قبول کر لیا جب کہ اس روایت کی تائید میں ان کے پاس کوئی شبہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی دلیل ہو۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جمہور علماء اور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر بہ کثرت دلائل قائم ہیں اور ان حکایات کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر خبر واحد صحیح بھی ہو تو وہ دلائل قطعیہ سے مزاحم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو اس ضعیف روایت میں کب استادم ہے کہ وہ عصمت انبیاء کے دلائل قطعیہ کے مزاحم ہو سکے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۳۹۲۔۳۹۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال

مقاتل نے کہا: حضرت سلیمان (علیہ السلام) اپنے والد حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرف سے ایک ہزار گھوڑوں کے وارث ہوئے تھے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، اس کا جواب یہ ہے کہ وارث سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک ہزار گھوڑوں کے انتظام کے متولی تھے۔ حسن بصری، ضحاک، ابن زید اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پروں والے ایک سو گھوڑے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۵ ص ۱۷۴)

پروں والے گھوڑوں کی تائید میں یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس آئے اور ان کے طاق (الماری) پر پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا کے جھونکے سے طاق پر پڑے ہوئے پردہ کی ایک جانب کھل گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی الماری میں رکھی ہوئی گڑیاں نظر آئیں، آپ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں اور آپ نے گڑیوں کے درمیان کپڑے کی دھجیوں سے بنائے ہوئے گھوڑے کو دیکھا جس کے دو پر بھی بنائے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا: میں ان گڑیوں کے وسط میں کیا چیز دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عائشہ نے کہا: یہ گھوڑا ہے، آپ نے پوچھا: اس کے اوپر کیا چیز بنی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ اس کے دو پر ہیں، آپ نے پوچھا: گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کے پر تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ سن کر آپ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۳۲)

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ .
یہ باب ہے کہ گھوڑے کا کون سا رنگ پسندیدہ ہے؟

3567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الْبَزَّازُ هِشَامُ بْنُ سَعِيْدٍ الطَّالْقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ شَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ وَهْبٍ - وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَسَمَّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيْهَا وَاَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْاَوْتَارَ وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَشْقَرَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَدْهَمَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ" .

☆☆ حضرت ابوکعب رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"تم لوگ انبیاء کے ناموں کے مطابق نام رکھو' اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام' عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں' تم گھوڑے تیار رکھو' ان کی پیشانی اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو' ان کی گردن میں کوئی چیز ڈالا کرو' تاہم ان کی گردن میں تانت سے بنی ہوئی تار نہ ڈالا کرو اور تم بھورے رنگ کا پنج کلیان گھوڑا' سرخ رنگ کا پنج کلیان' یا سیاہ رنگ کا پنج کلیان گھوڑا رکھا کرو"۔

باب الشِّكَالِ فِي الْخَيْلِ .
یہ باب ہے کہ گھوڑے میں شکال ہونا

3568 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ . وَاللَّفْظُ لِاِسْمَاعِيْلَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے میں شکال کو ناپسند کرتے تھے۔
روایت کے یہ الفاظ اسمٰعیل نامی راوی کے ہیں۔

3569 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

3567-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فيما يستحب من الوان الخيل (الحديث 2543 و 2544) مختصراً . و الحديث عند ابي داؤد في الجهاد، باب اكرام الخيل و ارتباطها و المسح على اكفالها (الحديث 2553)، و في الادب، باب في تغيير الاسماء، (الحديث 4950) . تحفة الاشراف (15519 و 15520 و 15521) .

3568-اخرجه مسلم في الامارة، باب ما يكره من صفات الخيل (الحديث 102م) . تحفة الاشراف (14894) .

3569 اخرجه مسلم في الامارة، باب ما يكره من صفات الخيل (الحديث 101 و 102) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما يكره من الخيل (الحديث 2547) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء ما يكره من الخيل (الحديث 1698) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2790) . تحفة الاشراف (14890) .

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ اَنْ تَكُوْنَ ثَلَاثٌ قَوَائِمَ مُحَجَّلَةً وَّوَاحِدَةٌ مُطْلَقَةً اَوْ تَكُوْنَ الثَّلَاثَةُ مُطْلَقَةً وَّرِجْلٌ مُحَجَّلَةً وَّلَيْسَ يَكُوْنُ الشِّكَالُ اِلَّا فِیْ رِجْلٍ وَّلَا يَكُوْنُ فِی الْيَدِ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے میں شکال کو ناپسند کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: گھوڑے میں شکال یہ ہے: اس کے تین پاؤں پر نشان ہوں اور ایک پر نشان نہ ہو یا ایک پاؤں پر نشان ہو اور تین پاؤں پر نشان نہ ہو اور ہاتھ میں نشان نہ ہو۔

شرح

راوی نے تو شکال کی وضاحت یہ کی ہے کہ گھوڑا جس کے ایک ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں پر سفیدی ہو لیکن صاحب قاموس اور دوسرے تمام اہل لغت کے نزدیک گھوڑے میں شکال کا مطلب یہ ہے کہ اس گھوڑے کے تین پاؤں تو سفید ہوں اور ایک پاؤں باقی تمام بدن کا ہم رنگ ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی ایک پاؤں سفید ہو اور تین پاؤں بدن کے ہم رنگ ہوں۔ اصل میں "شکل" لغت میں اس رسی کو کہتے ہیں کہ جس پر چوپائے کے پیر باندھے جاتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح کے گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھوڑے کو ازراہ تفاؤل کے ناپسند فرماتے تھے کہ وہ گھوڑا گویا بصورت شکول ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کا جنس کا گھوڑا اصیل نہیں ہوتا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر اشکل گھوڑے کی پیشانی پر اتنی سفیدی ہو کہ جو ہاتھ کے انگوٹھے سے نہ چھپ سکے تو اس کا عیب دور ہو جاتا ہے اور پھر وہ ناپسندیدہ نہیں رہتا ہے۔

بَاب شُؤْمِ الْخَيْلِ.

یہ ہے کہ باب گھوڑے کا منحوس ہونا

3570 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثَةٍ الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ".

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت' گھوڑا اور گھر"۔

تین چیزوں میں شوم ہونے کا بیان

شوم ضد ہے "یمن" کی جس کے معنی ہیں بے برکتی اور اسی کو نحوست کہتے ہیں، لہٰذا حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ان تین

3570-اخرجه مسلم في السلام، باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 116م) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الشوم (الحديث 2824م) . تحفة الاشراف (6826) .

چیزوں میں نحوست ہوتی تو تفصیل کے ساتھ سمجھ لیجئے کہ نحوست سے کیا مراد ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست سے گھر کی تنگی اور بری ہمسائیگی مراد ہے یعنی جو گھر تنگ و تاریک ہو اور اس کا پڑوس برا ہو تو وہ گھر تکلیف و پریشانی کا باعث ہو جاتا ہے عورت کی نحوست سے مہر کی زیادتی اور اس کی بدمزاجی و زبان درازی اور بانجھ پن مراد ہے یعنی جس عورت کا مہر زیادہ مقرر کیا گیا ہو وہ بد مزاجی و تندخو زبان دراز ہو اور یہ کہ بانجھ ہو تو ایسی عورت راحت و سکون کی بجائے اذیت و کوفت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اسی طرح گھوڑے کی نحوست سے اس کا شوخ ہونا مٹھا قدم ہونا اور اس پر سوار ہو کر جہاد نہ کیا جانا مراد ہے یعنی جو گھوڑا ایسا ہو کہ اپنی خوشی کی وجہ سے پریشان کرتا ہو، سست رفتار ہو اور مٹھا ہو اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرنے کی بھی نوبت نہ آئی ہو تو وہ گھوڑا اپنے مالک کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ ان تین چیزوں میں نحوست کے اظہار کرنے کا مقصد دراصل یہ بتانا ہے کہ اگر بالفرض کسی چیز میں نحوس کا ہونا اپنی کوئی حقیقت رکھتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی گویا اس تشریح سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کسی چیز میں نحوست کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا چنانچہ یہ کہنا کہ فلاں چیز نحوس ہے یا فلاں چیز میں نحوست ہے صرف ایک واہمہ کے درجہ کی چیز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اگر واقعۃ نحوست کسی چیز میں ہوا کرتی تو ان تین چیزوں میں ضرور ہوتی کیونکہ یہ تین چیزیں نحوست کے قابل ہو سکتی تھی۔

چنانچہ یہ ارشاد ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد تھی یعنی کائنات کی ہر جنبش و حرکت اور یہاں کا ذرہ ذرہ پابند تقدیر ہے اس عالم میں صرف وہی ظہور میں آتا ہے جو پہلے سے مقدر ہو چکا ہو کوئی چیز تقدیر سے باہر نہیں ہے اور اگر بفرض محال کوئی چیز مقدرات کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد ہے (کہ جسے عام طور پر نظر لگنا کہتے ہیں) لہٰذا جس طرح اس ارشاد کا مقصد یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ نظر بد تقدیر کے دائرہ کار سے باہر ہے اسی طرح مذکورہ بالا تینوں چیزوں کے ساتھ نحوس کا ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کے ذریعہ دراصل امت کے لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہو جس میں رہنا وہ ناپسند کرتا ہو یا کسی کی ایسی بیوی ہو جس کے ساتھ محبت و معاشرت اسے ناگوار ہو یا کسی کے پاس ایسا گھوڑا ہو جو اسے اچھا معلوم نہ ہوتا ہو تو ان صورتوں میں یہ چیزیں چھوڑ دینی چاہئیں یعنی مکان والا اس مکان سے منتقل ہو جائے بیوی والا اس کو طلاق دیدے اور گھوڑے والا اس گھوڑے کو بیچ دے۔ حدیث کی ان توضیحات کی روشنی میں یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ ارشاد گرامی طیرۃ منہی عنہا (بدشگونی لینے کی ممانعت کے منافی نہیں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ مکان منحوس ہے یا فلاں عورت یا فلاں گھوڑا سبز قدم ہے تو یہ بات یہاں مراد نہیں ہے۔

تین چیزوں میں نحوست کے ہونے کا بیان

3571 - اَخْبَرَنِی هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نحوست گھر میں یا عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی ہے''۔

3572 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنْ يَكُ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعَةِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی' تو گھر میں' عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی''۔

باب بَرَكَةِ الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے میں برکت ہونا

3573 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے''۔

باب فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کو گوندنا

3574 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ

3571- اخرجه البخاري في النكاح، باب ما يتقى من شوم المراة (الحديث 5093)، و في الطب، باب (لا عدوى) (الحديث 5772) . و اخرجه مسلم في السلام باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 115 و 116 و 118) . و اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الطيرة (الحديث 3922) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الشوم (الحديث 2824) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، شوم المراة (الحديث 393)، و ذكر الاختلاف على يونس فيه (الحديث 394 و 395 و 396 و 397 و 398 و 402) . تحفة الاشراف (6699) .

3572- اخرجه مسلم في السلام، باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 120) . تحفة الاشراف (2824) .

3573- اخرجه البخاري في الجهاد، باب الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 2851)، و في المناقب، باب 28 . (الحديث 3645) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 100) . تحفة الاشراف (1695)

3574- اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 97) . تحفة الاشراف (3238) .

اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْتِلُ نَاصِیَةَ فَرَسٍ بَیْنَ اُصْبُعَیْهِ وَیَقُوْلُ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الْاَجْرُ وَالْغَنِیْمَةُ" ۔

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو اپنی دو انگلیوں کے ذریعے گودر ہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

3575 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَیْلُ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے''۔

3576 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" ۔

☆☆ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے''۔

3577 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ" ۔

☆☆ حضرت عروہ بن ابوجعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں: قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی (رکھے گئے ہیں)''۔

3578 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ

3575-اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 96م) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2787) . تحفة الاشراف (8287) .

3576-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 2850)، و باب الجهاد ماض مع البر و الفاجر (الحديث 2852)، و في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم الغنائم) (الحديث 3119)، و في المناقب، باب 28. (الحديث 3643) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 98 و 99) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في فضل الخيل (الحديث 1694) . و اخرجه النسائي في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3577 و 3578 و 3579) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اتخاذ الماشية (الحديث 2305)، و في الجهاد، باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2786) . تحفة الاشراف (9897) .

3577-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

3578-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

3579 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُصَيْنٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ اَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ بن ابوجعد بارقی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

باب تَاْدِيْبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا

3580 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُجَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَمُرُّ بِيْ فَيَقُوْلُ يَا خَالِدُ اخْرُجْ بِنَا نَرْمِيْ. فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَبْطَاْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا خَالِدُ تَعَالَ اُخْبِرْكَ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنْبِلَهُ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَلَيْسَ اللَّهْوُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثَةٍ تَاْدِيْبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَاَتَهُ وَرَمْيِهِ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا". اَوْ قَالَ "كَفَرَ بِهَا".

★★ خالد بن یزید جہنی بیان کرتے ہیں: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا: اے خالد! تم میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم اکٹھے تیراندازی کریں۔ ایک دن میں نے ان کے ساتھ جانے میں تاخیر کر دی' پھر انہوں نے فرمایا: اے خالد! آؤ! میں تمہیں اس بارے میں وہ بات بتاتا ہوں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے' میں ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے' تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا' ایک اُسے بنانے والا' جو اُسے بنانے میں ثواب کا

3579-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

3580-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرمي (الحديث 2513) . والحديث عند: النسائي في الجهاد، ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل (الحديث 3146) . تحفة الاشراف (9922) .

اُمید دار ہو دوسرا اُسے پھینکنے والا اور تیسرا اُسے پکڑانے والا"۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:)

"تم لوگ تیراندازی کرو اور سواری کیا کرو اور تمہارا تیراندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور کھیل کو صرف تین چیزوں میں ہو سکتی ہے جب آدمی اپنے گھوڑے کی تربیت کر رہا ہو یا جب آدمی اپنی بیوی کے ساتھ دل لگی کر رہا ہو اور یہ کہ آدمی اپنی کمان اور تیر کے ذریعے تیراندازی کرے جو شخص تیراندازی سیکھنے کے بعد اس سے منہ موڑتے ہوئے اسے چھوڑ دے تو وہ شخص نعمت کا انکار کرے گا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)"۔

باب دَعْوَةِ الْخَيْلِ .

یہ باب گھوڑے کی دعا کے بیان میں ہے

3581 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ إِلَّا يُؤْذَنُ لَهُ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ اللَّهُمَّ خَوَّلْتَنِي مَنْ خَوَّلْتَنِي مِنْ بَنِي آدَمَ وَجَعَلْتَنِي لَهُ فَاجْعَلْنِي أَحَبَّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ أَوْ مِنْ أَحَبِّ مَالِهِ وَأَهْلِهِ إِلَيْهِ" .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر عربی گھوڑا سحری کے وقت دو دعائیں مانگتا ہے: اے اللہ! تو نے جس انسان کو مجھے عطاء کیا ہے اور مجھے اُسے دے دیا ہے تو مجھے اس شخص کے نزدیک اس کے اہل خانہ اور مال سے زیادہ پسندیدہ بنا دے (یہاں چند الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے)"۔

باب التَّشْدِيدِ فِي حَمْلِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گدھے کی گھوڑی سے جفتی کرانے کی شدید مذمت

3582 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ لَكَانَتْ لَنَا مِثْلَ هَذِهِ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خچر پیش کیا گیا' آپ ﷺ اس پر سوار

3581-انفرد به النسائي . تحفة الإشراف (11979) .

3582-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في كراهية الحمر تنزى على الخيل (الحديث 2565) . تحفة الأشراف (10184) .

ہوئے تو حضرت علی ہی ہمارے نے گزارش کی: اگر ہم گدھے کو گھوڑی پر چھوڑ دیں: تو ہمارے پاس بھی اس طرح کے جانور آ جائیں گے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

''یہ عمل وہ لوگ کریں گے جو علم نہیں رکھتے ہیں''۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ غیر دانشمندانہ کام تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ اس (گھوڑیوں پر گدھے چھوڑنے) سے بہتر گھوڑی پر گھوڑا ہی چھوڑنا ہے کیونکہ جو فوائد گھوڑی سے اس کی نسل پیدا ہونے کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں وہ اس کے پیٹ سے خچر پیدا ہونے سے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ کام وہی نادان کر سکتے ہیں جو شریعت کے احکام سے واقف نہیں ہیں اور ان کو اس چیز کا راستہ نظر نہیں آتا جو ان کے حق میں ادنی اور بہتر ہے۔ اس حدیث میں گویا گھوڑی پر گدھا چھوڑنے کی ممانعت مذکور ہے۔ اور یہ ممانعت "نہی کراہت" کے طور پر ہے۔

3583 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِي جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ لَا . قَالَ فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ نَفْسِهٖ قَالَ خَمْشًا هٰذِهٖ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰى اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَمْرِهٖ فَبَلَّغَهٗ وَاللّٰهِ مَا اخْتَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُوْنَ النَّاسِ اِلَّا بِثَلَاثَةٍ اَمَرَنَا اَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَاَنْ لَّا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ .

☆☆ عبداللہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کے پاس موجود تھا' ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز میں تلاوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اس شخص نے دریافت کیا: ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پست آواز میں تلاوت کی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارے چہرے پر خراشیں پڑ جائیں' یہ تو پہلی سے بھی زیادہ بُری بات ہوگئی' کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایک ایسے بندے تھے' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کا پابند کیا تھا' تو آپ ﷺ نے ان احکام کی تبلیغ کر دی' اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص ہمارے لیے کوئی حکم نہیں دیا ہے' صرف تین چیزیں ایسی ہیں' جو آپ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی تھیں (کہ ہم اہتمام کے ساتھ ان کا خیال رکھا کریں) ہم اچھی طرح وضو کیا کریں' ہم زکوٰۃ استعمال نہ کریں اور ہم گدھوں سے گھوڑیوں کی جفتی نہ کروائیں۔

باب عَلَفِ الْخَيْلِ .

یہ باب گھوڑے کے چارے کے بیان میں ہے

3584 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ

3583-تقدم في الطهارة، الامر باسباغ الوضوء (الحديث 141) .

3584-اخرجه البخاري في الجهاد، باب من احتبس فرسًا في سبيل الله (الحديث 2853) . تحفة الاشراف (1296) .

سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا لِوَعْدِ اللّٰهِ كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِيْ مِيْزَانِهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے کسی گھوڑے کو اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے' تو اس گھوڑے کا چارا کھانا' اس کا کچھ پینا' اس کا پیشاب کرنا اور گوبر کرنا اس شخص کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے طور پر (شمار ہوگا)''۔

باب غَايَةِ السَّبَقِ لِلَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ .

یہ باب ہے کہ جو گھوڑے سکھائے ہوئے نہ ہوں' ان کے مقابلے کی آخری حد

3585 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ يُرْسِلُهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ وَكَانَ اَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگوائی تھی' وہ حفیہ سے دوڑے تھے اور ان کی آخری حد ثنیۃ الوداع تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان بھی دوڑ لگوائی تھی' جنہیں سدھایا نہیں گیا تھا' ان کا فاصلہ ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنو زریق تک تھا۔

باب اِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کو مقابلے میں حصہ لینے کے لیے سدھانا

3586 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا .

3585- اخرجه البخاري في الجهاد، باب اضمار الخيل للسبق (الحديث 2869) مختصراً . و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7336) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها (الحديث 95م) . تحفة الاشراف (8280) .

اخرجه البخاري في الصلاة، باب هل يقال مسجد بني فلان (الحديث 420) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها (الحديث 95) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في السبق (الحديث 2575) . تحفة الاشراف (8340) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان حفیہ سے لے کر ثنیۃ الوداع تک، اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنوزریق تک مقابلہ کروایا تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی مقابلے میں حصہ لینے والوں میں شامل تھے۔

باب السَّبَقِ .

یہ باب (گھڑ دوڑ کا) مقابلہ کروانے کے بیان میں ہے

3587 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ اَبِىْ نَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِىْ نَصْلٍ اَوْ حَافِرٍ اَوْ خُفٍّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مقابلہ صرف تیراندازی میں گھوڑوں کی دوڑ میں اور اونٹوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے"۔

3588 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ اَبِىْ نَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِىْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مقابلہ صرف تیراندازی میں اونٹوں کی دوڑ میں، یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے"۔

3589 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْجُنْدَعِيِّيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَحِلُّ سَبَقٌ اِلَّا عَلٰى خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے۔

3590 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِىٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِىْ وُجُوْهِهِمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ . قَالَ "اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْتَفِعَ مِنَ الدُّنْيَا شَىْءٌ اِلَّا وَضَعَهُ" .

3587-اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب في السبق (الحديث 2574) و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرهان و السبق (الحديث 1700) واخرجه النسائي في الخيل، باب السبق (الحديث 3588) . تحفة الاشراف (14638) .

3588-تقدم (الحديث 3587) .

3589-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15447) .

3590-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (641) .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی، جس کا نام عضباء تھا' مقابلے میں اس سے آگے نہیں نکلا جاسکتا تھا' ایک مرتبہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا' تو اس کا اونٹ' اس اونٹنی سے آگے نکل گیا' مسلمانوں کو یہ بات بہت بُری لگی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھے (تو اس کی وجہ دریافت کی) انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عضباء پیچھے رہ گئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جس کو سربلندی عطا کرتا ہے' اُسے پست بھی کردے''۔

3591 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِی الْحَكَمِ - مَوْلٰى لِبَنِىْ لَيْثٍ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِىْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں اور گھوڑوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے''۔

باب الْجَلَبِ .

یہ باب جلب کے بیان میں ہے

3592 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا".

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اسلام میں جب' جلب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جو شخص کسی کا مال زبردستی چھین لیتا ہے' اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

باب الْجَنَبِ .

یہ باب جب کے بیان میں ہے

3593 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ قَزَعَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ".

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3591-اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السبق و الرهان (الحديث 2878) . تحفة الاشراف (14877) .

3592-تقدم (الحديث 3335) .

3593-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10817) .

''اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے''۔

جلب اور جنب کے مفہوم کا بیان

جلب اور جنب "یہ ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا زکوۃ دینے والوں کی قیام گاہوں سے کہیں دور ٹھہرے اور ان کو یہ حکم دے کہ وہ اپنی زکوۃ کا مال جیسے مویشی لے کر یہاں آ جائیں۔ اور "جنب" یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے اپنے زکوۃ کے مال جیسے مویشیوں کو لے کر اپنی قیامگاہوں سے کہیں دور چلے جائیں اور زکوۃ وصول کرنے والے کو اس مشقت میں مبتلا کریں کہ وہ ان کے پاس پہنچ کر زکوۃ وصول کرے۔ لہذا یہ دونوں ہی ممنوع و مکروہ ہیں۔ گھوڑ دوڑ میں "جلب" یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والا کوئی سوار کسی دوسرے شخص کو اس مقصد سے اپنے گھوڑے کے پیچھے لگا لے کہ وہ اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تا کہ وہ آگے بڑھ جائے۔ اور "جنب" یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو ایک دوسرا گھوڑا رکھے تا کہ جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے، یہ دونوں باتیں بھی ممنوع ہیں۔

3594 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَابَقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَسَبَقَهُ فَكَاَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ مِنْ ذٰلِكَ فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ "حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَا یَرْفَعَ شَیْءٌ نَفْسَهٗ فِی الدُّنْیَا اِلَّا وَضَعَهُ اللّٰهُ"۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ کی دوڑ کا مقابلہ کیا، تو وہ آپ سے آگے نکل گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس سے بہت افسوس ہوا، اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی گزارش کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جسے سربلندی عطا کرے اللہ تعالیٰ اسے پست بھی کر دے''۔

باب سُهْمَانِ الْخَیْلِ۔

یہ باب گھوڑوں کے حصوں کے بیان میں ہے

3595 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَیْبَرَ لِلزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَرْبَعَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لِلزُّبَیْرِ وَسَهْمًا لِذِی الْقُرْبٰی لِصَفِیَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اُمِّ الزُّبَیْرِ وَسَهْمَیْنِ لِلْفَرَسِ۔

★★ یحییٰ بن عباس اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت زبیر بن

3594-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (696) ۔

3595-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (5291) ۔

عوام رضی اللہ عنہ کو چار حصے عطاء کیے تھے ایک حصہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تھا' ایک حصہ ان کے ذوی القربیٰ ہونے کا تھا' کیونکہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' جبکہ دو حصے ان کے گھوڑے کے تھے۔

مال غنیمت میں گھوڑے کا ایک حصہ ہونے کا بیان

اور صرف گھوڑے کو ایک ہی حصہ دیا جائے گا، امام ابو یوسف فرمایا کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا جائے گا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے دو گھوڑوں کو حصہ دیا ہے۔ اور اس لیے کہ ایک گھوڑا کبھی تھک جاتا ہے لہٰذا دوسرے کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرات طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت براء بن اس دو گھوڑے لے گئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صرف ایک گھوڑے کا حصہ دیا تھا۔ اور اس لیے کہ ان واحد میں دو گھوڑوں سے جنگ ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا ان دونوں پر جنگ کرنا استحقاق غنیمت کا ظاہری سبب نہیں ہوگا، اس لیے ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا، اسی لیے تین گھوڑوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور حضرت امام ابو یوسف کی روایت کردہ حدیث وہ زائد (بطور نفل) انعام دینے پر محمول ہے، جس طرح حضرت سلمہ بن الاکوع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حصے دیئے تھے حالانکہ وہ راجل تھے۔

اور عجمی اور خالص عربی دونوں گھوڑے برابر ہیں، کیونکہ کتاب اللہ میں خوف زدہ کرنا جنس خیل کی طرف منسوب کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے اور گھوڑوں کو تیار رکھو جس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کیا کرو اور لفظ خیل یکساں طور پر عجمی، عربی، ہجین اور مقرف پر بولا جاتا ہے اور اس لیے کہ عربی گھوڑا اگر دشمن کا پیچھا کرنے یا خود بچھڑنے میں اقویٰ ہوتا ہے تو عجمی گھوڑا بہت زیادہ صابر ہوتا ہے اور اسے گھمانا آسان ہوتا ہے، لہٰذا ان میں سے ہر ایک میں معتبر منفعت ہے اس لیے دونوں گھوڑے حکم میں برابر ہوں گے۔ (ہدایہ اولین، کتاب السیر، لاہور)

سامان حرب زیادہ ہونے کے سبب حصہ میں زیادتی کا بیان

مال غنیمت میں سے گھڑ سوار کو پیادہ کے مقابلہ میں کتنا حصہ ملے گا؟ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یضرب للفارس منهم ثلاث اسهم: سهمان للفرس، وسهم له، وللرجل سهم على ما جاء في الاحاديث والآثار .

گھڑ سوار کو تین حصے ملیں گے: دو اس کے گھوڑے کے لیے اور ایک اس کے لیے، جبکہ پیادہ کو ایک حصہ ملے گا، اس لیے کہ احادیث و آثار میں اسی طرح مذکور ہے۔ پھر آپ نے ان احادیث و آثار کو ذکر بھی کیا ہے۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے:

قال ابو يوسف: حدثنا الحسن بن علي بن عمار عن الحكم بن عتيب عن مقسم عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قسم غنائم بدر للفارس سهمان وللرجل سهم .

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے: آدمی کے لیے ایک حصہ ہے اور گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ۔ نیز وہ کہتے تھے کہ میں ایک جانور کو ایک مسلمان آدمی سے افضل قرار نہیں دے سکتا۔ اپنی دلیل کے طور پر وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے جو بروایت زکریا بن حارث، بروایت منذر بن ابوخمیصہ ہمدانی ہم سے بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک عامل نے شام کے کسی علاقہ میں سوار کو ایک حصہ اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اسے جائز قرار دیا۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اسی روایت کی بنیاد پر گھوڑے کے لیے ایک حصہ اور آدمی کے لئے بھی ایک حصہ دینے کے قائل تھے لیکن جن احادیث وآثار میں گھوڑے کے لیے دو حصے اور آدمی کے لیے ایک حصہ مذکور ہے، ان کی تعداد زیادہ ہے اور وہ اس حدیث سے زیادہ مستند ہیں اور عام طور پر اسی مسلک کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی سبب یہ نہیں کہ جانور کو آدمی پر فضیلت دی جائے، اگر فضیلت کا لحاظ ہوتا تو یہ بھی نامناسب ہوتا کہ گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ ہو اور آدمی کے لیے بھی ایک، کیونکہ یہ شکل بھی ایک جانور اور ایک مسلمان آدمی کو برابری کا درجہ دیتی ہے۔

دراصل اس مسلک کی بنا اس بات پر ہے کہ ایک آدمی کے پاس سامان حرب دوسرے پیدل آدمی سے زیادہ ہوتا ہے تقسیم میں اس تفریق کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو راہ خدا کے لیے گھوڑے تیار رکھنے کی طرف رغبت ہو۔ ظاہر ہے کہ گھوڑے کا حصہ بھی اس کے مالک ہی کو ملتا ہے نہ کہ گھوڑے کو۔ اپنے شیخ سے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود آپ اس مسئلہ میں توسع سمجھتے ہیں، اسی لیے آپ نے یہ مسئلہ ذکر کرنے کے بعد خلیفہ وقت کو لکھا ہے کہ امیر المومنین! آپ ان دونوں میں سے جس رائے کو مناسب سمجھیں، اختیار کریں۔ جو پالیسی آپ کو مسلمانوں کے حق میں بہتر اور مفید نظر آئے، اسے اختیار کیجیے کیونکہ اس میں آپ کے لیے کافی گنجائش ہے، ان شاء اللہ۔

لیکن آپ کا اپنا رجحان یہی ہے کہ گھڑ سوار کو کل تین حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ اسی رائے کو آپ نے اس کتاب میں مشرکوں اور باغیوں سے لڑائی کے ضمن میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔

گھڑ سوار کے حصوں میں فقہی مذاہب

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے وقت گھوڑے کو دو اور آدمی کو ایک حصہ دیا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1612)

ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ، ہم سے روایت ہے کہ محمد بن بشار نے انہوں نے عبدالرحمن بن مہدی سے انہوں نے سلیم بن اخضر سے اسی طرح کی حدیث نقل کی۔ اس باب میں مجمع بن جاریہ، ابن عباس اور ابن ابی عمرہ (سے ان کے والد) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری،

اوزاعی، مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گھڑ سوار کو تین حصے دیے جائیں ایک اس کا اور دو گھوڑے کے۔ جب کہ پیدل کو ایک حصہ دیا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1613)

دار الحرب میں داخل ہونے کے بعد گھوڑے کے ہلاک ہونے کا بیان

جو شخص سوار ہو کر دار الحرب میں داخل ہوا پھر اس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا تو وہ گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہوگا اور جو شخص پیدل داخل ہوا پھر اس نے کوئی گھوڑ خریدا تو وہ راجل کے حصے کا مستحق ہوگا اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں حکم اس کے برعکس ہے اور دوسری صورت میں ابن المبارک نے بھی امام ابوحنیفہ سے اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے نزدیک سرحد پار کرنے کی حالت کا اعتبار ہے اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک جنگ ختم ہونے کی حالت معتبر ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ استحقاق غنیمت کا سبب قہر اور جنگ ہے، لہٰذا ہر شخص کے حق میں وقت جنگ کی حالت معتبر ہوگی۔ اور اسرحد پار کرنا سبب استحقاق کا ذریعہ ہے جس طرح گھر سے نکلنا۔ اور جنگ پر احکام کو معلق کرنا جنگ پر واقف ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر جنگ پر واقفیت ناممکن ہو تو (اس صورت میں) جنگ میں شریک ہونے پر احکام متعلق ہوں گے، کیونکہ جنگ میں شریک ہونا جنگ کے قریب ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ سرحد پار کرنا ہی جنگ ہے، کیونکہ مجاوزت سے دشمن خائف ہو جاتا ہے اور مجاوزت کے بعد والی حالت حالتِ دوام ہے اور اس حالت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور اس لیے کہ جنگ کی حقیقت پر واقف ہونا دشوار ہے نیز میدانِ جنگ میں شرکت کرنے والوں پر مطلع ہونا بھی ناممکن ہے اس لیے کہ وہ مڈ بھیڑ کرنے کی حالت ہے لہٰذا مجاوزت کو جنگ کے قائم مقام قرار دیا جائے گا، کیونکہ مجاوزت ہی جنگ کا ظاہری سبب ہے جبکہ سرحد پار کرنے والا جنگ کے ارادے سے گیا ہو اس لیے ہر مجاہد کے حق میں حالت مجاوت ہی کا اعتبار ہوگا خواہ وہ فارس ہو کر داخل ہوا ہے۔

دار الحرب میں گھوڑا خرید کر جہاد کرنے والے کا حصہ

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سوار دو چند غنیمت کا اس وقت مستحق ہوگا جب دار الاسلام سے جدا ہونے کے وقت اس کے پاس گھوڑا ہو لہٰذا جو شخص دار الحرب میں بغیر گھوڑے کے آیا اور وہاں گھوڑا خرید لیا تو پیدل کا حصہ پائے گا اور اگر گھوڑا تھا مگر وہاں پہنچ کر مر گیا تو سوار کا حصہ پائے گا اور سوار کے دو چند حصہ پانے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کا گھوڑا مریض نہ ہو اور بڑا ہو یعنی لڑائی کے قابل ہو اور اگر گھوڑا بیمار تھا اور غنیمت سے قبل اچھا ہو گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ نہیں اور اگر بچھیرا تھا اور غنیمت کے قبل جوان ہو گیا تو نہیں اور اگر گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دار الحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (در مختار، کتاب الجہاد)

جب سوار ہو کر آنے والے نے پیدل جہاد کیا

جب کوئی مجاہد سوار ہو کر داخل ہوا، اور جگہ تنگ ہونے کی سبب سے اس نے پیدل جہاد کیا تو وہ (بالاتفاق) گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی سوار ہو کر داخل ہوا پھر اس نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا ہبہ کر دیا یا اجرت پر دیدیا یا رہن رکھ دیا تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن کی روایت میں وہ شخص فرسان کے حصے کا مستحق ہوگا یہ حکم مجاوزت کا اعتبار کرنے پر مبنی ہے، اور ظاہر الروایہ میں وہ راجل کے حصے کا حق دار ہوگا، کیونکہ ان تصرفات پر اس کا اقدام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرحد پار کرنے سے سوار ہو کر جنگ کرنا اس کا مقصد نہیں تھا۔ اور اگر جنگ کے بعد اس نے گھوڑا فروخت کیا تو (اس کے حق میں) فرسان کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب اس نے جنگ کی حالت میں گھوڑا فروخت کیا تو بھی بعض حضرات کے نزدیک یہی حکم ہے، مگر اصح یہ ہے کہ اس کے لیے سہم الفرسان نہیں ہوگا، کیونکہ فروخت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مقصد گھوڑے کی تجارت کرنا تھا مگر وہ اس کی قیمت بڑھنے کا منتظر تھا۔

مجاہد کے گھوڑے کا غصب ہو جانے کا بیان

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (ردمحتار، کتاب الجہاد، بیروت)

کِتَابُ الْاِحْبَاسِ

یہ کتاب وقف کے بیان میں ہے

وقف کی تعریف کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ وقف کا معنی یہ ہے کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اسطرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (فتاویٰ عالم گیری، کتاب الوقف)

اصل چیز روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع خرچ کرنا وقف کہلاتا ہے۔ اصل سے مراد وہ چیز ہے جو بعینہ بچی رہے اور اس کا نفع خرچ کیا جاسکے، مثلاً گھر، اور دوکانیں، اور باغات وغیرہ۔ اور نفع سے مراد وہ غلہ ہے جو اصل سے حاصل ہو مثلاً پھل اور اجرت اور گھروں میں رہائش وغیرہ کرنا۔

کسی بھی چیز کی اصل کو روک کر رکھنے اور اس میں ہبہ یا وراثت کے تصرف نہ کرنے بلکہ کسی بھی قسم کا تصرف نہ کرنے کو وقف کہا جاتا ہے تاکہ اس چیز کے نفع کو وقف کرنے والے کی ارادہ کے مطابق خیر و بھلائی کے کاموں میں صرف کیا جاسکے۔

شمس الائمہ امام سرخسی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غیر کی ملکیت سے مملوک کو روکنا ہے۔ اور اس کا سبب کامیابی حاصل کرنا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ واقف آزاد، بالغ، عاقل اور اس محل کا غیر منقول ہونا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ یہ زمین صدقہ کے طور پر مساکین کے لئے وقف ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۸، ص ۴۲۳، بیروت)

وقف کا حکم کا بیان

یہ ایسی نیکی ہے جو اسلام میں مستحب ہے، اس کی دلیل صحیح حدیث میں موجود ہے۔ صحیحین میں عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیبر کا کچھ مال ملا ہے، مجھے اس سے بہتر مال کبھی حاصل نہیں ہوا، آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں: تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اس کی اصل روکے رکھو اور اسے صدقہ کر دو، لیکن یہ ہے کہ اس اصل کو نہ تو ھبہ کیا جائے گا، اور نہ وہ وراثت بنے گا" تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فقراء و مساکین اور رشتہ داروں اور اللہ کے راستے، اور مسافروں اور مہمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل رک جاتے ہیں، صرف تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، یا ایسا

علم جس سے ان کے بعد نفع بھی حاصل کیا جاتا رہے، یا نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے"

اور جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وقف کے علاوہ کسی کی بھی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: (بلند و بالا عمارتیں اور خاص مساجد وقف کرنے میں آئمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس کے علاوہ میں ان کا اختلاف ہے۔

وقف کی شرائط کا بیان

وقف کرنے کے لیے شرط ہے کہ وہ جائز التصرف ہو، یعنی اس کا تصرف کرنا جائز ہو؛ وہ اس طرح کہ وقف کرنے والا شخص: بالغ، آزاد، اور عقلمند و سمجھدار ہو، لھذا بچے، بیوقوف، اور غلام کا وقف صحیح نہیں ہوگا۔

وقف دو امور میں سے ایک کے ساتھ ہوگا:

پہلا: وقف پر دلالت کرنے والا قول؛ مثلا وہ یہ کہے کہ: میں نے یہ جگہ وقف کی یا اسے مسجد بنایا۔

دوسرا: انسان کے عرف میں وقف پر دلالت کرنے والا کام: مثلا اس شخص کی طرح جس نے اپنے گھر کو مسجد بنا دیا، اور اس میں لوگوں کو نماز ادا کرنے کی عام اجازت دے دی، یا اس نے اپنی زمین کو قبرستان بنا کر لوگوں کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

وقف کے الفاظ کی اقسام

پہلی قسم: صریح الفاظ: مثلا وہ یہ کہے کہ: وقفت (وقف کر دیا) حبست، (میں نے روک لیا) سبلت (میں نے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا) سبیت (میں نے اللہ کے نام دیا) یہ صریح الفاظ ہیں؛ کیونکہ وقف کے علاوہ کسی معنیٰ کا احتمال نہیں؛ لھذا جب ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی ادا کیا تو اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ زیادہ کیے بغیر ہی وقف ہو جائے گا۔

دوسری قسم: کنایہ کے الفاظ: مثلا وہ یہ کہے: تصدقت (میں نے صدقہ کیا) حرمت (میں نے حرام کیا) ابدت (میں نے ہمیشہ کر دیا) یہ کنایہ کے الفاظ ہیں، کیونکہ یہ وقف کے علاوہ دوسرے معنیٰ کا بھی محتمل ہے۔

لھذا جب بھی اس نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بولا تو اس کے ساتھ وقف کی نیت کی شرط لگائی جائے گی، یا اس کے ساتھ کوئی صریح لفظ بولا جائے گا، یا اس کے ساتھ کنایہ کے دوسرے الفاظ میں سے کئی لفظ۔

صریح الفاظ کے ساتھ ملا کر بولنے کی مثال یہ ہے کہ مثلا وہ اس طرح کہے:

تصدقت بکذا صدقة موقوفة او محبسة او مسبلة اور مؤبدة (میں نے وقف صدقہ کیا، یا روکا ہوا یا خیرات کیا ہوا، یا ہمیشہ کے لیے

اور کنایہ کا لفظ وقف کے حکم کے ساتھ ملانے کی مثال یہ ہے کہ وہ اس طرح کہے: تصدقت بکذا صدقة لا تباع و لا تورث۔ میں نے ایسا صدقہ کیا جو نہ تو فروخت ہو سکتا ہے اور نہ ہی وراثت بن سکتا ہے۔

وقف صحیح ہونے کی شرائط کا بیان

اول: جس طرح بیان کیا جا چکا ہے کہ وقف کرنے والا تصرف کرنے کا اہل اور مجاز ہو۔

دوم: وقف کی جانے والی چیز ایسی ہو جس کا فائدہ مستقل طور پر اٹھایا جائے، اور اس کی اصل باقی رہے؛ لھذا ایسی چیز وقف کرنی صحیح نہیں جو فائدہ حاصل کرنے کے بعد باقی نہ رہے، مثلاً کھانا، اور غلہ وغیرہ

سوم: وقف کی جانے والی چیز معین ہو؛ لھذا غیر معین چیز وقف کرنا صحیح نہیں ہوگا، جس طرح کوئی یہ کہے: میں نے اپنے غلاموں اور عمارتوں میں سے کوئی غلام اور گھر وقف کیا۔

چہارم: وقف نیکی پر ہو؛ کیونکہ وقف کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے؛ مثلاً مساجد اور عمارتیں، اور رہائش گاہیں، اور کنویں اور نل وغیرہ، علمی کتب، مشکیں، لھذا نیکی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں؛ مثلاً کفار کی عبادت گاہوں کے لیے وقف کرنا، اور ملحدوں زندیق اور بے دین لوگوں کی کتابیں، اور درباروں کی روشنی یا اسے تعمیر کرنے کے لیے وقف کرنا، اور کیونکہ یہ سب کچھ معصیت وشرک اور کفر میں معاونت ہے۔

پنجم: وقف کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ اگر معین چیز ہو تو اس معین چیز کی ملکیت کا ثبوت ہونا شرط ہے، کیونکہ وقف ملکیت ہوتی ہے، لھذا جو مالک ہی نہیں اس پر وقف صحیح نہیں، مثلاً میت اور جانور۔

ششم: وقف صحیح ہونے میں شرط یہ ہے کہ: وقف پورا ہو، لھذا معلق اور مؤقت وقف کرنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی اپنی موت کے ساتھ وقف معلق کرتا ہے تو یہ جائز ہوگا۔

مثلاً وہ یہ کہے: جب میں مر جاؤں تو میرا گھر فقراء پر وقف ہے۔ اس کی دلیل ابوداود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی ثمغ نامی زمین صدقہ ہے۔ اور یہ مشہور ہو گیا اور کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا، تو یہ اجماع تھا، اور موت پر معلق وقف مال کے ثلث میں سے ہونا چاہیے، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہوگا۔

اور وقف کے احکام میں یہ شامل ہے کہ: وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق اس وقف میں کام کرنا واجب ہے، لیکن اگر شریعت کے مخالف ہو تو پھر نہیں، بلکہ اسے نیکی کے کام میں صرف کیا جائے گا، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں، لیکن ایسی شرط جو حرام کو حلال، یا حلال کو حرام کر دے" (یعنی اس پر عمل نہیں ہوگا)

اور اس لیے بھی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور اس کے لیے شرط بھی رکھی، اور اگر اس کی شرط پر عمل کرنا واجب نہ ہوتا تو اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں، اور اگر اس میں اس نے مقدار یا مستحقین میں سے کسی کو کسی ایک یا سب پر مقدم رکھنے کی شرط رکھی، یا مستحق میں کسی وصف کے معتبر ہونے کی شرط لگائی، یا کسی وصف کے نہ ہونے کی شرط لگائی، یا وقف پر نگرانی کی شرط رکھی، یا اس کے علاوہ تو جب تک وہ شرط کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو اس شرط پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی شرط نہ رکھے تو پھر مالدار اور فقیر مرد وعورت، سب وقف کی گئی چیز میں برابر ہونگے۔

اور جب وقف کرنے والا وقف کے نگران کی تعیین نہ کرے، یا اس نے کسی شخص کو متعین کیا اور مر گیا، تو معین ہونے کی صورت میں نگرانی ہوگی، اور اگر وقف کسی ادارے وغیرہ پر ہو یعنی مساجد یا ان کے لیے وقف ہو جن کا شمار ممکن نہ ہو مثلا مساکین، تو پھر نگرانی حاکم وقت خود کرے گا، یا جس کو وہ مقرر کرے۔

نگران کو اللہ تعالی کا ڈر اور تقوی اختیار کرتے ہوئے وقف کی نگرانی اچھے اور احسن انداز میں کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس کے ذمہ امانت ہے۔

اور جب وہ اپنی اولاد پر وقف کرے تو اس کے مستحقات میں مرد و عورت سب برابر ہونگے، کیونکہ یہ ان سب میں مشترکہ ہے، اور شراکت کا اطلاق استحقاق میں برابری کا متقاضی ہے؛ جس طرح اگر اس نے ان کے لیے کوئی چیز مقرر کردی تو وہ ان کے درمیان برابر ہوگی؛ تو اسی طرح جب اس نے ان پر کوئی چیز وقف کی، پھر اس کی صلبی اولاد کے بعد وقف ان کے بیٹوں کی اولاد پوتے پوتیوں میں منتقل ہو جائے گا، نہ کہ بیٹی کی اولاد میں، کیونکہ وہ تو کسی اور آدمی کی اولاد میں سے ہیں، لھذا تو اپنے باپ کی طرف منسوب ہونگے، اور اس لیے بھی کہ وہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے تحت نہیں:

فرمان باری تعالی ہے: (اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے)۔

اور کچھ علماء کرام ایسے بھی ہیں جو انہیں لفظ اولاد میں شامل کرنے کی رائے رکھتے ہیں؛ کیونکہ بیٹیاں بھی اولاد ہیں، تو اس طرح طرح اولاد کی اولاد اس کی حقیقی اولاد ہے۔ واللہ تعالی اعلم

اور اگر وہ یہ کہے: میرے بیٹوں پر وقف ہے، یا فلاں کے بیٹوں پر، وقف کو ان کے صرف مردوں کے خاص کردیا؛ کیونکہ لفظ بنین حقیقتا اسی کے وضع کیا گیا ہے۔

فرمان باری تعالی ہے: (کیا اس کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے)۔

لیکن یہ ہے کہ جن کے لیے وقف کیا گیا ہے اگر وہ قبیلہ ہو؛ مثلا بنو ہاشم، اور بنو تمیم، تو اس میں عورتیں بھی داخل ہونگی؛ کیونکہ قبیلے کا نام مرد و عورت دونوں کو شامل ہے۔

لیکن اگر اس نے جماعت، اور گروہ جن کا شمار ممکن ہو کے لیے وقف کیا؛ تو انہیں عام رکھنا، اور ان میں برابری قائم کرنا واجب ہے، اور اگر ان کا شمار ناممکن ہو مثلا بنو ہاشم، ار بنو تمیم؛ تو پھر انہیں عام رکھنا واجب نہیں؛ کیونکہ یہ ناممکن ہے، اور ان کے بعض افراد پر ہی اقتصار کرنا، اور کچھ کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز ہے۔

اور وقف ایسی چیز ہے جو ان معاہدوں میں سے ہے جو صرف قول سے ہی لازم ہو جاتا ہے، جس کا فسخ کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "اس کی فروخت نہیں کی جائے، اور نہ ہبہ ہوگی اور نہ ہی وراثت بنے گی"۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس حدیث پر عمل ہے۔

لھذا اس کا فسخ اور ختم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے، اور نہ ہی فروخت کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی آپس میں اسے

منتقل کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر اس کا فائدہ مکمل طور پر تعطل کا شکار ہو جائے، مثلاً گھر منہدم ہو گیا، اور وقف کی آمدن سے اسے تعمیر کرنا ناممکن ہو، یا زرعی زمین خراب ہو جائے، اور بے آباد ہو جائے، جس کو وادی کے کناروں کے ساتھ آباد کرنا بھی ناممکن ہو، یا وقف کی آمدن میں بھی اتنا کچھ نہ ہو جو اسے آباد کر سکے، تو اس حالت میں ہو جانے والا وقف فروخت دیا جائے گا، اور اس کی قیمت اسی طرح کے وقف میں صرف کی جائے گی؛ کیونکہ یہ وقف کرنے والے کے مقصد کے زیادہ قریب ہے، اور اگر مکمل اس جس طرح کا حصول ناممکن ہو، تو پھر اس سے ملتے جلتے میں صرف کر دیا جائے؛ اور اس کے بدلے میں دوسری چیز صرف خریدنے سے ہی وقف بن جائے گی۔

باب

یہ باب عنوان کے بغیر ہے

3596 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ الَّتِىْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَرَّةً اُخْرٰى صَدَقَةً .

☆☆ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وراثت میں) کوئی دینار کوئی درہم کوئی غلام یا کوئی کنیز نہیں چھوڑے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں) صرف آپ کا خچر شہباء تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلحہ تھا، یا ایک زمین تھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نام پر وقف کیا ہوا تھا۔

قتیبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ لفظ "صدقہ" نقل کیا ہے۔

3597 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُوْلُ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً .

☆☆ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکے میں صرف اپنا سفید خچر، اپنے ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی تھی، جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

3598 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ

3596-اخرجه البخاري في الشروط، باب الوصايا (الحديث 2739)، و في الجهاد، باب بغلة النبي صلى الله عليه وسلم البيضاء (الحديث 2873) مختصراً، و في فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته (الحديث 3098) مختصراً، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4461) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ميراث رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 382) مختصراً . و اخرجه النسائي في الاحباس، 1 . (الحديث 3597 و 3598) مختصراً . تحفة الاشراف (10713) .

3597-تقدم (الحديث 3596) .

3598-تقدم (الحديث 3596) .

قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ اِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً .

★★ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ نے ترکے میں صرف اپنا خچر شہباء اپنے ہتھیار اور ایک زمین چھوڑی تھی جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

باب الْاِحْبَاسِ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحَبْسُ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِيْ خَبَرِ بْنِ عُمَرَ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ وقف کے احکام وقف کو کس طرح تحریر کیا جائے گا؟

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ حدیث میں ابن عون سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3599 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ اَصَبْتُ اَرْضًا مِنْ اَرْضِ خَيْبَرَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا اَحَبَّ اِلَيَّ وَلَا اَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهَا . قَالَ "اِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا". فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ - فِي الْفُقَرَاءِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا وَّيُطْعِمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ مجھے خیبر کی زمین میں سے کچھ زمین ملی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے زیادہ پسندیدہ زمین مجھے کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو' تو اُسے صدقہ کر دو' تم اسے اس شرط پر صدقہ کرو کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا' اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا اور یہ غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مہمانوں اور مسافروں کے لیے صدقہ ہے' جو شخص اس کا نگران بنتا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طریقے سے خود اس میں سے کچھ کھالیتا ہے' جبکہ وہ مال جمع کرنے والا نہ ہو اور وہ (اپنے کسی دوست وغیرہ کو) اس میں سے کچھ کھلا بھی سکتا ہے"۔

3600 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

3599-اخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 1633/عام) . و اخرجه النسائي في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3600)، و باب حبس المشاع (الحديث 3607) مختصراً . تحفة الاشراف (10557) .

3600-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3599) .

★★ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3601 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَبْتُ اَرْضًا لَّمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِيْ فَكَيْفَ تَاْمُرُ بِهٖ قَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ وَلَا تُوْرَثَ - فِى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے کبھی ایسی کوئی زمین نہیں ملی' جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو' تو اس کی اصل اپنے پاس رکھو اور اس کی (پیداوار کو) صدقہ کر دو' اس شرط پر کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا' اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا' یہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوگی (اور اس کی پیداوار کو صدقے کے طور پر) غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) مہمانوں' مسافروں کو دیا جائے گا' جو شخص اس کا نگران ہو' اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طور پر اس میں سے خود کچھ کھالیتا ہے' یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے' بشرطیکہ وہ مال کے طور پر اُسے جمع کرنے والا نہ ہو"۔

3602 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْمَرَهٗ فِيْهَا فَقَالَ اِنِّىْ اَصَبْتُ اَرْضًا كَثِيْرًا لَّمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُ فِيْهَا قَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنَّهٗ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوْهَبُ - فَتَصَدَّقَ بِهَا فِى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَفِى الرِّقَابِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ - يَعْنِىْ - عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ اللَّفْظُ لِاِسْمَاعِيْلَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ لیا' انہوں نے عرض کی: مجھے بہت زیادہ زمین مل گئی ہے' مجھے ایسی زمین

3601-اخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في الوقف (الحديث 2737)، و في الوصايا، باب الوقف كيف يكتب (الحديث 2772)، وباب الوقف للغني و الفقير و الضيف (الحديث 2773) مختصراً، و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 15 و 1633 عام) و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يوقف الوقف (الحديث 2878) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب في الوقف (الحديث 1375) . و اخرجه النسائي في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3602 و 3603) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من وقف (الحديث 2396) . تحفة الاشراف (7742) .

3602-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601) .

کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ اچھی ہو، آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم چاہو، تو اس کی اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط پر صدقہ کیا کہ اُسے فروخت نہیں کیا جا سکے گا' ہبہ نہیں کیا جا سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پیداوار کو غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مجاہدین' مسافروں' مہمانوں کے لیے صدقہ کر دیا اور جو شخص اس کا نگران تھا، اس پر کوئی گناہ نہ ہوتا' اگر وہ خود اس میں سے کچھ کھا لیتا، یا اپنے کسی دوست کو بھی کچھ کھلا دیتا' بشرطیکہ وہ مال اکٹھا کرنے والا نہ ہو۔

روایت کے یہ الفاظ اسمٰعیل نامی راوی کے ہیں۔

3603 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْمِرُهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا". فَحَبَّسَ اَصْلَهَا اَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ وَلَا تُوْرَثَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِى الْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ.

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے اس بارے میں مشورہ لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل زمین اپنے پاس رکھی (اور اس شرط پر اس کی پیداوار کو صدقہ کیا) کہ اس زمین کو فروخت نہیں کیا جا سکے گا' ہبہ نہیں کیا جا سکے گا' وراثت میں منتقل نہیں کیا جا سکے گا اور اس کی پیداوار' غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مسکینوں' مسافروں' مہمانوں کے لیے صدقہ ہو گی' جو شخص اس کا نگران ہو گا' اسے کوئی گناہ نہیں ہو گا اگر وہ مناسب طور پر خود اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے' بشرطیکہ وہ مال کے طور پر خود اسے جمع نہ کرے۔

3604 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِنَّ رَبَّنَا لَيَسْاَلُنَا عَنْ اَمْوَالِنَا فَاُشْهِدُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَرْضِيْ لِلّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ فِيْ

3603-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601) .

3604-اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 43) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة باب في صلة الرحم (الحديث 1689) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قول تعالى (لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون) (الحديث 87) . تحفة الاشراف (315) .

حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ"۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تم لوگ اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک اس چیز کو خرچ نہیں کرتے، جسے تم پسند کرتے ہو''۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کی: ہمارے پروردگار نے ہم سے ہمارے اموال طلب کیے ہیں یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں اپنی زمین اللہ کے نام پر دے رہا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم یہ اپنے قریبی رشتے داروں' حسان بن ثابت اور اُبی بن کعب کو دے دو''۔

باب حَبْسِ الْمَشَاعِ ۔

یہ باب ہے کہ مشترکہ ملکیت والی چیز کو وقف کردینا

3605 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِيْ لِيْ بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهَا قَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهَا ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "احْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: خیبر میں مجھے جو (مالِ غنیمت) کے سو حصے (یعنی زمین) ملے ہیں' مجھے اس سے بہترین زمین کبھی نہیں ملی' میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے صدقہ کردوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اصل زمین اپنے پاس رہنے دو اور اس کے پھل کو صدقہ کردو''۔

3606 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ عُمَرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ مَالًا لَمْ اُصِبْ مِثْلَهٗ قَطُّ كَانَ لِيْ مِائَةُ رَاْسٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهَا مِائَةَ سَهْمٍ مِّنْ خَيْبَرَ مِنْ اَهْلِهَا وَاِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَقَرَّبَ بِهَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ قَالَ "فَاحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے اس طرح کی زمین کبھی نہیں ملی' میرے پاس سو جانور تھے' میں نے ان کے ذریعے خیبر کے سو حصوں کو ان کے مالکان سے خرید لیا ہے' اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کروں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3605-اخرجه النسائي في الاحباس، باب حبس المشاع (الحديث 3606) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من وقف (الحديث 2397) . تحفة الاشراف (7902) .

3606-تقدم (الحديث 3605) .

''تم اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔

3607 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْضٍ لِّيْ بِثَمْغٍ قَالَ ''اَحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا''۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''ثمغ'' نامی جگہ پر موجود اپنی زمین کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس کے پھل کو صدقہ کر دو''۔

مشترکہ چیز کے وقف کا بیان

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشترکہ چیز کا وقف جائز ہے کیونکہ تقسیم کرنا یہ قبضہ مکمل ہونے میں سے ہے حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشاع پر قبضہ شرط نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لوازمات ضروری ہیں۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشاع کا وقف جائز نہیں ہے کیونکہ یہاں اصل میں قبضہ شرط ہے پس اس کو پورا کرنے والی چیز پر بھی قبضہ شرط ہوگا۔ اور یہ اختلاف اس چیز کے بارے میں جو تقسیم کے لائق ہو مگر جب جو چیز تقسیم کے قابل ہی نہیں ہے اس میں امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی مشاع کا وقف جائز ہے۔ کیونکہ آپ نے اس میں حوالے کردہ ہبہ اور صدقہ پر قیاس کیا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مسجد اور قبرستان کا استثنی کیا گیا ہے کیونکہ وہ تقسیم کے قابل نہیں ہیں اور ان کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے مشاع کے جواز کے باوجود وقف جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں شرکت کا باقی رکھنا یہ اللہ کے لئے خاص کرنے کو مانع ہے۔ کیونکہ مسجد و مقبرہ میں مہایات کا متعین نہایت بری بات ہے کیونکہ ایک سال میں مردوں کا دفن کیا جائے اور ایک سال اس میں زراعت کی جائے اور ایک وقت اس میں نماز پڑھی جائے اور دوسرے وقت میں اس کو اصطبل بنا دیا جائے۔ بہ خلاف وقف کے کیونکہ اس میں کرایہ اور غلہ تقسیم ممکن ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الوقف، لاہور)

مشاع کا فقہی مفہوم

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جزو غیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع باقی رہے جس طرح زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جس طرح حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کر دینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہو جاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الوقف)

3607-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3599)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کا مجھ سے مول کرلو۔ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کا مول لیں گے۔

(بخاری، رقم الحدیث،: 6771)

گویا نجار نے اپنی مشترکہ زمین مسجد کے لئے وقف کردی تو باب کا مطلب نکل آیا لیکن ابن سعد نے طبقات میں واقدی سے یوں روایت کی ہے کہ آپ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیمت ادا کی۔ اس صورت میں بھی باب کا مقصد نکل آئے گا اس طرف سے کہ پہلے بنی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔ واقدی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے قیمت اسلئے دی کہ دو یتیم بچوں کا بھی اس میں حصہ تھا۔

مشترکہ زمین کے وقف کا بیان

زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کردیا تو اسکا بٹوارہ شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہوگیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کردی تو وقف وغیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کردے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔

ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کردے تو باہم تقسیم کرکے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی کل زمین وقف کردی تھی اس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔

دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کردیئے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب ہے مگر تقسیم میں اُس زمین کا اچھا ٹکڑا اس کے حصہ میں آیا اس سبب سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا ملا اس سبب سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں، چند مکانات میں اس کے حصے ہیں اس نے اپنے کل حصے وقف کردیئے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری، کتاب الوقف)

مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اس کی مِلک ہے وقف نہیں۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب وقف)

باب وَقْفِ الْمَسَاجِدِ ۔

یہ باب مساجد کو وقف کرنے کے بیان میں ہے

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عام وقف میں اور مسجد کے وقف میں فرق کیا ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ جب تک حاکم حکم نہ دے یا وہ موت کے بعد موصی بہ کی طرف مضاف نہ ہو جس کی طرف اس نے لوٹنا ہے۔ جبکہ مسجد اس کی جانب لوٹنے والی نہیں ہے نہ اس کی بیع ہے اور نہ اس سے وراثت ہے۔ بیشک وقف میں دو معانی جمع ہو گئے ہیں۔ (۱) حبس (۲) صدقہ۔ پس وہ کہے گا میں نے وقف کیا ہے تو پس وہ اپنی ملکیت کے عین کو وقف کرنے والا ہے۔ اور جب اس نے یہ کہا کہ میں نے اپنی زمین سے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس میں کچھ باقی نہ رہے گی۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۹، ص ۵۰۰ بیروت)

مسجد بنانے سے زوال ملکیت کا بیان

اور جب کسی نے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس مسجد سے اس وقت ختم ہو جائے گی جب اس نے مسجد کا راستہ نکال کر اپنی ملکیت سے الگ کر دیا ہے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینے والا ہے۔ اور جب اس میں ایک آدمی نے نماز پڑھ لی ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس مسجد سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ اور افراز اسی لئے لازمی ہے کہ اس کے بغیر وہ خاص اللہ کے لئے نہ ہوگا اور اس میں نماز پڑھنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ طرفین کے نزدیک وقف کے صحیح ہونے کے لئے حوالے کر دینا شرط ہے۔ اور وقف میں جس طرح حوالے کرنا ضروری ہے اسی طرح اس میں تسلیم بھی شرط ہے اور مسجد کی تسلیم اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینا ہے۔ یا اس طرح کہا جائے گا کہ جب مسجد پر بطور حقیقت قبضہ ناممکن ہے تو اس کے مقصد کو بجالانا یہ اس کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا۔

طرفین کی ایک روایت کے مطابق تسلیم کے لئے ایک شخص کا نماز پڑھنا بھی کافی ہے کیونکہ پوری جنس کا عمل ناممکن ہے پس جنس کا کم تر فرد کی شرط کافی ہوگی۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے دوسری روایت یہ ہے کہ نماز باجماعت شرط ہے کیونکہ عام طور پر مسجد نماز کی جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بنانے والے جب یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد بنایا تو اس سے ہی اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک تسلیم کی شرط نہیں ہے کیونکہ بندے سے اس کے حق کا اسقاط ہے جو بندے سے ساقط ہوتے ہی اللہ کے لئے ہو جائے گا۔ جس طرح اعتاق میں ہوتا ہے۔ جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔

درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں ان جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اُسی کی ملک ہے جس کی ملک میں پہلا تھا۔

(فتح القدیر، باب الوقف)

3608 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ - وَذَاكَ اَنِّیْ قُلْتُ لَهٗ اَرَاَيْتَ اعْتِزَالَ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ مَا كَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَحْنَفَ يَقُوْلُ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَاَنَا حَاجٌّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِیْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتٰی اٰتٍ فَقَالَ قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِی الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعْتُ فَاِذَا يَعْنِی النَّاسَ مُجْتَمِعُوْنَ وَاِذَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ نَفَرٌ قُعُوْدٌ فَاِذَا هُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَّالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا قُمْتُ عَلَيْهِمْ قِيْلَ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَدْ جَآءَ - قَالَ - فَجَآءَ وَعَلَيْهِ مُلَيَّةٌ صَفْرَاءُ فَقُلْتُ لِصَاحِبِیْ كَمَا اَنْتَ حَتّٰی اَنْظُرَ مَا جَآءَ بِهٖ . فَقَالَ عُثْمَانُ اَهَا هُنَا عَلِیٌّ اَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوْا نَعَمْ .

قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَابْتَعْتُهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّی ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ . قَالَ "فَاجْعَلْهُ فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهٗ لَكَ" . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُوْمَةَ . قَالَ "فَاجْعَلْهَا سِقَايَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَاَجْرُهَا لَكَ" .

قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يُّجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰی مَا يَفْقِدُوْنَ عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ .

★★ حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب عمر بن جاوان تھے میں نے ان سے کہا: کہ آپ نے یہ بات ملاحظہ کی ہے کہ احنف بن قیس ہر چیز سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں' تو انہوں نے بتایا: کہ میں نے احنف کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: کہ ایک مرتبہ میں حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ آیا' تو ہم اپنی پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور اپنے پالان رکھ رہے تھے' کہ اسی دوران ایک شخص آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں' جب میں وہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں اور ان کے درمیان کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' وہ لوگ حضرت علی بن ابوطالب' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے' میں ان کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو یہ کہا گیا: کیا حضرت عثمان غنی بھی تشریف لے آئے ہیں؟

راوی کہتے ہیں: پھر وہ بھی آ گئے' اس وقت انہوں نے زرد رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی' میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم نے یہیں رہنا ہے' جب تک میں اس بات کا جائزہ نہیں لیتا کہ وہ کیا حکم لے کر آئے ہیں' تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں

3608-تقدم (الحديث 3182) .

حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص بنوفلاں کی زمین کو خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے اس زمین کو خریدا تھا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بنوفلاں کی زمین کو خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے تم ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''جو شخص بئر رومہ کو خرید ے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اُس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص غریب لشکر کو ساز و سامان فراہم کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے ان لوگوں کو ساز و سامان فراہم کیا تھا' یہاں تک کہ میں نے انہیں رسّی اور نکیل تک فراہم کی تھی' تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

3609 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتَانَا اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوْا . فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا

3609-تقدم (الحديث 3182) .

النَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلٰى نَفَرٍ فِيْ وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَاِذَا عَلِيٌّ وَّالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَاِنَّا لَكَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَاْسَهُ فَقَالَ اَهَا هُنَا عَلِيٌّ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِيْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" . فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ اَلْفًا اَوْ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ "اجْعَلْهَا فِيْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهُ لَكَ" . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" . فَابْتَعْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا . قَالَ "اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَاَجْرُهَا لَكَ" . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ .

قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَقَالَ "مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ اللّٰهُ غَفَرَ لَهُ" . يَعْنِيْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُوْنَ عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ .

☆★ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ہم لوگ مدینہ منورہ آئے ہمارا مقصد حج کرنا تھا' ابھی ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور ہم اپنے پالان اتار رہے تھے اسی دوران ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں جمع ہو گئے ہیں اور وہ خوفزدہ ہیں' تو ہم لوگ بھی وہاں گئے' وہاں لوگ اکٹھے ہو چکے تھے اور چند لوگ مسجد کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حضرت علی' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے' ابھی یہی صورت حال جاری تھی ،اسی دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے' انہوں نے زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنے سر پر بھی چادر لی ہوئی تھی' انہوں نے دریافت کیا: کیا علی یہاں ہیں؟ کیا طلحہ یہاں ہیں؟ کیا زبیر یہاں ہیں؟ کیا سعد یہاں ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''جو شخص بنوفلاں کی زمین کو خرید ے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے بیس (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) پچیس ہزار کے عوض اس زمین کو خریدا تھا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو' اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات پر) ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ

بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:
''جو شخص بئر رومہ کو خرید ے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا''۔
تو میں نے اسے اتنی رقم کے عوض میں خرید لیا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی کہ میں نے اتنی رقم کے عوض میں اسے خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
''تم اسے مسلمانوں کے استعمال کرنے کے لیے وقف کردو' اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔
تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔
پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی صورت حال کا جائزہ لیا تھا اور پھر فرمایا تھا:
''جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا''۔
(راوی کہتے ہیں: یعنی نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:) تو میں نے ان لوگوں کو سامان فراہم کیا تھا' یہاں تک کہ میں نے انہیں رسیاں اور لگامیں بھی فراہم کی تھیں تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔
تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! تو گواہ رہنا! اے اللہ! تو گواہ رہنا! اے اللہ! تو گواہ رہنا!

3610 - اَخْبَرَنِىْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِى الْحَجَّاجِ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ "مَنْ يَّشْتَرِىْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلُ فِيْهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهُ مِنْهَا فِى الْجَنَّةِ" . فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِىْ فَجَعَلْتُ دَلْوِىْ فِيْهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِىْ مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّىْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِىْ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّشْتَرِىْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِى الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهُ مِنْهَا فِى الْجَنَّةِ" .
فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِىْ فَزِدْتُهَا فِى الْمَسْجِدِ وَاَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِىْ اَنْ اُصَلِّىَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرٍ ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَرَكَضَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ "اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِىٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ" . قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا لِىْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . يَعْنِىْ اَنِّىْ شَهِيْدٌ .

3610-اخرجه الترمذي في المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه (الحديث 3703) . تحفة الاشراف (9785) .

☆☆ ثمامہ بن حزن بیان کرتے ہیں کہ میں اُس وقت وہاں موجود تھا' جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (اپنے) گھر سے جھانک کرلوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا لوگ یہ بات جانتے ہو کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا اور کوئی کنواں نہیں تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''جو شخص بئر رومہ کو خرید کر' اس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کردے (یعنی اُسے مسلمانوں کے عام استعمال کے لیے وقف کردے) تو اسے جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا''۔

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خرید لیا اور میں نے اس کے بارے میں اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دیا (یعنی میں نے اُسے وقف کر دیا) آج تم لوگ مجھے اسی کنوئیں سے پانی حاصل کرنے سے روک رہے ہو' یہاں تک کہ مجھے سمندر کا پانی (یعنی نمکین پانی) پینا پڑ رہا ہے' لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال میں سے جیش عسرت کو سامان فراہم کیا تھا؟ تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مسجد' نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''آل فلاں کی زمین خرید کر کون شخص مسجد میں توسیع کرے گا' اسے اس کے عوض میں جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا''

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خریدا تھا اور میں نے اس مسجد میں توسیع کروائی تھی' اب تم لوگ مجھے اُسی مسجد میں دو رکعات نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر موجود تھے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور میں تھا' تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مار کر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''اے ثبیر! اپنی جگہ پر رہو' تم پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں''۔

تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دی ہے' رب کعبہ کی قسم! (راوی کہتے ہیں:) یعنی میں شہید ہوں گا۔

3611 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ

3611-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9842) .

حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عُثْمَانَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ حِيْنَ حَصَرُوْهُ فَقَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْجَبَلِ حِيْنَ اهْتَزَّ فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ "اسْكُنْ فَاِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ". وَاَنَا مَعَهُ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ يَقُوْلُ "هٰذِهٖ يَدُ اللّٰهِ وَهٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ". فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ يَقُوْلُ "مَنْ يُّنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً". فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَّالِیْ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ يَّزِيْدُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ". فَاشْتَرَيْتُهُ مِنْ مَّالِیْ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا شَهِدَ رُوْمَةَ تُبَاعُ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَّالِیْ فَاَبَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ.

★★ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو انہوں نے لوگوں کی طرف جھانک کر ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے پہاڑ والے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا' اس وقت جب وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا تھا اور فرمایا تھا:

''تم اپنی جگہ پر رہو' تم پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں''۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا' تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی کہ (یہ واقعہ ہوا تھا)

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جو بیعت رضوان کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''یہ اللہ کا ہاتھ ہے' اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے''۔

تو کئی افراد نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے جیش عسرت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''کون شخص مقبول خرچ کرے گا؟''

تو میں نے اپنے مال میں سے آدھے لشکر کو سامان فراہم کیا تھا' تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی (کہ ایسا ہی ہوا تھا)۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص اس مسجد میں توسیع کروائے گا' اُسے جنت میں گھر ملے گا''

تو میں نے اپنے مال میں سے اس جگہ کو خریدا تھا تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اُس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جو رومہ کنوئیں کے موقع پر موجود تھا' جسے فروخت کیا جا رہا تھا تو میں نے اُسے اپنے مال میں سے خریدا تھا اور میں نے اُسے مسافروں تک کے لیے مباح کر دیا تھا' تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

3612 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ فِىْ دَارِهٖ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَ دَارِهٖ - قَالَ - فَاَشْرَفَ عَلَيْهِمْ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ منقول ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں:

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا گیا' تو کچھ لوگ ان کے گھر کے آس پاس جمع ہو گئے' تو انہوں نے ان لوگوں کی طرف جھانک کر دیکھا' (اور فرمایا:) اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3612-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الوصايا، باب اذا وقف ارضا او بئرا او اشترط لنفسه مثل ولاء المسلمين (الحديث 2778) تعليقاً . و الترمذي في المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه (الحديث 3699) . تحفة الاشراف (9814) .

كِتَابُ الْوَصَايَا

یہ کتاب وصیت کے بیان میں ہے

وصایا کے لغوی وفقہی مفہوم کا بیان

وصایا وصیت کی جمع ہے خطایا خطیہ کی جمع ہے وصیت اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارثوں سے یہ کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یہ فلاں فلاں کام کرنا مثلاً میری طرف سے مسجد بنوا دینا، کنواں بنوا دینا، یا مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اتنا روپیہ دیدینا یا فلاں شخص کو اتنا روپیہ یا مال دے دینا یا فقراء و مساکین کو طعام وغلہ یا کپڑے تقسیم کر دینا وغیرہ وغیرہ اور یا جو فرائض و واجبات مثلاً نماز اور زکوۃ وغیرہ اس کی غفلت کی وجہ سے قضاء ہو گئے تھے ان کے بارے میں اپنے ورثاء سے کہے کہ یہ ادا کر دینا یا ان کا کفارہ دے دینا اسی طرح بعض مواقع پر وصیت نصیحت کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

علماء ظواہر (یعنی وہ علماء جو بہر صورت قرآن وحدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہیں) کے نزدیک وصیت کرنا واجب ہے جبکہ دوسرے تمام علماء کے ہاں پہلے تو وصیت واجب تھی یعنی اپنے اختیار سے والدین اور رشتہ داروں کے لئے اپنے مال واسباب میں سے حصے مقرر کرنا جانا ہر مال دار پر واجب تھا لیکن جب آیت میراث نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تمام حصے متعین ومقرر فرما دئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اسی لئے وارث کے لئے وصیت کرنا درست نہیں ہے البتہ آیت میراث کے بعد بھی تہائی مال میں وصیت کرنے کا اختیار باقی رکھا گیا تاکہ اگر کوئی شخص اپنے آخری وقت میں فی سبیل اللہ مال خرچ کر کے اپنی عمر بھی کی تقصیرات مثلاً بخل وغیرہ کا کفارہ اور مکافات کرنا چاہے تو یہ سعادت حاصل کر لے یا اگر اپنے کسی دوست یا دور کے رشتہ دار یا خادم وغیرہ کو کچھ دینا چاہے تو اس تہائی میں سے دیکر اپنا دل خوش کر لے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی قرض وغیرہ ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کی ادائیگی و واپسی کی وصیت کر جائے اور اس بارے میں ایک وصیت نامہ لکھ کر اس پر گواہیاں کرالے۔

باب الْكَرَاهِيَةِ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ

یہ باب ہے کہ وصیت میں تاخیر کرنا مکروہ ہے

3613 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

3613-تقدم (الحديث 2541) .

قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ کہ تم اس وقت صدقہ کرو جب تم تندرست ہو مال سے دلچسپی بھی ہو غربت کا اندیشہ بھی ہو اور زندہ رہنے کی اُمید بھی ہو تم اسے اس وقت تک مؤخر نہ کرو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے اور پھر تم کہو کہ فلاں کو اتنا مل جائے حالانکہ وہ تو ویسے ہی فلاں کو مل جاتا ہے"۔

3614 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ". قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْلَمُوْا اَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ وَمَالُ وَارِثِكَ مَا اَخَّرْتَ".

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جس کے وارث کا مال، اس کے نزدیک اس کے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک شخص کے نزدیک اُس کا اپنا مال ہی اس کے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہوگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ بات جان لو کہ تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہوتا ہے' تمہارا مال وہ ہے، جو تم (صدقہ کرکے) آگے بھیج دیتے ہو اور جو تم (اپنے پیچھے دنیا میں) چھوڑ جاتے ہو' وہ تمہارے وارث کا مال ہے"۔

3615 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "(اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ) قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَاِنَّمَا مَالُكَ مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ".

★★ مطرف اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں (پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:)

3614-اخرجه البخاري في الرقاق، باب ما قدم من ماله فهو له (الحديث 6442) مختصراً . تحفة الاشراف (9192) .

3615-اخرجه مسلم في الزهد و الرقاق، . (الحديث 3) . و اخرجه الترمذي في الزهد، باب (منه) (الحديث 2342)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التكاثر) (الحديث 3354) . تحفة الاشراف (5346) .

''کثرت تمہیں غافل کر دے گی' یہاں تک کہ تم قبرستان پہنچ جاؤ گے''۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''آدم کا بیٹا یہی کہتا رہتا ہے' میرا مال' میرا مال، حالانکہ تمہارا مال وہ ہے، جسے تم کھا کر ختم کر دیتے ہو، یا پہن کر پرانا کر دیتے ہو، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیتے ہو''۔

3616 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ سَمِعَ اَبَا حَبِيبَةَ الطَّائِيَّ قَالَ اَوْصَى رَجُلٌ بِدَنَانِيرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَسُئِلَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَعْتِقُ اَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا يَشْبَعُ".

★★ ابوحبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کی راہ میں کچھ دینار دینے کی وصیت کی' یہ مسئلہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا:

''جو شخص مرنے کے قریب غلام آزاد کرتا ہے، یا صدقہ کرتا ہے' اس کی مثال اس طرح ہے، جیسے کوئی شخص خود سیر ہو جانے کے بعد کوئی چیز کسی کو تحفے کے طور پر دیتا ہے''۔

3617 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ اَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو' جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں ایسے ہی گزر جائیں (اور اس نے کوئی وصیت نہ کی ہو) اس کی وصیت اس شخص کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے''۔

3618 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو' جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں گزر جائیں (اور اس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی

3616-اخرجه ابو داؤد في العتق، باب في فضل العتق في الصحة (الحديث 3968) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يتصدق او يعتق عند الموت (الحديث 2123) مطولاً . تحفة الاشراف (10970) .

3617-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8085) .

3618-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2738) . تحفة الاشراف (8382) .

ہونی چاہیے''۔

3619 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اپنے قول کے طور پر یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

3620 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ فَاِنَّ سَالِمًا اَخْبَرَنِىْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ ثَلَاثُ لَيَالٍ اِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتُهُ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَرَّتْ عَلَىَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِىْ وَصِيَّتِىْ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ تین دن گزر جائیں اور (اس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے' اس کے بعد میری وصیت ہمیشہ میرے پاس لکھی ہوتی ہے۔

3621 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَىْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ فَيَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ" .

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو' جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو' پھر وہ تین راتوں تک (اس کی وصیت تحریر نہ کرے) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے''۔

باب هَلْ اَوْصَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟

3622 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ

3619-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (7751) ـ

3620-اخرجه مسلم في الوصية، ـ (الحديث 4م) ـ تحفة الاشراف (7000) ـ

3621-اخرجه مسلم في الوصية، ـ (الحديث 4م) ـ تحفة الاشراف (6896) ـ

حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ۔ قُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَی الْمُسْلِمِيْنَ الْوَصِيَّةُ قَالَ اَوْصٰی بِكِتَابِ اللّٰهِ ۔

☆☆ طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میں نے دریافت کیا: پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ آپ نے مسلمانوں کے لیے وصیت کو لازم قرار دیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق وصیت کی تھی (اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی وصیت کی تھی)۔

3623 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْاَعْمَشِ وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰی بِشَیْءٍ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار کوئی درہم کوئی بکری کوئی اونٹ (ترکے میں) نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے کسی چیز کے بارے میں کوئی وصیت کی۔

3624 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّمَا اَوْصٰی ۔

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی درہم کوئی دینار کوئی بکری کوئی اونٹ نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے وصیت کی۔

3625 - اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَا حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰی ۔ لَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرٌ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار کوئی درہم کوئی بکری کوئی اونٹ نہیں چھوڑا، اور نہ

3622-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2740)، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4460)، و في فضائل القرآن باب الوصاة بكتاب الله عزوجل (الحديث 5022) . و اخرجه مسلم في الوصية باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 16 و 17) . واخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يوص (الحديث 2119) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2696) . تحفة الاشراف (5170) .

3623-اخرجه مسلم في الوصايا، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في ما يومر به من الوصية (الحديث 2863) واخرجه النسائي في الوصايا، هل اوصى النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3624) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2695) . تحفة الاشراف (17610) .

3624-تقدم (الحديث 3623) .

3625-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15967) .

ہی آپ نے کوئی وصیت کی۔

جعفر نامی راوی نے اپنی روایت میں دینار اور درہم کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

3626 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُوْلَ فِيْهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَشْعُرُ فَاِلٰى مَنْ اَوْصٰى

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو طشت منگوایا تھا، تاکہ آپ اس میں پیشاب کر لیں' (پھر اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کس کو کی تھی؟

3627 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ اَحَدٌ غَيْرِيْ - قَالَتْ - وَدَعَا بِالطَّسْتِ -

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا' اس وقت میرے علاوہ آپ کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طشت منگوایا تھا (یعنی اس میں پیشاب کرنے کے لیے اسے منگوایا تھا)۔

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

یہ باب ہے کہ ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا

3628 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ

3626-تقدم (الحديث 33) .

3627-تقدم (الحديث 33) .

3628-اخرجه البخاري في الجنائز، باب رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة (الحديث 1295) مطولاً، و في مناقب الانصار، باب قول النبي (اللهم امض لا صحابي هجرتهم) و مرثيته لمن مات بمكة (الحديث 3936) مطولاً، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4409) مطولاً، و في المرضى، باب مارخص للمريض ان يقول: اني وجع او وارأساه او اشتد بي الوجع (الحديث 5668)، و في الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء و الوجع (الحديث 6373)، و في الفرائض، باب ميراث البنات (الحديث 6733) مطولاً ـ و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في ما لا يجوز للموصي في ماله (الحديث 2864) مطولاً ـ و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الوصية بالثلث (الحديث 2116) مطولاً ـ و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2708) و الحديث عند: البخاري في الايمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية و الحسبة و لكل امرىء ما نوى (الحديث 56) ـ و النسائي في عمل اليوم و الليلة، الدعاء لمن مات بغير الارض التي هاجر منها (الحديث 1090)، و في عشرة النساء من الكبرى، باب الوصية بالثلث (الحديث 304)، و ثواب النفقة التي يبتغي بها وجه الله تعالى (الحديث 324) ـ تحفة الاشراف (3890) .

قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ فَاَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِي مَالًا كَثِيْرًا وَّلَيْسَ يَرِثُنِي اِلَّا ابْنَتِي اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا" .
قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ" .

★★ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں شدید بیمار ہو کر قریب الموت ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے' تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کردو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ ان کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

تہائی سے زائد وصیت کے عدم جواز کا بیان

تہائی سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم تہائی کی وصیت کرو۔ اور تہائی بہت زیادہ ہے۔ اور یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سارے اور نصف مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ مال ورثاء کا حق ہے۔ اور اس کی جانب ختم ہونے کا سبب منعقد ہو چکا ہے۔ اور وہ مورث کا مال سے بے پرواہ ہونا ہے۔ اور ان کا یہ بے پرواہ ہونا مال سے ان کے حق کو واسطہ ہونا ثابت کردے گا۔ لیکن شریعت نے اجنبیوں کے حق میں تہائی کی مقدار میں اس بے پرواہی کا اظہار نہیں کیا کہ مورث اپنی غلطی کی تلافی کرنے والا بن جائے۔ اسی تفصیل کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

اور اس کو وارثوں کے حق میں ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ مورث اس کو اپنے وارثوں پر صدقہ نہ کرے گا۔ تاکہ اتفاقی طور واقع ہونے والے ایثار سے وہ بچ جائے۔ اسی وضاحت کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ وصیت میں ظلم کرنا یہ بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا ہے۔ اور علماء نے حیف کی معنی تہائی سے زیادہ اور وارث کے حق میں وصیت کرنے کا کیا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الوصایا، لاہور)

3629 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ - وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَاَنَا

3629-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ان يترك و رثته اغنياء خير من ان يتكففوا الناس (الحديث 2742) مطولاً، وفي النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5354) مطولاً و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5م) و اخرجه النسائي في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 3630)، و الحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ثواب النفقة التي يبتغى بها وجه الله تعالى (الحديث 325) . تحفة الاشراف (3880) .

بِمَكَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالثُّلُثَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت مکہ میں تھا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کردو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے اگر تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3630 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَحِمَ اللّٰهُ سَعْدَ ابْنَ عَفْرَاءَ أَوْ يَرْحَمُ اللّٰهُ سَعْدَ ابْنَ عَفْرَاءَ" . وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ابْنَةٌ وَّاحِدَةٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالثُّلُثَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے وہ اس وقت مکہ میں تھے انہیں اس سرزمین پر مرنا پسند نہیں تھا جہاں سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت ان کی صرف ایک بیٹی تھی انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو (اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کردو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3631 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَعْدٍ قَالَ مَرِضَ سَعْدٌ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک فرد نے یہ بات بیان کی

3630-تقدم (الحديث 3629) .

3631-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (3950) .

ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3632 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ اشْتَكَى بِمَكَّةَ فَجَائَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ بَكَى وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَمُوتُ بِالْاَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا قَالَ "لَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ". وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ "لَا". قَالَ يَعْنِي بِثُلُثَيْهِ قَالَ "لَا". قَالَ فَنِصْفَهُ قَالَ "لَا". قَالَ فَثُلُثَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ اِنَّكَ اَنْ تَتْرُكَ بَنِيكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ".

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہو گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے' جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رونے لگے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایسی سرزمین پر مرجاؤں گا' جہاں سے میں ہجرت کر کے جا چکا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر اللہ نے چاہا تو ایسا نہیں ہوگا۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: دو تہائی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' تم اپنے بچوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3633 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِي فَقَالَ "اَوْصَيْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "بِكَمْ". قُلْتُ بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. قَالَ "فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ". قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ. قَالَ "اَوْصِ بِالْعُشْرِ". فَمَا زَالَ يَقُولُ وَاَقُولُ حَتّٰى قَالَ "اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ اَوْ كَبِيرٌ".

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیماری کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے وصیت کر دی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کتنی؟ میں نے عرض کی: میں نے اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ خوشحال لوگ ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دسویں حصے کی وصیت کرو' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اپنی بات پر اصرار کرتے رہے اور میں اپنی گزارش پیش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک تہائی

3632-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (3876) ۔

3633-اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الوصية بالثلث و الربع (الحديث 975) ۔ تحفة الاشراف (3898) ۔

حصے کے بارے میں وصیت کر دو ویسے ایک تہائی حصہ بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) ویسے ایک تہائی حصہ بھی بڑا ہے۔

3634 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ "لَا". قَالَ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا". قَالَ فَالثُّلُثَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ".

★★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیماری کے دوران ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال کے بارے میں (اللہ کی راہ میں دینے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نصف کی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے دریافت کیا: ایک تہائی کی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے۔

شرح

میرا کوئی وارث نہیں ہے" سے حضرت سعد کی مراد یہ تھی کہ ذوی الفروض سے میرا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہ ایسے وارثوں میں سے کہ جن کے بارے میں مجھے یہ خوف نہ ہو کہ وہ میرا مال ضائع کر دیں گے علاوہ ایک بیٹی کے اور کوئی وارث نہیں ہے، حضرت سعد کے اس جملہ کی یہ تاویل اس لئے کی گئی ہے کہ حضرت سعد کے کئی عصبی وارث تھے۔ یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ مال جمع کرنا مباح ہے وہیں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وارثوں کے حق میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس میت کے وارث موجود ہوں تو اس کی وصیت اس کے تہائی مال سے زائد میں جاری نہیں ہوتی، البتہ اگر وہ ورثاء اپنی اجازت وخوشی سے چاہیں تو ایک تہائی سے زائد میں بھی بلکہ سارے ہی مال میں وصیت جاری ہوسکتی ہے بشرطیکہ سب وارث عاقل وبالغ اور موجود ہوں اور جس میت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں بھی اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اس کی وصیت بھی ایک تہائی سے زائد میں جاری نہیں ہوسکتی۔

البتہ حضرت امام اعظم اور ان کے متبعین علماء اس صورت میں ایک تہائی سے زائد میں بھی وصیت جاری کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں نیز حضرت امام احمد اور حضرت اسحٰق کا بھی یہی قول ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے ان کے حق میں ہمیشہ خیر خواہی کا جذبہ رکھا جائے اور وارثوں کے تئیں شفقت ومحبت ہی کے طریقے کو اختیار کیا جائے علاوہ ازیں اس حدیث سے اور بھی کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ اپنا مال غیروں کو دینے سے افضل یہ ہے کہ اس کو اپنے قرابتداروں پر خرچ کیا جائے۔

دوم یہ کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی طلب پیش نظر ہو اور سوم یہ کہ اگر کسی مباح کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی نیت کر لی جائے تو وہ مباح کام بھی طاعت وعبادت بن جاتا ہے چنانچہ بیوی

3634-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3906) .

اگرچہ جسمانی و دنیوی لذت وراحت کا ذریعہ ہے اور خوشی و مسرت کے وقت اس کے منہ میں نوالہ دینا محض ایک خوش طبعی ہے جس کا طاعت وعبادت اور امور آخرت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ اگر بیوی کے منہ میں نوالہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء خوشنودی کی طلب کی نیت ہو تو اس میں ثواب ملتا ہے لہٰذا اس کے علاوہ دوسری حالتوں میں تو بطریق اولیٰ ثواب ملے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے آئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے مال کی وصیت کا تم نے ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اللہ کی راہ میں اپنے سارے مال کی وصیت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے آپ نے فرمایا اولاد کے لئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ وہ خود مال دار خوشحال ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وصیت کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مال کے دسویں حصہ کے بارے میں وصیت کر دو حضرت سعد کہتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اس مقدار کو بار بار کم کہتا رہا تو میرے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ اچھا تہائی مال کے بارے میں وصیت کردو اگرچہ یہ تہائی بھی بہت ہے۔(ترمذی)

3635 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْفَحَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى سَعْدًا يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْصِي بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِي بِالنِّصْفِ قَالَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِي بِالثُّلُثِ قَالَ "نَعَمِ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ فُقَرَاءَ يَتَكَفَّفُوْنَ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے دوتہائی مال کے بارے میں وصیت کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں وصیت کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک تہائی کے بارے میں وصیت کردو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے' اگر تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑ کے جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3636 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ اِلَى الرُّبُعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کاش! لوگ ایک چوتھائی تک وصیت کیا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ

3635-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (17234) ـ

3636-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2743) ـ و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 10) ـ و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2711) ـ تحفة الاشراف (5876) ـ

بات ارشاد فرمائی ہے:

ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے۔

3637 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ وَلَدٌ اِلَّا ابْنَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاُوْصِي بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِي بِنِصْفِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِي بِثُلُثِهٖ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ" .

☆☆ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت بیمار تھے انہوں نے عرض کی: میری کوئی اولاد نہیں ہے صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنے پورے مال کو (صدقہ کرنے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک تہائی کی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے"۔

3638 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جُدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ . قَالَ "اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ" . فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّمَا اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "ادْعُ اَصْحَابَكَ" . فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَاَنَا رَاضٍ اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر ان کے والد نے جام شہادت نوش کر لیا اور چھ بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑیں اور ان کے ذمے بہت سا قرض بھی تھا جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: آپ کو پتہ ہے کہ میرے والد غزوۂ اُحد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے انہوں نے بہت سا قرض بھی چھوڑا ہے اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ قرض خواہ لوگ آپ کو دیکھ لیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی

3637-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3927) .

3638-اخرجه البخاري في البيوع، باب الكيل على البائع و المعطي (الحديث 2127) بنحوه، و في الاستقراض، باب الشفاعة في وضع الدين (الحديث 2405) بنحوه، و في الوصايا، باب قضاء الوصي ديون الميت بغير محضر من الورثة (الحديث 2781)، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3580) بنحوه، و في المغازي، باب (اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا و الله وليهما و على الله فليتوكل المومنون) (الحديث 4053) . و اخرجه النسائي في الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر فيه (الحديث 3639 و 3640) . تحفة الاشراف (2344) .

کھجور کو الگ الگ ایک کنارے پر رکھ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا' جب قرض خواہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو یوں لگا' جیسے وہ اُسی وقت مجھ پر حملہ کر دیں گے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا طرزِ عمل ملاحظہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ڈھیروں میں سے سب سے بڑے ڈھیر کا تین مرتبہ چکر لگایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے ساتھیوں (یعنی قرض خواہوں) کو بلاؤ' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ماپ کر دیتے رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (یعنی ان کے ذمے قرض) کو ادا کر دیا' میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو بھی ادا کر دیا اور کوئی کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

باب قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْمِيرَاثِ وَذِكْرِ اخْتِلاَفِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ وراثت (کی تقسیم) سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم' اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہونے کا بیان

3639 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلاَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - وَهُوَ الْاَزْرَقُ - قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِي تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ اِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ دُونَ سِنِينَ فَانْطَلِقْ مَعِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِكَيْ لَا يَفْحُشَ عَلَيَّ الْغُرَّامُ فَاَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ بَيْدَرًا بَيْدَرًا فَسَلَّمَ حَوْلَهُ وَدَعَا لَهُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا الْغُرَّامَ فَاَوْفَاهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا اَخَذُوا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' انہوں نے ترکے میں صرف کھجوروں کا باغ چھوڑا ہے اور اس کی جو پیداوار ہے' وہ قرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہو گی جو میرے والد کے ذمے لازم تھا' یہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب کئی برس تک ادائیگی کی جائے' یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت لہجے میں بات نہ کریں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک ڈھیر کے گرد چکر لگایا' آپ اس کے اردگرد سلامتی کی دعا کرتے رہے' اس کے لیے دعا کرتے رہے' پھر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے قرض خواہوں کو بلایا اور پوری ادائیگی کر دی' جتنا ان لوگوں نے وصول کیا تھا' اتنا ہی پھر بھی باقی رہ گیا (یعنی اصل کھجوروں میں کوئی کمی نہیں ہوئی)۔

3640 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

3639-تقدم (الحديث 3638) .

عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ - قَالَ - وَتَرَكَ دَيْنًا فَاسْتَشْفَعْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ شَيْئًا فَطَلَبَ اِلَيْهِمْ فَاَبَوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَعَذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ وَاَصْنَافَهُ ثُمَّ ابْعَثْ اِلَيَّ" . قَالَ فَفَعَلْتُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فِي اَعْلَاهُ اَوْ فِي اَوْسَطِهِ ثُمَّ قَالَ "كِلْ لِلْقَوْمِ" . قَالَ فَكِلْتُ لَهُمْ حَتّٰى اَوْفَيْتُهُمْ ثُمَّ بَقِيَ تَمْرِي كَاَنْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا' انہوں نے بہت سا قرض چھوڑا' میں نے اپنے قرض خواہوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کی گزارش کی کہ وہ لوگ میرے والد کے قرض میں سے' کچھ حصے کو معاف کر دیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کے لیے کہا' تو انہوں نے اس سے معذرت کر لی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی مختلف اقسام کو الگ الگ کر دو' عجوہ کو الگ کر دو' عذق بن زید کو الگ کر دو' اور اس کی مختلف اقسام کو الگ کر دو' پھر تم مجھے پیغام بھجوا دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ان میں سے سب سے بلند یا درمیانے ڈھیر کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کیا' یہاں تک کہ میں نے انہیں پوری ادائیگی کر دی اور پھر بھی میری کھجوریں باقی بچ گئیں' یوں جیسے ان میں کوئی کمی ہی نہیں ہوئی۔

3641 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ - حَرَمِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ لِيَهُوْدِيٍّ عَلٰى اَبِيْ تَمْرٌ فَقُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ حَدِيْقَتَيْنِ وَتَمْرُ الْيَهُوْدِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيْقَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ الْعَامَ نِصْفَهُ وَتُؤَخِّرَ نِصْفَهُ" . فَاَبَى الْيَهُوْدِيُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ الْجِدَادَ" . فَاٰذِنِّيْ فَاٰذَنْتُهُ فَجَاءَ هُوَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَجَعَلَ يُجَدُّ وَيُكَالُ مِنْ اَسْفَلِ النَّخْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِالْبَرَكَةِ حَتّٰى وَفَيْنَاهُ جَمِيْعَ حَقِّهِ مِنْ اَصْغَرِ الْحَدِيْقَتَيْنِ - فِيْمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ - ثُمَّ اَتَيْتُهُمْ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ فَاَكَلُوْا وَشَرِبُوْا ثُمَّ قَالَ "هٰذَا مِنَ النَّعِيْمِ الَّذِيْ تُسْاَلُوْنَ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے ایک یہودی کی کچھ کھجوریں دینی تھیں' وہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے' وہ دو باغ (ترکے میں) چھوڑ کر گئے' یہودی کو دی جانے والی کھجوریں اتنی تھیں جتنی دونوں باغات میں تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ نصف حصہ اس سال وصول کر لو اور نصف اگلے سال تک مؤخر کر دو' تو یہودی نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا:

کیا تمہارے لیے یہ بات ممکن ہے کہ جب تم کھجوریں اتارنے لگو تو اس وقت مجھے اطلاع دے دینا (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے

3640-تقدم (الحديث 3638) .

3641-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2501) .

ہیں:) میں نے آپ ﷺ کو اس وقت اطلاع دے دی تو نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے کھجور کے چھوٹے درخت سے کھجوریں اتاری جانے لگیں اور انہیں ماپ کر (ادائیگی کی جانے لگی) نبی اکرم ﷺ برکت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان دو باغات میں سے چھوٹے باغ کے ذریعے ہی اس یہودی کا پورا حق ادا کر دیا۔

عمار نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: میں ان حضرات کی خدمت میں تر کھجوریں اور پانی لے کر آیا تو ان حضرات نے اُسے کھایا اور پانی پیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ نعمتیں ہیں' جن کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا۔

3642 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَّاْخُذُوا الثَّمَرَةَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا فِيْهِ وَفَاءً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ "اِذَا جَدَدْتَهٗ فَوَضَعْتَهٗ فِي الْمِرْبَدِ فَاٰذِنِّيْ" . فَلَمَّا جَدَدْتُهٗ وَوَضَعْتُهٗ فِي الْمِرْبَدِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ "اُدْعُ غُرَمَائَكَ فَاَوْفِهِمْ" . قَالَ فَمَا تَرَكْتُ اَحَدًا لَّهٗ عَلٰى اَبِيْ دَيْنٌ اِلَّا قَضَيْتُهٗ وَفَضَلَ لِيْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَضَحِكَ وَقَالَ "اِئْتِ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاَخْبِرْهُمَا ذٰلِكَ" . فَاَتَيْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُمَا فَقَالَا قَدْ عَلِمْنَا اِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' میں نے ان کے قرض خواہوں کو یہ پیشکش کی کہ میرے والد کے ذمے جو قرض تھا' اس کے بدلے میں پھل لے لیں (یعنی اس سال کی پوری پیداوار لے لیں) تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح پوری ادائیگی نہیں ہو گی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم کھجوریں اتار لو گے تو انہیں کھلی جگہ پر رکھ دینا اور پھر مجھے بتا دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے کھجوریں اتار لیں اور انہیں کھلی جگہ پر رکھ دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ تشریف لائے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے' آپ ﷺ ان کھجوروں کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ نے برکت کی دعا کی' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انہیں پوری ادائیگی کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے بھی میرے والد سے قرض لینا تھا' میں نے ان میں سے ہر ایک شخص کو

3642- اخرجه البخاري في الاستقراض، باب اذا قاص او جازفه في الدين تمرًا بتمر او غيره (الحديث 2396) بنحوه، و في الصلح، باب الصلح بين الغرماء و اصحاب الميراث و المجازفة في ذلك (الحديث 2709) . و اخرجه ابو داؤد في الوصايا باب ماجاء في الرجل يموت و عليه دين وله وفاء يستنظر غرماءه و يرفق بالوارث (الحديث 2884) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب اداء الدين عن الميت (الحديث 2434) . تحفة الاشراف (3126) .

ادائیگی کردی' پھر بھی میرے پاس تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ مسکرا دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اور عمر کے پاس جاؤ اور انہیں اس بارے میں بتاؤ۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان دونوں کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے جواب دیا: ہمیں یہ پتا تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ایسا کردیا ہے' تو ایسا ہی ہوگا۔

باب اِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ

یہ باب ہے کہ وارث کے لیے وصیت کو کالعدم قرار دینا

3643 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ".

☆☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے' اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جائے گی''۔

3644 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اَنَّ ابْنَ غَنْمٍ ذَكَرَ اَنَّ ابْنَ خَارِجَةَ ذَكَرَ لَهُ اَنَّهُ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَاِنَّهَا لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَاِنَّ لُعَابَهَا لَيَسِيْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ خُطْبَتِهِ "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَسَّمَ لِكُلِّ اِنْسَانٍ قِسْمَهُ مِنَ الْمِيْرَاثِ فَلَا تَجُوْزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ".

☆☆ حضرت ابن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر بیٹھ کر لوگوں کو خطبہ دیا' اس دوران آپ کی اونٹنی جگالی کررہی تھی اور اس کا لعاب بہہ رہا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کردیا ہے' اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے''۔

3645 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَرْوَزِىُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ اسْمُهُ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ".

☆☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے' تو وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی''۔

3643-اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث (الحديث 2121) مطولاً. و اخرجه النسائي في الوصايا، باب ابطال الوصية للوارث (الحديث 3644 و 3645) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب لا وصية لوارث (الحديث 2712) مطولاً . تحفة الاشراف (10731) .

3644-تقدم (الحديث 3643) .

3645-تقدم (الحديث 3643) .

ورثاء کے حق میں وصیت کے عدم جواز کا بیان

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دار قطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 297)

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین ومقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل وبالغ ہوں اور وہ برضاء ورغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین ومقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فراش ویسے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والی عورت کا خاوند ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محرومی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا۔

لہذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا)۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب وکتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کرتوت کے مطابق بدلہ دے گا۔

ویسے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم وکرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

باب اِذَا اَوْصَى لِعَشِيْرَتِهِ الْاَقْرَبِيْنَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے قریبی رشتے داروں کے لیے وصیت کرے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3646 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ "يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّيَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَّيَا بَنِيْ هَاشِمٍ وَّيَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ وَيَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا' ان کے عام اور خاص تمام افراد اکٹھے ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے کعب بن لؤی کی اولاد! اے مرہ بن کعب کی اولاد! اے عبد شمس کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے ہاشم کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے فاطمہ! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' البتہ تمہارے ساتھ رشتے داری کا تعلق ہے' جس کی تری اہٹ میں تم تک پہنچاؤں گا (یعنی اس کا فائدہ تمہیں حاصل ہوگا)''۔

3647 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ اِسْحَاقَ - عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّلٰكِنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ رَحِمٌ اَنَا بَالُّهَا بِبِلَالِهَا" .

☆☆ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے بنو عبد مناف! اپنے پروردگار سے اپنے آپ کو خرید لو' میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی

3646-اخرجه مسلم في الايمان باب في قوله تعالى (و انذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 348 و 349) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الشعراء) (الحديث 3185) و اخرجه النسائي في الوصايا باب اذا اوصى لعشيرته الاقربين (الحديث 3647) مرسلاً. و في التفسير . تحفة الاشراف (14623) .

3647-تقدم (الحديث 3646) .

چیز کا مالک نہیں ہوں اے بنو عبدالمطلب! اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں البتہ میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری ہے میں اسے نبھاتا رہوں گا"۔

3648 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِىْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا"۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

"اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا'
اے بنو عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔
اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے محمد کی بیٹی فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگ لو لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا"۔

3649 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ سَلِيْنِىْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ

3648-اخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء و الولد في الاقارب (الحديث 2753) معلقاً، و في التفسير، باب (وانذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 4771) معلقاً . و اخرجه مسلم في الايمان، باب في قوله تعالى (وانذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 351) . تحفة الاشراف (13348 و 15328) .

3649-اخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء و الولد في الاقارب (الحديث 2753)، و في التفسير، باب (و انذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 4771) . تحفة الاشراف (13156) .

شَيْئًا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

"اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ"۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ سے خرید لو میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا' اے بنوعبد مناف! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا' اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا' اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا' اے فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگ لو لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا"۔

3650 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا فَاطِمَةُ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبدالمطلب کی صاحبزادی صفیہ! اے بنوعبدالمطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا' تم میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو (وہ میں تمہیں دے دوں گا)"۔

شرح

لوی "اصل میں تو لام کے پیش اور ہمزہ کے زیر کے ساتھ ہے لیکن کبھی ہمزہ واؤ سے بدل جاتا ہے اور آخر میں تشدید کے ساتھ یا آتی ہے اس طرح سے یہ نام لوی پڑھا جاتا ہے۔ لوی قریش کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے جو غالب بن فہر کے بیٹے تھے اور یہ وہی فہر ہیں جن کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قریش نضر بن کنانہ کے بجائے انہیں کا لقب تھا اور اس اعتبار سے قریش کے سلسلہ نسب کی ابتدا گویا فہر ہی کے نام سے ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ قریش اصل میں لفظ القرش سے نکلا ہے جس کے معنی تجارت کے ہیں لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ قریش اصل میں قرش سے نکلا ہے جس کے معنی ایک بڑی خطرناک مچھلی کے ہیں اور جس کو کلب البحر بھی کہتے ہیں مچھلی پانی کے اندر جانوروں کے اپنے دانت سے تلوار کی طرح کاٹ دیتی ہے۔ مرۃ بن کعب بھی قریش کی ایک

3650- انفرد به النسائي تحفة الاشراف (17230).

شاخ کے جداعلیٰ کا نام ہے اپنی شاخ کے سلسلہ نسب میں عبد مناف کا نام عبد شمس سے پہلے آتا ہے کیونکہ وہ عبد شمس کے باپ تھے لیکن یہاں روایت میں ان کا ذکر عبد شمس کے بعد کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جداعلیٰ ہاشم کے باپ بھی عبد مناف ہی تھے۔

اے ہاشم کے بیٹو!" ان الفاظ کے ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں اور چچاؤں کے بیٹوں، ان سب کو مخاطب فرمایا حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تمام شاخوں کو جمع فرما کر دعوت اسلام پیش کی اور ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور یہ ڈرانا اس حد تک تھا کہ اپنی اولاد کو بھی اس میں شامل فرمالیا۔

چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ غنی کر دیا سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال ودولت کی طرف اشارہ ہے جو ان کے ساتھ نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ تصرف میں آیا اور آپ جس طرح چاہتے تھے اس مال ودولت کو خرچ کرتے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تہی دست نہیں تھے۔ دوسرے یہ کہ مال کا اطلاق تھوڑے مال اور زیادہ مال دونوں پر ہوتا ہے پس یہ بات کہ اسے معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس از قسم مال، مطلق کچھ بھی نہیں تھا اور تیسرے یہ کہ مذکورہ جملہ کا ہونا اسی صورت میں کب ضروری ہے جب کہ آپ کے پاس اس وقت مال موجود رہا ہو، اس جملہ کے ذریعہ آپ کی مراد یہ بھی تو ہو سکتی تھی کہ جب بھی میرے پاس کچھ مال واسباب آیا اور اللہ نے مجھے کچھ دیا تو تم اس میں سے جو چاہو مانگ لینا وہ میں تمہیں دے دوں گا لیکن جہاں تک آخرت کی نجات کا تعلق ہے اس کا میری ملکیت وقدرت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں یہ چیز تمہیں دینے پر قادر نہیں ہوں۔

باب اِذَا مَاتَ الْفَجْاَةَ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِاَهْلِهِ اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اچانک فوت ہو جائے تو کیا اس کے اہل خانہ کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کر دیں؟

3651 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاِنَّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ". فَتَصَدَّقَ عَنْهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا' اگر انہیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرنے کے لیے کہتیں' تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!

(راوی کہتے ہیں:) تو ان صاحب نے اس خاتون کی طرف سے صدقہ کیا۔

3652 - اَنْبَاَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو

3651-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة ان يتصدقوا عنه و قضاء النذور عن الميت (الحديث 2760) . تحفة الاشراف (17161) .

بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَحَضَرَتْ اُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا اَوْصِي . فَقَالَتْ فِيمَ اُوصِي الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ . فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت کرنے کے لیے نکلے اسی دوران مدینہ منورہ میں ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا' اس خاتون سے کہا گیا: آپ کوئی وصیت کردیجئے! اس خاتون نے جواب دیا: میں وصیت کیسے کرسکتی ہوں؟ کیونکہ یہ مال تو سعد کا ہے' پھر اس خاتون کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے انتقال ہو گیا' جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ) آئے تو انہیں اس بارے میں بتایا گیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا یہ چیز انہیں فائدہ دے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک باغ کا نام لیتے ہوئے کہا: میرا فلاں اور فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ .

یہ باب ہے کہ مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت

3653 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب انسان فوت ہوجاتا ہے' تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے' سوائے تین اعمال کے' ایک صدقہ جاریہ' دوسرا وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نیک اولاد' جو آدمی کے لیے دعا کرتی رہتی ہے''۔

3654 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے' انہوں نے کچھ مال چھوڑا ہے' لیکن کوئی وصیت نہیں کی' تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں' تو کیا یہ ان کی طرف سے

3652-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3838 و 4471) .

3653-اخرجه مسلم في الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته (الحديث 14) . واخرجه الترمذي في الاحكام، باب في الوقف (الحديث 1376) . تحفة الاشراف (13975) .

3654-اخرجه مسلم في الوصية باب وصول ثواب الصدقات الى الميت (الحديث 11) تحفة الاشراف (13984) .

کفارہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3655 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اُمِّىْ اَوْصَتْ اَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ وَّاِنَّ عِنْدِىْ جَارِيَةً نُوْبِيَّةً اَفَيَجْزِءُ عَنِّىْ اَنْ اُعْتِقَهَا عَنْهَا قَالَ "ائْتِنِىْ بِهَا". فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَّبُّكِ". قَالَتِ اللّٰهُ. قَالَ "مَنْ اَنَا". قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. قَالَ "فَاَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ".

★★ حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: میری والدہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے' میرے پاس ایک نوبیہ کنیز ہے (یعنی نوب نامی علاقے کی ہے) اگر میں اس کنیز کو والدہ کی طرف سے آزاد کر دیتا ہوں تو کیا میرے لیے یہ درست ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کو لے کر آ ؤ! میں اس کنیز کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کنیز سے دریافت کیا: تمہارا پروردگار کون ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ تعالیٰ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے آزاد کر دو' کیونکہ یہ مؤمن ہے''۔

3656 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدًا سَاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّىْ مَاتَتْ وَلَمْ تُوْصِ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3657 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّهُ تُوُفِّيَتْ اَفَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ". قَالَ فَاِنَّ لِىْ مَخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّىْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں تو کیا یہ چیز انہیں نفع دے گی؟

3655-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في الرقبة المومنة (الحديث 3283) . تحفة الاشراف (4839) .

3656-اخرجه البخاري في الوصايا، باب اذا وقف ارضًا و لم يبين الحدود فهو جائز (الحديث 2770) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء فيمن مات عن غير وصية يتصدق عنه (الحديث 2882) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة عن الميت (الحديث 669)، مطولًا . و اخرجه النسائي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3657) مطولًا . تحفة الاشراف (6164) .

3657-تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3656) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! ان صاحب نے عرض کی: میرے پاس ایک باغ ہے' میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں وہ باغ ان کی (یعنی اپنی والدہ کی) طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

3658 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ اَفَيُجْزِءُ عَنْهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا قَالَ "اَعْتِقْ عَنْ اُمِّكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے' ان کے ذمے ایک نذر لازم تھی' اگر میں ان کی طرف سے کوئی غلام آزاد کر دیتا ہوں' تو کیا یہ بات ان کی طرف سے جائز ہو گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر دو''۔

3659 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ اَبُوْ يُوْسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ عَنْ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم ان کی طرف سے اُسے پورا کر دو''۔

3660 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک نذر کا مسئلہ دریافت کیا' جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

3658-انفرد به النسائي . وسياتي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3659 و 3660) بنحوه، وذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3663) . تحفة الاشراف (3837) .

3659-تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3658) .

3660-تقدم (الحديث 3658) .

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

3661 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتٰی سَعْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰی اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد ﷜ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا' جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی سُفْيَانَ

یہ باب ہے کہ اس میں سفیان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3662 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰی اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ ﷜ نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

3663 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ مَاتَتْ اُمِّیْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقْضِيَهٗ عَنْهَا .

3661-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لم توفي فجاة ان يتصدقوا عنه و قضاء النذور عن الميت (الحديث 2761)، و في الايمان و النذور باب من مات و عليه نذر (الحديث 6698)، و في الحيل باب في الزكاة و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصدقة (الحديث 6959) و اخرجه مسلم في النذر، باب الامر بقضاء النذر (الحديث 1) . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في قضاء النذر عن الميت (الحديث 3307) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان ، باب ما جاء في قضاء النذور عن الميت (الحديث 1546) . و اخرجه النسائي في الوصايا، ذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3662 و 3664 و 3665)، وفي الايمان و النذور من مات و عليه نذر (الحديث 3826 و 3827 و 3828) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من مات و عليه نذر (الحديث 2132) . تحفة الاشراف (5835) .

3662-تقدم (الحديث 3661) .

3663-تقدم (الحديث 3657) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمہ نذر لازم تھی' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کی طرف سے اُسے ادا کردوں۔

3664 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اُسے ادا کردو''۔

3665 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ - هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهِ قَالَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمے نذر لازم تھی جسے وہ پورا نہیں کر سکی تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو''۔

3666 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ". قُلْتُ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ "سَقْيُ الْمَاءِ".

★★ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3664-تقدم (الحديث 3661) . 3665-تقدم (الحديث 3661) .

3666-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في فضل سقي الماء (الحديث 1679 و 1680 و 1681) . واخرجه النسائي في الوصايا، ذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3667 و 3668) و اخرجه ابن ماجه في الادب، باب فضل صدقة الماء (الحديث 3684) . تحفة الاشراف (3834) .

3667 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "سَقْىُ الْمَآءِ" .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3668 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ اُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّىْ مَاتَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" . قَالَ فَاَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "سَقْىُ الْمَآءِ" . فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو مدینہ منورہ میں وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کے نام سے (مشہور ہوگیا)۔

باب النَّهْىِ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلٰى مَالِ الْيَتِيْمِ .

یہ باب ہے کہ یتیم کے مال کا نگران بننے کی ممانعت

3669 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِىْ سَالِمٍ الْجَيْشَانِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّىْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَّاِنِّىْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِىْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ عَلٰى مَالِ يَتِيْمٍ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں محسوس کررہا ہوں کہ تم کمزور ہو' میں تمہارے لیے وہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں' تم کبھی بھی دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور کبھی بھی کسی یتیم کے مال کے نگران نہ بننا۔

3667-تقدم (الحديث 3666) .

3668-تقدم (الحديث 3666) .

3669-اخرجه مسلم في الامارة، باب كراهة الامارة بغير ضرورة (الحديث 17) . واخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في الدخول في الوصايا (الحديث 2868) . تحفة الاشراف (11919) .

یتیم کے مال میں بے جا تصرف کا حرام ہونا

اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے اور اچھے طریقہ کے بغیر مال یتیم کے قریب نہ جاؤ حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور سورۃ نساء میں فرمایا ہے اور یتیموں کو جانچتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں اور اگر تم ان میں عقل مندی (کے آثار) دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے اموال کو فضول خرچی اور جلد بازی سے نہ کھاؤ اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ (النساء:٦)

سورہ نساء کی اس آیت میں ان کی بدنی قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے اور ان کی ذہنی صلاحیت اور قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ اس قید سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ان میں عقلمندی کے آثار دیکھو کیونکہ اگر جوان ہونے کے بعد یتیم کا مال اس کے حوالہ کر دیا جائے اور وہ ذہین اور عقل مند نہ ہو تو اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ اپنی خواہشوں اور شوق کو پورا کرنے میں سارا مال ضائع کر دے گا اور اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا اس لیے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جائے مال اس کے حوالے نہ کیا جائے۔ اس عمر کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن زید نے کہا وہ بالغ ہو جائے۔ اہل مدینہ نے کہا وہ بالغ بھی ہو اور اس میں سمجھداری کے آثار بھی ظاہر ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عمر پچیس سال ہے۔

یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کے متعلق بہت سخت وعید ہے

(آیت) ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیرا ۔

(النساء:١٠)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ امام ابویعلی امام طبرانی امام ابن حبان اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے درآنحالیکہ ان کے مونہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔

امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شب معراج کے واقعات میں بیان فرمایا میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایک شخص مقرر تھا جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتا اور ان کے منہ میں آگ کے بڑے بڑے پتھر ڈال دیتا پھر وہ پتھر ان کے نچلے دھڑ سے نکل جاتے اور وہ زور زور سے چلاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں؟ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے تھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار

ایسے شخص ہیں کہ اللہ پر حق ہے کہ انکو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو کوئی نعمت چکھائے۔ دائم الخمر سود خور یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان ہے۔ (درمنثور ج ۲ص ۴۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

باب مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَّالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ۔

جب کوئی شخص کسی یتیم کے مال کا نگران بنتا ہے تو اُسے کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں؟

3670 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ . قَالَ "كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَّلاَ مُبَادِرٍ وَّلاَ مُتَأَثِّلٍ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور ایک یتیم بھی میرے زیر کفالت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس یتیم کے مال میں سے کسی اسراف اور فضول خرچی کے بغیر اور مال اکٹھے کیے بغیر کھالو (یعنی استعمال کرلو)''۔

3671 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ - وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (وَلاَ تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) وَ (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا) قَالَ اجْتَنَبَ النَّاسُ مَالَ الْيَتِيمِ وَطَعَامَهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلاَحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ) إِلَى قَوْلِهِ (لَأَعْنَتَكُمْ) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، ماسوائے اس کے، یہ زیادہ بہتر ہے''

''اور بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھاتے ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: تو لوگ یتیموں کے مال اور ان کی خوراک کا نگران بننے سے اجتناب کرنے لگے یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور وہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرمادو: ان کے لیے بہتری کرنا زیادہ بہتر ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: (لَأَعْنَتَكُمْ) ۔

3670-اخرجه ابو داؤد في الوصايا باب ما جاء في ما لولي اليتيم ان ينال من مال اليتيم (الحديث 2872) . واخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب قوله (ومن كان فقيراً فلياكل بالمعروف) (الحديث 2718) . تحفة الاشراف (8681) .

3671-اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب مخالطة اليتيم في الطعام (الحديث 2871) بنحوه . تحفة الاشراف (5569) .

3672 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا) قَالَ كَانَ يَكُوْنُ فِي حِجْرِ الرَّجُلِ الْيَتِيْمُ فَيَعْزِلُ لَهُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَآنِيَتَهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ) فَاَحَلَّ لَهُمْ خُلْطَتَهُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھا لیتے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پہلے کسی شخص کے زیر پرورش کوئی یتیم ہوتا تھا' وہ اس یتیم کا کھانا' اس کا مشروب اور اس کا برتن الگ رکھتا تھا' یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''اور اگر تم ان کے ساتھ گھل مل جاتے ہو' تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں''۔

تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے ان کے ساتھ گھل مل جانا حلال قرار دیا۔

باب اجْتِنَابِ اَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ .

یہ باب ہے کہ یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا

3673 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ "الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالشُّحُّ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

ہلاکت کا شکار کر دینے والی سات چیزوں سے بچو۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' کنجوسی کرنا' ایسے شخص کو قتل کر دینا جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن' غافل' مومن خواتین پر (زنا کا) الزام لگانا''۔

3672-انفرد بہ النسائی . تحفۃ الاشراف (5574) .

3673-اخرجہ البخاری فی الوصایا، باب قول اللہ تعالی (ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلمًا انما یاکلون فی بطونھم نارًا و سیصلون سعیرًا) (الحدیث 2766) و فی الحدود، باب رمی المحصنات (الحدیث 6857) واخرجہ مسلم فی الایمان ، باب بیان الکبائر و اکبرھا (الحدیث 145) . و اخرجہ ابو داؤد فی الوصایا، باب ما جاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم (الحدیث 2874) . و الحدیث عند: البخاری فی الطب، باب الشرک و السحر من الموبقات (الحدیث 5764) . تحفۃ الاشراف (12915) .

كِتَابُ النُّحْلُ

یہ کتاب عطیہ کے بیان میں ہے

عطیہ کے معنی ومفہوم کا بیان

لفظ عطیہ یہ عطایا کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس باب میں عطاء وبخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف ہبہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء وسلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔ امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء وسلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولی ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر وبیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال وزر ہوتا ہے۔

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع ومفلس) دونوں کے لئے امراء وسلاطین کے صلے (تحفے وہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (اکالون للسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔

آخر میں خلاصہ کے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس ونادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال لئی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فئی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا ورغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لے گا

جو وہ یعنی اس کا اجراسے عقبیٰ میں مل جائے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي النُّحْلِ

عطیہ دینے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3674 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ اَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ فَقَالَ "اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ". قَالَ لَا. قَالَ "فَارْدُدْهُ". وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں عطیے کے طور پر ایک غلام دیا' پھر ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں گواہ بنائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) روایت کے یہ الفاظ محمد (بن منصور نامی راوی) کے ہیں۔

3675 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتَى بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ "اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ". قَالَ لَا. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَارْجِعْهُ".

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3676 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ اَبَاهُ بَشِيرَ بْنَ سَعْدٍ جَاءَ بِابْنِهِ النُّعْمَانِ

3674-اخرجه البخاري في الهبة، باب الهبة للولد (الحديث 2586) . واخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 9 و 10 و 11) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في النحل و التسوية بين الولد (الحديث 1367) . و اخرجه النسائي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل، (الحديث 3675 و 3676 و 3677) و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجل ينحل ولده (الحديث 2376) . تحفة الاشراف (11617) .

3675-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

3676-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِیْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْجِعْهُ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے نعمان کے ساتھ آئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیے کے طور پر دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3677 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ فَقَالَ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تُنْفِذَهٗ اَنْفَذْتُهٗ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَهٗ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام عطیے کے طور پر دیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں اور اسے برقرار رہنے دیں تو میں اسے برقرار رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے واپس لے لو۔

3678 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ نَحَلَهٗ نُحْلًا فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ اَشْهِدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا نَحَلْتَ ابْنِیْ . فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْهَدَ لَهٗ .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں ایک عطیہ دیا تو ان کی والدہ نے انہیں کہا: آپ نے میرے بیٹے کو جو عطیہ دیا ہے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا دیں۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں گواہ بننے کو پسند نہیں کیا۔

3679 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ - يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بَشِيْرٍ اَنَّهٗ نَحَلَ ابْنَهٗ غُلَامًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ اَنْ يُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3677-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674)، و سياتي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3679 و 3680 و 3685) . تحفة الاشراف (2020 و 11617) .

3678-اخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 12) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3543) بنحوه . تحفة الاشراف (11635) .

وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ ذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام عطیے کے طور پر دیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بچوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3680 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ بَشِيْرًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً . قَالَ "اَعْطَيْتَ لِاِخْوَتِهِ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم یہ واپس لے لو۔

3681 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ انْطَلَقَ بِهٖ اَبُوْهُ يَحْمِلُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْهَدْ اَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِيْ كَذَا وَكَذَا . قَالَ "كُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِيْ نَحَلْتَ النُّعْمَانَ" .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں اٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ اس بات کے گواہ بن جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں' فلاں چیز دے دی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے' جو تم نے نعمان کو دیا ہے؟

3682 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ اَنَّ اَبَاهُ اَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُ عَلٰى نُحْلٍ نَحَلَهُ اِيَّاهُ . فَقَالَ "اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا اَشْهَدُ عَلٰى شَيْءٍ اَلَيْسَ يَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً" . قَالَ بَلٰى . قَالَ "فَلَا اِذًا" .

3679-تقدم (الحديث 3677) .

3680-تقدم (الحديث 3677) .

3681-اخرجه ابو داؤد في الهبة، باب الاشهاد في الهبة (الحديث 2587) مطولاً، و في الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد (الحديث 2650) مطولاً . واخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 13 و 14 و 15 و 16 و 17 و 18) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3542) مطولاً . و اخرجه النسائي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3682 و 3683 و 3684) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجل ينحل ولده (الحديث 2375) مطولاً . تحفة الاشراف (11625) .

3682-تقدم (الحديث 3681) .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنالیں، جو انہوں نے انہیں (یعنی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو) دیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی کی مانند عطیات دیے ہیں جس طرح اسے دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی ایسی چیز کے بارے میں گواہ نہیں بنوں گا' کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ وہ سب لوگ (یعنی تمہاری تمام اولاد) تمہارے ساتھ برابر کا اچھا سلوک کرے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: پھر یہ بھی نہیں (کہ تم اولاد میں سے کسی ایک کو عطیہ دے دو)۔

3683 - اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ اُمَّهُ ابْنَةَ رَوَاحَةَ سَاَلَتْ اَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لَهُ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ قَاتَلَتْنِيْ عَلَى الَّذِيْ وَهَبْتُ لَهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا" . قَالَ نَعَمْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ وَهَبْتَ لِابْنِكَ هٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا فَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی تھیں' انہوں نے ان کے والد سے یہ درخواست کی کہ آپ میرے بیٹے کو اپنے مال میں سے کوئی چیز ہبہ کردیں' ان کے والد ایک سال تک اس بات کو ٹالتے رہے' پھر انہوں نے مناسب سمجھا تو اس بچے کو کوئی چیز ہبہ کردی۔ وہ خاتون بولی: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہیں بنالیتے' (تو میرے والد نے) عرض کی: یارسول اللہ! اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے' وہ میرے ساتھ مسلسل بحث کرتی رہی کہ میں اسے کوئی چیز دے دوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بشیر! کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم نے ان سب کو اُسی طرح ہبہ کیا ہے' جس طرح تم نے اپنے اس بیٹے کو ہبہ کیا ہے؟

تو حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3684 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ سَاَلَتْ اُمِّيْ اَبِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ فَوَهَبَهَا لِيْ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى اُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَاَخَذَ اَبِيْ بِيَدِيْ وَاَنَا غُلَامٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ طَلَبَتْ مِنِّيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ وَقَدْ اَعْجَبَهَا اَنْ اُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ . قَالَ "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ ابْنٌ غَيْرُ هٰذَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

3683-تقدم (الحديث 3681) .

3684-تقدم (الحديث 3681) .

"فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ مَا وَهَبْتَ لِهٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِي اِذًا فَاِنِّي لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد سے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا تو والد نے وہ چیز مجھے ہبہ کر دی' والدہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں گواہ نہ بنالوں۔ تو راوی کہتے ہیں: میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا' میں اس وقت کم سن لڑکا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ!

اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے' اس نے مجھے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا (وہ میں نے ہبہ کر دی) تو اسے یہ بات پسند ہے کہ میں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنالوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بشیر! تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے انہیں بھی اسی طرح ہبہ کیا ہے' جس طرح اسے کیا ہے؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ' کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3685 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّ بَشِيرَ بْنَ سَعْدٍ اَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِي عَمْرَةَ بِنْتَ رَوَاحَةَ اَمَرَتْنِي اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى ابْنِهَا نُعْمَانَ بِصَدَقَةٍ وَاَمَرَتْنِي اَنْ اُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَ لِهٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ عامر شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی عمرہ بنت رواحہ ہے' اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس کے بیٹے نعمان کو کوئی چیز صدقے کے طور پر دے دوں (یعنی عطیے کے طور پر دے دوں) تو اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گواہ بنا لوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ تمہاری کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے جو اسے دیا ہے' اس طرح انہیں بھی کچھ دیا ہے؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم زیادتی کے بارے میں مجھے گواہ نہ بناؤ۔

3686 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ اِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَاشْهَدْ فَقَالَ "هَلْ لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

3685-تقدم (الحديث 3677) .

3686-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6580) .

"اَعْطَيْتَهُمْ كَمَا اَعْطَيْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "اَاَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز عطیے کے طور پر دی ہے آپ گواہ بن جائیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح تم نے اسے عطیہ دیا ہے اس طرح انہیں بھی عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کی جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ بنوں گا۔

3687 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ فِطْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ ذَهَبَ بِيْ اَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ عَلٰى شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ فَقَالَ "اَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ" . قَالَ نَعَمْ . وَصَفَّ بِيَدِهٖ بِكَفِّهٖ اَجْمَعَ كَذَا اَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کے بارے میں گواہ بنا دیں جو انہوں نے مجھے عطیے کے طور پر دی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا: تم نے ان کے درمیان برابری کا سلوک کیوں نہیں کیا۔

3688 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ فِطْرٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ يَخْطُبُ انْطَلَقَ بِيْ اَبِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ عَلٰى عَطِيَّةٍ اَعْطَانِيْهَا فَقَالَ "هَلْ لَكَ بَنُوْنَ سِوَاهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "سَوِّ بَيْنَهُمْ" .

☆☆ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنالیں جو انہوں نے مجھے عطاء کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کے درمیان برابری رکھو۔

3689 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْدِلُوْا بَيْنَ اَبْنَائِكُمْ اعْدِلُوْا بَيْنَ اَبْنَائِكُمْ" .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو۔

3687-انفرد به النسائي . و سياتي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3688) . تحفة الأشراف (11639) .

3688-تقدم (الحديث 3687) .

3689-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3544) . تحفة الأشراف (11640) .

کِتَابُ الْھِبَۃ

یہ کتاب ہبہ کے بیان میں ہے

ہبہ کے معنی ومفہوم کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ مفت میں عین چیز کا کسی کو مالک بنانا ہے۔ اور قبضہ دینے پر تام ہو جاتا ہے۔
(درمختار، کتاب عاریت، بیروت شرح تنویر الابصار، کتاب ہبہ، بیروت)

ہبہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

ہبہ کے لغوی معنی تحفہ دینا، احسان کرنا ہے۔ ہبہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنی کسی چیز کا بلاعوض مالک بنانا ہے۔ (التعریفات)

ہبہ اور عطیہ وغیرہ کسی مالدار یا غریب، مرد یا عورت ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے یہ محبت بڑھانے اور تعلقات استوار کرنے کی غرض سے دیا جاتا ہے یا پھر آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔

ہبہ کے ارکان وشرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ کے ارکان دو ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول، ہبہ کرنے والا اپنی زبان سے ہبہ یا اس جیسا لفظ جو ہبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہو کہہ دینے سے ایجاب اور جس شخص کو دیا جارہا ہے وہ اسے قبول کر لے تو قبول پایا جائے گا مگر ہبہ کے تام اور مکمل ہونے کے لیے جسے ہبہ کیا گیا ہے اس شخص کا ہبہ کی ہوئی چیز پر قبضہ کرنا ضروری ہے بغیر قبضہ کے ہبہ مکمل نہیں ہوگا۔ ہبہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) ہبہ کرنے والا عاقل اور بالغ ہو۔

(۲) ہبہ کرتے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو لہٰذا جو چیز ابھی موجود نہ ہو اس کا ہبہ درست نہیں جیسے کوئی کہے میری بکری کو امسال جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیرے لیے ہبہ ہے یہ درست نہیں۔

(۳) جس چیز کو ہبہ کر رہا ہے وہ شریعت کی نگاہ میں قیمت والا مال ہو لہٰذا جو شریعت کی نگاہ میں مال نہ ہو اس کا ہبہ درست نہ ہوگا جیسے مردار، خون وغیرہ۔ (بدائع الصنائع، ج ۱۳، ص ۲۸۸)

بَاب هِبَةِ الْمَشَاعِ .

یہ باب مشترکہ چیز کو ہبہ کرنے کے بیان میں ہے

محوزہ مقسومہ میں جواز ہبہ کا بیان

تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ہبہ جائز ہوگا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ہبہ کرنا جائز ہے۔

جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے کیونکہ ہبہ عقد تملیک ہے لہٰذا مشاع اور غیر مشاع دونوں کا ہبہ جائز ہوگا جس طرح کہ مشترک اور غیر مشترک کی بیع درست ہوتی ہے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ تقسیم نہ ہونے والی چیز بھی ہبہ کے حکم یعنی ملکیت کو قبول کرتی ہے اس لئے مشاع چیز بھی ہبہ کا محل ہوگی اور شیوع اس کے احسان ہونے کو باطل نہیں کرتا جس طرح کہ قرض اور وصیت میں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ہبہ میں قبضہ مشروط اور منصوص ہوتا ہے اس لئے قبضہ کا کامل ہونا شرط ہوگا اور مشاع اور مشترک چیز دوسری چیز کو ملائے بغیر پورے قبضہ کو قبول نہیں کرتی جبکہ دوسری چیز ہبہ نہیں کی گئی اور اس لئے کہ مشترک چیز کو ہبہ کے لئے جائز قرار دینے سے واہب پر ایسا عمل لازم آئے گا جس کا اس نے التزام ہی نہیں کیا یعنی کہ تقسیم اور بٹوارہ اسی لئے قبضہ سے پہلے ہبہ کا جواز ممنوع ہے تا کہ واہب کے لئے موہوب چیز کو تسلیم کرنا لازم نہ آئے ان چیزوں کے خلاف کہ جو تقسیم نہیں کی جاتی کیونکہ اس میں ناقص قبضہ ہی ممکن ہے لہٰذا اس پر ہی اکتفاء کر لیا جائے گا اور اس لئے کہ جو چیزیں تقسیم نہیں کی جاتی ان میں واہب پر تقسیم کی مشقت لازم نہیں آئے گی۔

اور باری باری فائدہ اٹھانا اس چیز میں لازم آتا ہے جس کا واہب نے احسان ہی نہیں کیا اور ہبہ ذات سے ملا ہو ہوتا ہے اور وصیت کے لئے قبضہ شرط نہیں ہے اسی طرح بیع صحیح، بیع فاسد، بیع صرف اور بیع سلم میں بھی قبضہ مشروط اور منصوص نہیں ہے اور اس لئے کہ یہ عقود ضمان میں سے ہے لہٰذا تقسیم کا صرف لازم ہونے کے مناسب ہے اور من وجہ قرض احسان ہے اور من وجہ عقد ضمان ہے لہٰذا ہم نے قرض میں قبضہ قاصرہ کی شرط لگائی اور تقسیم کی شرط نہیں لگائی تا کہ دونوں جہتوں پر عمل ہو جائے اس کے علاوہ میں قبضہ غیر منصوص ہے اور جب واہب نے اپنے شریک کو ہبہ کیا تب بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ حکم کا مدار نفس شیوع پر ہے۔ (اصول)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لیے ہبہ کرے یا شریک کے لیے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دے دیا یا موہوب لہ کو حکم دے دیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کر لو اور اُس نے ایسا کر لیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہو گیا کیونکہ مانع زائل ہو گیا۔ اگر بغیر تقسیم موہوب لہ کو قبضہ دے دیا موہوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کر دے اُس کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔

(بحر الرائق، کتاب ہبہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے مکان پر قبضہ دے دیا ہبہ صحیح ہو گیا اور اگر نصف ہبہ کر کے قبضہ دے دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور اُس پر بھی قبضہ دے دیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری، کتاب ہبہ، بیروت)

تقسیم کے بعد محفوظ رہنے سے ہبہ کے تام ہونے کا بیان

ہبہ ایسے قبضہ سے تام ہوتا ہے جو تقسیم ہو کر محفوظ ہو جائے، اور غیر منقسم جس کی تقسیم کی ضرورت نہیں ہے اور وہ غیر منقسم ہے جس کی تقسیم کرنی ہو وہ قبضہ سے تام نہ ہوگا ہاں اگر اس کی تقسیم کر دی اور قبضہ میں دے دیا تو صحیح ہے اھ ملخصا، میں کہتا ہوں مشاع یعنی غیر منقسم کا ہبہ بعض کے نزدیک فاسدہ ہے لہٰذا اس پر قبضہ سے موہوب لہ کی ملکیت ثابت ہو جائیگی جبکہ اس نے اسی مشائی حالت میں قبضہ کیا ہو تاہم یہ ملکیت خبیثہ ہوگی موجود رہنے کی صورت میں واجب الرد اور ہلاک ہونے کی صورت میں قابل ضمان ہوگی، اسی قول پر بعض نے فتوی دیا ہے جبکہ حق یہ ہے اس پر قبضہ سے ملکیت ہرگز ثابت نہ ہوگی جب تک اس کو تقسیم کر کے نہ دیا جائے یہی صحیح اور قابل اعتماد ہے جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی تحقیق فرمائی اور اسی پر جم غفیر نے فتوی دیا ہے اور ہمارے تینوں ائمہ کرام سے یہی ظاہر الروایت ہے تو اسی پر اعتماد ہے۔ (تنویر الابصار، کتاب ہبہ، بیروت)

مشاع میں ہبہ کے جواز میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ہبہ جائز ہوگا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ہبہ کرنا جائز ہے۔

جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب بھی امام شافعی کے مذہب کی طرح ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب اجارہ، بیروت)

3690 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنَّا اَصْلٌ وَّعَشِيْرَةٌ وَّقَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ فَامْنُنْ عَلَيْنَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ۔

فَقَالَ "اخْتَارُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اَوْ مِنْ نِّسَائِكُمْ وَاَبْنَائِكُمْ" . فَقَالُوْا قَدْ خَيَّرْتَنَا بَيْنَ اَحْسَابِنَا وَاَمْوَالِنَا بَلْ نَخْتَارُ نِسَائَنَا وَاَبْنَائَنَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ فَاِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا" . فَلَمَّا

3690-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في فداء الاسير بالمال (الحديث 2694) مختصراً . تحفة الاشراف (8782) .

صَلَّوُا الظُّهْرَ قَامُوا فَقَالُوا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ". فَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا. وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ فَزَارَةَ فَلَا. وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ سُلَيْمٍ فَلَا.

فَقَامَتْ بَنُوْ سُلَيْمٍ فَقَالُوْا كَذَبْتَ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَائَهُمْ وَاَبْنَائَهُمْ فَمَنْ تَمَسَّكَ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ فَلَهُ سِتُّ فَرَائِضَ مِنْ اَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيْئُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا". وَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَرَكِبَ النَّاسُ اقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْئَنَا فَاَلْجَئُوْهُ اِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَائَهُ فَقَالَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوْا عَلَيَّ رِدَائِيْ فَوَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لَكُمْ شَجَرَ تِهَامَةَ نَعَمًا قَسَمْتُهُ عَلَيْكُمْ ثُمَّ لَمْ تَلْقَوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا جَبَانًا وَّلَا كَذُوْبًا". ثُمَّ اَتٰى بَعِيْرًا فَاَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ اُصْبُعَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ "هَا اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذِهِ اِلَّا خُمُسٌ وَّالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ". فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ بِكُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذْتُ هٰذِهِ لِاُصْلِحَ بِهَا بَرْذَعَةَ بَعِيْرٍ لِّيْ. فَقَالَ "اَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ". فَقَالَ اَوَبَلَغَتْ هٰذِهِ فَلَا اَرَبَ لِيْ فِيْهَا. فَنَبَذَهَا. وَقَالَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ يَكُوْنُ عَلٰى اَهْلِهِ عَارًا وَّشَنَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے ہوازن قبیلے کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد! ہم اصیل' خاندانی لوگ ہیں' ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہے' آپ ﷺ ہم پر احسان کیجئے' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر احسان کرے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے اموال اور اپنی خواتین و بچوں میں کسی ایک کو اختیار کر لو۔ تو انہوں نے عرض کی: آپ نے ہمیں ہمارے حسب اور ہمارے مال کے بارے میں اختیار دیا ہے' تو ہم اپنی خواتین و بچوں کو اختیار کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آیا ہے' وہ سب تمہیں مل جائے گا' جب میں ظہر کی نماز ادا کرلوں تو تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا: ہم اللہ کے رسول کے واسطے سے اہل ایمان سے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) مسلمانوں سے اپنی خواتین اور بچوں کے بارے میں مدد چاہتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) جب ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ بات کہہ دی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ میرے حصے میں ہے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آیا ہے' وہ تمہارا ہوا۔

تو مہاجرین نے عرض کی: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے وہ بھی اللہ کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی: جو کچھ ہمارے حصے

میں آیا ہے وہ بھی اللہ کے رسول کا ہے۔اقرع بن حابس بولا: میں اور بنوتمیم اس میں شامل نہیں ہیں۔ عیینہ بن حصن بولا: میں اور بنوفزارہ بھی اس میں شامل نہیں ہے۔ عباس بن مرداس بولا: میں اور بنوسلیم بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔ تو بنوسلیم کے افراد کھڑے ہو گئے اور بولے: تم غلط کہہ رہے ہو ہمارے حصے میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کے رسول کا ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! انہیں (یعنی ہوازن قبیلے کے لوگوں کو) ان کی خواتین، بچے (جو قیدی بنائے گئے ہیں) واپس کر دو جو شخص اس مالِ غنیمت میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہتا ہے' اُسے اگلی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے جو مالِ غنیمت عطاء کرے گا اس میں سے چھ حصے مل جائیں گے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور لوگ بھی سوار ہو گئے۔ (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مالِ غنیمت تقسیم کریں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت تک جانے پر مجبور کر دیا' (اس ہجوم میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر بھی کھینچ لی گئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! میری چادر مجھے واپس کر دو' اللہ کی قسم! اگر تمہارے حصے میں تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ آتے ہوں تو میں وہ بھی تم میں تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل' بزدل یا جھوٹا نہیں پاؤ گے''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اس کی کوہان پر موجود اون کو پکڑا اور پھر ارشاد فرمایا:

''مالِ غنیمت میں میرے حصے میں صرف خمس آتا ہے اور وہ خمس بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا لے کر کھڑا ہوا اور بولا: یا رسول اللہ! (یہ میں نے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے) حاصل کر لیا ہے' تا کہ اس کے ذریعے میں اپنے اونٹ کا پالان ٹھیک کر لوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے حصے میں اور بنوعبدالمطلب کے حصے میں جو کچھ بھی آیا ہے وہ تمہارا ہے۔ وہ شخص بولا: کیا نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے' پھر اس نے بالوں کا وہ گچھا رکھ دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! (اگر کسی شخص نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس رکھ لی ہے) تو اسے ادا کر دو' خواہ وہ دھاگہ یا سوئی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ (مالِ غنیمت میں) خیانت کرنا قیامت کے دن شرمندگی اور عذاب کا باعث ہوگا''۔

غیر منقسم چیز میں مشاع کے ہبہ کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کا ور جب کسی شخص نے غیر منقسم چیز میں مشاع کا ہبہ کیا موہوب لہ اُس جز کا مالک ہو گیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ دونوں اُس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اُس سے کام لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہو سکتا ہے مگر اس پر بھی جبر نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔ جو مشاع غیر

قابلِ قسمت ہے اُس کا ہبہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔

ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اُس غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے ہبہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصے میں صحیح ہے یعنی اُس غلام میں جتنا حصہ اس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اُتنے ہی حصہ کا ہبہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اُس غلام میں واہب کا ہے اُس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا ہبہ صحیح نہیں۔ مجہول حصہ کا ہبہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع ہو سکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اس گھر میں جو کچھ میرا حصہ ہے ہبہ کر دیا یہ جائز ہے اگرچہ موہوب لہ کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہو سکتی ہے اور اگر بہت زیادہ جہالت ہو تو نا جائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ ہبہ کر دیا۔ (بحرالرائق، کتاب، ہبہ، بیروت)

مال غنیمت کی تقسیم میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ تمام اگلی امتوں پر مال غنیمت حرام ہے۔ لیکن اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اسے حلال کر دیا۔ اس کی تقسیم کی تفصیل یہاں بیان ہو رہی ہے۔ مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ تاوان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لا وارث تھا یا جزیے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ فے ہے۔

سلف و خلف کی ایک جماعت کا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔ بعض لوگ غنیمت کا اطلاق فے پر اور فے کا اطلاق غنیمت پر بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ حشر کی (آیت ما افاء اللہ الخ،) کی ناسخ ہے۔ اب مال غنیمت میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو فے کے بارے میں ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ ان دونوں قسم کے مال کی تقسیم امام کی رائے پر ہے۔ پس مقررہ حشر کی آیت اور اس آیت میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ امام کی مرضی ہو واللہ اعلم۔ آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہئے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ گو سوئی ہو یا دھاگہ ہو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے جو خیانت کرے گا وہ اسے لے کر قیامت کے دن پیش ہو گا اور ہر ایک کو اس عمل کا پورا بدلہ ملے گا کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا کہتے ہیں کہ خمس میں سے اللہ کے لئے مقرر شدہ حصہ کعبے میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابو العالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصے کرتے تھے۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپ مٹھی بھر کر نکال لیتے اسے کعبے میں داخل کر دیتے پھر جو بچا اس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ کا

ایک قرابت داروں کا۔ ایک یتیموں کا ایک مسکینوں کا ایک مسافروں کا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اللہ کا نام صرف بطور تبرک ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے بیان کا وہ شروع ہے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ جب حضور کوئی لشکر بھیجتے اور مال غنیمت کا مال ملتا تو آپ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کر ڈالتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پس یہ فرمان کہ ان للہ خمسہ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے۔ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔

پانچویں حصے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بہت سے بزرگوں کا قول یہی ہے کہ اللہ رسول کا ایک ہی حصہ ہے۔ اسی کی تائید بیہقی کی اس صحیح سند والی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی القریٰ میں آکر سوال کیا کہ یارسول اللہ غنیمت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے باقی کے چار حصے لشکریوں کے۔ اس نے پوچھا تو اس میں کسی کو کسی پر زیادہ حق نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اپنے کسی دوست کے جسم سے تیر نکالے تو اس تیر کا بھی تو اس سے زیادہ مستحق نہیں حضرت.

حسن نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی اور فرمایا کیا میں اپنے لئے اس حصے پر رضامند نہ ہو جاؤں؟ جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا رکھا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مال غنیمت کے پانچ حصے برابر کئے جاتے تھے چار تو ان لشکریوں کو ملتے تھے جو اس جنگ میں شامل تھے پھر پانچویں حصے کے چار حصے کئے جاتے تھے ایک چوتھائی اللہ کا اور اس کے رسول کا پھر یہ حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے یعنی پانچویں حصے کا پانچواں حصہ آپ اور آپ کے بعد جو بھی آپ کا نائب ہو اس کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں اللہ کا حصہ اللہ کے نبی کا ہے اور جو آپ کا حصہ تھا وہ آپ کی بیویوں کا ہے عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا جو حصہ ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اختیار ہے جس کام میں آپ چاہیں لگائیں.

مقدام بن معدی کرب حضرت عبادہ بن صامت حضرت ابودرداء اور حضرت حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ذکر ہونے لگا تو ابوداؤد نے عبادہ بن صامت سے کہا فلاں فلاں غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نے ایک جہاد میں خمس کے ایک انٹ کے پیچھے صحابہ کو نماز پڑھائی سلام کے بعد کھڑے ہو گئے اور چند بال چٹکی میں لے کر فرمایا کہ مال غنیمت کے انٹ کے یہ بال بھی مال غنیمت میں سے ہی ہیں اور میرے نہیں ہیں میرا حصہ تو تمہارے ساتھ صرف پانچواں ہے اور پھر وہ بھی تم ہی کو واپس دے دیا جاتا ہے پس سوئی دھاگے تک ہر چھوٹی بڑی چیز پہنچا دیا کرو، خیانت نہ کرو، خیانت عار ہے اور خیانت کرنے والے کے لئے دونوں جہان میں آگ ہے۔ قریب والوں سے دور والوں سے راہ حق میں جہاد جاری رکھو۔ شرعی کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال تک نہ کرو۔ وطن میں اور سفر میں اللہ کی مقرر کردہ حدیں جاری کرتے رہو اللہ کے لئے جہاد کرتے رہو جہاد جنت کے بہت بڑے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی جہاد کی سبب سے اللہ تعالیٰ غم ورنج سے نجات دیتا ہے۔ (مسند امام احمد)

یہ حدیث حسن ہے اور بہت ہی اعلیٰ ہے۔ صحاح ستہ میں اس سند سے مروی نہیں لیکن مسند ہی کی دوسری روایت میں دوسری سند

سے خمس کا اور خیانت کا ذکر مروی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی مختصراً یہ حدیث مروی ہے اس حصے میں سے نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعض چیزیں اپنی ذات کے لئے بھی مخصوص فرمالیا کرتے تھے لونڈی غلام تلوار گھوڑا وغیرہ۔ جس طرح محمد بن سیرین اور عامر شعبی اور اکثر علماء نے فرمایا ہے ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ذوالفقار نامی تلوار بدر کے دن کے مال غنیمت میں سے تھی جو حضور کے پاس تھی اسی کے بارے میں احد والے دن خواب دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح آئیں تھیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت یزید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم باڑے میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے زہیر بن اقیش کی طرف ہے کہ اگر تم اللہ کی وحدت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دو اور نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور غنیمت کے مال سے خمس ادا کرتے رہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور خالص حصہ ادا کرتے رہو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امن میں ہو۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تجھے یہ کس نے لکھ دیا ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پس ان صحیح احادیث کی دلالت اور ثبوت اس بات پر ہے اسی لئے اکثر بزرگوں نے اسے حضور کے خواص میں سے شمار کیا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور لوگ کہتے ہیں کہ خمس میں امام وقت مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق جو چاہے کرسکتا ہے۔ جس طرح کہ مال فے میں اسے اختیار ہے۔

یہی قول حضرت امام مالک کا ہے اور اکثر سلف کا ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح قول ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا تو یہ بھی خیال رہے کہ خمس جو حضور کا حصہ تھا اسے اب آپ کے بعد کیا کیا جائے بعض تو کہتے ہیں کہ اب یہ حصہ امام وقت یعنی خلیفۃ المسلمین کا ہوگا۔

حضرت ابوبکر حضرت علی حضرت قتادہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کی مصلحت میں صرف ہوگا ایک قول ہے کہ یہ بھی اہل حاجت کی بقایا قسموں پر خرچ ہوگا یعنی قرابت دار یتیم مسکین اور مسافر۔

امام ابن جریر کا مختار مذہب یہی ہے اور بزرگوں کا فرمان ہے کہ حضور کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو دے دیا جائے۔ عراق والوں کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور کہا گیا ہے خمس کا یہ پانچواں حصہ سب کا سب قرابت داروں کا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن محمد بن علی اور علی بن حسین کا قول ہے کہ یہ ہمارا حق ہے پوچھا گیا کہ آیت میں یتیموں اور مسکینوں کا بھی ذکر ہے تو امام علی نے فرمایا اس سے مراد بھی ہمارے یتیم اور مسکین ہیں۔

امام حسن بن محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کلام کا شروع اس طرح ہوا ہے ورنہ دنیا آخرت کا سب کچھ اللہ ہی کا ہے حضور کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں کیا ہوا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں حضرت کا حصہ آپ کے خلیفہ کو ملے گے۔ بعض کہتے ہیں آپ کے قرابت داروں کو۔ بعض کہتے ہیں خلیفہ کے قرابت داروں کو ان کی رائے میں ان دونوں حصوں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کے کام میں لگایا جائے اسی طرح خلافت صدیقی وفاروقی میں

ہوتا بھی رہا ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم حضور کے اس حصے کو جہاد کے کام میں خرچ کرتے تھے۔ پوچھا گیا کہ حضرت علی اس بارے میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا وہ اس بارے میں ان سے سخت تھے۔ اکثر علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ ہاں ذوی القربیٰ کا جو حصہ ہے وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا ہے۔ کیونکہ اولاد عبدالمطلب نے اولاد ہاشم کی جاہلیت میں اور اول اسلام میں موافقت کی اور انہی کے ساتھ انہوں نے گھاٹی میں قید ہونا بھی منظور کر لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائے جانے کی سبب سے یہ لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور آپ کی حمایت میں تھے، ان میں سے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سبب سے۔ کافر خاندانی طرف داری اور رشتوں ناتوں کی حمایت کی سبب سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی فرمانبرداری کی سبب سے ستائے گئے ہاں بنو عبدشمس اور بنو نوفل گو یہ بھی آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ لیکن وہ ان کی موافقت میں نہ تھے بلکہ ان کے خلاف تھے انہیں الگ کر چکے تھے اور ان سے لڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قریش کے تمام قبائل ان کے مخالف ہیں اسی لئے ابو طالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں ان کی بہت ہی مذمت کی ہے کیونکہ یہ قریبی قرابت دار تھے اس قصیدے میں انہوں نے کہا ہے کہ انہیں بہت جلد اللہ کی طرف سے ان کی اس شرارت کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ ان بیوقوفوں نے اپنے ہو کر ایک خاندان اور ایک خون کے ہو کر ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں وغیرہ۔

ایک موقعہ پر ابن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل اور حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی کہ آپ نے خیبر کے خمس میں سے بنو عبدالمطلب کو تو دیا لیکن ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ آپ کی قرابت داری کے لحاظ سے وہ اور ہم بالکل یکساں اور برابر ہیں آپ نے فرمایا سنو بنو ہاشم ہیں۔

مجاہد کا قول ہے کہ اللہ کو علم تھا کہ بنو ہاشم میں فقراء ہیں پس صدقے کی جگہ ان کا حصہ مال غنیمت میں مقرر کر دیا۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ علی بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ سب قریش ہیں۔ ابن عباس سے استفسار کیا گیا کہ ذوی القربیٰ کون ہیں؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ ہم تو کہتے تھے ہم ہیں لیکن ہماری قوم نہیں مانتی وہ سب کہتے ہیں کہ سارے ہی قریش ہیں (مسلم وغیرہ)

بعض روایتوں میں صرف پہلا جملہ ہی ہے۔ دوسرے جملے کی روایت کے راوی ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن مدنی کی روایت میں ہی یہ جملہ ہے کہ سب کہتے ہیں کہ سارے قریش ہیں۔ اس میں ضعف بھی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے لوگوں کے میل کچیل سے تو میں نے منہ پھیر لیا خمس کا پانچواں حصہ تمہیں کافی ہے یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی ابراہیم بن مہدی کو امام ابو حاتم ثقہ بتاتے ہیں لیکن یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ منکر روایات لاتے ہیں واللہ اعلم۔ آیت میں تیموں کا ذکر ہے یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ پھر بعض تو کہتے ہیں کہ یتیمی کے ساتھ فقیری بھی ہو تو وہ مستحق ہیں اور بعض کہتے ہیں ہر امیر فقیر یتیم کو یہ الفاظ شامل ہیں۔ مساکین سے مراد وہ محتاج ہیں جن کے پاس اتنا نہیں کہ ان کی فقیری اور ان کی حاجت پوری ہو جائے اور انہیں کافی ہو جائے۔ ابن السبیل وہ مسافر ہے جو اتنی حد تک وطن سے نکل چکا ہو یا جا رہا ہو کہ جہاں پہنچ کر

اسے نماز کو قصر پڑھنا جائز ہو اور سفر خرچ کافی اس کے پاس نہ رہا ہو۔

ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر تمہارا اللہ پر اور اس کی اتاری ہوئی وحی پر ایمان ہے تو جو وہ فرما رہا ہے لاؤ یعنی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا کرو۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ وفد عبدالقیس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں میں تمہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جانتے بھی ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو پابندی سے ادا کرنا زکوۃ دینا اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ پس خمس کا دینا بھی ایمان میں داخل ہے۔

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے کہ خمس کا ادا کرنا ایمان میں ہے پھر اس حدیث کو وارد فرمایا ہے اور ہم نے شرح صحیح بخاری میں اس کا پورا مطلب واضح بھی کر دیا ہے واللہ الحمد والمنہ۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ایک احسان وانعام بیان فرماتا ہے کہ اس نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اپنے دین کو غالب کیا اپنے نبی کی اور آپ کے لشکریوں کی مدد فرمائی اور جنگ بدر میں انہیں غلبہ دیا۔ کلمہ ایمان کلمہ کفر پر چھا گیا پس یوم الفرقان سے مراد بدر کا دن ہے جس میں حق و باطل کی تمیز ہو گی۔ بہت سے بزرگوں سے یہی تفسیر مروی ہے۔ یہی سب سے پہلا غزوہ تھا۔ مشرک لوگ عتبہ بن ربیعہ کی ماتحتی میں تھے جمعہ کے دن انیس یا سترہ رمضان کو یہ لڑائی ہوئی تھی اصحاب رسول تین سو دس سے کچھ اوپر تھے اور مشرکوں کی تعداد نو سو سے ایک ہزار تھی۔ باوجود اس کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی ستر سے زائد تو کام آگئے اور اتنے ہی قید کر لئے گئے۔ مستدرک حاکم میں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیلتہ القدر کو گیارہویں رات میں ہی یقین کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اس کی صبح کو بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ حسن بن علی فرماتے ہیں کہ لیلتہ الفرقان جس دن دونوں جماعتوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی رمضان شریف کی سترہویں تھی یہ رات بھی جمعہ کی رات تھی۔ غزوے اور سیرت کے مرتب کرنے والے کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ ہاں یزید بن ابو جعد جو اپنے زمانے کے مصری علاقے کے امام تھے فرماتے ہیں کہ بدر کا دن پیر کا دن تھا لیکن کسی اور نے ان کی متابعت نہیں کی اور جمہور کا قول یقیناً ان کے قول پر مقدم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ انفال، بیروت)

باب رُجُوعِ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ .

یہ باب ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اسے واپس لینا' اس روایت کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

3691 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَرْجِعُ اَحَدٌ فِيْ هِبَتِهٖ اِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَّلَدِهٖ وَالْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ" .

3691-اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب من اعطى ولده ثم رجع فيه (الحديث 2378) مختصراً تحفة الاشراف (8722) .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی شخص اپنی ہبہ کو (ہبہ کردینے کے بعد) واپس نہیں لے سکتا البتہ والد اپنی اولاد سے (ہبہ واپس لے سکتا ہے) اور ہبہ واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے"۔

3692 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُعْطِىْ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِىْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِىْ يُعْطِىْ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِىْ قَيْئِهٖ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی عطیہ دیتا ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے واپس لے البتہ والد کا حکم مختلف ہے وہ اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے) جو کوئی عطیہ دیتا ہے پھر اُسے واپس لے لیتا ہے تو اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے جو کچھ کھاتا ہے پھر جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے پھر دوبارہ اسی قے کو چاٹ لیتا ہے"۔

3693 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِىُّ الْمَقْدِسِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ - وَهُوَ مَوْلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ - عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعَائِدُ فِىْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِىْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِىْ قَيْئِهٖ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اپنے ہبہ کو واپس لینے والا شخص، اُس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے"۔

3694 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّهَبَ هِبَةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيْهَا

3692-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب الرجوع في الهبة (الحديث 3539) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الهبة (الحديث 1299) مختصراً، وفي الولاء والهبة، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة (الحديث 2131 و 2132) . واخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3705) واخرجه ابن ماجه في الهبات، باب من اعطى ولده ثم رجع فيه (الحديث 2377) . تحفة الاشراف (7097) .

3693-اخرجه البخاري في الهبة، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها (الحديث 2589) . واخرجه مسلم في الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض الا اوهبه لولده وان سفل (الحديث 8) . واخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3703) . تحفة الاشراف (5712) .

3694-انفرد به النسائي . وسياتي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3704 و 3706 و 3707) تحفة الاشراف (5755 و 15597) .

اِلَّا مِنْ وَّلَدِہٖ"۔ قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ اَسْمَعُ وَاَنَا صَغِيْرٌ عَائِدٌ فِیْ قَيْئِهٖ فَلَمْ نَدْرِ اَنَّهٗ ضَرَبَ لَهٗ مَثَلاً قَالَ "فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ ثُمَّ يَقِیْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ"۔

☆☆ طاؤس روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کوئی چیز ہبہ کرے اور پھر اُسے واپس لے البتہ اپنی اولاد (سے وہ ہبہ واپس لے سکتا ہے)۔

طاؤس کہتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے اس حدیث میں یہ الفاظ سنے تھے:

"وہ اپنی قے چاٹنے والے کی مانند ہے"۔

تو ہمیں یہ علم نہیں ہو سکا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ مثال بیان کی ہے؛

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو کچھ کھاتا ہے اور پھر قے کر دیتا ہے اور پھر اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے"۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے منقول روایت میں اختلاف کا تذکرہ

3695 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَثَلُ الَّذِیْ يَرْجِعُ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَرْجِعُ فِیْ قَيْئِهٖ فَيَاْكُلُهٗ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنے صدقہ کو واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو اپنی قے کو دوبارہ کھا لیتا ہے"۔

3696 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ - قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِیُّ - اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ

3695-اخرجه البخاري في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2621) بنحوه. و اخرجه مسلم في الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة و الهبة بعد القبض الا ما وهبه لولده و ان سفل (الحديث 5 و 6 و 7). و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب الرجوع في الهبة (الحديث 3538) بنحوه. و اخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فيه (الحديث 3696 و 3697 و 3698 و 3699). و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجوع في الهبة (الحديث 2385) بنحوه، و في الصدقات باب الرجوع في الصدقة (الحديث 2391) تحفة الاشراف (5662).

3696-تقدم (الحديث 3695).

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي تَصَدَّقَ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَاَكَلَهُ" .

☆☆ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی چیز صدقہ کر کے پھر اسے واپس لینے والا شخص، اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور دوبارہ اپنی قے کی طرف جا کر اُسے کھا لیتا ہے''۔

3697 - اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ" . قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَطَاءَ بْنَ اَبِي رَبَاحٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

☆☆ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنے صدقے کو واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر لیتا ہے اور پھر اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے''۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ کو عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث سناتے ہوئے سنا ہے۔

3698 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3699 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنی ہبہ کو واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3700 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ - وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي

3697-تقدم (الحديث 3695) .

3698 تقدم (الحديث 3695) .

3699-تقدم (الحديث 3695) .

عَـرُوبَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہمارے لیے کوئی بُری مثال نہیں ہو سکتی' اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3701 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہو سکتی (یعنی ہم بُری مثال کے مستحق نہیں بن سکتے) اپنی ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے''۔

3702 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الرَّاجِعُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہو سکتی' اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کتے کی مانند ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِيْ هِبَتِهٖ

یہ باب ہے کہ ہبہ واپس لینے والی روایت میں طاؤس سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3703 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اُس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے' پھر اُسی کو کھا لیتا ہے''۔

3700-اخرجه البخاري في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2622)، و في الحيل، باب الهبة و الشفعة (الحديث 6975) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الهبة (الحديث 1298) . و اخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فيه (الحديث 3701) . تحفة الاشراف (5992) .

3701-تقدم (الحديث 3700) .

3702-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6066) .

3703-تقدم (الحديث 3693) .

3704 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعَائِدُ فِىْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِىْ قَيْئِهٖ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو دوبارہ چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3705 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٖ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّعْطِىَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِىْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِىْ يُعْطِى الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيْهَا كَالْكَلْبِ يَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِىْ قَيْئِهٖ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی ہدیہ دے اور پھر اسے واپس لے البتہ والد اپنی اولاد کو جو چیز دیتا ہے (اُسے واپس لے سکتا ہے) جو شخص کوئی عطیہ دینے کے بعد اس سے واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے' جو کچھ کھاتا ہے' یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے' تو قے کر دیتا ہے اور پھر واپس آ کر دوبارہ اُسی قے کو کھا لیتا ہے''۔

3706 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَّهَبُ هِبَةً ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ".

قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ اَسْمَعُ الصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ يَا عَائِدًا فِىْ قَيْئِهٖ وَلَمْ اَشْعُرْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ ذٰلِكَ مَثَلًا حَتّٰى بَلَغَنَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ "مَثَلُ الَّذِىْ يَهَبُ الْهِبَةَ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْهَا". وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ قَيْئَهٗ".

☆☆ طاؤس' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز ہبہ کرے' پھر اسے واپس لے البتہ والد کا حکم مختلف ہے (وہ اگر اپنی اولاد کو کوئی عطیہ دیتا ہے' تو اسے واپس لے سکتا ہے)''۔

طاؤس کہتے ہیں: میں نے بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اے اپنی قے کو چاٹنے والے!

اسے یہ نہیں پتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان کی ہے' یہاں تک کہ یہ روایت ہم تک پہنچی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3704-تقدم (الحديث 3694) .

3705-تقدم (الحديث 3692) .

3706-تقدم (الحديث 3694) .

''ہبہ کر کے اسے واپس لینے والے کی مثال (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے:)
اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے''۔

3707 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَنْظَلَةَ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا بَعْضُ مَنْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "مَثَلُ الَّذِيْ يَهَبُ فَيَرْجِعُ فِيْ هِبَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ فَيَقِيْءُ ثُمَّ يَاْكُلُ قَيْئَهُ".

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''ہبہ کر کے اس ہبہ کو واپس لینے والے کی مثال' اس کتے کی مانند ہے' جو کوئی چیز کھاتا ہے' پھر اسے قے کر دیتا ہے' پھر اس قے کو کھا لیتا ہے''۔

ہبہ کو واپس لینے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا) اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری مثال سے تشبیہ دیئے جائیں (بخاری)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عز وشرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلی اصول اور شرافت وتہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت وقوم کے کسی بھی فرد کے لئے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔

اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کتا اپنی قے چاٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہدیہ کرے اور پھر اسے واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونے والا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔

یہاں مذکور یہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز دے کر واپس لے لینا بے مروتی اور غیر پسندیدہ بات ہے لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت

3707-تقدم (الحديث 3694)

امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنے والی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔

کِتَابُ الرُّقْبٰی

یہ کتاب رقبیٰ کے بیان میں ہے

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى ابْنِ اَبِیْ نَجِيحٍ فِیْ خَبَرِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِيْهِ .

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں علی بن ابی نجیح سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3708 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الرُّقْبٰی جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''رقبیٰ جائز ہے''۔

3709 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ يُوْسُفَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرُّقْبٰی لِلَّذِیْ اُرْقِبَهَا .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبیٰ اس کا حق قرار دیا ہے' جسے رقبیٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی ہو۔

3710 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ لَعَلَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا رُقْبٰی فَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ .

☆☆ طاؤس، شاید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس چیز کو رقبیٰ کے طور پر دیا گیا ہو وہ وراثت کے راستے سے (یعنی وراثت کے طور پر) تقسیم ہوگی۔

3708-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (3720) .

3709-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (3701) .

3710-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (5728) .

بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِي الزُّبَيْرِ

یہ باب ہے کہ ابوزبیر رضی اللہ عنہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3711 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوْا اَمْوَالَكُمْ فَمَنْ اَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ اُرْقِبَهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اپنے اموال کو رقبیٰ کے طور پر نہ دو' جو شخص کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر دیتا ہے' تو یہ اس کی ملکیت ہوگی' جسے رقبیٰ کے طور پر دی گئی تھی''۔

3712 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ اُعْمِرَهَا وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ اُرْقِبَهَا وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اُس شخص کے لیے جائز ہے' جسے عمریٰ کے طور پر چیز دی گئی ہو اور رقبیٰ اس شخص کے لیے جائز ہے' جسے رقبیٰ کے طور پر چیز دی گئی ہو اور اپنے ہبہ کو واپس لینے والا شخص اُس طرح ہے' جیسے کوئی اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے''۔

3713 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى سَوَاءٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمریٰ اور رقبیٰ کا حکم برابر ہے۔

3714 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى وَلَا الْعُمْرٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ وَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رقبیٰ جائز نہیں ہے' اور عمریٰ بھی جائز نہیں ہے' جو چیز عمریٰ کے طور پر دی گئی ہو وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی اور جو چیز رقبیٰ کے طور پر دی گئی ہو وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی۔

3715 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ

3711-انفرد به النسائي . وسياتي في الرقبي، ذكر الاختلاف على ابي الزبير (الحديث 3712 و 3713 و 3714 و 3715 و 3716) . تحفة الاشراف (5756) .

3712-تقدم (الحديث 3711) .

3713-تقدم (الحديث 3711) .

3714-تقدم (الحديث 3711) .

طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَصْلُحُ الْعُمْرٰی وَلَا الرُّقْبٰی فَمَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا اَوْ اَرْقَبَهٗ فَاِنَّهٗ لِمَنْ اُعْمِرَهٗ وَاُرْقِبَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَوْتَهٗ ۔ اَرْسَلَهٗ حَنْظَلَةُ :

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمریٰ درست نہیں ہے اور رقبیٰ بھی درست نہیں ہے جو شخص کوئی چیز عمریٰ کے طور پر دیتا ہے یا رقبیٰ کے طور پر دیتا ہے تو یہ اس کی ملکیت ہو گی جسے عمریٰ کے طور پر یا رقبیٰ کے طور پر یہ چیز دی گئی ہے اس شخص کی زندگی اور موت میں یہ حکم برابر ہے۔

حنظلہ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3716 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَنْظَلَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰی فَمَنْ اُرْقِبَ رُقْبٰی فَهُوَ سَبِيْلُ الْمِيْرَاثِ" .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"رقبیٰ حلال ہے جب کسی چیز کو رقبیٰ کے طور پر کسی کو دیا جائے تو وہ وراثت کے طور پر تقسیم ہو گی"۔

3717 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰی مِيْرَاثٌ" .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمریٰ میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے"۔

3718 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِیِّ عَنْ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ" .

☆☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمریٰ وارث کو ملے گی"۔

3719 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِیِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ" .

3715-تقدم (الحديث 3711) .

3716-تقدم (الحديث 3711) .

3717-انفرد به النسائي . وسياتي في الرقبي، ذكر الاختلاف على ابي الزبير (الحديث 3720) . و في العمرى، (الحديث 3722) . تحفة الاشراف (3721) .

3718-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرقبي (الحديث 3559) واخرجه النسائي في الرقبي، ذكر الاختلاف على ابي الزبير (الحديث 3719 و 3721)، و في العمرى، . (الحديث 3723 و 3724 و 3725 و 3726) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب العمرى (الحديث 2381) . تحفة الاشراف (3700) .

3719-تقدم (الحديث 3718) .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3720 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ".

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملے گی''۔

3721 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ". وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملے گی''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3720-تقدم (الحديث 3717).

3721-تقدم (الحديث 3718).

كِتَابُ الْعُمْرٰى

یہ کتاب عمریٰ کے بیان میں ہے

باب

بلاعنوان

3722 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى هِيَ لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملتی ہے''۔

3723 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملتی ہے''۔

شرح

حضرت جابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمری اپنے مالک یعنی معمرلہ کے ورثاء کی میراث ہو جاتا ہے (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 228)

معمرلہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے بطور عمری کوئی چیز دی جاتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مثلا کوئی مکان بطور عمری دیا جاتا ہے وہ مکان اس کی زندگی تک تو اس کی ملکیت رہتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے گویا یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے۔

3722-تقدم (الحديث 3717) .

3723-تقدم (الحديث 3718) .

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص اور اس کے ورثاء کو کوئی چیز بطور عمری دی جاتی ہے تو وہ عمری اسی شخص کا ہو جاتا ہے جسے وہ دیا گیا ہے (یعنی وہ چیز اس کی ملکیت ہو جاتی ہے) عمری دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتا کیونکہ دینے والے نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو جاتی ہے (بخاری ومسلم)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی شخص کو بطور عمری دی جاتی ہے وہ اس شخص کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہے دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتی۔

3724 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3725 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3726 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ عَرَضَ عَلٰى مَعْقِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ وَلَا تَرْقُبُوْا فَمَنْ اَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِسَبِيْلِهِ" .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی چیز عمریٰ کے طور پر کسی کو دیتا ہے تو اس کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی ہے جسے عمریٰ کے طور پر دی گئی ہے اور تم کسی چیز کو رقبیٰ کے طور پر نہ دو جو شخص رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ اس کے راستے میں (یعنی وراثت کے اصولوں کے تحت) تقسیم ہوگی"۔

3727 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ الْحَجُوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

3724-تقدم (الحديث 3718) .

3725-تقدم (الحديث 3718) .

3726-تقدم (الحديث 3718) .

3727-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5393)

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3728 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيْرٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3729 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مَكْحُوْلٌ عَنْ طَاوُسٍ بَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کو اور رقبیٰ کو لازم قرار دیا ہے۔

شرح

عمریٰ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں تمہاری زندگی تک کے لئے دیا یہ جائز ہے اس صورت میں جب تک وہ شخص جس کو مکان دیا گیا ہے زندہ ہے اس سے وہ مکان واپس نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد وہ مکان واپس لیا جاسکتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ عمریٰ کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی شخص مثلاً اپنا مکان کسی کو دے اور یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں دے دیا جب تک تم زندہ رہو گے یہ تمہاری ملکیت میں رہے گا تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں اور اولاد کا ہو جائے گا اس صورت کے بارے میں تمام علماء کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ یہ ہبہ ہے اس صورت میں مکان مالک کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی ملکیت میں آ جاتا ہے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس مکان کے مالک ہو جاتے ہیں اگر ورثاء نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہو جاتا ہے۔

عمریٰ کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دینے والا بلا کسی قید وشرط کے یعنی مطلقاً یہ کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے اس صورت کے بارے میں علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا حکم ہے چنانچہ حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور بعد اس کے وارثوں کا حق نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک یعنی جس نے اس شخص کو دیا تھا کی ملکیت میں واپس آ جاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والا یوں کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا اس صورت کے بارے میں بھی زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط کہ تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا فاسد ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ کسی فاسد شرط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا۔

3728-انفرد بہ النسائی ۔ و سیاتی (الحدیث 3729) بنحوہ ۔ تحفة الاشراف (5742) ۔

3729-تقدم (الحدیث 3728) ۔

حضرت امام شافعی کا بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے لیکن حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ عمری کی یہ صورت ایک فاسد شرط کی وجہ سے فاسد ہے۔ عمریٰ ـــ بارے میں حضرت امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں بنیادی مقصد دی جانے والی چیز کی منفعت کا مالک کرنا ہوتا ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرٰى

عمریٰ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3730 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فَقَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3731 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى . قُلْتُ وَمَا الرُّقْبٰى قَالَ يَقُولُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ . فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ .

☆☆ عطاء بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ اور رقبیٰ سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا' رقبیٰ سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے: تمہاری زندگی میں یہ چیز تمہاری ہے' اگر تم ایسا کر لیتے ہو تو یہ جائز ہوگا۔

3732 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3733 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَعْطٰى شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ" .

3730-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2481) .

3731-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19053) .

3732-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2626م) . و اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 30 و 31) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف يحيى بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3762) . تحفة الاشراف (2470) .

3733-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19054) .

★★ عطاء روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس شخص کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی جائے تو وہ اس کی زندگی اور موت میں وہ چیز اُسی کی ملکیت ہوتی ہے''۔

3734 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ اُرْقِبَ اَوْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''تم لوگ رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز نہ دو' اور عمریٰ کے طور پر کوئی چیز نہ دو' جس شخص کو کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر' یا عمریٰ کے طور پر دی جائے' تو وہ اس کے ورثاء کو ملے گی''۔

شرح

عمریٰ کی طرح رقبیٰ بھی ہبہ ہی کی ایک شاخ ہے اس کی وضاحت بھی ابتداء باب کے حاشیہ میں کی جا چکی ہے چنانچہ رقبیٰ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ کہے کہ میں اپنا مکان تمہیں اس شرط کے ساتھ دیتا ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے مرگیا تو یہ مکان تمہاری ملکیت میں رہے گا اور اگر تم مجھ سے پہلے مرگئے تو پھر یہ میری ملکیت میں آ جائے گا رقبیٰ مشتق ہے ارقاب سے جو مراقبہ کے معنی میں ہے گویا رقبیٰ میں ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے۔

اس حدیث میں عمریٰ اور رقبیٰ سے منع کیا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ تم جو چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ کسی کو دیتے ہو وہ اس شخص کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور تمہاری ملکیت چونکہ کلیۃً ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز اس کے ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے لہٰذا تم اپنے مال کو بطور عمریٰ یا رقبیٰ اپنی ملکیت سے نکال کر اپنا نقصان نہ کرو۔ اب رہی یہ بات کہ جب پہلے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ جائز ہیں تو پھر اس ممانعت کا محمول کیا ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت اس وقت فرمائی گئی ہوگی جب یہ دونوں جائز نہیں تھے اس صورت میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا پھر اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ اگرچہ مصلحت کے خلاف ہیں لیکن جب یہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دیدی جاتی ہے) تو شرعی طور پر یہ صحیح ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز نہ صرف اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے کہ جس کو دی گئی ہے بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت میں پہنچ جاتی ہے اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

عمریٰ کے بارے میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ حنفیہ کے ہاں جائز ہے لیکن رقبیٰ کے بارے میں ملا علی قاری یہ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام ابویوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔
حنفی علماء میں سے بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہی (ممانعت) ارشادی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنا مال کسی مدت متعینہ تک کے لئے ہبہ نہ کرو کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو اپنا مال واپس لے لو کیونکہ جب تم اپنی

3734-اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى (الحديث 3736 و 3737) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرقبى (الحديث 2382) . تحفة الاشراف (6680) .

کوئی چیز کسی کو دیدو تو وہ تمہاری ملکیت سے نکل گئی اب وہ تمہاری ملکیت میں نہیں آئے گی خواہ تم وہ چیز ہبہ کی صراحت کر کے دو یا عمری اور رقبی کے طور پر دو۔

3735 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنْبَاَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا اَوْ اُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اور رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اُس کی ملکیت ہوگی''۔

3736 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ) قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ (قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا اَوْ اُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ". قَالَ عَطَاءٌ هُوَ لِلْاٰخَرِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اور رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اُسی کی ملکیت ہوگی''۔

عطاء کہتے ہیں: یہ دوسرے شخص کی ملکیت ہوگی (یعنی جسے عمریٰ یا رقبیٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی)۔

3737 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقْبٰى وَقَالَ "مَنْ اُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ لَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبیٰ سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3738 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ".

3735-تقدم (الحديث 3735) .

3736-تقدم (الحديث 3735) .

3737-تقدم (الحديث 3735) .

3738-اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 28) . بمعناه مطولاً. تحفة الاشراف (2821) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو اس کی زندگی اور اس کی موت میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3739 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ - يَعْنِیْ اَمْوَالَكُمْ - لَا تُعْمِرُوْهَا فَاِنَّهُ مَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا فَاِنَّهُ لِمَنْ اُعْمِرَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اے انصار کے گروہ! تم اپنی چیزوں کو (راوی کہتے ہیں: یعنی اپنے اموال کو) اپنے پاس روک کے رکھو اسے تم عمریٰ کے طور پر کسی کو نہ دو' کیونکہ جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے' تو جس شخص کو یہ چیز عمریٰ کے طور پر دی گئی تھی' تو اسی کی ملکیت ہوگی' اس کی زندگی اور اس کی موت (دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے)''۔

3740 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ اَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوْهَا فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَبَعْدَ مَوْتِهٖ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''تم اپنے اموال کو اپنے پاس رکھو۔ انہیں عمریٰ کے طور پر نہ دو، جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز زندگی بھر کے لئے کسی کو دیتا ہے' تو اس دوسرے شخص کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3741 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرُّقْبٰى لِمَنْ اُرْقِبَهَا".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''رقبیٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جس کو یہ دی گئی تھی''۔

3742 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3739-اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 27) . تحفة الاشراف (2679) .

3740-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2986) .

3741-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرقبى (الحديث 3558) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في الرقبى (الحديث 1351) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى (الحديث 3742) . واخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرقبى (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (2705) .

3742-تقدم (الحديث 3741)

''عمریٰ اس کے اہل کے لئے جائز ہے اور رقبیٰ اس کے اہل کے لئے جائز ہے۔ (یعنی جسے دی گئی ہے؛ اس کے لئے جائز ہوگی)

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ

اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3743 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اُعْمِرَ عُمْرٰى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث ہوگا''۔

3744 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ اُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، یہ اس کی ملکیت ہوگی اور اس کے وارثوں کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنا ہوگا، وہ اس چیز کا وارث بنے گا''۔

3745 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَاَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ اُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ".

3743-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3551 و 3552) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف على الزهري فيه (الحديث 3745) . تحفة الاشراف (2395) .

3744-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2625) و اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 20 و 21 و 22 و 23 و 24 و 25) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3550 و 3552) وباب من قال فيه، ولعقبه (الحديث 3553 و 3554) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العمرى (الحديث 3148) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 3745 و 3747 و 3748 و 3749 و 3750 و 3751 و 3752)، وذكر اختلاف يحي بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3703 و 3754) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب العمرى (الحديث 2380) . تحفة الاشراف (3148) .

3745-تقدم في العمرى، ذكر اختلاف على الزهري فيه (الحديث 3743 و 3744) .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی ہو یا اس شخص کی اور اس کے پسماندگان کی ملکیت ہوگی، اس کے پسماندگان میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث بنے گا''۔

3746 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ الدِّمَشْقِىُّ عَنْ اَبِىْ عُمَرَ الصَّنْعَانِىِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَهِىَ لَهٗ وَلِمَنْ يَّرِثُهٗ مِنْ عَقِبِهٖ مَوْرُوْثَةٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص کسی دوسرے شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی اور یہ اس کے ورثاء کو وراثت میں ملے گی''۔

3747 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهٗ حَقَّهٗ وَهِىَ لِمَنْ اُعْمِرَ وَلِعَقِبِهٖ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔
''جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو دیتا ہے تو اس شخص کے ان الفاظ نے اس کے حق کو ختم کر دیا ہے، یہ چیز اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی''۔

3748 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِىْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے وہ چیز دی گئی تھی اور یہ دینے والے کی طرف واپس نہیں جائے گی، کیونکہ اس نے ایسے طریقے کے ساتھ یہ عطیہ دیا ہے' جس میں وراثت کے احکام جاری ہوتے ہیں''۔

3749 – اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ

3746-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5280الف) .

3747-تقدم (الحديث 3744) .

3748-تقدم (الحديث 3744) .

3749-تقدم (الحديث 3744) .

سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّهُ مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ اُعْمِرَهَا يَرِثُهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِىْ اَعْطَاهَا مَا وَقَعَ مِنْ مَوَارِيْثِ اللّٰهِ وَحَقِّهٖ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دے، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، اور جس شخص کو یہ چیز دی گئی ہے، اس کے وہ رشتہ دار اس چیز کے وارث بنیں گے، جن کے بارے میں وراثت کے احکام موجود ہیں اور جن کا (وراثت میں) حق ہے''۔

3750 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَهِىَ لَهُ بَتْلَةٌ لَا يَجُوْزُ لِلْمُعْطِىْ مِنْهَا شَرْطٌ وَّلَا ثُنْيَا . قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ لِاَنَّهُ اَعْطٰى عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيْثُ شَرْطَهُ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے: جس شخص کو اور اس کے متعلقین کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو یہ لازم ہوگئی ہے، اب دینے والے شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے اس میں کوئی شرط یا استثنا مقرر کرے''۔

ابوسلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے، اس شخص نے یہ عطیہ ایسے طریقے سے دیا ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوگئے ہیں، اور وراثت کے یہ احکام اس کی مقرر کردہ شرط کو کالعدم کر دیں گے''۔

3751 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ قَالَ قَدْ اَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِىَ مِنْكُمْ اَحَدٌ فَاِنَّهَا لِمَنْ اُعْطِيَهَا وَاِنَّهَا لَا تَرْجِعُ اِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اَعْطَاهَا عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی دوسرے شخص اور اس کے متعلقین کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دے، اور یہ کہے: میں نے یہ تمہیں اور تمہارے متعلقین کو عطیہ کے طور پر دی ہے جب تک ان میں سے کوئی بھی شخص باقی ہو، تو یہ چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عطیے کے طور پر دے دی گئی ہے، اب یہ اس چیز کے اصل مالک کی طرف واپس نہیں جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے اس شخص نے ایسے عطیے کے طور پر یہ چیز دی ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے''۔

3752 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ

3750 تقدم (الحديث 3744) . 3751-تقدم (الحديث 3744) .

حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى اَنْ يَّهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ وَلِعَقِبِهِ الْهِبَةَ وَيَسْتَثْنِیَ اِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ وَّبِعَقِبِكَ فَهُوَ اِلَیَّ وَاِلٰی عَقِبِی اِنَّهَا لِمَنْ اُعْطِيَهَا وَلِعَقِبِهِ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے متعلقین کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے اور اس میں سے یہ استثناء کر لیتا ہے' اگر تمہارے ساتھ یا تمہارے پسماندگان کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو گیا' تو یہ مجھے واپس مل جائے گی' یا میرے پسماندگان کو واپس مل جائے گی' تو ایسی چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے دی گئی تھی' یا اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی"۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ اَبِی كَثِيْرٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰی اَبِی سَلَمَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابوسلمہ سے یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ

3753 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِی كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ" ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے ہبہ کے طور پر دی گئی ہے''۔

3754 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّبِیِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ" ۔

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے ہبہ کے طور پر دی گئی ہے''۔

3755 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمْرٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3752-تقدم (الحديث 3744) .

3753-تقدم (الحديث 3744) .

3754-تقدم (الحديث 3744) .

3755-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15007) .

''عمریٰ درست نہیں ہے' تاہم جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی''۔

3756 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی''۔

3757 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3758 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمْرٰى فَقُلْتُ حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ قَضٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ .

☆☆ قاضی شریح بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا۔ عمریٰ جائز ہے۔

3759 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ جائز ہے''

3760 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ كَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''عمریٰ جائز ہے''

3761 - قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ اِنَّمَا الْعُمْرٰى اِذَا اُعْمِرَ وَعَقِبَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ فَاِذَا لَمْ يَجْعَلْ عَقِبَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

3756-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15065) .

3757-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2626) . واخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 32) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع، و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3548) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف يحيى بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3759) . تحفة الاشراف (12212) .

3758-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18799) .

3759-تقدم (الحديث 3757) .

3760-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18544) .

3761-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19365) .

كَانَ لِلَّذِىْ يَجْعَلُ شَرْطَهُ .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں، زہری یہ فرماتے ہیں: عمریٰ کے طور پر جب کوئی چیز دی جائے تو یہ اس شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی لیکن اگر اس شخص کا کوئی وارث نہ ہو، تو پھر یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جس نے یہ شرط عائد کی تھی، (یعنی جس نے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی تھی)

3762 - قَالَ قَتَادَةُ فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ اَبِىْ رَبَاحٍ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: عطاء بن ابی رباح سے اس بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "عمریٰ جائز ہے"۔

3763 - قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِىُّ كَانَ الْخُلَفَاءُ لَا يَقْضُوْنَ بِهٰذَا .

☆☆ قتادہ بیان کرتے ہیں: زہری نے یہ بات بیان کی ہے: خلفاء نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں دیا ہے۔

3764 - قَالَ عَطَاءٌ قَضٰى بِهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ .

☆☆ عطاء کہتے ہیں: عبدالملک بن مروان نے اس کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

باب عَطِيَّةِ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کوئی عطیہ کرنا

3765 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَاَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ هِنْدٍ - وَحَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ هِبَةٌ فِىْ مَالِهَا اِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا" . اللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "عورت کے لئے اپنے مال میں سے کوئی بھی چیز ہبہ کرنا جائز نہیں ہے، جبکہ اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک ہو"۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن معمر نامی راوی کے ہیں۔

3762-تقدم (الحديث 3732) .

3763-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19365) .

3764-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19080) .

3765 اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3546) . تحفة الاشراف (8667 و 8702) .

شوہر کے مال سے خرچ کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنے خطبہ میں فرماتے تھے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے۔ (خواہ صراحۃ ہو یا دلالۃ) عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا کھانے میں سے بھی خرچ نہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا ہمارے اموال میں نفیس ترین چیز ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 451)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس بارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کردی گئی ہے۔

شوہر کی اجازت کے سبب بیوی کا شوہر کے مال سے خرچ کرنے کا بیان

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کھانے میں سے صدقہ دیتی ہے بشرطیکہ وہ اسراف نہیں کرتی تو اسے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو مال کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور داروغہ (مطبخ کے نگران) کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے (جیسا کہ مالک کو ثواب ملتا ہے) اور ان میں سے کسی کے ثواب میں دوسرے کے ثواب کی وجہ سے کمی نہیں ہوتی (یعنی ہر ایک کو پورا ثواب ملتا ہے)

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 447)

اس حدیث کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ شوہر نے بیوی کو اپنے مال سے صدقہ وخیرات کرنے کی اجازت دے رکھی ہو خواہ اس نے صراحۃً اجازت دی ہو یا دلالۃً۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اہل حجاز کا یہ معمول تھا کہ انہوں نے اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کے پیش نظر اپنی بیویوں اور اپنے خدمت گاروں (مثلاً داروغہ مطبخ وغیرہ) کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ مہمانوں کی بھرپور ضیافت کریں اور فقراء و مساکین نیز پڑوس کے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلا دیا کریں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارشاد گرامی کے ذریعے اپنی امت کو ترغیب دلائی کہ یہ نیک اور اچھی عادت اختیار کریں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی (یعنی ان سے احکام شریعت پر عمل کرنے کا عہد لیا) تو ان میں ایک بڑے قد کی یا بڑے مرتبہ کی عورت کھڑی ہوئی جو غالباً قبیلہ مضر سے معلوم ہوتی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارا بار اپنے والدین، اپنی اولاد اور اپنے شوہروں پر ہے، کیا ان کا مال ہمارے لئے ان کی اجازت کے بغیر حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تازہ مال ہو اسے کھاؤ اور بطور تحفہ کے بھیجو۔

(ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 452)

تازہ مال" سے وہ چیزیں مراد ہیں جو دیرپا نہ ہوں بلکہ جلدی خراب ہو جاتی ہوں جیسے سالن ترکاری اور دودھ وغیرہ۔ لہٰذا ان
چیزوں کے استعمال میں اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ عام طور سے لوگ ان کو خرچ کرنے سے منع نہیں کرتے گویا اس طرح ان
چیزوں کے خرچ کرنے کے لئے دلالۃً اجازت حاصل ہوتی ہے بخلاف ان چیزوں کے جو خشک اور خراب نہ ہونے والی ہوں کہ ان
کے خرچ کرنے کے لئے اجازت و رضاء کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنے کا بیان

حضرت ابو اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے آقا کے حکم کے مطابق گوشت (کو سکھانے کے لئے اس) کے پارچے بنا رہا تھا کہ میرے پاس ایک مسکین وفقیر آیا میں نے اسے اس میں سے کھانے کے لئے دے دیا۔ جب میرے آقا کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آقا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے کھانے میں سے بغیر میری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اگر تم صدقہ کرنے کا حکم دے دیتے یا اس کے صدقہ کرنے سے تم راضی وخوش ہوتے تو) تم دونوں ثواب کے حق دار ہوتے۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عمیر نے کہا کہ میں ایک شخص کا غلام تھا چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنے مالک کے مال میں کچھ (یعنی قلیل وکمتر درجہ کی چیز جس کے خرچ کرنے کی عام طور پر اجازت ہوتی ہے) بطور صدق خرچ کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور اس کا ثواب تم دونوں کو آدھا آدھا ملے گا (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 453)

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابو اللحم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام وملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام وملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری وبھلائی ہے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اللحم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو غنیمت جانیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابو اللحم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینے کی ممانعت کا بیان

3766 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ح وَاَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ

3766-تقدم في الزكاة، عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 2539) -

الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوزُ لِامْرَاَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کرلیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اس خطبے میں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''عورت کے لئے، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، کوئی بھی عطیہ دینا جائز نہیں ہے''۔

3767 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ ثَقِيفٍ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُمْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ "اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ كَانَتْ هَدِيَّةً فَاِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ وَاِنْ كَانَتْ صَدَقَةً فَاِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . قَالُوْا لَا بَلْ هَدِيَّةٌ . فَقَبِلَهَا مِنْهُمْ وَقَعَدَ مَعَهُمْ يُسَائِلُهُمْ وَيُسَائِلُوْنَهُ حَتّٰى صَلَّى الظُّهْرَ مَعَ الْعَصْرِ .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ثقیف قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے ساتھ ہدیے کے طور پر کچھ موجود تھا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر تو یہ ہدیہ ہے' تو اس کا مقصد اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی کا حصول ہوگا اور ان کی ضروریات پوری کرنا ہوگا' اور اگر یہ صدقہ ہے' تو اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوگا' تو ان لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! یہ ہدیہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے اسے قبول کرلیا، پھر نبی اکرم ﷺ ان حضرات کے ساتھ تشریف فرما رہے، آپ ﷺ ان سے کچھ باتیں پوچھتے رہے، وہ لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے رہے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی۔

شرح

عطایا لفظ عطیہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس باب میں عطاء و بخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف ہبہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء و سلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔

امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء و سلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے۔

لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولی ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر و بیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال

3767-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (9707) .

وزر ہوتا ہے۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع ومفلس) دونوں کے لئے امراء وسلاطین کے ملے (تحفے وہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (اکالون للسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔ آخر میں خلاصہ طے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس ونادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال فئی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فئی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا ورغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لے گا تو وہ یعنی اس کا اجر اسے عقبیٰ میں مل جائے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

ہدیہ کی تعریف کا بیان

ہدیہ کا اصل مادہ ھدی ہے۔ یہ لفظ جوڑنے اور ملانے پر بولا جاتا ہے۔ ہدیہ کی جمع ہدایا آتی ہے جبکہ اہلِ مدینہ کی لغت میں اس کی جمع ھداوی ہے۔ صحاح میں ہیکہ ہدیہ ہدایا کا واحد ہے۔ مھدی اُس تھالی یا طباق کو کہتے ہیں جس میں ہدیہ بھیجا جائے۔
اور عربی میں مھدآء اس شخص کو کہتے ہیں جو ہدیہ دینے کا عادی ہو۔ اور تھادی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے عمل کو کہتے ہیں جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ۔

تَهَادَوْا تَحَابُّوا وَ تَصَافَحُوا يُذْهِبُ الْغِلَّ عَنْكُمْ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور محبت بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرو اس سے تمہارا حسد اور کینہ جاتا رہے گا۔

(ابن عساکر بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

تهادوا ان الهدية تذهب وحر الصدر ، ولا تحقرن جارة لجارتها ولو بشق فرسن شاةِ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے دل کا کینہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے چاہے وہ ایک بکری کی ایک کُھر کا ہی ہدیہ کیوں نہ ہو۔ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 55)

ہدیہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان

فقہاء کی تحریروں کی روشنی میں ہدیہ کی جو تعریف بیان کی ہے وہ یہ ہیں۔ایک یہ ہے کہ کسی شرط کے بغیر ایک دوسرے کو جو مال دیا جاتا ہے اس کو ہدیہ کہتے ہیں۔

اس تعریف میں کسی شرط کے بغیر کے الفاظ قید احترازی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان سے رشوت خارج ہو جاتی ہے۔نیز ان الفاظ سے بدلہ کا ہدیہ بھی خارج ہو جاتا ہے۔یہ وہ ہدیہ ہے جس میں اسی جیسا یا اس سے کم یا زیادہ تحفہ لوٹانے کی پیشگی توقع ہوتی ہے۔
ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایک شخص پہل کر کے،دوسرے کو اس کی طلب کے بغیر ہدیہ دے۔

(ماخوذ:الصحاح للجوہری،فتاویٰ ہندیہ،کشاف القناع عن متن الاقناع)

ہدیہ کی ایک تعریف یہ بھی آئی ہے کہ ایسا مال جو ایک شخص دوسرے کو اعانت کی امید یا شرط لگائے بغیر اسے دے۔

(الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ قواعہ صفحہ 328۔)

ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ہدیہ وہ مال ہے جو دلی محبت کے اظہار الفت کے حصول اور ثواب کی غرض سے دیا جائے۔(تعریب السیاسۃ الشرعیہ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیہ۔صفحہ 50)

ہدیہ قبول کرنے کا بیان

3768 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقَفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''میں نے یہ ارادہ کیا ہے اب میں صرف کسی قریشی سے،انصاری سے،ثقفی سے یا دوسی شخص سے ہی ہدیہ قبول کروں گا''۔

غیر مسلموں سے ہدیہ لینے یا دینے کا بیان

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ " تبیین الحقائق (6/22) میں کہتے ہیں کہ نوروز،اور مہرجان کے دن تحائف دینا جائز نہیں ہے، یعنی ان دنوں کے نام پر تحائف دینا حرام ہے، بلکہ کفر ہے،اور ابو حفص الکبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:"اگر کسی شخص نے اللہ کی پچاس سال تک عبادت کی اور پھر جب نوروز کا دن آیا اور کچھ مشرکوں کو ایک انڈا تحفہ میں نوروز کی تعظیم کرتے ہوئے دیدیا،تو اس نے کفر کیا،اور اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے"" جامع الاصغر " کے مصنف کہتے ہیں کہ:"اگر اس نے نوروز کے دن کسی مسلمان کو تحفہ نوروز کی تعظیم کے لئے نہیں دیا، بلکہ کچھ لوگوں کو اس دن تحفہ دینے کی عادت ہے تو یہ شخص کافر نہیں ہے،لیکن اسے چاہیے کہ اس دن میں تخصیص کے ساتھ تحائف مت دے، بلکہ اس سے پہلے یا بعد میں تحائف دے، تا کہ کفار سے اس کی مشابہت نہ ہو، کیونکہ

3768-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13053) .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

اور "جامع الاصغر" میں یہ بھی ہے کہ: "ایک شخص نوروز کے دن کوئی چیز خریدتا ہے، اس دن سے پہلے وہ خریدنا بھی نہیں چاہتا تھا، اگر اس نے یہ کام مشرکوں کی طرح اس دن کی تعظیم کے لئے کیا تو اس نے کفریہ کام کیا، اور اگر صرف کھانے پینے کی غرض سے خریداری کی تو یہ کفریہ کام نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح "التاج والاکلیل (4/319) میں مالکی فقیہ کہتے ہیں کہ ابن قاسم نے کسی عیسائی کو اس کی عید کے دن بدلہ چکانے کے لئے تحائف دینے کو مکروہ سمجھا ہے، اور اسی طرح یہودی کو اس کی عید کے دن کھجور کے پتے تحفہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

ایسے ہی حنبلی فقیہ "الاقناع" میں کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے تہواروں میں شریک ہونا، اور ان کے لیے عید کے دن معاون بننے والی اشیاء فروخت کرنا حرام ہے۔ بلکہ ان دنوں میں کوئی مسلمان بھی کسی دوسرے مسلمان کو تحائف مت دے، جیسے کہ حنفی فقہاء کی گفتگو میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

3769 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَحْمٍ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . فَقِيْلَ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو بتایا گیا: یہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے"۔

عین میں تبدیلی سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

تبدل الملك يوجب تبدلا في العين ۔ (نورالانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہو جائے گی اور حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

3769-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اذا تحولت الصدقة (الحديث 1495)، و في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2577) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 170) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الفقير يهدي للغني من الصدقة (الحديث 1655) . تحفة الاشراف (1242) .

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آ گیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ (نور الانوار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم ج ا ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو گیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ا ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی) (ہدایہ اخیرین ج ۲ ص ۴۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہو گیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔

شرح سنن نسائی جلد چہارم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بروز اتوار ۱۶ ر صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۹ ر نومبر ۲۰۱۵ء شرح سنن نسائی کی جلد چہارم مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجھ پر حق کو واضح فرمائے اور اس کی اتباع نصیب فرمائے۔ اور باطل کو واضح کر دے اور اس سے بچنے کی توفیق عطائے فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے بخشش و مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ
چک ستیکا بہاولنگر